

واللہ اعلم بالصواب  
وہاں کی تحریر و حالہ ہاتھ اور کلمہ کی نسبت کیساتھ

# کفایۃ المفتی

مع عنوانات

منہج علم حضرت علامہ مفتی  
محمد کفایت اللہ رحمہ اللہ

پیشکش  
پیشکش

ذاللافاتجامعہ فاروقیہ کراچی کے زیر نگرانی  
دلائل کی تخریج وحوالہ جات اورکمپیوٹرکتابت کیساتھ

# کفایت المفتی

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی  
محمد کفایت اللہ دہلوی

جلد سوم

کتاب الصلوة

دارالافتاء  
اردو بازار کراچی  
فون: 021-2213768

## کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر

اس جدید تخریج و ترتیب و عنوانات اور کیپیڈر کمپوزنگ کے جملہ حقوق  
 باقاعدہ معاہدہ کے تحت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : غلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی  
 طباعت : جولائی ۲۰۰۱ء تکمیل پریس کراچی۔  
 صفحات : 3780 صفحات در ۹ جلد مکمل

﴿..... ملنے کے پتے .....﴾

ادارۃ المعارف جامعہ اسلامیہ کراچی  
 ادارہ اسلامیات ۱۹۰-۱۱۰۰ کراچی  
 مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور  
 مکتبہ امدادی بی بی ہسپتال روڈ  
 مکتبہ رحمانیہ ۱۸-اردو بازار

بیت القرآن اردو بازار کراچی  
 بیت العلوم ۲۶-بھروڈ لاہور  
 مکتبہ رحمانیہ - چنیوٹ بازار فیصل آباد  
 کتب خانہ شہید - مین مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی  
 یونیورسٹی بک اسٹوریٹی خیبر بازار پشاور

## دیباچہ

نحمد الله العلی العظیم ونصلی علی رسولہ الکریم

امسا بعد۔ یہ کفایت المفتی کی جلد سوم قارئین کے قوش نظر ہے۔ جلد اول کے دیباچے میں عرض کیا گیا تھا کہ جو فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ اول وہ فتاویٰ جو مدرسہ امینیہ کے رجسٹروں میں سے لیے گئے ہیں۔ ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ لفظ المستفتی پر نمبر بھی ہے اور مستفتی کا نام و مختصر پتہ اور تاریخ روانگی بھی درج ہے۔ بعض جگہ سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ جواب دیگر کے اوپر مستفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔ دوسرے وہ فتاویٰ جو سر روزہ الجمعیت سے لیے گئے ہیں ان میں لفظ سوال کے نیچے اخبار کا حوالہ دیا گیا ہے۔ تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا باہر سے حاصل کیے گئے یا مطبوعہ کتب میں سے لیے گئے۔

لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل شدہ فتاویٰ کی کل تعداد ظاہر کرنے کے لئے سیریل نمبر ہے۔ یہ جلد سوم جو آپ کے قوش نظر ہے اس میں درج شدہ فتاویٰ کی اقسام کی تفصیل یہ ہے۔

رجسٹروں سے ۳۳۷ الجمعیت سے ۱۳۷ متفرق ۲۰۱ کل ۷۸۶

کفایت المفتی جلد اول و دوم و سوم کے کل فتاویٰ کی تعداد پندرہ سو اکٹھ ہوئی۔

اب انشاء اللہ جلد چہارم آئے گی جو کتاب البنائز سے شروع ہوتی ہے۔

واخر دعونا ان الحمد لله رب العلمین

احقر حفیظ الرحمان واصف





# فہرست عنوانات

## کتاب الصلوٰۃ

پہلا باب

اذان و تکبیر

- ۱ نماز کے علاوہ کن مواقع پر اذان کہنا جائز ہے؟ ..... ۳۵
- ۲ فرض نماز کے لئے اذان سنت مؤکدہ ہے ..... ۴
- ۳ اذان سے پہلے بعد میں گھنٹہ جانا ..... ۴۶
- ۴ اقامت میں دائیں پیائیں مڑنے کا حکم ..... ۴
- ۵ چابلق لڑکے کی اذان کا حکم ..... ۴
- ۶ اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ..... ۳۷
- ۷ اذان میں دو وقت شہادتین اُگوٹھے چومنا ..... ۴
- ۸ اقامت کے لئے کوئی جگہ متعین نہیں ..... ۴
- ۹ جواب دیگر ..... ۴
- ۱۰ اقامت میں دو وقت کلمہ شہادت لام کا پیچہ پھیرنا ..... ۳۸
- ۱۱ اذان سے پہلے بعد میں گھنٹہ جانا ..... ۴
- ۱۲ بے نماز اور غلط شخص کو مؤذن بنا دیا درست نہیں ..... ۴
- ۱۳ اذان سے پہلے یا بعد میں غبار جانا درست نہیں ..... ۳۹
- ۱۴ اذان کے بعد پیش کی محنتی چابلق عت ہے ..... ۴
- ۱۵ اذان و اقامت کے اختتام پر ”محمد رسول اللہ! اے اضافہ ..... ۴
- ۱۶ فونوگراف کے اذان کہنے سے نماز مکروہ نہیں ہوتی ..... ۵۰
- ۱۷ اقامت میں ”حی علی الصلوٰۃ“ پر کھڑا ہونا مستحب ہے ..... ۴
- ۱۸ رفع ہاتھ کے لئے اذان کہنا مباح ہے ..... ۵۱
- ۱۹ اذان میں دو وقت شہادتین اُگوٹھے چومنا ..... ۴
- ۲۰ اذان کے بعد جماعت کے لئے گھنٹہ جانا مکروہ ہے ..... ۴
- ۲۱ اذان کے لئے اسپیکر کا استعمال مباح ہے ..... ۵۲
- ۲۲ لام مصلیٰ پر کب کھڑا ہو؟ ..... ۴

صفحہ	مضمون
۵۳	۲۳ امام اور مقتدیوں کا شروع اقامت میں کھڑے ہونا.....
۶	۲۴ تکبیر کوئی میں شرکت کی حد.....
۵۴	۲۵ اذان کا جواب دینا سنت ہے.....
۶	۲۶ شہادتین سن کر انگوٹھے چومنا بدعت ہے.....
۶	۲۷ اذان کے بعد دعائیں ہاتھ اٹھانا حجت نہیں.....
۶	۲۸ اذان کے بعد نماز کے لئے بلانا عیب میں داخل ہے.....
۵۵	۲۹ جماعت کے وقت مؤذن کا بآواز بلند درود پڑھنا.....
۵۶	۳۰ مؤذن کی موجودگی میں دوسرے شخص کا اذان کہنا.....
۵۷	۳۱ شہادتین سن کر انگوٹھے چومنا بدعت ہے.....
۶	۳۲ سوال مشہور.....
۵۸	۳۳ جواب دیگر.....
۶	۳۴ اذان فجر کے بعد لوگوں کو نماز کے لئے بلانا.....
۶۰	۳۵ ایک شخص کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے.....
۶	۳۶ اذان کے بعد دعائیں "واللہ ربہ الرقیۃ" اور "وارز قنا شفاۃ" کا اضافہ.....
۶۱	۳۷ رمضان المبارک میں نماز مغرب کو تاخیر سے پڑھنا.....
۶	۳۸ اذان میں روانفس کی طرف سے کیا گیا اضافہ حجت نہیں.....
	دوسرا باب
	لوقات نماز
۶۲	۳۹ نماز فجر ظہر اور عصر کا مستحب وقت کیا ہے؟.....
۶۳	۴۰ ظہر اور عصر کے وقت کی تحقیق.....
۶	۴۱ مشلول کے نماز عصر کا حکم.....
۶۴	۴۲ نماز عصر کے بعد نوافل پڑھنا مکروہ ہے.....
۶	۴۳ عشاء کو کب تک مؤخر کر سکتے ہیں؟.....
۶۵	۴۴ شفق بخش کے غائب ہونے کے بعد عشاء پڑھنا بہتر ہے.....
۶	۴۵ نماز فجر اور عصر کے بعد نوافل پڑھنے کا حکم.....
۶	۴۶ طلوع فجر کے بعد سنت کے علاوہ نوافل پڑھنا مکروہ ہے.....
۶	۴۷ مسجد میں جماعت کی نماز کے لئے وقت مقرر کرنا.....

صفحہ	مضمون
۶۹	۳۸ رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں.....
۶۷	۳۹ نماز جمعہ کا وقت ظہر کی طرح ہے.....
۶	۵۰ جماعت کے وقت جنازہ آجائے تو کس کو مقدم کیا جائے؟.....
۶۸	۵۱ مغرب کا وقت کب تک رہتا ہے؟.....
۶	۵۲ طلوع آفتاب بزوال اور غروب کے وقت کوئی نماز جائز نہیں.....
۶	۵۳ جواب دیگر.....
۶۹	۵۴ رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھنا جائز ہے.....
۶	۵۵ وقت عصر کے بارے میں چند سوالات.....
۷۰	۵۶ نمازیوں کی آسانی کے لئے جماعت کا وقت مقرر کرنا بہتر ہے.....
۷۱	۵۷ دو نمازوں کو اکٹھے وقت میں پڑھنا جائز نہیں.....
۶	۵۸ نواں و جماعت میں کتنا وقت کیا جائے؟.....
۶	۵۹ نماز فجر سورج طلوع ہونے کے بعد قضا کی جا سکتی ہے.....
۷۲	۶۰ غروب آفتاب کے کتنی دیر بعد عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے؟.....
	تیسرے باب
	امامت و جماعت
۶	فصل اول: امامت.....
۶	۶۱ نابالغ کی امامت کا حکم.....
۶	۶۲ (۱) یکشنبہ والے کی امامت.....
۶	(۲) خفیوں کو مشرک کہنے والے غیر مقلد کی امامت کا حکم.....
۷۳	۶۳ مسجد میں امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے؟.....
۷۴	۶۴ بغیر شرعی عذر کے پہلے امام کو معزول کرنا درست نہیں.....
۷۵	۶۵ غلط خواف کی امامت.....
۷۶	۶۶ جھوٹ بولنے والے جھٹکوا دار امام کے پیچھے نماز کا حکم.....
۶	۶۷ ضالین کو خالین پڑھنے والے کی امامت.....
۷۷	۶۸ امامت کی اجرت لیا جائز ہے.....
۶	۶۹ صرف ٹوپی پہن کر امامت کرنا جائز ہے.....
۶	۷۰ حالت جنابت میں نماز پڑھانے والے کا حکم.....

صفحہ	مضمون
۷۸	۷۱ امام کا ”دور“ یا محراب کے اندر کھڑا ہونا۔
۷۹	۷۲ خواہ مخواہ امام سے اختلاف نہ کیا جائے۔
۷۹	۷۳ ڈازھی کٹانے والے اور مسائل سے ناواقف کی امامت مکروہ ہے۔
۷۹	۷۴ تہجد باندھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔
۸۰	۷۵ (۱) اس بیویا کے پیچھے نماز پڑھا کر اہت جائز ہے جو طہارت میں محتاط ہو۔
۷۹	(۲) بیویا حافظہ کے پیچھے تلوٰح کا حکم۔
۷۹	(۳) چوتھ پکن کر نماز پڑھنا جائز ہے۔
۷۹	۷۶ منکر رسالت کو امام بنانا جائز نہیں۔
۷۹	۷۷ غلط پیشے سے نائب مفتی اور پرہیز گاری کی امامت۔
۸۱	۷۸ تلوٰح میں پختہ حفظ والے حافظہ کو امام بنایا جائے۔
۷۹	۷۹ عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت۔
۸۲	۸۰ پندرہ سال کی عمر والے کے پیچھے نماز جائز ہے۔
۷۹	۸۱ شہوت پرست مبتدع کے پیچھے نماز کا حکم۔
۷۹	۸۲ بدعتی پیر کے موعود غلیفہ کے پیچھے نماز کا حکم۔
۸۳	۸۳ جو لام ”قاف“ کا خرن کوانہ کر سکے۔
۷۹	۸۴ تعویذ گنڈے کرنے اور فال پات دیکھنے والے کی امامت۔
۸۳	۸۵ ڈازھی منڈے سے خود کو بہتر کہنے والے کی امامت۔
۷۹	۸۶ غیر مختون کی امامت کا حکم۔
۷۹	۸۷ جو اکھینے والے اور والدین کے نافرمان کی امامت۔
۸۵	۸۸ غسل کے پیچھے نماز جائز ہے۔
۷۹	۸۹ غلط پڑھنے والے کی اقتدا کا حکم۔
۸۶	۹۰ غیر شرعی فعل کے مرتکب شخص کی امامت۔
۷۹	۹۱ مؤذن اور خادم کے فرائض۔
۷۹	۹۲ امام مقرر کرنا سنولی کا حق ہے۔
۸۷	۹۳ انیون اور پوست پینے والے کی امامت۔
۷۹	۹۴ امامت پر نہ پہنچے تو دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے۔
۸۸	۹۵ بلا وجہ شرعی امام سے اختلاف نہ کیا جائے۔

صفحہ	مضمون
۸۸	۹۶ ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے.....
۹	۹۷ ذبح کرنے والے کی لامت.....
۸۹	۹۸ میت کو غسل دینے والے کو امام مقرر کرنا کیسا ہے؟.....
۹۰	۹۹ بد چلن بیٹنی والے کی لامت.....
۹۱	۱۰۰ (۱) یزید پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟.....
۹	(۲) خود کو یزید جیسا کہنے والے کی لامت.....
۹	(۳) حضرت حسینؑ کی طرف منسوب ایک روایت.....
۹	۱۰۱ مسائل سے واقف پیدہ ور شخص کی لامت.....
۹	۱۰۲ (۱) شافعی مذہب چھوڑ کر حنفی بننے والے کی اقتدا کا حکم.....
۹	(۲) شافعی مذہب والے کے پیچھے حنفی کی اقتدا.....
۹	(۳) صبح کی نماز میں شافعی امام کے پیچھے حنفی قوت پڑھیں یا نہیں؟.....
۹۲	(۴) جہاں اکثر مقتدی حنفی ہوں تو شافعی امام کس طرح نماز پڑھائے؟.....
۹	۱۰۳ ضرورت کی بنا پر امام اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے.....
۹۳	۱۰۴ بیٹنی کی بد کرداری پر راضی ہونے والے کی لامت کا حکم.....
۹۵	۱۰۵ (۱) ختم قرآن کی اجرت لینے والے کی لامت.....
۹	(۲) دم اور تعویذ کی اجرت لینا جائز ہے.....
۹	۱۰۶ امام سے غلام باندھ کر نماز پڑھانے کا مطالبہ درست نہیں.....
۹۶	۱۰۷ امام کی اجازت کے بغیر دوسرے شخص کو امامت کا حق نہیں.....
۹	۱۰۸ ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے.....
۹	۱۰۹ ایدعات شنیعہ کے مرتکب کی امامت کا حکم.....
۹۷	۱۱۰ نیک اور صالح ولد الزنا کی امامت کا حکم.....
۹	۱۱۱ ڈالڑھی منڈانے والے کے پیچھے نماز ٹھیک ہے.....
۹	۱۱۲ بد کردار امام کو معزول کرنا جائز ہے.....
۹۸	۱۱۳ جو عالم حافظ و قاری ہو تو زیادہ حق دار ہے.....
۹	۱۱۴ زیادہ عمر والے متقی عالم کو امام بنانا افضل ہے.....
۹۹	۱۱۵ اختلاف کے وقت کثرت رائے سے امام مقرر کرنا چاہیے.....
۹	۱۱۶ ڈالڑھی منڈے کے پیچھے نماز ٹھیک ہے.....

صفحہ	مضمون
۹۹	۱۱۷ زبردستی مہمانانہ راست نہیں.....
۱۰۰	۱۱۸ چوروں کی سزا کا نئے دوائے کی امامت.....
۱۰۱	۱۱۹ فقہ حنفی کی امامت کا حکم.....
۱	۱۲۰ بدعتی کی امامت مکروہ ہے.....
۶	۱۲۱ پھر وہی امامت جائز ہے.....
۶	۱۲۲ (۱) مسجد کو دھرم شاہ اور امام کو پڈت کسے والے کی امامت.....
۲	(۲) غیر عرم ہنواہری لڑکی رکھنے والے کی امامت.....
۸	(۳) بلاوجہ امام کو گالیاں دینے والے فاسق ہیں.....
۱۰۳	۱۲۳ شراب پینے اور خفگی لڑھی رکھنے والے کی امامت.....
۶	۱۲۴ میت کو غسل دینے والے کی امامت.....
۶	۱۲۵ سودی کاروبار کرنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے.....
۱۰۳	۱۲۶ جس کی بیوی کسی اور کے پاس چلی گئی اس کی امامت.....
۸	۱۲۷ (۱) ایک چلن بیوی رکھنے والے کی امامت.....
۶	(۲) بولہ انزا کے پیچھے نماز کا حکم.....
۶	۱۲۸ نیک اور صالح و مد الزنا کی اقتدا کا حکم.....
۱۰۵	۱۲۹ امام کی اجازت کے بغیر نماز نہ پڑھی جائے.....
۶	۱۳۰ مسائل سے ناواقف اور جھوٹے دالے حافظ کی امامت.....
۶	۱۳۱ فاسق کی تعریف اور اس کی امامت کا حکم.....
۱۰۶	۱۳۲ (۱) کورن تقریر امام کا منبر پر گالیاں لگانا.....
۶	(۲) بلاوجہ امام کی مخالفت نہ کی جائے.....
۶	(۳) حکام شرمیہ سے ناواقف کے فیصلے کا حکم.....
۶	(۴) ترویج پڑھانے والے کی دودھ سے شدت.....
۱۰۷	۱۳۳ آدمی آستین والی قمیص میں نماز کا حکم.....
۶	۱۳۴ تھنوں اور امام کے پیچھے نماز پڑھے.....
۱۰۸	۱۳۵ غلط افعال والے کی امامت.....
۱۰۹	۱۳۶ ترویج پڑھانے والے کو روکنا اور کپڑے لینا.....
۸	۱۳۷ (۱) امام حافظ نہ ہو تو ترویج کے لئے حافظ کو مقرر کیا جائے.....

صفحہ	مضمون
۱۰۹	(۲) صحیح کی موجودگی میں بیہوشی کی لامت
۱۱۰	۱۳۸ کم علم اور متکبر امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے
۱۱۲	۱۳۹ (۱) لامت کے لئے کیا شخص مناسب ہے؟
۷	(۲) جس کی عورتیں پردہ نہ کریں اس کی لامت
۹	۱۴۰ منکر شفاعت اور قادیانی کو کافرنہ سمجھنے والے کی لامت
۱۱۳	۱۴۱ بے نکاحی عورت رکھنے والے اور سینہ لکھنے والے کی لامت
۱۱۳	۱۴۲ (۱) مرزائیوں سے تعلقات رکھنے والے کی لامت
۹	(۲) مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی
۹	(۳) مکی مسجد کو گرا کر پختہ مانا
۹	(۴) جس میں صلاحیت نہ ہو اس کو معزول کیا جائے
۱۱۵	۱۴۳ (۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے
۷	(۲) تماشے اور سینہ لکھنے والے کی لامت
۹	۱۴۴ لامت کا حق کس شخص کو ہے
۱۱۶	۱۴۵ (۱) جذام والے شخص کے پیچھے نماز کا حکم
۷	(۲) نابالغ کی لامت ترویج میں بھی جائز نہیں
۹	۱۴۶ غیر مقلد کے پیچھے نماز کا حکم
۱۱۷	۱۴۷ یتیموں کا مال کمانے والے شخص کی لامت
۷	۱۴۸ رشوت خور اور جھوٹے لئے والے کی لامت
۱۱۸	۱۴۹ امام نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے
۹	۱۵۰ جس سے اکثر نمازی ناراض ہوں اس کی لامت کا حکم
۱۱۹	۱۵۱ فعل بد کرنے والے کی اقتداء کا حکم
۹	۱۵۲ بد کردار امام جس سے اکثر مقتدی ناراض ہوں
۱۲۰	۱۵۳ ٹوپی کے ساتھ نماز جائز ہے
۱۲۱	۱۵۴ قصد ٹوپی میں درود پڑھنے والے کی اقتداء
۹	۱۵۵ جس کی بیوی بے پردہ ہو اس کی لامت
۹	۱۵۶ مسائل سے ناواقف اور ناخبر کرنے والے کی لامت
۱۲۲	۱۵۷ صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا



صفحہ	مضمون
۱۲۲	۱۵۸ حافظ قرآن ناظرہ ٹول سے افضل ہے.....
۵	۱۵۹ سوال متعلقہ صحت امامت.....
۱۲۳	۱۶۰ امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے؟.....
۱۲۳	۱۶۱ زمانے کے مرتکب کی امامت ممنوعہ ہے.....
۵	۱۶۲ رشوت دینے اور بلیک کرنے والے کی امامت.....
۵	۱۶۳ جواب دیگر.....
۵	۱۶۴ جواب دیگر.....
۱۲۵	۱۶۵ بطور دو اثبوت کھانے والے کی امامت.....
۵	۱۶۶ جس نے سنتیں نہ پڑھی ہو تو وہ نماز پڑھا سکتا ہے.....
۵	۱۶۷ پابند شریعت عالم کو ماہنامہ افضل ہے.....
۱۲۶	۱۶۸ استحقاق امامت کس کو ہے؟.....
۵	۱۶۹ (۱) ملکہ پڑھنے والے کی اقتداء کا حکم.....
۵	(۲) امام مسجد نماز پڑھانے کا زیور حق دار ہے.....
۱۲۷	۱۷۰ جس کی بی بی زانیہ ہو اس کی امامت.....
۵	۱۷۱ ناظرہ کے پیچھے حافظ کی نماز درست ہے.....
۵	۱۷۲ ابرص والے شخص کی امامت.....
۱۲۸	۱۷۳ جو اے کو ماہنامہ کیسا ہے؟.....
۵	۱۷۴ نماز پڑھانے کا حق امام مسجد کو ہے.....
۵	۱۷۵ ڈاکو کی امامت.....
۱۲۹	۱۷۶ (۱) تعویذ پڑھنے والے کی امامت.....
۵	(۲) سگریٹ پینے والے اور محفل میاں کرنے والے کی امامت.....
۵	۱۷۷ (۱) اکریمہ مشین ذبح کرنے والے کا گوشت پینے والے کی امامت.....
۵	(۲) قصاب کا ماہنامہ کیسا ہے؟.....
۵	(۳) کچے چمڑے کے جگری امامت.....
۵	(۴) جس کی بی بی بے پردہ ہو اس کی امامت.....
۵	(۵) نشہ کرنے اور گالی دینے والے کی امامت.....
۵	(۶) امام جس سے مقتدری ناخوش ہو.....

صفحہ	مضمون
۱۲۹	(۷) فاسق و فاجر کی اقتداء کا حکم....
۲	(۸) فاسق و فاجر کا بدعتی امام بننا....
۱۳۱	۱۷۸ ایک چشم کی امامت.
۹	۱۷۹ بلا وجہ شرعی امام کے پیچھے نماز کا ترک
۱۳۲	۱۸۰ بغیر عمامہ ٹوپی کے ساتھ نماز
۵	۱۸۱ دوسرے مذہب والے کی اقتداء کا حکم
۱۳۳	۱۸۲ امام کا مقتدیوں سے بلند جگہ پر کھڑا ہونا.....
۶	۱۸۳ مجاور کی امامت..
۷	۱۸۴ پابندی سے نماز نہ پڑھنے والے کی امامت.....
۱۳۴	۱۸۵ پیش امام کی تعظیم و تکریم واجب ہے.
	فصل دوم : جماعت
۷	۱۸۶ مسجد میں تکرار جماعت کا حکم
۷	۱۸۷ جماعت سے ہٹ کر الگ نماز پڑھنا
۱۳۵	۱۸۸ جماعت الود میں نئے آنے والے کی شرکت درست نہیں
۷	۱۸۹ جماعت میں عورتیں لوہے کہاں کھڑے ہوں؟
۱۳۶	۱۹۰ مرتکب کبیرہ کی امامت....
۱۱	۱۹۱ مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے.
۱۳۷	۱۹۲ مسجد میں تکرار جماعت کا حکم..
۱۱	۱۹۳ مسجد میں دو جماعت کے متعلق ایک استفادہ
۵	۱۹۴ مجزوم جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟
۱۳۸	۱۹۵ دوسرے قعدہ میں ملنے والے کو جماعت کا ثواب ملتا ہے..
۷	۱۹۶ اعادہ والی نماز میں نئے آنے والے شریک نہیں ہو سکتے....
۱۳۹	۱۹۷ امام چار رکعت پڑھ کر پانچویں کے لئے اٹھ گیا تو مقتدی کیا کریں؟
۷	۱۹۸ صف اول کی فضیلت.
۷	۱۹۹ مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم
۱۴۰	۲۰۰ (۱) سلام اول کے بعد اقتداء درست نہیں..
۷	(۲) بدعتی کی امامت مکروہ ہے.....

صفحہ	مضمون
۱۴۱	۲۰۱ عورتوں کی انگ جماعت جائز ہے یا نہیں؟
۵	۲۰۲ امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔
۱۴۲	۲۰۳ گھر میں نماز پڑھنے والے پر وعید۔
۱۴۳	۲۰۴ عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے۔
۵	۲۰۵ اشکال بر جو لب بال۔
۱۴۴	۲۰۶ (۱) مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے۔
۵	(۲) صرف ٹوپی کے ساتھ نماز جائز ہے۔
۱۴۵	۲۰۷ مقتدی نے زید کی نیت کی بعد میں معلوم ہوا کہ بحر تھا تو نماز نہیں ہوئی۔
۵	۲۰۸ امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔
۵	۲۰۹ صف کے پیچھے اکھڑا کھڑا ہونا مکروہ ہے۔
۱۴۶	۲۱۰ (۱) مسجد کی بنائی منزل پر جماعت کرنا۔
۵	(۲) دروں کے درمیان صف بنانا۔
۵	۲۱۱ جہاں امام مقرر ہو وہاں جماعت ثانیہ کا حکم۔
۵	۲۱۲ مسجد کے صحن میں نماز کا حکم۔
۱۴۷	۲۱۳ صف میں جگہ نہ ہو تو آنے والا اکھڑا کھڑا ہو۔
۵	۲۱۴ جماعت ثانیہ کا حکم۔
۱۴۸	۲۱۵ بوقت تلوٰث فرض کی جماعت کرنا۔
۵	۲۱۶ مسجد حلقہ میں تکرار جماعت مکروہ ہے۔
۱۴۹	۲۱۷ عتدی مسجد میں دوسری جماعت کا حکم۔
	چوتھا باب
	مسجد اور عید گاہ کے آداب
۵	فصل اول: مسجد میں جنبی کا داخل ہونا۔
۵	۲۱۸ مسجد میں سائے ہوئے شخص کو احتلام ہو جائے تو کیا کرے؟
۵	۲۱۹ جنبی صحن مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟
۱۵۰	فصل دوم مسجد کی کسی چیز یا زمین کو استعمال کرنا یا میت کو دفن کرنا۔
۵	۲۲۰ مسجد کے اندر خیمہ کرنا۔
۵	۲۲۱ مسجد کی دوری کا جلسہ میں استعمال۔

صفحہ	مضمون
۱۵۰	۲۲۲ مسجد کے پانی کا استعمال
۱۵۱	۲۲۳ حلاوت کے لئے مسجد کی بنی کا استعمال
۶	۲۲۴ مسجد کی زمین میں میت کو دفن کرنا
۶	۲۲۵ مسجد کی دریوں کو عید گاہ میں استعمال کرنا
۱۵۲	فصل سوم: مسجد کے سامنے باجہ جانا
۶	۲۲۶ مسجد کے قریب باجہ جانا
۶	۲۲۷ مسجد کے قریب شور مچانا اور گانا جانا...
۱۵۳	۲۲۸ مسجد کے قریب گانے والوں کو روکا جائے
۱۵۳	۲۲۹ مسجد کے سامنے باجے وغیرہ جاتے ہوئے گزرنا
۶	فصل چہارم: زمین مقصوبہ یا غیر موقوفہ پر نہائی یا مال حرام سے نہائی ہوئی مسجد
۶	۲۳۰ مال حرام سے نہائی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم
۱۵۵	۲۳۱ گھروں کی کمائی سے بنی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم
۶	فصل پنجم: مسجد میں یا سقف مسجد پر سونا قیام کرنا اور نماز پڑھنا
۶	۲۳۲ مسجد کے لوہے پر امام کے لئے کمرہ بنانا...
۶	۲۳۳ مسجد میں سونا
۱۵۶	۲۳۴ خادم کا مسجد میں مستقل رہائش کرنا
۶	۲۳۵ مسجد میں رہائش کرنا
۱۵۷	۲۳۶ نمازیوں کا مسجد میں سونے کی عادت بنانا
۶	۲۳۷ (۱) مسجد کے کمرے میں سونا
۶	(۲) مسجد میں سالن کے لئے صندوق رکھنا
۶	(۳) تعمیر کے لئے جمع شدہ چندہ کو امام و مؤذن کی تحفہ لوٹیں دینا
۶	(۴) مسجد میں رات کو غلیف پڑھنا
۱۵۸	۲۳۸ مسافر کا مسجد میں سونا
۶	۲۳۹ مسجد کی چھت پر کھانا پکانا اور سونا
۱۵۹	۲۴۰ (۱) مسجد کے اندر نماز کا ثواب زیادہ ہے یا لوہے؟
۶	(۲) دروازوں کے درمیان صف بنانا

صفحہ	مضمون
۱۵۹	(۱) گرمی کی وجہ سے مسجد کی محبت پر نماز..... ۲۴۱
۶	(۲) جمعہ کی سنتوں کے لئے "الصلوٰۃ قبل الجمعة" پکارنا..... ۲۴۲
۶	فصل ششم: حقوق متعلقہ مسجد..... ۲۴۳
۶	۲۴۴ قادیانوں کا مسلمانوں کی مسجد میں جماعت کرنا..... ۲۴۴
۱۶۰	۲۴۴ حفاظت کی خاطر مسجد کو تالاکھانا..... ۲۴۴
۱۶۱	۲۴۴ مسجد کی حفاظت مسلمانوں پر لازم ہے..... ۲۴۴
۱۶۲	۲۴۵ محلے کی مسجد میں نماز افضل ہے..... ۲۴۵
۱۶۳	۲۴۶ مسجد پر ملکیت کا دعویٰ باطل ہے..... ۲۴۶
۶	۲۴۷ مکان کے اندر مسجد بنانا..... ۲۴۷
۶	۲۴۸ مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی..... ۲۴۸
۱۶۳	۲۴۹ "مسجد کی دیوار تو زودی گئی" کہنا..... ۲۴۹
۶	۲۵۰ مسجد کا پیسہ دوسری جگہ خرچ کرنا جائز نہیں..... ۲۵۰
۶	۲۵۱ مسجد کے بانی کو تولیت کا حق ہے..... ۲۵۱
۱۶۵	۲۵۲ مسجد کے کسی حصہ پر قبضہ کرنا جائز نہیں..... ۲۵۲
۶	فصل ہفتم: مساجد میں غیر مسموم کا داخلہ..... ۲۵۳
۶	۲۵۳ غیر مسلم مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟..... ۲۵۳
۱۶۶	فصل ہشتم: مسجد کے سامان کا فروخت کرنا یا منتقل کرنا..... ۲۵۴
۶	۲۵۴ یرق مسجد کے سامان کا حکم..... ۲۵۴
۶	۲۵۵ (۱) مسجد کے لمبے کا حکم..... ۲۵۵
۶	(۲) ہندوؤں سے تعمیر مسجد کا کام لینا..... ۲۵۶
۱۶۷	۲۵۶ مسجد کی تعمیر سے بچی ہوئی لکڑی کا حکم..... ۲۵۶
۶	۲۵۷ تعمیر مسجد سے بچے ہوئے مسلمان کا حکم..... ۲۵۷
۱۶۸	۲۵۸ فاضل سامان کو فروخت کرنا..... ۲۵۸
۶	فصل نہم: مسجد میں چندہ کرنا اور سوال کرنا..... ۲۵۹
۶	۲۵۹ نماز کے بعد مسجد میں چندہ کرنا..... ۲۵۹
۱۶۹	۲۶۰ سوال مثل بالا..... ۲۶۰

صفحہ	مضمون
۱۶۹	۲۶۱ دورانِ خشیہ چند دکھم.....
۱۷۰	۲۶۲ ایضاً.....
۱۷۱	۲۶۳ فرض نماز کے بعد دعائے پہلے چندہ کرنا.....
۱۷۲	فصل دہم: مسجد میں بدبو دار چیز کا استعمال.....
۱۷۳	۲۶۴ مسجد کی دیواروں کو روغن لگانا.....
۱۷۴	۲۶۵ مسجد میں مٹی کے تیل والے لائٹیں کا استعمال.....
۱۷۵	۲۶۶ مسجد کو ہر قسم کی گندہ گی سے پاک رکھا جائے.....
۱۷۶	۲۶۷ مسجد میں بسپ جانا.....
۱۷۷	فصل یازدہم: مسجد میں مکتب یا مدرسہ جاری کرنا.....
۱۷۸	۲۶۸ مسجد میں مدرسہ جاری کرنا.....
۱۷۹	۲۶۹ مسجد میں دینی کتابیں پڑھانا.....
۱۸۰	۲۷۰ بے سمجھ بھولوں کو مسجد میں نہ پڑھایا جائے.....
۱۸۱	فصل دوازدہم: استقبال قبلہ.....
۱۸۲	۲۷۱ مکہ سے دور رہنے والوں کے لئے جہت قبلہ کافی ہے.....
۱۸۳	۲۷۲ استقبال قبلہ کا طریقہ.....
۱۸۴	۲۷۳ معمولی انحراف مقدم نماز نہیں.....
۱۸۵	۲۷۴ قطب ستارے کے ذریعے سمت قبلہ کا تعین.....
۱۸۶	۲۷۵ جس مسجد کا رخ قبلہ کی طرف درست نہ ہو.....
۱۸۷	۲۷۶ قبلہ سے معمولی انحراف.....
۱۸۸	۲۷۷ منحرف مسجد کا قبلہ درست کیا جائے.....
۱۸۹	۲۷۸ قبلہ کی طرف پھول کر کے سونا خلف اوپ ہے.....
۱۹۰	۲۷۹ جہت مسجد سے منحرف ہو کر نماز پڑھنا.....
۱۹۱	۲۸۰ دورہ والوں کے لئے جہت قبلہ کافی ہے.....
۱۹۲	فصل سیزدہم: جماعت خاند و صحن و فنائین مسجد.....
۱۹۳	۲۸۱ مسجد سے ملحق دکان پر امام کے لئے حجرہ بنانا.....
۱۹۴	۲۸۲ مسجد کی دکان پر امام کے لئے حجرہ کی تعمیر.....

صفحہ	مضمون
۱۷۹	۲۸۳ استیخانوں کے اوپر امام کے لئے جگہ ملنا۔
۱۸۰	۲۸۴ مسجد کے دروازے کے متصل پڑھنا لگانا۔
۱۸۳	۲۸۵ صحن مسجد میں حوض اور استیخانہ ملنا۔
۱۸۳	فصل چہارم: مسجد کی دیواروں کو منقش کرنا یا آیات لکھنا یا کتبہ لگانا۔
۶	۲۸۶ مسجد کی قبلہ والی دیوار کو منقش کرنا۔
۶	۲۸۷ مسجد کی دیواروں پر تھیں پائل لگانا۔
۶	۲۸۸ (۱) مسجد کی دیواروں پر آیات قرآنی ترجمہ لکھنا۔
۶	(۲) مسجد کی قبلہ والی دیوار پر نقش و نگار کرنا۔
۱۸۳	۲۸۹ مسجد پر کتبہ لگانا۔
۶	فصل پانزدہم: مسجد میں نماز جنازہ۔
۶	۲۹۰ بلا عذر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے۔
۱۸۵	فصل شانزدہم: عید گاہ کے احکام۔
۶	۲۹۱ (۱) کافر کی مائٹی ہوئی مسجد میں نماز۔
۶	(۲) مسجد کو منہدم کرانے والے گناہ گار ہیں۔
۶	(۳) مسجد کو شہید کر کے دوسری جگہ مسجد بنانا۔
۶	(۴) مسجد میں عید کی نماز پڑھنا۔
۶	۲۹۲ عید گاہ میں فرض نماز پڑھنا جائز ہے۔
۱۸۶	۲۹۳ عید گاہ میں نماز جنازہ پڑھنا۔
۶	۲۹۴ عید گاہ میں فٹ بال کھیلنا۔
۶	۲۹۵ عید گاہ میں حائضہ اور جنسی داخل ہو سکتے ہیں۔
۶	۲۹۶ عید گاہ میں نماز جنازہ کا حکم۔
۱۸۷	۲۹۷ گاؤں میں متعدد جگہ نماز عید۔
۶	فصل ہفتم: مسجد میں خرید و فروخت کرنا۔
۶	۲۹۸ امام کا مسجد کے حجرے میں خرید و فروخت کرنا۔
۶	فصل ہجدهم: مسجد میں جلسہ یا وعظ و ترجمہ۔
۶	۲۹۹ مسجد میں وعظ و تبلیغ کرنا۔

صفحہ	مضمون
۱۸۸	۳۰۰ مسجد میں محفل میلاد کرنا.....
۱۸۹	۳۰۱ نماز عشاء کے بعد ترجمہ قرآن پڑھنا سبب بنتا.....
۳۰۲	۳۰۲ سنتوں اور نفلوں کے وقت کتاب بنتا.....
۱۹۱	فصل نوزوہم: مسجد میں اکھاڑ بنانا.....
۳۰۳	۳۰۳ مسجد میں اکھاڑ کرنا جائز نہیں.....
۱۹۲	۳۰۴ مسجد میں کھیل کود ناجائز ہے.....
۳۰۵	فصل ہستم: متفرق مسائل.....
۱۹۳	۳۰۵ عزدکی وجہ سے بھی ہوئی مسجد اور اس کے امام کے پیچھے نماز کا حکم.....
۱۹۴	۳۰۶ مسجد میں جو تیل رکھنا.....
۳۰۷	۳۰۷ (۱) جمع مسجد کے کتے ہیں.....
۳۰۸	(۲) نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا.....
۳۰۹	۳۰۸ مسجد ہونے کے لئے کیا شرائط ہیں؟.....
۱۹۶	۳۰۹ محکم مسجد میں دوکان بنانا جائز نہیں.....
۱۹۷	۳۱۰ مسجد میں کھانا پینا اور سونا وغیرہ.....
۳۱۱	۳۱۱ مسجد پر ملکیت کا دعویٰ.....
۱۹۸	۳۱۲ گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز.....
۳۱۳	۳۱۳ کافروں کے شور کی وجہ سے مسجد کی جماعت کو نہ چھوڑیں.....
۳۱۴	۳۱۴ سول مثل بالا.....
۳۱۵	۳۱۵ ایضا.....
۱۹۹	۳۱۶ مسجد میں غیر مسلم بادشاہ کے لئے دعا لکھنا.....
۳۰۰	۳۱۷ (۱) قادیانی مسلمان نہیں.....
۳۰۱	(۲) مسجد کسی کی ذاتی ملک نہیں ہوتی.....
۳۰۲	(۳) جھوٹے اور پروپیگنڈہ کرنے والے کی لامت.....
۳۰۳	(۴) بلا وجہ کسی کو مسجد میں نماز پڑھنے سے نہ روکا جائے.....
۳۰۴	(۵) مسجد میں بگڑے ہوئے اور غشی اور چائے پانی.....
۳۰۵	(۶) مسجد کے لئے درمیان کو دیکر چندہ کرنا.....
۳۰۶	۳۱۸ (۱) مسجد کا احترام واجب ہے.....



## مضمون

## صفحہ

۳۰۲	(۲) مسجد میں کیا کیا نیک کام کر سکتے ہیں؟
۱	(۳) مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا
۱	(۴) سوال مثل یال
۴	(۵) مسجد میں نعت خوانی اور مصنی کی تقسیم
۴	(۶) جماعت کے بعد تھانماز پڑھیں
۵	(۷) مشرک کے لئے دعائے منفرت کرنا منوع ہے
۵	(۸) بلند آواز سے درود پڑھنے کا حکم
۵	(۹) تلاوت کرنا فرض نہیں، منافی فرض ہے
۵	(۱۰) مسجد کی دیوار پر دوکاندار کا رکھنا
۵	(۱۱) امام کو مقتدیوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھنا چاہیے
۵	(۱۲) کھڑے ہو کر صلوٰۃ سلام پڑھنا
۵	(۱۳) میلاد میں قیام کرنا بدعت ہے
۵	(۱۴) چندہ کر کے قرآن خوانی کرنا
۵	(۱۵) مسجد کی دیوار پر لگے ہوئے رکوع کو اتار جائے
۳۱۹	جواب مکرر
۳۲۰	مسلمان حاکم پر مسجد کا نظام لازم ہے
۳۲۱	مسجد کے نیچے کی دکانوں کی آمدنی مسجد پر خرچ کی جائے
۳۲۲	مسجد میں بیٹھ کر حجامت کرنا مکروہ ہے
۳۲۳	مسجد کے چھ کو گودھ بٹاتا جائز نہیں
۳۲۴	مسجد کو مقتل کر کے بند کر دینا جائز نہیں
۳۲۵	ضرورت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا
۳۲۶	مسجد کے اندر حلقہ ذکر منعقد کرنا
۳۲۷	نماز فجر کے بعد ترجمہ قرآن کا درس
۳۲۸	مسجد میں افطار اور شیرینی کی تقسیم
۳۲۹	صبح کی نماز کے لئے چراغ جلانا
۳۳۰	مسجد میں میلہ کے اشعار پڑھنا
۳۳۱	سوال متعلقہ ذکر در مسجد

صفحہ	مضمون
۲۱۰	۲۳۲ مسجد کو پاک و صاف ستھرا رکھا جائے۔
۲۱۲	۲۳۳ زیرِ تعمیر مسجد میں جو تاپکن کر جانا۔
۲	۲۳۴ قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا۔
۲	۲۳۵ احاطہ مسجد میں خرید و فروخت ممنوع ہے۔
۲	۲۳۶ (۱) مسجد کے لئے ہندوؤں سے چندہ لینا۔
۲	(۲) زیرِ تعمیر مسجد میں جو قوتوں سمیت گھومنا۔
۲۱۳	۲۳۷ سودی رقم سے خریدی ہوئی دریوں پر نماز مکروہ ہے۔
۲	۲۳۸ (۱) تعمیر مسجد کے چندہ سے ذاتی مکان بنانا جائز نہیں۔
۲	(۲) سمیت کا قرضہ پہلے لانا چاہئے۔
۲۱۴	۲۳۹ مسجد کو دھونا جائز ہے۔
۲	۲۴۰ دیرین مسجد کو چار دیواری لگا کر بند کر دیا جائے۔
۲۱۵	۲۴۱ مسجد میں دنیوی باتیں کرنا مکروہ ہے۔
	<b>پانچواں باب</b>
	<b>نماز جمعہ</b>
۲	فصل نول: احتیاط الظہر۔
۲	۲۴۲ جہاں جمعہ شرعاً واجب ہو احتیاط الظہر پڑھنا جائز نہیں۔
۲۱۶	۲۴۳ احتیاط الظہر کے مجوزین کے جہاں۔
۲۱۷	۲۴۴ بعد نماز جمعہ احتیاط الظہر جائز نہیں۔
۲	۲۴۵ عربی خطبہ کا اردو میں ترجمہ کرنا۔
۲۱۸	۲۴۶ جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاط الظہر جائز نہیں۔
۲۱۹	۲۴۷ جمعہ کے بعد احتیاط الظہر پانچ جائز ہے۔
۲	۲۴۸ ایضاً۔
۲۲۰	۲۴۹ متعدد جگہ جمعہ اور احتیاط الظہر کا حکم۔
۲۲۳	۲۵۰ قصبہ میں جمعہ اور احتیاط الظہر کا حکم۔
۲۲۵	فصل دوم: شرائط جمعہ۔
۲	۲۵۱ قصبہ جس میں تھن یا تحصیل ہو جمعہ کا حکم۔
۲	۲۵۲ دیہات میں جمعہ جائز نہیں۔

## مضمون

صفحہ

۲۲۶	۳۵۳ تحقیق جمعہ فی القریٰ اور مسجد قرۃ کبیر کی تعریف
۲۲۹	۳۵۴ تین بزرگ آبادی اور فوجی چھوٹی والی جگہ میں بعد
۴	۳۵۵ مسجد کے قریب جماعت خانہ نا
۲۳۰	۳۵۶ قند کے خوف سے بعد جاری رکھنے کا حکم
۲۳۱	۳۵۷ (۱) مسجد کی تنگی کی وجہ سے مکان میں جمعہ پڑھنا
۶	(۲) قنائے مصر کی تعریف
۲۳۲	۳۵۸ گاؤں جس کے لوگ مسجد میں نہ سہا سکیں جمعہ کا حکم
۷	۳۵۹ جس گاؤں میں سوار سے جمعہ ہوتا ہو
۲۳۳	۳۶۰ چھوٹی بستی میں جمعہ جائز نہیں
۵	۳۶۱ بستی والوں کا شرعاً جمعہ پڑھنا
۲۳۴	۳۶۲ مسجد کی تنگی کی وجہ سے میدان میں جمعہ پڑھنا
۵	۳۶۳ جہاں عرصہ سے جمعہ پڑھا جا رہا ہو
۲۳۵	۳۶۴ ہندوستان میں جمعہ پڑھا جائے احتیاط الظہیر کی ضرورت نہیں
۵	۳۶۵ جہاں کافی عرصہ سے جمعہ پڑھا جاتا ہو
۲۳۶	۳۶۶ ذہائی بزرگ آبادی میں جمعہ کا حکم
۲۳۸	۳۶۷ تیس گھر والے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں
۵	۳۶۸ جواب بالا پر اشکال اور اس کا جواب
۲۳۹	۳۶۹ کل آبادی کا مسلمان ہونا ضروری نہیں اور مصر کی مفتی یہ تعریف
۲۴۰	۳۷۰ ہندوستان میں جمعہ کی فریضہ
۵	۳۷۱ شہر اور قصبہ میں جمعہ پڑھا جائے احتیاط الظہیر کی ضرورت نہیں
۵	۳۷۲ قریہ کبیرہ میں جمعہ کا حکم
۲۴۲	۳۷۳ جمعہ کے بارے میں چند سوالات کے جوابات
۴	۳۷۴ "لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع" کا مطلب
۵	۳۷۵ شرائط جمعہ کیا ہیں؟
۲۴۳	۳۷۶ (۱) ہندوستان میں جمعہ فرض ہے
۵	(۲) نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہیر کی ضرورت نہیں
۴	۳۷۷ گھر والی بستی میں جمعہ کا حکم

صفحہ	مضمون
۲۲۴	۳۷۸ سات ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم
۲۲۵	۳۷۹ ہندوستان میں جمعہ جائز ہے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں
۲۲۶	۳۸۰ جس گاؤں میں پانچ سو گھر ہوں اور اشیاء ضرورت مل جائیں جمعہ کا حکم
۲۲۷	۳۸۱ ۸۶۵۰ والی آبادی میں قحط بھی ہو جمعہ کا حکم
۲۲۸	۳۸۲ دو سو گھر والی آبادی میں چالیس سال سے عید ہوتی ہو جاری رکھیں یا نہیں
۲۲۹	۳۸۳ تیس آدمیوں میں جمعہ درست نہیں
۲۳۰	۳۸۴ چھوٹی آبادی میں جمعہ درست نہیں
۲۳۱	۳۸۵ چھوٹی اسیوں میں جمعہ جائز نہیں
۲۳۲	۳۸۶ (۱) شرک کی شرعی تعریف کیا ہے؟
۲۳۳	(۲) چھوٹے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں
۲۳۴	۳۸۷ ہندوستان میں جمعہ فرض ہے
۲۳۵	۳۸۸ دو سو آبادی والے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟
۲۳۶	۳۸۹ ۱۲۸۰ آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم
۲۳۷	۳۹۰ (۱) متعدد مساجد میں جمعہ جائز ہے
۲۳۸	(۲) جمعہ کے لئے کیا شرائط ہیں؟
۲۳۹	(۳) نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر کا حکم
۲۴۰	۳۹۱ ۲۵ گھروں والی آبادی میں جمعہ کا حکم
۲۴۱	۳۹۲ اقامت جمعہ کے متعلق ایک خط کا جواب
۲۴۲	۳۹۳ جمعہ میں کم از کم تین مقتدیوں کا ہونا ضروری ہے
۲۴۳	۳۹۴ (۱) شرائط جمعہ پائی جائیں تو جمعہ پڑھا جائے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں
۲۴۴	(۲) مصر اور قنائے مصر کی تعریف متعین ہے یا نہیں؟
۲۴۵	۳۹۵ جس گاؤں کو مرکزی حیثیت حاصل ہو وہیں جمعہ کا حکم
۲۴۶	۳۹۶ (۱) ایک موضع میں اقامت جمعہ کی تحقیق
۲۴۷	(۲) مسلم بادشاہ نہ ہو تو مسلمان اپنا میر مالیں
۲۴۸	(۳) ہندوستان میں جواز جمعہ کے لئے "شرح وقایہ" سے استدلال
۲۴۹	(۴) "عمدۃ العالیہ" کی طرف منسوب عبارت کا مطلب
۲۵۰	۳۹۷ موضع بھیرجی میں جمعہ کا حکم

صفحہ	مضمون
۲۵۷	۳۹۸ ہندوستان کی مسجدوں میں جموع کا حکم
۲	۳۹۹ ۲۰۰۰ سے زائد آبادی والے گاؤں میں جمعہ
۲۵۸	۳۰۰ مصر کی تعریف میں "مالایسع اکبر مساجدہ" کی شرط
۲	فصل سوم: خطبہ و اذان خطبہ
۲	۳۰۱ غیر عرشی میں خطبہ خلاف سنت ہے
۲۵۹	۳۰۲ خطبہ میں حاکم وقت کا نام لکھنا مکروہ
۲۶۰	۳۰۳ ہاتھ میں عصا لکھ کر خطبہ پڑھنا
۲	۳۰۴ اردو زبان میں خطبہ ظرافت متواضع ہے
۲	۳۰۵ اذان چالیس خطبہ کے سامنے ہونی چاہیے
۲	۳۰۶ ڈھائی بڑا روالی آبادی میں جمعہ کا حکم
۲۶۲	۳۰۷ جمعہ و عیدین کا خطبہ فارسی میں پڑھنا مکروہ ہے
۲	۳۰۸ (۱) مسجد میں آتے ہی سنتیں پڑھیں جائیں
۲	(۲) اذان ثانی کا جواب زبان سے نہ دیا جائے
۲	(۳) خطبہ کا کچھ حصہ عرشی میں اور کچھ اردو میں پڑھنا
۲	(۴) دوران خطبہ منبر سے ایک زینہ اتر کر پھر چڑھنا
۲۶۳	۳۰۹ (۱) جو خطبہ پڑھے وہی نماز پڑھائے
۲	(۲) امام کے ساتھ محراب میں کھڑے ہونا
۲	(۳) خطبہ میں حاکم وقت کا نام لینا
۲۶۴	۳۱۰ پہلے دو غلا کر کے خطبہ عرشی میں پڑھا جائے
۲	۳۱۱ خطبہ جمعہ سے پہلے دو غلا
۲	۳۱۲ غیر عرشی میں خطبہ درست نہیں
۲۶۵	۳۱۳ ایضاً
۲	۳۱۴ ایضاً
۲	۳۱۵ ایضاً
۲۶۶	۳۱۶ اذان ثانی کے بعد دو زبانوں سے نہ پڑھی جائے
۲	۳۱۷ بوقت خطبہ ہاتھ میں عصا لینا کیسا ہے؟
۲۶۷	۳۱۸ سوال مثل بالا

صفحہ	مضمون
۳۶۷	خطبہ میں بلاشبہ وقت اور خلوام الحرمین کے لئے دعا.....
۳۶۸	خطبہ عربی میں اور مختصر ہونا چاہئے اور منبر پر پڑھاجائے.....
۳۶۹	(۱) خطبہ میں لڑکا آپسکے کا استعمال مباح ہے.....
۳۷۰	(۲) خطبہ عربی زبان میں ہونا چاہئے.....
۳۷۱	(۱) خطبہ اردو میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟.....
۳۷۲	(۲) خطبہ کی حقیقت کیا ہے؟.....
۳۷۳	(۳) وعظ خطبہ سے پہلے ہو اور خطبہ عربی میں.....
۳۷۴	(۴) نماز کے بعد انتشار فی الارض کا حکم لاحت کے لئے ہے.....
۳۷۵	غیر عربی میں خطبہ متواتر سنت کے خلاف ہے.....
۳۷۶	اردو یا فارسی میں خطبہ پڑھنے کا حکم.....
۳۷۷	خطبہ سے پہلے وعظ کرنا مجزب ہے.....
۳۷۸	لڑکان جانی خطیب کے سامنے دی جائے.....
۳۷۹	غیر عربی میں خطبہ سنت متواتر کے خلاف ہے.....
۳۸۰	حضرت شاہ اسماعیل کا خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟.....
۳۸۱	لڑکان جانی کا جواب اور دعا زبان سے نہ پڑھی جائے.....
۳۸۲	خطبہ جمعہ زیادہ طویل نہ ہو.....
۳۸۳	(۱) خطبہ عبادت ہے یا نصیحت؟.....
۳۸۴	(۲) غیر عربی میں خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟.....
۳۸۵	(۱) اردو زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ ہے.....
۳۸۶	(۲) ترکی ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا.....
۳۸۷	(۳) کہتہ لہ خطبہ میں تعوذ و تسبیح آہستہ پڑھی جائے.....
۳۸۸	(۴) خطبہ کے وقت ہاتھ میں عصا لینا جائز ہے.....
۳۸۹	(۵) خطبہ میں منبر سے اترنا اور چڑھنا نکلتا نہیں.....
۳۹۰	(۶) خطبہ سننے وقت درود دل میں پڑھنا جائے.....
۳۹۱	(۷) خطبہ کے دوران سنتیں پڑھنا جائز نہیں.....
۳۹۲	(۸) مردوں کے سوسے کی انگوٹھی حرام ہے.....
۳۹۳	خطبہ عربی نثر میں پڑھنا جائے.....

صفحہ	مضمون
۲۷۶	۳۳۳ عری میں خطبہ مسنون ہے
۲۷۸	۳۳۵ (۱) خطبہ کا کچھ حصہ عری اور کچھ اردو میں پڑھنا مکروہ ہے
۲	(۲) خطبہ میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال
۲	۳۳۶ خطبہ سے پہلے یہ بعد میں اس کا ترجمہ کرنا
۲۷۹	۳۳۷ خطبہ غیر عری میں سنت متواترہ کے خلاف ہے
۲۸۰	۳۳۸ خطبہ غیر عری میں مکروہ ہے
۲	۳۳۹ لڑان لڑائی خطیب کے پاس سے سنی جائے
۲	۳۴۰ خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنا مکروہ نہیں
۲۸۱	۳۳۱ خطبہ خاص عری میں پڑھا جائے
۲	۳۳۲ خطبہ میں بادشاہ اسلام کے لئے دعا
۲	۳۳۳ خطبہ سے پہلے دعا کہتا درست ہے
۲۸۲	۳۳۴ بوقت خطبہ درود میں پڑھا جائے
۲	۳۳۵ (۱) خطبہ میں "اللھم ابد الاسلام" دعا پڑھنا
۲	(۲) خطبہ میں بادشاہ کا نام لیکر دعا کرنا
۲	(۳) جو صفات بادشاہ میں نہ ہوں نہ بیان کی جائیں
۲	(۴) غیر متبع شریعت حاکم کے لئے دعا کرنا
۲	(۵) بادشاہ کو خوشی کرنے کے لئے نعرے لگانا
۲	(۶) خطبہ میں دعا کے لئے کیسے الفاظ ہونے چاہئیں
۲۸۳	۳۳۶ خطبوں کے درمیان میں: "تھانہ وردعا آمتا"
۲	فصل چہارم: تعصیل یوم جمعہ
۲	۳۳۷ چار جمعہ نہ ہوتا ہو وہاں خرید و فروخت کی ممانعت نہیں
۲	۳۳۸ لڑان جمعہ سے پہلے کاروبار چاہئے
۲۸۵	۳۳۹ لڑان جمعہ کے بعد خرید و فروخت ممنوع ہے
۲	۳۴۰ لڑان جمعہ سے پہلے زبردستی بازار نہ کرنا
۲۸۶	فصل پنجم: مصافحہ بعد جمعہ و عیدین
۲	۳۴۱ بعد نماز جمعہ و عیدین مصافحہ سنت نہیں
۲	فصل ششم: امامت جمعہ

صفحہ	مضمون
۲۸۶	۴۵۲ ہندو پرست میں جمعہ کا قیام.....
۲۸۷	۴۵۳ نماز جمعہ میں سجدہ سو کا حکم.....
	فصل ہفتم: تعدد جمعہ.....
۲۸۸	۴۵۴ متعدد مساجد میں نماز جمعہ.....
۲۸۹	۴۵۵ متعدد جگہ جمعہ ہو تو مسجد محلہ افضل ہے.....
۲۹۰	۴۵۶ شہر میں متعدد جگہ جمعہ جائز ہے.....
۲۹۱	۴۵۷ نماز جمعہ محلہ کی مسجد میں افضل ہے.....
۲۹۲	۴۵۸ قریب قریب مساجد میں جمعہ کا حکم.....
۲۹۳	۴۵۹ ایک جگہ نماز جمعہ کا اجتماع افضل ہے.....
۲۹۴	۴۶۰ دہلی میں متعدد جگہ جمعہ کا حکم.....
	فصل ہشتم: جمعہ کے نوافل مسنونہ.....
۲۹۵	۴۶۱ سنت جمعہ کے لئے "الصلوٰۃ قبل الجمعہ" پکارتا.....
۲۹۶	۴۶۲ بروز جمعہ زوال کے وقت نوافل پڑھنے کا حکم.....
۲۹۷	فصل نهم: مسافر کا جمعہ.....
۲۹۸	۴۶۳ سفر میں جمعہ وعیدین واجب نہیں.....
۲۹۹	فصل دہم: عورتوں کے لئے جمعہ وعیدین.....
۳۰۰	۴۶۴ عورتوں کے جمعہ میں شریک ہونے کا حکم.....
۳۰۱	۴۶۵ سوال مثل بالا.....
	چھٹا باب
	نماز عیدین
۳۰۲	۴۶۶ شافعی امام کے چھپے حنفی کے لئے تکبیرات زوائد کا حکم.....
۳۰۳	۴۶۷ نماز عید میدان میں ادا کرنا سنت ہے.....
۳۰۴	۴۶۸ عورتوں پر نماز عید واجب نہیں.....
۳۰۵	۴۶۹ نماز عید سے پہلے نوافل کا حکم.....
۳۰۶	۴۷۰ عید گاہ میں بلند آواز سے ذکر کرنا.....
۳۰۷	۴۷۱ نماز عید کھلے میدان میں پڑھنا سنت ہے.....
۳۰۸	۴۷۲ مسجد میں نماز عید پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟.....



صفحہ	مضمون
۲۹۶	(۳) شہر میں نماز عید پڑھیں یا نہ پڑھیں؟
۲۹۷	(۱) کیا عید میں نماز پڑھنا واجب ہے؟
۲۹۸	(۳) مسجد و جگہ نماز عید جائز ہے
۲۹۹	(۵) عید و شہر سے کیا مراد ہے؟
۳۰۰	(۶) شہر کے اندر عید گاہ میں نماز عید کا حکم
۳۰۱	(۷) "قلوئی مہر انجمن" عید کی حقیقت
۳۰۲	۳۷۳ عورتوں کا عید گاہ میں نماز کے لئے جانا کیسا ہے؟
۳۰۳	۳۷۴ دورانِ خطبہ چندہ کا حکم
۳۰۴	۳۷۵ خطبہ کے وقت تکبیر کے بدلے میں "تسبیح" کی عبادت کا مطلب
۳۰۵	۳۷۶ عیدین کی نماز کے بعد دعا
۳۰۶	۳۷۷ (۱) عید گاہ نماز عید کے بعد ہو یا خطبہ کے بعد
۳۰۷	(۲) جمعہ و عید کے دن نثار دینا
۳۰۸	(۳) ہندوؤں کی مخالفت خرید کر کھانا کیسا ہے؟
۳۰۹	۳۷۸ جمعہ و عیدین میں سو کا حکم
۳۱۰	۳۷۹ (۱) عورتوں کا عیدین میں حاضر ہونا جائز ہے؟
۳۱۱	(۲) عید نبوی ﷺ اور صحابہ میں عورتیں عید گاہ میں جاتی تھیں یا نہیں؟
۳۱۲	(۳) موجودہ دور میں عورتوں کا جمعہ و عیدین میں جانا کیسا ہے؟
۳۱۳	۳۸۰ عید کے دن گلے ملنا رسم ہے
۳۱۴	۳۸۱ عید الاضحی جگہ پڑھنا ہجر ہے
۳۱۵	۳۸۲ عید گاہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ نماز عید پڑھنا
۳۱۶	۳۸۳ عید گاہ میں نماز عید پڑھنا فضیلت ہے
۳۱۷	۳۸۴ صحیح لفظ "عید الاضحی" ہے
۳۱۸	۳۸۵ (۱) نماز عید قبلہ سے باہر میدان میں پڑھنا سنت ہے
۳۱۹	(۲) نماز عید کبھی میدان میں پڑھنا سنت متواتر ہے
۳۲۰	۳۸۶ سنت زندہ کرنے کا ثواب
۳۲۱	۳۸۷ شہر میں مسجد و جگہ عید کا اجتماع
۳۲۲	۳۸۸ نماز عید میں عید و سو کا حکم

صفحہ	مضمون
۳۰۵	۳۸۹ تکبیر تشریق بلند آواز سے پڑھی جائے۔
۳۰۶	۳۹۰ نماز عید کے بعد تکبیرات تشریق کا حکم۔
۳۰۶	۳۹۱ شفعی امام کا دوسرے نماز عید پڑھنا۔
۳۰۶	۳۹۲ نماز عیدین کے لئے اذان مسنون نہیں۔
۳۰۶	۳۹۳ نماز عید کے حد مصافی کرنے کا حکم۔
۳۰۶	۳۹۴ عورتوں کا نماز عید کے لئے جانا پڑ نہیں۔
۳۰۶	۳۹۵ نماز عید شر سے بہرہ نہ سنت ہے۔
۳۰۶	۳۹۶ عید الفطر کے دن سویا پکا کھنکھانے کا حکم۔
۳۰۶	۳۹۷ عید نور کچ پڑھانے کی اجرت پینے والے کی ناست۔
۳۰۸	۳۹۸ نماز عید کے بعد تکبیر تشریق پڑھنا جائز ہے۔
	ساتواں باب
	سنن و نوافل
۳۰۸	فصل اول: سنت فجر۔
۳۰۹	۴۰۰ جماعت کے وقت سنت فجر کا حکم۔
۳۱۰	۴۰۱ جماعت شروع ہونے کے بعد آنے والے کے لئے سنت فجر کا حکم۔
۳۱۱	۴۰۲ سنت فجر وہ جائیں تک پڑھی جائیں؟
۳۱۱	۴۰۳ بوقت جماعت آنے والے کے لئے سنتوں کا حکم۔
۳۱۲	۴۰۴ فجر کی سنتیں وہ جائیں تو سونچ نکلنے کے بعد پڑھی جائیں۔
۳۱۲	فصل دوم: احکام سنن و نوافل۔
۳۱۲	۴۰۵ بوقت جماعت آنے والے کے لئے سنتوں کا حکم۔
۳۱۲	۴۰۶ سلام کے بعد امام کے لئے محراب سے ہٹ کر سنتیں پڑھنا مستحب ہے۔
۳۱۲	۴۰۷ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا مسنون ہے۔
۳۱۳	۴۰۸ نماز مغرب سے پہلے نوافل کیوں کر دوئیں۔
۳۱۵	۴۰۹ (۱) کوتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔
۳۱۵	(۲) مغرب اور عشاء کی سنتیں اور نوافل طاعت ہیں یا نہیں؟
۳۱۵	۴۱۰ سنتوں اور نوافل کی نیت کس طرح کریں؟

صفحہ	مضمون
۳۱۶	۵۱۱ وتر کے بعد نوافل پڑھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر
۳۱۷	۵۱۲ سنتوں کے لئے نواہل کا انتظار ضروری نہیں
۳۱۸	۵۱۳ سنتیں گھر میں پڑھ کر آنے والے کے لئے تحیۃ المسجد کا حکم
۳۱۹	۵۱۴ فرضوں سے پہلے اور بعد میں سنتوں کی کیا حکمت ہے؟
۳۲۰	۵۱۵ (۱) جمعہ کی پہلی سنتیں رہ جائیں تو کتب پڑھیں؟
۳۲۱	(۲) ظہر کی چار سنتیں رہ جائیں تو کس وقت پڑھیں؟
۳۲۲	(۳) فجر کی سنتیں رہ جائیں تو کتب پڑھ سکتے ہیں
۳۲۳	۵۱۶ وتر سے پہلے دو رکعت نفل کا ثبوت
۳۲۴	۵۱۷ وتر کے بعد دو رکعت نفل ثلاث ہیں؟
۳۲۵	۵۱۸ وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے
۳۲۶	۵۱۹ سنت مؤکدہ کے تارک کا حکم
۳۲۷	۵۲۰ نوافل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے
۳۲۸	۵۲۱ نفل کا ثواب فرض کے برابر نہیں
۳۲۹	۵۲۲ چند امادیث کا مطلب
۳۳۰	۵۲۳ جماعت کے وقت سنتیں پڑھیں یا نہیں؟
۳۳۱	۵۲۴ ظہر کی سنتیں پڑھتے وقت جماعت کھڑی ہو جائے تو کیا کرے؟
۳۳۲	۵۲۵ سنت پڑھے بغیر لامت کر سکتا ہے
۳۳۳	۵۲۶ سنتیں کس وقت تک مؤخر کر سکتے ہیں؟
۳۳۴	۵۲۷ ۱۵ سنتوں اور نفوں کے بعد دعا
۳۳۵	۵۲۸ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا بہتر ہے
۳۳۶	۵۲۹ ظہر کی سنتیں رہ جائیں تو پہلے دو پڑھے یا چار؟
۳۳۷	۵۳۰ جہاں سنتیں پڑھیں وہاں فرض پڑھنا جائز ہے
۳۳۸	فصل سوم: تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد
۳۳۹	۵۳۱ نماز فجر اور مغرب سے پہلے تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد کا حکم
۳۴۰	فصل چہارم: نماز استسقاء
۳۴۱	۵۳۲ استسقاء نماز ہے یا صرف دعا و استغفار
۳۴۲	۵۳۳ نماز استسقاء کا طریقہ

صفحہ	مضمون
۳۲۵	۵۳۳ نماز استسقاء پرانے کپڑوں کے ساتھ میدان میں پڑھی جائے۔
۳۲۶	۵۳۵ (۱) نماز سے پہلے تین روزے رکھنا مستحب ہے۔
۴	(۲) نماز استسقاء کے لئے کوئی وقت مقرر ہے یا نہیں؟
۴	(۳) نماز استسقاء میں تکبیرات زوائد ہیں یا نہیں؟
۳۲۸	فصل پنجم: صلوٰۃ الحاجۃ۔۔۔
۴	۵۳۶ صلوٰۃ الحاجۃ کا طریقہ
۵	فصل ششم: قیام الوتر۔۔۔
۷	۵۳۷ وتر کے بعد دو رکعت نفل ثلاث ہے۔
	آنکھوں باب
	دعا بعد نماز
۳۲۹	۵۳۸ سنن و نوافل کے بعد اجتماعی دعائیں۔
۴	۵۳۹ ایضاً۔۔۔
۵	۵۴۰ سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف پھرنے کی کیوجہ ہے؟
۳۳۰	۵۴۱ فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کا حکم۔
۴	۵۴۲ نماز فجر و جمعہ کے بعد قنوت پڑھنے اور مصافحہ کا حکم۔
۴	۵۴۳ نماز کے بعد تین مرتبہ دعا کر جہت ہے۔
۳۳۱	۵۴۴ ہر نماز کے بعد قنوت و اخلاص پڑھ کر ایصال ثواب کرنا۔
۴	۵۴۵ ایضاً۔۔۔
۴	۵۴۶ دعا بعد نماز میں ہے یا خطبہ کے بعد؟
۳۳۲	۵۴۷ دعا نماز کے بعد ہو یا خطبہ کے؟
۳۳۳	۵۴۸ فرض نماز کے بعد ہم کس طرف منہ کر کے بیٹھے؟
۴	۵۴۹ مغرب کی نماز کے بعد مختصر ادا مانگی جائے۔
۳۳۴	۵۵۰ نماز کے بعد آواز بلند کلمہ کا ورد۔
۴	۵۵۱ بعد نماز عید و اعطیت ہے یا نہیں؟
۴	۵۵۲ دعائیں "حینا و بنا بالسلام" کا اضافہ۔۔۔
۳۳۵	۵۵۳ امام سلام کے بعد کس طرف منہ کر کے بیٹھے؟

صفحہ	مضمون
۲۳۵	۵۵۳ نماز کے بعد دعا کتنی دیر تک مانگی جائے۔
۲۳۶	۵۵۵ بعد نماز دعائیں "ربنا و تعالیت" کی زیادتی
۶	۵۵۶ فرض نماز کے بعد کتنی دیر مانگی جائے؟
۶	۵۵۷ "اللہم یا واجب الوجود" کہہ کر دعا کرے۔
۶	۵۵۸ سنن و نوافل کے بعد دعا کے بارے میں مفصل بحث
	نواں باب
	مسافر کی نماز
۲۴۲	۵۵۹ وطن اصلی کب ظل ہوتا ہے؟
۲۴۳	۵۶۰ (۱) جنازہ کے نماز کے لئے نماز کا حکم۔
۶	(۲) کارڈرائیور کے لئے نماز کا حکم۔
۶	۵۶۱ قریب قریب قبا یوں میں نماز کا حکم۔
۲۴۳	۵۶۲ مقیم مقتدی مسافر کے پیچھے بقہ نماز کس طرح پڑھے؟
۲۴۵	۵۶۳ ریلوے ڈرائیور کے لئے نماز کا حکم۔
۶	۵۶۴ انگریزی میل کے حساب سے مسافت سفر
۶	۵۶۵ (۱) نماز کن صورتوں میں قصر کریں؟
۶	(۲) جس راستہ پر چلے اس کا اعتبار ہوگا۔
۶	(۳) محض اقامت سے دورے کرنے والے کا حکم۔
۲۴۶	۵۶۶ سفر کے ارادے سے اسٹیشن پر پہنچنے والا نماز پوری پڑھے۔
۶	۵۶۷ ہمیشہ سفر پر رہنے والے کے لئے نماز کا حکم
۲۴۷	۵۶۸ (۱) مقیم کے پیچھے مسبوق مسافر بقہ نماز کس طرح پڑھے؟
۶	(۲) مغرب کی نماز میں قصر نہیں۔
۶	۵۶۹ (۱) مقیم مقتدی مسافر امام سے سلام کے بعد بقہ نماز کیسے پڑھے؟
۶	(۲) سفر میں فوت شدہ نمازیں کس طرح لو کریں؟
۶	(۳) سفر میں سنتوں کا حکم
۲۴۸	۵۷۰ ریلوے ڈرائیور سفر میں قصر پڑھے۔
۶	۵۷۱ (۱) سفر سے وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے۔
۶	(۲) مقیم نے مسافر امام کے ساتھ سلام پھیر کر باتیں کیں

صفحہ	مضمون
۳۷۸	(۳) متمتع مسافر امام کے ساتھ سلام پھیرے یا تو کیا حکم ہے؟
۳۷۹	(۴) سفر میں فوت شدہ نمازیں کس طرح ادا کریں؟
۳۸۰	۵۷۲ غری جہاز کے ملازمین کیلئے نماز کا حکم
۳۸۱	۵۷۳ جواب الجواب
	وسوال باب
	قضاء نمازیں
۳۸۱	۵۷۴ قضائے عمری صحیح ہے یا نہیں؟ اور اس کا طریقہ کیا ہے؟
۳۸۲	۵۷۵ فوت شدہ نمازوں کی قضاء ضروری ہے توچہ کافی نہیں
۳۸۳	۵۷۶ فوت شدہ نمازوں کو کس طرح ادا کیا جائے؟
۳۸۴	۵۷۷ قضائے عمری کی کوئی اصل نہیں
۳۸۵	۵۷۸ عمر بھر کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟
۳۸۶	۵۷۹ عصر کے بعد فوت شدہ نمازیں پڑھنا جائز ہے
۳۸۷	۵۸۰ قضائے عمری کا حکم اور فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کا طریقہ
۳۸۸	۵۸۱ پانچ سال کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟
۳۸۹	۵۸۲ قضائے عمری کی حقیقت
۳۹۰	۵۸۳ قضائے عمری کا مروجہ طریقہ ہے اصل ہے
۳۹۱	۵۸۴ کنویں سے مرابوہ نور نکلا تو پچھلی نمازوں کا کیا حکم ہے
	گیارہ سوال باب
	نماز وتر و دعائے قنوت
۳۹۲	۵۸۵ امام دعائے قنوت بھول گیا پھر رکوع کے بعد پڑھ کر سجدہ سو کیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟
۳۹۳	۵۸۶ وتر میں دعائے قنوت سے پہلے رفع یدین کا ثبوت
۳۹۴	۵۸۷ وتر کے بعد دو رکعت نفل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے
۳۹۵	۵۸۸ فرض امام کے ساتھ نہیں پڑھے تو وتر میں شامل ہو سکتا ہے یا نہیں؟
۳۹۶	۵۸۹ وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کیوں پڑھی جاتی ہے؟
۳۹۷	۵۹۰ کچھ رکعات ترلوں کر دے تو وتر کے بعد پڑھ لے
۳۹۸	۵۹۱ وتر کی پہلی رکعت میں سورہ نصر اور دوسری میں اخلاص پڑھنا
۳۹۹	۵۹۲ (۱) تارک واجب گناہ گار ہے

صفحہ	مضمون
۳۸۹	(۲) کو تراویح ہے یا نہیں؟
۴	(۳) کو تراویح کا تارک گناہ گار ہے۔
۴	(۴) عیدین کی نماز واجب ہے یا فرض؟
۴	(۵) عیدین کا تارک گناہ گار ہے۔
۳۹۰	۵۹۳ (۱) فرض واجب اور سنت کی تعریف کیا ہے؟ اور ن کے تارک کا کیا حکم ہے؟
۴	(۲) کو تراویح کے تارک کا حکم
۳۹۱	۵۹۴ تراویح کا ثبوت
۳۹۲	۵۹۵ دعائے قنوت وتر سے پہلے پڑھنی یا بعد میں؟
	بارہ سوال باب
	نماز تراویح
۳۹۲	۵۹۶ تراویح میں ختم قرآن کے بعد سورہ بقرہ کی چند آیات پڑھنا
۳۹۳	۵۹۷ (۱) جماعت کے ساتھ فرض نہ پڑھنے والے تراویح میں امام بن سکتے ہیں۔
۴	(۲) تراویح کے بعد آنے والا وتر میں شریک ہو سکتا ہے۔
۴	۵۹۸ (۱) تراویح میں دوسری رکعت میں قعدہ کے بغیر تیسری پر سلام پھیر دیا تو وہ واجب ہے۔
۳۹۳	(۲) اور میانی قعدہ کے بغیر چوتھی رکعت تراویح کا حکم
۴	۵۹۹ ہر ترویج میں بلند آواز سے ذکر
۴	۶۰۰ تراویح پڑھنے والے کی اجرت در شیعہ کا حکم
۳۹۵	۶۰۱ (۱) حضور ﷺ سے جس رکعت تراویح کا ثبوت ہے یا نہیں؟
۴	(۲) کیا حضرت عمرؓ موجود تراویح میں ہیں؟
۴	(۳) یزید بن رومان نے حضرت عمرؓ کا زمانہ نہیں پایا۔
۳۹۶	۶۰۲ فرض ایک پڑھنے والا وتر میں شریک ہو سکتا ہے۔
۴	۶۰۳ ایک حدیث کی تحقیق
۳۹۷	۶۰۴ ایک سلام کے ساتھ جس رکعت تراویح
۴	۶۰۵ جس رکعت تراویح کا ثبوت
۳۹۸	۶۰۶ تراویح کے بارے میں چند احادیث کی تحقیق
۳۹۹	۶۰۷ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت جابرؓ کی حدیث کی تحقیق
۴۰۰	۶۰۸ ایک اشکال اور اس کا جواب

صفحہ	مضمون
۳۰۱	۶۰۹ حضور ﷺ سے کتنی رکعات تراویح ثابت ہے؟
۴	۶۱۰ قراءت مقتدیوں کے حال کے مطابق کی جائے۔
۳۰۲	۶۱۱ شینہ جائز ہے یا نہیں؟
۵	۶۱۲ مروجہ شینہ کا حکم
۳۰۳	۶۱۳ چند احادیث کی تحقیق
۳۰۴	۶۱۴ سفر میں تراویح کا حکم
۶	۶۱۵ جتنی رکعات ناسد ہوئیں من میں پڑھی ہوئی منزل کا اعادہ کیا جائے
۳۰۵	۶۱۶ دور نبوی ﷺ اور صحابہ میں کتنی رکعات تراویح پڑھن ثابت ہے؟
۳۰۶	۶۱۷ ایک سلام کے ساتھ چھ رکعات تراویح
۶	۶۱۸ (۱) تراویح عورتوں کے لئے بھی سنت مؤکدہ ہے۔
۶	(۲) تمنا فرض پڑھنے والا وتر جمع کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔
۳۰۷	۶۱۹ دس رکعات تراویح پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔
۷	۶۲۰ پندرہ سال والے لڑکے کے پیچھے تراویح کا حکم
۵	۶۲۱ حضور ﷺ سے کتنی رکعات تراویح ثابت ہیں؟
۳۰۹	۶۲۲ اجرت لیکر تراویح پڑھانا۔
۶	۶۲۳ درمیانی قعدہ کے بغیر چار رکعت پڑھیں تو دوشادہ ہوں گی۔
۷	۶۲۴ (۱) تمنا فرض پڑھنے والا تر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔
۵	(۲) تراویح میں مقتدی کے لئے ثناء پڑھنے کا حکم
۳۱۰	۶۲۵ لامت کی اجرت لینا جائز ہے تراویح کی نہیں۔
۶	۶۲۶ تبلیغ کے پیچھے تراویح جائز نہیں۔
۶	۶۲۷ تراویح میں دومرتبہ قرآن مجید کا حکم۔
۳۱۱	۶۲۸ (۱) تراویح میں تسبیحات معمولی آواز سے پڑھی جائیں۔
۵	(۲) کوتر کے بعد "سبحان الملك القدوس" بلند آواز سے پڑھنا۔
۵	۶۲۹ تراویح میں تبلیغ کی لامت کا حکم۔
۳۱۲	۶۳۰ (۱) پیسے دیکر تراویح پڑھوانا کیسا ہے؟
۶	(۲) موقوفہ دکان کی آمدنی سے امام مسجد کو تحفہ دینا۔
۶	(۳) تحفہ دارالام کے پیچھے نماز۔



صفحہ	مضمون
۳۱۲	(۳) رکوع کی اجرت لینا جائز نہیں
	تیسرے حوالے باب
	بجہ تلاوت اور نفلی سجدہ
۳۱۳	۶۳۱ بعد نماز سجدہ کی حالت میں دعا کرنا حجت نہیں
۳۱۳	۶۳۲ نماز کے بعد سجدہ و دعائیہ کا حکم
۶	۶۳۳ "سورہ ص" میں کوئی آیت پر سجدہ کیا جائے
۳۱۵	۶۳۴ رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کی تو اور ہو گیا
۶	۶۳۵ صبح کی نماز کے بعد سجدہ تلاوت ادا کرنا جائز ہے
	چوتھے حوالے باب
	سجدہ سو
۳۱۶	۶۳۶ مقدار رکعت کی تاخیر سے سجدہ سو واجب ہوتا ہے
۶	۶۳۷ سجدہ سو کے بغیر سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟
۳۱۷	۶۳۸ "الغیات" کے جائے "الحمد لله" پڑھی تو سجدہ سو واجب ہوگا
۶	۶۳۹ جمعہ و عیدین میں سجدہ سو کا حکم
۶	۶۴۰ جاری نماز میں سزا قراءت کی تو سجدہ سو واجب ہوگا
۳۱۸	۶۴۱ قعدہ اولیٰ میں "الحکم صل علی محمد" تک پڑھ لیا تو سجدہ سو واجب ہوگا
۶	۶۴۲ عیدین کی تکبیرات روانہ میں کمی کی تو کیا حکم ہے؟
۶	۶۴۳ تاخیر واجب سے سجدہ سو واجب ہوتا ہے
۳۱۹	۶۴۴ امام نے مغرب کی دو رکعت پر سلام پھیر دیا بتلانے پر تیسری رکعت ملا کہ سجدہ سو کیا تو نماز ہوئی؟
۶	۶۴۵ دوسری رکعت میں بیٹھتے ہی سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوگی
۶	۶۴۶ سوال نمبر ۶۴۳ کا دوسرا جواب
۳۲۰	۶۴۷ جمعہ و عیدین میں سجدہ سو کیا جائے یا نہیں؟
۶	۶۴۸ (۱) پہلی رکعت میں بیٹھ کر کھڑا ہوا تو سجدہ سو واجب ہوا یا نہیں؟
۶	(۲) سجدہ سو کے بغیر سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟
	پندرہواں باب
	رکوع، سجدہ اور قعدہ
۶	۶۴۹ نماز میں دونوں سجدے فرض ہیں

صفحہ	مضمون
۳۲۱	۶۵۰ سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جانے کا حکم.....
۶	۶۵۱ امام کا درمیانی قعدہ میں دیر کرنا.....
۶	۶۵۲ رکوع میں ”علیٰ اعظم“ کے جانے ”علیٰ اکرم“ پڑھنا.....
۳۲۲	۶۵۳ کرسی پر نماز پڑھنے کا حکم.....
۶	۶۵۴ تشدید میں حضور ﷺ کا تصور کرنا.....
	<b>سولھواں باب</b>
	<b>نماز کی تعریف اور طریقہ (صفۃ الصلوٰۃ)</b>
۳۲۳	۶۵۵ بیٹھ کر نماز پڑھنے والا رکوع کے لئے کہاں تک جھکے؟.....
۳۲۴	۶۵۶ دوسری رکعت کے لئے اٹھتے ہوئے زمین پر ہاتھ ٹیکنا.....
۶	۶۵۷ عورتوں کے لئے نماز کا طریقہ.....
۶	۶۵۸ نماز میں ہاتھ اور بدن کا ہلانا مکروہ ہے.....
۳۲۵	۶۵۹ نماز میں ارسال یدین کا حکم.....
۶	۶۶۰ (۱) نماز کی رکعت ثلاث ہیں یا نہیں؟.....
۶	(۲) نمازوں کی رکعات مختلف کیوں ہیں؟.....
	<b>ستر واں باب</b>
	<b>مستحبات نماز</b>
۳۲۶	۶۶۱ تشہد میں انگلی سے اشارہ سادہ یا ثلاث چلت ہے.....
۳۲۷	۶۶۲ تشہد میں انگلی کس وقت اٹھانی چاہئے؟.....
۳۲۸	۶۶۳ انگلی اٹھائے رکھنا بھروسہ یا گمراہی؟.....
	<b>اٹھارواں باب</b>
	<b>مفسدات و مکروہات نماز</b>
۳۲۸	۶۶۴ آستین چڑھا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے.....
۶	۶۶۵ سجدہ میں جاتے ہوئے کپڑے سینا مکروہ ہے.....
۳۲۹	۶۶۶ نماز کے سامنے چراغ ہونا.....
۶	۶۶۷ عصر کی تیسری رکعت پر سلام بھیر دینا تو کیا حکم ہے؟.....
۶	۶۶۸ جالی والی ٹوپی کے ساتھ نماز مکروہ نہیں.....
۳۳۰	۶۶۹ پانچامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے.....

صفحہ	مضمون
۴۲۰	۶۷۰ آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا
	انیسواں باب
	مدرک، مسبوق، لاحق
۴۲۱	۶۷۱ (۱) مسبوق کبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلا گیا.....
۴۲۲	(۲) "لقد" "کفر"ے ہوئے کی حالت میں اور "اکبر" رکوع میں چکر کما، نماز صحیح ہوئی.....
۴۲۳	۶۷۲ جن کا امام کے پیچھے رکوع چلا جائے ان کی یہ رکعت فوت ہوگئی.....
۴۲۴	۶۷۳ متیم مسبوق مرفرا امام کے پیچھے قیہ نماز کس طرح پڑھے؟.....
۴۲۵	۶۷۴ مغرب کے قعدہ اونٹ میں شریب ہونے واسے کے لئے کیا حکم ہے؟.....
۴۲۶	۶۷۵ آخری دور رکعت پانے والی قیہ نماز کس طرح پڑھے؟.....
۴۲۷	۶۷۶ مستدری کا دوران نماز و خولوت "یا تو کس طرح کرے؟.....
۴۲۸	۶۷۷ مسبوق قیہ نماز میں قراءت کرے یا نہیں؟.....
۴۲۹	۶۷۸ مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی؟.....
۴۳۰	۶۷۹ کسی وجہ سے نماز دوبارہ پڑھی جائے تو مسبوق کے لئے کیا حکم ہے؟.....
۴۳۱	۶۸۰ (۱) مسبوق مجدد سو میں امام کی متابعت کرے.....
۴۳۲	(۲) مسبوق نے عذایہ سبوا مجدد سو سے سلام میں امام کی متابعت کی تو نماز ہوئی؟.....
۴۳۳	(۳) مسبوق امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے.....
۴۳۴	(۴) مسبوق نے عذایہ سبوا امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟.....
۴۳۵	۶۸۱ مسبوق قیہ نماز کے لئے کب کھڑا ہو؟.....
۴۳۶	۶۸۲ مغرب کی آید رکعت پانے والی قیہ رکعتوں میں قراءت کرے.....
۴۳۷	۶۸۳ کبیر تحریر رکوع میں جا کر ختم کی تو نماز میں ہوئی.....
۴۳۸	۶۸۴ مسبوق کے کبیر تحریر کہنے میں امام نے سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟.....
۴۳۹	۶۸۵ جس کا امام کے پیچھے رکوع رو جائے تو کیا حکم ہے؟.....
۴۴۰	۶۸۶ دور رکعت پانے والی قیہ نماز میں قراءت کرے.....
۴۴۱	۶۸۷ بیعت کی ایک رکعت پانے والی قیہ نماز کس طرح پڑھے؟.....
	بیسواں باب
	قنوت نازلہ
۴۴۲	۶۸۸ نماز فجر میں قنوت نازلہ کا حکم.....

صفحہ	مضمون
۴۳۹	۶۸۹ قوت نازلہ جائز ہے یا نہیں؟
۴۴۱	۶۹۰ قوت نازلہ میں بادشاہ کا حاضر ہونا ضروری نہیں
۴	۶۹۱ جواب دیگر
۴۴۲	۶۹۲ قوت نازلہ پڑھنے کا طریقہ
۴	۶۹۳ جواب دیگر
۴۴۳	۶۹۴ قوت نازلہ منسوخ نہیں ہوئی
۴۳۹	۶۹۵ قوت نازلہ پر افکال اور اس کا جواب
	ایک سوال باب
	قرأت و تلاوت
۴۵۲	۶۹۶ فجر و عصر میں حوالہ مفصل پر سننا سنت ہے
۴	۶۹۷ نماز میں خلاف ترتیب قرأت کا حکم
۴۵۳	۶۹۸ "فمن تبعنی" کی جگہ "فمن تبعہ" پڑھا تو کیا حکم ہے
۴	۶۹۹ درمیان میں چھوٹی سورت پھر بڑا نکر وہ ہے
۴	۷۰۰ "بھیرا" کے وقفہ پر قوت کی بددینا
۴	۷۰۱ "لہ الصمد" پڑھنے سے نماز ہوئی یا نہیں؟
۴۵۳	۷۰۲ ترویس میں دیکھ کر قرآن پڑھنا
۴	۷۰۳ پہلی رکعت میں "سورہ بقرہ" اور دوسری میں "سورہ فاتحہ" پڑھنا
۴۵۵	۷۰۴ نماز میں آیتوں کا تکرار
۴	۷۰۵ مل کر قرآن غلطی کا حکم
۴	۷۰۶ نیچے سر قرآن کی تلاوت کرنا
۴	۷۰۷ قرأت میں غلطی سے سجدہ سو واجب نہیں ہوتا
۴۵۶	۷۰۸ جمعہ، عیدین اور ترویج میں جہر اقراء واجب ہے
۴	۷۰۹ سورہ قوں کے درمیان چھوٹی سورت کا فاصلہ کرنا مکروہ ہے
۴	۷۱۰ قرآن میں مکمل سورت پڑھنا مفصل ہے
۴	۷۱۱ امام کو فقہ، ینا جائز ہے
۴۵۷	۷۱۲ (۱) ہر رکعت کی ابتدا میں "بسم اللہ" پڑھنا
۴	(۲) تیسری رکعت میں "اللہ" پڑھنا یا نہیں؟

صفحہ	مضمون
۳۵۷	۱۳ سورہ یٰسین کے بعد درود پڑھنا سنت ہے یا نہیں؟
۶	۱۴ خارج از صلوٰۃ کے تقدیم سے فساد نماز کا حکم
۳۵۸	۱۵ پہلی رکعت میں "اغلاص" اور دوسری میں "مفلح" پڑھنا
۶	۱۶ "قدس للہ" کو "قدح" پڑھنا
۳۵۹	۱۷ (۱) جہری نماز میں مغفرو کے لئے قراءت کا حکم
۶	(۲) ہر رکعت کی ابتدا میں "بسم اللہ" پڑھنا سنت ہے
۷	(۳) "سورہ فاتحہ" نہ پڑھی تو مجدد سو واجب ہوگا
۶	(۴) "سورہ فاتحہ" قرآن کا جزو ہے یا نہیں؟
۶	۱۸ امام بھول جائے تو تقدیم دینا جائز ہے
۳۶۰	۱۹ نماز میں چھوٹی سورتیں پڑھنا جائز ہے
۶	۲۰ مقتدی نے امام کی قراءت پر "سبحان اللہ" کہہ تو نماز فاسد ہوئی؟
۳۶۱	۲۱ "سورہ فاتحہ" کتنی رکعتوں میں پڑھی جائے؟
۶	۲۲ قراءت مسنون کے بعد امام کو تقدیم دینا مشد صلوٰۃ نہیں
۶	۲۳ غیر عربی زبان میں نماز پڑھنا جائز نہیں
۳۶۲	۲۴ دوسرے تورا کے درمیان چھوٹی سورت کا فاصلہ کر دے
۶	۲۵ بغیر معنی سمجھے تلاوت کرنا بھی ثواب ہے
	باب مائسوال
	فاتحہ خلف الامام، رفع یدین، آمین بآخر، اور بسم اللہ بآخر
۳۶۳	۲۶ (۱) نماز میں فاتحہ سینے پر رکھیں یا ناف کے نیچے؟
۶	(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کا حکم
۶	(۳) مقتدی آمین سرائے کے پاجھر؟
۶	(۴) نماز میں رفع یدین کا حکم
۳۶۴	۲۷ فاتحہ خلف الامام کا حکم
۳۶۵	۲۸ (۱) صحابہ کرام نے رفع یدین کو تین بجا کر کیا نہیں؟
۶	(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھی جائے یا نہیں؟
۶	۲۹ احتلاف کے نزدیک فاتحہ خلف الامام جائز نہیں
۳۶۶	۳۰ (۱) آمین بآخر کا حکم

صفحہ	مضمون
۳۶۶	(۲) آئین بکھر والے کو مسجد سے روکنا۔
۳۶۷	(۳) کیا آئین بکھر بدعت ہے؟
۳۶۸	(۴) آئین بکھر والے کو موذی کہنا۔
۳۶۹	(۵) اجتماع اہل حدیث کو گمراہوں اور کفار سے قطع تعلیق کرنا کیسا ہے؟
۳۷۰	۳۱۔ "بسم اللہ" سورہ فاتحہ کا جزو ہے یا نہیں؟
۳۷۱	۳۲۔ (۱) مرض و فوت میں حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر کے پیچھے نماز پڑھی ہے یا نہیں؟
۳۷۲	(۲) فوت آپ ﷺ نے آئین بکھر کئی یا سہرا؟
۳۷۳	۳۳۔ (۱) غیر مقدس خفیوں کی اجتماع میں آئین بکھر اور رفع یدین کر سکتا ہے یا نہیں؟
۳۷۴	(۲) اہل السنۃ والجماعہ کسے کہتے ہیں؟
۳۷۵	(۳) غیر مقلدین اہل سنت واجتماع میں داخل ہیں یا نہیں؟
۳۷۶	(۴) ساتھ دور میں آئین بکھر اور اخذ عدول کا کیا معمول تھا؟
۳۷۷	اقتباس از تقریر ترمذی (حضرت مفتی اعظم)۔
۳۷۸	خیمہ سوال باب
۳۷۹	ستر عورت
۳۸۰	۳۴۔ کافر کا ستر دیکھنا بھی ناجائز ہے۔
۳۸۱	۳۵۔ سر پر دھال باندھ کر نماز پڑھنا۔
۳۸۲	۳۶۔ ننگے سر نماز کا حکم۔
۳۸۳	۳۷۔ دھوٹی باندھ کر نماز پڑھنا۔
۳۸۴	۳۸۔ دھوٹی یا ساڑھی باندھ کر نماز پڑھنا۔
۳۸۵	۳۹۔ مرد کا ستر کہاں سے کہاں تک ہے؟
۳۸۶	۴۰۔ پانچمہ کے اندر انگلی پہن کر نماز پڑھنا۔
۳۸۷	۴۱۔ سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز مکروہ ہے۔
۳۸۸	۴۲۔ گھٹا ستر میں داخل ہے۔
۳۸۹	۴۳۔ آدھی آستین والی عین میں نماز۔
۳۹۰	۴۴۔ عورت کا منہ اور ہاتھ ستر میں داخل ہیں یا نہیں؟

صفحہ	مضمون
	پوچھ سوال باب
	متفرقات
۳۷۸	۷۳۵ تارک نماز کے بارے میں کیا حکم ہے؟
۳۷۹	۷۳۶ نماز عصر اور فجر کے بعد امام کا قبضہ روہو کر بیٹھنا۔
"	۷۳۷ "من ترك الصلاة متعمداً" کا مطلب۔
"	۷۳۸ تابع کو نماز روزہ کا ثواب ملے گا یا نہیں؟
۳۸۰	۷۳۹ تشدد میں "سببہ" سے شرہ سنت ہے۔
"	۷۴۰ نیت میں "منہ طرف" عجب "کنہ" کی ضرورت نہیں۔
"	۷۴۱ نماز کے بعد بلند آواز سے سرم کرنا۔
۳۸۱	۷۴۲ نماز میں امام کا جوسہ ستراحت کرنا۔
"	۷۴۳ عید گاہ میں نماز استغفر چھنا۔
"	۷۴۴ صبح کی نماز کے بعد مصافحہ کا معمول۔
۳۸۲	۷۴۵ جہری نماز میں منفر دے لئے قراءت کا حکم۔
"	۷۴۶ (۱) جیب میں روپ رکھ کر نماز پڑھنا۔
"	(۲) عجبہ کی جگہ سے گر جائیں تو بنا سکتے ہیں۔
۳۸۳	۷۴۷ (۱) روہو میں "سیدنا" کا اضافہ۔
"	(۲) "وکن من المساجدين" سے پہلے تین مرتبہ "والستغفرہ" پڑھنا۔
"	۷۴۸ کھلے اور بند کی سنتوں میں ثناء پڑھنے کا حکم۔
"	۷۴۹ نمازی کے سامنے کتنی دور سے گزرا جاسکتا ہے؟
۳۸۴	۷۵۰ نجاست لگی ہوئی صف پر نماز کا حکم۔
"	۷۵۱ حد تک نماز کا حکم۔
۳۸۵	۷۵۲ (۱) سادہ ترتیب کسے کہتے ہیں؟
"	(۲) قطعہ پڑھنے کی حالت میں وقتی نماز پڑھنا۔
"	۷۵۳ نماز میں حد تک پڑھنا۔
۳۸۶	۷۵۴ "سلام" تہم کرنا۔
"	۷۵۵ مسجد کی مسجد میں نماز افضل ہے۔
"	۷۵۶ خطبہ و نماز کے لئے اللہ تعالیٰ کا معمول۔

صفحہ	مضمون
۴۸۷	۷۶۷ (۱) خراب سے بہت کر جماعت کرنا.....
♦	(۲) مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم.....
♦	(۳) خطبہ جمعہ کے بعد اس کا ترجمہ پڑھنا.....
♦	(۴) امام پانچھ کر نماز پڑھنا افضل ہے.....
۴۸۸	۷۶۸ بے نمازی کے ہاتھ کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟.....
♦	۷۶۹ بے نمازی کا جنازہ پڑھا جائے.....
♦	۷۷۰ قرآن مجید سے پانچوں نمازوں کا ثبوت.....
۴۸۹	۷۷۱ (۱) مسجد میں "واذبلند" "سورہ کف" پڑھنا.....
♦	(۲) بعد نماز پندرہ قولہ کلمہ پڑھنا کیسا ہے؟.....
♦	۷۷۲ کپڑے سے منہ ڈھانپ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے.....
۴۹۰	۷۷۳ نماز کے بعد مصافحہ پرعت ہے.....
♦	۷۷۴ متفقش جانماز پر نماز کا حکم.....
♦	۷۷۵ عمدہ اسرار نماز فاسق ہے.....
۴۹۱	۷۷۶ (۱) جیل میں لڑاؤ دی جائے یا نہیں؟.....
♦	(۲) جیل میں پانی نہ ملے تو تیمم کیا جائے.....
♦	(۳) جیل میں جماعت کرنا جائز ہے.....
♦	(۴) احتجاج بھوک بڑ تال کا حکم.....
♦	۷۷۷ بے نمازی کی نماز جنازہ پڑھی جائے.....
۴۹۲	۷۷۸ عمدہ اسرار نماز فاسق ہے.....
♦	۷۷۹ نماز کے بعد مصحف کو اسٹوٹ دینا.....
♦	۷۸۰ نماز میں خیالات اور وساوس کا حکم.....
۴۹۳	۷۸۱ نماز آب موقوف ہوتی ہے.....
♦	۷۸۲ "اللہ اکبر" منع مفسد نماز ہے یا نہیں؟.....
♦	۷۸۳ نماز میں تصور شے کا خلک.....
♦	۷۸۴ نماز کے سامنے نکتہ قیامت پڑھنا جائز ہے؟.....
۴۹۴	۷۸۵ (۱) انتشار پھیلنے والا نذرناک ہے.....
♦	(۲) غیر مقلدین اہل اسلاف اور جماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟.....



صفحہ	مضمون
۳۹۲	(۳) غیر مقلدین کے پیچھے نماز عید کا حکم۔ . . . .
+	(۳) عیدین میں عند الاحناف تکبیرات زوائد چھ ہیں۔ . . . .
+	(۵) حناف کو اہل حدیث کمرے میں یا نہیں؟ . . . . .
+	(۶) ترویج جمع و تہمتیں رکعت ستون ہیں۔ . . . .
+	(۷) گیارہ رکعت ترویج کو سنت کہنا۔ . . . .
+	(۸) عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت۔ . . . .
+	(۹) حق بات کو چھپانا گناہ ہے۔ . . . .
۳۹۵	۷۸۶ نماز میں کیا تصور کیا جائے؟ . . . . .

## پہلا باب اذان و تکبیر

نماز کے علاوہ کن مواقع پر اذان کہنا جائز ہے؟

(سوال) اذان کی مشروعیت علاوہ جگہ نماز کے کسی اور طریق سے بھی حدیث یا فقہ سے ثابت ہوئی یا نہیں؟ جیسا کہ کثرت جنات میں یا آگ کے نکلنے میں یا اعمال بزرگوں سے بوقت و بام بعد صلوٰۃ عشاء چند اشخاص کا جمعاً یا فرداً اذانوں کا کہنا سنا جاتا ہے فی الشرع ثبوت رکھتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۱) نماز کے علاوہ اذان کئی چیزوں کے لئے ثابت ہے بچے کے کان میں اذان دینا تو معروف و مشہور ہے اس کے علاوہ بھی فقہاء نے لکھا ہے کہ شدت غم کے وقت مغموم کے کان میں اذان کی جائے تو اس کے غم کو زائل کر دیتی ہے قال الملا علی القاری فی شرح المشکوۃ قالوا یسن للمہموم ان یامر غیرہ ان یؤذن فی اذنه فانہ یزیل الہم کذا عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نقل الاحادیث الواردة فی ذلک فراجعہ انتہی (رد المحتار) (۱) بحر الرائق کے حاشیے میں علامہ خیر رملی نے ذکر کیا ہے کہ کتب شافعیہ میں ہے کہ نماز کے علاوہ بچے کے کان میں اذان کہنا اور مغموم و مصروع اور غضبناک شخص یا کسی بچوے ہوئے انسان یا جانور کے کان میں اذان کہنا یا دشمن کے حملے کے وقت یا آگ لگ جانے کے وقت یا جنات کی کثرت کی صورت میں اذان مسنون ہے پھر کہا کہ ہمارے نزدیک بھی اس میں کچھ بعد نہیں۔ وفی حاشیۃ البحر للخیمر الرملی رأیت فی کتب الشافعیۃ انہ قد یسن الاذان لغیر الصلوٰۃ کما فی اذن المولود و المہموم و المصروع و الغضبان و من ساء خلقہ من انسان او بہیمۃ و عند مزدحم الجيش و عند الحریق و عند تغول الغیلان ای عند تمرد الجن لخیر صحیح فیہ القول ولا بعد فیہ عندنا انتہی مختصراً (۲) شدت و بام کے وقت بطور عمل کے اگر اذان کی جائے تو اسے سنت یا مستحب نہ سمجھا جائے تو مباح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فرض نماز کے لئے اذان سنت مؤکدہ ہے

(سوال) بغیر اذان مسجد میں جماعت کرتے ہیں اور جب کو تو کہتے ہیں کہ کیا نماز اذان کے سوا بجا لگتی ہے اس کا جواب حدیث و فقہ سے عایت فرمائیں؟

(۱) (باب الاذان ۱/۳۸۵ ط سعید کمپی کراچی)  
(۲) منحة الخالق علی هامش البحر الرائق باب الاذان ۱/۲۶۹ ط دار المعرفة بیروت لبنان و رد المحتار. باب الاذان ۱/۳۸۵ ط سعید

(جواب ۲) فرض نماز کے لئے اذان سناست مکہ: ہے چونکہ یہ شہر اسلام سے ہے اس کے تارک کو گناہ بہت ہوگا بلکہ اگر کسی شہر والے شہر ہوں تو فقہاء ان سے جہد کا فتویٰ دیتے ہیں وہو سنة مؤکدة ہی کانوا جب فی لحوق الاثم (در مختار) قولہ ہی کانوا جب بل اطلق بعضهم اسم الواجب علیہ لقول محمد رحمہ اللہ لو اجتمع اهل بلدة علی ترکہ قاتلتهم علیہ ولو ترکہ واحد ضربته و حبسہ (رد المحتار)۔

اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ بجانا

(سوال) بعض شہروں میں اذان کے بعد مسجد میں گھنٹہ بجا کر وقت کا اعلام کیا جاتا ہے آیا یہ امر بدعت حسنہ جائز ہے یا نہیں اور کلاک مسجدوں میں رکھی جاتی ہے اس میں بھی ہر ایک کلاک پر وقت کا اعلام اور کلاکوں کی تعداد کا گھنٹہ جتنا ہے اور یہ امر بھی مروج ہے آیا یہ بھی بدعت حسنہ ہے یا نہیں؟

(جواب ۳) اذان کے بعد اعلام الصلوة کی غرض سے گھنٹہ بجانا بدعت ہے اگرچہ بعض فقہاء نے تنبیہ کی اجازت دی ہے اور تنبیہ کی صورتوں کو تعذر پر چھوڑ دیا ہے لیکن راجح قول یہی ہے کہ تنبیہ مکروہ و بدعت ہے و هو الموافق للسنة ہاں مسجد میں گھڑی لگانا اور اس کے گھنٹوں کے موافق گھنٹہ بجانے میں مضائقہ نہیں کیونکہ یہ گھنٹہ شرعی جہت سے نہیں بجایا جاتا بلکہ وقت کا اعلام ہے اس میں کوئی حرج نہیں (۲) واللہ تعالیٰ اعلم

اقامت میں دائیں بائیں مرنے کا حکم

(سوال) اقامت میں بھی مثل اذان کے جی علی الصلوة اور جی علی الفلاح کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنا چاہیے یا نہیں اکثر کتب متون و شروح فقہ میں لکھا ہے کہ الاقامة مثل الاذان او مثله الخ تو آیا منیت میں تحویل و جہل و التقلات الی الحسن والشال داخل ہے یا نہیں؟

(جواب ۴) ہاں اقامت میں بھی مثل اذان جی علی الصلوة اور جی علی الفلاح کے وقت منہ پھیرنا چاہیے کیونکہ تحویل و جہت ہے و يتحول فيه و کذا نیہا مطلقاً یمنیاً و یساراً بصلوة و فلاح لانه سنة الاذان مطلقاً (در مختار)۔ واللہ اعلم

نابالغ لڑکے کی اذان کا حکم

(سوال) نابالغ بچہ جو اکثر مسجدوں میں اذان کہتے ہیں یا امام خود ان سے اذان کہلا دیتے ہیں اس اذان کو دہرا

(۱) (باب الأذان ۱/ ۳۸۴ ط سعید) (۲) ولا تنوب إلا فی صلاة الفجر لما روی أن علیاً رضی اللہ عنہ رأى مؤذناً یبوی فی العشاء فقال "أحر حوا هذا المبتدع من المسجد الخ (المسوط للرخسی) باب الأذان ۱/ ۹۳ ط دار المعرفة بیروت لسان (۳) (باب الأذان ۱/ ۳۸۷ ط سعید)

چاہئے یا نہیں؟

(جواب ۵) سچے اگرنا سمجھ ہوں تو ان کی اذان کو دہرانا چاہئے کیونکہ ان کی اذان سے مقصود اذان یعنی اعلان حاصل نہیں ہوتا اس لئے کہ لوگ یہی سمجھیں گے کہ پتہ کھیل میں کہہ رہے ہیں لیکن اگر پتہ سمجھدار ہوں اور ان کی اذان سے مقصود حاصل ہو جائے تو وہ اذان جائز ہے دہرانے کی حاجت نہیں۔

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

(سوال) اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر من جات کرنا کیسا ہے اس کا کچھ ثبوت ہے یا نہیں؟ یہ دعا تو جروا (جواب ۶) اذان کے بعد جو الفاظ ادا کئے جاتے ہیں وہ دعا کے الفاظ ہیں اور رفع یدین آداب دعا میں سے ہے اس لئے ہاتھ اٹھانے میں مضائقہ نہیں۔

اذان میں یوقت شہادتین انگوٹھے چومنا

(سوال) بے فک حدیث صدیق اکبرؓ موضوع ہے لیکن شامی نے لکھا ہے کہ تقبیل ظفر ایہا من عند استماع اسمہ ﷺ عند اذان جائز ہے؟

(جواب ۷) شامی نے اس مسئلے کو قسمستانی اور قسمستانی نے کنز العباد سے نقل کیا ہے نیز شامی نے فتاویٰ صوفیہ کا حوالہ دیا ہے کنز العباد اور فتاویٰ صوفیہ دونوں قابل فتویٰ دینے کے نہیں ہیں اور جب کہ حدیث کا ناقابل استدلال ہونا ثابت ہے تو پھر اس کو سنت یا مستحب سمجھنا بے دلیل ہے اور اس کے تارک کو ملامت یا طعن کرنا مذموم۔ زیادہ سے زیادہ اس کو بطور مذہب رد کے ایک عمل سمجھ کر کوئی کر لے تو مثل دیگر اعمال کے مباح ہو سکتا ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت ثابت نہیں۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

”اقامت کے لئے کوئی جگہ متعین نہیں“ وجواب دیگر

(سوال) تکبیر اپنی طرف لے کر: کوئی چاہے یا پشت پر یا میں جنب؟ کوئی جگہ افضل اور چاہے؟

المستفتی نمبر ۱۶۵ ۷ رمضان ۱۴۵۲ھ۔

۱) فیصح أذان الكل سوى الصلي الذي لا يعقل لأن من سمعه لا يعلم أنه مودن بل بطل أنه يعبد بحلاف النسي العاقل: لأنه قريب من الرجال إلخ (رد المحتار: باب الأذان ۱/ ۳۹۴ ط سعید)  
 (۲) الفصل في الدعاء أن يسطر كتبه ويكون سبهم فرح وإن قنت إلخ (عالمگیریہ کتاب الکراہیۃ الدب الرابع فی الصلاۃ والنسیح والذکر والدعاء ۳۱۸/۵ ط مکتبہ عاجدیہ کوئٹہ)  
 (۳) وذكر ذلك الحراسي 'والحال ثم قال' وله يصح في المرفوع من كل هذا شئ إلخ (شامیہ باب الأذان ۳۹۸/۱ ط سعید)

(جواب ۸) تکبیر کے لئے کوئی ہت کوئی صف متعین نہیں ہے<sup>(۱)</sup>

(جواب دیگر ۹) مسجد میں اذان ایسی جگہ کہنی چاہئے جہاں سے آواز زیادہ نمازیوں کو پہنچے خواہ جنوب میں ہو یا شمال میں<sup>(۲)</sup> محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

اقامت میں بوقت کلمہ شہادت امام کا پیٹھ پھیرنا

(سوال) امام تکبیر میں حضور ﷺ کا نام سن کر اپنی پشت ادبا پھیرے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۵، ۷ رمضان ۱۳۵۲ھ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۰) امام حضور ﷺ کا نام سن کر اپنی پشت نہ پھیرے کیونکہ پشت پھرنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ بجانا

(سوال) مسجد میں قبل اذان یا بعد اذان کانسی کی گھنٹی ہاتھ سے بجانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۸۳ سید محمد شاہ (مصلح احمد آباد) ۲۹ محرم ۱۳۵۳ھ ۱۴ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۱) اگر مسجد بڑی ہو جس کے مختلف گوشوں میں متعدد مؤذن اذان کہتے ہوں جیسے دہلی کی جامع مسجد اور ان مؤذنوں کو وقت اذان کی اطلاع دینے کے لئے گھنٹہ بجایا جائے یعنی اذان سے پہلے اس لئے کہ سب مؤذن ایک وقت میں ایک ساتھ اذان کہیں تو یہ جائز ہے نمازیوں کو اطلاع دینے کی غرض سے اذان مقرر ہے اذان کے قائم مقام گھنٹہ بجانا جائز نہیں<sup>(۳)</sup> محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

بے نماز اور غلط شخص کو مؤذن بنانا درست نہیں

(سوال) جو شخص عدالت پسند ہو اور پاک ناپاکی نہ جانتا ہو تارک صوم و صلوٰۃ ہو ایسے شخص کو مسجد میں مؤذن و جاروب کش رکھنا کیسا ہے اور ایسے آدمی کے ہاتھ سے بھرے ہوئے پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟ بے نمازی کے ہاتھ کا بھرنا پانی غیر مطہر ہے یا نہیں؟ المستفتی محمد حسین صاحب (سرمدی)

(جواب ۱۲) غلاظت پسند اور بے نمازی کو مؤذن بنانا درست نہیں اگرچہ اس کے ہاتھ کا پانی مطلقاً غیر

(۱) و یقیم علی الارض هكذا فی القیة و فی المسجد الخ (ہندیہ: باب الأذان) الفصل الثانی فی کلمات الأذان و لا یمزج و کیفیتیہما ۵۶/۱ ط ماحدیہ

(۲) و فی العالمیہ کیمریہ: "والسنة ان یؤذن فی موضع عال یمکن لسمیع لجمیاعہ و یوقع صوته (باب الأذان) الفصل الثانی فی کلمات الأذان و الاقامة و کیفیتیہما ۵۵/۱ ط ماحدیہ

(۳) ولا تلویب الا فی صلاة الفجر لما روی ان علیا رضی اللہ عنہ رأى مؤذنا یثوب فی العشاء فقال: "اخرجوا هذا المبتدع من المسجد الخ (مبسوط السرخسی: باب الأذان ۱۳۰/۱ ط دار المعرفة بیروت لبنان)

مطہر تو نہیں لیکن احتیاطاً اور زہرا استعمال نہ کیا جائے تو مضائقہ نہیں (۱) فقط

اذان سے پہلے یا بعد میں نذرہ بجا نا درست نہیں

(سوال) ضرب نذرہ قبل اذان یا بعد اذان برائے ہوشیاری و بیداری غافلین جو کہ مسجدوں سے دور رہتے ہیں اور اذان کی آواز کان تک نہیں پہنچتی جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۳۹۳ محمد صالح بدرا سی

۱۹ ربیع الاول ۱۴۵۳ھ ۲۲ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۳) ضرب نذرہ سف صاعین میں مروج نہ تھی اور ممکن ہے کہ عوام اس کو شرعی چیز سمجھنے لگیں اس لئے اس کا رواج قابل ترک ہے اور اذان کے بعد تو اس کو مستحب کی حیثیت حاصل ہو جائے گی جو مکروہ اور بدعت ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

ایضاً

(سوال) شہر پیراں چٹن گجرات میں مسجدوں کی اذان گاہ پر ایک پیتل کی تختی جسے گھنٹہ کہتے ہیں صلوٰۃ خمسہ کی اذان مسنون کے بعد جلیا جاتا ہے شرعاً یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۵۱ محمد سعید (بمبئی) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۷ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۳) شریعت مقدسہ نے صلوات خمسہ کی اطلاع کے لئے اذان مقرر فرمائی ہے اور وہ شعار اسلام میں سے ہے اذان کے بعد کوئی اور چیز اطلاع اور اعلام کے لئے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام اور ائمہ عظام نے تعلیم نہیں کی اذان کے بعد مساجد میں گھنٹہ جانے کا طریقہ مقرر کرنے سے اذان کی بے وقعتی اور کفایت کی مشابہت ہوتی ہے اس لئے یہ بدعت ہے اور اس کو ترک کرنا لازم ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

اذان و اقامت کے اختتام پر محمد رسول اللہ کا اضافہ

(سوال) اذان و اقامت اور دو باعد صلوٰۃ جماعت کا اختتام صرف لالہ الا اللہ پر ہونا چاہیے یا محمد رسول اللہ بھی کہنا چاہیے؟ المستفتی نمبر ۶۶۱ حمید الدین احمد (ضلع رگپور)

۲۸ رجب ۱۳۵۴ھ ۷ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(۱) من سن المؤذن کتبہ رجلاً عاقلاً صالحاً عالماً بالنسب الأوقات مواظباً علیہ محتسباً ثقة منظرراً الخ (رد المحتار) باب الأذان ۳۹۳/۱ ط سعید

(۲) ولا تنوب إلا فی صلاة الفجر لما روی أن علیاً رضی اللہ عنہ رأى مؤذناً یبوی فی العشاء فقال: "أحرحو! هذا المتبدع من المسجد الخ (المبسوط للرحمنی: باب الأذان ۱/۱۳۰ ط بیروت)

(۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما: کان المسلمون حين قدموا المدينة: یجتمعون فیصلون الصلوات و لیس ینادی بها أحد فتکلموا فی ذلك يوماً فقال بعضهم: "تحدرو! ناقوساً مثل ناقوس النصارى" وقال بعضهم: "تحدرو! قرناً مثل قرن اليهود" قال: فقال عمر: "أولا یصلون رجلاً ینادی بالصلاة" فقال رسول اللہ ﷺ: "یا بلال! قم فناد بالصلاة (ترمذی) باب ما جاء فی بدء الأذان ۴۸/۱ ط سعید کمپنی)

(جواب ۱۵) اذان و اقامت کے آخر میں تو پے شک صرف لا الہ الا اللہ پر اذان و اقامت ختم ہوتی ہے اس کے بعد محمد رسول اللہ کا اضافہ نہیں کرنا چاہیئے اور بعد جماعت کے بھی ادعیہ، ماثورہ میں محمد رسول اللہ کا اضافہ اپنی طرف سے نہیں کرنا چاہیئے۔ ماثورہ کے جتنے الفاظ حدیثوں میں ظلت اور منقول ہوں اس کو انہیں الفاظ پر رکھنا چاہیئے اگر اذان اور اقامت کے اخیر میں محمد رسول اللہ کا اضافہ اسی توازن اور سبجے سے کیا جائے جس آواز اور سبجے سے اذان و اقامت کی ہے تو یہ اضافہ بدعت ہے اور اگر آہستہ سے کوئی اپنے دل میں محمد رسول اللہ بھی سر لے تو یہ مہاج ہو گا اسی طرح کسی دماغے ماثورہ میں اپنی طرف سے یہ اضافہ مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فوہو اگر افر کے اذان یا تکبیر کہنے سے نماز مکروہ نہیں ہوتی

(سوال) زید فوہو گرائی کا کام کرتا ہے اور پابندی کے ساتھ نماز پڑھتا ہے بحر کہتا ہے کہ زید کا یہ پیش فوہو گرائی درست نہیں ہے اس لئے نماز میں زید کے تکبیر پڑھنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟  
(المستفتی نمبر ۷۹۸ محمد حسین (دہلی) ۶ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ۱۱ مئی ۱۹۳۶ء)  
(جواب ۱۶) تصویر اور فوہو ناب شک ناجائز ہے یعنی جاندار کے فوہو تصویر کے ہی حکم میں مگر زید کے اذان یا اقامت کہنے سے نماز میں کراہت نہیں ہوتی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

اقامت میں حی علی الصلوٰۃ پر کھڑا ہونا مستحب ہے

(سوال) عبارت شرح وقایہ کی و یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوٰۃ و یشرع عند قد قامت الصلوٰۃ آئیہ سنت ہے یا مستحبات یا کچھ اور؟ اگر براہ آرائی صرف قبل حی علی الصلوٰۃ کھڑے ہو جائے تو کوئی حرج ہے یا نہیں؟ اگر وقت حی علی الصلوٰۃ تمام مع قوم کھڑا ہو لیکن بعد صرف آرائی حد قد قامت الصلوٰۃ نماز شروع کرے تو کیا حرج ہے؟

(المستفتی نمبر ۹۳۸ متولی جامع مسجد (ڈبروگنڈہ آسام) ۲ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء)  
(جواب ۱۷) و یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوٰۃ و یشرع عند قد قامت الصلوٰۃ (۱۰) یہ مستحبات میں سے ہے اور یہ بھی جب کہ پہلے سے لوگ اٹھنے درست ہو کر نہیں کہ کھڑے ہونے کے بعد صفیں درست نہ کرنا پڑیں بلکہ خود خود درست ہو جائیں اس کا خلاف یعنی حی علی الصلوٰۃ سے پہلے کھڑے ہو جانا جب کہ امام موجود ہو مکروہ نہیں اسی طرح حد قامت الصلوٰۃ کے بعد نماز شروع کرنا مکروہ نہیں خصوصاً جب کہ تاخیر، قامت، تسویہ صفوف کی وجہ سے واقع ہو یہ مسئلہ صرف اسی قدر حیثیت رکھتا ہے اس

(۱) والبیادۃ فی الادان مکروہۃ الخ (ابحار الرائق، باب الادان، ۲۶۱/۱ طہ بیروت)

(۲) (باب الادان، ۱۳۶/۱ طہ سعید)

سے زیادہ اس کو اہمیت دینا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دفعہ دہم کے لئے اذان کہنا مباح ہے

(سوال) دفعہ دہم کے لئے اذان دینا جائز ہے نہیں؟ تہذیبِ مروجہ کے ساتھ مسجد میں یا گھر میں؟

المستفتی ۱۰۰۷: مہداستار صاحب (یا) ۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۰ جون ۱۹۳۰ء

(جواب ۱۸) دفعہ دہم کے لئے تہذیبِ مروجہ کے ساتھ مسجد میں یا گھر میں؟ تہذیبِ مروجہ کے ساتھ مسجد میں یا گھر میں؟

نہیں ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اذان میں وقت شہادتیں اٹھائیں چومنا

(سوال) اذان کے وقت اشدان محمد رسول اللہ پر نوک اٹھائیں چوم کر آنکھوں پر نکات ہیں تو یہ

جائز ہے کہ ناجائز؟ اس کو بائیس طرح تحریر کیجئے گا۔

المستفتی نمبر ۱۱۷۳: مہداستار صاحب (منع میدان پور) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹) اتھوئی چوم کر آنکھوں پر نکات کا کوئی ثبوت نہیں، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اذان کے بعد جماعت کے لئے گھنٹہ جانا مکروہ ہے

(سوال) شہر یا ان شہر، قدحرات میں مسجدوں کی اذان کا ہر حد اذان مسنونہ صلوٰۃ خمسہ کے ایک پینٹل

نقشہ میں (آستانہ) میں کیا جائز ہے اس کا کیا تاثر ہے محمدی سے جائز ہے نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۲۳: مہداستار صاحب (منع میدان پور) ۱۵ ستمبر ۱۳۵۵ھ

۲۱ رجب ۱۳۵۵ھ ۸ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب) (ناشر علی منشی مول ہمد و صدارت) (یہ) (مد و مسلیا) ابتداء زمانہ اسلام میں وہاں تک

وقت نماز کے لئے منع نہ ہوا تھا کہ نہ وقت تہذیب کے لئے نماز کے احکام کا کوئی مخصوص طریقہ ہو بھی نہ ہوا

میں سے منس نے ہر وقت میں ہر وقت میں ہر وقت میں ہر وقت میں ہر وقت میں ہر وقت میں ہر وقت میں

نہ اس میں ہر وقت میں ہر وقت میں ہر وقت میں ہر وقت میں ہر وقت میں ہر وقت میں ہر وقت میں

جو تہذیبِ اسلامی کے درمیان تھی، یہ کہ ایک شخص آسمان سے نازل ہوا جس کے ہاتھ میں ناقوس تھے

۱. وہی حسہ شجر لہجر الشریعی۔ رتب فی کتب التبعیۃ انہ قد یس الادان لغير الصلاۃ کما فی اذان

مولود فی الصلاۃ الفاری فی شرح مشکوٰۃ "قولہ" یس لم یمنعوا ان یامر عبدا ان یؤدی فی ذلہ قلمہ

یرای الہم الخ (رد المحتار: باب الادان ۳۸۵ طبع معید)

۲. و ذکر ذلک الحراحی و اعلم انہ فی ذلک یصح فی المرفوع من کل هذا شی الخ (رد المحتار: باب الادان ۳۹۸ طبع معید)



مثلاً کوئی شے تھی حضرت عبداللہ بن زید انصاری نے اسے خریدنا چاہا تو اس نے پوچھا کہ کیا کرو گے انہوں نے جواب دیا کہ ہم اپنی نمازوں کا اس سے اعلان کریں گے اس نے کہا کہ میں کیوں ایسی شے تمہیں نہ دوں جو اس سے بہتر ہو بہر حال اس شخص نے اذان کی تعلیم دی اور یہ خواب سماعت فرما کر حضرت نبی کریم ﷺ نے تصدیق فرمائی۔ والمشہور انہ ﷺ لما قدم المدینۃ کان یؤخر الصلوٰۃ تارۃً و یعجلہا احرى فاستشار الصحابة فی علامۃ یعرفون بہا وقت اداء الصلوٰۃ لکی لا تفوتہم الجماعة فقال بعضهم نصب علامۃ حتی اذا رآها الناس اذن بعضهم بعضاً فلم یعجبه ذلك و اشار بعضهم بضرب الناقوس فکمره لاجل انصارى و بعضهم النفخ فی الشبور فکمره لا جل الیہود و بعضهم بالبوب فکمره لا جل المجوس ففرقوا قبل ان یجتمعوا علی شئ۔ قال عبداللہ بن زید الانصاری فبت لا یاخذنی النوم و کنت بین التائم والیقظان اذ رأیت شخصاً نزل من السماء و علیہ ثوبان اخضران و فی یدہ شبۃ الناقوس فقلت التبعنی هذا فقال ما تصنع بہ فقلت نضرہ عند صلاتنا فقال الا ادلت علی ما ہو خبر من هذا فقلت نعم الخ ص ۱۲۷ جلد اول مبسوط باب الاذان۔ اسلام میں اذان ہی طریقہ اعلان نماز سمجھا جاتا ہے اذان کے بجائے یا اذان کے بعد ناقوس یا اسی سے مثلاً کسی چیز سے اعلان نماز شرعاً درست نہیں ہے ایسے طریقہ ہائے اعلان کو حضرت نبی کریم ﷺ نے ناپسند فرمایا ہے فقط شرف علی مفتی لول بلدہ و صدرت العالیہ (جواب ۲۰) (از حضرت مفتی اعظم) بے شک بجائے اذان کے یا اذان کے بعد گھنٹہ جانا اور اس کو نماز باجماعت کا اعلان قرار دینا مکروہ و بدعت ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

اذان کے لئے اسپیکر کا استعمال مباح ہے

(سوال) اذان کی آواز دور تک پہنچانے کے لئے منارے پر آلہ مخرج الصوت یعنی لاؤڈ اسپیکر کا استعمال عند الشرح جائز ہے یا نہیں۔ المستفتی نمبر ۱۳۳۶ امام عبدالصمد (جنوبی افریقہ)

۹ ربیع الاول ۱۴۵۵ھ ۲۰ مئی ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۱) اذان کی آواز دور تک پہنچانے کے لئے منارے پر لاؤڈ اسپیکر لگانا مباح ہے (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

لام مصلیٰ پر کب کھڑا ہو؟

(سوال) جب مؤذن نماز جماعت کے وقت تکبیر پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے لام کو تکبیر لونی میں مصلیٰ

(۱) ولا تلویب الا فی صلاۃ اللہ لدہ رووی ان علیاً رضی اللہ عنہ رأى مؤذناً یثوب فی العشاء فقال۔ "اخرجوا هذا المبتدع من المسجد والحديث محامداً المبسوط للسرخسی باب الاذان ۱/۲۷۵ ط بیروت لبنان (۲) و یسی للمؤذن فی موضع یکون یسمع للبحیراد و یرفع صوته الخ (البحر الرائق) باب الاذان ۱/۲۶۸ ط بیروت لبنان

کے لوپر کھڑا ہونا چاہیے یا بعد کو اللہ اکبر جس وقت مؤذن کتابے اس وقت کھڑا ہو جاتی علی الفلاح کے بعد کھڑا ہو امام اگر محمد رسول اللہ کے بعد مصے پر کھڑا ہو جائے تو مقتدی گناہ گار ہوتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۹۶ قاضی کمال الدین صاحب (ضلع کٹھیاواڑ)

(جواب ۲۲) مؤذن جس وقت اقامت شروع کرے اسی وقت لم مصے پر کھڑا ہو سکتا ہے اور اگر اس وقت کھڑا نہ ہو بلکہ حی علی الصلوة کہنے کے وقت کھڑا ہو تو یہ بھی جائز ہے اس کے بعد بیٹھنا نہیں چاہیے بلکہ حی علی الصلوة پر ضرور کھڑا ہونا چاہیے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دلی

امام اور مقتدیوں کا شروع اقامت میں کھڑا ہونا

(سوال) مقتدی اور امام کے لئے حی علی الفلاح پر کھڑے ہو جانا اور قدامت اصلوة پر تحریر یا بندھ لینا ہر وقت مستحب اور ضروری ہے یا کسی تحذر مثلاً صف بندی کی درنگی کی بنا پر ضروری اور مستحب نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۵۵۱ محمد حبیب حسین (بہار) ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۹ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳) مقتدی اور امام حی علی الفلاح پر کھڑے ہو جائیں یعنی اس کے بعد بیٹھے نہ رہیں یہ مطلب نہیں کہ اس سے پہلے کھڑے نہ ہوں اگر صف بندی کرنی ہو تو پہلے سے (یعنی شروع اقامت سے) کھڑا ہو جانا بہتر ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دلی

تکبیر اولیٰ میں شرکت کی حد

(سوال) تکبیر اولیٰ کا ثواب سورہ فاتحہ کے ختم سے قبل شریک ہونے میں ملتا ہے یا کسی بھی رکعت میں شامل ہونے سے مل جاتا ہے۔ المستفتی موسوی محمد رفیق صاحب دہلی

(جواب ۲۴) تکبیر اولیٰ کا ثواب پہلی رکعت میں بعض فقہاء کے نزدیک قرأت شروع ہونے سے پہلے شریک ہونے والے کو اور بعض کے نزدیک سورہ فاتحہ کے ختم تک اور بعض کے نزدیک پہلی رکعت میں شریک ہونے والے کو ملتا ہے اور ہر قول مقبول ہے وسعت رحمت ہادی کے لحاظ سے آخری قول رائج ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دلی

(۱) فذهب مالک و جمهور العلماء ! لی أنه ليس لغيرهم حذو لكن استحباب عاصمهم القيام إذا أخذ المؤذن في الإقامة (عمدة القاری باب متى يقوم الناس ۱/۵۳ ط بیروت) وقال الطحطاوی تحت قوله: " والقيام لإمام و مؤتم " . " والطاهر أنه احتراز عن التأخير لا التقديم حتى لو قام أول الإقامة لا بأس به " (حاشية الطحطاوی علی الدر المختار. باب صفة الصلاة ۱/۲۶۵ ط دار المعرفة بیروت لبنان)

(۲) ایضاً

(۳) و نظیر فائدة الخلاف فی وقت إدراك فصلة تكبيرة الافتتاح لعمدة بالمقارنة و عندهما إذا كبر فی وقت التماس و قبل بإدراك الرکعة الأولى و هذا أوسع وهو الصحيح (ح رد المحتار: باب صفة الصلاة) مطلب فی وقت إدراك فصلة الافتتاح ۱/۲۶۶ ط سعید

لذان کا جواب دینا سنت ہے

(سوال) جب مؤذن اذان پڑھتا ہے تو اذان کے الفاظ ہر اناور بعد میں دعا کا پڑھنا واجب ہے یا سنت یا مستحب اور نہ پڑھنے سے کوئی نہ تو نہیں ہوتا۔

المستفتی نمبر ۱۶۷۳ فقیر سید منور علی صاحب (سمت عمر) ۶ جنوری ۱۳۵۶ھ ۱۴ اگست ۱۹۳۰ء  
(جواب ۲۵) اذان کے وقت اذان کے الفاظ کو دہرانہ رتی علی الصلوٰۃ حتی علی الفلاح کی جگہ احوال و اقوال  
باندھ کر اناور فقیر اذان کے بعد المہم رب هذه الدعوة التامة الخ دعا پڑھنا سنت ہے نہ پڑھنے سے ترک  
سنت ہوگا ، محمد کفایت اللہ کان اللہ لا ولی

شر و تمس کن کراٹھو مجھے چو مناسبت نہیں

(سوال) جب مؤذن اذان دیتا ہے تو سننے والا اشد ان محمد رسول اللہ پر دونوں انگشت چوم کر آنکھوں پر  
رہتے ہیں یا یہ غائب یا ثوب المستفتی ۱۱۹۱ محمد موسیٰ صاحب امام مسجد مچن آباد (بیلا پور)

۱۷ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۶) شر و تمس کن کراٹھو مجھے چو مناسبت نہیں ۱۰ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا ولی

اذان کے بعد دعائیں باجمہ انعاما ثابت نہیں

(سوال) بعد اذان عند اداء رفع یدین ثابت ہے یا نہیں۔ اگر جواب عدم میں ہو تو بخاری شریف میں جو  
حدیث ہے اس کا کیا مطلب ہے ادا دعا رسول اللہ ﷺ رفع یدین بیدہ الحدیث

المستفتی نمبر ۱۹۶۱ محمد نصیر الدین صاحب ۲۵ شعبان ۱۳۵۶ھ ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۷) اذان کے بعد دعائیں باجمہ انعاما کا کوئی خاص ثبوت نہیں پس عموم سے استدلال  
کر کے باجمہ انعاما اور خصوصاً ثبوت نہ ہونے کی بنا پر نہ انعاما دونوں باتیں جائز ہیں (۱)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لا ولی

اذان کے بعد نماز کے لئے بلا تاخیر میں داخل ہے

(سوال) (۱) اذان و اقامت کے درمیان ان الفاظ میں متغیر "اعلام بعد اعلام" ہر نماز کے لئے پکارنا الصلوٰۃ

۱) و یحب وحب وحب الخ لولبی بدہ والواجب إلا جبة بالقدم من سمع الأذان بان یقول بلسانہ کلماتہ  
لا فی الجملین فیقول و فی الصلوۃ خبر من التودہ "فقول صدقت و بررت و یدعوا بعد فراة بالوسد  
لرسول اللہ" التوبیر و شرحہ باب الاداب ۶ ۳۹۶ ۳۹۸ ط سعید  
(۲) و ذکر ذلك الجراحی و اطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل هذا شی الخ رد المحتار باب الادان  
۳۹۸ ط سعید کمی، (۳) لا فصل فی الدعاء ان یسط کفیه و یکون بینهما فرجة الخ (عالمگیریہ کتاب  
لکراۃ) باب لراۃ فی الصلاۃ و یصح و الذکر و ادع ۵ ۳۹۸ مکتبہ ماجدہ کوئٹہ

والسلام علیک یا رسول اللہ۔ السلامو السلام علیک یا نبی اللہ۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ۔ جائز ہے یا ناجائز لغت اور اصطلاح شرعیہ میں تنبیہ کے کیا معنی ہیں جس مسجد میں یہ تنبیہ کبھی نہ پکاری گئی ہو اگر وہاں کچھ لوگ اس کو پکاریں اور غیر پکارے نماز نہ پڑھیں نہ دوسروں کو پڑھنے دیں اور ان لوگوں پر جو اس فعل کو ناجائز منسوب اور خلاف حکم نبی کریم ﷺ کہتے ہیں لعن و طعن کریں اور ان کو وہابی دینمدی مردود و کافر کہیں اور لڑنے بھڑانے کو تیار ہو جائیں ان کے متعلق کیا حکم ہے۔

(۲) حدیث لا تنوبن فی شیء من الصلوٰۃ الا فی صلوٰۃ الفجر ترمذی ص ۷۷ (۲) کی روایت میں جو ایف رلوی امر انبیی واقع ہوئے ہیں ان کو صاحب ترمذی نے ضعیف کہا ہے تو کیا اس سے روایت قابل عمل رہتی ہے یا نہیں ان کی ثقاہت و حدیث و ضبط و غیرہ کے بارے میں کتب اصول سے کیا مستنبط ہوتا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۲۶۸ من فیہ عبد الجلیل بن صاحب ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۸) تنبیہ اس معنی کے خلاف ہے کہ اس سے مراد لڑائی اور اقامت کے درمیان میں کچھ الفاظ پکار کر لوگوں کو نماز کے لئے بلانا نہ نظر ہو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں لڑائی اور اقامت کے درمیان میں ایسی کوئی چیز نہ تھی نہ حضور ﷺ نے تعیم فرمائی اس کو لوگوں نے بعد حضور ﷺ کے ایجاد کیا اور صحابہؓ نے اس کا انکار کیا حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نماز کے لئے ایک مسجد میں گئے اور وہاں تنبیہ پکاری گئی تو وہ اس مسجد سے بغیر نماز پڑھے چلے آئے اور کہا کہ اس مبتدع کے پاس سے مجھے لے چلو یہ واقعہ ترمذی اور ابوداؤد میں موجود ہے امام ابو یوسف نے قاضی یا مفتی یا کسی ایسے ہی شخص کے لئے جو خدمت مسلمین میں مشغول رہتا ہو اس امر کی اجازت دی ہے کہ اس کو اقامت سے کچھ قبل اطلاع دیدی جائے کہ اسے تو وہ جماعت میں شریک ہو جائے اور خدمت خلق میں نقصان نہ پڑے ان کی اجازت کا بھی یہ مطلب نہیں کہ لڑائی اور اقامت کے درمیان تنبیہ کی رسم ہی قائم نہ کر لی جائے اور پھر طرفہ یہ کہ اس کو ایک واجب کا درجہ دے دیا جائے اور منکر یا تارک کو وہابی مردود کہہ کر لعن و طعن کیا جائے یہ تو یقینی تعدی اور ظلم اور انتہائی بدعت ہے ترمذی کی روایت ابو اسر ائیل الملکی کی اگرچہ ضعیف ہے مگر عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت مذکورہ بالا سے اس کی تقویت ہو جاتی ہے اور وہ قابل عمل ہو جاتی ہے (۱۰۰۰)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

جماعت کے وقت مؤذن کا آواز بلند و رو پڑھنا

(سوال) جنس جبکہ یہ دستور ہے کہ جس وقت نماز کے واسطے جماعت کھڑی ہوتی ہے تو مؤذن کبھی

(۱) ترمذی باب دعاء فی السجود فی الفجر ۵۰ طبع سعید کمپنی

(۲) قال فی العربیۃ احادیث لم یروا بالتوثیق بین الأدیان والإقامة علی حسب ما تعارفوا فی جمیع الصلوات الخ و حضرت ابو یوسف من یسئل بمصلح العامة کالقاصی والمفتی والمدرس الخ (رد المحتار) باب الأدان ۳۸۹ طبع سعید کمپنی، و بعد لم یسئل من مکره فی غیر الفجر وهو قول الجمهور الخ والبحر الرائق باب الأذان ۲۷۵/۱ طبع بیروت لبنان

پڑھنے سے پہلے پُرازد بند درود شریف پڑھتا ہے پھر اس کے ملحق تکبیر پڑھتا ہے اور ہر جماعت کے وقت یہی دستور اختیار کیا جاتا ہے کیا یہ طریقہ شرعاً مستحسن ہے اور اس طریقہ کے لئے شرعی ثبوت موجود ہے اگر شرعی ثبوت نہیں تو یہ فعل کیسا ہے؟ المفتی نمبر ۲۳۹۶ چودھری اسلوب الہی صاحب دہلی

۱۳ جنوری الثانی ۱۳۵۹ھ ۱۱ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۹) اقامت سے پہلے پُرازد بند درود شریف پڑھنا کس ثنات میں نہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں نہ صحابہ کرامؓ اور ائمہ عظام کے زمانے میں اور اگر اس کو ایک طریقہ و ائمہ مانا لیا جائے تو بدعت ہے (۱) واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

مؤذن کی موجودگی میں دوسرے شخص کا اذان کہنا

(سوال) ایک شخص عرصے سے مسجد کی خدمت یعنی اذان پڑھتی، تکبیر کہتی، مسجد کی صفائی دیکھ بھال وغیرہ سے غرض حسبہ نذہا جازات مؤذن انجام دیا کرتا تھا وہی نہیں بلکہ اس شخص کا باپ کا بھی یہی حال تھا بعض خود غرض دشمنوں نے مسجد کے ممبران کمیٹی سے شکایت کر، ممبران میں سے بعض انگریزی دال اور وکیل بھی ہیں وہ وکیل صاحبان یہ فرماتے ہیں کہ ہم اللہ کے سامنے کیا جواب دیں گے یہ کہہ کر اس شخص کو نیک کام سے روک کر محروم کر دیا کیا یہ فعل ممبران کمیٹی کو جائز ہے یا نہیں؟

المفتی نمبر ۲۶۰۰ نورانی صاحب (دہلی) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ ۱۵ مئی ۱۹۳۰ء

(جواب ۳۰) اگر کوئی شخص حسبہ نذہ مسجد کی خدمت، صفائی، بھرانہ وغیرہ کرے تو وہ ثواب کا مستحق ہے اور اگر مؤذن مقرر نہ ہو تو اذان و اقامت کہنی بھی موجب ثواب ہے لیکن اگر مؤذن مقرر ہے تو پھر اذان و اقامت مؤذن کا حق بلکہ اس کا منصب فریضہ ہے اگر ممبران کمیٹی مؤذن سے مواخذہ نہ کریں کہ وہ خود اذان کیوں نہیں مانتا تو مؤذن دوسرے شخص کو اذان و اقامت دے سکتا ہے اور اس کی اجازت سے دوسرا شخص اذان و اقامت کہہ سکتا ہے لیکن اگر کمیٹی مؤذن سے اذان نہ کہنے پر مواخذہ کرے تو کمیٹی کو اس کا حق ہے اور مؤذن کو بھی حق ہے کہ وہ خود اذان کہنے پر اصرار کرے اور دوسرے شخص کو اجازت نہ دے ایسی حالت میں اس شخص کو جو حسبہ نذہ اذان کہتا چاہتا ہے کمیٹی کے قاعدے میں اور مؤذن کے فرض منصبی کی انجام دہی میں مداخلت نہ کرنی چاہیے بلکہ اگر وہ اس ثواب کو حاصل کرنے کا آرزو مند ہے تو کسی ایسی مسجد میں جہاں مؤذن تنخواہ دار مقرر نہ ہو اذان کہ کر یہ فضیلت حاصل کرنا چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

۱) ہی عنشہ قالت " قال رسول اللہ ﷺ " من أحدث فی امرنا هذا ما لیس مہ فہو رد (بخاری باب اذا اصطلحوا علی صلح حور ۱ ۳۹ ط قدیمی کتب خانہ کراچی) التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سنة سبع مائة و احدى وثلاث مئ الح وهو بدعة حسنة (الدر المختار) باب الاذان ۱/ ۳۹ ط سعید کمپی (۲) اقام غیر من اذن بعینہ ای المودن لا یکرہ مطلقاً وان بحضورہ کرہ ان لحقہ وحسنہ الم (التنویر و شرحہ) زفی الشامیة " ای بان لم یروض به الم (باب الاذان) ۱/ ۳۹ ط سعید

شہادتیں سن کر انگوٹھے چومنا بدعت ہے

(سوال) پنجابی زبان میں ایک کتب ہے جس کا نام پکی روٹی کلاں ہے اس میں تقبیل ابہامین وقت لڑان نزدیک سننے اشدان محمد رسول اللہ کے متعلق حدیث نکلی ہے کہ پیغمبر خدا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی شہادت دے تو مجھ دائیں انگوٹھیں دے لے انھیں دے رکھ دے چمکاتے پڑھ افرہ عینی ہلک یا رسول حق تعالیٰ گناہ اسدے خشیدہ ہے لوسیدیاں انھیں کدی در ذکر سن اتے پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا لے دزساں استوں طرف بہشت دے جناب یہ تحریر فرمائیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا موضوع اس پر عمل کرنا چاہیو نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۲۹۱ علی ہماں ضلع میانوالی (پنجاب)

۷ اذی الحجہ ۱۳۶۰ھ ۵ جنوری ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۱) تقبیل ابہامین کا کوئی پختہ ثبوت نہیں اس لئے اس کو موجب ثواب سمجھ کر کرنا بے ثبوت بات ہے البتہ بعض لوگ اس کو ہمداری چشم سے محفوظ رہنے کا عمل سمجھ کر کرتے ہیں تو اس صورت میں مثل دیگر عملیات و تعویذات کے یہ عمل بھی مباح ہو گا مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے تارک پر کوئی طعن یا ملامت نہ کی جائے جو اس عمل کو کرے کرے جو نہ کرے کرے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

سوال مثل بالا و جواب دیگر

(سوال) لڑان کے وقت انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھنا حدیث صحیح سے ثابت ہے یا نہیں اور بعض طہ ثبوت تارک قابل ملامت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۷۱ فیروز خاں (جہلم) یکم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۲) لڑان میں کلمہ اشدان محمد رسول اللہ سن کر انگوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا کوئی شرعی حکم نہیں ہے اس کے متعلق جو روایت مسند فردوس وغیرہ میں ہے وہ صحیح نہیں ہے بعض بزرگوں نے اس فعل کو آنکھوں کی ہمداری سے محفوظ رہنے کا ایک عمل قرار دیا ہے تو یہ شرعی بات نہ ہوئی اگر اس کو یہ سمجھ کر کرے کہ اس عمل کو کرنے سے آنکھیں نہیں دکھتیں تو اسے اختیار ہے مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی یہ عمل نہ کرے تو اسے مجبور نہ کیا جائے نہ اس پر اعتراض کیا جائے کیونکہ عملیات و تعویذات کوئی شرعی چیزیں نہیں ہیں ہر شخص کو حق ہے کہ کوئی عمل کرے اور تعویذ باندھے یا عمل نہ کرے اور تعویذ نہ باندھے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

(۱) و ذکر ذلك المحرر وأطال ثم قال ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء الخ (رد المحتار: باب الإذان)

۳۹۸ ط سعید کمپنی)

(۲) (حوالہ بالا)

(جواب ۳۳) تقبیل بائین حیثیت ایک شرعی فعل کے صحیح سند سے ثابت نہیں ہاں ایک رقیہ کی حیثیت سے بعض بزرگوں نے یہ عمل اس لئے کیا ہے کہ آنکھیں دکھنے سے محفوظ رہیں تو حیثیت رقیہ کے کوئی کرے کرے اور نہ کرے تو مورد الزام نہیں ہو سکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

اذان فجر کے بعد لوگوں کو نماز کے لئے بلانا

(سوال) فجر کی اذان دینے کے بعد مؤذن یا دوسرا کوئی شخص محمد والوں کو نماز کے سرے محلہ میں گھر گھر پھر کریدار کر سکتا ہے یہ نہیں آ کر کر سکتا ہے تو کیونکہ اور نہیں کر سکتا تو اس کی توضیح فرمائیں۔  
المستفتی نمبر ۳۶۷۲ فقی مسروری صاحب۔ طرز ہمہ رود اخاندہ ولی۔

۲۹ جولائی ۱۳۹۲ھ ۱۳ رجب ۱۳۹۱ھ

(جواب ۳۴) یہ عمل اس وقت بھیج میں داخل نہیں بلکہ اس سے زیادہ حیثیت رکھتا ہے دوسرے متذہب بھی ایک امر مستحب اور مبتدع ہے اذان سے پہلے یہ نیت امر بالمعروف اس امر کی گنجائش ہے اذان کے بعد یہ امر کرابت سے خالی نہیں ہے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

(جواب از مولانا مفتی مظفر اللہ صاحب) بل اس فعل میں کچھ مضائقہ نہیں بلکہ موجب ثواب ہے کہ یہ تہییب کے معنی میں ہے والتوب حسس عند المتأخرین ثبوت میں ہے ویؤذن الفجر ثم یقعد قدر ما یقرأ عشرين یت ثم یعوب ثم یقعد مثل ذلک ثم یقیم هكذا فی العالمگیری (۲) فقط واند تعالیٰ اعلم۔  
محمد مظفر اللہ غفرلہ امام مسجد جامع فتح پوری ولی

(جواب الجواب) از حضرت مفتی اعظم۔ تہییب کو اگرچہ متأخرین حنفیہ نے مستحسن قرار دیا ہے مگر اس میں شبہ نہیں کہ یہ امر مستحب ہے یعنی رسول خدا ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانے میں تہییب نہ تھی حضرت ابن عمر سے منقول ہے کہ وہ اس کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے ایک مسجد میں نماز پڑھنے گئے وہیں مؤذن نے تہییب کی تو وہ بغیر نماز پڑھے چلے آئے اور چونکہ ٹاینا ہوئے تھے اس لئے اپنے ساتھی سے کہا۔ اس بدعتی کے پاس سے ہم کوٹے چلے عن مجاہد قال دخلت مع عبد اللہ بن عمر مسجد او قد اذن فيه ونحن نريد ان نصلي فيه فنوب المؤذن فخرج عبد اللہ بن عمر من المسجد وقال اخرج بنا من عند هذا المبتدع ولم یصل فيه (ترمذی شریف) نیز متأخرین حنفیہ کا تہییب کو مستحسن فرمانا اور اس کی یہ تعریف کرنا کہ اذان کے بعد تھوڑا وقفہ کر کے مؤذن یہ غلط پکار کر کہے الصلوٰۃ یا قامت

(۱) (جوالہ) لا صفحہ گزشتہ

(۲) قال فی العبدیة " احدث المتحرون من الادیان والاقامة علی حسب ما تعارفوه و حصه ابو یوسف من یشعل بمصالح العامة كلقاصی والمفتی و لمدرس الخ (رد المحتار باب الاذان ۳۸۹ ط سعد)

(۳) باب الاذان الفصل الثانی فی کلمات لأذان والاقامة و کیفیتهم ۵۶ ط محدثہ

(۴) باب ما جاء فی التوب فی الفجر ۵۰ ط سعد

قامت وغیرہ تو یہ عمل عام طور پر مساجد حنفیہ میں معمول نہیں ہے عام عمل اس پر ہے کہ جو جامع صغیر کی روایت سے مستحب کا مکروہ ہونا ثابت ہوتا ہے وہ فی الجامع الصغیر اہ پکروہ فی سائر الصلوات (جامع الرموز ص ۵۷ ج ۱) پھر مستحب جس کو متاخرین حنفیہ مستحسن فرماتے ہیں وہ صرف مؤذن کا عمل ہے دوسروں کا نہیں۔ قید یکون المستحب هو المؤذن لانه لا ينبغي لاحد ان يقول لمن فوقه في العلم والحاجه حان وقت الصلوٰۃ سوى المؤذن لانه استفضل لنفسه (طحاوی علی مرتقی الخان ص ۱۰۷) میں نے پہلے جواب میں اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا کہ محلہ میں گھر گھر جا کر عید نہ کرنا مستحب سے بچہ زیادہ ہے اس کا مطلب یہ تھا کہ مستحب تو مؤذن کا مسجد میں اذان کے بعد الفاظ معمولہ پکار کر کہنے کا نام ہے اور یہ عمل اس سے آگے بڑھ کر گھروں پر جانے اور کنڈیاں کھٹکنا کر لوگوں کو جگانے اور کئی کئی آدمیوں کا مل کر گھومنے پر مشتمل ہے اور یہ امور مستحب معروف عند الکھبات جس کو انہوں نے مستحسن فرمایا ہے یقیناً زیادہ ہیں صرف مؤذن کی مستحب بھی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ مبارک میں نہیں تھی و لم یکن فی زمنہ ینفیخ ولا فی زمن الصحابة (طحاوی) یعنی مستحب حضور ﷺ کے زمانے میں اور صحابہ کرام کے زمانے میں نہ تھی۔

اور ان زیادہ باتوں کا وجود بھی مستحکم اور متبدل ہونے کے علاوہ کئی منکرات پر مشتمل یہ محتمل ہو سکتا ہے بلکہ یہ کہ جگانے والے اور کنڈیاں چہاچہ کر بیدار کرنے والے سالوقات ایسے گھروں کی کنڈیاں بھی کھٹکتی ہیں جسے جن میں کوئی مریض ہو جو درد و تکلیف کی وجہ سے رات بھر سو نہ سکا تھا اس کی اسی وقت آنکھ لگی تھی وہ چاہے پھر درد و کرب میں مبتلا ہو گیا۔ دوم یہ کہ بعض گھروں کے عید گاہ اور دیوبی حیثیت سے بڑی پوزیشن والے ہوتے ہیں اور جگانے والے چارے غریب اور دیوبی حیثیت سے کم درجے کے ہوتے ہیں تو گھر والے چنانچہ ان کی بات سننے کے ان کو گالیاں دینے لگتے ہیں یہاں تک بھی صبر کیا جاسکتا تھا مگر وہ یہ کہ اور دیر سے نعوذ باللہ خدا اور رسول اور نماز کی شان میں بھی ایسے کلمات کہہ دیتے ہیں جو کفر تک نوبت پہنچا دیتے ہیں اور چونکہ اسلامی حکومت اور محکمہ احتساب موجود نہیں اس لئے اس کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا مجھے خوف ہے کہ ایسی صورت میں ان کے کفر کی کسی حد تک ذمہ داری ان جگانے والوں پر بھی نہ آجائے جنہوں نے تبلیغ و تذکیر میں حکمت و موعظہ حسہ کی رعایت میں کوتاہی کی اور اس وجہ سے ایک مسلمان (گوسفق ہو) کافر ہو گیا سوم یہ کہ یہ جگانے والے اگر مرتاض اور مخلص نہ ہوں تو ان میں اپنے متعلق کثیر اور ترفع اور دوسرے لوگوں کے متعلق نفرت و خفارت کے جذبات بڑی حد تک پیدا ہونے کا یہ عمل قوی ذریعہ بن جاتا ہے حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ میں یہ عمل اختیار نہیں کیا گیا بودیہ کہ نماز اور جماعت سے رو جائے والوں کا جو وہاں زمانہ میں بھی تھا جو عید احراق بیت کی روایت سے واضح



ہے۔

بہر حال اذان کے بعد تو یہ عمل ضرور مکروہ ہے اور اذان سے پہلے بھی ہر دروازے کی بلاتیمیز کنڈی جانا خطرناک اور گلی میں سے درمیانی درجہ کی آواز دیتے ہوئے نکل جانا مباح اور جس شخص پر بھروسہ ہو یا جس کی طرف سے اجازت ہو اس کو جگایا مستحسن ہے۔

حضرت امام یوسفؒ نے ایسے لوگوں کے لئے جو امور مسلمین یعنی اسلامی ضروریات میں مصروف رہتے ہوں یہ اجازت دی ہے کہ اذان کے بعد جب جماعت کا وقت قریب ہو اور موزن ان کو دوبارہ اطلاع کر دے تو وہ دوسری بات ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ایک شخص کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے  
(سوال) مسئلہ درمختار میں لکھا ہے کہ ایک شخص کو ایک وقت میں دو مسجدوں میں اذان کرنا مکروہ ہے اور رکن الدین کتاب میں لکھ ہے کہ اذان کے بعد نماز اس مسجد میں نہ پڑھے تو دوسری مسجد میں اذان کرنا مکروہ نہیں ان دونوں میں سے صحیح مسئلہ کون سا ہے؟

المستفتی: نظیر الدین امیر الدین (امیرہ ضلع مغربی خاندیس)  
(جواب ۳۵) ہاں اگر اذان کے بعد نماز اس مسجد میں نہ پڑھے تو دوسری مسجد میں اذان کرنا مکروہ نہیں یہی مطلب درمختار کی عبارت کا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ و علی

اذان کے بعد دعائیں ”والدرجة الرفیعة“ اور ”وارزقنا شفاعۃ“ کا اضافہ  
(سوال) اذان کی دعا میں بعد والفضیلة کے والدرجة الرفیعة اور احد وعدتہ کے وارزقنا شفاعتہ آخر لوگ پڑھتے ہیں کیا ان کلمات کی کوئی اصل ہے؟

(جواب ۳۶) اذان کے بعد دعائے مستون یہ ہے۔ اللھم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة آت محمد اہ الوسیلة والفضیلة وبعثہ مقاما محمودا الذی وعدتہ (کذا فی البخاری ص ۸۶)  
۱۔ اور الدرجة الرفیعة اور وارزقنا شفاعتہ يوم القيامة کا ثبوت نہیں۔ ہاں آخر میں انک لا تخلف الميعاد جمعی کی ایک روایت میں آیا ہے (کذا فی الشامی)۔ پس غیر ثابت الفاظ کو نہ پڑھنا ہی بہتر ہے لیکن

(۱) مکرہ لہ أن یؤذن فی مسجدین (درمختار) و فی الشامیة ”إذا صلی فی المسجد الأول یكون متغفلا بالأذان فی المسجد الثاني“ والنفل بالأذان غیر مشروع“ ولأن الأذان للمکتوبة“ وهو فی المسجد الثاني یصلی المألفة“ فلا یصلی أن یدعو الناس إلی المکتوبة“ وهو لا یساعدہم فیہا الخ (باب الأذان“ ۱۰۰ ط سعید کمبہی)

(۲) (بخاری) باب الدعاء عند الداء“ ۸۶ ط قدیمی کتب خانہ ”کراچی“  
(۳) وروی البخاری وغیرہ ”من قال حين یسمع الداء اللهم رب هذه الدعوة التامة“ الخ وقال ابن حجر فی شرح المصباح ”و زیادة والدرجة الرفیعة وختمہ بأرحم الراحمین لا أصل لهما“ (رد المحتار . باب الأذان“ ۳۹۸، ۱ ط سعید کمبہی)

اگر کوئی شخص اس اعتقاد کے ساتھ کہ یہ الفاظ ثلاث نہیں ہیں پڑھ لے تو مضائقہ بھی نہیں۔  
محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

رمضان المبارک میں مغرب کی نماز کو تاخیر سے پڑھنا

(سوال) رمضان المبارک میں بعد اذان مغرب کے عموماً افطاری کی وجہ سے جماعت میں توقف ہوتا ہے اس کی کیا دلیل ہے اور کس قدر وقفہ چاہیے؟

(جواب ۳۷) مغرب کی اذان اور اقامت میں اتصال نہ کرنا چاہیے تھوڑا سا فرق ضروری ہے مقدار فرق میں اختلاف ہے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہونا چاہیے اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک اس قدر تھمنا چاہیے جس قدر دو خطبوں کے درمیان بیٹھتے ہیں ان العلماء اتفقوا علی انہ لا یصل الاقامة بالاذان فی المغرب بل یفصل بینہما لکنہما یختلفوا فی مقدار الفصل فعند ابی حنیفہؒ المستحب ان یفصل بینہما بسکنة یمکن فاقما ساعة ثم یم یقیم و مقدار السکنة عنده قدر ما یتمکن فیہ من قراءۃ ثلاث آیات اوایۃ طویلة و عندهما یفصل بینہما بجلسة خفیفة مقدار الجلسة بین الخطبتین کذا فی الہدایۃ (۱) الجلد الاول ص ۷۳ اور رمضان المبارک میں اگر افطاری کی وجہ سے قدرے تاخیر بھی ہو جائے تو مضائقہ نہیں ہے یہ تاخیر کسی کے انتظار کی نہیں ہے بلکہ ایک واقعی ضرورت ہے ہاں زیادہ تاخیر نہ کی جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

اذان میں روافض کی طرف سے کیا گیا اضافہ ثلاث نہیں

(المجمیعہ مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۳ء)

(سوال) شیعہ صاحبان اپنی اذان میں باوازیبند ان مقامات میں جہاں مکاتبات اہل سنت والجماعت کے ملحق بہ مسجد شیعان ہیں مندرجہ ذیل کلمات بھی کہتے ہیں علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفۃ بلا فصل۔

یہ کلمات صحرا میں داخل ہیں یا نہیں اور پانچوں وقت اذان میں ہم لوگوں کو سننا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۸) یہ الفاظ اگرچہ اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے خلاف ہیں مگر حدود صحرا میں داخل نہیں ہیں اور سنیوں کو ان کے سننے سے کوئی گناہ نہیں ہوتا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) حاشیہ ہدایۃ باب الأذان ۱ ۳۹ ط مکہ شرکۃ علمینہ ملتان

(۲) والزبادة فی الأذان مکروحة الخ (البحر الراسی باب الأذان ۱ ۳۶۱ ط بیروت لبنان)

## دوسرے باب اوقات نماز

نماز فجر، ظہر اور عصر کا مستحب وقت کیا ہے؟

(سوال) ایک شخص پلندہ نمازہ بگاندہ باتاعت کا ہے وراعت و مسائل شافعی پر کاربند ہے اور مسجد ہذا کا مستم جس سے سچے آخر نمازیانِ حق لے لے رہا ہے۔ اس جامع مسجد کے مستم ہیں لیکن وہ چاندی جماعت اور خدائی شافت اور مولوی صاحب کے لئے اور تمام مجھے کے نمازیوں پر حاوی ہو جانے کے نماز صبح اور نماز ظہر و عصر پر تکرار کر کے اپنے اعتقاد کے موافق اوقات ہذا میں اہم کو زبردستی کھڑا کر لیتے ہیں۔ اوقات یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ جس کو اس مسجد میں نماز پڑھنی ہو نہیں لوقت میں پڑھے۔ کہتے ہیں کہ نماز صبح کی فلس میں پڑھو اور حق کہتے ہیں اسفار میں پڑھو ہم ان لفظوں کے معنی نہیں سمجھتے ہمیں گھڑی کی رو سے وقت بتائیے؟

(جواب ۳۹) حنفیہ کے نزدیک نماز فجر اسفار میں (یعنی ابلا کر کے) پڑھنا مستحب ہے لیکن یہاں تک کہ اگر نماز میں کوئی فساد واقع ہو جائے تو قرآن مستحب کے ساتھ طوع آفتاب سے قبل نماز کا امداد ہو سکے

يستحب تأخير الفجر ولا يؤخرها بحيث يقع الشك في طلوع الشمس بل يسفر بها بحيث لو ظهر فساد صلوة يمكنه ان يعيدها في الوقت بقراءة مستحبة كذا في التبيين (ہندیہ) ۱۱ اور فلس یعنی اندھیرے میں پڑھنا خلافِ لون ہے اور اہم جب کہ ہمیشہ اسی وقت نماز پڑھائے اور نمازیوں کا اکثر حصہ جماعت میں شریک نہ ہوتے تو سہ روزہ دینے کا حق جماعت کے غائب گروہ کو حاصل ہے۔ ظہر کا وقت آفتاب ڈھلنے کے بعد شروع ہو کر رہے کے سایہ اصلی کے علاوہ دو مثل سایہ ہونے تک ہے۔ ووقت الظہر من الزوال الى بلوغ الظل منتهى سوى الفنى كذا في الكافي وهو الصحيح هكذا في محيط السرخسی (ہدیہ) ۱۲ کے بعد عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ ووقت العصر من صيرورة الظل منليه غير فينى الزوال الى غروب الشمس هكذا في شرح المجمع (ہندیہ) ۱۲ اور وقت مستحب آفتاب کے زرد ہونے سے پہلے تک ہے۔ کے بعد غروب آفتاب تک وقت مکروہ ہے لیکن گرمیوں میں نہہ کی نماز، خزانہ کے پڑھنا، جہڑوں میں دل وقت پڑھنا مستحب ہے اور عصر کی نماز اس قدر مؤخر کرنا کہ آفتاب زرد نہ ہو جائے مستحب ہے و يستحب تأخير الظہر في الصيف و تعجيله في الشتاء هكذا في

(۱) الفصل الثاني في بيان فضيلة الاوقات ۱۰ ۵۱ ۵۲ ط مکتبہ ماحدیہ کوئٹہ

(۲) الفصل الأول في اوقات الصلوة ۱۰ ۵۱ ط مکتبہ ماحدیہ کوئٹہ

(۳) انصاف

الکافی و يستحب تاخير العصر في كل زمان ما لم يتغير الشمس الخ (ہندیہ مختصر) ۱۱  
محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

### ظہر اور عصر کے وقت کی تحقیق

(سوال) حنفیہ کے نزدیک انتہائے وقت ظہر کمال تک ہے ایک مثل تک یا دو مثل تک۔ یعنی نماز کب سے قضاء پڑھنی چاہیئے اور نماز عصر کس وقت پڑھنی چاہیئے؟

(جواب ۴۰) امام ابو حنیفہؒ سے نہ برہرہ ایت جو اکثر متون میں منقول ہے وہ یہی ہے کہ ظہر کا وقت زوال سے شروع ہو کر دو مثل سایہ ہونے تک باقی رہتا ہے اور اس روایت کو بدائع و محیط و بیہق میں صحیح اور غیاثہ میں مختار بتایا ہے اور اسی کو امام محبوبیؒ نے اختیار کیا ہے اور امام قسطلانیؒ اور امام صدر الشریعہؒ نے اس پر اعتماد کیا ہے لیکن خود امام صاحبؒ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک مثل تک ظہر کا وقت رہتا ہے اور دوسرے مثل سے عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور یہ مذہب امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ اور امام زفرؒ اور امام حنبلہؒ (امام مالکؒ) امام شافعیؒ اور امام محمدؒ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کا ہے اور امام طحاویؒ نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں اور غرور الزکاء میں اسے ماخوذہ اور برہان میں اسے اظہر کہا ہے اور فیض میں لکھا ہے کہ اسی پر لوگوں کا عمل ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ انتہی۔ یہ تمام مضمون در مختار اور رد المختار میں موجود ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلے میں مشغذہ مذہب کا اختلاف ہے اور تصحیح اور فتویٰ بھی مختلف ہے بعضوں نے دو مثل کے قول کو ترجیح دی ہے اور بعضوں نے ایک مثل کی روایت کو مختار اور مفتی بہ بتایا ان دو قولوں اور دو روایتوں کے علاوہ امام صاحبؒ سے ایک تیسری روایت اور بھی ہے وہ یہ ہے کہ ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر پڑھ لی جائے اور عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے اور اس روایت کو شیخ الاسلامؒ نے بہ نظر احتیاط پسند کیا ہے کہ اس میں دونوں نمازیں بائناق اسے اپنے وقت میں ہے تردید صحیح ہو جائیں گی۔ (۱۰) واللہ اعلم

### مثل اول کے بعد نماز عصر کا حکم

(سوال) یہاں از روئے مذہب شافعی نماز عصر سایہ اصبی کے سوا ایک سایہ پر لو اکی جاتی ہے۔ دریافت

(۱) (المفصل الثاني في بيان فضيلة الأوقات ۱ ۵۲ ط ماجدہ)

(۲) وقت الظہر من روالہ الی بلوغ الظل منلیہ و عدلہ منلیہ وهو قولہما ورفہ والا لہم الثلاثۃ قال الإمام الطحاوی .  
وہما حدیث و فی عمر الأذکار وهو ماخوذ بہ و فی الرہد " هو الظہر " و فی الفیض " و علیہ عمل الناس الیوم " و  
بہ یعنی (در محار) و فی التنبیہ " رقبہ الی بلوغ منلیہ حد ظہر الروایۃ عن الإمام " نہایۃ " وهو الصحیح  
بدائع و محیط و یہبع " وهو سحرار " علانیہ " واحداہ لإمام السجوبی الخ و فی رواۃ عنہ ابضا " نہ بالمثل یحرج  
وقت الظہر ولا بدخل وقت العصر إلا بالمثل ذکرہا الریلعی وعبود " والأحسن ما فی السراج عن شیخ الإسلام ان  
لا حیاط ان لا یؤخر الظہر الی المشرق لا یضلی العصر حتی ینبع المسین لیكون مؤذیا لمصلاہن فی وقتہما  
بالإجماع (کتاب الصلوٰۃ ۱ ۳۵۹ ط سعید کمپنی)

طلب یہ ہے کہ آیا احتف مقتد ہوں کی اقتدا شافعی للذہب امام کے ساتھ درست ہوگی یا نہیں؟  
المستفتی نمبر ۱۳۱ فتویٰ قائم حسین صاحب کلیان۔ ۳ شعبان ۱۳۵۲ھ ۲۳ نومبر ۱۹۳۳ء  
(جواب ۴۱) ایک مثل سایہ ہو جانے پر عصر کا وقت ہو جانے کا بہت سے مثل حنفیہ نے بھی فتویٰ دیا  
ہے اس لئے ایک مثل ہو جانے کے بعد شافعی جماعت میں حنفی شریک ہو کر نماز عصر لو کر سکتے ہیں (ایک  
مثل سے مراد سایہ اصلی کے سوا مثل ہے) وعنہ مثله وهو قولہما ورفر والائمة الثلاثة قال الامام  
الطحاوی وبہ ناخذ وفي غرر الاذکار وهو الماخوذ به وفي البرہان وهو الاظهر لیان جبریلؑ وهو  
نص فی الباب وفي الفیض وعليہ عمل الناس وبہ یفتی (در مختار علی باب مشررد الحمد ص ۵۱ ج ۱) ۱۱

نماز عصر کے بعد نوافل پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نماز نہ پڑھی  
جائے اگر یہ صحیح ہے تو فقہ کی کتابوں میں نفل نماز کے سوا دیگر نمازوں کا جو از کیوں بتایا ہے؟  
المستفتی نمبر ۴۰ محمد عبد الحفیظ (ضلع نیل گری) ۱۶ جنوری ۱۳۵۳ھ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۳ء  
(جواب ۴۲) بخاری شریف کی وہ حدیث جس میں عصر کے بعد غروب آفتاب تک نماز پڑھنے کی ممانعت  
ہے اس میں نفل نماز کی ہی ممانعت مراد ہے یہ تصریح نہیں ہے کہ نفل و فرض کوئی نماز نہیں ہو سکتی (۱) محمد  
کفایت اللہ کان اللہ لہ

عشاء کو کب تک مؤخر کر سکتے ہیں؟

(سوال) مسجد کے باہر کوئی بیچر فٹ پر وعظ ہو رہا تھا اتنے میں نماز عشاء کے لئے قزاق ہوئی جس کو  
لوگوں نے غولی سنایا کہ مسجد میں قزاق ہو کر رہا ہے جس کی آواز عام طور سے دو ذہائی سوز کے فاصلے سے  
سنی جاتی ہے کیا وہ قزاق وعظ یا کسی دنیاوی اغراض کے لئے نماز میں تاخیر کی جاسکتی ہے؟  
المستفتی نمبر ۱۱۳۱ نصیر الدین صاحب (ضلع رگپور) ۲۶ جنوری ۱۳۵۵ھ ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء  
(جواب ۴۳) قزاق سننے کے بعد جماعت میں شرکت بہتر تھی لیکن اگر اہل جلسہ اسی مسجد کے نمازی نہ  
تھے اور جلسہ بھی کسی صحیح شرعی غرض کے لئے تھا اور انہوں نے ختم جلسہ کے بعد کسی دوسری مسجد یا دوسری  
جگہ میں جماعت سے نماز پڑھنے کا ارادہ کر لیا تھا تو وقت مستحب تک نماز کی تاخیر کا مضائقہ نہ تھا (۲) نقطہ  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ و علی

(۱) کتاب الصلوة ۳۵۹/۱ طبع مسجد کعبہ

(۲) عمر بن عباس قال: "شهد عدی رجال مرصوناً وأصابعه عدی عمر" من النبی ﷺ نہیں عن الصلوة بعد الصبح حتی  
یشرق الشمس و بعد العصر حتی یغرب (باب الصلوة بعد العصر حتی یرفع الشمس ۸۲/۱ طبع مکتبہ حلالہ کراچی)  
(۳) و یستحب و کذا ما بعد العشاء إلى ثلث اللیل (عالمگیریہ الفصل الثانی فی بیان فضیلة الأوقات ۵۲/۱ ماجدیہ کوئٹہ)

شفق ایضاً غائب ہونے کے بعد عشاء پڑھنا بہتر ہے

(سوال) آپ تعلیم الاسلام میں شفق ایضاً کے غائب ہو جانے سے مغرب کا اخیر وقت بتلاتے ہیں حالانکہ شامی وغیرہ کتابوں میں شفق احرار کے غائب ہو جانے سے اخیر وقت بتاتے ہیں (مذاہب مفتی پر) اس میں محقق قول کیا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۱۸۷ پروفیسر محمد طاہر صاحب ایم اے (ضلع یمن سنگھ)

۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۴) شفق ایضاً غائب ہونے کے بعد عشاء پڑھنا حوط ہے اس احتیاط کے پیش نظریہ قول اختیار کیا گیا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہہ ولی

نماز فجر اور عصر کے بعد نوافل کا حکم

(سوال) فجر اور عصر کی فرض نمازوں کے پڑھنے کے بعد دوسری کوئی نماز پڑھنی کیوں ممنوع ہے؟ المستفتی نمبر ۱۵۲۲ انوار عبد المجید شاہ صاحب (کمال) ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء (جواب ۴۵) فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک نفل نماز مکروہ ہے قضا فرض اور واجب نماز کی جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہہ ولی

طلوع فجر کے بعد سنت کے علاوہ نوافل پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) کیا صبح کی نماز سے پہلے نوافل نہیں پڑھے جاسکتے؟

المستفتی نمبر ۶۲۳ امک محمد امین صاحب (جاندھر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء (جواب ۴۶) ہاں طلوع صبح صادق کے بعد سوائے سنت فجر کے اور کوئی نفل نماز نہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہہ ولی

مسجد میں جماعت کی نماز کے لئے وقت مقرر کرنا

(سوال) عام رواج ہے کہ مقررہ وقت گزریوں سے لیا جاتا ہے کون سے میں نماز ظہر کا وقت تین بجے ہے اور عصر کا وقت ساڑھے پانچ بجے ہے اور مغرب کا وقت آٹھ بجے جس میں کابے اور عشاء کا وقت ۹ بجے ۳۵

(۱) وقت المغرب معہ إلى غروب الشمس وهو الحمرة عند همتا و به يقين و عداي حيلة الشفق هو البياض الذي يلي الحمرة و قول أبي حنيفة رحمه الله احوط لأن الأصل في باب الصلوة أن لا يشت فيها ركع ولا شرط إلا ما فيه يقين (عالمگیریة الفصل الأول في اوقات الصلاة) ۵۱ ط محدثہ کونہ (۲) و كرهه يمين ولو سنة الفجر بعد صلاة الفجر و صلاة العصر ولا يكره قضاء فائتة ولو تروا الح الدر المختار كتاب الصلاة ۳۷۴/۱ ط سعيد كمبي

وكذا الحكم من كراهة نفل و واجب لعمره لا فرض و واجب لعمره بعد طلوع فجر سوى سنة لشغل

(۳) الوقت به تدبر الح الدر المختار كتاب الصلاة ۳۷۵ ط سعيد كمبي

منٹ اور مسجد میں گھڑی موجود ہے اگر مولوی صاحب سے کہا جاتا ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے تو مولوی صاحب جواب دیتے ہیں کہ وقت مقرر کرنے والا کافر ہے اور پیش امام سے کہنے والا کافر۔ جب ان سے سوال کیا گیا تو کہتے ہیں کہ ہم آل رسول ہیں ابو طالب کے پوتے ہیں ایسوں کو کوئی حق نہیں ہے جو اکل رسول ﷺ سے یا پیش امام سے کہے کہ نماز پڑھائیے جس وقت امام کی خوشی ہو نماز لو کر سکتا ہے اگر ان سے گھڑی دیکھ کر کہا جائے کہ مولانا صاحب نماز کا وقت ہو گیا ہے تو ان الفاظ کو بے ادبی سمجھتے ہیں اور مثلاً نماز کا وقت ۳ بجے مقرر ہے پچاس ساٹھ آدمی نماز کے واسطے بیٹھے ہیں یکے بعد دیگرے قوی آتے ہیں اور سخت ادا کرتے ہیں تو ان کی سنت کی وجہ سے فرض نماز لو انہیں کر سکتے یا ان کے واسطے ٹھہرنا چاہیے اور مولانا صاحب کو ۲۲ روپے ماہوار تنخواہ صرف نماز ادا کرنے کی ملتی ہے تو تنخواہ مقرر کر کے نماز پڑھانی جائز ہے کہ نہیں اس مسجد میں نماز پڑھنے والے ملازمت پیش آتے ہیں ان کو وقت کی بڑی پابندی ہوتی ہے اور مولانا صاحب کا یہ فرمان ہے کہ جس کی تم ملازمت کرتے ہو اگر وہ تم کو نماز کی چھٹی نہ دے تو نوکری کرنی حرام ہے نماز کی چھٹی ملتی ہے مگر وقت کی پابندی نہیں ہے۔ المستفتی نمبر ۱۹۱ ایس ایم یوسف علی۔ کونہ بلوچستان

۱۹ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۷) امام کا یہ کہنا کہ ”وقت مقرر کرنے والا کافر ہے اور امام سے یہ کہنے والا کہ وقت ہو گیا کافر ہے اور امام کو حق ہے کہ جب چاہے نماز پڑھوے اور اس سے نماز پڑھانے کو کہنا تو یہ ہے“ یہ سب باتیں غلط ہیں امام کو چاہیے کہ نمازیوں کی آسانی کا لحاظ کرتے ہوئے وقت مقرر کرے اور مقررہ وقت پر نماز پڑھوے ورنہ خود گناہ گار ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھ لینے میں مضائقہ نہیں

(سوال) ہماری مسجد کے امام عرصہ چھ برس سے رمضان المبارک میں ایک مہینہ تک صبح کی نماز اس وقت پڑھاتے ہیں کہ جب سحری کے آخری گولے چھوٹ جاتے ہیں تو فوراً اذان دلاتے ہیں لہذا ان کے دس منٹ کے بعد فوراً نماز پڑھانے کھڑے ہو جاتے ہیں اکثر مقتدیوں نے دریافت کیا تو یہ حدیث انہوں نے سنائی کہ (والفجر حين حرم الطعام والشراب على الصائم) حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ نماز پڑھانی جبریل نے مجھے صبح کی اس وقت جب کہ حرام ہوا کھانا پینا روزہ دار پر (رواہ ابو داؤد وغیرہ) اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے لہذا گزارش ہے کہ یہ نماز صحیح ہوئی یا نہیں یہ بھی واضح رہے کہ اس نماز میں کم از کم دو سو آدمی جمع ہو جاتے ہیں تمام مقتدی امام صاحب کے موافق ہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۹۷ محمد نذیر لال کنول دہلی۔ ۲۶ شعبان ۱۳۵۶ھ ۳ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۸) جبرئیل کی نماز اوقات کی ابتداء اور انتہا معین کرنے کی نیت سے تھی پس اس حدیث کا

مطلب یہ ہے کہ نماز فجر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے کہ صائم پر کھانا پینا حرام ہو جائے یعنی صبح صادق طلوع ہو جائے حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رمضان شریف میں صبح کی نماز باقی سال کی صبح کی نماز سے کچھ مختلف ہے یہ نماز اگر صبح صادق ہونے کے بعد ہوتی ہے تو نماز صبح ہو جاتی ہے اور رمضان المبارک میں مصلوٰۃ جلدی پڑھ لینے میں مضائقہ نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

### نماز جمعہ کا وقت ظہر کی طرح ہے

(سوال) نماز جمعہ کا صبح وقت ازروئے حدیث و قرآن کیا ہے اور مذہب حنفیہ میں کس وقت نماز جمعہ جائز ہے؟ کیونکہ یہاں کے مفتی صاحبان کہتے ہیں کہ دوپہر کے وقت بعد زوال سایہ کو دس قدم و آٹھ قدم و ساڑھے چھ قدم پاؤ۔ حدیث قرآن میں اس کی کچھ اصلیت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۷۵۵ عبد القدوس صاحب اسلام آباد (شعبہ ۱۸) صفر ۱۳۵۸ھ ۱۹ اپریل ۱۹۳۹ء  
(جواب ۴۹) آنحضرت ﷺ جمعہ کی نماز زوال کے بعد متصل پڑھتے تھے یعنی زیادہ تاخیر نہیں فرماتے تھے سردی کے موسم میں زوال کے بعد متصل نماز پڑھنا لوئی اور افضل ہے اور گرمی کے موسم میں زوال کے بعد ایک گھنٹہ یا دیر گھنٹہ کی تاخیر کرنے کا مضائقہ نہیں مگر پونے چار سب سے جمعہ کی نماز پڑھنا کسی طرح حرام نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

### جماعت کے وقت جنازہ آجائے تو کس کو مقدم کیا جائے؟

(سوال) فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کے مستحب وقت میں جنازہ آئے تو پہلے نماز کو نہی گزارنی چاہیے۔

المستفتی نمبر ۲۳۸۳ محمد یوسف صاحب (ناسک) ۲۵ صفر ۱۳۵۸ھ ۱۶ اپریل ۱۹۳۹ء  
(جواب ۵۰) مغرب کی نماز کا تو ہمیشہ یہی حکم ہے کہ پہلے مغرب کی نماز ادا کی جائے پھر جنازے کی نماز پڑھی جائے باقی نمازوں کا حکم یہ ہے کہ اگر وقت فرض کے لئے تنگ ہو یا روزانہ جماعت کا مقررہ وقت ہو گیا تو ان دونوں صورتوں میں بھی پہلے فرض نماز ادا کی جائے پھر جنازہ کی نماز کیونکہ فرض کی جماعت میں بہت سے افراد ایسے ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہیں جو ضرورت مند اور کاروباری لوگ ہیں اور ان کی جنازے میں شرکت لازمی نہیں جمعہ اور عیدین کی نمازیں بھی جنازے سے پہلے اس غرض سے ادا کی جاتی ہیں کہ اس

(۱) عن قتادة عن أنس أن ريد بن ثابت حدثه أنهم تسحروا مع النبي ﷺ ثم أقاموا إلى الصلوة فقلت "كم بهم" قال "قدر خمسين أو ستين" يعني آية (بحاری باب وقت الفجر ۸/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی) و وقت الفجر من طلوع الفجر الثاني وهو اليأس المنتشر المستطير لا المستطيل إلى قبل طلوع دكاء الح (الدر المختار كتاب الصلوة ۳۵۹/۱ ط سعید کمپی)

(۲) و جمعة كظہر أصلاً واستحساناً في رماض لا بها جمعة الح (درمختار) و في الشامية "أى في الشتاء والصيف الح (كتاب الصلوة ۳۲۷/۱ ط سعید کمپی)



میں ایک جماعت عظیمہ شریک ہوتی ہے اور جنازے کی تقدیم کی صورت میں انتشار جماعت کا خوف ہے ہاں فجر اور ظہر عصر اور عشاء کی نمازوں کی جماعت کے روزانہ مقررہ وقت سے پہلے جنازہ آجائے تو جنازے کی نماز پڑھ لی جائے اس کے بعد مقررہ وقت پر جماعت فرض لو اکی جائے اس صورت میں یہ لازم نہیں کہ فرض نماز ضرور پہلے ادا کی جائے کیونکہ وقت میں گنجائش ہے اور روزانہ مقررہ وقت سے پہلے فرض پڑھ لینے میں تفویض یا تکمیل جماعت ازم آتی ہے یہ جنازے کی بلا وجہ تاخیر کرنی پڑے گی اور یہ سب مکروہ ہے (۱)

محمد کفایات اللہ کان اللہ لدہ ولی

مغرب کا وقت کب تک رہتا ہے؟

(سوال) اگر چہ جگر بندہ منٹ پر مغرب کی نماز ہوتی ہے تو مغرب کی نماز کب تک پڑھ سکتے ہیں اور عشاء کی نماز کا وقت کس وقت سے شروع ہوگا؟ بیوا تو جروا

المستفتی نمبر ۲۸۰۸ نعت اللہ بار کپور۔ ۲۵ صفر ۱۳۶۵ھ

(جواب ۵۱) مغرب کا وقت غروب آفتاب سے ایک گھنٹہ بیس منٹ سے ایک گھنٹہ پینتیس منٹ تک مختلف موسموں کے لحاظ سے رہتا ہے یک گھنٹہ بیس منٹ سے کم نہیں ہے اور ایک گھنٹہ پینتیس منٹ سے زیادہ نہیں ہے (۲) محمد کفایات اللہ کان اللہ لدہ ولی

طلوع آفتاب زوال اور غروب کے وقت کوئی نماز جائز نہیں۔ جواب دیگر

(سوال) طلوع آفتاب و نصف النہر و غروب آفتاب ان تینوں وقتوں میں نماز سجدہ تلاوت و نماز جنازہ کیوں ممنوع ہے؟ المستفتی نمبر ۲۴۷۷ شیخ اعظم شیخ معظم (دعویہ ضلع مغربی خاندیس)

۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ رجب ۱۳۵۹ھ

(جواب ۵۲) یہ تینوں وقت ہوس کی عبادت اور پوجا کے ہیں اور ان میں شیطان خوش ہوتا ہے کہ کوئی بھوں کی عبادت کرے اور خدا کی عبادت کرنے والوں کی حالت بھی مشتبہ ہو سکتی ہے اس لئے ان اوقات میں

(۱) و تقدم صلاتها على صلاة الحزرة إذا اجتمعوا لانه واجب عیناً و الجنازة كفایة و تقدم صلاة الحنازة على الحظية و عین سلة المغرب و غیرها. لیکن فی آخر احکام دین الاشیاء یعنی تقدیم الجنازة و الکسوف حی علی العرص مالم یصدق وقته الح (در محتار) و فی الشامیه. ولو اجتمع عید و کسوف و جنازة یعنی تقدیم الحنازة و کذا لو اجتمعت مع فرض و جمعة و لم یحذف حروح وقته الح (باب العیدین) ۲/ ۱۶۷ ط سعید کمپنی

(۲) و وقت المغرب منه إلى عبادة الشفق وهو الحمرة عدهما و به یفتی. (عالمگیریہ الفصل الاول فی الاوقات) ۵۱/ ۱ ط ماجدیہ (کونہ)

(وقت المغرب منه إلى غروب الشفق وهو الحمرة ..... (الدر المحتار کتاب الصلاة ۳۶۱/ ۱ ط سعید) (عموماً یہ وقت ایک گھنٹہ سے زائد ہوتا ہے)

نماز پڑھنے سے روک دیا گیا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی  
(جواب دیگر ۵۳) فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز اس وقت نہ پڑھی جائے۔ آفتاب نکلنے کے بعد جب لوہا  
ہو جائے تو پڑھے (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھنا جائز ہے  
(سوال) زید کہتا ہے کہ چونکہ صبح صادق پانچ بجکر ۴۵ منٹ پر ہو رہی ہے اس لئے نماز فجر چھ بے کے بعد  
ہونی چاہیے عمر کہتا ہے کہ صحابہ نے اند تیرے میں نماز فجر ادا کی ہے اگر ہم کسی صحابی کی اقتدا کر لیں اور  
رمضان المبارک میں لوگوں کی سستی کی وجہ سے ذرا پہلے کھڑے ہو جائیں تو کیا حرج ہے؟  
المستفتی خادم العلماء محمد سلطان زبیری

(جواب ۵۴) بعض اہل دین سے رمضان المبارک میں فجر کی نماز ہمیشہ کے معمول سے کسی قدر پہلے پڑھنا  
مقبوم ہوتا ہے اس لئے اس کی گنجائش ہے کہ رمضان المبارک میں نماز فجر ذرا جلدی پڑھی جائے۔ لیکن  
صبح صادق سے پہلے نماز جائز نہیں صبح صادق پونے چھ بجے کے بھی کچھ بعد (آج کل یعنی دسمبر کے  
دوسرے عشرے میں) ہوتی ہے اس لئے نماز چھ بجے شروع کر دی جائے تو مضائقہ نہیں اس سے پہلے  
نہیں ہونی چاہیے (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

وقت عصر کے بارے میں چند سوالات

(سوال ۱) خفی مذہب میں ایف مثل یہ عصر کا وقت ہوتا ہے یا نہیں؟ (۲) امام اعظم سے جیسے دو مثل کی  
روایت ہے ویسے ان سے ایف مثل کی بھی روایت ہے یا نہیں؟ (۳) امام اعظم کا رجوع صاحبین کے قول کی

۱) وکرو تحریما وکل مالا يجوز مکروه (صلاة) مطلقا مع مشروق واستواء و عروب (عزمحتار) و فی  
المنہج "لکن الصحیح الذی علیہ المحققون انه لا نقصان فی ذلک الحرء بعد بل فی الأداء لہ من النشئة بعدة  
الشمس الح (کتاب الصلاة) ۱/۳۷۳ ط سعید کمپنی  
و فی الہدیة "ثلاث ساعد لا تجوز فیها المكتوبة ولا صلاة الحارة ولا سعدة التلاوة الح حتی ترتفع  
و عند الانصاف إلى أن تروق و عند احمر ارها إلى ان یعب الح (عالمگیریة الفصل الثانی) فی بیان فصيلة  
الافاق ۱/۵۲ ط ماجدہ کتبہ  
(۲) یہ جواب میں ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ فجر کی نماز کے بعد قرائل اور واجب لغیرہ پڑھنا مکروہ ہے "قرائن اور واجب لغیرہ پڑھنا  
مکروہ نقل و کل مکان واحدا لثبوتہ لثبوت لغیرہ بعد صلاة فجر و عصر الح (التوبہ مع شرحہ کتاب الصلاة) ط  
سعید

(۳) عن قيادة عن ابن ابي ريد بن ثابت حدثنا انهم تسعروا مع النبي ﷺ فقاموا إلى الصلاة قلت "كم بيهم"  
قل "قدر خمسين أو سبعين" مرة (بخاری) باب وقت الفجر ۱/۸۲ ط قدیمی کتب خانہ) قال الشرحی فی  
المیزان "و فی رواية لأحمد ان الاعتناء بحسن المصيبة فان شق عليهم التغلب كان الأسفار الفصل وان احتجموا  
كان التغلب الفصل (فتح الملهم کتاب الصلوة ۲/۲۱۲ ط ادارة القرآن کراچی)

طرف ثابت ہے یا نہیں؟ (۴) فتویٰ دو مسئلہ کی روایت پر ہے یا صاحبین کے قول پر جو کہ امام صاحب سے دوسری روایت ایک مسئلہ کی ہے موافق قول صاحبین کے (۵) جو شخص ایک محل پر عصر کی نماز پڑھ لے تو اس کو اعادہ کرنا چاہیے یا نہیں؟ (۶) جو شخص عصر کی نماز ایک محل پر پڑھے اس کو غیر مقلد کہن اور کہنا کہ تیری نماز نہیں ہوئی جائز ہے یا نہیں؟

۲۲ محرم ۱۳۳۹ھ

(جواب ۵۵) (۱) حنفی مذہب میں خود امام ابو حنیفہ سے دو مسئلہ کے بعد عصر کا وقت ہونے کی روایت اشہر الروایات ہے اور متون میں اسی روایت کو اختیار کیا گیا ہے اور صاحبین سے ایک مسئلہ کے بعد عصر کا وقت ہونا منقول ہے (۲) امام صاحب سے ایک روایت میں ایک مسئلہ کے بعد عصر کا وقت ہو جانا بھی مروی ہے جیسے کہ صاحب در مختار نے ذکر کیا ہے (۳) امام صاحب سے بعض علما نے رجوع بھی نقل کیا ہے کہ حضرت امام صاحب نے صاحبین سے قول کی طرف رجوع کیا (۴) بہت سے فقہاء نے ایک مسئلہ کے قول پر فتویٰ دیا ہے اور بہت سے دو مسئلہ والے قول کو ترجیح دیتے ہیں جیسے صاحب بحر الرائق میر حال اس میں ترجیح اور فتویٰ دونوں جانب موجود ہے (۵) احتیاط یہ ہے کہ عصر کی نماز دو مسئلہ کے بعد پڑھی جائے اور ظہر کی نماز ایک مسئلہ کے اندر اور احتیاط اگر اسی عصر کا جو دو مسئلہ سے پہلے پڑھی گئی اعادہ کر لیا جائے تو مضائقہ نہیں (۶) ایسے شخص کو غیر مقلد کہنا یا یہ کہنا کہ تیری نماز صحیح نہیں ہوئی درست نہیں جب کہ خود ضعیف میں سے صاحبین کا یہ مذہب ہے اور فقہائے حنفیہ میں سے ایک جماعت اسے ترجیح دے رہی ہے اور مفتی بہ تدریسی ہے اسی طرح دو مسئلہ کے بعد عصر پڑھنے والے کو یہ کہنا کہ یہ شخص قول مردود پر عمل کر رہا ہے یا اس کا یہ عمل خطا ہے درست نہیں۔

محمد کفایت اللہ خضر مدرس مدرسہ امینہ دہلی

نمازیوں کی آسانی کے لئے جماعت کا وقت مقرر کرنا بہتر ہے

(انجمنیہ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۲۲ء)

(سوال) امام مسجد اور مصلیوں نے بالافتق رائے اوقات نماز باجماعت مقرر کئے زید نے ایک روز جھگڑا کیا اور امام سے کہا کہ تم وقت مقرر کرنے والے کون ہوتے ہو اس کی ضرورت کیا ہے ہم جس وقت چاہیں اس وقت تہمس نماز پڑھائی ہوگی ورنہ یہاں مارپیٹ ہوگی اور گردن پکڑ کر تہمس مصلے پر کھڑا کروں گا اور نقشہ

(۱) قولہ ای بلوغ الظل مثلیہ' ہذا ظاہر الروایۃ عن الامام' وهو الصحیح (رد المحتار' کتاب الصلوٰۃ ۱/۳۵۹ ط سعد کمبئی)

(۲) وقت الظہر من زوالہ الی بلوغ الظل مثلیہ و عہ مثلہ' وهو قولہما وزفر والائمة الثلاثة الخ (الدر المختار' کتاب الصلوٰۃ ۱/۳۵۹ ط سعد کمبئی)

(۳) قولہ ولیہ رجوع الامام الی ائی قولہما الذی هو روایۃ عہ أيضاً و صرح فی المجموع بان علیہا الفتوی الخ (رد المحتار' کتاب الصلوٰۃ ۱/۳۶۱ ط سعد کمبئی)

(۴) والاحسن ما فی السراج عن شیخ الاسلام ان الاحتیاط ان لا یوخر الظہر الی المثل ولا یصلی العصر حتی یبلغ المثلیں لیکون مؤدیاً للصلاتین فی وقتہما والا حجاج الخ (رد المحتار' کتاب الصلوٰۃ ۱/۳۵۹ ط سعد کمبئی)

لوقات کو پھاڑ کر پھینک دوں گا۔ وغیرہ

(جواب ۵۶) بے شک زید نے امام اور جماعت کی توہین کی ہے نماز و جماعت کا وقت مقرر کرنا آسانی اور کثرت جماعت کے خیال سے جائز اور اکثر بلاد اسلامیہ میں معمول و متعارف ہے اس پر اعتراض کرنا ناواقفیت ہے زید کو تو یہ کہنا اور امام سے معافی مانگنا لازم ہے اور جب اکثر جماعت تعیین وقت سے راضی ہے تو صرف ایک یا دو مخصوص کی ناراضی قابل اعتنا نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دو نمازوں کو اکٹھے ایک وقت میں پڑھنا جائز نہیں

(مجموعہ مورخہ ۳۳ جولائی ۱۹۲۹ء)

(سوال) اگر کوئی شخص کی احادیث جمع بین الصلوٰتین کو جمع صوری پر محمول کرنے کو تاویل محض سمجھ کر جمع حقیقی پر محمول سمجھتا ہو لہذا اس پر عمل کرے تو اس کا یہ فعل موافق سنت کے سمجھا جائے گا یا نہیں؟ (جواب ۵۷) حقیقی کو جمع بین الصلوٰتین حقیقیہ کرنی جائز نہیں الا یہ کہ کسی شدید ضرورت کے موقع پر امام شافعی کے مسلک پر عمل کرے تو معذور ہو گا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

لذان و جماعت میں کتنا وقفہ کیا جائے؟

(مجموعہ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۷ء)

(سوال) لذان کے بعد کتنی دیر مقتدیوں کا انتظار کرنا چاہیے؟ (جواب ۵۸) کم از کم پندرہ منٹ کا وقفہ لذان و اقامت کے درمیان ہونا چاہیے۔ مگر مغرب میں نہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز فجر سورج طلوع ہونے کے بعد قضا کی جاسکتی ہے

(سوال) سورج نکلنے کے بعد فجر کی نماز پڑھے تو کیا نیت کرے؟

المستفتی نمبر ۳۹۶ محمد انور (خلع چاندھر) ۲۰ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ ۳۰ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۹) سورج نکلنے کے بعد فجر کی نماز قضا ہوتی ہے قضا کی نیت کرے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) قال فی التنبیر و شرحہ " و یجلس بینہما بقدر ما یحصر الملازمون مراعیاً لوقت النداء " الخ (باب الأذان: ۳۸۹ ط سعید کمپنی) و فی الہدییۃ " و یبغی ان یؤذن فی أول الوقت و یقیم فی وسطه حتی یمرغ الموضی من و صونہ و المصلی من صلاتہ و المحتصر من قضاء حاجۃ (باب الأذان ۵۷/۱ ط ماجدہ)  
(۲) ولا جمع بین فرضین فی وقت بعد سفر و مطر خلافاً للشافعی الخ ولا بأس بالتقلید عند الضرورة الخ (النثر المختار: کتاب الصلوة ۳۸۹/۱ ط سعید) (۳) قال فی التنبیر و شرحہ " و یجلس بینہما بقدر ما یحضر الملازمون مراعیاً لوقت النداء الا فی المغرب (باب الأذان ۳۸۹/۱ ط سعید) (۴) فی التنبیر ولا بد من التعین عند الیة لغرض ولو قضاء (باب شروط الصلوة ۴۱۸/۱ ط سعید)

غروب آفتاب کے کتنی دیر بعد عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے؟

(سوال) غروب آفتاب کے بعد کتنی دیر تک شفق باقی رہتی ہے یعنی کب غائب ہو کر عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے؟

(جواب ۶۰) یہ وقت ہمیشہ یکساں نہیں رہتا، اس لئے تھوڑے تھوڑے دن میں اس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے مگر یہ وقت ایک گھنٹہ اڑتیس منٹ سے کبھی زائد نہیں ہوتا اور ایک گھنٹہ اکیس منٹ سے کبھی کم نہیں ہوتا چونکہ صیغے میں وہ سب سے زائد یعنی ایک گھنٹہ اڑتیس منٹ کا ہوتا ہے اور ستمبر میں سب سے کم یعنی ایک گھنٹہ اکیس منٹ کا ہوتا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

## تیسرے باب

### امامت و جماعت

### فصل اول امامت

#### تابع کی امامت کا حکم

(سوال) امامت تابع کی باغین کے دسے تلوخ میں ازروئے مذہب حنفیہ جائز ہے یا نہیں؟ تمام کتب معتبرہ حنفیہ متون و شروح و فتاویٰ اس پر ہیں کہ امامت مسطورہ جائز نہیں ہے جیسا کہ ہدایہ، کفایہ، عنایہ، نبیری، شامی، درالافتاء، یعنی عائشہ، ی، قاضی خاں، مختلص، بحر الرائق وغیرہ سب کے سب لکھتے ہیں کہ جائز نہیں ہیں، مگر روایات صحیحہ ظاہر الروایۃ۔ المستغنی، مولوی احمد الدین شاہ پولی، منجالی

(جواب ۶۱) یہ حکم صحیح اور معتبر ہے کہ تابع کی امامت تلوخ میں بھی جائز نہیں اور یہ فقیر متعدد بار اس روایت صحیحہ پر فتویٰ دے چکا ہے (۲) واللہ اعلم۔ کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ

#### (۱) کشتی دیکھنے والے کی امامت

#### (۲) حنفیوں کو مشرک کہنے والے غیر مقلدوں کی امامت کا حکم

(سوال) پسٹانوں کی کشتی اور کبڈی دیکھنا کیسا ہے زید کہتا ہے کہ ان چیزوں کا دیکھنا جائز نہیں اور حدیث

(۱) وقت المغرب مہ إلى عبوة الشفق وهو الحمرة عبد ہما و بہ یفنی . و عبد ابی حنیفۃ الشفق هو البیاض الذی یلی الحمرة و قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ احوط لان الاصل فی باب الصلاۃ ان لا یثبت فیہا رکن ولا شرط إلا بما فیہ یقین کذا فی النہایۃ (عالمگیریۃ: الفصل الاول فی اوقات الصلاۃ ۵۱۰۶ ط ماحدیدیہ کونہ) عام طور پر یہ وقت ایک گھنٹہ تک مندر ہوتا ہے۔

(۲) قال فی التنبیہ و شرحہ " ولا یصح اقتداء رجل بامرأة و حتی و صبی مطلقاً ولو جنازة و نقل علی الأصح " الخ و فی الشامیہ " والمختار انه لا یجوز فی الصلاۃ کلھا الخ (باب الامامة ۵۶۰۹ ط سعید کمبجی)

پیش کرتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علیؓ کو زندہ لور مردہ کی رائے دیکھنے سے منع فرمایا عمر کتنا ہے کہ یہ تمام باتیں جائز ہیں اور کبھی و غیرہ کی تعریف بھی کرتا ہے اب ایسی صورت میں عمر کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور ہوتی ہے تو کیسے ہوتی ہے لور عمر کا کیا جواب ہے؟

(۲) جو غیر مقلدین ذیل سے احتجاج نہیں کرتے لور جس رکعت تلوٰت جو صحابہ کی سنت ہے اسے بدعت کہتے ہیں لور احناف کو کافر و مشرک بتاتے ہیں ان کا کیا حکم ہے لور ایسے لوگوں کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں اگر ہوتی ہے تو کیسی ہوتی ہے؟

(جواب ۶۲) کشکی اسی طرح دیکھنا کہ ستر کھلے نا جائز ہے (۱) لور عمر جو اسے جائز کہتا ہے غلطی پر ہے لور اگر وہ بلا وجہ ستر کھلنے کے اسے جائز کہنے پر اصرار کرے تو اس کی امامت مکروہ ہے (۲)

(۲) جو غیر مقلدین کہ حنفیوں کو مشرک اور کافر کہیں صحابہ کو بدعتی بتائیں ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (۳) کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولانا

مسجد میں امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے؟

(سوال) کسی مسجد میں امام مقرر کرنے کا شرعاً کسے اختیار ہے؟

(جواب ۶۳) اگر مسجد کا بانی معصوم ہو اور موجود ہو تو امام اور مؤذن اور متولی مقرر کرنے اور مرمت وغیرہ کرانے کا اختیار خود بانی کو ہے۔ رجل بی مسجداً لله تعالى فهو احق الناس بممرته و عمارته و بسط الواری و الحصر و القادیل والا ذان والا قامة والا امامة ان كان اهلا لذلك فان لم يكن فالراى في ذلك اليه (قضى ۱۰ ص ۶۵ علی ہامش السندیہ) و کذا فی فتاویٰ (۵۱) السندیہ ص ۷۱ (۱) و كذلك لو فازعه اهل السكة في نصب الامام و المؤذن كان ذلك اليه (فتاویٰ قاضی خان، ص ۳۲۸ ح ۳ علی ہامش السندیہ) لیکن اگر بانی معصوم و موجود نہ ہو تو اس نے اگر کسی کو متولی، یا اگر اختیارات مذکورہ اسے دیئے ہوں تو اسے نصب امام وغیرہ کا اختیار ہو گا اور اگر بانی نے کسی کو متولی مقرر نہ کیا ہو تو متولی مقرر کرنے کا اختیار قاضی یعنی حاکم اسلام کو ہے وہ نہ مناسب سمجھے متولی مقرر کرے۔ و مع هذا لا يكون لا اهل

(۱) و یحور ان یطر الرحل الی الرحل بلا الی عورته و عورته ما ینس منه حتی تعاور رکنه (عالمگیریہ) کتاب الکراهیة الفصل الثامن فیما یحل للرحل النظر الیه وما لا یحل ۵ ۳۲۷ ط ماحدیه

(۲) و یکره امامه عند و اعراض و فاسق الخ (السویری و شرحه) و فی الشامیة "أما العاصق فقد عدلوا کراهة تعدبیمه و لا یهمهم الامر و ان فی بدسمة لا ممة بعظمه و قد وحب علیهم اهانة شرعا" بل منی فی شرح المصیبة علی ان کراهة تعدبیمه کراهة تحریمه (باب الامامة ۶۰/۱ ط سعید)

(۳) ایضاً

(۴) (فصل فی المسجد ۶۷/۱ ط ماحدیه کوئٹہ)

(۵) (فصل کره غلق المسجد ۶۱۰/۱ ط ماحدیه کوئٹہ)

(۶) (باب الرحل یحمل داره مسجد ۲۹۷، ۳ ط مکنہ ماحدیه)

مسجد نہ سب القیم والمتمولی بدون استطلاع رأى القاضی (قاضی خان) علی ہاشم الہندیہ ج ۳ ص ۳۲۸) لیکن جس جگہ حاکم اسلام نہ ہو تو پھر اہل مسجد قائم مقام قاضی کے ہیں وہ متمولی مقرر کر سکتے ہیں اسی طرح نصب امام و مؤذن کا اختیار رکھتے ہیں۔ اہل مسجد با عواغلۃ المسجد او نقض المسجد ان فعلوا ذلك بامر القاضی جازوان فعلوا بغیر امرہ لا يجوز الا ان يكون فى موضع لم يكن هناك قاض انتهى مختصراً (قاضی خان ص ۳۲۲ ج ۳ ہندیہ) لیکن بانی یہ متمولی یا اہل مسجد کا اختیار اسی وقت رائج ہوگا کہ۔ فق شخص مستحق امامت کو امام مقرر کریں ورنہ اگر بانی یا متمولی کسی غیر مستحق کو امام بنانا چاہے اور اہل مسجد کسی ائق شخص کو تو اہل مسجد کا حق رائج ہوگا۔ الا اذا عين الباني لذلك رجلا وعين اهل السكة رجلا آخر اصح ممن عينه الباني فحينئذ لا يكون الباني اولی (قاضی خان ص ۳۳۸ ج ۳ ہندیہ)۔ اما اذا كان الباني موجودا فنصب الامام اليه وهو مختار الا سكاف رحمه الله قال ابو الليث و به نأخذ الا ان ينصب شخصا والقوم يريدون من هو اصلح منه (عنایہ علی ہاشم فتح القدیر جلد ۸ ص ۳۳۹ طبع مصر) اور اگر اہل مسجد کسی امام کے مقرر کرنے میں دو فریق ہو جائیں تو جس فریق کا تجویز کردہ امام زیادہ لائق ہو وہ رائج ہوگا اور دونوں فریق کے امام لائق ہوں تو بڑے فریق کا امام رائج ہوگا۔ رجلاں فی الفقه والصلاح سواء الا ان احدهما اقرا فقدم اهل المسجد غير الا قرا فقد اساء واوان اختار بعضهم الا قرء واختار بعضهم غيره فالعبارة للاكثر . كذا فى السراج الوهاج . (فتاویٰ عالمگیری ص ۸۸ ج ۱)۔ و الله تعالى اعلم بكتبه الادام محمد المدعو بحفایہ اللہ عفانہ موالاہ

مدرسہ امینیہ دہلی

بغیر عذر شرعی کے پہلے امام کو معزول کرنا درست نہیں

(سوال) ایک قریہ میں جس میں تقریباً ساٹھ گھر ہوں گے ان کا ایک امام ۸۷ سال سے نماز پڑھایا کرتا تھا اب اس سے دوگوں کا اختلاف پڑ گیا ہے اور اس قریہ کے آٹھ بکھ زیادہ لوگوں نے دوسرا پیش امام مقرر کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو پیش امام نہیں رکھا تھا بلکہ ویسے ہی نماز پڑھاتا تھا آیا اس پیش امام ثانی کے لئے کوئی صورت جواز کی ہے یا نہیں اور مسجد مذکور میں دو جماعتیں ہوتی ہیں یہ جماعتیں جائز ہیں یا نہیں؟

(جواب ۶۴) صورت مسئلہ میں اگر کوئی وجہ کراہت شرعی موجود ہو جب تو لوگوں کو اختیار ہے بلکہ مناسب بھی ہے کہ اس کو علیحدہ کر کے دوسرا امام مقرر کر لیں اور اگر اختلاف کا باعث صرف نفسانیت ہے

(۱) (بعضاً) گذشتہ صفحہ حاشہ آخری

(۲) (تفصیل فی وقف الموقوف ۳۰ ۳۱۲ ط ماحدہ)

(۳) (باب الرجل يجعل داره مسجداً ۳ ۲۹۷)

(۴) (الفصل الثاني في بيان من هو اهل بالا صفة ۸۶/۱ ط ماحدہ)

تو دوسرے لوگوں کو ایسا کرنا جائز ہے رجل ام قوما وهم له کارهون ان كانت الکراهة لفساد فيه  
اولا نهم احق بالا مامة يكره له ذلك وان كان هواحق بالا مامة لا يكره. هكذا في المحيط  
(ہندیہ ص ۹۱ ج ۱) اور ایک مسجد میں دو جماعتیں کرنا بہت برا ہے دوسری جماعت کرنے والے گناہ گار  
ہوں گے مگر یہ کہ پہلی جماعت کا امام ظالم اور مقتدی تاحق پر ہوں قوم جلوس فی المسجد الداخل وقوم  
فی المسجد الخارج اقام المؤذن فقام امام من اهل الخارج فامهم وقام امام من اهل الداخل  
فامهم من يسبق بالشروع فهو والمقتدون به لا كراهة في حقهم كذا في الخلاصة (ہندیہ ص  
۸۸ ج ۱) ۱۰

### غلط خوال کی امامت

(سوال) ایک شخص امامت کرتا ہے اور کلام پاک کو غلط پڑھتا ہے یعنی جائے قاف اور بڑے شین کے  
چھوٹا قاف اور چھوٹا سین پڑھتا ہے مثلاً اس آیت کریمہ ان یصلک ربک مقاماً محموداً کو ان یصلک ربک  
مکاماً محموداً اور دیگر حروف کو بھی مثلاً ز کے جائے ج وغیرہ ادا کرتا ہے اور ایسی غلطیاں کرتا ہے کہ  
ایک اونٹنی درجہ کا قرآن خوال بھی تمیز کر لیتا ہے اور امام مذکور کے بعض مقتدی ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ اعظم  
بائستہ اور قرآن پاک کو اچھی طرح ادا کرنے والے تو ایسی صورت میں سب کی نماز ہوتی ہے یا نہیں اور اس امام  
کو ائی کہہ سکتے ہیں یا نہیں اور اسی اصطلاح فقہاء میں کس کو کہتے ہیں ہیئتہ او جروا

(جواب ۶۵) صورت مسئول میں جو شخص امامت کرتا ہے اگر وہ قاف کو اپنے مخرج سے ادا کرنے پر قادر  
نہیں ہے تو اس کی امامت جائز نہیں اگر وہ امامت کرے گا تو نہ خود اس کی نماز ہوگی نہ مقتدین کی۔ ولا  
يجوز امامة الا لفتح الذی لا یقدر علی التکلم ببعض الحروف الا لمثلہ اذا لم یکن فی القوم من  
یقدر علی التکلم بتلك الحروف فاما اذا كان فی القوم من یقدر علی التکلم بها فسدت صلواته  
وصلوة القوم (انتہی۔ ہندیہ ص ۹۰ ج ۱)۔ ایسے شخص کی امامت صرف اس صورت میں جائز ہے کہ اس  
کے تمام مقتدی بھی اسی جیسے ہوں لیکن سوال میں مذکور ہے کہ اس کے پیچھے قاری بھی نماز پڑھتے ہیں اور اس  
حالت میں تمام جماعت کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر وہ ایسا شخص ہے کہ مثلاً قاف کو اپنے مخرج سے ادا کرنا  
چاہے تو کر سکتا ہے لیکن وقت سے۔ تو اس صورت میں بھی اس کی اور تمام مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی  
لیکن اگر وہ کسی طرح قاف کو ادا نہیں کر سکتا تو اس کو ایسی آیت پڑھنی چاہیے جس میں یہ حرف نہ ہو اور اگر اس  
کو ایسی آیت نہ ملے یا یاد نہ ہو تو خود اس کی نماز ہو جائے گی لیکن امامت نہ کرے اور اگر اس کو ایسی آیت مل

(۱) (الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لعرۃ ۶-۸۷ ط ماحدیہ)

(۲) (الفصل الدانی فی بیان من هو احق بالامامة ۱-۸۴ ط ماحدیہ)

(۳) (الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لعرۃ ۶-۸۶ ط ماحدیہ)



جائے جس میں قافہ ہو اس کی نماز امامت جائز ہے اور اگر باوجود اسکی آیت نہ ملے اس کے لئے ایسی آیت نہ ملے گی جس میں قاف تھو اور قف کی جگہ کاف پڑھا تو اس کی نماز تہا بھی نہ ہوگی۔ ومن لا یحسن بعض الحروف ینبغی ان یحہد ولا یعذر فی ذلک فان کان لا ینطق لسانہ فی بعض الحروف ان لم یجد آیۃ لیس فیہا لت الحروف تجوز صلوٰتہ ولا یؤم غیرہ وان وجد آیۃ لیس فیہا فقراً جازت صلوٰتہ عند الكل وان قرأ الآیۃ الی فیہا تلك الحروف قال بعضهم لا تجوز صلوٰتہ . ہکذا فی فتاویٰ قاضی خان وهو الصحیح کذا فی المحيط (ہندیہ ص ۸۳ ج ۱)۔

جھوٹ بولنے والے متخولہ اور امام کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) ایک شخص مسجد میں بیٹھ کر مجمع عام میں جھوٹ بولے اور غائیہ طمع نفس کے واسطے امامت کرے ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بیوا تو جروا

(جواب ۶۶) سوائے ان مواقع کے جہاں تو یہ جائز ہے جھوٹ بولنے کی عادت سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور اسکے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے (۱۰) رہا طمع نفس سے امامت کرنا تو اگر اس سے مراد یہ ہے کہ امامت کی متخولہ لیتا ہے اور متخولہ ٹیکر امامت کرتا ہے تو متاخرین حنفیہ کے فتویٰ کے مطابق امامت کی اجرت جائز ہے اور جب جائز ہے تو متخولہ لیتا اور متخولہ ٹیکر امامت کرنا بھی جائز ہے۔ وفی روضۃ الزند و یستی کان شیخنا ابو محمد عبداللہ الخزاعی یقول فی زماننا یجوز للامام والمؤذن والمعلم اخذ الاجرة . انتہی (یعنی شرح کنز) ۷۰ اور اگر طمع سے مراد کچھ اور ہے تو اسے بیان کیا جائے۔

ضالین کو خالین پڑھنے والے کی امامت

(سوال) ایک امام مسجد ضالین کو ہمیشہ غیر مقلدین اور روافض کی طرح خالین پڑھتا ہے جب بعض مقتدیوں نے اس بات سے منع کیا تو کہا کہ اس کے جواز کا فتویٰ میرے پاس موجود ہے اور میں نے قاریوں سے بھی خوب تحقیق کر لیا ہے لہذا میں تو اسی طرح پڑھوں گا تم میرے پیچھے نماز پڑھو یا نہ پڑھو اختیار ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۷) حرف ضاد۔ ظا اور ذال سے بالکل مبہن اور جداگانہ حرف ہے اس کو اپنے خرچ سے اوکرنا چاہیے اور خرچ سے اوکرنے کے قصد و ارادہ کے بعد اگر وہ ان دونوں میں سے کسی کے ساتھ مشابہ ہو جائے تو مضائقہ نہیں لیکن اگر قصد اظہار یا ذال پڑھے گا تو نماز قساہ ہو جائے گی ضاد اپنی صفات کے لحاظ سے خاکے

(۱) الفصل الخامس فی ذلہ القاری ۷۹ ۱ طہ ماجدیہ

(۲) ویکرہ امامۃ عبد و اعربی و فسق الخ (الدر المحتار) باب الامامۃ ۵۶۰ ۱ طہ سعید کمپنی

(۳) باب الأحادیث الفاسدۃ ۱۵۴ ۲ طہ إدارة القرآن کراچی

ساتھ زیادہ مشتبہ اسوت ہے مگر یہ اسی وقت جب کہ اپنے مخرن سے لو اکیا جائے ورنہ یہ آواز بھی جس کو وال مکر کہا جاتا ہے اسی ضد کی بخوبی ہوتی تو ازلے بوجہ امتیاز خاص ظانی آواز سے بہتر ہے۔

### امامت کی اجرت لینا جائز ہے

(سوال) امامت کی اجرت یہ عظیم قرآن و دیگر کتب دیدہ کی اجرت لینا جائز ہے یا نہیں اور اگر کوئی شخص اجرت لینا امامت کرے یا اجرت لینا قرآن شریف پڑھانے ایسے شخص کے واسطے شریعت میں کیا حکم ہے؟ (جواب ۶۸) امامت و عظیم قرآن کی اجرت (بہر فتویٰ متاخرین حنفیہ) لینا جائز ہے۔ قال فی الہدایۃ و بعض مشائخنا رحمہم اللہ تعالیٰ استحسنوا الا استنجا علی تعلیم القرآن الیوم لظہور التوانی فی الامور الدینیۃ ففی الامتناع تضییع حفظ القرآن و علیہ الفتویٰ زاد فی مختصر الوقایۃ و متن الاصلاح تعلیم الفقہ و زاد فی متن المجموع الامامۃ و مثله متن الملتقی و درر البحار (رد المحتار مختصراً) ۱۰۲

### صرف ٹوپی یمن کر امامت کرنا جائز ہے

(سوال) امام کو ٹوپی سے نماز پڑھانا جائز ہے یا امامہ سے۔ اگر ٹوپی سے نماز پڑھانا جائز ہے تو وہ کون سی ہے؟ امامہ اور ٹوپی میں ثواب کس کے ساتھ نماز پڑھانے میں زیادہ ہے؟ (جواب ۶۹) امامت امامہ اور ٹوپی دونوں سے جائز ہے اور کسی خاص قسم کی ٹوپی سے ضروری نہیں جس ٹوپی سے چاہتے امامت کر سکتے ہیں امامہ کے ساتھ ثواب زیادہ ہوگا لیکن ٹوپی میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

### حالت جنابت میں نماز پڑھانے والے کا حکم

(سوال) ایک شخص جنابت میں نماز پڑھتا ہے آیا ایسا شخص کون ہے اور لوگوں کی نماز اس کے پیچھے ہوئی یا نہیں؟ بیوقوف ہو جاؤ

(۱) وإن كان لا يمكن الفصل بين الحرفين إلا بسفحة كالطاء مع الصاد والصاد مع السين والطاء مع الدال اختلف المشايخ قال اكثرهم "لا تصد صفوه" هكذا في فوايد دوسي حاد و كثير من المشايخ اقوا به قال القاضي "لا اعمد ابو الحسن والقاضي الامام ابو عاصم ان يعمد فسدب وان حري على لسانه ان كان لا يعرف التمييز لا تصد وهو اعدل الا ذليل والمختار هكذا في الوجيز للكروري (عالمگیریہ) الفصل بحامس في رلة الدرر ۷۹ ط محدیہ

(۲) (کتاب الاحازۃ مضت بحر رہو فی عدم حوز الا سحدر علی الملاوۃ والہییل ۵۵ ط سعید)  
(۳) وقد ذکرنا ان المستحب ان یصلی فی قبض وازار و عدمہ ولا یکرہ الا کتدۃ بالقلسوة ولا عرۃ لما اشتہر بین العوام من کراہۃ ذلك وکذا ما مشہور ان المؤمن لو کد معتما بعمامة و الامام مکتمها بالقلسوة یکرہ (الح) عمدة الرعاۃ علی هامش شرح الوقایۃ کتاب الصلوۃ ۱/۶۹ ط سعید کمپنی

(جواب ۷۰) جو شخص حالت جہلت میں نماز پڑھائے وہ کافر ہے (بلور جن لوگوں نے بواقفیت میں اس کے پیچھے نماز پڑھی ہے ان کو علم ہونے کے وقت نماز کا اعادہ لازم ہوگا لیکن اگر حالت جہلت میں نماز پڑھنا صرف اس کے قول سے معلوم ہوا ہو تو یہ بھی ثلاث ہو کہ وہ بیباکی اور رندی کی وجہ سے ایسا کرتا ہے تو اس کا قول غیر معتبر سمجھا جائے گا اور اعادہ صلوٰۃ کا حکم نہیں دیا جائے گا ہاں اگر یہ خیال ہو کہ یہ شخص تورعاً اور خوف خدا کی وجہ سے یہ بات ظاہر کرتا ہے تو اعادہ نماز کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم

لام کا ”در“ یا ”محراب“ کے اندر کھڑا ہونا

(سوال) محراب کا اطلاق ازروئے شرع شریف کیا صرف اس پر ہوتا ہے جو منبر کے قریب دیوار میں کندہ ہوتا ہے یا باہر جو دروازے محراب نما ہوتے ہیں اس کو بھی محراب کہا جاسکتا ہے؟ محراب کی صحیح تعریف فرمائیے نیز باہر کے محراب نما دروازہ پر جو عوام کراہت صلوٰۃ کا حکم لگاتے ہیں صحیح ہے یا غلط جواب شافی و مدلل تحریر فرمائیں لوگوں میں اس مسئلے میں اختلاف شدید ہو رہا ہے۔ فقط یہ تو اور؟

المستفتی حافظ محمد شفیع اللہ کوچہ میر با ششم دہلی

(جواب ۷۱) محراب اصل توسی ہے جو دیوار قبلہ میں ہوتی ہے لیکن اس کا حکم ان دروں پر بھی جو باہر کے دروازوں میں مہورت محراب بنائے جاتے ہیں بعض فقہانےء مکہ کیا ہے اس لئے احتیاط یہ ہے کہ لام ان دروں کے باہر کھڑا ہو تاکہ کسی قسم کا شبہ اور شک باقی نہ رہے لیکن اگر لام در میں بھی کھڑا ہو جائے تو ٹرنے جھگڑنے کا موقع نہیں ہے کیونکہ زیادہ سے زیادہ لوٹی اور خلاف لوٹی کا اختلاف ہے اور لڑائی جھگڑا حرام ہے (۱۰) فقط۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینہ دہلی

خوالہ تحوٰلہ لام سے اختلاف نہ کیا جائے

(سوال) متولیٰ و پیش لام صاحب سے اگر مسلمانوں کو کچھ شکایات پیدا ہو جائے اور وہ ان شکایات کو خاطر میں نہ لائیں اور مسلمانوں کے جذبات کی کچھ پروا نہ کریں تو بائیں وجہ مسلمان مسجد میں جانا چھوڑ دیں تو ایسی

(۱) کفر کا حکم اس وقت ہے جب کہ بعد از اختلاف ایسا کرے قال فی الذر المختار ”وبہذا ظہر ان تعمد الصلاة بلا ظہر غیر مکفر فلیحفظ وقد مر الخ و فی الشامی“ قوله وقد مر” ای فی اول کتاب الطہارۃ قدما هناك عن الحلبة البحث فی هذه العلة وان علة الاکتفاء ایضا ہی الاستخفاف (کتاب الطہارۃ ۱/۱۵۱ ط سعید کمپنی) وفي العالمگیریہ ”رحلہم قوماً شہراً لم قال “کت محوسباً“ الخ و کذا لوقال ”صلبت بکم المدة علی غیر وضوء وهو ما جہ لا یقبل قوله وان لم یکن كذلك وللمحمل ان قال علی وجه التورع ولا حیاط أعادوا اصلاً تہم الخ و کذا إذا جان ان الامام کافر او مجنون الخ او محدلاً او جنناً الخ (الفصل الثانی فی بیان من یصلح اماماً للبر ۱/۸۷ ط ماجدیہ) (۲) او یکرہ قیام الامام وحده فی الطاق وهو المحراب ولا یكون سجودہ فیہ إذا کان قائماً خارج المحراب هكذا فی التبیان واذا شاق المسجد من خلف الامام فلا بأس بان يقوم فی الطاق. (عالمگیریہ) الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلاة وما لا یکرہ ۱/۸۸ ط ماجدیہ

صورت میں نماز باجماعت نہ پڑھنے اور نماز جمعہ مسجد میں لوٹ کر نہ کنگناہ کس پر عائد ہوگا۔ اور ان حالات میں متولی و امام مسجد پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

(جواب ۷۲) ہاں متولی و پیش امام کا مذہبی و اخلاقی فریضہ ہے کہ مسجد کے نمازیوں کی جماعت ان سے خوش رہے اور کوئی جائز شکایت پیدا نہ ہونے پائے اگر نمازیوں کو کوئی جائز شکایت ہو تو رفع کریں اور اگر لوگ ان کی بے پروائی سے اس مسجد میں آنا چھوڑ دیں گے تو اس کا وبال ان پر ہوگا مگر طیکہ وجہ شکایت اتنی قوی ہو جو ترک مسجد و ترک جماعت کے لئے عذر ہو سکتی ہو لیکن اگر لوگوں کو خلوہ خواہ متولی یا امام سے شکایت ہو اور متولی یا امام کے اندر فی الحقیقت کوئی عیب یا وجہ شکایت موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں نہ متولی و امام ان کی دلجوئی کا مکلف ہے اور نہ ان کے مسجد چھوڑ دینے کا مواخذہ متولی یا امام سے ہو سکتا ہے (۱)

ڈاڑھی کنولنے والے اور مسائل سے ناواقف کی امامت مکروہ ہے  
(سوال) ایسے امام کی امامت جائز ہے یا نہیں جو بالکل جاہل ہے اور نماز کی امامت کے واسطے جن مسائل اور جس قدر علم کی ضرورت ہے اس سے ناواقف ہے اور علاوہ اس جمالت کے فاسق معین ہے ڈاڑھی کتر و اما ہے حد شرعی تک نہیں بڑھنے و بتا اور باز اول راستوں میں کھاتا پیتا ہے اور جھوٹ بیٹ بولتا ہے اور متولیان مسجد کے خانگی کاروبار میں غلاموں کی طرح ایسا بروقت مشغول رہتا ہے کہ نماز کی امامت کی بھی پروا نہیں کرتا اور دیگر مبتدعات میں مصروف رہتا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۵ عبد الرحیم میرٹھ۔ ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطلق ۳۱ جولائی ۱۹۳۳ء  
(جواب ۷۳) اگر واقعات مذکورہ شمال درست ہیں تو متولی کو لازم ہے کہ ایسے امام کو علیحدہ کر کے دوسرا صالح متقی امام مقرر کر لے ایسے شخص کو امام راتب مقرر کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرہ امینہ دہلی

تہنید باندھ کر نماز پڑھنا جائز ہے

(سوال) اگر پیش امام تہنید باندھے ہوئے نماز پڑھائے تو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۶ عبد محمدیان قروش (ساگر) ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء  
(جواب ۷۴) تہنید باندھ کر نماز پڑھنا بلاشبہ جائز ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) ولو ام قوما وهم له كاهنون ان الكراهة لفساد فيه أولا بهم احق بالامامة منه كره له ذلك تحريماً وان هو احق لا والكراهة عليهم الخ (الدر المختار باب الامامة ۵۵۹/۱ ط سعید)  
(۲) ويكره ايمامة عبد واعرابي و فاسق الخ (در مختار) وفي الشامية " قوله فاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة الخ (باب الامامة ۵۶۰/۱ ط سعید كمپني)  
(۳) والربيع مترعورته الخ وهي للرجل ما تحت سترته إلى ما تحت ركبته الخ (الدر المختار باب شروط الصلاة ۴۰۴/۱ ط سعید كمپني)

(۱) اس بیٹا کے پیچھے نماز بلا آراہت جائز ہے جو طہارت میں محتاط ہو

(۲) حافظ بیٹا کے پیچھے تلوٰح کا حکم

(۳) چونکہ یمن کر نماز پڑھانا جائز ہے

(سوال) (۱) حافظ بیٹا کے پیچھے فرض نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲) بیٹا کے پیچھے تلوٰح جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اگر امام بغیر چونکہ نماز پڑھاوے تو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۸ بی محمد پان فروش (ساگر) ۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۵) (۱) حافظ بیٹا کے پیچھے نماز جائز ہے جب کہ وہ محتاط ہو اور اس سے بچر کوئی دوسرا شخص یا دوسرا حافظ موجود نہ ہو (۲) فرض نماز ہو یا تلوٰح سب جائز ہیں (۳) امام بغیر چونکہ نماز پڑھائے تو جائز ہے

منکر رسالت کو امام بنانا جائز نہیں

(سوال) زید توحید و رسالت اور جمیع ضروریات دین کو تسلیم کرتے ہوئے اور عمل کرتے ہوئے یہ عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ جو شخص صرف توحید کا قائل ہو اور رسالت اور قرآن کو نہ ماننا ہو وہ ہمیشہ ہمیشہ جنم میں نہیں رہے گا بلکہ آخر میں اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی زید کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۶ محمد ابراہیم خاں ضلع خاڑی پور ۹ رجب ۱۳۵۲ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۶) جو شخص آنحضرت ﷺ کی رسالت و نبوت کو نہ مانے اور قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی کتاب تسلیم نہ کرے وہ ہمہ گیر امت محمدیہ علیٰ صاحبہا زکی السلام والنجیہ کے نزدیک ناجی نہیں ہوگا ایسا شخص جو اس کی نجات کا عقیدہ رکھتا ہو اس کو امام بنانا جائز نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

غلط پٹھے سے تائب متقی اور پرہیزگار کی امامت

(سوال) جو قومیں حرام پٹھے کی سرکوب ہیں جیسے گویا غافل ڈھلائی میراثی اگر ان میں سے کوئی حافظ ہو اور وہ بذات خود اپنے پٹھے سے تائب ہو اور متقی ہو دوسرے یہ کہ ایک بھلے خاندان کے اس سے علم میں زیادہ متقی اور حفاظ وہیں موجود ہوں تو ان کے مقابل اس کو جامع مسجد کالام اور شرک کا نکاح خواہ بانا دیرست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۴ حافظ رحیم بخش (تھرا)

(۱) تبع ذلك صاحب النهر حيث قال " قد كراهة إمامة الأعمى في المحيط وغيره بان لا يكون الفضل القوم فان كان الفضل فهو أولى الخ (رد المحتار) باب الإمامة ۵۶۱/۱ ط سعید) وفي الهداية " و يكره تقديم العبد والأعمى لأنه لا يتوقى النجاسة الخ (باب الإمامة ۱۲۲/۱ ط مكتبة شرعية ملتان)

(۲) وإد ابكر بعض ما علم من الدين ضرورة كبر بها فلا يصح الاقتداء به أصلاً (الدر المحتار) باب الإمامة ۵۶۱/۱ ط سعید

۹ رجب ۱۳۵۲ھ - ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۷) جب کہ کوئی شخص بذات خود متقی لار پر بیزگار ہو اور علم و فضل رکھتا ہو تو اس کو امامت کے لئے مقرر کرنا جائز ہے اگر اس کے مقابل میں کوئی لوٹے خاندان کا شخص بھی تقویٰ اور پر بیزگاری اور علم و فضل میں اس کے برابر موجود ہو تو اس کو امامت کے لئے ترجیح دینے میں مضائقہ نہیں ہے مگر باوجود اس کے کوئی درجے کی قومیت والے شخص کو امام بنانے میں کراہت نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تراویح میں پختہ حفظ والے کو امام بنایا جائے

(سوال) دو حافظ ہیں اور دونوں متقی ہیں ان میں سے ایک صاحب کو تور مضامین میں محراب سناتے وقت بہت زیادہ تشابہ لگتے ہیں اور دوسرے صاحب کو بیت کم جن صاحب کو تشابہ زیادہ لگتے ہیں وہ قدر ضرورت علم صرف و نحو فارسی اور مسائل دینیہ سے اجتناف ہیں اور پیشہ سلائی کا کرتے ہیں اور جن صاحب کو تشابہ کم لگتے ہیں وہ حفظ کے علاوہ مسائل دینیہ سے باوقف ہیں اور قوم کے مراثنی ہیں مگر اپنے حرام پیشہ سے تائب ہیں ان دونوں میں سے جامع مسجد کی بیگانہ امامت کے لئے کس کو مقرر کیا جائے؟

المستفتی نمبر ۹۵ حافظ رحیم بخش صاحب مقرر ۹ رجب ۱۳۵۲ھ - ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۸) بیگانہ نماز کی امامت کے لئے جو صاحب مسائل سے زیادہ واقف ہیں ان کو مقرر کرنا بہتر ہے البتہ تراویح میں قرآن مجید سنانے کے لئے ایسے حافظ کو ترجیح دی جائے تو مضائقہ نہیں جس کو قرآن شریف خوب یاد ہے اور قدر ضرورت مسائل سے بھی واقف ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت

(سوال) جماعت میں ایک عالم کے ہوتے ہوئے جس کے ساتھ کثیر جماعت راضی ہو ایسے معمولی خواندہ آدمی کو امامت کی اجازت دینے جس کے ساتھ قلیل جماعت راضی نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۳ محمد حنیف حسین صاحب کنور ۲۶ رجب ۱۳۵۲ھ - ۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۹) اتفاقہ طور پر ایسا عمل پیش آجائے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے البتہ مستقل طور پر انفرادی آدمی کو امام بنانا چاہئے اس کا خلاف مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) والا حق مالاً امامۃ تقدیماً بل نفساً الا علم ما حکم الصورة فقط صحة وفساداً بشرط احتیاطہ للتواضیح الطاہرة و حفظہ قدر فرض و قبل واجب" (الدر المختار باب الامامة ۵۵۷/۱ ط سعید)

(۲) والا حق مالاً امامۃ تقدیماً بل نفساً الا علم ما حکم الصلاة الخ ثم الا حسن تلاوة و نحوہ، لغيره (۱) (الدر المختار باب الإمامة ۵۵۷/۱ ط سعید)

(۳) والا حق مالاً امامۃ تقدیماً بل نفساً الا علم ما حکم الصلاة (۱) ان قال فان حسبوا اعتبر اکثرهم ولو قد مواعبر الاولی اساء والخ (الدر المختار باب الإمامة ۵۵۹/۱ ط سعید)

پندرہ سال کی عمر والے کے پیچھے نماز جائز ہے

(سوال) ایک لڑکا جو قرآن شریف حفظ کر رہا ہے اس کی عمر پندرہ سال کچھ ماہ کی ہے یعنی کہ سولہواں سال جاری ہے اس کے پیچھے تلو تلو پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۷: اکبر علی ریوازی ضلع گورگانوہ۔ ۶ رمضان ۱۳۵۲ھ ۳ جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۸۰) اگر اس کی عمر پندرہ سال کی پوری ہو چکی ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

شہوت پرست مبتدع کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) یہاں کا ایک امام مسجد بلوجود سخت مبتدع ہونے کے فاحشہ لوربازاری عورتوں کی دعوتیں با، دغندہ کھاتا ہے ان کے دیئے ہوئے کپڑے پہنتا ہے اور بلوجود متعدد بار سمجھانے کے باز نہیں آتا ایسے امور کی ارتکاب کی وجہ سے لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے رک گئے ہیں وہ وقت فسادش کی جواب دیتا ہے کہ تم ان کبجریوں لوربازاری عورتوں کو روکو کہ میری دعوت نہ کیا کریں ورنہ مجھے اپنے گھر بلایا کریں ورنہ میں تو ضرور کھاؤں گا اور ان کے ہاں ضرور جاؤں گا ہمارے شہر میں جھڑاپا ہوا ہے عید کا بھی وہی امام ہے ایسے شخص کو عیدین و جمعہ و مسوات نمسہ میں امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۸۵: محمد اعلیٰ چری دیوبندی۔ رائے کوٹ ضلع لودھیانہ

۸ شوال ۱۳۵۲ھ ۲۳ جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۸۱) ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ ہے اگر وہ پہلے سے امام ہے تو اس حرکت کی وجہ سے اس کو امامت سے علیحدہ کر سکتے ہیں لیکن جب تک کہ وہ عید نہ ہو اس وقت تک وہی امامت کرے گا بچکانہ نمزو جمعہ و عیدین سب کا یہی حکم ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

بدعتی پیر کے موحد خلیفہ کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) ایک مسلمان جو بذات خود نیک متقی اور پرہیزگار ہے پیر ظہور شاہ کامرید ہے عوام الناس میں مشہور ہے کہ پیر صاحب مذکور سجدہ تقطیس کا قائل ہے اور نیز وہ حضرت صلعم کو غیب دان جانتا ہے لیکن ان کے مرید صاحب اپنے پیر کے ان اعتقادات کے قائل نہیں اندریں حالت کہ وہ پیر صاحب کامرید ہے کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے کیا وہ امامت کا اہل ہے؟ مکرر عرض ہے کہ مرید صاحب مذکور تقطیس کے

(۱) بلوغ اللام بالاحکام والاحوال فان لم يوجد فيهما شئ فحتى يتم لكل مصلحة خمس عشرة سنة به يقضى لقصر اعمار اهل زماننا، الدر المحتدر، فصل بلوغ اللام بالاحکام ۶ ۱۵۳ ط سعید

(۲) ويكره إمامة عبد. وفسل. ومنتدع (درمختار) وفي الشامية: فان أمكن الصلاة خلف غيره وهو فصل. والا فلا لفتاء أولى من الآخر، انباء الإمامة ۱ ۵۵۹ ط سعید

قائل ہیں اور نہ ہی ان کو اس پر اعتقاد ہے کہ خدا کے سوا اور کوئی بھی عالم الغیب ہے صرف وہ پیر ظہور شاہ کے مرید ضرور ہیں کیا عام مسلمان ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں عوام الناس امام صاحب سے خوش ہیں اس کے عدوہ ان کو کوئی اعتراض نہیں؟ المفتی نمبر ۱۹۹ غلام رسول صاحب اسکول ماسٹر سلیم پورہ رابوہ  
سیت ۲۶ شوال ۱۳۵۲ھ ۱۱ فروری ۱۹۳۳ء  
(جواب ۸۲) اگر یہ امام صاحب خود مجدد و تقضی نہیں کرتے اور نہ اس کے جواز کے قائل ہیں اور نہ آنحضرت ﷺ کو عالم الغیب سمجھتے ہیں اور اپنے پیر کو ان مسائل میں غلطی پر جانتے ہیں تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے۔ (۱)

### جو امام "قاف" کا مخرج اول نہ کر سکے

(سوال) زید نے نماز میں سورہ منافقون کی آیت یعنی وانفقوا معارفکم جس میں چھ قاف آتے ہیں پڑھی عمرو نے کہا کہ تم نے قاف کے بجائے کاف پڑھے لہذا نماز فاسد ہے براہ کرم شرعی حکمت مطلع فرمائیں دوسرے یہ کہ نیا نیا کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ جماعت والوں کو توفیق ہے کہ اچھے آدمی کو رکھیں اور زیادہ تنخواہ دیں مسجد کا پیسہ بہت ہے مگر آنکھوں والے آدمی کو نہیں رکھتے۔  
المفتی نمبر ۲۶۴ غلام محمد صاحب، نگرول۔ کاٹھیاواڑ۔ ۷ محرم ۱۳۵۳ھ ۲۲ اپریل ۱۹۳۳ء  
(جواب ۸۳) جو شخص لوائے قاف پر قادر نہیں اس کی اپنی نماز تو درست ہے اور ایسے لوگوں کی وہ امامت بھی کر سکتا ہے جو اس کی طرح لوائے قاف پر قادر نہ ہوں لیکن مسجد کے متولی کو لازم ہے کہ وہ صحیح طور پر حروف ادا کرنے والے کو امام مقرر کرے نیا نیا اگر محتاط ہو اور مسائل سے واقف ہو اور نماز باقاعدہ پڑھتا ہو قرآن مجید پڑھتا ہو تو اس کی امامت جائز ہے۔ (۲)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ

### تعویذ گنڈے کرنے اور فالنامے دیکھنے والے کی امامت

(سوال) ایک امام مسجد تعویذ گنڈے کا کام کرتے ہیں فالنامہ کھولنا اور ہمارے کے وارثوں کو بتاتا ہے تاکہ پیسہ کی پھٹکری لیکر ہمارے پاس آئندہ رکے وارث ادا دیتے ہیں امام صاحب اس پر قرآن شریف کی کوئی آیت پڑھ کر ہمارے وارث کو دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سات دفعہ ہمارے کو پر سے اتار کر آگ میں ڈال دو پھر آگ سے نکال کر ہمارے پاس لے آؤ ہم پھٹکری دیکھ کر علاج کرویں گے تین مرتبہ یہ کام کرتے ہیں ایک سیاہ رنگ

۱) والحق بالامامة تقدمها بل بصاد الا عم احكام الصلاة فقط صحة وفساد شرط احتسابه للخواص الظاهرة  
الح، الدر المحار، باب الإمامة ۱ ۵۵۷ ط معبد

۲) بكرة امامة عبد، وفاسق و مبدع، الح، الدر المحار، باب الإمامة ۱ ۵۵۹ ط معبد

۳) ولا يجوز امامة لائح الذي لا يفهم على النكح بعض الحروف لا لمطاة ادا يكن في التقوم من بقدر على النكح به  
محدث صلاة و صلاة القوم، الح، عالمگیری، الفصل الثالث في بيان من يصح امامة لغيره ۱ ۸۶ ط ماجدیه



برائتاتے ہیں اور اسے پاس لایا اسے کان میں سورہ مزمل پڑھ کر خود ذبح کر کے یا اپنے سامنے دوسرے سے ذبح کر کر گوشت کھال بچ کر اپنے خرچ میں لاتے ہیں اور مالک موجود ہو تو گوشت فی سبیل اللہ کہہ کر تقسیم کر دیا کھال کی قیمت اپنے خرچ میں توے گی ایسے پیش لام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟  
 المستفتی نمبر ۳۲۳ سید حاکم علی شاہ شرمیر ٹھہ۔ ۵ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۱۸ جون ۱۹۳۴ء  
 (جواب ۸۴) یہ کام جو سوال میں مذکور ہیں شرعاً درست نہیں ہیں اس لئے ایسے لام کے پیچھے جو ان افعال کا مرکب ہو نماز مکروہ ہوتی ہے۔  
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ذرا ہی منڈے سے خود کو بہتر کہنے والے کی امامت

(سوال) ایک لام صاحب نے کسی سے کہا کہ ”آپ ذرا ہی منڈاتے ہیں میں نہیں منڈاتا اس لئے میں آپ سے بہتر ہوں“ لوگ کہتے ہیں کہ لام صاحب کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے کیونکہ انہوں نے یہ کلمہ تکبر کا کہا ہے۔ المستفتی نمبر ۳۴۱ نواب احمد نئی (ضلع کرچور) ۸ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۲۱ جون ۱۹۳۴ء  
 (جواب ۸۵) کلام مذکور فی السؤال کے معنی یہی ہو سکتے ہیں کہ اس فعل میں میں بہتر ہوں اور اگر اسی طرح تھا تو اس کلام میں کوئی تکبر نہیں ہے کیونکہ اس کا خلاصہ یہی ہے کہ ذرا ہی رکھنا ذرا ہی منڈانے سے بہتر ہے اس کلام کی بنا پر امام صاحب کے پیچھے نماز نہ ہونے کا حکم لگانا غلط ہے۔ فقط  
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

غیر مختون کی امامت کا حکم

(سوال) بے ختنہ بالغ مسلمان بختہ مسلمانوں کی امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟  
 المستفتی نمبر ۳۹۷ محمد حیات (ضلع بجاپور) ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۴ء  
 (جواب ۸۶) اگر وہ اعتبار و صحت میں احتیاط کرتا ہو تو وہ ختنہ والے مسلمانوں کی امامت کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ اتفاقاً طور پر غیر مختون رہ گیا ہو ختنہ کے سنت ہونے کا قائل ہو (۲)  
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جو اکھیلنے والے والدین کے نافرمان کی امامت

(سوال) جو شخص اپنے والد کو دشنام دیتا ہو اور مارنے میں بھی دروغ نہ کرتا ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص جو ایسا شرور یا شہکشہا ہو اور تقریباً پانچ برس سے گزرا ہو یا نہاتا ہو اور نہ مانتے والوں کو

گالیاں دیتا ہواس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۹۹ محمد صدیق ربیع - ۱۶ جمادی الثانی ۱۴۵۳ھ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۲ء

(جواب ۸۷) جو شخص اپنے باپ کو دشنام دے یا مارنے کا ارادہ کرے وہ سخت فاسق اور گنہ گار ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے جب تک وہ توبہ نہ کرے اور باپ سے معافی نہ مانگے۔ اس کو ہر گز امام نہ بنایا جائے جو اسے بازی لگا کر تاش کھیلنا بھی گناہ اور موجب فسق ہے ایسے شخص کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہے تعزیر بنانا یا اس کے متعلق کوئی کام کرنا بھی گناہ ہے اس سے بھی آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور اس کی امامت بھی مکروہ ہوتی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

غسال کے پیچھے نماز جائز ہے

(سوال) غسال کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۴۵۸ مولانا فضل احمد صاحب (حیدر آباد سندھ) ۱۳ محرم ۱۴۵۳ھ ۱۸ اپریل ۱۹۳۵ء (جواب ۸۸) غسال اگر نیک صالح ہو تو اس کی امامت جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

غلط پڑھنے والے کی اقتداء کا حکم

(سوال) امام مسجد جامع بوقت خواندن نماز در سورہ الف لام الحمد للہ رانمی خواند بحدہ بجائے الحمد للہ میخواند نماز صبح است یا نہ؟ الماتش درست شود یا نہ؟ المستفتی نمبر ۴۷۷ ۴۷۷ میاں مولیٰ حسین برآمد

۱۱ صفر ۱۴۵۳ھ ۱۵ مئی ۱۹۳۵ء

(ترجمہ) جامع مسجد کے امام صاحب نماز میں سورہ فاتحہ پڑھتے وقت الحمد للہ کو بغیر الف لام کے پڑھتے ہیں اور بجائے الحمد للہ کے حمد للہ پڑھتے ہیں ان کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور ان کی امامت درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۸۹) اگر امام تلفظ الف لام نہ کرے اور مکروہ میثود لیکن ایسے بعد است ظاہر این است لفظ الف لام آہستہ واقع می شود کہ مقتدیان سموع نمی شود و دریں صورت در نماز کراہتے نمی شود۔ محمد کفایت اللہ

(ترجمہ) اگر امام صاحب الف لام کا تلفظ ہی نہیں کرتے تو نماز مکروہ ہوتی ہے لیکن یہ بعد از قیاس ہے ظاہر یہ ہے کہ الف لام کا تلفظ آہستہ کرتے ہوں گے جو مقتدیوں کو سنائی نہیں دیتا ہو گا اور اس صورت میں نماز مکروہ نہیں ہو گی (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ویکرہ امامہ عبد واعری و فاسق و مبتدع (التنویر باب الإمامۃ ۱ ۵۵۹ ۵۶۰ ط سعید)

(۲) واللاحق بالإمامۃ تقدمهما بل یصحا الا عدم بحکام الصلوٰۃ فقط صحة و فساداً بشرط اجتنابہ للعواش الظاهرۃ الخ و الدر المختار باب الإمامۃ ۱ ۵۵۷ ط سعید کمپی)

(۳) فالمدی لا یقدر علی اخرج الحروف إلا بالحدیث ولم یکن تسمه أو فاقه فإذا اخرج الحروف اخرجها علی الصحه لا یکره ان یکون اماماً الخ (هدیه الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغیرہ ۱/ ۸۷ ط ماجدیہ)

## غیر شرعی فعل سے مرتکب شخص کی امامت کا حکم

(سوال) کیا یہ شخص جس میں منہ رچہ پیل خرابیاں ہوں امامت کے قابل ہے اور اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا شرعی مطابق شرع نہ ہو؟ خطاب کرتا ہوں رمضان شریف میں قرآن شریف اجرت پر پڑھے اور اس کو جائز قرار دے انہوں کو حرام نہ جائے اگر صبح کے فرض پڑھ لئے جائیں اور سنتیں رو جائیں ان کو طلوع آفتاب سے قبل اگر موقع پڑ جائے خود بھی پڑھے اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی اجازت دے تبھی دو سوال: یہ سوال چالیسواں وغیرہ کو اس لئے جائز ہے کہ اگر منع کروں گا تو لوگ ناراض ہو جائیں گے اور دعوتیں ختم ہو جائیں گی۔ المستفتی نمبر ۵۳۴ فقیر احمد (منگھور) ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء (جواب ۹۰) سوائے آخری بات کے کہ دنیوی مفاد کے لئے شیخ مسئلہ نہ بتائے اور سب اختلافی مسائل میں جو مطلقاً موجب فسق نہیں ہیں بلکہ خاص خاص حالات میں وہ موجب فسق ہو سکتے ہیں اور آخری بات کا یہ بھی نیت پر ہے جو امر مخفی ہے اس لئے دیئے شخص کی امامت کو کلیتہاً ناجائز کہنا محض تامل ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

## مؤذن اور خادم کے فرائض

(مسوال) جس جامع مسجد میں ایک امام اور ایک مؤذن ہو (جو خود مسجد بھی ہو) ان ہر دو کے مسجد کے متعلق فرائض کیا ہیں اور حاکم ۱۱۰۰ دو مسجد کے وظیفہ خور بھی ہوں نیز امام مسجد اور مؤذن نہ کو اپنے اپنے فرائض منصبی میں مستقل بلذات ہیں یا ان میں علاقہ ہے؟ امامت اور متبوعیت کا بھی ہے؟ المستفتی نمبر ۶۱۶ حکیم عطاء حسین (جائیدھر) ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۵ء (جواب ۹۱) امام اپنے منصب کے لحاظ سے صرف نماز پڑھانے کا ذمہ دار ہے ابھی اگر اس سے وعظ یا تعظیم طلبہ وغیرہ کی شرط کر لی جائے تو وہ منظور کر لئے تو اس کی ذمہ داری بھی اس پر عائد ہوگی یہ ضروری ہے کہ امام سے ایسے کاموں سے منع نہ کیا جائے جن میں جو اس کی حیثیت امامت اور وقعت کے خلاف ہوں مؤذن سے مسجد کی خدمت کی شرط نہ کی ہو تو وہ ذمہ دار ہو گا کہ شرط کے موافق کام پورا کرے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

## امام مقرر کرنا متولی کا حق ہے

(سوال) (۱) آیا یہ گاؤں میں ہر ایک سال مولوی صاحب پیش امام رہا مولوی صاحب موصوف پانچ وقت

(۱) دینی معاملات میں امامت کا منصب عام دینی فرائض کے صحیح ادا نہ ہونے سے سب اہل علم واجب فرائض ہیں اور ان شخص خلیفہ امامت کے منصب سے ہٹا کر کسی کو امامت دینا صحیح نہیں ہے۔ دیکھو امامت علیہ اعرابی و حسن و مستدع الیہ النبی ص ۵۵۹۰۶ باب الإمامة ط سعید، و مستدع للرجل حدیث سعید و واحد و یکبرہ بالسواد، فرمحدث، و فی الشامیہ قولہ بکبرہ بالسواد فی بعد الحرب و لا یبرن علیہ للساء فیکبر و عہد امامۃ المشائخ و کتاب الحظر و الاماحۃ باب فی العلم ۴۲۶ ط سعید

تحتک طور پر حاضر رہا بعض وقت حاضر بعض وقت غیر حاضر رہا گاؤں والے اس وجہ سے ناراض تھے قوم نے امام جدید بن رضامندی امام سابق کے مقرر کیا کیا فعل نہ کور قوم کے لئے شرعاً جائز تھا یا نہیں؟

(۲) مولوی صاحب موصوف کے پاس رویت ہلال مید الفطر کی شہادت پیش ہوئی مولوی صاحب نے شہادت گزار کر شرعاً کافی تصور کر کے افطار کا حکم صادر فرمایا لیکن قوم نے شہادت پر اطمینان نہ کیا اور حکم کی تعمیل سے انحراف کیا اور صائم رہے کیا قوم اس خرافہ و زنی کی وجہ سے عاق اور مستحق کفر ہو گئی؟ اور کیا اس کا شمار روزہ قبول نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۹۳ معراج گل کوہاٹی

۱۸ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ۳ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۲) مسجد میں امام مسجد مقرر کرتے متولی مسجد کا حق ہے اگر متولی نہ ہو تو پھر قوم کا حق ہے اور جب امام پیدائی نہ کرے اور اکثر اوقات نماز میں غیر حاضر رہے تو قوم دوسرے امام مقرر کر سکتی ہے جو پہلے امام سے افضل اور اوقات کا پابند ہو۔ قوم وانحراف کا حق نہیں تھا ان کو امام کے فیصلے کی متابعت کرنی چاہیے تھی لیکن وہ اس کی وجہ سے کافر یا فاسق نہیں ہوئے عاق ہو جانے کا حکم کر دینا بھی صحیح نہیں اور اس کی وجہ سے ان کی نماز روزہ بھی ناقابل قبول نہیں ہوئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

افیون اور پوست پینے والے کی امامت

(سوال) جو امام مسجد ایمان اور پارسیت پر ہو وہ امامت کے لائق ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۳۱ مولوی محمد انور (خلع جاندھر) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۳) افیون اور پوست پینے والا امام امامت کے لائق نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

امام وقت پر نہ پہنچے تو دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے

(سوال) اگر امام صاحب مسجد کے اوقات مقررہ پر جماعت کے لئے حاضر نہ ہوتے ہوں اور وقت گزر جائے کاندیشہ ہو تو نمازیں مسجد کسی اور شخص کو امام مقرر کر کے جماعت ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۴۲ عبد المجید خاں (کوہ شملہ) ۱۶ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۹ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۴) ہاں جب مقررہ وقت پر امام صاحب بغیر کسی مجبوری اور بغیر کسی عذر کے حاضر نہ ہوں تو قوم کو حق ہے کہ دوسرے شخص سے نماز پڑھوائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

۱۔ الناسی للمصحح اولی من القوم بعد الإمام والمود فی المختار إلا إذا عین القوم أصلح من عبہ الناسی الخ (الدر المختار کتاب الوقف ۴: ۳۰ ط سعید)

۲۔ وکذا تکررہ خفف امر ذو سببہ و مفلوح و ابرص شاع برصہ و شارب الحمر و اکل الرما و معان و مرء و متنع الخ (الدر المختار باب الإمامة ۵۶۲: ۱ ط سعید)

۳۔ فتاوی دار العلوم دیوبند باب الإمامة ۳: ۲۹۹ ط مکتبہ امدادیہ ملتان

بلاوجہ شرعی امام سے اختلاف جائز نہیں

(سوال) زید نے ایک امام صاحب کو خود عام مجلس کے اتفاق رائے سے امام مقرر کیا ان کے پیچھے نماز پڑھتا رہا تین چار سال کے بعد دنیوی اختلاف کی بناء پر امام صاحب کی بے عزتی کی اور گالیاں دیں اور زید کو بے ایمان صاحب اس کو اپنا نفاق قرار دیتے ہیں عند الشرع کیا حکم ہے۔

المستفتی نمبر ۸۵۲ مولوی محمد شاہ (ریاست بھدلی پور) ۲۰ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء  
(جواب ۹۵) اگر شخص نہ ور نے امام صاحب کی بغیر کسی خطا و قصور کے توہین کی ہے تو وہ سخت گناہگار ہو ہے اور اس کو امام صاحب سے معافی طلب کرنی اور توبہ کرنی لازم ہے ورنہ وہ فاسق اور مستحق مواخذہ ہے عاقل قرار دینا کوئی شرعی طریقہ نہیں ہے اور نہ کسی کے عقبات سے کوئی عاقل ہٹتا ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دینی

ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے

(سوال) اگر امام ترکی ٹوپی یا اور کسی قسم کی ٹوپی پہن کر نماز پڑھائے تو نماز جائز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۵۶ خیم قاضی محمد نور الحق (چامراج نگر) ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء  
(جواب ۹۶) ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا اور امامت کرنا جائز ہے کوئی کراہت نہیں ہے بل امام صاحب کے لئے عمامہ افضل ہے عمامہ نہ ہو تو افضلیت حاصل نہ ہوگی مگر نماز مکروہ نہ ہوگی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ذبح کرنے والے کی امامت

(سوال) ایک مسلمان ہو رہا روپے لیسر مسجد میں اتوان دیکر پنجوقتہ پیش امامی بھی کرتا ہے دیگر اس گاؤں کے تمام قصبات کی گائیں اور بھریاں مکائے کو دو آنے اور بھری کو ایک آنہ لیکر ذبح کرتا ہے گاؤں کے لوگ اسے امام کو اس کام پر مقرر کئے ہیں حالانکہ اسے گاؤں میں شادی نکاح میں فی نکاح پانچ روپے لیکر نکاح پڑھاتا ہے بغیر اپنی فیس پانچ روپے دیئے کسی کو نکاح پڑھانے نہیں دیتا اور جنازے پر ڈائی ہوئی چادر اپنے سوانے دوسرے فقیروں کو دینے نہیں دیتا ایسے شخص کے پیچھے اقتدا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۹۹ حاجی شیخ محمد الدین صاحب (بمبئی) ۸ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۹ اپریل ۱۹۳۶ء

(۱) سبب المسلمہ فوق و قتالہ کفر (مسلمہ) باب قور السی طحاہ سبب المسلمہ فوق و قتالہ کفر ۵۸۱  
فیمی کتب حانہ کراچی

(۲) وفد ذکر و ان المسلمہ ان یصلی فی قمیص و از و عمامة ولا یکرہ الا کساء بالقلنسوة ولا عبرة بما شئت  
بیس العود من کراهة ذلك (عمدة الرحابة علی هامش شرح الوفاة کتاب الصلوٰۃ ۱۶۹، ط سعید کمبئی)

(جواب ۹۷) ذبح کرنا اور اس کی اجرت لینا فی حد ذاتہ جائز ہے مگر جو لوگ کہ اس کام کو بطور پیشہ کے اختیار کرتے ہیں آخری طور پر ان کے عادات و اخلاق خراب اور قابل مذمت ہو جاتے ہیں تو ان عوارض اور اخلاق ذمہ کی وجہ سے لوگ ان سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور اس بنا پر ان کو امام بنانا مکروہ ہو جاتا ہے (۱) نکاح خوالی کی اجرت پانچ روپے مقرر کر لینا اور پھر ہر شخص سے پانچ روپے جبراً وصول کرنا اور دوسرے شخص کو نکاح خوالی سے منع کرنا جائز ہے بلکہ یہ اجرت فریقین کی رضامندی سے مقرر ہونی چاہیے اور ہر شخص کو حق ہے کہ وہ جس سے چاہے نکاح پڑھوائے اسی طرح جنازے کی چادر کو اپنا حق سمجھنا غلط ہے اور ان مکروہات کے مرتکب سے لوگوں کا نفرت رہنا چاہیے اور اس کی امامت بھی مکروہ ہے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

میت کو غسل دینے والے کو امام مقرر کرنا کیسا ہے؟

(سوال) ہمارے عقدہ میں یہ رسم ہے کہ جس شخص کو امام مقرر کرتے ہیں غسل اموات عرفاً اسی کے ذمہ ہوتا ہے خواہ وہ خود یہ کام انجام دے یا کسی کو اپنا نائب مقرر کرے امام کیلئے اس کام کا عیلہ کوئی معاوضہ متعین نہیں کیا جاتا بلکہ رو سعت استقامت میں سے کچھ دے دیتے ہیں اور صدقہ فطر عشر وغیرہ میں سے دے دیتے ہیں ایسی صورت میں کہ امام خود اموات کو غسل دے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟  
(جواب) (از نائب مفتی صاحب) جس عقدہ میں یہ رسم ہے کہ پیش امام اموات کو غسل دیتے ہیں تو اس عقدہ کے لوگ اگر اس فعل کرنے والے امام کو جو جس فعل کے حقیر جانتے ہیں تو نماز اس پیش امام کے پیچھے پڑھنی مکروہ تنزیہی ہوگی۔ والظاہر ان العلة النفرة ۲، اور اگر اس علاقہ کے لوگ غسل دینے اموات کو حقیر نہیں جانتے تو غسل پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تنزیہی بھی نہیں ہے بلکہ نہ ہونے نفرت و تقییل جماعت کے۔ واللہ اعلم اجابہ وکتبہ حبیب الرحمن علی عتہ

(جواب ۹۸) (از حضرت مفتی اعظمؒ) اگر مردہ شوکی باجرت نہ ہو اور افعال خلاف مروت و خلاف مکارم اخلاق امام سے سرزد نہ ہوں تو اس کی امامت جائز ہے مکروہ نہیں ہے اور اگر غسل اجرت لیتا ہو اور بد اخلاق کے اعمال اس سے صادر ہوتے ہوں تو اس کی امامت مکروہ ہوگی کیونکہ ایسے شخص کو لوگ نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ! الجواب صواب عبدالرحمن مدرسہ فتح پوری

(۱) و يجوز الاستئجار على الدكالة لأن المقصود منها قطع الإفواج دون افاتة الروح وذلك بقدر عليه فأنه القصاص فيما دون النفس كذا في المصباح الوهاج (عالمگیریہ) کتاب الإجارة ۴/۵ ط ماحدیه کونہ  
(۲) رد المحتار باب الإمامة ۵۶۲: ۱ ط سعید کمینی  
(۳) والأفضل أن يعمل الملب محلاً فان انتفى القائل الآخر حران كان ثمه غيره والا لا تعينه عليه وبغی حکم العمال والحقار كذا في الفخر الدر المحتار باب صلوٰۃ الجنائز ۱۹۹: ۲ ط سعید  
والأحق مالا مدمة نقديهما بل مبالاً علم بأحكام الصلوٰۃ فقط صحة وفساداً بشرط احتياجه لنفواحش الظاهرة الع  
(رد المحتار باب الإمامة ۵۵۷: ۱ ط سعید)

۱) 'ابلی' الجواب صحیح یہودیہ نیا الحق غنی حد مدرسہ امینیہ دہلی 'الجواب صواب قدام رسول غفرلہ' مدرسہ امینیہ  
'جواب صواب خدا شغل غنی عنہ مدرسہ امینیہ الجواب صحیح انظار حسین غنی عنہ مدرسہ امینیہ 'جواب حق محمد  
شفیع غنی عنہ مدرسہ عبدالرب دہلی للہ درہ مخدیا مصیبا محمد شریف اللہ غنی عنہ مدرسہ فتح پوری 'الجواب صحیح  
محمد مظہر اللہ عفا اللہ عنہ مدرسہ عبدالرب 'الجواب حق محبوب الہی مدرسہ عبدالرب 'دونوں جواب صحیح ہیں  
والایت احمد غنی عنہ مدرسہ فتح پوری 'الجواب حق اشفاق مدرسہ فتح پوری' الجواب صحیح خادم العلماء سلطان  
محمود مدرسہ فتح پوری دہلی۔

بد چمن بیسی والے کی امامت

(سوال ۱) ایک مسجد کے امام محمولہ دار کی تیس سادہ دوشیرہ پردہ دار لڑکی کا چال چلن خراب ہے اور  
اسے اپنی لڑائی کے مشتبہ چال چلن کا علم ہے لیکن وہ نہ تو اس کی روک تھام کرتا ہے نہ اس کا رشتہ کسی کو دیکر  
اس گناہ نبیرہ کا سد باب کرتا ہے امام مسجد حافظ قرآن بھی ہے کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

(۲) اس علاقہ کے عام رواج کے مطابق امام مساجد کو نماز پڑھانے کے علاوہ مردہ شوقی اور نکاح خانی وغیرہ  
کے تمام کام سپرد ہوتے ہیں اور اس کے معوضہ میں گاؤں کے ہر گھر سے روزانہ رات کو ایک روٹی ملتی ہے جو  
خود امام مسجد ہر گھر پر جا کر حاصل کرتا ہے نکاح خوانی جنازہ وغیرہ کا سلسلہ الگ بھی ملتا ہے کیا یہ گد اگر نہ  
صورت نہیں ہے اور ایسے امام کی اقتدہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۳ خلیفہ محمد صاحب (ضلع مظفری) ۲۸ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۰مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۹) (۱) اگر امام اپنی لڑکی کے چال چلن کی خرابی سے واقف ہو اس پر راضی ہے تو وہ فاسق ہے اور  
اس کی امامت مکروہ ہے اس کا لازم ہے کہ برائی کا نکاح کر دے اور خود اپنی غفلت اور بے پروائی سے توبہ  
کرے تو اس کی امامت درست ہو سکتی ہے۔

(۲) جب کہ اماموں کے ذمہ یہ سب کام نمازیوں نے خود بخود کئے ہیں اور خود ہی امام کو ایک ایک روٹی روزانہ  
گھر پر بلا کر دیتے ہیں یعنی ماہ نہ تو تنخواہ مقرر کرتے ہیں اور نہ مردہ شوقی اور نکاح خوانی کے لئے دوسرے  
آدمی مقرر کرتے ہیں اور نہ عزت و احترام سے اس کو کھانا پینچالتے ہیں تو پھر ان کو یہ سوال کرنے کا حق کیسے ہو  
کہ آیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں بلکہ ان حالات میں تو یہ سوال کیا جائے گا کہ کیا اس امام کے سو  
کوئی امام ایسا بھی ہے جو ان کاموں سے مستثنی ہو اور عزت سے اس کو کھانا اس کے گھر پہنچایا جاتا ہو یا اس کی  
تنخواہ اتنی مقرر کر دی گئی ہو کہ وہ گھر سے روٹی لانے کا محتاج نہ رہا ہو اگر کوئی ایسا کام مل سکتا ہو تو یہ شک  
سابق الذکر امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوئی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) یزید پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) خود کو یزید جیسا کہنے والے کی امامت

(۳) حضرت حسینؑ کی طرف منسوب ایک روایت

(سوال) (۱) یزید پر لعنت کرنا جائز ہے کہ نہیں؟ (۲) زید کتاب ہے کہ مجھے یزید سمجھو یا یزید کا بھائی آیا اس کے پیچھے ہم نماز پڑھیں یا نہیں؟ (۳) عمر و کتاب ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے اپنے روال کو جھڑپا جس سے پہلی صف کٹ گئی کیا یہ روایت صحیح ہے یا نہ؟ المصنفی نمبر ۲۴۶ مولوی محمد عالم (دیوبند)

یکم ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۰) (۱) یزید نے جو کچھ کیا اپنے لئے کیا اس کا معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے ہمارے لئے احتیاط یہ ہے کہ ہم اس کا نام نکیر لعنت نہ کریں، (۲) اس کہنے والے کا مطلب کیا ہے اگر یزید کے اعمال کو اچھا قرار دیکر یہ کہتا ہے تو اس کی امامت مکروہ ہے (۳) یہ روایت صحیح نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ

مسائل سے واقف پیشہ ور شخص کی امامت

(سوال) شرائط امامت کیا ہیں یا قوم بائندہ میں سے کوئی شیخ و سید سے علم شریعت میں ہوا ہو اور شریعت کا ان لوگوں سے زیادہ پابند ہو مگر عورتیں پر وہ کے بموجب شرع شریف کی پوری پابند نہ ہوں لیکن بد چلنی کی شکایت کبھی اس کے خاندان میں نہ ہو تو اس کی امامت بلا کراہت جائز ہوگی یا نہیں؟

المصنفی نمبر ۱۰۱۹ ایم عمر صاحب (شائع سارن) ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۱) اگر کوئی بائندہ یا پورہ شیخ و سید سے علم شریعت اور صلاحیت میں شیخ و سید سے زیادہ ہو تو وہ امامت کا زیادہ مستحق ہے عورتوں کی بے پردگی اور حدود شریعہ سے تجاوز ہو اور وہ منع نہ کرے تو یہ اس کی امامت میں کراہت پیدا کرے گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

(۱) شافعی مذہب چیموڑ رخنہ بننے والے کی اقتداء کا حکم

(۲) شافعی مذہب والے کے پیچھے حنفی کی اقتداء

(۳) صبح کی نماز میں شافعی امام کے پیچھے حنفی قنوت پڑھیں یا نہیں؟

۱. وہی لا نکون الا کافر ولد لم یجر علی معنی لم یعلم موته علی الکفر بدلیل وإن کان فاسق تهوراً کبرید علی الشعمہ خلاف نحو ملبس الخ و خلاف غیر المعنی کالطلمبی و الکاد بین فجور الخ (رد المحتار باب الرجمه مطلب فی حکم لیس لعدد ۳۱۶ ط سعید)

۲. و لاحق بالإمامہ بقیدین بل یقتب الا علی ما حکمہ الصلاۃ فقط صحۃ و فساد بشرط جتناہہ للفقوحش الظاہرۃ الخ (رد المحتار باب الامامہ ۵۵۷ ط سعید)



(۳) جماعت اکثر مقتدی حنفی ہوں وہاں امام کس طرح نماز پڑھائے

(سوال) (۱) شافعی مذہب ماہ جماعت احناف کی کثرت کی وجہ سے جو اس کے مقتدی ہیں اپنا مذہب چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کر سکتے ہیں؟ (۲) کیا شافعی مذہب پر رہ کر نماز پڑھانے سے حنفیوں کی نماز نہیں ہوتی جب کہ اکثر مقتدی حنفی مذہب ہوں (۳) کیا شافعی امام کے نماز صبح میں دعائے قنوت پڑھنے سے حنفی مقتدیوں کی نماز میں کوئی قباحت آجاتی ہے (۴) جماعت اکثر مقتدی حنفی ہوں تو شافعی امام کو کن امور میں رعایت کرنی چاہیے؟ المستفتی نمبر ۱۰۲۵ امام عبد الصمد صاحب ڈیرہ ناٹال (جنوبی افریقہ)

۹ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۳۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۲) (۱) بالکل مذہب بدل لینا یعنی مذہب شافعی چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کر لے یہ بھی جائز ہے اور نماز میں حنفی مذہب کی رعایت کر لیا کرے یہ بھی جائز ہے (۲) شافعی امام کے پیچھے حنفیوں کی نماز ہو جاتی ہے (۳) اگر شافعی امام نماز فجر میں قنوت پڑھے تو حنفی خاموش کھڑے رہیں حنفیوں کی نماز میں قباحت نہیں آئے گی مگر روزانہ ایب ہونے سے اکثریت کے لئے وسوسہ تو پیدا ہوں گے (۴) جو امور کہ حنفیہ کے نزدیک موجب افساد و تمذیب موجب کراہت نماز ہیں اور شوافع کے نزدیک ان کے ترک سے نماز میں فساد یا کراہت نہیں آتی انہیں ترک کر دے۔ محمد کفایت اللہ کا اللہ

ضرورت کی بناء پر امام اپنا نائب مقرر کر سکتے ہیں

(سوال) (۱) جماعت لاہوری و قادیانی کے رشتہ دار اپنے رشتہ دار مرزائیوں کو مسلمان اور مذہب حنفی میں مسلمان تصور کرتے ہیں حالانکہ بروئے شریعت و فتویٰ ہائے علماء دین مرزائی اور ان کے حامی و رشتہ دار اور جوان کو مسلمان جانیں وہ سب خارج از اسلام و کافر ہیں اور یہ بھی ہم کو ظنی معصوم ہے کہ ان کو مسجد اہل اسلام میں بھی داخل نہ ہونے دیں مگر ہم دگ ان کو مسجد میں آنے سے روکنے میں سخت مجبور ہیں اگر روکتے ہیں تو وہ آمادہ فساد ہوتے ہیں اور مسجد میں جنگ و جدال کی فوج ہو جاتی ہے اب جماعت مرزائی کے رشتہ دار ہماری مسجد میں آتے ہیں اور جس وئے وہ وضو کرتے ہیں اور مسجد میں جن گھروں سے ہم پانی پیتے ہیں وہ بھی پیتے ہیں اور ہماری جماعت نماز میں شریک نہیں ہوتے جو کہ مؤذن مسجد پڑھاتا ہے اور ان کی ضد یہ ہے کہ اگر امام صاحب معین جماعت کرائیں گے تو ہم بھی شریک جماعت ہوں گے کیونکہ ہمارا چندہ مشترک

(۱) ولو ان رجلا من مذهبنا احتجاد وصح له كان محمودا ماحورا الخ رد المحتار باب التعریر مطلب فساد ازحل إلى غير مذهبہ ۸۰/۴ ط سعید کسبی

(۲) وأما الأئمة بالخلاف في الخروج كالتشافي لبحر دالم يعلم منه ما يفسد الصلاة على اعتقاد المقتدى عليه الإجماع رد المحتار باب الإمامة مطلب في الأئمة بالتشافي ۵۶۳/۱ ط سعید

(۳) وصح الأئمة فيه بالتشافي على الأصح الخ وبأنى الصمود بمرآت الوتر لا العجز مسح بل يقف ساكتا على الأظهر الخ الدر المحتار باب نور و نور و نور ۹ ط سعید

ہے (یہ چندہ اس وقت کا ہے جب کہ یہ اہل سنت و جماعت شمار کئے جاتے تھے) ایسی صورت میں اگر یہ لوگ ہماری جماعت فرض و واجب میں شامل ہو جائیں اور ہم ان کو علیحدہ کرنے کی طاقت نہ رکھیں تو نماز سب کی درست ہو جائے گی یا نہیں اور امام کی امامت کو اپنی درست ہے یا نہیں

(۲) جو لوگ باوجود واقف ہونے اس امر کے کہ ان کا مسجد میں آنا زور شرعی منع ہے اور وہ لوگ جو کسی خوف کے مسجد میں آتے نہ رہیں یہ وہی وہی جو حافظہ و رشتہ داری کے چشم پوشی کریں تو ایسے لوگ نماز کسی جرم شرعی کے مرتکب ہیں یا نہیں

(۳) امام معین مسجد نے فتویٰ علماء اہل اسلام کہ متعلق قادیانیوں کے جاری تھے مسجد میں محلہ والوں کو سنائے اور یہ کہا کہ قادیانیوں کے رشتہ داران جو ان کے ساتھ شامل ہیں وہ ہماری جماعت نماز میں شریک ہوں گے تو میں نماز نہیں پڑھاؤں گا جن کو سن کر اہل محلہ نے مرزائیوں کے رشتہ داروں سے باوجود سمجھائے اور ان کا کہنا نہ ماننے کے قطع تعلق ان سے کر دیا اسی وجہ سے مرزائیوں کے رشتہ دار امام صاحب ہی کے مخالف ہو گئے اور وہ چاہتے ہیں کہ امام معین کسی طرح امامت سے جدا ہو جائیں اس واسطے جب امام صاحب جماعت کراتے ہیں تو حذایہ وک شامل جماعت نماز ہوتے ہیں جیسا کہ سوال نمبر اسے واضح ہے اور اگر نائب امام جو مؤذن بھی ہے وہ جماعت کرائے یا دیگر شخص جماعت کرائے تو وہ شریک جماعت نماز نہیں ہوتے اس سے صاف عیاں ہے کہ ذاتی نقصان تنخواہ کا امام کو پہنچا ہے ہم اہل محلہ نے امام صاحب کو نہ امامت سے علیحدہ کیا ہے نہ انہوں نے استعفاء دیا ہے بعد ہر نماز میں امام صاحب حاضر رہتے ہیں لیکن وہ چاہتے ہیں کہ ہم لوگ نائب امام صاحب سے جماعت کراتے ہیں ایسی صورت میں مسجد فنڈ سے تنخواہ امام صاحب کو دینی اور امام صاحب کو لینی درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۴۱ عبدالرحمن صاحب (چاندنی چوک)

۵ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۳ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۳) قادیانی فتنہ بہت زیادہ مضر اور مسلمانوں کی دینی اور اخلاقی بلکہ سیاسی حالت کے لئے بھی تباہ کن ہے اگر مسلمان ان سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے ان کے ساتھ تعلقات نہ رکھیں تو اس میں وہ حق بجانب ہیں، باقی رہا امام کا معامدہ تو اگر اہل مسجد امام سے کسی شرعی ضرورت کے ماتحت نماز نہ پڑھوائیں تو مضائقہ نہیں اور امام جب تک امام ہے اس کو مسجد فنڈ سے تنخواہ دی جاسکتی ہے جب کہ اس کی نیابت میں دوسرا شخص اہل مسجد کی رضامندی سے اس کا کام انجام دیتا رہتا ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) الاستحلاف حائر مطلق ای سوء کان لضرورة أولا كما يعلم من عبارة مجمع الأبرار (رد المحتار) باب الجمعة مطلب فی جواز استنابة الخطیب ۱۴۲/۲ ط معید

(۲) وهي التسمية عن القبة "اسحق الإمام حلیة فی المسند" لیوم فیه زمان عینہ لا يستحق الحلیة من اوقاف الإمامة شأن کان الإمام "اکثر نسبة" وهي الحلیة "ان الإمام یحوز استحلافه لا اذن بحلاف القاصی" و علی هذا لا ینکول وظیفه شاعرة وضح البانہ "کتاب توقف مضط فی العیة" التي يستحق بها الغرل عن الوظیفة واما يستحق ۱۴۰/۴ ط معید

بیشی کی بدکرداری پر راضی ہونے والے کی امامت

(سوال) شیخ فرید صاحب کند نظر مسجد کے پیش امام ہیں ان کی ایک ہفت بائیس سالہ لڑکی سن ہو غت کو پہنچے ہوئے سات آٹھ سال ہوئے رہتی ہے امام صاحب باوجود تعلیم یافتہ ہونے کے کئی ایک عقیدوں کو حید و حوالہ اور چٹان چٹیں کے بجاء میں جتا ہو کر ٹھکر لویا اور لب تک کسی کے نکاح میں نہ دے کر رکھے ہیں نتیجہ میں اس ناقد لڑکی کے بطن سے ایک لڑکا تولد ہو کر پندرہ دن ہوئے اور اب تک زندہ موجود ہے

(۲) مسلمان محلہ مومناہ صلیب مسجد بنانے باز پرس کی کہ حضرت یہ کیا معاملہ ہے جس نامعلوم شخص سے یہ عمل قرار پایا ہے چونکہ اس کے ساتھ نکاح کیوں نہیں کر دیتے تو امام صاحب جواب (لوہام پرستی میں عام لوگوں کو جبر کرنے کی نیت سے) فرماتے ہیں کہ میری لڑکی تو کچھ جانتی ہی نہیں ہے وہ تو بڑی پارسا ہے اور جو چہ کہ تولد ہوا ہے کسی جائز تعلقات سے نہیں ہے بلکہ جیسا کہ نفوذِ غنہ پیغمبروں کے گھروں میں (مثلاً مریم و عیسیٰ) پیدا ہوئے اسی طرح میرے باپ بھی یہ معاملہ قدرتی طور پر ہوا ہے و حسانی اور بے شرعی سے یہ بھی کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ من ضرور انفسنا و من سینات اعمالنا الخ) میرے باپ ملائکہ اور ملائکہ نازل ہوتے رہتے ہیں یہ تو کلمہ میری پاس لڑکی بڑی ہی عابدہ و زاہدہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

(۳) اس پر اہل جماعت ہر ارض ہو گئے ہیں اور کہنے لگے ہیں کہ یہ معاملہ سراسر جھوٹ ہے نہ قدرتی ہے نہ اور چہ بلا باپ کے چہ ہونا ہی زمانہ ناممکن ہے امام صاحب کا جواب اور دھوکہ باز ہیں اور چاہتے ہیں کہ راجع لور نادان بنانا چاہتے ہیں ایسے کا جواب دیوٹ کے پیچھے نماز پر حنا من سب نہیں لور نہ پڑھیں گے کیونکہ ہم لوگوں کو کراہت ہے (۵) جناب امام صاحب (۱) اپنی آمدنی امامت و ملازمت) کہنے لگے کہ میری لڑکی کے ناجائز چال چین سے میں قصور و ر ہوں نہیں سکتا مجھے امامت سے اتار دینا ب انصافی ہے (۶) مذکورہ حالات کے پیش نظر سوائے چند افراد کے جو ان کے ہوا خواہ اور کم فہم ہیں باقی تمام اہل جماعت امام صاحب سے کراہت کرتے ہیں لور ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔

المستفتی نمبر ۱۱۳۶ حکیم محمد عبداللہ صاحب بلاشاہ صاحب (کشتا)

۷ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۶ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۰۴) جسک امام صاحب کی اس وحشیانہ کے کہ میری لڑکی پاکیزہ لور پارہ سا ہے لور میرے یہاں ملائکہ و ملائکہ نازل ہوتے ہیں لور یہ چہ ایسا ہی ہے جیسے معاذ اللہ حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے تھے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس قاحشہ کو جو لڑکی سے سرزد ہوئی نہ صرف جائز سمجھتے ہیں بلکہ اس کو قابل تحسین قرار دیتے ہیں لور یہ بات اتنی خطرناک ہے کہ اس میں زوال ایمان کا قوی خطرہ ہے یہ ضرور ہے کہ لڑکی کی بد فعلی کا گناہ باپ پر عائد نہیں ہوتا مگر جب باپ اس بد فعلی کو جبراً سمجھ اپنی لڑکی کی کراہت تلافی تو وہ خود قاسق اور گناہ گار ہو گیا لور اس کی امامت یقیناً مکروہ تحریمی ہے لور جب کہ جماعت کا ہذا احمد امام سے اس بات پر ناراض ہے تو اس کی ناراضی درست ہے لور ناراضی جماعت کی حالت میں امام کی امامت دوسری وجہ سے بھی مکروہ تحریمی

ہوگی (۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) ختم قرآن پر اجرت لینے والے کی امامت

(۲) دم اور تعویذ کی اجرت لینا جائز ہے

(سوال) (۱) حافظ قرآن کو کسی میت کے واسطے پڑھنے کے لئے اجرت بیشتر سے ملے کر ناجائز ہے یا ناجائز ہے نماز اس حافظ کے پیچھے ہو سکتی ہے یا نہیں؟ (۲) حافظ قرآن کو شیطان یا جن یہ میت کے واسطے دم کرنا اور اس سے اجرت ملے کر لینا بیشتر سے کہ ہم اتنا لیں گے تب چلیں گے جائز ہے یا ناجائز؟ ایسے شخص کی امامت میں نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۷۳ عبدالرزاق صاحب (مطلع مید پور)

۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۵) (۱) ایصال ثواب کے لئے قرآن مجید پڑھنے کی اجرت ملے کر کے لینا ناجائز ہے۔ (۲) دم کرنے یعنی علاج کی اجرت یعنی ملے کر کرنی جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

امام سے عمامہ باندھ کر نماز پڑھانے کا مطالبہ درست نہیں

(سوال) نماز کی حالت میں دوپٹہ باندھنا افضل ہے یا ضروری ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۸۶ قاری محمد حسین صاحب مدرس فتح پوری دہلی۔ ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۶) عمامہ کے ساتھ نماز افضل ہے اور اس میں ثواب زیادہ ہے لیکن بغیر عمامہ کے نماز پڑھنا یا نماز پڑھانا بھی جائز ہے یعنی اس میں کوئی کراہت نہیں حضور ﷺ کے عمامہ باندھنے کے متعلق عادت یا عبادت کا سوال بیکار ہے کیونکہ عمامہ کی فضیلت اور زیادتی اجرت نماز مع عمامہ میں کلام نہیں ہو سکتا لوگوں کا انکار اگر اس پر ہے کہ ترک عمامہ کو تروہ سمجھتے ہیں تو غلط ہے اور اگر شخص فضیلت کے لئے ہے تو مضائقہ نہیں مگر اس کے لئے کہ ترک عمامہ پر امام کو برکت کہیں اور نہ اس کو مجبور کریں کہ ضرور عمامہ

(۱) قال فی التنبیر و شرحہ "ولو لم یقدموا وہم لہ کارہون إن الکراہۃ لفساد فیہ أو لأنہم أحسن بالإمامۃ مہ

کرہ لہ ذلک تحریراً للحدیث ابی داؤد "لا یقل" ۴ صلاۃ من تقدم قوماً وہم لہ کارہون" (باب الإمامۃ ۱ ۵۹ ط سعید)

(۲) ولا یصح الاستنجاء علی القراءة واعدانہا إلی المیت" لانه لم ینقل عن أحد من الأئمة فی ذلک وقد قال العلماء: "إن القاری إذا قرأ لأجل المال فلا ثواب لہ فی شئ یندیہ إلی المیت" (رد المحتار باب الإحارۃ الفاسدة ۵۷/۶ ط سعید)

(۳) قال النووی "قوله صلی اللہ علیہ وسلم" ۱ خذوا منہم واضربوا لی منہم معکم "هذا تصریح بجواز أخذ الأجرة عنی الرقبة بالفاتحة والدکرو أنها حلال لا کراهية فیہا" ومعها أبو حنیفۃ فی تعلیم القرآن وأجز ما فی الرقبة (شرح البدوی علی مسلم - باب حور أحد الأحرار علی الرقبة بالنقران ۳/۲۲۴ ط قدیمی کتب حدانہ)

باندھے امام کو بھی تحصیلِ فنیہ کے لئے امامہ باندھ کر نماز پڑھانے میں اعتراض نہ ہو چاہیے اور یہاں جواز کے لئے کبھی بلا امامہ نماز پڑھاوے تو قرآن کو اعتراض نہ کرنا چاہیے (۱) فقط۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

امام کی اجازت کے بغیر دوسرے شخص کو امامت کا حق نہیں

(سوال) ایک شخص بعدہ قانون گوینہ پڑا کر بدولت اجازت امام جی خود بخود بطور حکومت امامت کر رہے ہیں اور لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور کچھ نہیں پڑھتے آیا یہ شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں؟  
المستفتی نمبر ۱۲۷۷۷ بکرت علی صاحب (ریاست کپور تھلہ) ۱۶ شوال ۱۳۵۵ھ ۳۱ ستمبر ۱۹۳۶ء  
(جواب ۱۰۷) جب کسی مسجد میں امام مقرر ہو اور اس کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا امامت کرے تو اس کے لئے یہ امامت مکروہ ہے اور وہ غیر اجازت امام جی امامت کرنے میں گناہ گار ہو گا اس کے پیچھے نماز بجا بہت ہوگی (۲) فقط  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے

(سوال) کسی صاحبِ علم کو عدم باندھنے کے عوض ترکی ٹوپی پہننے کی عادت ہے اب اگر وہ صاحبِ ٹوپی کے ساتھ نماز بیکانہ میں جماعت کی امامت کریں تو اس ٹوپی سے نماز جائز ہوگی یا نہیں؟  
المستفتی نمبر ۱۲۸۳۳ محمد کھوڑو خاں صاحب ضلع دھاروڑ  
(جواب ۱۰۸) ٹوپی یا ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا یا پڑھنا جائز ہے ترکی ٹوپی پہن کر امامت کرنا مفید نماز نہیں ہے۔ (۳)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

بدعاتِ شنیعہ کے مرتکب کی امامت کا حکم

(سوال) جو شخص دائمی طور پر بدعاتِ شنیعہ کا مرتکب ہو اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟  
المستفتی نمبر ۱۲۸۳۳ محمد کھوڑو خاں صاحب۔ ضلع دھاروڑ۔ ۱۹ شوال ۱۳۵۵ھ ۳ جنوری ۱۹۳۷ء

(۱) وقد ذکرنا ان المسحوب ان يصلي في قميص وازرار وعمامة ولا يكره الا كنفه بالقلنسوة ولا عبرة لما اشتهر من العوام من كراهة ذلك الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية: كتاب الصلوٰۃ ۱/ ۱۶۹ طبع سعيد كمبني)  
(۲) واعلم ان صاحب النية ومثله ائمة المسند الموثق اولي بالامامة من غيره مطلقا الخ ولو ام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لعمد فيه او لا يعم احق مالا مامة منه كره له ذلك تحريما الخ (الدر المختار: باب الامامة ۱/ ۵۵۹ طبع سعيد كمبني)  
(۳) وقد ذكرنا ان المسحوب ان يصلي في قميص وازرار وعمامة ولا يكره الا كنفه بالقلنسوة ولا عبرة بما اشتهر بين العوام من كراهة ذلك الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية ۱/ ۱۶۹ طبع سعيد)

(جواب ۱۰۹) بدعات شیعہ کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

نیک اور صالح ولد الزنا کی امامت کا حکم

(سوال) رندزی زاوہ قرآن کا حافظ ہے ایسی صورت میں اس کے پیچھے ترویج پڑھ سکتے ہیں یا نہیں اور زاوہ ازس اس کے پیچھے بیوقوفہ نماز فرائض پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۹۱ محمد مصطفیٰ صاحب (بے پور شاہ پور) ۲۳ شوال ۱۳۵۵ھ ۷ جنوری ۱۹۳۷ء  
(جواب ۱۱۰) اگر رندزی زاوہ نیک اور صالح ہو اور اس کے اعمال و افعال میں کوئی بات قبل اعتراف نہ ہو صرف رندزی کا لڑکا ہو ناجب باعث تامل ہو تو اس کی امامت فرائض اور ترویج میں جائز ہے اور رندزی کا لڑکا ہو معتز نہیں (۱۰) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ڈاڑھی منڈانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

(سوال) جو شخص ہمیشہ کے لئے ڈاڑھی صاف کرتا رہتا ہے اور ڈاڑھی رکھتا نہیں اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۳۷۸ شیخ اعظم شیخ معظم ملا جی صاحب (مغربی خاندیش)

۷ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ المارچ ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۱) ڈاڑھی منڈانے والی کی امامت مکروہ ہے ہاں اگر سب مقتدی بھی ڈاڑھی منڈے ہوں تو ڈاڑھی منڈانے والا نہیں جانتا (۱۰) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

بدکردار امام کو معزول کرنا جائز ہے

(سوال) ایک مسجد کے امام کے متعلق بعض نمازیان مسجد کو یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ وہ اپنے شاگردوں اور بچوں سے بد اخلاقی سے پیش آتے ہیں اور وہ بد اخلاقی اس قسم کی ہے کہ جس کا اظہار ایک مسلمان کے لئے امام کے متعلق زیبا نہیں ہے اس لئے دریافت طلب امر یہ ہے کہ جو امام افعال قبیحہ کا مرتکب ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اگر امام کی بد افعالی کا ثبوت بہم پہنچ جائے تو متوہان مسجد کو امام کا علیحدہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۳۸۴ انواب حسین صاحب باغی اچھے تی۔ بازار ہندو رتھ دہلی

(۱) ویکرہ امامۃ عبد و اعرابی و فسق و متدع الح (التصویر و باب الامامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(۲) قال فی السویر " ویکرہ امامۃ عبد و ولد الزنا " الح و فی الشامیہ " لکن ما یحتہ فی المعر صرح بہ فی الاختیار حیث قال " ولو عدمت ای علتہ الکراہۃ بان کان الاعرابی الفصل من الحصری و العبد من الحر و ولد الزنا من ولد الرشدة او الاعمی من الصبر فالحکم بالصد " الح (باب الإمامة ۱/ ۵۶۰ ط سعید کمپی)

(۳) قال فی السویر " ویکرہ امامۃ عبد و عربی و فسق " الح و فی الشامیہ و اما العاسق فقد عللوا کراہۃ تقدیمہ بانہ لا ینتمی لامر دینہ و بان فی تدبیرہ للامامۃ تعظیہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً الح (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(جواب ۱۱۲) اگر امام کی یہ افعال کا ثبوت بہم پہنچ جائے تو متولی کو لازم ہے کہ ایسے امام کو امامت سے علیحدہ کر دے کیونکہ ایسے بد افعال امام کی امامت مکروہ تحریمی ہے (۱)۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ - ۸ مارچ ۱۹۳۷ء ۳ محرم ۱۳۵۶ء

جو عالم حافظ و قاری ہو وہ زیادہ حقدار ہے

(سوال ۱) (۱) زید صرف حفظ قرآن شریف و نو عمر ہے مگر مسائل سے باکل ناواقف ہے یہاں تک کہ ارکان و شرائط و مفاسدات نماز و نواقض و ضوابط کا بھی علم نہیں ہے اور بحر موعود قاری، متقی و امین و خوش الخان سن رسیدہ ہے اب شاہی مسجد کے لئے جہاں کے مقتدی علماء و صوفیہ حفاظ و عوام مسئلہ دال ہوں کس کو امام مقرر کرنا چاہیے (۲) علماء و صوفیہ حفاظ و غیر ہم کی مرزید مذکور کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟  
المستفتی نمبر ۱۵۶۵ معین الدین احمد صاحب (آرہ شاہ نواز) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۵ مئی ۱۳۷۷ء  
(جواب ۱۱۳) ظاہر ہے کہ امامت کے لئے مقرر کرنے کے لائق بحر ہے جو مولوی حافظ و قاری متقی ہے زید سے وہ اہق و اقدم ہے زید کے پیچھے نماز تو عالم حافظ و صوفی سب کی صحیح ہو جائے گی بشرطیکہ اس سے کوئی ایسی بات سرزد نہ ہو جو نماز و قیام سد مرتدیتی ہے کہ ایسی حالت میں کسی کی نماز بھی نہ ہوگی (۱)۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ -

زیادہ عمر والے متقی عالم کو امام بنانا افضل ہے

(سوال ۱) (۱) شرعی ایسی جامع مسجد کہ جس میں ہر طبقہ کے لوگ علماء کرام و صوفیاء عظام و غیرہ نماز پڑھتے ہو یا ایسی مسجد میں امام کس طرح کا مقرر کرنا چاہیے (۲) زید موعود حافظ متقی ۳۵-۳۶ برس کا بحر صرف حافظ ۱۸-۱۹ برس کا مسئل ضروریہ و ضوابط نمازات و واقف۔ ان دونوں میں از روئے شرع شریف مستحق امامت کون ہے (۳) اگر ممبران یا مصلین مسجد زید موصوف کے رہتے ہوئے بلا عذر شرعی بحر موصوف کو امام مقرر کریں تو ممبران کا یہ فعل نہ موم مکروہ ہو گیا نہیں اور ایسی صورت میں مسئل ضروریہ سے واقف بحر کے پیچھے نماز پڑھنے سے پرہیز کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۷۳ محمد عبدالحی مدخل صاحب (آگرہ) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۶ جولائی ۱۹۳۷ء  
(جواب ۱۱۴) ظاہر ہے کہ عالم متقی اور زیادہ عمر والا زیادہ مستحق ہے لیکن اگر بحر کا کوئی اور استحقاق ہے مثلاً

(۱) قال فی التوبیر " و بکرہ إمامة عدد وأعراسی و فاسل " الخ (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید) و فی الشامیة " بل مشی فی شرح المسیة أن کراهة تقدیمہ کراهة تحریم " (باب الإمامة ۱/ ۵۶۰ ط سعید)  
(۲) والأحق بالإمامة تقدیمہ بل نصب الأعلیٰ بأحكام الصلوة الخ ثم لأحسن ثلاثة و تحویلاً للقراءة ثم الأورع ای الأكثر اتقاءً للشبهات الخ (الدر المختار باب الإمامة ۱/ ۵۵۷ ط سعید)

امہ سابق کا وہ پنا ہے تو اس کو امامت کے لئے مقرر کرنا اور اس کا نائب نماز پڑھانے کے لئے متعین کر کے بحر  
کی تعمیم کا انتظام کر دینا جائز ہے، ۱ محمد کثایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

اختلاف کے وقت اکثریت رائے سے امام مقرر کیا جائے  
(سوال) (۱) مصلیوں کی رائے امام مقرر کرنے میں کس وقت لی جائے گی (۲) مسجد کے مال وقف سے  
چیش امام کے ورثہ کو وظیفہ دینا پرورش یا تعمیم کے واسطے (بوجودیکہ واقف نے وقف نامہ میں اس کا کچھ نہ لکھا  
نہ کیا ہو) جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۵۷۳ محمد مہدیا خاندان صاحب (آئروہ)

۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۶ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۵) اگر متولیوں کا اختلاف ہو تو پھر نمازیوں کی رائے سے امام مقرر کرنا منسب ہے۔ اگر  
واقف نے تصریح نہ کی ہو اور متولیان سابق کا طرز عمل بھی ثابت نہ ہو تو پرورش یا تعمیم کے لئے وظیفہ وقف  
کی آمدنی میں سے نہ دیا جائے، ۲ محمد کثایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

ڈاڑھی منڈے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

(سوال) ڈاڑھی منڈا والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلال الدین صاحب  
(ضلع حصار پنجاب) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء  
(جواب ۱۱۶) ڈاڑھی منڈا والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے (۱) محمد کثایت اللہ کان اللہ لاہ

زبردستی امام بنانا درست نہیں

(سوال) زید ایک مسجد میں امامت کرتا ہے جماعت کثیر اس کی اقتدا سے نفرت کرتی ہے مگر زید کسی  
صورت میں بھی عہدہ امامت سے معزول ہونے کو پسند نہیں کرتا بلکہ اس کا دعویٰ ہے کہ امامت و قضاء  
اس کا خاندانی پیشہ ہے وہ اپنے اس خاندانی حق سے دستبردار ہونا نہیں چاہتا، نیکہ شہر میں چند افراد کے سوا  
جماعت کثیر اس دعویٰ امامت کی سخت مخالف ہے زید نے اپنی مدد کے لئے اپنے خویش و اقارب کی ایک الگ  
جماعت بنی ہے اس لئے مسجد میں انقباض امن کا خطر پیدا ہونے کے باعث سرکار کی جانب سے تقریباً تین

(۱) والا حق بالامامة . ثم الاسن الح (ایضاً صفحہ گزشتہ حاشیہ ۲)

(۲) قل فی الدر المحذر "والجواب علی الفہم قد احتلفوا اعترافاً کثیراً" باب الإمامة ۱ ۵۵۹ ط سعید

(۳) شرط الواقف کھنڈ الشارح ای فی المفہوم والدلالة ووجوب العمل بہ (۱) الدر المحذر کتاب الوقف  
۴/۴۳ ط سعید کمپنی

(۴) فان فی سوبر "وبكره" امامة عبد واعمری وحق الح (۱) باب الإمامة ۱ ۵۵۹ ط سعید، وفان فی الدر  
المحذر "ولا یاس بشف الشب واحد" کف النجیہ ولسة فیہا القصة ولما یحرم علی الرجل قطع لحیہ  
(کتاب الحصر والإباحة فصل فی البیع ۶/۷ ط سعید)



سات ماہ سے مسجد متقل کر دی گئی ہے لہذا البور یافت طلب امر یہ ہے کہ :

(۱) کیا زید کا دعویٰ امامت حق بجانب ہے جب کہ جماعت کثیر اس کے اس دعویٰ امامت سے سخت نفرت؛  
انظار کرتی ہے (۲) کیا اسلامی شریعت کی رو سے زید کا اسی طرح اپنی خاندانی امامت و قضاء کا حق جتنا  
جائز ہے جب کہ مدعی اس کی اہلیت بھی نہ رکھتا ہو (۳) اب صورت مصدر میں اسلامی نقطہ نظر سے سرکار  
والی مسجد (جو سرکار اور مسلمانان شر کے مشترکہ سرمایہ سے تیار کی گئی ہے) کس کے حوالے کرنی چاہیے آ  
زید کے حوالے یا جماعت کے (۴) خاندانی امامت و قضاء کا دعویٰ کرنا شریعت اسلامیہ کی نظر میں کبر  
حیثیت رکھتا ہے چونکہ زید کا دعویٰ ہے کہ امامت و قضاء اس کا خاندانی حق ہے لہذا سرکار والی مسجد زید کے  
حوالے کر دی جائے؟ المفسی نمبر ۱۵۹۸ امر زاعمر علی بیک (ضلع میسور)

۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۷) امامت میں اہمیت اور لیاقت درکار ہے مگر اہلیت موجود ہو اور جماعت راضی ہو تو خاندانی  
استحقاق موجب ترجیح ہو سکتا ہے لیکن اگر اہلیت نہ ہو اور جماعت راضی نہ ہو اور ان کے راضی نہ ہونے کی وجہ  
معتقول ہو یعنی امام اہلیت نہ رکھتا ہو اور پھر زبردستی امامت کرے تو ایسے امام کے حق میں جو حدیث شریفہ  
وارد ہوئی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ لعن رسول اللہ ﷺ ثلثة رجل ام قوماً و ہم له کارهون الحدیث  
(ترمذی) یعنی رسول اللہ ﷺ نے تین شخصوں پر لعنت فرمائی ہے (ان میں ایک وہ ہے) جو کسی جماعت کا  
امام بن بیٹھے حالانکہ جماعت اس سے ناخوش ہے یہی حکم قضاء کا ہے کہ اس کے لئے بھی اہلیت شرط ہے  
پس باطل کا یہ دعویٰ کہ امامت و قضاء میرا خاندانی حق ہے باطل اور ناقابل قبول ہے (۱) محمد کفایت اللہ  
کان اللہ ولی

### چوری کی سزا کاٹنے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص حافظ ہے اور اس نے چوری کی اور سزا بھی کاٹی اور اب امامت کرنا چاہتے ہیں کیا ان کے  
بیچھے نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ المفسی عزیز احمد درس مکتب عبداللہ پور (میرٹھ)  
(جواب ۱۱۸) اس شخص کی امامت مکروہ ہے ہاں جب وہ نیک ہو جائے اور لوگوں کو اس پر اعتماد  
ہو جائے تو پھر امامت میں مضائقہ نہ ہو گا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

(۱) (باب من ام قوماً و ہم له کارهون ط سعید کمپنی)

(۲) قال فی التوبہ و شرحہ "ولو ام قوماً و ہم له کارهون ان الکراهة لفساد فيه او لانهم احق بالامامة منه کره  
له ذلک لحریماً لحدیث ابی داؤد " لا یقبل الله صلوة من تقدم قوماً و هم له کارهون" (باب الإمامة ۵۵۹/۱ ط  
سعید)

(۳) قال فی التوبہ "وبکره امامة عبد وأعرابی و فاسق" (باب الإمامة ۵۵۹/۱ ط سعید) النائب من  
الذنب کمن لا ذنب له (ابن ماجہ) باب ذکر التوبة ۳۱۲۰ قدیمی مکتب حاتم کراچی

## تہیزے کی امامت کا حکم

سوال (۱۱۹) تہیزا تہیزوں کی امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی مولوی محمد رفیع صاحب دہلوی  
جواب (۱۱۹) تہیزا تہیزوں کی امامت کر سکتا ہے تہیزوں کی جماعت تہیزے کے پیچھے ہو جائے گی  
محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

## عتی کی امامت مکروہ ہے

سوال (۱۲۰) بدعتی امام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

مستفتی نمبر ۱۲۵ ملک محمد امین صاحب (چاندھر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء  
جواب (۱۲۰) بدعتی امام کی امامت مکروہ ہے۔ ویکروہ امامۃ عبد و اعرابی و فاسق و اعمی الا ان  
کون اعلم القوم و مبتدع ای صاحب بدعة (در مختار ۱۰۸) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

## مرد کی امامت جائز ہے

سوال (۱۲۱) ایک شخص فطرتی، مرد ہو یعنی قوت مردی سے فطرۃً محروم ہو نیز اس کے چلنے اٹھنے بیٹھنے پونے  
بھی عورتوں سے مشابہت ہو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز کی اقتدا صحیح ہوگی اور کیا ایسے شخص کو امام بنانا  
صحیح ہوگا۔ المستفتی قاضی عبدالحمید صاحب امام مسجد جامع کرلا (بمبئی)

جواب (۱۲۱) عین کا نکاح صحیح ہو جاتا ہے خواہ بارز او عین ہو جب کہ مرد کے اعضاء موجود ہوں اور  
نورت کے اعضاء نہ ہوں (جیسے کہ خضنی میں دونوں اعضاء ہوتے ہیں) تو وہ مرد ہے اور اس کا نکاح صحیح ہے  
رکات اور یوں چال میں عورتوں کی مشابہت ہو تو یہ بات صحت نکاح کے لئے مانع نہیں ہے ایسے شخص کی  
امت بھی درست ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

(۱) مسجد کو دھرم شلہ اور امام کو چندت کسنے والے کی امامت کا حکم

(۲) غیر محرم کنواری لڑکی رکھنے والے کی امامت

(۳) بلا وجہ امام کو گالیاں دینے والے فاسق ہیں

سوال (۱) ایک شرعی احکام کی پابند مسجد جس میں کوئی بھی کام خلاف شریعت نہ ہوتا ہو اور امام مسجد جو کہ

(۱) و قد صرح فی القنیۃ " بان القداء الحسنی مطلقہ فیہ روایتان وإن رواية الجوار استحساناً لا یقاس " و یلزم من  
روایۃ الجواز لا یفسد صلواتہ بمعاداتہ مثله الخ (رد المحتار باب الإمامۃ ۱ ۵۷۲ ط سعید)

(۲) باب الإمامۃ ۱ ۵۵۹ ط سعید

(۳) عین ہو نہ امامت پر کوئی اثر نہیں پڑتا یہ کوئی ظاہری اور نمایاں عیب نہیں جبراً عیث کرابت ہو (فتاوی دار العلوم دیوبند  
۱ ۵۶ ط مکتبہ امدادیہ ملتان)

اہل سنت والجماعت حنفی المذہب شرعی امور کا پیندہ ہو کوئی شخص جو دوسری مسجد کا امام ہے اس مسجد کو دھرم شہ اور امام مسجد کو پنڈت کے لقب سے تشبیہ دیتا ہے تو اس کے لئے شریعت کیا حکم دیتی ہے کیا وہ امام مسجد رہنے کے قابل ہے اور اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا جہنم اس کے پیچھے پڑھنا جائز ہے یا نہیں نیز اگر مقتدی سے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(۲) ایک شخص کسی غیر قومی سولاری جون لڑکی کو جس کا والد انتقام کر چکا ہو اپنی زبان سے بیٹی کہے کہ تو میری فلاں بیٹی کی مانند ہے میری نظروں میں جتنی توبہ دیکھی وہ بعد میں اسے گھلا کر اس سے نہا کرے اور جب اس کا حمل ظاہر ہو تو اسے بذریعہ دایہ نکلو آرزو نہ دفن کر دے یہ بات عام لوگوں پر ظاہر ہو تو شرعہ دیکھ کے لئے اس لڑکی کو گھر سے نکال دے اس شخص مقتدی کے لئے کیا حکم ہے اگر امام مسجد اس کام کا خوشمر ہو تو اسکے لئے کیا حکم ہے دونوں کے ساتھ برہنہ کرے اور نماز پڑھنے یا نماز میں کھڑے ہونے کے بارے میں شریعت کیا حکم دیتی ہے؟

(۳) ان مقتدیوں کے لئے کیا حکم ہے جو پانچوں وقت ایک امام مسجد کے پیچھے نماز پڑھیں اور اعلیٰ اعلیٰ عہدے ہونے کے باعث امام مسجد کو خلیفہ یا گدھے سے تشبیہ دیں کیا ان کی نماز اس امام مسجد کے پیچھے ہو سکتی ہے اگر نہیں ہو سکتی تو کسے طور پر تحریر فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۱۸۳۳ محمد رفیع ماہ مسجد تحصیل پنڈی گھیب (ضلع انک)

۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۲۶) (۱) کسی مسجد کو دھرم شالہ اور امام مسجد کو پنڈت کہنا کذب اور موجب تعزیر ہے اور ایسا کرنے والا فسق اور مستحق تعزیر ہے اگر کہنے والا امام ہے تو جب تک وہ توبہ نہ کرے اور جس کو پنڈت کہنا ہے اس سے معافی نہ ملے اس کی لامت مکرر ہے۔

(۲) اگر یہ حرکت واقعی ہو تو دونوں سے لور شہوت ہو جائے اور نہ لور لور لور ہو تو یہ فاسق ہے اس کی لامت مکرر ہے اور جب تک توبہ نہ کرے اس کو لور مہیا جائے لور نہ اس سے تعلقات اسلامیاہ رکتے جائیں اور امام نہیں رہے تو اس سے بھی اجزائیات قطع کر دیئے جائیں تاوقتیکہ توبہ نہ کرے اس سے تعلقات قائم نہ رکھے جائیں۔

(۳) امام خلیفہ نہ لور نہ امام المسلمہ فسوق میں داخل ہے اور ان کو فسق ثابت کرنے پر حرمت کافی ہے اور محض حدیث غایبہ کرنا جو ان کی مسلمانوں کے حق میں بھی نہیں کہتے ہیں۔

(۱) "ساب المسلمہ فسوق و فساد کفر" صحیح مسلم باب قول النبی ﷺ "ساب المسلمہ فسوق و فساد کفر"

۵۸۱ ط قدسی کتب حدیث کبر ج ۱

(۲) قال فی التوبہ "و یکرہ اذیۃ عہد و عہد و فاسد الخ" باب الامامة ۵۵۹. ۱ ط سعد کسی الثابت من

الفسق کف لا ذنب له (ابن ماجہ) باب ذکر التوبۃ ۳۹۳ ط قدسی کتب حدیث کبر ج ۱

اشد درجہ کافق ہے مگر ان لوگوں کی نماز اس لام کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

شراب پینے اور خشکی ڈال دینے والے کی امامت  
(سوال) ایک شخص ہمیشہ شراب پیتا ہے اور اس کی ڈال دینے والے کی امامت ہے اور فقہ مچانے والا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھتی جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۰۶ شیخ سکندر صاحب نائب کو توال

۱۷ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۳) شراب پینے والے اور ڈال دینے والے کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے کسی نیک شخص کو امام بنانا جائز ہے۔ فقط ۱۰۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

میت کو غسل دینے والے کی امامت

(سوال) امام مسجد مردہ کو غسل فی سبیل اللہ دیوے اجرت نہ دیوے تو نماز امام کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟  
المستفتی نمبر ۱۹۱۱ محمد بن ابی صاب امام مسجد بخارا (بہلولپور)

۱۷ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۴) جو امام کہ بلا اجرت میت کو غسل دیتا ہے اس کی امامت جائز ہے (۱۰)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

سودی کاروباری کرنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

(سوال) ایک شخص حافظ ہے اور وہ بیاج یعنی سود وغیرہ کا کاروبار کرتا ہے اور مسجد میں کھڑے ہو کر قرآن شریف سنتا ہے کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز تراویح جائز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۵۳ عبید اللہ صراف (فیروزپور شیخ) ۲۳ شعبان ۱۳۵۶ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۵) سود کا کاروبار کرنے والوں کے پیچھے نماز تراویح وغیرہ تو ہو جائے گی لیکن مکروہ ہوگی لہذا اس کے پیچھے قرآن شریف سننے سے نہ سنا بہرہ و افضل ہے ہاں اگر سود کے لین دین سے توبہ کر لے گا تو اس کے پیچھے غیر کراہت کے نماز پڑھنی جائز ہو جائے گی (۱۰) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

۱، وکذا مکروہ حلف امر در مسند و مقلوح و امر ص شاع بر حہ و شارب الخمر الخ (الدر المختار) باب الإمامة ۶۶۲ ط سعید

۲، والأفضل أن يغسل الميت محضاً فان اتعق العاقل الآخر حرر ان كان ثمة غيره والا لا الخ (الدر المختار) باب صلاة الجنازة ۱۹۹ ط سعید

۳، وکذا مکروہ حلف امر و کل امر باعبر الخ (الدر المختار) باب الإمامة ۱۹۹ ط سعید (عن عبد اللہ بن مسعود قال " قال رسول الله ﷺ " المائب من الميت كمن لا ذنب له " (ابن حبان) باب ذکر النوبة ۳۱۳ ط هندی کتب حبانہ کبریٰ)

جس کی بیوی کسی اور کے پاس گئی اس کی امامت

(سوال) ایک لام ہے اس کی بیوی اپنے باپ کے یہاں گئی تھی باپ کے گھر سے کسی دوسرے آدمی کے ساتھ چلی گئی دو ماہ تک اس انتہی آدمی کے پاس رہی اب وہ عورت مذکورہ اپنے باپ کی کوشش سے لام صاحب کے یہاں واپس آگئی اب جناب کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ اس لام صاحب کے پیچھے قوم کی نماز درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۸۸ مولوی محمد سعید صاحب (مطلع روہنگ)

پیر رمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۲۶) ہاں لام کی اس میں خطائیں اس کی امامت ناجائز نہیں ہوئی (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

(۱) بہ چلن بیوی رکھنے والے کی امامت

(۲) ولد الزنا کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) ایک شخص ہے اور اس کی زوجہ بدروش ہے اور ایک دوسرے مرد سے جو اہل ہندو ہے اس کا تحقق ہو گیا ہے اور اس سے فعل بد سرزد ہوتا ہے اور اس فعل سے اس کا خاندان آگاہ ہے یا اگر اس کا خاندان ناواقفیت رکھتا ہے دوسرے لوگ اس کے فعل سے آگاہ ہیں تو ایسی حالت میں اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) حرامی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۶۸۶ بہار خان صاحب

پیر رمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۲۷) خاندان اس شخص بد سے آگاہ ہو اور عورت کو روکے نہیں تو وہ قابل گرفت ہو گا اور اس کی امامت مکروہ ہوگی ورنہ نہیں (۱) (۲) اگر وہ پڑھا لکھا اور جماعت میں سب سے بہتر اعمال اور علم رکھتا ہو تو اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

نیک اور صالح ولد الزنا کی اقتداء کا حکم

(سوال) ایک حافظ صاحب ہیں جو خوش احسان صوم و صلوة کے پابند اور خلیق بھی ہیں قرآن شریف خوب یاد ہے لیکن ولد زنا ہیں یعنی آپکے سوائے کے لڑکے ہیں کیا ان کو امام بنایا جاسکتا ہے اور ان کے پیچھے نماز

۱) بلا تفرق و ازدر و آخری الآية (سورة فاطر آیت ۱۸)

۲) قال فی تصویر بکرة امامة عند الأعرابي وفسق الحج وفي الشامية من مشي في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحریم باب الإمامة ۱ ۵۵۹ ۵۶۰ ط سعید

۳) فی تصویر بکرة امامة عند وولد الزنا الحج ولو عدت أي علة الكراهة بأن كان الأعرابي الفصل من الحصري والعبد من الحر وولد الرب من ولد الرشد والأعمى من البصير فالحكم بالصد (رد المحتار باب الإمامة ۵۶۰: ۱ ط سعید)

فرض اور ترویج پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۹۳ محمد حسین حبیب کو فروش (سئنا)

۲ رمضان ۱۳۵۶ھ ۷ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۸) اگر یہ حافظ صاحب صالح اور نیک اور معاشرت کے لحاظ سے محفوظ ہیں تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے ولد الزنا ہونا ایسی صورت میں موجب کراہت نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

امام کی اجازت کے بغیر نماز نہیں پڑھانی چاہیے

(سوال) جس مسجد میں امام مقرر ہے اس میں بلا اجازت امام مقررہ کے اگر کسی شخص نے موجودگی امام مقررہ نماز پڑھانی امام مقررہ مقتدی ہو تو نماز کل جماعت کی ہوئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۱۵ ظفر یار خاں صاحب (بردوی) ۱۰ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۵ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۹) نماز تو ہو گئی مگر امام معین سے اجازت لئے بغیر نماز پڑھانا نہیں چاہیے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مسائل سے ناواقف اور جھوٹ بولنے والے حافظ کی امامت کا حکم

(سوال) زید ایک مسجد کا امام ہے اور حافظ ہے لیکن نماز کے مسائل ضروریہ سے اچھی طرح واقف نہیں ہے جھوٹ بولنے سے پرہیز نہیں آمدنی میں حلال و حرام جائز و ناجائز کا خیال نہیں ایسے شخص کو امام مقرر کرنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۲۹ شیخ حاجی میٹو محمد مصطفیٰ سلطانپور (کودھ) ۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۰) دوسرا اچھا نام جو مسائل سے واقف ہو اور متقی پرہیزگار ہو پیدا کر کے اس کو مقرر کرنا

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

چاہیے (۲)

فاسق کی تعریف اور اس کی امامت کا حکم

(سوال) اگر کوئی شخص بلا وجود عقیدہ صحیح رکھنے کے تارک ارکان اسلام ہو تو سیدوئے شریعت اس کو کافر فاسق 'فاجر' یا منافق کہنا صحیح ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو جو شخص ایسے آدمی کو کافر کے تو عند الشرع اس کے لئے کیا حکم ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۱) ولو عدلت ای عذت الکراہة ..... ۵ المختار باب الإمامة ۱/۶ ط سعید

(۲) واعلم ان صاحب الیت و منته امام المسجد الراتب اولی مالاً معة من غیره مطلقاً الخ (الدر المختار) باب

الإمامة ۵۵۹/۱ ط سعید

(۳) قال فی التوبیر "وبكره ائمة عدو اعرابي و فسق الخ" باب الإمامة ۱/۶ ۵۵۹ ط سعید

المستفتی نمبر ۲۰۴۳: مظفر خاں صاحب (لاہور) ۱۳ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۸ نومبر ۱۹۳۷ء  
(جواب ۱۳۱) اگر عقیدہ صحیح ہو مگر ان سلام مثلاً نماز روزہ وغیرہ فرائض کا تارک ہو یا محرمات مثلاً  
شراب نوشی ثبوت کذب وغیرہ کا رتبہ، واس کو اصطلاح میں فاسق کہا جاتا ہے کافر کہنا تو درست نہیں  
تو ایسے شخص کو فاسق کہنا صحیح ہے، محمد کفایت اللہ کا لفظ "وہابی" صحیح ہے

(۱) دورانِ تقریر امام کا منبر پر گالیاں نہ لگانا

(۲) بلا وجہ امام کی مخالفت نہ کی جائے

(۳) اگر کام شریعہ سے باوقف کے فیصلے کا حکم

(۴) ترویج پر حائلوں کی دودھ سے خدمت

(سوال ۱) ایک شخص شہید محمد زہود عربی کو روانی سے بھی نہیں پڑھ سکتا صرف دعو عربی سے چند حدیث  
و قرآن کے معنی سے بیگانہ جمع کے روز قرآن شریف سورہ بعد رکوع آخر آیت شریفہ یا ایہا المدین آمنو  
اذا نودی للصلوٰۃ سے شروع کر کے تعلمون تک پڑھنے کے بعد منبر شریف پر وعظ فرمانے لگے تو  
پنجابی و بھٹیوں کے حسب روئے کچھ گالیاں بھی استدلال نہیں مثلاً ہم پنجابی (گالی) لوگ حقہ نوشی میں  
مصروف رہتے ہیں (۲) جو شخص امام مسجد کا قلبی طور پر تو مقلد نہ ہو مگر ظاہر داری کے طور پر اس کے پیچھے  
نماز لو کرے اور جب موقع ملے تب ہی فساد برپا کر دے اور بلا وجہ چھیڑ چھاؤ شروع کر دے تو کیا ایسے  
شخص کی نماز امام کے پیچھے جائز ہے (۳) جو شخص قانون شریعت سے قطعی باوقف اور قانون رائج الوقت  
سے بھی قطعی واقفیت نہ رکھتا ہو تو اگر وہ فرقانِ تمیذ کا یہ حلف اٹھا کر اقرار کرے کہ میں پنجابیت میں بیٹھ کر  
انصاف کروں گا تو ایسے شخص کے واسطے یہ حکم ہے (۴) موجودہ رمضان المبارک کی ایک رات کا واقعہ ہے کہ  
بعد ختم نماز مشہور امام مسجد نے کہا کہ مجھے کچھ تکلیف ہے کہ وہی سنی نمازی میرے واسطے پچھلے سال کی  
طرح سے کا انتظام کریں تو ان کی مدد بلی ہے مقتدی رضامند ہو گئے مگر شاہ محمد نامی ایک شخص نے کہا کہ تم  
آج کو بیٹھ ہو مگر میں امام صاحب نے شاہ محمد کی منّت مآذت کی عمر وہ چارہا، مگر کتنا رہا اور امام صاحب کے  
وہاں نہ رہے تو وہاں عمر نہ رہا، یہ نمازیوں نے سنا تو قہر کی تصدیق کی ہے اس بارے میں شاہ محمد کا ایسا کرنا کیا  
حکم رکھتا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۰۴۳: علامہ عباس حسین صاحب (ضلع دودھیانہ)

۱۳ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۸ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۲) (۱) ایسے باوقف رہنے علم شخص کو وعظ کرنا نہیں چاہیے اور منبر پر گالیاں زبان سے نہ لگانا

(۱) ہونا گھبراہٹ، محاسبہ، ایسا کہ سلام علیہ الخ (۱) لفظ لمصدر کتاب الصلاة ۳۵۲ طبع سعید، وفي التسمية  
والفاسق من فعل کسرہ او صرعی صغیر کتاب التہذیب ۸۳ طبع سعید، وفي قواعد الفقه من یر نک  
الکفار و یتبر علی الضعاف ص ۱۰۵ طبع دہلہ

حرام ہے (۱) (۲) نماز تو ہو جائے گی مگر امام سے جھگڑا فساد کرنا جائز ہے (۳) اس پر اعتقاد اور بھروسہ ہو تو خیر وہ احکام شریعت معصوم کر کے اس کے موافق انصاف کر سکتا ہے (۴) اس معاملے میں اگر یہ بیان صحیح ہو تو شرع محمد کی زیادتی ہے اور اگر امام کی لوگ دودھ سے تواضع کر دیں تو یہ آیت چٹنا نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لا دہلی

### آدھی آستین والی قمیض میں نماز کا حکم

(سوال) ایک شخص جس کی مامت کو جو عت پسند کرتی ہے اور جس کی اجازت کئی بار کر چکی ہے اگر سر پر ٹوپی اور آدھی آستین کی شرت پہن کر خطبہ جمعہ پڑھانے تو درست ہے یا تا درست جائز ہے یا ناجائز (۲) اگر نماز پڑھانے کو تکیہ حکم ہے (۳) یہ پوری آستین کی شرت آدھی آستین کی شرت پر کچھ فوقیت رکھتی ہے یا دونوں برابر ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۰۵۵۵ بنی عبدالمطین صاحب (کھنن دیت)

۱۵ رمضان ۱۴۳۶ھ ۲۰ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۳۳) سر پر ٹوپی رکھنے تو موجب کراہت نہیں مگر آدھی آستین کی قمیض پہن کر خطبہ پڑھنا نماز پڑھانا مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ یہ وضع مسلمان کی عبادت کی وضع نہیں ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لا دہلی

### تختواوار امام کے پیچھے نماز جائز ہے

(سوال) (۱) قصبہ فلپائن میں مدرسہ اشاعت العلوم عرصہ ۲۰-۲۲ سال سے جاری ہے اور طلبائے عربی تعلیم پات ہیں طلباء کی تعلیم کے لئے ایک مولوی صاحب تخریج ۲۰ روپے ماہوار اور دوسرے قاری صاحب جو حافظ بھی ہیں تخریج ۲۰ روپے ماہوار در تیسرے حافظ صاحب تخریج پندرہ روپے ماہوار ملازم ہیں بیشہ رمضان المبارک میں یہ صاحب قرائن مجید ترویج میں سناتے ہیں اور اٹل محنت چندہ پائثر آدمی وصول کر کے اجرت دیتے ہیں شرعاً چندہ دینا بالافتیض کو اور اجرت دینا بالاجازت صحابوں کو جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر مسجدوں میں امام مقرر ہیں ایک مسجد میں امام صاحب تخریج شہو مقرر ہیں اور وہی مدرسہ میں پندرہ روپے ایسا ملازم ہیں اور پانچ روپے ماہوار مدرسہ سے ۱۰۰ روپے ماہوار اٹل محنت دیتے ہیں ان کو بھی چندہ موجب فقرہ نمبر ادا کیا جاتا ہے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

۱. اسات المسلمہ فسوق وفالہ کھرو مسعود ۵۸۱ طالعیمی کتب حدیث کراچی  
۲. نو صلی زلع کھرو بی سیرفلس کھرو کدافی فتاوی قاضی حوال (علمکرمیة الفصل الثانی فیما یکرہ فی حدیثہ وما لا یکرہ ۱۰۶۱ طالع حدیث کرمیہ) فی السور و شرحہ "کرمیہ کھرو ای دفعہ ولولہ لکرام کھرو کرمیہ  
۳. (باب ما یکرہ فی حدیثہ) ۶۱۰ طالع حدیث کرمیہ



(۲) ایک مسجد میں امام صاحب عبد الرحیم شاہ مقرر ہیں ان کو اہل محلہ تین روپے ماہوار دیتے ہیں اور وہ بازم نہیں ہیں ایک اور دوکان ساطحہ وغیرہ کی ہے اس میں ان کا بھی حصہ حق یعنی چارم حصہ ہے ان کو بھی فقرہ نمبر ۱ کے بموجب دینا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۶۰ سر بلند خاں کلیمان (ریاست جند) ۶ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۱ نومبر ۱۹۳۷ء (جواب ۱۳۴) امامت کی تنخواہ لینا جائز ہے مگر ترویج میں قرآن مجید سنانے کی اجرت لینا جائز نہیں ہے اگر امام مطلب نہ کرے اور لوگ خود کچھ رقم جمع کر کے اسے دیں تو یہ مباح ہے بشرطیکہ اس کی طرف سے مطالبہ نہ ہو خواہش نہ ہو اور نہ ملے تو راضی بھی نہ ہو (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدی

### غلط افعال والے کی امامت

(سوال ۱) ایک امام مسجد انعام کراتا ہے اور اس کو اس کی عادت ہے جو لوگ اس کے ساتھ انعام کرتے ہیں وہ مسجد کے اندر شہادت دیتے ہیں کہ ہم نے یہ فعل اس امام کے ساتھ کیا امام وہاں کے لوگوں کے کہنے کی وجہ سے توبہ کر لیتا ہے اور مسجد میں اقرار کرتا ہے کہ اب ایسا فعل نہیں کر لوں گا مگر پھر اس کے بعد بھی وہ اس فعل کو کرتا ہے تو اس صورت میں اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اور اگر توبہ کے بعد اس نے یہ فعل نہیں کر لیا مگر لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے کراہت کرتے ہیں اور شک ہے کہ اس نے توبہ توڑ دی تو پھر شرع کا حکم کیا ہے؟

(۳) اور اگر توبہ کے بعد لوگوں کو شک نہ ہو اور اس شخص کی وجہ سے لوگوں نے نہیں پڑھی یعنی ایک جماعت اس کے پیچھے نماز پڑھتی ہے ایک نہیں پڑھتی بلکہ دوسری جماعت اسی وقت دوسرا امام ملاتی ہے ایک مسجد میں ایک ہی وقت میں دو امام نماز پڑھاتے ہیں پہلی محراب میں پہلا امام اور دوسری محراب میں دوسرا امام فساد کی چیز ہے یہ امام ہے تو اس صورت میں کون سی جماعت کی نماز ہوتی ہے امام سے کہا جاتا ہے کہ تم چلے جاؤ اس وجہ سے کہ تمہاری وجہ سے فساد ہو رہا ہے مگر وہ نہیں جاتا تو اس صورت میں بھی نماز جائز ہے یا نہیں اور امام کا جو حق ہے وہ بھی اس کو دینا چاہیے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۷۱ ضامن حسین صاحب بیت الاسلام دیوبند (سہارنپور)

۲۴ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۵) اگر امام نے خود اس فعل قبیح کے ارتکاب کا اقرار کیا ہے اور اس کے اس فعل قبیح سے لوگ متنفر ہو گئے ہیں تو ان کا تنفر ہے یا نہیں ہے اور جب تک وہ طرز عمل سے اپنی پوری صلاحیت اور نیک اعمال کا ثبوت نہ دے اور لوگ مطمئن نہ ہو جائیں تو ان کو اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں معذور سمجھنا چاہیے اور

اس امام کی حمایت میں جو لوگ اصرار کریں اور دو جماعتیں مسجد میں قائم کر لیں وہ گناہ گار ہوں گے یہ واضح رہے کہ اقدام کرنے والوں کی شہادت بالکل ساقط الا اعتبار ہے امام کے اقرار کی صورت میں یہ حکم ہے جو تحریر کیا گیا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

ترتو تیح پڑھانے والے کو روپے اور کپڑے دینا

(سوال) ایک حافظ مسجد کی ہجگانہ نماز پڑھتے ہیں اور رمضان المبارک میں قرآن مجید بھی سناتے ہیں مازم مسجد بھی ہیں ان کو متولیاں رمضان المبارک میں بطور نذرانہ نقد روپیہ بھی اور پارچہ وغیرہ بھی دیتے ہیں اور یہ روپیہ اور پارچہ کی قیمت مسجد کا روپیہ ہے ایسی صورت میں مسجد کے روپے سے دینا درست ہے کہ نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۰۳۷ فتویٰ محمد عبدالغفور صاحب (علی گڑھ) ۲۴ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء (جواب ۱۳۶) اگر یہ رقم اور کپڑے پہلے سے ان کے لئے معین کئے ہوئے ہیں تو مسجد کی رقم سے دینا بطور ایک معین شدہ تنخواہ یا معاوضہ کے جائز ہے اور اگر معین کی ہوئی نہیں ہے تو جہاں تک عرف کا تعلق ہے اس حد تک جائز ہے۔ لان المعروف كالمشروط لیکن یہ نذرانہ صرف قرآن مجید سناتے کانہ ہو بلکہ سالانہ خدمت مسجد انجام دینے کا ہوا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

(۱) امام حافظ نہ ہو تو ترتو تیح کے لئے حافظ کو مقرر کیا جائے

(۲) صحیح کی موجودگی میں ناپینا کی امامت

(سوال) (۱) ایک شخص قرآن مجید متواتر کئی سال سے ایک مسجد میں امام مسجد کی اور مسلمانوں کی مرضی سے رمضان شریف میں قرآن شریف سناتا رہتا ہے اور امام مسجد اس کو اپنی غیر حاضری میں لوگوں کا نائب امام مقرر کر رہا رہتا ہے لیکن اب امام مذکور لوگوں سے یہ کہتا ہے کہ میں اس حافظ کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ قرآن مجید سنائے اور امام مذکور اس میں کوئی شرعی نقص بھی نہیں بتاتا کیہ جمہور مسلمان اس حافظ کا رمضان شریف میں قرآن سن سکتے ہیں یا نہیں جب کہ وتر اور فرض خود امام پڑھائے گا۔

(۲) امام کہتا ہے کہ لوگ میری اجازت کے بغیر حافظ مذکور کو اپنا امام ترتو تیح میں مقرر نہیں کر سکتے ہیں کیا لوگ اس کو اپنا امام ترتو تیح میں مقرر کر سکتے ہیں جب کہ امام مذکور کو شرعاً اس حافظ پر کوئی اعتراض نہیں (۳) اگر نابینا حافظ قرآن مجید ماہ رمضان میں حیثیت امام ترتو تیح سنائے اس حالت میں جب کہ آنکھوں والے حافظ قرآن موجود ہیں جن میں کوئی شرعی نقص نہ ہو تو مذکورہ ہوگی یا نہیں؟

(۱) ویکرہ: إمامة عبد واعرابی و فسق الح (انتور) و فی الشامية "وأما الناس فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر فيه وبأن في تقديمه لإمامة عظيمة وقد رجب عليهم اهتاه شرعاً باب الإمامة ۶۰۱ ط سعید  
(۲) و بقى اليوم مصححتها ليعلم القراء والعلم والإمامة والأذان الح (الدر المختار كتاب الإجازة مطلب في الاستئذان على الطاعات" ۵۵۶ ط سعید

المستفتی نمبر ۷۸۷۰ محمد شریف رکنیہ، نیشنل پور (انک) ۲۳ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء  
(جواب ۱۳۷) (۱) و (۲) اہل امام خود حافظ نہیں ہے تو مسلمان نمازیان مسجد کو حق ہے کہ جس حافظ کو پسند کریں اس کو تلاوت میں قرآن مجید سنانے کے لئے مقرر کر لیں امام مسجد کی اجازت ضروری نہیں اور جب کہ حافظ صاحب کے اندر کوئی شرعی نقص بھی نہیں ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ امام صاحب ان کو قرآن سنانے سے روکیں... (۳) محض ناپائیدار ہونے کی وجہ سے تو نماز مکروہ نہ ہوگی ہاں اگر ناپائیدار کے اندر بے احتیاطی اور کوئی شرعی قصور موجود ہو تو بے شک دوسرے حافظ اہل امام ہوں گے (۴)  
محمد کفایت اللہ کلان اللہ رزوقہ

کم علم اور متکبر امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے

(سوال) جامع قدیم کے امام صاحب جو جمعہ و عیدین کے بھی امام ہیں جو حفظ قرآن کریم کے ساتھ چند اردو کتابیں بھی پڑھے ہوئے ہیں جبکہ برادر شریعت آشنا پبلک کو متواتر پچھلے درجے روحانی خدمات پہنچا رہے ہیں اور متعدد مرتبہ جسمانی بھی مکر شریعت آشنا پبلک نے ہمیشہ ان کی تفصیلات پر پردہ ڈال کر ان کو متعدد مرتبہ معذرت دیکر ان کے لب و احترام کو خیال رکھا ہے لیکن اب جب کہ امام صاحب کی ذات گرامی سے بے استہزاء اسلام و استخفاف و تحقیر مسلک شریعت آئے لگی تو ہم مجبور ہو کر امام صاحب کے رویہ کو جو مقتدیوں کے ساتھ ہے نیز اس کے الفاظ و اظہار عامۃ المسلمین نقل کرتے ہیں امید ہے کہ حضرات مدائے کرام و مفتی صاحب جمعیت ہمارے ہند مولانا حسین احمد صاحب خصوصاً اپنے قیمتی و بے بہا احکام شریعت مقدسہ کی رو سے ہم مصلحت کی ہدایت فرمائیں گے کیونکہ بڑا ہوا شخص کی نمازوں کا سوال ہے  
(امام صاحب موصوف کا مقتدیوں کے ساتھ رویہ)

(۱) سال گزشتہ یعنی رمضان المبارک ۱۹۳۵ء ایک حافظ صاحب محراب بنا رہے تھے جس کے امام صاحب مذکورہ بالا سامع تھے حافظ صاحب کو سو قشالہ ہوا امام صاحب نے دو دفعہ لقمہ دیا پھر اسی جگہ قشالہ ہوا تو تیسری مرتبہ امام صاحب نے حافظ صاحب کو حقارت کی نظر سے نہ صرف جھڑکا بلکہ اپنے جنوں یا تکبر کو کام میں لاکر مسجد کا احترام نہ نظر نہ رکھتے ہوئے مغفط لفاظی کے ساتھ محراب سے جبراً اٹھا دیا اور آپ مصیبت پر جھکے ہوئے اور شروع سے قرآن شروع کیا حالانکہ چونیس پارے ہو چکے تھے۔

(۲) امام صاحب نے مقتدیوں کو اس درجہ ذلیل و خوار سمجھ رکھا ہے کہ مقتدیوں کا بات کرنا بھی امام صاحب کی بے عزتی کا باعث ہے نیز اگر کوئی مقتدی مولانا زوالدار ذی وجاہت مر جائے تو اس کے جنازے کی

(۱) قال فی التوسیر و شرحہ "اول العجز الی القوم فان احتلقوا اعتبروا اکثرهم الخ (ریات الإمامۃ ۵۵۸/۶ ط سعید)

(۲) قال فی التوسیر و شرحہ "وبکرہ امامۃ عند واعی الا ان یکون ای غیر الفاسق اعلم القوم فہو اولی (ریات الإمامۃ ۵۵۸/۶ ط سعید)

نماز کو خود پڑھانا اس کے کوٹھی جھٹکے پر چار میادت بھی کرتے ہیں مگر ایک لوسطورہ کا مقتدی اگر عالم دین بھی ہو تو پروا نہیں نماز جنازہ نایب یا کوئی اور پڑھاتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ اسی کا نام ہے۔

(۳) امام صاحب نے ایک دن مقتدیان سے صبح کی نماز کے بعد فرمایا: گو! مجھ سے مصافحہ کرو میں نے تم کو مسجد قبائلیہ میں حیثیت امام پڑھائی ہے اور ایک دن فرمایا کہ جناب رسول کریم ﷺ مسجد میں جسم تشریف لائے تھے مسجد کے چاروں طرف پھر کر لو مجھے دیکھ کر وہاں چلے گئے تم مجھ سے مصافحہ کرو۔

(۴) ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ کو امام صاحب کو سورہ نمل میں آیت یحییٰ فی الاسواق پر قتلہ لگا چھپے جو سامع تھا اس نے جیسے یحییٰ فی الاسواق کے یحییٰ فی الاسواق بتلایا سلام کے بعد جب امام صاحب حاضریہ سس ایوں وضو کرنے چلے گئے تو نائب مؤذن نے کہا اس شخص کو جس نے لقمہ دیا تھا کہ یہ دریا ہے ذرا سوچ سمجھ کر لقمہ دیا کرو اس پر مقتدی ایک عالم نے (جو باقاعدہ مدرسہ عربیہ امروہہ کا فارغ التحصیل اور سند یافتہ و استرند مولوی ہے) فرمایا کہ یہ شرعاً کوئی اعتراض نہیں کبھی سامع کو بھی لقمہ دیتے وقت قتلہ لگتا ہے اس پر چند آدمیوں نے کہا کہ مولوی صاحب حافظہ یعنی امام صاحب سے دریافت کیا جائے کہ کیا سامع کا لقمہ دینا ان کو ناگوار معلوم ہوتا ہے چونکہ سورہ رعتیں ہو چکی تھیں اس لئے اس دن دریافت کرنا مناسب معلوم نہ ہوا دوسرے دن امام صاحب کو ایک روکھ میں تین مرتبہ قتلہ ہوا اور مقتدی نے گزشتہ شب کے غصہ کی بنا پر لقمہ نہ دیا تو امام صاحب نے سلام کے بعد قرآن کو خود دیکھا پھر فوراً نیت باندھ لی جب یہ نماز تمام ہو چکی تو امام صاحب نے امام صاحب سے کہا کہ کیا آپ کو مقتدی حافظہ کا لقمہ دینا ناگوار گزرتا ہے امام صاحب نے نہایت کرحشت آواز سے جواب دیا ہاں سخت ناگوار گزرتا ہے مولوی صاحب نے پوچھا کیا؟ امام صاحب نے جواب دیا میری مرضی اس کے بعد چہ میگوئیاں ہوتی رہیں اور معلوم ہوا کہ امام صاحب نے مؤذن مسجد کو کہہ دیا کہ کوئی شخص مجھ کو لقمہ نہ دے اس سے میری بے عزتی ہوتی ہے۔

(۵) ان کے عام رویہ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ اپنے ہر شر بھر میں کسی کو بھی عالم نہیں سمجھتے ہیں۔

(۶) امام صاحب ہمیشہ روزانہ عشاء میں دوران نماز سلام کے بعد تازہ وضو کرتے ہیں معلوم ہوا کہ ان کو سس البول کامرغ ہے ان کا اپنلین ہے کہ میں بہت روکتا ہوں قطرے کا شہ ہو جاتا ہے اس لئے تازہ وضو کرتا ہوں بہت ممکن ہے کہ نماز کی حالت میں قہرہ باہر ہو۔ یہ ہیں وہ واقعات جن کا انکار پبلک نہیں کر سکتی۔ کیا ایسا شخص جو سلم علم ہو کج خلق ہو مغرور و متکبر ہو خاندانی لحاظ سے بھی کم درجہ کا ہو یعنی نہ تو شیخ نہ سادات سے ہو جو علماء میں سے صدر جمعیۃ علماء وغیرہ کو برا کہتا ہو اس کی لہانت کرتا ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۸۴ محمد عبد الرحمن انصاری دہرہ دون ۲۵ رمضان ۱۳۵۶ھ ۳۰ نومبر ۱۹۳۷ء (جواب ۱۳۸) امور مندرجہ بالا اگر صحیح واقعات ہیں تو ایسے شخص کو امام قنم رکھنا مکروہ ہے نماز اس کے پیچھے

درست تو ہو جاتی ہے مگر کراہت کے ساتھ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

(۱) امامت کے لئے کیسا شخص مناسب ہے؟

(۲) جس کی عورت پر وہ نہ کرے اس کی امامت

(سوال) (۱) امامت کیسے شخص کی ہونی چاہئے اس کی تفصیل بیان کیجئے (۲) امامت میرا سی کی اور غنہ گردی اور بوگوں میں اشتغال پھیلانے اور بھوت بننے والے اور جس کی عورت بے پردہ ہو ایسے آدمی کی امامت کا کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۲۱۱۴ شیخ محمد شفیع صاحب (فیروزپور)

۱۱ شوال ۱۳۵۶ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۹) (۱) امامت کے لئے ایسا شخص مستحق ہے جو عم دین خصوصاً نماز روزہ کے مسائل سے واقف ہو متشرع ہو اور جماعت میں افضل و بہتر ہو (۲) میرا سی ہونا تو امامت کے منافی نہیں ہاں جن لوگوں کی عورتیں بے پردہ پھریں اور وہ منع نہ کریں بھوت بننے والے کے عادی ہوں لغویات کے مرتکب ہوں وہ امامت کے مستحق نہیں ہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

منکر شفاعت اور قادیانی کو کافر نہ سمجھنے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص اپنے آپ کو اہل سنت و الجماعت کے اور ظاہر امتداریں پڑھتا ہو اور روزے رکھتا ہو اور شکل مسلمانوں والی ہو اور حافظ قرآن ہو اور دیوبندی ہو لیکن مرزا ملعون اور اس کے قبیحین کو کافر نہ کہے باوجود اصلی مسلمان سمجھے اور اس کے گھر سے شادی کی ہو اور اس کے ساتھ تعلق اور برتد تہا ہو اور عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا قائل ہو اور نبی اکرم ﷺ کی جسمانی معراج کا منکر ہو اور شفاعت اور کرامت کو لیا اللہ کا منکر ہو آیا ایسے عقیدہ والا شخص عند اللہ شریعت محمدیہ میں مسلمان ہے یا کافر ہے اور اس کے پیچھے نماز جمعہ و عید وغیرہ پڑھنی درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۶۳ خلیل الرحمن (چڈی بہاولدین)

۲۸ شوال ۱۳۵۶ھ مکیم جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۰) جو شخص مرزا اور مرزائی جماعت کو کافر نہ سمجھے اور مرزائیوں سے رشتہ نانا رکھتا ہو اور وفات عیسیٰ علیہ السلام کا قائل ہو اور معراج جسمانی کا منکر ہو اور شفاعت کا منکر ہو وہ گمراہ اور بد دین ہے اس

(۱) ویکرہ إمامۃ عبد و اعرابی و فاسق و اعمی الخ و فی الہجر عن المحیط : "صلی حلف فاسق أو مبتدع دل فضل لجماعة الخ" (التویر مع شرحہ باب الإمامۃ ۱/۵۵۹ تا ۵۶۲ ط سعید)

(۲) والاسحق بالامامۃ تقدید مل نصاً الا علم باحكام الصلوۃ فقط صحة و فساداً بشرط اجتنابہ لفواحتی الظہرۃ ثم الاحسن تلاوة و تجويداً للقرآن ثم الاورع (الدر المختار باب الإمامۃ ۱/۵۵۷ ط سعید)

(۳) قال فی التویر : "ویکرہ إمامۃ عبد و اعرابی و فاسق الخ" (باب الإمامۃ ۱/۵۵۸ ط سعید)

کی امامت جائز نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کا لفظ "دہلی

بے نکاحی عورت رکھنے والے اور سینہ لایکھنے والے کی امامت

(سوال) زید ایک جامع مسجد کا امام ہے عرصہ بارہ سال سے اس کے خلاف چند بستی والوں کی درخواست اراکین جامع مسجد کے پاس آئی ہے کہ زید کے چال چلن کے متعلق بھی لوگوں کے بہت سے شکوک اور اعتراضات قابل وثوق ہیں اور اس کے متعلق بہت سی شہادتیں موجود ہیں اور وہ اکثر سینہ تھیز اور ناچ گانوں کی محفلوں میں شریک رہتے ہیں درخواست دینے والے نے صرف چودہ گواہوں کے نام پیش کئے ہیں جن میں سے بارہ گواہوں کا بیان تو یہ ہے کہ ہم نے ایک دوسرے سے سن لیا اور ذکر کیا دو گواہوں نے جو بیان دیا وہ حسب ذیل ہے:

ہم نے زید کو جنگل کی طرف دو کافرہ عورتوں کے ہمراہ جن میں سے ایک جوان اور دوسری بیڑھی تھی دن کے بارہ بجے قریب دو سال پیشتر جاتے دیکھا ہم بھی پیچھے ہوئے شہر سے قریب ڈیڑھ میل کے فاصلے پر زید اور دونوں عورتوں جنگل میں دس قدم ایک دوسرے سے فاصلے پر کھڑی ہوئیں زید ان میں سے ایک کو اپنی طرف بلارہا تھا گولہ عمر و بجر گولگ چھپے ہوئے تھے ان پر زید کی نگاہ پڑی اور زید وہاں سے چلا آیا گولہ بھرتے ان عورتوں سے دریافت کیا تو انہوں نے اقرار کیا کہ زید نے ایک روپیہ دینے تھا اس معاملہ میں دونوں گواہوں کی ایک ہی زبان ہے راستہ وغیرہ دونوں گولہ مراد بتاتے ہیں ایک گولہ نے جائے وقوع نہیں بتائی لیکن جو نشانات پہلے گولہ نے بتائے تھے وہی راستے بتائے جن کے ہمراہ یہ دو گولہ مختلف اوقات میں جائے وقوع بتانے گئے تھے ان میں کا ایک سیکریٹری جامع مسجد اور دوسرا امیر ہے اور وہ واراکین بھی ان دو گواہوں کے بیان کے وقوع کے بتلانے سے اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ زید جنگل میں گیا۔

دونوں گولہ صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں دونوں میں دوستی ہے ایک ہی جگہ کام کرتے ہیں دونوں نے بے نکاح عورتیں رکھی ہوئی ہیں زید یقیناً سینہ لایکھتے ہیں زنا کا ثبوت نہیں ہے لیکن یہ سب کچھ شک پر ہو رہا ہے زید شادی شدہ ہے صاحبِ لود ہے عمر ۳۵ سال سے ۴۰ سال تک ہے نو جوانوں کا باپ ہے لو پر لکھی باتوں پر زید کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۱۶۶ سیٹھ حاجی عمر ملاں (رار)

۲۶ شوال ۱۳۵۶ھ ۲ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۹۱) گواہوں کے پاس بے نکاحی عورتیں ہیں تو وہ خود فاسق ہیں نیز دو سال پہلے کا واقعہ بیان کرنا بھی قابلِ سماعت نہیں دوسرے تک انہوں نے یہ واقعہ کیوں بیان نہیں کیا اس کے اخفا کی وجہ سے بھی یہ

شہادت قابل سماعت نہیں ہاں سینما دیکھنے کی وجہ سے امام کی امامت مکروہ ہے،  
محمد کفایت اللہ کا لفظ اللہ لاؤ لی

(۱) مرزائیوں سے تعلقات رکھنے والے کی امامت

(۲) مسجد کسی کی ملک نہیں

(۳) بچی مسجد کو گرا کر پختہ بنانا

(۴) امام متولی کو مسند دل کرنے کا حکم

(سوال) (۱) ایک ہستی کے مسلمانوں نے ایک شخص کو امام بنایا پھر امام کے حالات خراب ہو گئے لوگ شک کی نظر سے دیکھنے لگے اور غلہ ازیں امام نہ کور کا مرزائیوں کے ساتھ بہت میل ملاپ ہے ایسا کئی دفعہ عید کے موقع پر ہستی کے شریف مسلمانوں نے اپنا امام اور مقرر کر لیا کیا امام لول کو امامت سے ہٹانا اور دوسرا مقرر کرنا درست ہے (۲) کوئی مسلمان کہنا ہے والا شخص کسی مسجد کے مالک ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے امام لول اس مسجد کی ملکیت کا دعویٰ کرتا ہے

(۳) کیا کسی ہستی کے اکثر مسلمان ہستی کی بچی مسجد کو گرا کر اس جگہ پر پہلے کی نسبت مضبوط اور پختہ مسجد بنا سکتے ہیں۔

(۴) اگر کوئی امام مسجد جس کا کیر کز (چال چلن) خراب ہو اور مرزائیوں کے ساتھ سخت میل جول رکھتا ہو وہ بلا ثبوت مسجد کے متولی ہونے کا دعویٰ کرے تو شریف لیل محمد اس کو امامت اور خود ساختہ تولیت سے ہٹا سکتے ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۱۹۵ قاضی محمد شفیع صاحب (لاہور)

۸ از یقعدہ ۱۳۵۶ھ ۱۸ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۲) (۱) ان حالات میں پہلے امام کو علیحدہ کر دینا اور دوسرا امام مقرر کر لینا جائز ہے (۲)

(۲) مسجد کا مالک کوئی نہیں ہو سکتا ہاں متولی کو تولیت کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں مگر ملکیت کا دعویٰ کوئی نہیں کر سکتا (۳)

(۳) ہاں ہستی والوں کو یہ حق ہے کہ وہ بچی مسجد کو پختہ بنانے کے لئے گرا دیں اور پختہ بنالیں (۴)

(۱) قال فی التنویر: "ویکرہ إمامة عبد وأخراہی و فاسق" الخ و فی الشامیة: "وأما العاصی فقد عللوا کراہة تقدیمہ بانہ لا یہتم لأمر دینہ ومان فی تقدیمہ للإمامة تعظیمہ" وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً الخ (باب الإمامة ۵۶۰/۱ ط سعید)

(۲) ویبرع وجوباً لو اوقف فعبودہ لاولی غیر مأمون أو عاجز أو ظہر بہ فسق الخ (الدر المختار: کتاب الوقف ۳۸۰/۴ ط سعید)

(۳) وأن المساجد للآیة ۰ سورۃ جن

(۴) أراد أهل المحلة نقض المسجد وبناء أحکم من الأول لهم ذلك (الدر المختار: کتاب الرصد: مطلب أحکام المسجد ۳۵۷/۴ ط سعید)

(۴) استحقاق تولیت کا ثبوت نہ ہو تو متولی ہونے کے مدعی کو پہنایا جاسکتا ہے بالخصوص جب کہ اس کے حالات بھی صلاحیت کے خلاف ہوں۔ (محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی)

(۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے

(۲) تماشے اور سینما دیکھنے والے کی امامت

(سوال) (۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ہماری مسجد میں اس کا بہت بھڑا ہے اگر امام غلام نہ باندھے اور ٹوپی اوڑھ کر نماز پڑھوے تو ایک فریق کا اس پر اصرار ہے کہ نماز نہیں ہوتی یا مکروہ ہوتی ہے۔  
(۲) یہاں بعض مساجد کے امام لوگ سینما تک وغیرہ میں اکثر جاتے ہیں ایسے اماموں کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟  
المستفتی نمبر ۲۲۴۷ جناب فیض اللہ میاں صاحب مالیرکھول (ناسک)

الربیع الاول ۱۴۳۵ھ ۱۲ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۳) (۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا اور پڑھنا باندھا شہد جائز ہے کوئی حدیث یافتہ کی عبارت ایسی نہیں جو یہ ثابت کرے کہ بغیر غلامہ کے امامت جائز نہیں۔ امام باندھا کر نماز پڑھنا افضل تو ہے مگر بغیر غلامہ کے امامت کرنا مکروہ نہیں کراہت ایک امر شرعی ہے جس کے لئے شرعی دلیل کی ضرورت ہے جو لوگ بغیر کسی شرعی دلیل کے کسی بات کو مکروہ قرار دیں ان کو خدا سے ڈرنا چاہئے (۱)

(۲) سینماؤں تماشاؤں اور ناٹکوں میں شریک ہونا موجب فسق ہے ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے (۲) ایسے امام اگر توبہ نہ کریں اور یہ عمل ترک نہ کریں تو ان کو علیحدہ کر کے بہتر صالح امام مقرر کرنا چاہئے۔ فقط  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

امامت کا حق کس شخص کو ہے

(سوال) (۱) زید و بحر معمولی سی بات پر ضد میں اگر امام مسجد کو بلا تصور بلا اجازت تمام مصلیان و اہل محلہ ہنا کر ایک ایسے لڑکے کو امام مقرر کرتے ہیں جو احکام دین سے بالکل باواقف ہے اور بد رویہ ہے نصف مردان محلہ اس کی امامت سے ناراض ہیں جس کی وجہ سے وہ لوگ زید و بحر کے تقلیم و جلہ اندہ افعال سے رنجیدہ ہو کر دوسری مسجدوں میں نماز پڑھنے جاتے ہیں بروئے شریعت زید و بحر کا یہ فعل کیسا ہے؟

(۱) قال فی الإصحاح "ولا یولی إلا امین من طائفة التولية علی الوقف لا یعطى له وهو کمن طلب القضاء لا یقله (رد المحتار) کتاب الوقف مطلب فی شروط المولیٰ ۳۸۰/۴ ط سعید  
(۲) وقد "وأن المستحب أن یصلی فی قمیص وازرار و عمامة ولا یکره الا کتفاء بالفسوة ولا عرة لما اشتریه من العوام من کراهة ذلك الخ (عمدة التوعية علی هامش شرح الوفاة کتاب الصلوٰۃ ۱۶۹/۱ ط سعید  
(۳) فی التوبیر "ویکره امامة عبد و مس الخ وهي الشامة" مل منی فی شرح المسبة علی أن کراهة تقدیمه کراهة تحريم (باب الإمامة ۵۵۹/۱ ط سعید)



(۲) تمام نمازیوں میں کس صفت اور کس قابلیت کا نام ہونا چاہیے  
 المستفتی نمبر ۲۲۵۵ عبدالحکیم (مارنوس) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۶ جون ۱۹۳۸ء  
 (جواب ۱۴۴) (۱) یہ فعل زید و بحر کا صحیح نہیں اور احکام دین سے ہواوقف شخص کو امام بنا جب کہ اس  
 سے زیادہ مستحق شخص موجود ہو غلط کاری ہے جس سے زید و بحر کو توبہ کرنا اور باز آنا چاہیے۔  
 (۲) احکام نماز سے واقف قرآن مجید صحیح پڑھنے والا صالح شخص امامت کا مستحق ہے (۱) فقط  
 محمد کفایت اللہ کان اللہ ولہ

(۱) جذام والے شخص کے پیچھے نماز کا حکم  
 (۲) تباہی کی امامت ترلوغ میں بھی جائز نہیں  
 (سوال) (۱) کوڑہ یا جذام والے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲) تباہی لڑکے کے پیچھے ترلوغ اور  
 ولد الزنا کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۱۸ سی منصور (بمعنی)  
 ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۵ جون ۱۹۳۸ء  
 (جواب ۱۴۵) (۱) اگر بدن سے رطوبت بہتی نہ ہو جسم خشک ہو تو اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی لیکن  
 لوگ کراہت کریں تو اس کو امام بنانا نہیں چاہیے (۲)  
 (۲) تباہی کی امامت جائز نہیں ۲ ولد الزنا اگر عالم اور صالح ہو تو اس کی امامت درست ہے (۳)  
 محمد کفایت اللہ کان اللہ ولہ

غیر مقلد کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) اہل حدیث کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟  
 المستفتی نمبر ۲۳۳۱ حافظ محمد اسماعیل صاحب (آرہ) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۶ جون ۱۹۳۸ء  
 (جواب ۱۴۶) اہل حدیث کے پیچھے نماز جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ ولہ

(۱) والأحق بالإمامة تقديماً من نصبا إلا علم بأحكام الصلوة فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة.  
 لم الأحسن تلاوة لم الأوزع الدر المختار باب الإمامة ۵۵۷/۱ ط سعید  
 (۲) وكذا تكروه خلف أمر دوسقيه ومفلوج وأمر ص شاع برصه الخ ( الدر المختار باب الإمامة ۵۶۲/۱ ط  
 سعید)  
 (۳) ولا يصح اقتداء الرجل بامرأة وحشي وحشي مطلق الخ ( تلويح الأبصار باب الإمامة ۵۷۷/۱ ط سعید)  
 (۴) قال الشامي " ولو عدت أي علة الكراهة بأن كان الأعرابي الفضل من الحصري وولد الزنا من ولد الرشد  
 فالحكم بالصد باب الإمامة ۵۶۰/۱ ط سعید)  
 (۵) قال في الدر المختار " ومحال كشافعي لكرهه وإن يقر إن يقر المراعاة لم يكره أو عدمها لم يصح وإن شئت  
 كرهه في الشامية " وأما الاقتداء بالمخالف في التروغ كالشافعي فيجوز ما لم يعلم منه (جاری ہے)

## قیموں کا مال کھانے والے شخص کی امامت

(سوال) ایک امام مسجد چند یتیم بچوں کو پریشان کرتا ہے ان کی حق رسی میں روٹے اٹکا کر ان کا حق ضبط کرتا ہے کچھ عرصہ ہو ایسی امام مسجد بن قیموں کی حق رسی کا ضامن ہوا تھا مگر اب پر زور مخالفت کرتا ہے اس کی مخالفت کی وجہ محض ذاتی ہے کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے نماز میں کوئی خلل واقع تو نہیں ہوتا؟ المستفتی نمبر ۲۳۷۱ عبد اللہ صاحب (مالیر کوئٹہ) ۱۳ جمادی الاول ۱۴۳۵ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۸ء (جواب ۱۴۷) اگر امام مسجد قیموں کا حق تلف کرتا ہے یا کرتا ہے یا اطلاق میں سنی کرتا ہے تو وہ قاسق ہے اس کی امامت مکروہ ہے (۱)

## رشوت خور اور جھوٹ بولنے والے شخص کی امامت

(سوال) ایک امام نے اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے طلاق نامہ لی لی کو لور طلع نامہ شوہر کو دونوں کی راضی برضا پر دلویا ایک ہا کے اندر ہی یعنی عدت پورا نہ گزرنے پر اس لی لی نے دوسری ہستی جا کر دوسرے شوہر کے نکاح میں جانے کے لئے آمادہ ہو کر اس ہستی کے قاضی سے دریافت کیا تو اس قاضی نے طلاق نامہ دیکھ کر عدت پورا نہ ہونے پر نکاح پڑھنے سے انکار کر دیا بعد میں یہی امام جس نے طلاق نامہ و طلع نامہ اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے دلویا تھا اس نے اپنی جماعت کو بغیر اطلاع کئے ہوئے خفیہ طور پر جا کر کچھ رشوت لیکر نکاح پڑھ دیا کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں بعد ہفت عشرہ جماعت کو یہ خبر معلوم ہونے پر اس پیش امام سے اس نکاح کے متعلق جماعت کے دریافت کرنے پر اس نکاح کو میں نے نہیں پڑھایا کہہ کر جھوٹ بول کر جماعت کو انکار کر دیا اس تاریخ سے جماعت نے اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دیا بعد دو چار دن کے اس پیش امام نے عام جماعت میں کہا کہ خود میں نے ہی یہ نکاح پڑھایا یہ اقرار کر کے معافی کا خواستگار ہوا تو کیا پھر یہ امام امامت کے قابل ہو گیا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۱۴ محمد غوث صاحب۔ گوادرنی۔ ۲۳ رجب ۱۳۵۵ھ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۸ء (جواب ۱۴۸) اس امام نے لول تو عدت کے اندر نکاح پڑھنے کا بواکناہ کیا دوسرے رشوت لی (اگر رشوت لینا ثابت ہو) تیسرے جھوٹ بولا کہ میں نے نکاح نہیں پڑھایا۔

پس اگرچہ توبہ سے گناہ معاف ہو جاتا ہے مگر زجر اس امام کو کچھ دنوں کے لئے امامت سے علیحدہ کر دیا جائے اور جو رشوت لی ہے وہ واپس آراں جائے اور وہ نکاح عدت کے بعد از سر نو پڑھایا جائے جب

(حاشیہ صفحہ ۱۴۷) ما یفسد الصلوة علی اعتقاد اہل ہندوی (باب الإمامة) ۱/ ۵۶۳ ط سعید (اس میر مقلد کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے جو اہل السنہ کے ایمانی مسلمان مخالفت نہ کرے خلافت نہ کرے کہ اس کا قائل ہو اور سب ملت کرے جائز سمجھتا ہو مجاہد و گرنہ ان کا حکم اہل اہل بدعت جیسے ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے (امداد الفتاویٰ) ۱/ ۲۵۳ باب الإمامة ط دار العلوم کراچی)

(۱) قال فی الصلوة ویکرہ امامة عبد و اعراسی و لیس الخ (باب الإمامة) ۱/ ۵۵۹ ۵۶۰ ط سعید

لوگوں کو اطمینان ہو جائے کہ امام سے کچھ توپہ نہ کرئی ہے اور آئندہ وہ ایسا کام نہ کرے گا تو پھر اس کو امام بنا سکتے ہیں۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

امام نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے

(سوال) ایک تبحر عالم دین جو عرصہ دراز تقریباً ۳۰ سال سے عید گاہ میں عیدین کی امامت کرتا چلا آتا ہے اور چونکہ خطبات میں مد بھی شامل ہے وقت اور ضرورت کے لحاظ سے اپنی خطبات میں مسلمانوں کو دینی اور دنیوی فلاح و بہبود اور جماعتی زندگی کے لئے صحیح راہ عمل بتاتا رہتا ہے جس سے مسلمانوں کو گونا گوں فوائد حاصل ہو رہے ہیں آج کل ہندوستان میں سیاسی اختلافات کے باعث مسلمان دو جماعتوں میں منقسم ہو گئے ہیں یعنی مسلم لیگ اور کانگریس اس سیاسی اختلاف کی بنا پر ایک جماعت کے چند لوگ دوسری جماعت کے امام کے پیچھے جس کی تعریف اور پورے درجے کے نماز پڑھنے کو ناجائز قرار دیکر مسلمانوں کو اس کی اقتداء سے روکتے ہیں اور مجبور کرتے ہیں اور بہت سے لوگ حسب سابق اسی امام کی اقتداء میں نماز ادا کرتے پر مصر ہیں ایسی حالت میں مسلمانوں میں افتراق و تشعبت اور ہنگامہ و فساد پھیلنے کا اندیشہ ہے بلکہ اسوال یہ ہے کہ سیاسی اختلاف کے باعث امام مذکور کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں عدم جواز کے داعل وجود کیا ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۲۵ حاتی آہ بخش صاحب محمد رفیع صاحب کلکتہ۔

۲۳ رمضان ۱۳۵۵ھ ۷ نومبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۹) جو عالم کہ عرصہ دراز سے امامت کرتے چلے آتے ہیں وہی امامت کے مستحق ہیں۔ بلا وجہ ان کو بھیدہ کرنا درست نہیں ہے بلکہ ایک طرح مسلمانوں میں تفریق اور فتنہ کا دروازہ کھلتا ہے سیاسی مسلک کا اختلاف اس کی وجہ نہیں بن سکتا کہ امامت جیسے وظائف شرعیہ میں مداخلت کی جائے (۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

جس سے اکثر نمازی ناراض ہوں، اس کی امامت

(سوال) (۱) زید مسجد کا امام ہو یا مولوی امامت کی خدمت کو انجام دیتا ہے اور اس کو ایک دیرینہ نظام بپاؤ کا بھی شوق ہے مگر اس کے اس فعل کا لوگوں کو صرف شک و شبہ تھا مگر اب وثوق کے ساتھ وہ اس جرم کا پوری طرح مرتکب ہو چکا ہے تو کیا اسے امامی مولوی کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) دوسرا مرد ریافت طلب یہ ہے کہ منہلہ ایک شیعہ جماعت کے کچھ تھوڑے لوگ امام کے موافق ہوں اور

(۱) عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ التائب من الذنب کما لا ذنب لہ (ابن ماجہ باب

ذکر التوبۃ ۳۱۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۲) قال فی التوبۃ و شرحہ "واعلم ان صاحب البیت و منہلہ امام المسجد الراتب اولی بالامامۃ من غیرہ مطلقا (باب الامامۃ ۵۵۹/۱ ط سعید)

بہت سارا حصہ اس کے مخالف تو کیا ایسے امام کے پیچھے بھی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۶ جناب ابو الفرج صاحب (حیدر آبادی) ۲۸ محرم ۱۳۵۸ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۹ء (جواب ۱۵۰) اگر زید کا یہ فعل ثلاث ہو یا جماعت کی اکثریت کو اس کی اس حرکت قییمہ کا علم غالب ہو تو ایسے امام کو معذور کر دیا جائے کیونکہ مستم امام کو امام رکھنا جماعت کی نماز کو خراب کرتا ہے اور جب کہ جماعت کی اکثریت ہراض ہے اور ناراضی کی وجہ بھی شرعی ہے تو ایسے امام کی امامت مکروہ تحریمی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کا لہ اللہ دہلی

فعل بد کرنے والے امام کی اقتداء کا حکم

(سوال ۱) جب امام جامع مسجد کے متعلق (جو فقط حاجی تہجد گزار اور عمر بھی ساٹھ سال سے متجاوز ہے) کو شخص کو ایک لڑکے کا پاپ اور دوسرے استاذ شرعی جو عالم بھی ہیں علم الیقین ہو کہ اس لڑکے ہجر ۱۱ یا ۱۲ سال کے ساتھ مرتکب فعل لواطت ہوا ہے اس پر بد ریافت آپ نے یہ فتویٰ فرمایا تھا کہ ایسے امام کے پیچھے نماز بارکبت ہو جائے گی اور اس بدکار امام کی پردہ پوشی نہیں کرنا چاہیے اب بد ریافت طلب یہ ہے کہ علم الیقین والوں کو نماز میں اقتداء تا قیام امام رکھنی چاہیے یا ترک کر دینی چاہیے؟

(۲) متولی صاحب مسجد نے بطور خود چند آثار کی وجہ سے امام مذکور کا راز معلم صاحب مذکور سے معلوم کر کے صرف یہ کہہ کر کہ پہلے تو یہ عادت نہیں تھی اب ہو گئی ہوگی معاملہ ختم کر دیا ہے متولی صاحب کی یہ پردہ پوشی مناسب ہے؟ اور اگر نہیں ہے تو کیا کچھ گناہ ان کے ذمہ نہیں ہوتا ہے متولی صاحب کو مذنب علم ہونے کی صورت میں کیا صرف سکوت مباح ہے یا کوئی اور عمل بھی ان پر واجب ہے۔

المستفتی نمبر ۲۵۳۹ شجاعت حسین صاحب (آکرہ) ۹ رجب ۱۳۵۸ھ ۲۶ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۵۱) (۱) اُبراہن کو یقین ہو گیا ہو تو امام کو علیحدہ کر دینا لازم ہے (۲)

(۲) جب کہ متولی صاحب کو یقین علم نہ ہو تو وہ سکوت ہی کر سکتے ہیں (۳) محمد کفایت اللہ کا لہ اللہ دہلی

بد کردار امام جس سے اکثر نمازی ہراض ہوں

(سوال) زید جو مسجد کا تئو اور امام لازم ہے اس کے اعمد واقفال سے مسلمان ہراض ہیں کیونکہ یہ باتیں اس

(۱) فی التوبیر "وبکرہ اذنی عید واعرابی و فاسق" الح و فی الشامیة "بل منی فی شرح المعنی علی ان کراہۃ تقدیمہ کراہۃ تحریم" باب الامامة ۱ ۵۵۹ ط ۵۶۰ ط سعید

(۲) قال فی التوبیر و شرحہ "ولو ادعوا و ہم لہ کارہون" ان الکراہۃ لفساد فیہ أولا تہم احق بالامامة منه کراہۃ لہ ذلک تحریم؟ لحدیث ابی داؤد "لا یقبل اللہ صلاۃ من تقدم قوما و ہم لہ کارہون" (باب الامامة) ۱ ۵۵۹ ط سعید

(۳) و ینزع وجوبا لو التوفیق عبیرہ بالاولی عبر مأمور او عاجز او طہر بہ فسق (الدرا المختار) کتاب الوقف ۳۸۰ ط سعید

الیقین لا یروا بالثمت (الاشاء والظائر القاعدة الثالثة) ۵۶ ط میر محمد کتب خانہ کراچی

میں موجود ہیں۔

(۱) جھوٹ بولن اور جھوٹی شہادت دینا (۲) مسجد کاروپہ اپنے ذاتی مفاد میں خرچ کرنا (۳) مسجد کاروپہ اپنی وجاہت پیدا کرنے یا قائم رکھنے کے لئے خرچ کرنا (۴) مسجد کے ملازموں سے اپنے گھر کے ذاتی کام لینا اور اپنی خدمت کرنا (۵) قبرستان کی قبروں کو منہدم کر کے اس پر ذاتی مکان بنانا (۶) اپنے رشتہ داروں کو مسجد کا ملازم مقرر کرنا اور پھر ان سے مسجد کے کام میں فتنہ اور بے پروائی پر باز پرس نہ کرنا (۷) اپنے مخالف مسلمانوں کی شکایتیں افسرین و حکامینا تک پہنچا کر ان کو نقصان پہنچانا۔

سوال یہ ہے کہ جس شخص میں یہ سب باتیں موجود ہوں تو مسلمانوں کا اس کی امامت سے ناخوش ہونا درست ہے یا نہیں اور وہ باوجود ان اعمال کے امامت کا اہل ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۳۷ محمدیہ سب صاحب۔ پشاور۔ ۳ رجب ۱۳۵۹ھ ۱۹ اگست ۱۹۳۰ء

(جواب ۱۵۲) اگر یہ واقعہ ہو کہ کسی امام میں یہ باتیں پائی جائیں جو سوال میں نمبر ۱ سے ۷ تک لکھی گئی ہیں تو ایسا شخص امامت کے لائق نہیں ہے اور جماعت کا اس کی امامت سے ناخوش ہونا چاہیے اور جب کہ امام سے تمام جماعت یا جماعت کی اکثریت وجود شرعیہ کی بناء پر ناراض ہو تو امام کو ہرگز امامت کرنا جائز نہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ ثلاثة لا تجاوز صلاتهم اذانهم العبد الا بقى حتى يرجع وامرأة بالنت و زوجها عليها ساحت و امام قوم و هم له كارهون (ترمذی شریف)، یعنی تین شخص ہیں جن کی نماز ان کے کانوں سے تہہ نہ نہیں کرتی (یعنی درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتی) ایک غلام جو آقا کے پاس سے بھاگ گیا ہو جب تک وہ اپنے آئے دوم وہ عورت جو خدمت کی ناراضی اور فحشی میں رات بسر کرے سوم وہ امام جس سے جماعت ہر روز یہ واضح رہے کہ جماعت کی زیر لاری وہی معتبر ہے جو جو شرعیہ پر مبنی ہو کیونکہ اگر امام صالح امامت کی اہلیت رکھنے والا متدین متبع سنت ہو تو جماعت کی ناراضی اور زیر لاری مؤثر نہ ہوگی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ٹوپی پہن کر نماز جائز ہے

(سوال) اگر زید کے متدین نوے فیصدی دست پر پوش ہوں تو کیا یہ صرف معمولی ٹوپی پہن کر ہمیشہ امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۹۰ روزیہ معارف ریاست قلات (بلوچستان) ۲۲ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ (جواب ۱۵۳) ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا اگر امامت جائز ہے اور امامت بھی بلا کر امامت جائز ہے خواہ امامت متعہم ہوں یا نہ ہوں زیادہ سے زیادہ (یہ کہہ سکتے ہیں کہ) خلاف ٹوپی ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ۔

(۱) (باب ما جاء من انه قوما وهم له كارهون ۸۲۶ ط سعد کعبی) ولو اعم قوماً وهم له كارهون: ان الكراهة لفساد فيه او لا يهمل أحق ولا مائة منه كره له ذلك نحو: ما ان هو أحق لا والكراهة عليهم: ان المختار باب الإمامة ۵۵۹/۱ ط سعدی،

(۲) وقد ذكر وان المسحوب من صلى في قميص وازار عمامة ولا يكره الا كسفاً بالقلسوة ولا عبرة لما اشهر من العوام من كراهة ذلك الخ، عمدة الرعاة باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها ۱/ ۱۶۹ ط سعدی کعبی،

قعدہ اولیٰ میں درود پڑھنے والے کی اقتداء

(سوال) ایک امام درمیانی قعدے میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھ لیتا ہے اور اس کو جائز سمجھ کر سجدہ سو بھی نہیں کرتا اور خود اقرار کرتا ہے کہ ہاں میں ایسا کرتا ہوں اس امام کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۷۹۶

(جواب ۱۵۴) ولا یزید فی الفرض علی التّشہد فی القعدۃ الاوّلیٰ اجماعاً فان زاد حامداً کرہ فنجب الا عادة او ساهیا وجب علیہ سجود السہو اذا قال اللّٰہم صل علی محمد فقط علی المذہب المفتی بہ (در مختار) قولہ اجماعاً وهو قول اصحابنا و مالک و احمد و عند الشافعی علی الصحیح انہا مستحبة فیہا للجمہور ما رواہ احمد و ابن حزمۃ من حدیث ابن مسعود ثم ان کان النبی ﷺ فی وسط الصلوۃ نہض حین فرغ من تشہدہ قال الطحاوی من زاد علی ہذا فقد خالف الا جماع بحر (رد المحتار) درمیانی قعدے میں جو امام تشہد کے بعد قعدہ اور درود پڑھے اس کی نماز مکروہ واجب الاغلاہ ہوتی ہے لہذا اس کے پیچھے اقتدا کرنی مکروہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دلی

جس کی بیوی بے پردہ ہو اس کی امامت کا حکم

(سوال) جس شخص کی عورت پردے میں نہ رہے وہ شخص امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھ لیں تو دوبارہ ناپائیدگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۳۳: بدالحق امام جامع مسجد۔ دوحہ ضلع شیخ محل۔

۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۵۹ھ ۲۰۰۸ جولائی ۱۹۳۰ء

(جواب ۱۵۵) اگر امام اپنی عورت کو بے پردگی سے منع کرتا ہو اور اس کے اس فعل سے راضی نہ ہو مگر عورت خلوع کی بات نہ مانے تو امام پر اس کا مواخذہ نہیں ہے اور اس کی امامت جائز ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دلی

مسائل سے ہوا قف نہ کرنے والے کی امامت

(سوال) ہمارے محلے میں ایک پیش امام صاحب ہیں وہ صرف قرآن شریف پڑھے ہوئے ہیں ان کو مسائل کا علم بھی نہیں ہے اب کچھ عرصے سے انہوں نے ٹکڑیوں کا دیوار شروع کر دیا ہے بعض وقت وہ نمازیں غیر حاضر بھی رہتے ہیں۔

(۱) (باب صفۃ الصلاۃ ۵۱۰ ط سعید کمپی) قال تہ ندانی ولا ترزوا زرعہ و زراعی (سورۃ فاطر - ۱۸)

(۲) قال اللہ تعالیٰ: "ولا ترزوا زرعہ و زراعی الآیۃ الطبر ۱۸"

(المستفتی: فقیر امیر الدین (سمیرہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۱۵۶) تجارت کرنا تو ایسا فعل نہیں ہے جس کی وجہ سے امامت مکروہ ہو۔ مگر ان کا نمازوں کے وقت میں غیر حاضر رہنا اور مسائل سے واقف نہ ہونا یہ ایک باتیں ہیں جن کی وجہ سے دوسرا عالم حافظ امام مقرر کرنا جائز ہے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

### صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا

(سوال) ایک امام صاحب بیان بوجہ کر بغیر مذکر کے ٹوپی پہن کر فرض نماز پڑھاتے ہیں رکن الدین قزوینی برہنہ بھار شریعت اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں لکھا ہے کہ نسیان کے ساتھ جائز ہے ورنہ مکروہ ہے۔  
المستفتی: فقیر الدین امیر الدین (سمیرہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۱۵۷) ٹوپی سے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے امام باندھ کر نماز پڑھنا افضل ہے مگر بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی سے نماز پڑھنا بھی مکروہ نہیں ہے بھول سے اور قصد ترک کرنے میں مختلف حکم نہیں (۱)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

### حافظ قرآن ناظرہ خوال سے افضل ہے

(سوال) پیش امام حافظ قیامت کے دن مقتدیہ کی خدمات پیش کرائے گا ایسی کوئی حدیث ہے یا نہیں؟  
اور ناظرہ پیش امام سے نہ پیش امام کی تشریف نہیں؟  
فقیر الدین امیر الدین (سمیرہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۱۵۸) حافظہ قرآن ناظرہ خوال سے افضل ہے: غیر ملکہ اعمال ص لہ دونوں کے یکساں ہوں (۲)  
نیک لوگ جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بخشے جائیں اور اللہ تعالیٰ کے مقبول ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے شفاعت کر سکیں گے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

### متعلق صحت امامت

(سوال) متعلقہ صحت امامت

(۱) والأحق بالإمامة تقدساً من بقا الأعمى حكمة عند لفظ صحة وفساد بشرط احتسابه للفقو احسن الظاهرة  
الح (الدور المختار) باب الإمامة ۱ ۵۵۷ ط سعید  
(۲) وقد ذكروا أن المستحب أن يصلي في قميص أو عمامة ولا يكره الاكتفاء بالقنينة (الح) عمدة الرعاية  
عبي هامش شرح الوقاية باب من يفسد الصلاة وما لا يفسد (۱ ۶۶۹ ط سعید)  
(۳) قال في التارخية: ولو أن رجباً في العقد واستباح سواء إلا أن أحدهما أقرأ فقدم القوم الآخر فقد أسأوا  
السنة (رد المحتار) باب الإمامة ۱ ۵۵۹ ط سعید

(جواب ۱۵۹) اگر امام سود خوار کے ہاں روزہ افطار کرتا ہے تو وہ اپنا نقصان کرتا ہے اس سے تمہاری نماز میں کوئی خلل نہیں پڑی ہوتا تو اچھی بات ہے لیکن جس کے ہاں نہیں آئے وہ لوہا باقول کے لحاظ سے یہی بات امام ہے بہر ہو تو اس کو ترجیح دی جائے گی مثلاً مفتی پر بیہ گار ہو قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو وغیرہ ۱۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدی

### امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے

(سوال ۱) جس ملک میں سلطان یا نائب سلطان نہ ہوں یا موجود تو ہوں لیکن شرعی امور کی طرف ان کی باطل توجہ نہ ہو تو امام یا نائب امام مقرر کرنے کا حق شرعی کس کو ہے؟ (۲) اگر مصلین و کمیٹی مسجد ایک ایسے متدین شخص کو نیت کے لئے مقرر کریں جس پر ہمہ امور مصلین حسن اقتدار رکھتے ہیں اور بلیب خاطر اس کی اقتدار کرتے ہیں اور امام نیت کے لئے ایسے شخص کو پیش کرے جس پر مصلین کا اعتماد اور اطمینان نہ ہو تو کیا مسنین امام کے پیش کردہ نائب کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں؟ (ص ۱۳۰-۲ سعید) (۳) شامی جلد اول ص ۵۶۲ میں ہے ہو صریح فی جوار استنباط الخطیب مطلقاً او کالصریح (ص ۱۳۲ ج ۲ سعید)۔ اور ص ۵۶۳ میں ہے لو صلی احد بغیر ادن الخطیب لا یجوز (ص ۱۳۳ ج ۲ سعید) اور ص ۵۶۳ میں ہے و یصب العامة الخطیب عبر معتبر من ظاہر میں ہاں مذکورہ فتویٰ روایت سے اس بات پر استدلال کرتے ہیں کہ نائب مقرر کرنے کا حق شرعی صرف امام کو ہے۔

المستفتی عبدالوہاب سکرٹری مسجد کمیٹی

(جواب ۱۶۰) (۱) اگر مسجد کی کوئی کمیٹی ہے تو وہ امام یا نائب امام مقرر کرنے کی مستحق ہے لیکن اگر کمیٹی نہیں ہے تو مسجد کے نمازیوں کی جماعت کا حق ہے۔ (۲) نائب امام وہی ہو گا جس کو مسجد کی کمیٹی یا نمازیوں کی کثرت رائے سے مقرر کیا گیا ہے صرف امام کو تھا اس کا اختیار نہیں ہے خصوصاً جب کہ امام خود بھی امامت کا تنخواہ و ملازم ہو (۳) خطیب سے تنخواہ و دار خطیب مراد نہیں ہے کیونکہ تنخواہ و دار خطیب تو ملازم مستاجر ہے اس کے لوہا پر احکام اعتبار کے نافذ ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدی

۱۔ والحق بالامامة تقديمنا من نصب لا علم بحكام الصلوة صحة وفساد بشرط احتياجه لفوق حش الفظه له الاحسن تلاوة وتجويد للقرآن ثم الاورجى الأكثر انشاء لمسببات (سور مع الدر) باب الإمامة ۱ ۵۵۷ ط سعید کمپنی

۲۔ والحق بالامامة تقديمنا من نصب لا علم بحكام الصلوة صحة وفساد بشرط احتياجه لفوق حش الفظه له الاحسن تلاوة وتجويد للقرآن ثم الاورجى الأكثر انشاء لمسببات (سور مع الدر) باب الإمامة ۱ ۵۵۷ ط سعید

۳۔ واحار بعضهم الاقرا واحار بعضهم غيره فلهذا لا أكثر كذا في السراج الوهاج (على المغيرة الفصل الثاني في بيان من هو احق بالإمامة ۸۴/۱ ط مكنه ماحديه كونه)



زنا کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے

(سوال) زید پیدائشی نیک و پرہیزگار ہے اور شریعت حدود و احکام کا پابند بھی اسی درجہ کا ہے اور عرصہ تیس سال سے نماز کی تکمیل اللہ پڑھاتا ہے مگر اب کچھ دنوں سے ایک ایسے چکر میں پھنسا اور مجبوراً پھنسا کہ زنا کا مرتکب ہو گیا زید عرصہ چودہ سال سے مجرد تھا صرف نکاح کرنے کی غرض سے زنا کا مرتکب ہوا۔ مگر زید کا زنا کسی کو معلوم نہیں ہے اور واقعہ ٹھیک ہے مگر زید اس فعل سے باز آجائے اور توبہ کرے تو اس صورت میں زید کی امامت درست ہوگی یا نہیں؟

(جواب ۱۶۱) زید زنا کا مرتکب ہوا تو اس کی امامت ناجائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لا ۱

(۱) رشوت دینے والے اور بلیک کرنے والے کی امامت

(۲) جواب دیگر

(۳) جواب دیگر

(سوال) زید رشوت دیکر نور بلیک کر کے اپنی روزی مانتا ہے اور زید کا لڑکا زید کی شرکت میں ہے اور زید دیگر تہذیب بھی کرتا ہے وہ بلیک سے کہیں زیادہ ہے اور زید نے دوسروں کا روپیہ مار کر دیوالہ کیا ہے کیا زید کے لڑکے کی امامت درست ہے؟

(جواب ۱۶۲) زید اور اس کے لڑکے کی امامت ناجائز ہے کیونکہ لڑکا بھی اس حرام کاروبار میں شریک ہے (۱) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لا ۱

(جواب دیگر ۱۶۳) پیش ام گراڑھی کتروائے اور خشکاشی رکھے تو اس کی امامت مکروہ ہے اس کو امامت سے علیحدہ کر دیا جائے مسجد کے بیروں پر بلا کسی حذر کے سونا ناجائز ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لا ۱

(جواب دیگر ۱۶۴) خدا اور رسول کے احکام میں سید اور امتی دونوں داخل ہیں اور مکلف ہیں اگر کوئی سید کوئی خلاف شرع کام کرے تو اس پر بھی اسی طرح مواخذہ ہوگا جس طرح کسی غیر سید پر ہوتا ہے اگر سید نے کسی جائز معاہدے پر رضامندی دیدی اور اس کے بعد اس سے بلاوجہ انحراف کیا تو عہد شکنی اور وعدہ خلافی کا ان پر بھی گناہ مائد ہوگا سید ہونے کی وجہ سے وہ اس مواخذے سے بری نہ ہو جائیں گے چار آدمیوں کے سامنے اقرار کر کے پھر جانی ایسی ہی عہد شکنی ہے جیسے کہ پوری بیچاریت کے سامنے وعدہ کر کے پھر جانے

(۱) قال فی التنبیہ: "وبکرہ امامہ عبد واعرابی وفسق" بح و فی الشامیہ "من الفسق و هو الحروج عن الاستقامۃ وعلل المواءمہ من یونک لکسانو کشاروب الحمر و لرائی الحج (باب الامامۃ) ۵۶۰ ط سعید

(۲) قال فی التنبیہ: "وبکرہ امامۃ عبد واعرابی وفسق الحج (باب الامامۃ) ۵۵۹/۱ ط سعید

(۳) فی التنبیہ: "وبکرہ امامۃ عبد واعرابی وفسق الحج و فی الشامیہ: "بل عشی فی شرح المصیۃ علی ان کبرہۃ تقدیمہ کبرہۃ لحریم (باب الامامۃ) ۵۵۹/۱ ط سعید

کی صورت میں ہوتی بلکہ سیدوں پر اتباع شریعت کی ذمہ داری ان کے منصب کے عطا سے زیادہ ہوتی ہے اگر سید صاحب اپنے عہد کو پورا نہ کریں اور اپنی کوتاہی پر نام ہو کر توبہ نہ کریں تو لوگوں کو حق ہے کہ وہ ان کے پیچھے نماز پڑھیں اور دوسرا امام مقرر کر لیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

بطور دو افیون کھانے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص جس کی عمر اٹھتر ۸۷ سال ہے سولہ سال قبل پچپن میں مبتلا ہوا تھا عرصہ دراز تک علاج کرانے پر کوئی فائدہ نہیں ہوا تو حکیم صاحب نے افیون کھانے کا مشورہ دیا جب سے وہ افیون کھاتا ہے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۸۷ نذر الدین شعلہ چاندہ (سی پی) یکم رمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۵) اگر افیون کھانے کی وجہ سے حرکات و سکنات اور شعور و احساسات میں نقول آتا ہو تو امامت ناجائز ہے اور اگر یہ بات نہ ہو اور کھانا بھی رہ جائے علاج ہو تو امامت جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

جس نے سنتیں نہ پڑھی ہوں نماز پڑھا سکتا ہے

(سوال) جو امام فرضوں سے پیسے کی سنتیں لوانہ کرے اور نماز کے لئے کھڑا ہو جائے اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۶۶) اس کے پیچھے نماز تو ہو جاتی ہے مگر اسے ایسا بالضرورت کے کرنا نہ چاہیے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

پابند شریعت عالم کو امام بنانا افضل ہے

(المجید مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۷ء)

(سوال) زید پابند شریعت ہے اور مسائل سے واقف ہے دیندار اور متقی ہے امامت اور درس و تدریس مشغلہ ہے اور عمر و صاحب اکثر نماز نہیں پڑھتے عمر میں بڑے ہیں لیکن محصل مدرسہ ہیں اور اس بستی میں جتنا مسلمانوں کو قرض سودی دیا جاتا ہے اس کے محرر اور خیب ہیں امامت کے لئے ان دونوں میں سے کون بہتر ہے؟

(۱) وأولوہ بالعیہد بن العہد کان مسئلہ (بی اسرائیل : ۳۴)  
(۲) (احسن الفتاوی : ۲۸۶/۳ طبع سعید کمپنی حیدرآباد ۲۳۱ طبع ممتاز)

(جواب ۱۲۷) صورت مسئلہ میں زید امامت کا مستحق ہے اور عمر و جو نماز کا پابند بھی نہیں اس کی امامت مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ بن اللہ (۲)

استحقاق امامت کس کو ہے؟

(المجمیعہ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) -----

(جواب ۱۶۸) جو شخص نماز روزے کا پابند اور نماز روزے کے احکام سے واقف ہے وہ امامت کا مستحق ہے امامت کے لئے ذاتی صلاحیت و لیاقت چاہئے باپ و دادا سے امامت چلی آنے سے لازمی استحقاق حاصل نہیں ہوتا ہاں اگر خود بھی صلاحیت و اہلیت رکھتا ہو تو خاندانی امامت و ترجیح ہو سکتی ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) غلط پڑھنے والے کی اقتداء کا حکم

(۲) امام مسجد نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے

(المجمیعہ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک جامع مسجد میں باوجود امام مقررہ موجود ہونے کے ان کے حضوری میں متولی نے ایک ایسے شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دیا جو قرآن صحیح نہیں پڑھتا کہ اور قف میں فرق نہیں کرتا مدبور قصر کا لحاظ نہیں پیرا اثر مصلیٰ اس سے متفرک و کارہ ہیں اب اس نے نماز پڑھائی اور نماز میں سورئین کا پہلا رکوع پڑھا پس کثرت سے غلط فاحش سرزد ہوئے یہاں تک کہ لعن المسلمین کی جگہ لا من پڑھا اور حکیم کو حکم پڑھا خوشی الرحمن کی جگہ غشی الرحمن بالرحمن پڑھا مقتدیوں میں عالم محقق موجود تھے انہوں نے امام مقررہ سے نماز کو اعادہ کر لیا یہ اعادہ کرنا کیسا ہے؟

(جواب ۱۶۹) ایسے شخص نہ موجود گی میں جو قرآن شریف صحیح پڑھ سکتا ہے غلط پڑھنے والی کی امامت درست نہیں (۱) اگر کسی شخص سے سو اکوئی غلطی ہو جائے تو اس کا حکم جداگانہ ہے اور صورت مسئلہ کا حکم جدا ہے اس صورت میں یہ حکم نماز کا اعادہ کرنا صحیح تھا کیونکہ پہلی نماز درست نہیں ہوئی تھی امام معین کے سامنے بدولت اس کے لقن کے دوسرے شخص کا نماز پڑھانا بھی مکروہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) وکذا نکرہ حلف امر و شارب الخمر و اکل الربا الخ (الدر المختار بالإمامۃ ۵۶۲/۱ ط سعید)  
(۲) والأحق بالإمامۃ تقدیماً بل هذا الأعلیٰ بأحكام الصلاة فقط صحة و فساداً بشرط احتیاطه للفواحش الظاهرة  
البحر المختار باب الإمامۃ ۵۵۷/۱ ط سعید  
(۳) ولا غیر لألغى به أى بالألغى عی الأصح (الدر المختار باب الإمامۃ ۵۸۱/۱ ط سعید)  
(۴) وأعمى ان صاحب البیوت و مثله امام المسجد الراتب أولى بالإمامۃ من غیره مطلقاً الخ (الدر المختار باب الإمامۃ ۵۵۹/۱ ط سعید)

جس کی بیوی زانیہ ہو اس کی امامت

(المجمیعہ مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک شخص کی عورت غیر مرد کے ساتھ حکم نماز کرتی ہے خاوند کو بھی اس کا علم ہے ایسے شخص کو امام بنانا مقرر کرنا کیسا ہے؟

(جواب ۱۷۰) اگر یہ شخص اپنی عورت کو اس فعل شنیع سے منع کرتا ہو اور اس کو روکنے کی کوشش کرتا ہو مگر وہ باز آتی ہو تو یہ معذور ہے لیکن اگر منع نہ کرے اور نہ اس کو روکنے کی کوشش کرے تو یہ دیوث اور ب غیرت ہوگا اور اس کی امامت مکر وہ ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ناظرہ خواں کے پیچھے حافظ کی نماز درست ہے

(المجمیعہ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) ناظرہ خواں یا ناخواندہ امام کے پیچھے حافظ قرآن کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۷۱) ناظرہ خواں یا ناخواندہ امام جب کہ قرآن مجید صحیح پڑھتا ہو اور مسدات نماز کا ارتکاب نہ کرتا ہو اس کے پیچھے حافظ اور عالم کی نماز بھی ہو جاتی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

برص والے شخص کی امامت

(المجمیعہ مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک شخص مرض برص میں مبتلا ہے ہاتھ چہرہ اور جسم کے اکثر حصے پر سفید داغ سرفی مائل ہیں اطباء کہتے ہیں کہ یہ مرض جذام کی حد تک پہنچتا ہے کیا ایسے شخص کی امامت جائز ہے؟ کیا اس سے مصافحہ کر سکتے ہیں؟ کیا وہ مسجد کے حوض میں یا اونوں سے وضو کر سکتا ہے؟

(جواب ۱۷۲) مبروص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے البتہ جب برص اس حد تک ظاہر ہو جائے کہ مقتدیوں کو نفرت اور کراہت پیدا ہو تو اس کی امامت مکر وہ ہے (۲) حوض میں وضو کرنا جائز ہے کیونکہ برص میں ظاہری طور پر کوئی نجاست نہیں ہوتی صرف جلد پر دھبے ہوتے ہیں مسجد کے برتن بھی وہ وضو کے لئے استعمال کر سکتا ہے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ

(۱) فی فی التوبیر ”ویکثرہ الامۃ عدد و عمری و فسطح الخ (باب الإمامۃ ۱/ ۵۵۹ ط سعید)  
(۲) و اعلم ان صاحب البیت و منلہ امامہ المسجد الراتب اولی بالامامۃ من غیرہ مطلقاً (در مختار) و فی الشامیۃ  
وان کان غیرہ من الحاضریں هو أعلم و اقرباً (باب الإمامۃ ۱/ ۵۵۹ ط سعید)  
(۳) و کذا لکمرہ حلف امرؤ و امرؤ شاع مرصہ الخ و فی الشامیۃ ”والظہر ان العلۃ البصرۃ و کذا قید الاروص  
بالشیوع“ لیكون طاهرأ (باب الإمامۃ ۱/ ۵۶۲ ط سعید)

جولہ کے کو امام بنانا کیسا ہے؟

(المجمیعہ مورخہ ۱۹۳۸ء)

(سوال) فی زمانہ سید لوگ کہتے ہیں کہ جولہ کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور وہ خود بیچ وقتہ نماز لو نہیں کرتے اور جاہل و ناخواندہ ہیں اور قوم جو ابان میں حافظ عالم ہیں ان کے پیچھے جاہل سید نماز نہیں پڑھتے۔

(جواب ۱۷۳) جولہ کی امامت جائز ہے اور جب کہ وہ ہم و صلاح میں باقی لوگوں سے اچھا ہو تو اسی کو امام مقرر کرنا افضل ہے یہ خیال کہ سید کی نماز جولہ کے پیچھے نہیں ہوتی غلط ہے (۱) محمد کفایت اللہ خفر لہ

امام مسجد نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے

(المجمیعہ مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۳۲ء)

(سوال) ایک شخص امام ہوتا ہو کوئی غلطی کرتا ہے یا مسلمانوں میں نا اتفاقی ڈال رہا ہے بعض مسلمانوں کو اس پر بہت سے شکوک ہیں یعنی اس کے ایسے جرم ہیں جو کہ ظاہر ہیں اگر وہ امام جنازے کی نماز پڑھائے تو کیا اس امام کے پیچھے نماز جنازہ ہو سکتی ہے؟

(جواب ۱۷۴) اس امام کے وہ افعال لکھنا چاہیے تھے تاکہ معلوم ہوتا کہ وہ کس درجے کے جرم ہیں اور جب وہ جگہ نماز میں امامت کرتا ہے تو جنازے کی نماز بھی پڑھا سکتا ہے جو حکم ہجگانہ نمازوں میں امامت کا ہو گا وہی جنازے کی نماز میں امامت کا ہو گا (۲) محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ

ڈاڑھی کاٹنے والے کی امامت

(المجمیعہ مورخہ ۵ جولائی ۱۹۳۳ء)

(سوال) ہمارے شہر میں صرف ایک حفظ قرآن ہے لیکن اس کی ڈاڑھی ایک مشت سے سمجھ کم ہے کیونکہ وہ ڈاڑھی کو تراش لیتا ہے اس کے پیچھے تلوٹ پڑھتی جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۷۵) اگر دوسرا امام اس سے بہتر مل سکتا ہے تو اس کو امام نہ بنایا جائے یا ایک مشت ڈاڑھی رکھنے کے لئے اس کو کہا جائے اور وہ ڈاڑھی بڑھالے تو جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ

(۱) ولاحق مالا مامة تقديماً بالی صب الا علم بأحكام الصلوة فقط صحة و فساد بشرط اجتنابہ للفواحش الطاهرة والمحرار باب الإحاطة ۵۵۷/۱ ط سعید

(۲) أولی الناس بالصلاة علیه السلطان ثم امام الحی ثم المولیٰ هكذا فی الاکتار المنون (عالمگیریہ) باب الحادی والعشرون فی الحاضر ۱۶۳ ط ماجدہ کوئٹہ

(۳) ولا بأس بتف الشیب وحده أطراف الذیة والسنة فیها القیضة ولعابحرم علی الرجل قطع لحيته الخ (الدور المحتر) کتاب المحظر والإحاطة فصل فی البیح ۴۰۷/۶ ط سعید

(۱) تعزیہ بنانے والے کی امامت

(۲) سکریت منے والے اور محفل میلاد کرنے والے کی امامت

(سوال) (۱) ایک شخص امام مسجد اپنے ہاتھ سے تعزیہ بناتا ہے اور منع کرنے والے کو کہتا ہے کہ اس کی ممانعت قرآن مجید میں دکھائی دے گی اور امام مذکور پیشاب کے بعد ڈھیلہ بھی استعمال نہیں کرتا ہے کیا ایسے شخص کی امامت درست ہے؟

(۲) ایک دوسرا شخص امام مسجد محفل میلاد کی نعت خوانی میں باعقاد تشریف آوری رسول کریم ﷺ قیام کو واجب جانتا ہے اور سبزی سکریت بھی پیتا ہے اور نجومیوں کی جشن گویوں کے قبال تاریخ خسوف خسوف ہوگا وغیرہ کی تصدیق کرتا ہے تو ایسے شخص کی امامت یہی ہے؟

(جواب ۱۷۶) (۱) تعزیہ، نائل سنت و اجتماع کے نزدیک سخت گناہ ہے کہ اس میں امراف و تہذیر اور شرکیہ اعمال و اعتقادات شامل ہوتے ہیں اس لئے اس فعل کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے (۱)

(۲) قیام کو باعقاد و تشریف آوری آنحضرت ﷺ واجب جاننا جہالت اور ضلالت ہے حضور ﷺ کی تشریف آوری کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں اس فعل کے مرتکب کی امامت بھی مکروہ ہے کسوف خسوف کی خبر کو تجربہ کی بنا پر یہ سمجھنا کہ ممکن الوقوع ہے یہ غیب دہلی سے علیحدہ ہے اور یہ وجہ ممانعت امامت کی نہیں ہو سکتی (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

(۱) بذریعہ مشین ذبح کئے ہوئے بھرے کا گوشت پہنچنے والے کی امامت

(۲) قصاب کا امام بننا کیسا ہے؟

(۳) کچے چمڑے کے تاجر کی امامت

(۴) جس کی بیوی بے پردہ ہو اس کی امامت

(۵) نشہ خور اور گالی دینے والے کی امامت

(۶) جس امام سے مقتدی ناخوش ہوں اس کی امامت

(۷) فاسق و فاجر کی امامت کا حکم

(۸) فاسق و فاجر کا زبردستی امام بننا

(المجمیعہ مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) (۱) اگر ایک مسلمان حافظ قرآن بلو جو دین کے ضروری احکام سے واقفیت رکھنے کے غیر مسلم اقوام کے پاس بغرض جھگڑا یعنی گردن رنے کے لئے جانور (بکرو وغیرہ) بکھاتا ہو جب کہ اس کو علم ہے کہ وہ

جھٹھ کرے گا اور پھر صاف ہونے کے بعد ان کے پاس تول فروخت کرتا ہو یا زندہ بھراقت قیمت مقرر کر کے دے دیتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسے ہے؟ اس سے گوشت خرید کر کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) قصائی کا پیشہ اسلام میں کیسا ہے نیز یک قصاب کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جو خود ہی کھل اتارے خود ہی کو بچے اور اسی کو اپنا پیشہ بنائے یا وہ جماعت سے رواسکتا ہے؟ (۳) کچے چڑے کی تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو کیا کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ (۴) اگر کسی شخص کی عورت گانے والی ہو یا رانے نام پر وہ رتی ہو اس کی امامت کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۵) ایک شخص بد کلام ہے (گالی گلوچ دیتا ہے) اور بد حکم چنڈو گانچہ انیون وغیرہ میں سے کسی چیز کا نشہ کرتا ہے تو وہ اپنا جائز ہے یا نہیں؟ یا ایک شخص گنہ گیارہ سالہ ہے مگر تائب ہے مثلاً چوری کرنا سود خوری یا فوٹو کھینچنا ہے اس کی امامت کا حکم بھی نکلیں نیز ایک خانہ سال جو خزیر پکا کر انگریزوں کو کھلاتا ہے اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟ کیا ایسا قوی ایک مسلم جماعت یا انجمن کا صدر ہو سکتا ہے؟ (۶) ایسا شخص جس میں مذکورہ عیوب ہیں اور مقتدی اس کی امامت نہیں چاہتے لیکن ایک صاحب اقتدار شخص کے بل پر وہ جبرا امامت کرتا ہے اس کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۷) ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ نماز فاسق و فاجر کے پیچھے بھی ہو جاتی ہے فاسق کی تعریف کیا ہے؟ (۸) اگر کچھ مقتدی باوجود تمام باتوں کے علم کے اپنی ضد پر قائم رہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز سمجھتے رہیں تو ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(جواب ۱۷۷) (۱) اگر کوئی مسلمان کسی ایسے شخص کے ہاتھ بھرا پچ دے جو جھٹھ کرتا ہے تو یہ مسلمان گنہ گار نہیں ہوگا کیونکہ جھٹھ کرنا اس کا فعل نہیں ہے ہاں اگر اس کو یہ معلوم ہے کہ یہ جھٹھ کرے گا تو پھر بھرتے ہو اور فاسق دے تو گنہ گار نہیں پتہ جھٹھ کئے ہوئے بھرتے ہو گا گوشت پھینا مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے۔ پہلی صورت میں امامت جائز ہے اور دوسری صورت میں مکروہ ہے یعنی جب کہ وہ اپنا جانور جھٹھ کر اگر گوشت فروخت کرتا ہو۔ (۲) قصاب کا پیشہ اسلام میں جائز ہے اور قصاب کے پیچھے نماز بھی جائز ہے اگرچہ وہ خود کھانا کھاتا ہو اور گوشت فروخت کرتا ہو (۳) مذکورہ حلال جانوروں کے کچے چڑے کی تجارت جائز ہے ہاں غیر مذکورہ جانوروں کی کھال کی تجارت بعد دباغت جائز ہوتی ہے (۴) اگر یہ شخص اپنی عورت کے اس فعل سے راضی نہ ہو اور اس کو منع کرتا ہو تو اس کی امامت جائز ہے (۵) جو شخص بد

(۱) لا بأس مع العصر لمن بعده ان يتحد حمارا ومن اخره يتحد فيه بيت ناز او كيسة او معة او يباع فيه الحمار بالسواد فلا بأس به، وھذا كذب لکراهية فصل فی البيع: ۴۷۶: ۴ ط مكنہ شركة عمه ملتان)

(۲) ويحور الاستحجار على الذكاة لان المقصود بها قطع الاوداج الخ (عالمگیریۃ) كتاب لاحارۃ فصل فی المعصرات ۴: ۵۵۴: ۴ حادیہ کرہ

(۳) قال فی التوب و شرحہ - وحده مین قبل لدفع و بعده ای الدفع یباع و یسفع به الخ و فی اشامیہ رقمہ حد مینۃ قید بها لا یباع الا کانت مدوحه فباع لحمها او حدها حار لانه یظهر بالذکاة الخ (ب الیہ الناسدۃ ۷۳: ۵ ط سعید)

(۴) قال اللہ تعالیٰ: "ولا تزر وازرة وزر اخرى (سورۃ طہ ۱۸)

کلام دشنام و ہندو نشہ باز، دویا خلا، یہ گناہ کبیرہ کرتا ہو مثلاً چور زانی شراب خور ہو (اس کو فاسق کہتے ہیں) اس کی امامت مکروہ ہے اسی طرح فوٹو کھینچنے والے اور خنزیر پکا کر کھانے والے کی امامت بھی مکروہ ہے اور ان صفت کا شخص اس قبیل بھی نہیں کہ انجمن اسلامیہ کا صدر بنایا جائے صدر کوئی صالح و پارسہ ہو نا چاہیے (۶) جب کہ مقتدی جاثور پر لام صاحب کی امامت سے ناخوش ہوں تو لام صاحب کو نماز پڑھانی اور زبردستی امامت کرنی گناہ ہے (۷) فاسق و فاجر کے پیچھے نماز جائز ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ بغیر کراہت جائزے نماز ہو جاتی ہے مگر کراہت تحریر میہ کے ساتھ ہوتی ہے (۸) جو دو گ ایسے شخص کو امام بنانے پر اصرار کریں جس کی امامت ناجائز و مکروہ ہے وہ خدا کا ہیں اور اگر ان کی ضد جان بوجہ کر ہو تو وہ بھی فاسق ہو جائیں گے۔

اگر وہ شخص جس کی امامت مکروہ ہے زبردستی امامت کرے تو دوسرے خیال کے لوگوں کو چاہیے کہ دوسری مسجد میں نماز یا جماعت پڑھ لیں اگر کسی اسی مسجد میں دوسری جماعت قائم نہ کریں یا اسی امام کے پیچھے نماز پڑھ کر اعادہ کر لیا کریں (۱۰) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ

## کانے شخص کی امامت

(انجمیہ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) ایک شخص یک چشم ہے امامت کرتا ہے نصف قرن بھی ہے کیا اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے جب کہ دونوں آنکھوں والا مل سکتا ہے؟  
(جواب ۱۷۸) یک چشم کی امامت جائز ہے کوئی وجہ کراہت کی نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

## بلا وجہ شرعی امام کے پیچھے نماز کا ترک

(انجمیہ مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) زیر محض غلط فہمی سے اپنے محلہ کی مسجد کے امام سے لزومت سخت کا می و رہ تھوپائی تک پہنچ گئی

(۱) قال فی التوبیر "ویکرہ امامہ عبد و اعراسی و فاسق الح و فی الشامیۃ" بل مشی فی شرح السیۃ علی نہ کراہۃ تقدیمہ کراہۃ تحریم (باب الإمامۃ ۱/ ۵۵۹-۵۶۰ ط سعید)

(۲) ولو ام قوماً و ہم لہ کارہون ان الکراہۃ لفساد فیہ اولاً بہم احس بالامامۃ کرہ لہ تحریم الحدیث ابی داؤد "لا یقبل اللہ صلاۃ من تقدم قوماً و ہم لہ کارہون" (الدر المختار باب الإمامۃ ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(۳) قال فی التوبیر "ویکرہ امامۃ عبد و اعراسی و فاسق الح و فی الشامیۃ" بل مشی فی شرح المنیۃ علی نہ کراہۃ تقدیمہ کراہۃ تحریم (باب الإمامۃ ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(۴) یہ تمام امور زہریہ و شیبانیہ کے بعد مذکور ہیں کہ پیچھے نماز ہو پائی ہے وہی الیہر عن المحیط صلی خلف فاسق او مبتدع بال فضل الجساعۃ (رد المحتار باب الإمامۃ ۱/ ۵۶۲ ط سعید)

(۵) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۳/ ۳۹۳، ۳۹۴ ط مکتبہ امدادیہ منان)



تھی پچھلے ہو گیا جب سے زید نے امام مذکور کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی لوگوں نے اعتراض کیا تو زید نے کہا کہ میں نے مارنے کے واسطے ہاتھ اٹھایا تھا اس امام کے پیچھے نماز نہ ہوگی۔

(جواب ۱۷۹) زید کی یہ غلطی ہے اس کو امام سے معافی مانگنا چاہیے اور صفائی کر لینی چاہیے اور امام کے پیچھے نماز اس کی درست ہے معافی مانگتے اور صفائی کرنے سے پیسے بھی اور بعد میں بھی ۱۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بغیر عمامہ ٹوپی کے ساتھ نماز

(المجمیعہ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال ۱۸) جب ۳۵۳ھ کے مجموعیہ کے حوالہ و احکام میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ”بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھ کر نماز پڑھنی مکروہ ہوتی ہے“ اس جواب پر مندرجہ ذیل کتبوں کی عبارت سے شبہ ہو گیا ہے امید ہے کہ اس شبہ کو رفع فرمائیں گے شرح سفر السعادت مطبوعہ نولشور صفحہ ۴۳۶ ’مصفیٰ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں ہے۔ “اتن حضرت بیٹے گاہ عمامہ ہے گاہ فی پوشید گاہ بگاہ گاہ ہے عمامہ “اور مسند امام اعظم مطبوعہ اصح اربطان لکھنؤ صفحہ ۲۰۴ کے حاشیے پر ہے یہ حاشیہ مولانا محمد حسن سنہلی کا ہے۔ “رواہ الطبرانی عن ابن عمر امہ بیٹے کان یلبس قمیصہ بیضاء و فی روایۃ ابن عساکر عن عائشۃ کان لہ قمیصۃ بیضاء لا طینیۃ و فی روایۃ انہ کان یلبس القلانس تحت العمامہ و بغیر العمامہ و یلبس العمامہ بغیر قلانس الخ کذا قال القاری ۱۱)

(جواب ۱۸۰) عمامہ بغیر ٹوپی کے اور ٹوپی بغیر عمامہ کے پہننا جائز بنا کر اہت ہے اور ان دونوں صورتوں میں امامت بھی بنا کر اہت جائز ہے مجموعیہ میں جو فتویٰ ۸۱ جب کے پرچہ میں مولانا حبیب امر سلیمان کے قلم سے شائع ہوا ہے کہ ”بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھ کر نماز پڑھنی مکروہ ہے“ اس میں کراہت سے مراد محض خلاف لوٹی ہے نہ کراہت تحریریہ نہ تحریریہ ۱۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دوسرے مذہب والے کی اقتدا کا حکم

(المجمیعہ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۶ء)

(سوال) حنفی امام کی اقتدا کرتے ہوئے کسی شافعی مقتدی کو امام شافعی صاحب کے طریقے پر نماز پڑھنا جائز

(۱) ولو لم یقولوا: وهم لہ کما ہوں ان الکراہۃ للفساد فیہ . مکروہ لہ ذلك تحریماً وإن ہو احق لا والکراہۃ علیہم (التنبیر و شرح باب الإمامۃ ۱ ۵۵۹ ط سعید)

(۲) (مرقاۃ کتاب البیاس الفصل الثانی ۸ ۲۴۶ ط مکہ امدادیہ ملتان)

(۳) وقد ذکر و ان المسنح ان یصلی فی قمیص و زار و عمامۃ ولا بکروہ الاکتفاء بالقمیصۃ الخ (عمدة الرعاة علی هامش شرح الوفاۃ باب ما یفسد الصلاۃ وما بکروہ فیہا ۱ ۱۶۹ ط سعید کمپی کراچی)

ہے یا نہیں مشارف یدین اور آئین باکھر وغیرہ اسی طرح حنفی مقتدی شافعی امام کے پیچھے حنفی طریقے پر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۸۱) ہاں شافعی مقتدی حنفی امام کے پیچھے بھی یدین اور آئین باکھر پر عمل کر سکتا ہے اسی طرح حنفی مقتدی شافعی امام کے پیچھے اپنے طریق پر یعنی بغیر یدین اور بغیر آئین باکھر نماز پڑھ سکتا ہے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

امام کا مقتدیوں سے بلند جگہ پر کھڑا ہوتا  
(الجمعیت مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) اگر امام مقتدیوں سے چار یا چھ انگل اونچائی پر ہو تو نماز ہوتی ہے یا نہیں؟  
(جواب ۱۸۲) اگر امام دو چار انگل اونچی جگہ پر ہو تو نماز میں نقصان نہیں آتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مجاور کی امامت

(الجمعیت مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۷ء)

(سوال) اگر ایک مجاور ولی اللہ کا پیشوا کر رہا ہو تو اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟  
(جواب ۱۸۳) مجاور اگر کوئی شریک و بدعت کا کام نہ کرتا ہو تو اس کی امامت درست ہے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

پابندی سے نماز نہ پڑھنے والے کی امامت

(الجمعیت مورخہ ۵ جون ۱۹۳۷ء)

(سوال) (۱) زید ایک شرکی جامع مسجد کا امام اور کونسل کا ممبر بھی ہے جمعہ اور عیدین بھی پڑھاتا ہے مگر وہ ظہر عصر کی نماز نہیں پڑھتا اور جب کونسل میں جاتا ہے تو کئی وقت کی نمازیں غائب کر دیتا ہے۔  
(۲) ایک شخص ایک مسجد میں مؤذن ہے اور امامت بھی کر لیتا ہے جمعہ اور شیخ وقت نماز پڑھاتا ہے کیا اس کے پیچھے نماز صحیح ہو جاتی ہے۔

(۱) وکذا تکرر خلف أحمد (الی أن قال) ورواہ ابن ملث و مخالف كشافى: لكن في وتر البحر إن يفتن الموعظة له بكرة الخ و هي الشامية "وأما الافتداء بالمخالف في العروق كالشافعي فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلاة على اعتقاد المقتدى عليه الإجماع" (باب الإمامة ۱/ ۵۶۲، ۵۶۳ ط سعید)  
(۲) قال في التنوير و شرحه "وكرر ما عراده الإمام على الدكان للنبه بقدر الارتفاع بلواح ولا بأس بما دونه و قبل ما يقع به الامتناع وهو الاوجه (باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۲۴۹ ط سعید)  
(۳) قال في التنوير "وبكرة امامة عبد وعرسى و فاسق و مبتدع الخ" (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(جواب ۱۸۳) (۱) ترک نماز موجب فسق ہے اور فاسق و امام ہانا مکروہ ہے (۱)

(۲) ایک شخص مؤذن بھی ہو وہی امامت بھی کرے اس میں کوئی کراہت نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

پیش امام کی تعظیم و تکریم واجب ہے

(انصاریہ مورخ ۵ نومبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) پیش امام کا ستارہ ہے؟

(جواب ۱۸۵) پیش امام کی عزت و توقیر کرنی چاہیے اس کی بے عزتی اور توہین اور ہنگ کرنی منہ ہے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ لہ

## فصل دوم

### جماعت

مسجد میں تکرار جماعت کا حکم

(سوال) جماعت ثانیہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۸۶) جماعت ثانیہ اگر جماعت اولیٰ کی بیعت پر ہو اور ایسی مسجد میں ہو کہ جس میں جماعت معینہ

ہوتی ہے تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر یہ تہی بیعت ہو تو مکروہ تنزیہی ہے اور لفظ لا باس یا غلہ جواز مکروہ

تنزیہی کے معنی نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جماعت سے نہ ترک نماز پڑھنا

(سوال) ایک مسجد میں نماز فرض کی جماعت ہو رہی ہے وراپد دوسرا شخص جماعت ہونے کے وقت اپنی

انگ نماز پڑھنی شروع کر دیتا ہے یا نہ کر دیتا ہے جماعت میں داخل ہو سکتا ہے تو اس شخص کی نماز ہو گئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۵ میں اللہ طہ فدا رطل میں سئلہ۔ ۱۲ ربوہی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ ۴ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۸۷) نماز تو ہو جائے گی لیکن اگر وہ بلا عذر قصد جماعت کو چھوڑ کر عیدہ نماز پڑھتے گا تو ترک

۱. بصاحبات صفحہ گزشتہ

۲. الاختصار کون الإمامہ هو المودن (اندر المختار باب الاداء ۶۰۱ ط سعید)

۳. ویکوہ نکوہ الجماعة باذان و القامہ فی مسجد محله (در مختار) و فی الشامیہ: وقد مافی باب الاداء ۱۰۰

بی یوسف ابہ ۱۰۱ لہ تکن الجماعة علی الہنہ الاولی لا نکوہ و الا نکوہ و هو الصحیح و باب الامامہ مصد فی

تکرار الجماعۃ فی المسجد ۵۵۳ ط سعید

جماعت کا گناہ گار ہو گا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جماعت اعادہ میں نئے آنے والے کی شرکت درست نہیں

(سوال) فرض نماز کی جماعت میں امام صاحب سے واجب ترک ہو گیا اور تجدید سو بھی بھول گئے اس وجہ سے دوبارہ جماعت کی گئی دوبارہ ہونے والی جماعت میں کچھ نمازی جو پہلی جماعت میں شریک نہیں ہو سکے تھے شریک ہوئے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس گنجبلی نماز میں شریک ہونے والوں کی نماز ہو گئی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۳۵۵ محمد اختر خاں پٹانج دہلی۔ ۱۷ رجب الاول ۱۳۵۳ھ م ۳۰ جون ۱۹۳۴ء (جواب ۱۸۸) ان لوگوں کی نماز فرض ہوا نہیں ہوئی جو اعادہ والی نماز میں آکر شریک ہوئے اور پہلے وہ شریک جماعت نہ تھے۔ (۱۰) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جماعت میں عورتیں اور بچے کمال کھڑے ہوں؟

(سوال) (۱) جامع مسجد میں عیدین کی نماز پر اور رمضان المبارک کے بھرت نمازی ہونے پر جماعت کی صفیں دس بارہ اور بیس بچوں تک ہو جاتی ہیں حکم ہے کہ اول صف مردوں کی ان کے پیچھے لڑکوں کی ان کے پیچھے ختنی پھر عورتیں پھر لڑکیاں یہ توجب ہو سکتا ہے کہ شروع میں قسم وافر افراد موجود ہوں اور ہر قسم اپنی صف میں ختم ہو جائیں اور مرد ایک صف سے زیادہ نہ ہوں بچے وغیرہ تو زیادہ ہوتے ہی ہیں اگر مرد بہت زیادہ ہوں کچھ شروع میں آئے ہوں نہ ہوں اور اخیر تک آتے رہیں تو کیا لڑکوں کی صف نمبر دوسے بنانا کر پیچھے کرتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ مسجد سے برآمدے میں پہنچا دیں اور برآمدے سے صحن میں اور صحن سے اور بھی باہر۔ یا ایسے موقع پر ترتیب اور کوئی ہے؟

(۲) میں بچوں لڑکوں کو مسجد میں نماز کی عادت پڑنے کے لئے بھیجتا ہوں جب چند لڑکے جمع ہو جاتے ہیں تو جماعت میں گاہے بگاہے پڑتے ہیں ان پر بعد نماز آنکھیں بھی دکھائی جاتی ہیں کوئی جو شیلہ تھپھر بھی مار دیتا ہے، حض لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسجد میں نہ آکر وہ ہماری نمازیں خراب کرتے ہو کیا کیا جاوے؟

المستفتی نمبر ۳۶۶ نور محمد صاحب ہیڈ ماسٹر۔ جوڈہ ضلع کرنال ۱۷ یقعدہ ۱۳۵۳ھ ۱۱ فروری ۱۹۳۶ء (جواب ۱۸۹) (۱) یہ حکم ابتدا نماز کا ہے مگر عورتیں ہر حال مردوں کے پیچھے رہیں اگر درمیان نماز میں عورتیں کسی مرد سے آگے ہو جائیں تو ان مردوں کی نماز نہ ہوگی جو عورتوں سے پیچھے ہوں گے لڑکے

(۱) الجماعة سنة مؤكدة للرجال وقيل واحدة لمرئته نظير في الإناء تركهامة (الدر المختار) باب الإمامة ۵۵۴/۹ ط سعید

(۲) والمخار أمد جابر للأول لأن الفرض لا يتكرر (در مختار) وفي الشامية: "أي الفعل الثاني جابر للأول بمنزلة الجبر بسجود السجود والأول يحرر عن العهد وإن كان على وجه الكراهة على الأصح (باب صفة الصلاة مطلق واجبات الصلاة) ۵۷۹ ط سعید

در میان میں آجائیں تو نماز فاسد نہ ہوگی ایک ٹکڑا ہو تو مردوں کی صف کے بائیں طرف کھڑا ہو سکتا ہے دویا زیادہ ہوں تو ان کی صف علیحدہ پیچھے کر دی جائے گی (۱)

(۲) لوگوں کو نماز کے لئے مسجد میں مانا جائیے ان کی کسی شہرت اور ہنسی پر انہیں تنبیہ بھی کرنی چاہیے مگر سختی سے مارنا یا مسجد میں آنے سے روک دینا درست نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

### مرتب کبیرہ کی امامت کا حکم

(سوال) اگر کسی گاؤں میں ایک امام بہ عمل صحیح لوایتگی میں کمزور لیکن مفید صلوات نہ ہو نسبت صحیح مؤذن نسبت نیک عمل اگر ہمیشہ کے لئے اپنی علیحدہ پڑھتا رہے اس کے پیچھے پڑھنا اس کے اخلاق ذمہ داری اور لوایتگی قرائت کی کمزوری وار تکاب کبیرہ کی وجہ سے پسند نہیں کرتا گناہ گار ہو گیا نہیں؟

(جواب ۱۹۰) جماعت کو چھوڑ دینا مکروہ ہے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرے جس کی اقتداء جائز ہے ہاں ایسے امام کی اقتداء کرنا صحیح نہیں جس کی اقتداء ناجائز ہو (۱۰) محمد کفایت اللہ کان اللہ

### مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے

(سوال) جامع مسجد میں جہزی نماز کے ختم کے بعد لوگ سنتیں پڑھ رہے تھے اس وقت کچھ لوگوں نے آکر جماعت ثانیہ شروع کر دی اور قرائت بھی بلبلر کی ایسی حالت میں جماعت ثانیہ جائز ہے یا نہیں اور عموماً مساجد میں جماعت ثانیہ کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۹۷۷ سووی عبدالحق (میرٹھ)

۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۳ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹۱) یہ دوسری جماعت ایسی حالت میں کہ لوگ سنن و نوافل میں مشغول ہیں ایسے مقام پر پڑھنا اور ایسی طرح پڑھنا کہ لوگوں کی نمازوں میں خلل پڑے اس وجہ سے بھی مکروہ ہے کہ دوسرے نمازیوں کی نماز میں خلل انداز ہے اور اس وجہ سے بھی مکروہ ہے کہ مسجد محلہ میں تکرار جماعت مکروہ ہے مسجد محمد سے وہ مسجد مراد ہے جس میں بی وقت احترام سے جماعت ہوتی ہو (۱۰) محمد کفایت اللہ کان اللہ ذیل

(۱) قول فی التوبیر مع شرحہ "و یصف الرجال" لم یصلوا بعد تعدد ہم فلو و حد" دخل الصف" لم یحالی نہ النساء" (باب الإمامة) ۵۷۱/۱ ط سعید، و فی الشامیة "إن المرأة تغسل صلوة وحلی من جانبها واحد عن یسبها وواحد عن یدها" و کذا تغسل صلوة من خلفها الخ (باب الإمامة) ۵۷۳/۱ ط سعید

(۲) ان تار کیا آی الحمدۃ من عبر عدد یعر و ترد شہادۃ و یا لم الجیون بالنسکوت الخ (حلی کبیر فصل فی الإمامة ص ۵۰۰ ط سہیل اکدیمی لاہور پاکستان) گر دوسرے امام نے طے قرائت کے پیچھے پڑھ کر جانے و فی التوبیر عن المحیط صلی حلف فاسق او متدع نہ فضل الجماعة الخ (الدر المختار) باب الإمامة ۵۶۲/۱ ط سعید

(۳) و مقتضی هذا الاستدلال کراۃ التکرار فی مسجد المحمۃ ولو بدون اذان و یزیدہ مافی الظہیریۃ لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلی فیہ اهلہ یصلون واحدا و هو ظاهر الروایۃ (رد المحتار) باب الإمامة ۵۵۳/۱ ط سعید

## سوال مثل بالا

(سوال) ایک مسجد میں پیش لم مقرر ہیں نماز پہندی وقت کے ساتھ دہا جماعت ہوا کرتی ہے تاہم کچھ لوگ ایسے بھی آجایا کرتے ہیں جو جماعت ثانیہ کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں کیا جماعت لوٹی کے بعد ثانی جماعت بھی درست ہے یا الگ الگ؟ المفتی نمبر ۱۱۳۱ نصیر الدین صاحب (شائع رنگ پور)

۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹۲) جس مسجد میں باقاعدہ پہندی وقت کے ساتھ جماعت ہوتی ہو اس میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے اگر جماعت لوٹی کے بعد کچھ لوگ آجائیں تو وہ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ لیا کریں۔  
محمد کفایت اللہ کالان اللہ دہلی

## سوال مثل بالا

(سوال) ایک چھوٹی مسجد ہے جب ایک مرتبہ جماعت ہو چکی تو اسی مسجد میں دوبارہ جماعت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ المفتی نمبر ۱۱۶۲ شیخ شمس الدین (شائع میرٹھ)

۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۳۱ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب) از مولوی ابو محمد عبد الستار صاحب (صورت مرقومہ و مسئلہ بالا میں واضح ہے کہ شرعاً دوبارہ جماعت ہو سکتی ہے اور یہ سنت طاعت ہے کذا فی المسئلات فقط۔ ابو محمد عبد الستار غفرلہ الغفار  
(جواب) دوسری جماعت مسجد مذکور میں درست ہے۔ فقط واللہ اعلم حررہ و احمد اللہ سلمہ غفرلہ مدرس مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی۔ مورخہ ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ۔ الجواب صحیح مظفر احمد غفرلہ نائب امام مسجد فتح پوری دہلی

(جواب ۱۹۳) (از حضرت مفتی اعظم) اگر اس مسجد میں جماعت سے نماز ہونے کا انتظام ہے تو اس میں دوسری جماعت کرنی مکروہ ہے۔  
محمد کفایت اللہ کالان اللہ دہلی

مجذوم جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) مجذوم اپنے محلہ کی مسجد چھوڑ کر دیگر محلہ کی مسجد میں اگر نماز جماعت میں شریک ہو جاتا ہے اور صف میں مل کر سبکوں کے ساتھ نماز جماعت پڑھتا ہے خوف متعدی ہونے اس صلاہ کی نمازیوں کو اس کا جماعت میں شریک ہو نا دھوا کر کرتا ہے اس لئے اس کو شرکت جماعت سے اور مسجد میں آنے سے روکا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(۱) (ایضاً صفحہ گزشتہ حاشیہ ۳)

(۲) و مفتی هذا الاستدلال كراهة التكرار في مسجد المحلة الخ (شامية ۲۰۶، الامامة ۵۵۳/۱ طبع)

المستفتی نمبر ۱۳۹۱ محمد علی صاحب نذر کریمی دو خانہ (منسلق پینڈ) ۱۳ محرم ۱۳۵۶ھ ۲۸ مارچ ۱۹۳۷ء (جواب ۱۹۴) مجذوم کی مختلف حالتیں ہیں اگر جذم کا اثر زیادہ نہ ہو محض معمولی ہو اور لوگوں یعنی دوسرے دیکھنے والوں کو اس سے کراہت و نفرت کی ذہیت نہ ہوتی ہو تو ایسے مجذوم کو جماعت میں شریک ہونا جائز ہے اور اس کو روکنے و درست نہیں اور نہ ہماری لگ جانے کا خیال کوئی حقیقت نہیں رکھتا لیکن اگر مجذوم کی حالت زیادہ خراب ہو اور اس کو دیکھنے سے ہی طبعی طور پر نفرت پیدا ہوتی ہو یا اس کے بدن سے زخموں کی وجہ سے بھڑائی ہو یا اس کے زخموں سے رطوبت بہتی ہو اور مسجد کے لوٹے وغیرہ موٹ ہوتے ہوں یا فرش پر اجزائے رطوبات لگنے کا اندیشہ ہو تو ان صورتوں میں خود مجذوم پر لازم ہے کہ وہ مسجد میں نہ جائے ورنہ جماعت میں شریک نہ ہو اور اگر وہ نہ مانے تو لوگوں کو حق ہے کہ وہ اسے دخول مسجد اور شرکت جماعت سے روک دیں اور اس میں مسجد محمد اور مسجد غیر محلہ کا فرق نہیں ہے محلہ کی مسجد سے بھی رد کا جاسکتا ہے تو غیر محمدی مسجد سے بالادہ روئے کتاب نرنے اور یہ روکنہ صریح کے متعدد ہونے کے اعتقاد پر مبنی نہیں ہے بلکہ تقدیر کی شرعاً کوئی حقیقت نہیں ہے بعد نمازوں کی ایذا خوف لکویت مسجد یا عفت و فروعاً پر مبنی ہے۔)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لا یجلی

قعدہ اخیر میں ملنے والے کو جمعہ کا ثواب ملتا ہے

(سوال) آخری رکعت کے قعدہ میں جمعہ میں شامل ہونے سے جماعت کا ثواب ملتا ہے کہ نہیں؟

المستفتی مولوی محمد رفیق دہلوی

(جواب ۱۹۵) ہاں جماعت کا ثواب ملنے کی امید ہے۔) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا یجلی

اعادہ الی نماز میں نئے آنے والے شریک نہیں ہو سکتے

(سوال) امام سے واجب ترک ہو اس نے سجدہ سو نہیں کیا جب ان کو یاد دلایا گیا تو انہوں نے نماز کا اعادہ کیا اس کو ماننے والی نماز میں جو در لوگ آخر شریک ہوئے ہیں ان کی نماز ہو گئی یا نہیں؟

المستفتی مولوی محمد رفیق دہلوی

(جواب ۱۹۶) اس نماز میں دوسرے لوگ جو پہلی جمعہ میں شریک نہیں تھے شریک نہیں ہو سکتے اور

شریک ہوں گے تو ان کے فرض ادا نہ ہوں گے۔) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا یجلی

(۱) یومعہ وہ وکذا کل مؤد' ولو بسببہ (درمختار) و فی الشامیہ "و كذلك القصاب والسدك والمحدوم والارض اولی للاحق" ملح (باب ما یفسد الصلاۃ) ما یکرہ فیہ مصب فی الغرض فی المسجد ۶۶۱ ۶۶۲ ص (سعد) ۲۱ وکذا لو أدرك الشہد یکون مدرکاً لضعفها علی قویہم (رد المحتار) باب ادراۃ الفصلۃ ۵۶ ۲ ط سعد (۳) والمختار أنه حذر ثلاثاً لأن الغرض لا یتکثر (تنبیر مع الدر) و فی الشامیہ ای الفعل الثاني حذر ثلاثاً بمنزلة الجبر سجود لیسو وبالاولی یخرج عن العہدۃ وان کاد علی وحده الکراهۃ علی الاصح (باب صمد الصلاۃ مطلب و احیات الصلاۃ ۵۷ ۱ ط سعد)

امام چار رکعت پڑھ کر پانچویں کے لئے اٹھ گیا تو مقتدی کیا کریں؟  
(سوال) ظہر یا عصر کی نماز میں امام کو سوہو اور وہ چار رکعت پڑھ کر پانچویں کے لئے کھڑا ہو گیا اور مقتدیوں کو یاد ہے کہ یہ چوتھی رکعت ہے تو وہ بیٹھے ہیں یا امام کی اقتداء میں وہ بھی کھڑے ہو جائیں۔

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۱۹۷) مقتدیوں کو چاہیے کہ وہ سبحان اللہ کہہ کر امام کو تنبیہ کریں تاکہ وہ بھی بیٹھ جائے اور اگر ہو جو تنبیہ کے وہ نہ بیٹھے تو پھر مقتدی بھی کھڑے ہو جائیں ممکن ہے کہ امام سجدہ سو کر کے نماز پوری کرے اور سب کی نماز ہو جائے یہ جب کہ آخری قعدہ کر کے کھڑا ہو ہو ۱۱ محمد کفایت اللہ کالان اللہ لا ذلی

### صف اول کی فضیلت

(سوال ۱) کیا نماز میں صف اول میں کھڑے ہونے سے اور دوسری صف میں کھڑے ہونے سے ثواب میں فرق ہے۔ (۲) اور صف میں دائیں یا بائیں کھڑے ہونے میں کیا فرق ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۰۳ فرزند حق صاحب (برما) ۷ ایلقعدہ ۱۳۵۶ھ ۲۰ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۹۸) (۱) ایسی صف کا ثواب زیادہ ہے (۲) امام کے پیچھے کھڑا ہونا بہتر ہے پھر دائیں طرف (۱) محمد کفایت اللہ کالان اللہ لا ذلی

### مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم

(سوال) محلہ میں ایک مسجد ہے جس میں امام و مؤذن مقرر ہیں اور مصلحین بھی معین و معصوم ہیں وقت پر بانامہ نماز ہوتی ہے اور ہوتی چلی آتی ہے اب کچھ عرصہ سے بعض لوگوں نے علیحدہ جماعت ثانیہ کرنے کا راہ دیا ہے جو جماعت لوٹنے کی طرف بلا نامہ پانچویں وقت قیامت کے ساتھ با، التزام و تداعی اور پابندی وقت کے ساتھ ہو کر اسے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس قسم کی جماعت ثانیہ کرنا جائز ہے اور شریعت مقدمہ اور فقہ حنفی میں اس کی اجازت ہو سکتی ہے فقہ میں اگر کہیں جماعت ثانیہ کے لئے لا ماس یا لم یکن علی الہیئۃ الاولیٰ وغیرہ بیان کیا ہے اس سے جماعت ثانیہ اتفاقاً گاہ بگاہ مراوے یا بائدا فی وہا! تمام در مختار یہ فتویٰ نسیمی میں جو اجازت دی ہے تو کیا اس سے اس قسم کی اجازت مراوے۔

المستفتی نمبر ۲۲۶۸ فقہ عبدالجلیل خاں صاحب (برمی) ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۸ء

۱. وان قعد فی الرابعة مثلاً قدر التشهد لم قعد عادو سلم ولو سلم فانما صح' ثم الا صح ان القوم منظر ومن فان عاد لعود الخ (الدر المختار) باب سجود والسهو ۸۷/۲ ط سعید  
۲. والقیاد فی الصف الاربع فصل من الثانی و فی الثانی فصل من الثالث و الفصل مکان المأموم حیث یکون یقرب الی امام دون سائر الصف المصاحف فی بعض الإمام الخ (عالمگیریۃ) الباب الخامس فی الإمامة الفصل الخامس فی بیان مقام الإمام والسا موم ۸۹ ط جدیدہ کتبہ



(جواب ۱۹۹) جس مسجد میں کہ نیکو وقت جماعت اہتمام و انتظام سے ہوتی ہو اس میں امام ابو حنیفہؒ کے یہ ایک جماعت ثانیہ مکررہ ہے۔ تاکہ جماعت دراصل پہلی جماعت ہے اور مسجد میں ایک وقت کی فرض نماز کی ایک ہی جماعت مطلوب ہے حضور انور ﷺ کے زمانہ مبارک اور خلفائے اربعہ و صحابہ کرامؓ کے زمانوں میں مساجد میں صرف ایک ہی مرتبہ جماعت کا معمول تھا پہلی جماعت کے بعد پھر جماعت کرنے کا طریقہ اور رواج نہیں تھا دوسری جماعت کی اجازت دینے سے پہلی جماعت میں نمازیوں کی حاضری میں سستی پیدا ہوتی ہے اور جماعت لوٹی کی تسکین لازمی ہوتی ہے اس لئے جماعت ثانیہ کو حضرت امام صاحبؒ نے مکررہ فرمایا اور اجازت نہ دی اور جن ائمہ نے اجازت دی انہوں نے بھی اتفاقی طور پر جماعت لوٹی سے رو جانے والوں کو اس شرط سے اجازت دی کہ وہ اذان و اقامت کا اعادہ نہ کریں اور پہلی جماعت کی جگہ بھی چھوڑ دیں تو خیر پڑھ لیں لیکن روزانہ دوسری جماعت مقبور کر لینا اور اہتمام کے ساتھ اس کو ادا کرنا اور اس کے لئے تداعی یعنی دو گونہ و بلا ناظر ترغیب دینا یہ تو کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں نہ اس کے لئے کوئی فقہی عہدیت و دلیل مل سکتی ہے یہ تو قطعاً ممنوع اور مکروہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدی

(۱) سلام لول کے بعد اقتداء درست نہیں

(۲) بدعتی شخص کی اقتداء کا حکم

(سوال ۱) مقتدی یہ نیت اقتداء صرف تکبیر تحریمہ ہی کہنے پایا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو کیا مقتدی اس تحریمہ سے اپنی نماز پوری کرے یا بدعتی اور انفرادی نیت کر کے تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرے۔

(۲) اگر پیش امام رسول بدعتی ہو وہ اپنی نماز تکمیل سوم و چہلم و مولود جو لحوق فسوات سے خالی نہیں اعتقاد موجب حصول اجر و ثواب اور داخل دین جانتا ہو۔ اس کی اقتداء میں کیا نماز بلا کر است ہو جاتی ہے یا مکروہ مکروہ تحریمی ہے کیا واجب! عا۔ ہے۔

المستفتی نمبر ۲۳۲۹ مولوی محمد ابراہیم صاحب (گورکھ پور) ۲۲ شوال ۱۳۵۵ھ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۸ء (جواب ۲۰۰) (۱) اگر سلام سے پہلے مقتدی نے تکبیر تحریمہ ختم کر لی تھی تو وہ نماز میں شریک ہو گیا اور اسی نماز کو پورا کر لے (۲) ایسے امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے مگر بجاہت۔ ایسی نماز واجب! عا۔ نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدی

(۱) قال في الدر المختار "وبكره تكرار الجماعة في مسجد محلة" الخ وفي الشامية "ومقتضى هذا الاستدلال كراهة التكرار في مسجد محلة ولو بدون أذان" ويزيده في الظهير "لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه أحد يصلون واحدنا الخ" (باب الإمامة ۵۵۲/۱ ط سعيه)

(۲) قال في الدر المختار "و تنقضي قدوة بالأول قبل عليكم على المشهور عدد، وعليه الشافعية" الخ وفي الشامية "أي بالسلام الأول قال في المنحسب الإمام إذا فرغ من صلاته فإذا قال السلام جاء رجل واقتدى به قبل أن يقول عليكم لا يصير داخلًا في صلاته" الخ (باب صفة الصورة ۶۸ ط سعيه)

(۳) قال في التنبير "وبكره إمامة عدد وأعرابي وفاسق وسدع الخ" صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فصل الجماعة (الدر المختار) باب الإمامة ۵۵۹ ط سعيه

عورتوں کی الگ جماعت جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) (الف) انگریزی تعلیم یافتہ عورتوں کی ایک جماعت نے پوری آزادی کے ساتھ احادیث کریمہ مردوں کی طرح ایک بڑی جماعت میں ہر عید کی نماز قائم کرنی چاہی اور ایک اجنبی مرد کو پیش امام کر کے نماز پڑھ لی علمائے وقت نے عدم جواز کے فتوے دیئے مگر نہ مانیں کیا یہ کوئی شرعی نماز ہوگی نیز ان کا یہ فعل کیا احداث فی الدین نہ ہوگا اور ایسی عورتوں کو شرعاً کیا کتنا چاہیے؟

(ب) ان کے مشیر کار مردوں کا یہ دعویٰ ہے کہ حدیث نبوی میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا نماز میں شریک ہونا ثابت ہے تو کیا اس وقت زمانہ کی ضرورت کے مطابق فقہائے اہل سنت و جماعت کے ہم اجتہاد نہیں کر سکتے کہ عورتوں کو بھی مردوں کی طرح جماعت سے نماز عید اور آگے کی آزادی دی جائے ایسے لوگوں کو شرعاً کیا کتنا چاہیے۔

المستفتی نمبر ۲۳۵۹ عبد الرشید صاحب (تکال) ۱۶ محرم ۱۳۵۸ھ ۸ مارچ ۱۹۳۹ء  
(جواب ۲۰۱) صرف عورتوں کی علیحدہ اور مستقل جماعت قائم کرنا بے اصل اور بے ثبوت ہے اس کو بدعت کتنا صحیح ہے حضور ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کو عید کی نماز میں مردوں کی جماعت میں شامل ہونے کی اجازت بلکہ تاکید تھی عورتوں کو مردوں کے پیچھے کھڑے ہونے کی تاکید تھی لیکن حضور اکرم ﷺ کے عہد مبارک کے بعد صحابہ کرام نے عورتوں کو جماعت میں آنے سے ممانعت کی۔ فقہائے کرام نے بھی زمانہ کی حالت اور لوگوں کی اخلاق کی کیفیت بدل جانے کی وجہ سے ممانعت کو درست سمجھا۔

اب اگر عورتیں نہ مانیں تو وہی صورت اختیار کرنی چاہیے جو حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں تھی یعنی عورتیں مردوں کی جماعت میں شریک ہو جائیں ہاں ایسا انتظام کر دیا جائے کہ عورتوں اور مردوں کا اختلاط نہ ہو عورتوں کی صفیں مردوں کے پیچھے اور علیحدہ ہوں۔ محمد کفایت اندکان اندلہ دہلی

امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے

(سوال) (۱) مینہ المصلیٰ وکنز الدقائق۔ شرح وقایہ وغیرہ کتب میں امام کا محراب میں کھڑے ہونا نماز پڑھنا مکروہ تحریمی میں سے لکھا ہے کہ اس میں مشابہت اہل کتاب کے ساتھ ہے اس لئے اس میں نماز مکروہ ہے۔

(۲) مرآۃ جلد اول ص ۳۷۳ میں حضرت علامہ علی قاری مرحوم فرماتے ہیں۔ ان المحارب فی

المساجد محدثہ اول من احدثہ عمر بن عبدالعزیز فی امارۃ الولید ومن ثم کرہ جمع من

(۱) ویکرہ تحریمہا جماعۃ النساء ولو فی الترویج ویکرہ حضورہن الجماعۃ ولو لجمعہ و عید و عطا و لو عجز لیل علی المذہب المفتی لحدیث الثرمذی ودر المسحور باب الإمامۃ ۵۶۵ و ۵۶۶ ط سعید و فی نسویر و صف الرجال نہ القب نہ لحنی نہ النساء باب الإمامۃ ۵۷۱ ط سعید

السلف اتخاذها والصلوة فيها (مرقۃ باب السجود ومواضع الصلاة ص ۳۶ ج ۲ مکتبہ حبیبہ کونزہ پاکستان)

اور مولانا عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی فتویٰ جلدوں میں فرماتے ہیں۔ المسجد الشریف لم یکن له محراب فی عہدہ ﷺ ولا فی زمن الخلفاء انتہی۔ اسی طرح سفر اسحابت ۲۷ ج ۲ القلوب میں ہے۔

(۳) عون المعبود میں شیخان بہرہ سے نقل کیا گیا ہے۔ بنی المحارب فی المساجد من لدن رسول اللہ ﷺ وایضاً لا یکرہ الصلوٰۃ فی المحارب ومن ذهب الی الکراہۃ فعلیہ البیتۃ (عون المعبود کتاب الصلوٰۃ باب فی کراہیۃ البزاق فی المسجد ص ۱۴۶ ج ۲ ط دار الفکر بیروت)

جناب سے جواب طلب امر یہ ہے کہ زید عبارت اول و دوم سے محراب کا بنانا اور اس میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی بتاتا ہے اور بحر عبارت نمبر سوم سے محراب کا بنانا اور اس میں نماز پڑھنا مسنون ثمت کرتا ہے دونوں میں سے کون حق پر ہے درمستی یہ قول مذہب حنفیہ میں کون ہے۔

المستفتی نمبر ۲۵۹۴ شہر احمد یونہ پور۔ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ ۲۲ اپریل ۱۹۴۰ء (جواب ۲۰۲) صحیح یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں مسجد نبوی میں محراب نہ تھی اور یہ بھی محقق ہے کہ صحابہ کرامؓ کے زمانے میں مساجد میں محرابیں نہ تھیں پس بناء محارب کو ناجائز اور بدعت بتانا درست نہیں اور محراب میں نماز پڑھنا جائز ہے ہاں امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے اور کراہت کی وجہ یا تشہد یا سوویا انتفاء حال امام ہے یہ نہیں ہے کہ محراب بدعت ہے اگر امام کے قدم محراب سے باہر ہوں تو پھر مکروہ نہیں ہے۔ قال فی البحر الرائق . وجہۃ الکعبۃ تعرف بالدلیل والدلیل فی الامصار والقری المحارب الی نصبھا الصحابة والتابعون رضی اللہ عنہم فعلمنا اتباعہم فی استقبال المحارب المنصوبۃ الخ ۱۱ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدنہ دلی

گھر میں نماز پڑھنے والے پر وعید (سوال) حضور اکرم ﷺ کی حدیث مبارک ہے کہ جس وقت بہت سے آدمی نماز جمعہ کو نہیں آتے تھے تو اس وقت حضور اکرم ﷺ نے یوں فرمایا تھا کہ اگر اس وقت میری جگہ کوئی دوسرا آدمی پیش امام ہوتا تو میں جو نماز جمعہ پڑھنے کو نہیں آئے ان گھروں کو جا کر آگ لگا دوں یہ حدیث مبارک صحیح ہے یا نہیں اور ایک شخص یساں پر یوں کہتے ہیں کہ حضور جناب ﷺ رحمۃ اللعالمین ہیں ایسا اپنی زبان سے نہیں کہہ سکتے پس نہ کورہا! حدیث مبارک صحیح ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۶۴۴ سید احمد علی صاحب ضلع ملتان۔ ۱۰ رجب ۱۳۵۹ھ ۱۵ اگست ۱۹۴۰ء  
(جواب ۲۰۳) بخاری شریف میں یہ حدیث ہے۔ لقد هممت ان امر المؤمنون فیکم ثم امر رجلا  
یوم الناس ثم اخذ شعلا من نارفا حرق علی من لا یخرج الی الصلوٰۃ بعد ۱۰ یعنی آنحضرت ﷺ  
نے فرمایا کہ یتیمین میں نے لڑوہ کیا کہ مؤذن کو حکم کروں کہ وہ اقامت کے فور کسی شخص کو حکم کروں کہ وہ نماز  
پڑھاوے اور پھر میں آگ کے شعلے لیکر جاؤں اور جو لوگ بھی تک نماز کے لئے نہیں نکلے ان کے گھروں  
کو آگ لگا دوں اکثر روایت میں یہ فرمان عشائی نماز کے متعلق ہے اور بعض روایات میں جمعہ کے متعلق۔  
اور یہ بات رحمتہ للعالمین کے خلاف نہیں ہے جیسے کہ خدا کا ناناہ گاروں اور کافروں کو جہنم میں ڈالنا  
اس کے ارحم الراحمین ہونے کے خلاف نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ۷ دہلی

### عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے

(سوال) ایک عورت مدرس قرآن مجید کرتی ہے اور ایک لڑکی بالغہ کو حفظ قرآن کر یا اس عورت مغلہ کا  
خیال ہوا کہ رات کو نماز تراویح کی جماعت اپنے گھر میں شروع کروں تاکہ دیگر عورتیں بھی آجائیں گی اور  
لڑکی کا ختم بھی ہو جائے گا چنانچہ گزشتہ سال نماز تراویح کی جماعت اپنے مکان میں جو کہ حویلی کے اندر ہے  
پڑھتی رہی ہیں اور بڑی جماعت ہو جاتی ہے اسی طرح اس سال میں بھی دوسری لڑکی سے نماز تراویح میں  
قرآن سننا شروع کر دیا ہے اندر مکان کے باہر جماعت پڑھتی ہیں کافی عورتیں جمع ہو جاتی ہیں جو لہم ہوتی ہیں وہ  
درمیان میں کھڑی ہو جاتی ہے آیا ان کا یہ طرز عمل جائز ہے یا مکروہ تحریمی ہے اگر مکروہ ہے تو ان کے عمل کو  
بائکل بند کر دیا جائے یا کہ جائز مع انکراہت عمل کو کسی مصلحت کی بنا پر جاری رکھا جائے۔

المستفتی نمبر ۲۶۵۵ ضمیمہ غلام رسول صاحب (ملتان) ۱۵ اشوال ۱۳۵۹ھ ۶ نومبر ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۰۴) حنفیہ کے نزدیک عورتوں کی جماعت مکروہ ہے کیونکہ قرون اولیٰ میں اس کا طریقہ جاری  
نہیں کیا گیا پس حنفیہ کے لئے تو اس طریقہ کا اختیار نہ صحیح نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ ۷ دہلی

### (اشکال بر جواب بالا)

غریب نواز ہمارے حنفی ہی فرماتے ہیں کہ جائز یا کراہت ہے چنانچہ مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ  
اللہ علیہ شرح وقایہ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں (۲) کما یکرہ جماعة النساء وحذہن سواء کان فی  
الفرض او النفل وعللوه بانہا لا یخلو عن ارتکاب ممنوع وهو قیام الامام وسط الصلوة  
لا یخفی ضعفہ بل ضعف جمیع ما وجہوا بہ الکراہۃ کما حققناہ فی تحفة النبلاء الفناء فی

(۱) (باب فضل الجماعة) ۱/ ۹۰ طہذبی کتب خانہ کراچی

(۲) وبکرہ تحریمہ جماعة النساء ولو فی التراویح والدر المختار باب الإمامة ۱/ ۵۶۶ ط سعید

(۳) حاشیہ شرح الوقایہ باب الجماعة ۱/ ۱۵۳ ط سعید کمپی

مسئله جماعۃ النساء و ذکرنا هناك ان الحق عدم الکراهۃ کیف لا وقد امت بهن ام سلمۃ وعائشۃ فی التراویح وفي العرض کما اخرجہ ۱، ابن ابی شیبۃ وغیرہ و امت ام ورقۃ فی عہد النبی ﷺ بامرہ کما اخرجہ ابو داؤد ۲، انتہی . حاشیہ ۲۱ مؤرخ محمدؒ میں امامت حضرت عائشہؓ کی تراویح میں نقل فرمائی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خیر القرون میں مروج تھی۔

(جواب ۲۰۵) میں نے حنفیہ کے مذہب کے مطابق جواب لکھا تھا مولانا عبدالحی نور اللہ مرقدہؒ کی عبارت سے جو آپ نے نقل کی ہے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حنفیہ کا مذہب کراہت جماعت نساء کا ہے مولانا نے اس مسلک پر اعتراض کیا ہے اور بالکل کراہت کو ضعیف تا کہ عدم کراہت کو حق کہتا ہے یہ ان کی رائے حنفیہ کے خلاف ہے میں خود بھی ان کی رائے کو قوی سمجھتا ہوں لیکن فتویٰ حنفی فقہ کے موافق دے سکتا ہوں ہر ایہ عرض کر دوں کہ خاص خاص صحابیات نے جماعت سے نماز پڑھ لی یا پڑھا دی تو اس نے میرا یہ لکھنا کہ قرون لوئی میں عورتوں کی جماعت کا رواج نہیں تھا غلط نہیں بلکہ وہ باوجود اس بات کو مان لینے کے کہ بعض صحابیات نے جماعت کر لی حالہ قائم اور صحیح ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے

(۲) صرف ٹوپی کے ساتھ نماز جائز ہے

(سوال) مسجد میں جماعت سے نماز ہو گئی بعد میں چند آدمی اور آگئے تو جماعت غائبہ کا کیا حکم ہے؟ یا علیحدہ علیحدہ لو لائی جائے؟ (۲) امام صاحب ٹوپی پہن کر نماز پڑھائیں تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۲۷۲ شیخ اعظم شیخ معظم (دھولیہ ضلع مغربی خاندیس)

۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۰۶) جس مسجد میں نماز کا باقاعدہ انتظام اور التزام ہو اس میں دوسری جماعت کرنا مکروہ ہے اگر جماعت اونٹنی کے بعد کچھ لوگ آجائیں تو وہ اپنی اپنی نماز علیحدہ علیحدہ پڑھیں (۱)، ٹوپی پہن کر امامت کرنا باکراہت جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) (کتاب الصلوات المرأة تزم النساء ۱۰ ۴۳۰ ط دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

(۲) (ابو داؤد باب امامۃ النساء ۹۴۰۶ ط مکتبہ امدادیۃ ملتان)

(۳) (باب قیام شہر رمضان ص ۱۴۳ ط نور محمد کتب خانہ کراچی)

(۴) ویکرہ تکرار الجماعۃ فی مسجد محلۃ الخ (درمختار) و فی الشامیہ "و مقتضی هذا الاستدلال کراہۃ التکرار فی مسجد المحلۃ ولو بذور اذان و یؤیدہ ما فی الطہیریۃ لودخل جماعۃ المسجد بعد ما صلی فیہ اعلہ یصلون وحدهما الخ (باب الامامۃ ۱ ۵۵۲ ط سعید)

(۵) وقد ذکرنا ان المستحب ان یصلی فی قمیص وازر و عمامۃ ولا یکرہ الاکھاء بالقبسۃ الخ (عمدۃ الرعایۃ علی ہدای شرح الوقایۃ باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۱/۱۶۹ ط سعید)

مقتدی نے زید کی نیت کی بعد میں معلوم ہوا کہ بحر تھا تو نماز نہیں ہوئی

(سوال) عالمگیری میں ہے نیت اقتدا میں یہ ضروری نہیں کہ امام کون ہے زید ہے عمرو ہے اگر یہ نیت کی کہ اس امام کے پیچھے اور اس کی نیت میں وہ زید ہے بعد کو معلوم ہوا کہ وہ عمرو ہے تو اقتدا صحیح ہے اور اگر اس شخص کی نیت نہ کی بلکہ یہ کم از کم کی اقتدا کرتا ہوں بعد کو معلوم ہوا کہ عمرو ہے تو صحیح نہیں عالمگیری یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط؟

المستفتی نظیر الدین امیر الدین۔ سمیرہ ضلع مشرقی خاندن

(جواب ۲۰۷) جب اس شخص کی اقتدا کی نیت کی جو نماز پڑھا رہا ہے تو نماز ہو جائے گی خواہ مقتدی کو یہ علم ہو کہ وہ کون ہے یا نہ ہو یا اس کو وہ خود زید سمجھ رہا تھا حالانکہ وہ عمرو تھا ان سب صورتوں میں نماز ہو جائے گی لیکن اگر مقتدی نے امامت کرنے والے شخص کی اقتدا کی نیت نہ کی بلکہ پہلے سے یہ نیت کی کہ زید کی اقتدا کرتا ہوں اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ عمرو تھا تو زید کی نیت کرنے والے کی نماز نہ ہوگی (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دلی

امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے

(سوال) متعلقہ قیام امام محراب

(جواب ۲۰۸) اگر امام محراب میں کھڑا ہو اور مقتدی باہر ہوں تو نماز مکروہ ہوتی ہے ہاں امام کے قدم محراب سے باہر ہوں تو نماز درست ہوگی (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہونا مکروہ ہے

(سوال) نمازی کو صف سے علیحدہ تھا کھڑا ہونا بدو یکہ صف میں فرجہ نہیں ہے مکروہ ہے یا کیا؟ (جواب ۲۰۹) صف کے بعد اکیلا کھڑا ہونا مکروہ ہے اس شخص کو چاہیے کہ اگلی صف میں سے ایک آدمی کو اپنے ساتھ کھڑا کرنے کے لئے لے لے ہاں اس کا لحاظ رکھے کہ کسی واقف کار کو لے تاکہ نماز میں حراست کی صورت پیدا نہ ہو جائے (۱) واللہ اعلم بالصواب۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دلی

(۱) ولو بوی الاقضاء بالامام اولم يحضر بانه انه زيد او عمرو او يرى انه زيد فاذا هو عمرو وصح القضاء فإذ لا نوى الاقضاء بريد فاذا هو عمرو لم يحضر كذا في التبيين (عالمگیری) فصل في البية ۶۷/۱ مكنه ماجدیه كونه (۲) وكروه. وقيام الامام في المحراب لا مسجود فيه ولا فداه خارج. لأن العرة للقدم الخ (التنوير و شرحه باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۶۴۵/۱ ط سعید) (۳) قال في الشاميه. "وان وجد في الصف فرجة سدها ولا ينتظر حتى يبعثي آخر يففان خلفه وإن لم يبعثي حتى ركب الإمام يمتار أعلم الناس بهذه المسئلة فيجد به ويقفان خلفه الخ (باب الامامة ۵۶۸/۱ ط سعید)

## (۱) مسجد کی بالائی منزل پر جماعت کرنا

(۲) کوروں کے درمیان صف بنانا

(سوال) (۱) مسجد میں نیچے نماز پڑھنا بہتر ہے یا اوپر؟ چند نمازی کہتے ہیں کہ جب لوہر بھی باقاعدہ مسجد و محراب بنی ہوئی ہے تو اوپر بھی نماز پڑھنے کا ثواب اتنا ہی ہے جتنا نیچے کا۔

(۲) بڑی جماعت میں تیسہ سی پینچو بھی صف میں لوگ جگہ تم ہونے کی وجہ سے دروں کے بیچ میں نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں کیونکہ لوگوں کی نماز ہو جاتی ہے؟

(جواب ۲۱۰) (۱) اگر لوہر بھی مسجد بنی ہوئی ہے تو نیچے یا اوپر نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر لوہر مسجد نہ بنی ہو یعنی محراب نہ ہو تو فرض کی جماعت نیچے پڑھیں سنتیں اور نوافل لوہر پڑھ سکتے ہیں ۱۱

(۲) دروں کے درمیان کھڑے ہونے والوں کی نماز ہو جاتی ہے ۱۲ محمد کفایت اللہ کا لفظ اللہ

جہاں امام مقرر ہو وہاں جماعت ثانیہ کا حکم

(۱۰۱۹۲ مکی ۲ مئی ۱۹۷۲ء)

(سوال) ایک مسجد میں امام مقرر نہ ہونے پر وقتہ جماعت دینی ہے اس میں جماعت ثانی کے واسطے کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۱۱) ایسی مسجد میں جماعت ثانیہ ضرور ہے ۱۳ محمد کفایت اللہ کا لفظ اللہ

صحیح مسجد میں نماز کا حکم

(۱۰۱۹۲ موری ۲۶ نومبر ۱۹۷۲ء)

(سوال) ایک مسجد کے متولی صاحبان نے مسجد کی خدمت کے لئے ایک شخص مسلمان کو تنخواہ مقرر کر کے رکھ دیا ہے یہ شرط ہے کہ مسجد کو خوب صاف رکھنا اور مسجد کی حفاظت کرنا اور جب نماز کی جماعت مسجد میں کھڑی ہووے اس وقت تم جو تہاں مصلیوں کے رکھے جاتے ہیں اس کے قریب کھڑے ہو کر نماز پڑھنا اور اگر ناچنا نیچے موافق اس شرط کے وہ نماز جماعت سے بہت دور بلکہ مسجد سے باہر جوتیوں کے نزدیک جماعت خدمت سے علیحدہ کھڑا ہو کر یا جماعت نماز کو آگے ہے ایسی صورت میں اس خدمت کی نماز میں کوئی خلل واقع ہو سکتا ہے یا نہیں؟

۱، الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ و بہذ إذا اشتد انحر یکرہ ان یصلوا بالجماعة فوقہ إلا إذا ضاق لسمجد فحسد لا یکرہ الصعود علی سطحہ للضرورة الخ (عالمگیری) کتاب الکراہیۃ الباب الخامس فی اداب المسجد الخ: ۳۲۲ ط سعید

۲، ولا یستطاف بین الاسطوانات غیر مکروہ لانه صف فی حق کل فریق (مبسوط) باب الجمعد ۳۵۲ ط بیروت لدن

۳، ویکرہ لکراو الجماعة فی مسجد، محمۃ الخ (الدر المحذر) باب الامامة ۵۵۲/۱ ط سعید

(جواب ۲۱۲) اگر یہ شخص مسجد کے باہر ہو تو اس کی اقتدا صحیح نہ ہوگی اور مسجد کے کسی حصے میں ہو تو قدرے تو صحیح ہو جائے گی مگر علیحدہ تہہ ہو جانے کی وجہ سے کراہت ہوگی اس کے ساتھ کوئی اور بھی دو ایک آدمی کھڑے ہو جائیں تو کراہت بھی جاتی رہے گی اگر اس کام پر کسی غیر مسلم کو رکھا جائے تو نہ ہر دو کا، محمد کفایت اللہ کا نائدہ۔

صف میں جگہ نہ ہو تو آنے والا کہاں کھڑا ہو؟

(مجموعہ مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۳۱ء)

(سوال) نماز باجماعت ہو رہی ہے کسی طرف جگہ نہیں ملتا ہے تو آنے والا اگلی صف میں بیٹھ جائے یا آوی کو نکالے گا یا دائیں سے؟ اگر باہر سے آنے والے کو بائیں والے پر یہ شک ہے کہ شاید یہ شخص واقف ہے یا نہیں اور دائیں والے سے واقف ہے کہ یہ جانتا ہے تو کس کو نکالے گا؟ پھر اگر دونوں کو نہیں دیکھ سکتا تو ایسے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر اس نے کسی طرف سے آوی وہاں لیا ہے تو پھر پیش میں کھینچ کر لے جائے یا وہیں پر دونوں کے پیچھے کی صف میں کھڑے ہو جائیں؟ کتنی رعت تک وہ پیچھے کھینچ سکتا ہے؟

(جواب ۲۱۳) آنے والا صف کے دائیں بائیں جانب سے جس طرف ایسا آوی ہو جو اشارہ یا نہایت ہٹائے ایک کو لے کر وہیں پر پیچھے دونوں کھڑے ہو جائیں اسے کھینچ کر درمیان میں نہ لائے اگر دونوں طرف ایسا آوی نہ ہو تو تنہا پیچھے کھڑا ہو جائے رعت پکی ہو یا دوسری یہ تیسری یا چوتھی کا حکم یہی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کا نائدہ۔

## جماعت ثانیہ کا حکم

(مجموعہ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) جماعت ثانیہ (ایسی مسجد میں جس میں نماز کے اوقات مقرر ہو مؤذن و امام، موزیں اور جماعت میں شریک ہونے والے یہ مسجد میں نماز پڑھنے والے اکثر حضرات مقتدی ہوتے ہیں) پر نذر ہے یا نہیں؟ عدم شرکت جماعت کی وجہ سے اگر کوئی شرعی مجبوری یہ عدم اعلان خوان ہو تو ایسی صورت میں جماعت ثانیہ کی اجازت ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۱۴) جس مسجد میں بیگانہ جماعت مقرر ہو تو اوقات پر ہوتی ہو اور مؤذن و امام مقرر ہو اس میں

(۱) إبقاء المسجد له حكم المسجد حتى لو قام في شاء للمسجد و ائدى بالإمام صبح اقتداء و لو لم تكن الصفوف منصفة الخ (عالمگیریہ) کتاب لصلوة فصل كراهة علق المسجد ۱۰۹، ۱ مکتبہ مدنیہ كونه

(۲) وإن وحده في الصف فرحة سدحا وإلا انتظر حتى يجني آخر فبقا خلفه و لو لم يجني حتى ركب الإمام بحتار اعلم الناس بهذه المسئلة لجد به و ببقا خلفه ولو يجد عالماً بلف خلف الصف بحد، الإمام للضرورة (رد المحتار) باب الإمامة ۵۶۸، ۱ طبع سعید



دوسری جماعت تکبیر اولان اقامت و قیام محراب با اتفاق مکروہ ہے اور اگر لڑان و اقامت کی تکرار نہ کی جائے اور پہلی جماعت نہ جہ بھی بدل دی جائے تو مکروہ تحریمی نہیں ہے مگر علمائے محققین کی ایک بڑی جماعت اس کو خلاف لونی مانتی ہے اور دلائل اس کے قوی ہیں اور دوسری جماعت اس کو خلاف لونی نہیں کہتی جماعت لونی میں شرکت نہ ہونے کی وجہ کچھ بھی ہو اس کا اس مسئلے پر کچھ اثر نہیں، واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ عفا عنہ رہہ

بوقت تراویح فرض کی جماعت کرنا

(انعمیہ مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۳۲ء)

(سوال) رمضان شریف میں تراویح کی جماعت ہو رہی ہے دوسری صف میں چار پانچ نمازیوں نے آخر فرض کی جماعت شروع کر دی قیادوں ہماعتوں کی نماز ہوئی؟

(جواب ۲۱۵) دونوں کی نماز تو ہو گئی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے دونوں جماعتیں عیدہ عیدہ ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر ہونی چاہیے تمیز (۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ

مسجد محلہ میں تکرار جماعت کا حکم

(انعمیہ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) اگر کسی مسجد میں نماز باجماعت ہو چکی ہے تو کیا اسی مسجد میں دوبارہ جماعت ناجائز ہوگی؟ اور جماعت ہو جانے کے بعد انفرادی طور پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب ۲۱۶) حنفیہ کے نزدیک ایسی مسجد میں جس میں پنج وقتہ منظم طریقہ پر جماعت سے نماز ہوتی ہے پہلی جماعت ہو جانے کے بعد دوسری جماعت مکروہ ہے اگر دوسری جماعت لڑان و اقامت کے اعادہ کے ساتھ ہو تو ہرے امنہ عذبت کرابت تحریمہ پر متفق ہیں لیکن اگر لڑان و اقامت کا اعادہ نہ ہو اور محراب سے بھی مدول نہ لیا جائے تو اس کو امام ابو یوسف جائز فرماتے ہیں امام ابو حنیفہ کے نزدیک وہ بھی مکروہ ہے لیکن کرابت تحریمی نہیں جزیئ کی ہے ہاں انفرادی طور پر (جماعت لونی کے بعد) نماز پڑھنا اسی مسجد میں جائز ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

(۱) المسجد إذا كان له ماء معلوم و جمعة معلومة في محلة فليس أهله فيه بالجماعة لا يباح تكرارها فيه بأذان نا إلا إذا صلوا بغير أذان يباح اجتماعهم و عالمگیری الفصل الأول في الجماعة ۸۳۶ ط ماحديه كونه (۲) الفتاوى دار العلوم ديوبند ۵۳ ط مكنه امداديه مئتا و احسن الفتاوى ۵۲۶/۳ ط سعيد كمبي (۳) قال في الدر المنثور و يكره تكرار الجماعة بأذان و إقامة في مسجد محلة "الح و في الشامية" - قوله يكره أي محرم لقول الكافي "لا يجوز" ولو كرر أهله بدورها أو كان مسجد طريق حاز اجتماعا كما في مسجد ليس له ماء ولا مود و مقتضى عدم الاستدلال كراهة التكرار في مسجد المحلة ويزيد ما في الطهريه لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه - هله يصلون وحدثنا الح و عن أبي يوسف إذا لم تكن على الهنيه الأولى لا يكره و لا يكره وهو الصحيح و بالعدل عن المحراب يختلف الهية فتح باب الإمامة مطلب في تكرار الجماعة في المسجد ۵۵۲ ۵۵۳ ط سعيد كمبي

محلہ کی مسجد میں دوسری جماعت کا حکم

(سوال) محلہ کی مسجد میں امام نہیں ہے لیکن اس کے قریب چھوٹا سا بازار بھی ہے اور بازاری سڑک بھی مسجد کے دس بارہ ہاتھ کے فاصلے پر ہے آیا اس مسجد میں دوسری جماعت بلا کر اہت جائز ہے یا نہیں؟ اگر مکروہ ہو تو جماعت بستر ہے یا الگ الگ؟ المفتی نمبر ۱۳۴۹ محمد یونس صاحب (مقرر)

۷ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۷) جس مسجد میں کہ جماعت کا انتظام ہو اور نماز کا وقت معین ہو اور امام بھی مقرر ہو اس میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے بازار کے قریب ہونے نہ ہونے سے اس حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

## چوتھا باب مسجد اور عید گاہ کے آداب و احکام فصل اول۔ مسجد میں جنبی کا داخل ہونا

مسجد میں سوتے ہوئے شخص کو احتلام ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال) اگر کوئی مسجد میں سو گیا اور اس کو احتلام ہو گیا تو کیا کرے؟

(جواب ۲۱۸) اگر کوئی شخص مسجد میں سو جائے اور اس کو احتلام ہو جائے تو تہم کر کے باہر نکل جائے اذا خاف الجنب الوالحائض سبعا اولصا او بردا فلا بأس بالمقام فيه والا ولي ان يتيمم تعظيما للمسجد. هكذا في التتارخانيه (عالمگیری ص ۳۹ ج ۱) ۲، وفي فتاوى قاضى خان ص ۶۲ ۳، ولو كان الرجل فى المسجد فغلبه النوم و احتتم نكلموا فيه قال بعضهم لا يباح له الخروج قبل التيمم و قال بعضهم يباح. انتهى

جنبی صحن مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) صحن مسجد بھی مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں اور جنبی کے دخول اور خروج کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۱۹) صحن مسجد سے مراد شاید وہ جگہ ہو جو فرش میں بالصلوة سے زائد خالی پڑا رہتا ہے وہ مسجد کے حکم وقف میں تو مسجد کے ساتھ شامل ہے مگر حرم دخول جنبی میں نہیں کیونکہ وہ مصالح مسجد اور

۱، قال في الدر المختار "و بكرة تكرار الجماعة في مسجد المصحة (باب الإمامة) ۵۵۲ ط سعد

۲، (المصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس والاغتصاص) ۳۸ ط محدثه كونه

۳، (فتاوى قاضى خان على هامش العالمگیری فصل فيما يجوز به التيمم) ۶۴ ط سعيد

ترجمہ: حسین سے چھوڑ دیا جاتا ہے اور اس کا مٹی وقت کی نیت پر ہے (۱) واللہ اعلم۔  
محمد کفایت اللہ غفرلہ مولانا

## فصل دوم۔ مسجد کی کسی چیز یا زمین کو استعمال کرنا یا میت کو دفن کرنا

مسجد کے اندر تیغ کرنا

(سوال) اگر کوئی شخص مسجد کے اندر تیغ کر کے نماز پڑھے تو درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۲۰) مسجد کے اندر مسجد کے اجزاء سے ٹکھڑا کرنا غیر مستحسن ہے۔ فی الاشاہ والنظر منہ  
اخذ شئی من اجزائه قالوا فی ترجمہ ان کان محتما حازا لا یمکنہ و مسح الرجل منہ والا لا  
انتہی ۲۱۰

مسجد کی دُری کا جلسہ میں استعمال

(سوال) مسجد کی دُری جو صرف مسجد کے لئے ہے ان کو کسی جلسہ جو اس میں استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟  
المستفتی نمبر ۱۹۶۱ محمد نصر الدین صاحب (آسام) ۲۵ شعبان ۱۳۵۶ھ ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۷ء  
(جواب ۲۲۱) مسجد کے باہر کو مسجد سے باہر لے جانا اور کسی جلسہ میں استعمال کرنا جائز نہیں (۱)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

مسجد کے پانی کا استعمال

(سوال) (۱) مسجد میں نمازیوں کے لئے پانی رکھا جاتا ہے اب اگر کوئی شخص حُرمت از مسجد بخند ہو وہ مسجد  
کے اندر سے پانی منگ کر پی سکتا ہے یا نہیں؟ (۲) نماز میں وضو کے لئے پانی بکھرا جاتا ہے تو اس پانی  
فصل بھی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ب۔ کنواں موجود ہے نیز ایسا فعل کرنے والے پانی نماز بھی نہیں کا ہے  
نہ ہے نماز پڑھتے ہیں اپنے شخص پر پندہ صوم و صلاۃ دونوں کا حکم یکساں ہے۔ یا پھر فرق ہے؟  
المستفتی نمبر ۲۲۵۹ مفتی دیدار احمد صاحب (چند) ۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ ۲۵ مئی ۱۹۳۸ء  
(جواب ۲۲۲) (۱) اگر پانی رکھوانے والا صرف نمازیوں کے لئے پانی رکھواتا ہے تو سوائے نمازیوں کے

۱۔ واما المسجدة صلاة حیدرہ ترجمہ مسجد میں حق حوالہ الاقراء لا فی غیرہ لعل دخولہ لجنب و حیض  
کف، مسجد و جامع الحج، خروج مع الدر، مطلب احکام المسجدة ۶۵۷ طبعہ کمپنی پاکستان،  
۲۔ الفس ثلاث القول فی احکام المسجدة ۵۴ ط اوارۃ لغوی، کراچی،  
۳۔ اعداد الاحکام ۱۶۲ ط مکہ دار لغوی، کراچی،



کسی ایک شخص کی دئی ہوئی بول اور اس نے اجازت دی ہو کہ چار مع مسجد و عید گاہ میں استعمال کی جائیں،  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

## فصل سوم۔ مسجد کے سامنے باجہ بجانا

### مسجد کے قریب باجہ بجانا

(سوال) عرصہ پچیس سال سے قصبہ سوئی پت میں رام لپٹا ہوتی ہے اس کے راستے میں چھ مسجدیں پڑتی ہیں حکم سرکاری سے ہر ایک مسجد کے قریب پچیس قدم آگے اور پچیس قدم پیچھے باجا بند ہو جاتا تھا لیکن اس سال بعض مسلمانوں نے اس کے برعکس کام کرنا چاہا جتنی برادران وطن کے ساتھ مل کر باجا بجانے کی کوشش کی اور ہر وقت اس کوشش میں سرگرم رہتے ہیں اور اسلام کے برخلاف کام کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے شرع شریف کا کیا حکم ہے۔ بیوا تو جروا؟ المستفتی سید شریف حسین

(جواب ۲۲۶) جب کہ پچیس سال کے عرصہ سے مسلمانوں کا یہ حق مسلم ہے کہ ان کی مسجد کے سامنے مسجد کے احترام کے لحاظ سے باجہ نہیں چلایا جاتا تھا اور اس حق کے ثبوت میں انتظامی قانون ان کا حامی ہے تو اب کوئی وجہ نہیں کہ کوئی مسلمان اس حق سے دستبرداری کریں اور وہ مسجد کے احترام کی مخالفت اور باجے کی اجازت کی صورت میں جو قطعاً اسلام میں حرام ہے خلاصہ یہ کہ باجہ بجانا شریعت اسلامیہ میں ممنوع و حرام ہے اور مسجد کی اہانت یا ان کے احترام کے خلاف کوئی فعل کرنا یہ بھی حرام ہے اور ثلاث شدہ حق جس کے چھوڑنے میں کسی حرام کی اجازت لازم آتی ہو اس سے دستبرداری کرنا بھی ممنوع ہے جو لوگ محض ہندوؤں کی نظر خلاف قاعدہ مسترد چاہنا نے کی اجازت دیں یا اس کی سعی کریں وہ گنہگار اور فاسق ہوں گے (۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

### مسجد کے قریب شور مچانا اور گانا بجانا

(سوال) شرع کے شرعیین غرض اہانت و حقارت مسجد و تذلیل و توہین اسلام و تحقیر مسلمین ایسے باتوں کے جلوس کو شہن و شوکت سے مع پانچوں گاجوں اور نعرہ ہائے غیر اللہ کے مسجد کے سامنے سے گزرا کر چاہتے ہیں اور یہ امر ان کے مذہبی ضروری احکام میں سے بھی نہیں ہے شرک کی بڑی مساوی ہے جتنی ہندو و مسیحی افسانہ نقب تعداد میں ہیں ایسی صورت میں آیا مسلمانوں کو حتی الامکان و حسب استطاعت ان خرافات کو

۱ شرط الوافد کتب شریعی فی المصنوع واد لایة ووجوب العمل به الخ (الدر المختار کتاب الوافد) مطلب فی الوافد شرط الوافد کتب الشارح ۴۳۴ ص سعید

۲ قال اللہ تعالیٰ "ومن اعلم من مع مساحد اللہ بیدکر فیہا اسمہ و سعی فی غیرہا الایة (بقرة آیت ۱۷۷) وقال تعالیٰ "معاونوا عسی سر والنفری ولا تعاونوا علی الایة والعدول (العنکبوت آیت ۲۰)

روکنے اور مسجد کی حرمت قائم رکھنے کا شرعاً حق ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۲ سکرٹری جمعیتہ المسلمین مانگروں ضلع کاٹھیاواڑ۔

۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۲۷) ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں ہے انگریزی قانون رائج ہے عام سڑکیں گزرگاہ عامہ کے لئے ہیں غیر مسلموں کو جوں کے جلوس لگانے اور نعرے لگانے سے باز رکھنا مسلمانوں کے اختیار میں نہیں ہے مسجد کے سامنے سڑک پر باجا بجانے اور شور مچانے سے نماز و جماعت کے اوقات میں روکا جاسکتا ہے کہ اس سے نماز میں اور عبادت میں خلل آتا ہے خالی اوقات میں غیر مسلموں کو حق ہمسائیگی کی بنا پر باجوہ روکنے کی فہمائش کی جاسکتی ہے مسلمانوں کو اپنے طرز عمل سے یہ ثابت کرنا چاہیے کہ وہ اپنی مسجد کی کس قدر تکریم کرتے ہیں اگر خود مسلمان اپنے جلوسوں شادیوں میں مسجد کے سامنے باجے بجائیں تو ان کو بھی شرم کرنا چاہیے (۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مسجد کے قریب گانے والوں کو روکا جائے

(سوال) شر کے مشرکین اپنے جوں کے جلوس کو باجوں گا جوں اور نعرائے غیر اللہ کے ساتھ مسجد کے سامنے سے گزارنا چاہتے ہیں مسلمانوں کو ان خرافات کو روکنے کا حق ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۲۰۶۳ سکرٹری جمعیتہ المسلمین مانگروں

۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۲۸) مسجد شعار اللہ میں داخل ہیں اور شعار اللہ کا احترام مسلمانوں پر لازم ہے اعظام کے جلوس لگانا اور شان و شوکت کے ساتھ ان کو شوارع عامہ پر گشت کرنا کفر و شرک کے شعار میں سے ہے ہندوستان میں چونکہ حکومت قسطنطنیہ کا قانون رائج ہے اور مسلمان غیر مسلموں کو اظہار شعار کفر سے روکنے پر قادر نہیں ہیں اس لئے ان پر کوئی شرعی مواخذہ نہیں ہے رہا مسجد کے سامنے شور کرنا شرکیہ نعرے لگانا تو یہ نماز و جماعت کے اوقات میں حقوق عامہ اور احکام نماز کے منافی ہے کہ اس سے نماز و عبادت میں خلل آتا ہے اس کے اند لو کہ نئے مسلمانوں کو قانونی حق سنی سنی چاہیے جہاں تک ممکن ہو اس قصبے کو باہمی تھپی سے سلجھنا چاہیے مسلمانوں کا یہ بھی فرض ہے کہ خود اپنے جلوسوں شادیوں میں بھی مسجد کا احترام قائم رکھیں اور مسجد کے سامنے ہرگز باجوہ وغیرہ نہ بجائیں اور جنگ و جدل سے حتیٰ الاز مکان احتراز کریں (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

(۱) قَالَ لَيْسَ لَكُمْ مِنْكُمْ مَنكَرٌ فَلْيَغْزِرْهُ بَدَءَ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَسْأَلْ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَقْبَلْهُ وَذَلِكَ أَوْضَعُ الْإِيمَانِ (مسلم) 'بَابُ كَوْنِ الْهَيْبَةِ مِنَ الْمَسْكُورِ مِنَ الْإِيمَانِ' ۵۱ ط لَدَيْمِي كَتَبَ حَاضِرُهُ 'مَكْرَاهِي' (۲) (بَيْضَا)

مسجد کے سامنے باجے وغیرہ جات ہوئے گزرنا

(سوال) عزتہ کے جوائی و عیال ہندو مسلم فساد ہو گیا ہے عام مسلمان اور علماء پونے دو سو گز قرار ہو چکے ہیں ہنوز گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے (خدا را دعا فرمائیے) جاہلین سے متعدد مقدمات دائر ہیں مسجد کے سامنے باجا وغیرہ جاکر جانے کے سلسلہ میں یہ فساد ہوا ہے یہ سلسلہ غفلتوں کے صلح ہندوؤں نے ایک تحریر اس مضمون کی دستخط کر کے حاکم کے سامنے دے دی ہے کہ اگر شریعت اسلام اس کو منع کرے تو ہم چھوڑ دیں گے آپ مع واکل اور جو بات آپ فتوے کی ضرورت ہے ورنہ ہم تو کم مسلمانوں کی عزت و تکرہ و خاک میں مل جائے گی اس سے زیادہ کیا عرض کروں مٹھی نہ رہے کہ ہم ہندوستان میں اس قسم کے فسادات کی جو نوعیت ہے یہاں بھی وہی ہے اس لئے اور زیادہ توضیح کی ضرورت معلوم نہیں ہوئی صرف اتنی بات ہے کہ ہندو غیر اوقات صلوٰۃ میں جانا چاہتے ہیں اور مسلمان یہ کہتے ہیں کہ مسجد عبادت ہندگی کے لئے ہے اور کوئی وقت اس سے خالی نہیں ہے اس لئے کسی وقت میں مسجد کے سامنے باجا وغیرہ جاکر جانے نہیں دیں گے اب حالت کا اندازہ لگا کر جلد ہماری خبر گیری فرمائیے واکل پیش کرنے کی تاریخ مورخہ ۱۱ اگست مقرر ہوئی ہے اس لئے ہم زیادہ بیتاب ہیں قرآن حدیث فقہ تفسیر ہر چیز پر نظر رہے تو اچھا ہے اور چونکہ ہم جیسے بے بضاعتوں کو ہی واکل پیش کرنا پڑے گا اس لئے توضیح اور تشریح کی طرف توجہ فرمائی جائے۔

المستفتی نمبر ۲۳۹۲ محمد عبداللطیف صاحب (آسام) ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ ۹ اگست ۱۹۳۸ء (جواب ۲۲۹) اوقات صلوٰۃ میں توباجے وغیرہ سے نماز میں خلل واقع ہونے کی بنا پر باجے کو روکنا درست ہے لیکن غیر اوقات صلوٰۃ میں تو یہ وجہ نہیں اس میں تو صرف مسجد کا احترام پیش کیا جاسکتا ہے لیکن یہ احترام ایک اسلامی حکم ہے غیر مسلم اپنے مذہبی نقطہ نظر سے احترام کا پلندہ نہیں لہذا اس معاملے میں رولاری اور تعامل قدیم کو استدلال میں پیش کرنا قرین صواب ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ!

فصل چہارم - زمین مخصوبہ یا غیر موقوفہ پر بنائی ہوئی یا مال حرام سے بنائی ہوئی مسجد

مال حرام سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم

(سوال) جو مسجد ناجائز یعنی زمین مخصوبہ پر بنائی جائے اس میں نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟  
المستفتی نمبر ۲۳۹۳ شیخ محمد بن عابدہ خاندن ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء  
(جواب ۲۳۰) جو مسجد مال حرام سے بنی ہو یا نصب کی زمین پر اس میں نماز پڑھنی مکروہ ہے۔ (۱)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ! نوی





## خادم کا مسجد میں مستقل رہائش کرنا

(سوال) مسجد کے اندر یعنی اس جگہ جہاں جماعت ہو، کرتی ہے کسی شخص کا قیام بالاستقامت ماہ و ماہ خواہ وہ مسافر ہو یا مقیم اس طور پر کہ شخص مذکور وہیں رہے سوئے اور باتیں دنیوی اور تمام لوازمات زندگی وہیں مسجد میں پوری کرے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ المستفی نمبر ۲۵۳ محمد عثمان صاحب معینی

۷ اذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۱۲ اپریل ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۳۴) اگر یہ شخص مسجد کے متعلقہ اشخاص میں سے ہو کہ مسجد کی ضروریات اس سے دست ہوں مثلاً امام یا مؤذن یا خادم ہو اور اس کے لئے رہنے کی اور کوئی جگہ میسر نہ ہو اور اس کے رہنے سے نمازیوں کو تکلیف پیش نہ آئے اور وہ مسجد کے احترام کا پورا لحاظ رکھے تو ان شرائط کے ساتھ مسجد میں قیام کی اجازت ہے اور اگر دوسری جگہ سکونت کے لئے میسر ہو یا مسجد سے غیر متعلق ہو اور مسافر بھی نہ ہو یا اس کی رہائش سے نمازیوں کو تکلیف اور تنگی ہو یا مسجد کی بے ادبی یا توہین ہوتی ہو یا تکلیف لازم آتی ہو تو ان صورتوں میں اس کو اجازت نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دلی

## مسجد میں رہائش کرنا

(سوال) کوئی ایسا شخص مسجد میں نہہرہ سکنا ہے یا نہیں جو مسجد میں ہی کھاتا پیتا ہے اور مسجد میں ہی سوتا ہے اور دنیوی باتیں بھی مسجد میں ہی کرتا ہے؟

المستفی نمبر ۲۵۰ سینچہ میاں محمد دوست محمد (ہمت نگر)

۷ صفر ۱۳۵۳ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۳۵) مسجد میں اس طرح ٹھہرنا کہ مسجد کا قیام گاہ ہے اور نمازیوں پر نماز پڑھنے کی جگہ کو ٹھہر کر نایا مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا اور بلا ضرورت شدیدہ مسجد میں سونا خفیوں کے نزدیک مکروہ ہے کسی مسافر کو جب کہ اس کے لئے مسجد سے عینہ کوئی جگہ نہ ہو سخت ضرورت کے لئے مسجد میں سونا رہنا جائز ہے مگر اسی شرط سے کہ اس کے ٹھہرنے سے مسجد کے احترام میں فرق نہ آئے اور نمازیوں کے لئے نماز کی جگہ ٹھہر نہ ہو اور ضرورت پوری ہوتے ہی وہ مسجد کو چھوڑ دے اور مسجد میں کھانے پینے سے اگر مسجد ملوث ہوتی ہے تو مکروہ ہے ورنہ نہیں مگر مسجد کے علاوہ کوئی قیام گاہ مسافروں کے لئے ہو تو مسجد کو مسافر خانہ نامکروہ ہے۔  
وہذا کلمہ معروف فی الفقہ الحنفی واللہ تعالیٰ و علمہ اتم واحکم محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

(۱) والاعشار ان لا یصلح علی احد فی الصف الرابع عشر ان یرہ عن الحاسات والصبان والعمیون کتاب الکراہیۃ آداب المسجد ۳۲۱ ط ماحدہ

(۲) ویکوہ اسود والاکن فیہ لعن المعتکف الخ ولا یأس للغریب ولصاحب الدار ان یمام فی المسجد فی الصحیح من المذهب والأحسن ان ینزع فلا یمام الخ (عالمگیریہ کتاب الکراہیۃ آداب المسجد ۳۲۱ ط ماحدہ) کوئٹہ پاکستان

### نمازیوں کا مسجد میں سونے کی عادت نہانا

(سوال ۱) جامع مسجد دہلی کے دلائل میں مسلمان بے نمازی اور فقراء آوارہ گرد سوتے ہیں نماز کو انہیں کرتے مسجد کو سرائے بنا رکھا ہے (۲) نمازی مسلمان بھی حد نماز ظہر عصر کی نماز تک اندرون مسجد سوتے رہتے ہیں مسجد کے اندر یہ فعل جائز ہے یا ناجائز؟

المستفتی نمبر ۱۱۱۱ محمد عثمان صاحب منہج جامع مسجد دہلی۔ ۷ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۱۶ اگست ۱۹۳۶ء (جواب ۲۳۶) بے نمازیوں کو مسجد میں سونے اور اس کو خواب گاہ بنالینے کا کوئی حق نہیں کیونکہ بے نمازی ہونے کی جہت سے بھی یہ اندیشہ ہے کہ وہ مسجد کی تطہیر و تنقیف کا خیال بھی نہ رکھیں نمازیوں کا مسجد میں اوقات نماز کے علاوہ لیٹ جانا اور سو جانا اگر اتنی طور پر ہو تو مباح ہے لیکن مسجد کو ایک خواب گاہ بنالینا ان کے لئے بھی درست نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) مسجد کے برآمدے میں سونا

(۲) مسجد میں سامان کے لئے صندوق رکھنا

(۳) تعمیر کے لئے جمع شدہ چندہ کو امام و مؤذن کی تنخواہ میں دینا

(۴) مسجد میں رات کو وظیفہ پڑھنا

(سوال ۱) ایک شخص متقی پر بیزار کار کا جائے ٹھکانا نہیں اس شخص کا مسجد کے باہر برآمدہ میں رہنا سونا جائز ہے یا نہیں (۲) مسجد کا سلطان مسجد کے اندر یا باہر برآمدہ میں چٹنی میں بند کر کے رکھنا جائز ہے یا نہیں (۳) مسجد میں مؤذن روزانہ چٹی سے پیسہ اٹھاتا ہے مسجد کی مرمت کرنے کے واسطے سب آدمی بطور صدقہ دیتا ہے اس جمع شدہ پیسے سے پیشہ ام کی تنخواہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ حالانکہ پیشہ ام کی تنخواہ ہستی والوں کے چندہ سے مقرر و معین بھی ہے (۴) مسجد میں بعد نماز عشاء کے ایک دو بجے رات اس وقت کسی آدمی کا نام و نشان نہیں اس وقت میں ذکر و کار و مراقبہ کرنا جائز ہے یا نہیں حالانکہ جامع مسجد نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۳۷ مولوی سراج الحق صاحب (ضلع پر دم) ۲۴ یقعدہ ۱۳۵۵ھ ۷ فروری ۱۹۳۷ء (جواب ۲۳۷) (۱) مسجد کا ہر برآمدہ اگر مسجد سے خارج ہے تو اس میں کسی نیک متقی کے اتفاقاً سوجانے کا مضائقہ نہیں اگر یہ شخص مسجد کے متعلقین میں سے ہے مثلاً امام ہے یا مؤذن یا نگران تو اس کو ہر برآمدہ میں (جب کہ ہر برآمدہ مسجد سے خارج ہو) سونا روزانہ بھی جائز ہے لیکن اگر مسجد کے متعلقین میں سے نہیں ہے اور اکثر یا دوامی طور پر مسجد میں سونے کی عادت ڈال رہی ہے تو یہ مکروہ ہے (۲)

(۱) وبكره النوم والاكل لغیر المعتكف وإذا أراد أن يفعل ذلك ينبغي أن ينوي الاعتكاف فيدخل فيه ويذكر الله تعالى بقدر ما نوى أو يصلي ثم يفعل ما شاء (عالمگیری) کتاب الکراهیة آداب المسجد ۳۲۱/۵ ط ماحدیہ  
(۲) وبكره النوم والاكل فيه أي المسجد لغیر المعتكف ولا بأس للغیر الخ عالمگیری کتاب الکراهیة آداب المسجد ۳۲۱/۵ ماحدیہ

(۲) مسجد کا سامان پہنی میں بند کر کے مسجد کے دروازہ میں رکھ دینا جائز ہے بشرطیکہ اس کی حفاظت کا انتظام بھی کر لیا جائے اور چوری ہو جائے یا ضائع ہو جانے کا خوف نہ ہو (۱)۔

(۳) مؤذن روزانہ مسجد میں جو پیسہ جمع کرتا ہے اگر مرمت کے نام سے جمع کرتا ہے تو اس پیسہ کو مرمت کے کام میں ہی خرچ کرنا چاہیے مؤذن کی یہ امام کی تنخواہ اس میں سے دینا جائز نہیں (۲)۔

(۴) مسجد میں ایک دوپہر رات کو غلیف پڑھنا یا مراقبہ کرنا یا نماز پڑھنا جائز ہے مگر آواز سے پڑھنا اگر کسی سونے والے کو تکلیف پہنچائے تو مکروہ ہے (۳)۔ آہستہ پڑھنے میں مضائقہ نہیں (۴)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

### مسافر کا مسجد میں سونا

(سوال) کیا فقراء و مسکین اور ہر کس و نا کس کا مسجد میں سونا جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۲۸۰۷ محمد احسن کراچی۔ ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ

(جواب ۲۳۸) مسجد میں لوگوں کا سونا مکروہ ہے سوائے مسافر یا سخت ضرورت مند کے کہ بوقت ضرورت سونا نہیں تو مباح ہے (۵)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

### مسجد کی چھت پر کھانا پکانا اور سونا

(سوال) مسجد اور اس کے صحن میں سونا تھنڈی بات دن درست ہے یا نہیں؟ اور مسجد کی چھت پر کھانا پکانا اور سونا درست ہے یا نہیں؟ باوجود حجرے ہونے کے حجرے کو استبدال نہیں کرتے؟

(جواب ۲۳۹) مسجد اور اس کی چھت کو ایسے کاموں سے جن میں مسجد کی تلویت ہوتی ہو یا احتمال تلویت ہو یا مسجد کے احترام میں نقصان آتا ہو محفوظ رکھنا لازم ہے ضرورتاً کسی مسافر کو یہ ہماری کی وجہ سے نام یہ مؤذن کو مسجد میں سونا مباح ہے مگر جب کہ حجرہ یا دوسری کوئی جگہ موجود ہو تو مسجد کو خواب گاہ بنانے سے احتراز ضروری ہے (۶)۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

۱) ولا بأس بأن يتخذ في المسجد بيتاً وضع فيه الخمر (عالمگیریہ فضل کرد غلق باب المسجد ۱/۱۱ ط ماجدیہ)

۲) وإذا أراد أن يصرف شيئاً من ذلك إلى إمام المسجد أو إلى مؤذن المسجد ليس له ذلك إلا إذا كان الوقف شرط ذلك في الوقف كذا في الذخيرة (عالمگیریہ) کتاب الوقف الفصل الذي في الوقف على المسجد ۲/۶۳ ط ماجدیہ

۳) وفي حاشية الحموی عن الإمام شعرانی أجمع العلماء سلفاً وخلفاً على استحباب ذكر الجمعة في المساجد وغيرها إلا أن يشوس جهر هم على نائم أو مصل أو قارئ الخ (رد المحتار) کتاب الصلاة مطلب فی رفع الصوت بالذکر ۱/۶۶۰ ط سعید

۴) ويكره النوم والأكل في غير المعتكف الخ ولا بأس للغريب ولصاحب الدار أن ينام في المسجد (عالمگیریہ) کتاب الکراهیة آداب المسجد ۵/۳۲۱ ط ماجدیہ

(۵) (بعضاً)

(۱) مسجد کے اندر نماز کا ثواب زیادہ ہے یا اوپر؟

(۲) دروازوں کے درمیان صف بنانا

(سوال) (۱) مسجد میں نیچے نماز پڑھنا بہتر ہے یا اوپر بھی نماز پڑھنے کا وہی ثواب ہے چند نمازی کہتے ہیں کہ جب اوپر بھی باقاعدہ مسجد و محراب بنی ہوئی ہے تو اوپر نماز پڑھنے کا ثواب بھی اتنا ہی ہے جتنا کہ نیچے نماز پڑھنے کا ہے۔

(۲) بڑی جماعت میں تیسری یا چوتھی صف میں لوگ جگہ کم ہونے کی وجہ سے دروں کے پٹے میں نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں کیا ان لوگوں کی نماز ہو جاتی ہے؟

(جواب ۲۴۰) (۱) اگر اوپر بھی مسجد بنی ہوئی ہے تو نیچے یا اوپر نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر اوپر مسجد نہ بنی ہو یعنی محراب نہ ہو تو فرض کی جماعت میں نیچے پڑھیں سنتیں اور نوافل اوپر پڑھ سکتے ہیں (۱)

(۲) دروں کے درمیان کھڑے ہونے والوں کی نماز ہو جاتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز

(۲) جمعہ کی سنتوں کے ”الصلوة قبل الجمعة“ پکارتا

(المجمیعہ مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۷ء)

(سوال) مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جمعہ کے روز مسجد میں صلوٰۃ پکارتے ہیں۔ الصلوٰۃ قبل الجمعة الصلوٰۃ سنۃ رسول اللہ پھر لوگ سنتیں پڑھنے کھڑے ہوتے ہیں کیا یہ فعل مستحب ہے؟

(جواب ۲۴۱) مسجد کی چھت بھی مسجد ہی کا حکم رکھتی ہے چھت پر نماز پڑھنا خصوصاً گرمی کی وجہ سے بلا کراہت جائز ہے (۲) یہ صلوٰۃ پکارنا درست نہیں کیونکہ اس کا ثبوت نہیں ہے (۳) محمد کفایت اللہ غفر لہ

## فصل ششم۔ حقوق متعلقہ مسجد

قادیانیوں کا مسلمانوں کی مسجد میں جماعت کرنا

(سوال) شریٹیاہ میں ایک مسجد معروف ڈوگرال والی ہمارے ہوش سنبھالنے سے پہلے کی قبر شدہ ہے

۱) قال الشافعی: أو جعل فوقه بيتا لله طاهره انه لا فرق بين أن يكون البيت للمسجد أو لا لأنه يؤخذ من التعليل أن محل عدم كونه مسجداً فيما إذا لم يكن رفعا على مصالح المسجد و به صرح في الاسعاف الخ (رد المحتار) كتاب الوقف مطلب في احكام المسجد ۳۵۷ ط معبد وامداد الاحكام ۳۵۱ ط مكتبه دار العلوم كراچی (۲) والا مصطفىا بين الاسطوانات غير مكرهه لأنه صرح في حق كل فريق الخ (مبسوط باب الجمعة ۳۵ ط بيروت لبنان) (۳) الصعود على سطح كان مسجد مكرهه ولهذا إذا اشد الحر بكرة أن يصلوا بالجماعة فوقه إلا إذا ضاق المسجد فحينئذ لا بكرة الصعود على سطحه لمضرورة (عالمگیری) كتاب الكراهية آداب المسجد ۳۲۲/۵ ط معبد (۴) من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد (بخاری) كتاب الصلح باب إد اصطلحو، على صلح جوړ فهو مردود ۳۷۱ ط قدیمی

سات آٹھ سال سے فرقہ حنفیہ میں سے اس محلہ میں دو ایک نمازی تھے اس لئے فرقہ احمدی کے اشخاص جو اس محلے میں تھے اس مسجد میں نماز پڑھنے لگے اب چونکہ اس محلے کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے دی اور فرقہ حنفی کے چالیس پچاس اشخاص نمازی ہو گئے ہیں نماز کے وقت دونوں فرقوں میں ٹکرا ہونے پر پولیس نے یہ انتظام کیا ہے کہ جمعہ کی نماز ہمیشہ پہلے حنفی پڑھ لیا کریں بعد میں احمدی پڑھ لیا کریں اور دوسری نماز میں ایک دن پہلے حنفی پڑھ لیا کریں اور ایک دن احمدی پہلے پڑھ لیا کریں چونکہ احتمال ہمیشہ دھمکے کا رہتا ہے اس لئے دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایک مسجد میں دو فرقوں کے دو امام اور دو جماعتیں ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ اس مسجد کا بانی بھی حنفی تھا۔ المستفتی نمبر ۵۹ مطبع محمد شعیب کیدار۔ پٹیارہ

۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۴۶) جب کہ وہ مسجد قدیم سے اہل السنۃ والجماعۃ حنفی فرقے کی مسجد تھی اور وہی اس کے بانی تھے تو اس میں نماز اور جماعت کا حق صرف اسی فرقے کے اہل محلہ کو ہے وہی مسجد کے متمم اور متولی ہیں اور وہی جماعت قائم کرنے اور نماز پڑھنے کے مستحق ہیں مرزائی فرقہ جو جمہور علمائے اسلام کے نزدیک کافر ہیں اس مسجد میں کسی قسم کے تصرف کا اور جماعت قائم کرنے کا حق نہیں رکھتے مرزائی نہ تو حنفیوں کی جماعت سے پہلے جماعت قائم کر سکتے ہیں اور نہ حنفی جماعت کے بعد اپنی جماعت کر سکتے ہیں پہلے تو اس لئے نہیں کر سکتے کہ اصل مستحقین بانی مسجد فرقہ سے پہلے انہیں اقامت جمعہ کا کوئی حق نہیں اور بعد میں اس لئے کہ صحیح طور پر جماعت ہو جانے کے بعد دوبارہ کوئی جماعت منظم طور پر قائم نہیں کی جاسکتی اگر دو اہل حق اپنی جماعت قائم کرنے پر اصرار کریں تو پولیس کا فرض ہے کہ ان کو داخلہ مسجد سے روک دے کہ ان کو اس کا بھی حق نہیں ہے۔ (اوہذا اکلہ ظاہر واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ہدیرہ امینہ دہلی)

### حفاظت کی خاطر مسجد کو تالا لگانا

(سوال) قصبہ نظام آباد کی گنبدی جامع مسجد (یادگار محی الملک والدین نورنگ زید عالمگیر) کے چند مصلیان جو نماز جمعہ اور عیدین اس مسجد میں پڑھتے ہیں ان کا مصمم ارادہ ہے کہ جامع مسجد کے فخذ سے مسجد کے کل محرابوں اور دروازوں میں لوہے کا پھانگ لگا دیا جائے اور ہمہ وقت دروازوں میں قفل پڑا رہے اور لوقات نماز پنجگانہ میں مؤذن مسجد اپنے گھر سے آکر قفل کھول دے اور نماز وقتیہ اور آکر نہ کرنے کے بعد فوراً قفل لگا دے باقی مصلیان مسجد جو نماز جمعہ اور عیدین اس مسجد میں پڑھتے ہیں اکثر خاموش اور بعض ناراض ہیں مگر وہ مصلیان جو اکثر وقتی نماز اس مسجد میں آکر پڑھتے ہیں وہ بالکل مخالف اور ناراض ہیں کیونکہ ان کے خیال میں اس سے عبادت الہی میں رکاوٹ پیدا ہوئی اور وہ خانہ خدا کا متفضل رہنا خلاف شرع سمجھتے ہیں کیونکہ جمہور کی مساجد عام

(۱) "ماکان لمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ شاہد ہیں علی أنفسهم بالکفر" (سورۃ توبہ آیت: ۱۷) "انہ یعمرو"

مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الآخر الآبۃ (سورۃ توبہ - آیت: ۱۸)

مسلمانوں کے لئے ہر وقت کھلی رہتی ہیں جس سے احتمال تصادم مصلیان مسجد سے (نوٹ) صحن مسجد چہار دیواری سے محفوظ ہے اندرون مسجد کوئی ایسی چیز نہیں رہتی کہ جو چرائی چوے مثل درمی و فرش و جسارہ و فانوس وغیرہ اور نہ اس مسجد میں امام مسجد مقرر رہے ایک خاندان پٹانوں کا جو عید لڑے کہ شہنشاہ عالمگیر نے ہمارے اسلاف فوتی، زمین کی سند، یہ خانہ خد اقصیٰ کرایا چنانچہ بلا جو دور رہنے کے وہ اترا نماز جمعہ و عیدین ہمیشہ اس مسجد میں لو آرتے ہیں اور مرمت مسجد کے فنڈ کے بھی حامی ہیں لہذا ان کی خاموشی شرعاً موجب رضائے الہی ہے یادداشت کنندہ ان کو اس فریق کی تائید کرنی چاہیے تاکہ رفع شر ہو بحالت خاموشی انفریق مصلیان درگاہ عبادت الہی کا گنہ ان کے سر تو نہیں ہوگا۔

المستفتی نمبر ۱۶۳۵ فتی مہد اعطیف صاحب (مطلعا عظم ترہ)

۱۶ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۵ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۴۳) مسجد کے دروازوں کو بند یا مقفل کرنا عروہ تحریمی ہے یونکہ یہ صورت نماز سے روکنے کے نام پر ہے۔ کما کرہ غلق باب المسجد (در مختار) واما کرہ لانه یشبه السع من الصلوٰۃ قال تعالیٰ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکرو فیہا اسمہ الخ (رد المحتار بقلا عن البحر) ۱. ہاں مسجد کے سامان واسباب نے پوری وجہ کا خوف ہو تو پھر فارخ از نماز و اوقات میں مقفل کرنا مباح ہے۔ الا لحوف عسی متاعہ بہ یفتی (در مختار) ۲.

۳. چنانچہ لگانے اور قفل ڈالنے کی ضرورت نہ ہو تو پھر اس میں روپیہ لگانا فضول و ناجائز ہے جن لوگوں کو مسجد کے احکام میں عیا طور پر مداخلت کرنے کا حق ہے ان کو لازم ہے کہ وہ بلا ضرورت مسجد کو مقفل کرنے کے خلاف اپنی رائے خیر نہیں کریں اسی طرح نمازیوں کو بھی چاہیے کہ اس ناجائز فعل کے خلاف آواز بلند کریں۔ محمد کاغیت اللہ کان مد مد دہی

### مسجد کی حفاظت مسلمانوں پر لازم ہے

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و رہبرانہ تحت حکم آیت قرآنی ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکرو فیہا اسمہ ومعنی فی خرابیہا اور کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے کہ اللہ کی مسجدوں میں ذکر اللہ کو بند کرے اور اس کی خرابی میں کوشش ہو۔ ریاست دہار میں ایک قدیم مسجد ہے جسے ہندوؤں اور وہاں کی حکومت نے ہوج شامہ بنانا چاہا تھا اور اسی نام کی حنفی وہاں نصب کر دی تھی مسلمانان دہار کی کوشش سے حکومت نے اس افترائی لقب کو اور اس حنفی کو نکلوا دیا اور مسجد کو اس کے اصلی نام سے موسوم کیا۔

(۱) امسال رمضان شریف میں وہاں پہنچ کر، حق العباد نے قرآن خوانی ترویج میں شروع کی حکومت مانع



اچھا نہیں ہے، حدیث امام اگر قرأت صحیح پڑھتا ہو تو ناظرہ خواں سے افضل ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد پر ملکیت کا دعویٰ باطل ہے

(المجمیعہ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۲۶ء)

(سوال) اگر کسی مسجد پر کوئی شخص اپنی یا اپنے خاندان کی ملکیت کا دعویٰ کرے اور اس کا اظہار نہ صرف خلوت میں بلکہ مجمع عام میں بھی کرے تو کیا عوام کے لئے اس مسجد میں نماز پڑھنا درست ہے؟

(جواب ۲۴۶) جو مسجد بقاعدہ شریعہ ایک مرتبہ مسجد ہندی تھی اور اس میں باقاعدہ جماعت کے ساتھ نماز ہو گئی اس کو اگر کوئی شخص اپنی ملکیت یا ملکیت جیسے معاملات کرے یا ملکیت کا دعویٰ کرے دوسرے مسلمانوں کو روکے تو یہ سب ناجائز اور غلط ہے (۱۰) اس مسجد میں مسلمانوں کو نماز پڑھنا اور نماز کے لئے کھل رکھنے کی سعی کرنا چاہیئے اور اس دعویٰ ملکیت کے خط و عمو سے متاثر ہو کر اس میں نماز ترک نہ کرنی چاہیے ہاں اگر کوئی مکان فی الحقیقت کسی شخص کی ملک میں داخل ہے اور اس نے اسے وقف نہیں کیا مسجد نہیں بنایا صرف اس میں نماز پڑھی جاتی تھی تو اس پر اس کا دعویٰ ملکیت درست ہو گا اور جب وہ لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے سے روک دے گا تو بغیر اس کی اجازت کے اس میں نماز پڑھنا جائز نہ ہو گا۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ

مکان کے اندر مسجد بنانا

(المجمیعہ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۳۸ء)

(سوال) ایک نہایت وسیع مکان کے اندر ایک مسجد ہے شب کو اس مکان کو اندر سے بند کر لیا جاتا ہے مسجد عرصے سے غیر آباد ہے صاحب خانہ نماز نہیں پڑھتے ہیں کیا اس مسجد میں نماز ہو جاتی ہے؟

(جواب ۲۴۷) اگر اس مسجد کا راست عام نہیں ہے اور مکان والے اس کو جب چاہیں بند کر سکتے ہیں تو وہ مسجد شرعی نہیں ہوگی نماز جب تک کی اجازت سے پڑھی جائے تو نماز ہو جاتی ہے البتہ مسجد شرعی نہ ہونے کی صورت میں مسجد کا ثواب نہیں ملتا (۱۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی

(المجمیعہ مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۲۸ء)

(سوال) اگر کوئی متولی مسجد چند پابند صومہ و صلوٰۃ مسلمان مصلیوں کو محض صوفیانہ سماع سننے کی بنا پر مسجد

(۱) والأفضل اختيار الذي إمامه أفقه وأصحب ومسجد حبه وإن قل جمعه أفضل من الجامع (رد المحتار) باب ما يعسد الصلاة وما يكره فيها: مطلب في أفضل المساجد ۶۵۹ ط سعي  
(۲) قوله تعالى "ومن أظلم ممن مع ما حذر الله أن يذكر فيها اسمه وسعى في حرابها" (سورة بقره آية ۱۱۴)  
(۳) فلو جعل وسط داره مسجد أو أذن للناس في دخولها والصلوة فيه إن شرط معه الطريق صار مسجداً في قولهم: وإلا فلا (عالمگیریہ) کتاب الوضوء ۴۰۲ ط ماحدیه



سے جمعہ کے وقت نکال دے یا نفل جائے کو اسے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟  
(جواب ۲۴۸) مسجد کسی کی ملک نہیں وہ خانہ خدا اور وقف ہے متولی کو جائز نہیں کہ وہ ان لوگوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکے کسی شخص کو اس کی کسی ناجائز حرکت کی وجہ سے مسجد سے روکنے کا حق بلاشبہ اسلامیات کے نائب کو ہے۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ نہ نہ رسد امینہ دہلی

”مسجد کی دیوار توڑ دی گئی“ کہنا  
(انعمیہ مورخہ کیم مکی ۱۹۳۵ء)

(سوال) مسجد کی دیوار شہید کردی گئی کے بجائے توڑ دی گئی کہنا کیسا ہے؟  
(جواب ۲۴۹) ”مسجد کی دیوار شہید کردی گئی“ یا ”مسجد کی دیوار توڑ دی گئی“ ان دونوں عبارتوں کا مانا جائز ہے اس میں کوئی توہین نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ نہ

مسجد کا پیسہ دوسری جگہ خرچ کرنا جائز نہیں  
(انعمیہ مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) بندہ ایک مسجد کا متولی ہے۔ ۸۰ روپے سال کا وہ مسجد پر تعمیر لگائی گئی تھی جو کہ کچھ روپے نئی سے نامکمل رہ کر تھی مسجد نے زلزلہ میں ایک شخص کا مکان بن مسجد پر چڑھنے سے اسکے مکان کی بنیاد پڑی ہوئی ہے کیا مسجد کی رقم سے اسے پرہ کر لیا جاسکتا ہے؟ وہ دیوار مالک مکان کی ہے۔

(جواب ۲۵۰) مسجد کی رقم سے دوسرے کی دیوار پر غرض پر وہ دیوار تعمیر کرنا ناجائز ہے ہاں مسجد کی دیوار پر تعمیر کردی جائے تو جائز ہے اور اگر مسجد کی دیوار پر پر وہ قائم کرنے کی صورت نہ ہو سکتی ہو تو اس مسجد مالک مکان کی اپنے پاس سے اتنی اعانت کر دیں کہ وہ اپنی دیوار پر پر وہ قائم کر سکے (۱) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ نہ

مسجد کے بانی کو تولیت کا حق ہے  
(انعمیہ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) اگر کوئی یہ کہے کہ مسجد صرف ہماری قوم کی ہے دیگر قوم کو کسی امر میں دخل دینے کا حق نہیں جس کو نماز پڑھنی ہو چھوڑ دینا میں کسی کو دخل دینے کا حق نہیں تو کیا حکم ہے؟  
(جواب ۲۵۱) نماز پڑھنے کا حق تو تمام مسلمانوں کو ہے مگر مسجد کا انتظام کرنے کا حق مسجد کے بانی اور

۱۔ المسجد حللہ لدی راسی لاحد فیہ حق فان اللہ تعالیٰ وال المساحد لہ فتح القدر کتاب الوقف فصل فی حکام المسجد ۶ ۲۴۴ ط مصر  
(۲) یونگ یہ مساجد میں سے ایک ہے وہید من علیہ بعدہ یہ وہی الرب بعدہ نہ السراج والسط کللت لی آخر المصلح (الدر المختار) کتاب الوقف احکام المسجد ۴ ۳۶۷ ط سعید

اقت یا متولی کو ہے اگر وہ انتظام درست رکھے تو خیر ورنہ دوسرے مسلمانوں کو مشورہ دینے کا حق ہے۔  
زیر دستی انتظام میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے ۱۰ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ذلی

مسجد کے کسی حصہ پر قبضہ کرنا جائز نہیں  
(انعمیت مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۵ء)

(سوال) ایک مسجد واقع سیوہی، غارت سنیت میں قدیم تھی اس کے مینارہ کو زید نے بطمع نفسانی منہم  
برائے زمانہ مکان میں شامل کر لیا ہے اور دوسرے میناروں کو بھی گرادیا ہے جس سے شکل مسجد تبدیل ہو گئی  
ہے۔

(جواب ۲۵۲) مسجد یا اس کے کسی حصے کو منہم کرنا اور اس پر غاصبانہ قبضہ کر لینا سخت گنہ اور موجب  
فسق ہے ایسا شخص فاسق اور گنہگار و مستحق تعزیر ہے مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کا بازگشت کر دیں اور جب  
تک وہ توبہ نہ کرے اور مسجد کے نقصان کی تلافی نہ کرے اس کو شامل نہ کریں قرآن پاک میں ہے ومن  
اضلہ ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خواہیہا ۱۰ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

## فصل ہفتم۔ مساجد میں غیر مسلموں کا داخلہ

غیر مسلم مسجد میں داخل ہو سکتے یا نہیں؟

(سوال) بازار میں مسلمانوں نے ایک روزرائے اتحاد قائم کیا ہے جس میں ہندو مسلمان شامل  
ہیں یہ ایک جلسہ کرنا ضروری ہے ایسی جگہ کوئی نہیں ملتی جہاں یہ مشترک جلسہ کیا جائے یہ جلسہ برائے امن  
اور مسجد میں کرنا چاہئے تو کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۱۷۱ حقدار خان۔ درہیہ کلاں، دہلی

۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۲ء

(جواب ۲۵۳) مضائقہ نہیں۔ مسجد میں ہندو عیسائی اور دیگر غیر مسلموں کا داخلہ ممنوع نہیں جامع  
مسجد میں یہ تفریق کے لئے روزانہ غیر مسلم داخل ہوتے ہیں تو ایک صحیح غرض (اتحاد و قیام امن) کے  
لئے داخل ہونے میں کیا مضائقہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

۱۰. عن نبی مسجد او جعلہ للہ تعالیٰ فیہو احق الناس بمرمہ و عمارتہ و بسط البواری و لحبیر و القاضی و الا  
ت و لافہ و الامامہ ان کن اہلا للذلک و نہ یکن فالری فی ذلک إلیہ و عالمگیرۃ فصل کرہ عن المسجد  
۱۱. ط صحیحہ

۲۰. سورة البقرة ۱۱۴، قال من انہماہ 'و المسجد خالص للہ تعالیٰ ولیس لاحد من حی فی اللہ تعالیٰ  
و ن المسجد للہ اللہ و فتح القدر کتاب الوفت' فصل فی احکام المسجد ۲۳۴، ۶ ط مصر

۳۰. وہی الحاوی - ولا یمن ن بدس الکافر و اهل الذمۃ المسجد لحر او بیت المقدس و سایر المساجد لمصالح  
المسجد و غیر ذلک من المہمات لہ الحار الرانی کتاب الوفت حکام المسجد ۲۷۱، ۵ ط بیروت لبنان و زہ  
المسجد ۳۷۸

## فصل ہشتم۔ مسجد کے سامان کا فروخت کرنا یا منتقل کرنا

### ویران مسجد کے سامان کا حکم

(سوال) ذریعہ اسمعیل خاں میں چھوٹی میں مسلمانوں کے پیسے سے جو وہاں مازم تھے ساتھ ستر برس سے مسجد میں تعمیر کرائی گئی ہیں باقاعدہ وہاں جمعہ وعیدین کی نمازیں پڑھانی جا چکی ہیں چونکہ چھوٹی اٹھ گئی ہے اس لئے مسجد میں خلی رہ گئی ہیں چھوٹی کا تمام اسباب مکانات وغیرہ نلام ہو چکا ہے اب گورنمنٹ نے مسلمانوں کو مطلع کیا ہے کہ یا تو ان کا تمام ملکہ شہر تیر کڑیں وغیرہ لے جایاں کو آباد کرو، محض لوگوں کا خیال ہے کہ مسجد میں گر اگر ان کا سامان اسلامیہ اسکول میں گلا دینا چاہیے یہ مسجد میں لب مرکز شہر سے کچھ فاصلے پر ہیں۔ المستفی نمبر ۱۲۰ ص ۱۲۰ احمد دین ذریعہ اسمعیل خاں۔ ۲۸ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۸ نومبر ۱۹۳۳ء (جواب ۲۵۴) جو مسجد کے آسپہر شرعی قاعدے سے مسجد ہو جائے وہ قیامت تک مسجد ہی رہے گی اس کو غیر مسجد کے کام میں نہیں لے سکتے اگر اس کے قریب آبادی نہ رہے اور مسجد میں کوئی نماز پڑھنے والا نہ رہے تو جب بھی اس کی حفاظت کا سامان کر کے اسکو محفوظ کر دینا ضروری ہے البتہ اگر کوئی مسجد پہلے ہی شرعی قاعدے سے مسجد نہ ہو۔ مثلاً اس کی زمین موقوفہ نہ ہو کسی کی ملک ہو جس نے وقف نہ کی ہو تو وہ مسجد کا حکم نہیں رکھتی۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہ دہلی

### (۱) مسجد کے سب کا حکم

### (۲) ہندوؤں سے تعمیر مسجد کا کام لینا

(انجمنہ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۲۹ء)

(سوال) (۱) مسجد کنڈن تعمیر کے سلسلے میں اگر اس کا ملکہ فروخت کر کے اس کی قیمت کو تعمیر مسجد میں لگایا جائے تو اس حالت میں ملکہ کو فروخت کرنا جائز ہو گا یا نہیں اور اگر تعمیر کے بجائے زر خن کو کسی اور مصرف میں لایا جائے تو جائز ہو گا یا نہیں، بعض اصحاب کو حضرت عالمگیری شاہ اسلام کے اس فقرے سے دھوکا ہو رہا ہے ”سادات باریہ چوب مسجد اند نہ لاق داشتی نہ قابل سوختی“

(۲) قیہ و مرمت مسجد میں اگر ہندو معمر اور ہندو مزدور جو مستعد اور ہوشیار ہوں کام کریں تو شرعاً کراہت ہے یا نہیں؟ اور انما المشرکون نجس کا کیا مطلب ہے؟

(جواب ۲۵۵) (۱) مسجد کا ملکہ جو کام میں نہ آ سکے اس کو فروخت کر کے جدید تعمیر میں اس کی قیمت خرچ

(۱) ولو حرم ما حوله واستغنی عہ بقی مسجد۔ عہ الإمام والتالی ابدأ ابی فام الساعۃ وہ یفنی الحج (العمر المحنار) کتاب الوقف ۳۵۸ ط سعید

کردینا جائز ہے۔ (۱) تعمیر کا فقرہ بھی صحیح ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ فروخت کرنا بھی ناجائز ہو (۲) تعمیر مسجد کا کام غیر مسلم مزدوروں معمروں سے لینا جائز ہے۔ انما المشرکون نجس سے نجات ظاہری مراد نہیں ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

### مسجد کی تعمیر سے جی ہوئی لکڑی کا حکم

(المعینہ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

(سوال ۱) ایک قصبے کی جماعت نے مسجد کی تعمیر کے لئے چند لکڑی جنگل سے اکرجع کر دیں اس مسجد کی منتظرہ جماعت کی اجازت سے ایک شخص نے وہ جمع شدہ لکڑیوں میں سے ایک لکڑی لیکر اپنے گھر کی عمارت میں لگا دی پس یہ فعل جائز تھا یا نہیں؟

(۲) مسجد کی تعمیر کے لئے جو لکڑیاں تخمیناً جمع کر دی گئیں آیا وہ تمام لکڑی مسجد کی تعمیر میں تنے سے قبل مسجد کی ملکیت میں شدہ ہوگی یا نہیں؟

(جواب ۲۵۶) جن لوگوں نے مسجد کی تعمیر کے لئے لکڑیاں جمع کی تھیں اگر جماعت منتظرہ کے حوالے کر دی تھیں تو وہ لکڑیاں مسجد کی ہو گئی تھیں اور اگر مسجد کی تعمیر میں ان سب لکڑیوں کی حاجت نہ تھی تو جماعت منتظرہ زائد از حاجت لکڑی کو مسجد کے لئے قیمت کسی کو دیگر قیمت کو مسجد میں خرچ کر سکتی تھی بد قیمت کسی کو دے دینے کا حق نہیں تھا جس شخص کو دے دی گئیں اس سے اب بھی قیمت وصول کی جاسکتی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

### تعمیر مسجد سے بچے ہوئے سامان کا حکم

(المعینہ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۳۰ء)

(سوال) -----

(جواب ۲۵۷) اگر مسجد کے لئے سامان تعمیر اس کے متولی کے حوالے کر دیا جائے اور اس میں سے کچھ سامان بچا رہے تو وہ سامان مسجد کی ملک ہوتا ہے اور مسجد میں تنے کے قابل نہ ہو تو فروخت کر کے اسی مسجد

(۱) وما ابہدہم من ساء الوقف ولہ صرۃ الحاکم فی عمارۃ الوقف اذ احتاج الیہ و ان استغنی عنہ امسکہ حتی یحتج بہ عمارتہ فیصرف فیہ الخ و نہ تعدل اعدۃ عنہ لی موضعہ بے و صرف لمنہ الی المزمۃ صرفاً لئیل الی مصرف

المسئل (ہدایہ) کتاب الوقف ۶۴۲/۲ ط مکتبہ شریکۃ علمینہ ملتان

(۲) وہی البحر نقلاً عن الحارثی ولا بأس بان یدخل الکافر ولاہل الدمۃ المسجد الحرام و بیت المقدس و سائر المساجد لمصالح المسجد وغیرہا من المهمات و رد المحتار کتاب الوقف ۴/۳۷۸ ط سعید

(۳) حبشیش المسجد اذا کانت لہ قیمتہ فلاہل المسجد ان سعوہ وان رفعوا الی الحاکم فہو اولی (عالمگیریہ) کتاب الوقف ۴/۵۹۹ ط ماحدہ



## عنوان مثل بال

(سوال) بعد نماز مسجد میں اللہ کی راہ پر سوال کرنا کیسا ہے اور مسائل کو دینا چاہیے یا نہیں؟  
 المستفتی نمبر ۱۲۰۹ غلام ربانی عباسی صاحب (ضلع غازی پور) ۹ جب ۱۳۵۵ھ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۶ء  
 جواب ۲۶۰) مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور مسائل کو دینا بھی ناجائز ہے کسی محتاج کو بغیر سوال کے مسجد  
 میں دینے تو جائز ہے یا مسجد میں سوال کرنے والے کو باہر نکل کر دینے تو یہ بھی جائز ہے۔  
 محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ

## دوران خطبہ چندے کا حکم

(سوال) عین خطبہ خوانی کے وقت مسجد یا درہ کی نقد وصولی کے لئے صف بیک و تاز کرنا اور پیسہ  
 غیرہ کو آواز دینے ہوئے چلنا تاکہ مصلیان متنبہ ہو جائیں جائز ہے یا ناجائز؟  
 المستفتی نمبر ۷۳۳ حافظ عبد کریم انصاری (ضلع بکلی)  
 ۳ جب ۱۳۵۶ھ ۹ ستمبر ۱۹۳۷ء  
 جواب ۲۶۱) اثنائے خطبہ میں یہ کام نہیں کرنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

## عنوان مثل بال

(المعنیہ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۳۵ء)  
 (سوال) میدان کے خطبہ خوانی میں کسی عالم یا مسافر یا الہام و موزن کے لئے بھور خوشی چندہ کیا جائے مجبوراً  
 نہ بعد میں کرت ہیں مقصود ہر نہیں آتا لڑ عام کثیر کی وجہ سے۔  
 جواب ۲۶۲) خطبہ کے اثنائیں چندہ کرنا جائز نہیں خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد کر سکتے ہیں یعنی الہام  
 انتشار کر دے اور لوگ دینے میں تو یہ مثل خطبہ کے بعد ہو سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ

## فرض نماز کے بعد دعا سے پہلے چندہ کرنا

(المعنیہ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) جمعہ کی فرض نماز پانچامت لاکر کے بعد دعا مانگنے سے پہلے چندہ کرنا کیسا ہے؟

۱۔ وحرہ فیہ السؤال و بکروہ فی عطاء عطفاً و فی ان محطی لہ: الدر المختار: کتاب فیفسد الصلاۃ و بکروہ  
 فیہ ۱ طبع ۶۵۹  
 ۲۔ وکل ما حرہ فی لحدہ حرہ فی ان محطہ حرمہ: وغیرہ فیحرہ اکل و شرب و کلاہ بل یحب ان  
 یسبغ و یسکب لہ: الدر المختار: باب الجمعة ۲ ۱۵۹ طبع  
 ۳۔ یحب ان یخرج لاداء الصلاۃ و لا کلاہ لہ: موبد الانصار: باب الجمعة ۲ ۱۵۸ طبع

(جواب ۲۶۳)۔ سام بھیجے نہ کے بعد دعا مانگنے سے پیشتر کسی مذہبی کام کے لئے چندہ کرنا جائز ہے (۱)۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

## فصل دہم۔ مسجد میں بندہ و در چیز کا استعمال

مسجد کی دیواروں کو روغن لگانا

(سوال) مسجد کے اندر کا حصہ چاروں طرف سے نیچے کا جس کو لوہارہ کہتے ہیں یہ چونوئی لگ جانے کے خراب ہو جاتا ہے جو دیکھنے میں بہت برا معلوم ہوتا ہے ایسی صورت میں یا تو نائل گلوائے جائیں یا دالیتی روغن لگایا جائے تو کچھ عرصے کے لئے محفوظ ہو جاتا ہے روغن جب تک سوکھتا نہیں ہو باقی رہتی ہے۔  
المستفتی نمبر ۱۶۲ مولوی محمد اسحاق صاحب لام مسجد ٹھٹھہ والی۔ قصاب پورہ دہلی۔

۳ رمضان ۱۳۵۲ھ ۲۱ دسمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۶۴) روغن میں نہ کرنا لوہارہ ہو تو اس سے مسجد کو محفوظ رکھنا چاہیے البتہ اگر ناگوار بندہ نہ ہو تو چتر ہوگا (۲)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مسجد میں منی کے تیل والی لالٹین کا استعمال

(سوال) مسجد میں منی کا تیل لالٹین میں بھر کر جلا سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۰۶ حافظ احمد جہد لہر ضلع رائی پور۔ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۶۵) مسجد میں بندہ و در چیز لانا منع ہے منی کا تیل بھی مسجد میں جلا کر دھو ہے (۱)۔ محمد کفایت اللہ

مسجد کو ہر قسم کی گندگی سے پاک رکھا جائے

(سوال) مسجد کے حجرے کے نیچے دھوئی گئے ہوئے ہیں بھٹی پٹروں کی وہ وہیں چڑھاتے ہیں جس میں ہر قسم کے کپڑے غیظ وغیرہ ہوتے ہیں اس کی تمام قلعن مسجد میں جاتی ہے اور اسی کے برابر سر نہیں لوٹ لیا جاتا جن کے پاس گھوڑے گاڑی ہیں وہ ان کو دھو رہے ہیں اور دھوئیوں کی بیل بھی وہیں رہتے ہیں قربہ

۱) قال الدر المحار: "وبكره النحوي للسواد بكل حال الخ وفي الشامية " قال في الهمر " والمختار في السائل ان كان لا يمر بين يدي المصلين ولا يحطى الرفاب ولا يسأل الحافاة بل لا يمر لا بد منه فلا بأس بالسؤال والا عطاء" (باب الجمعة) مطلب في الصدقة على سوال المسجد ۲ ۱۶۴ ط سعید

۲) وعن حاتم قال: " قال رسول الله ﷺ: " من أكل من هذه الشجرة الممتنة فلا يلزم من مسحتها فإن الملائكة تنادي هدايتا دى مه الانس (متفق عليه) (مشکوٰۃ باب المساجد ص ۶۹ ط سعید کمپنی)

(۳) (ایضاً)

جو اس میں گھوسی بھی آباد ہیں متولی مسجد کو اس بات کی اہل محلہ نے اطلاع بھی کر دی ہے مگر متولی کوئی توجہ نہیں کرتا۔

(جواب ۲۶۶) مسجد کا احترام اور ادب۔ زمی ہے اس کو عند غفلت کثرت بدو سے محفوظ اور پاک صاف رکھنا واجب ہے (۱) بدعنوانی گھوسی وغیرہ کو مسجد کی جائیداد میں 'مسجد کے نیچے یا مسجد کے متصل آباد کرنا اس لئے ممنوع ہے کہ ان کی سکونت سے مسجد اور اس کا راستہ اس کی عمارت غلاقت کثرت بدو سے محفوظ نہیں رہ سکتی متولی کا فرض ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو جن سے مسجد کے احترام میں نقصان آتا ہے مسجد کی جائیداد میں آباد نہ کرے ورنہ اہل محلہ پر حفاظت مسجد کا فرض عائد ہوگا۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا ذلی

مسجد میں لیپ جانا

(مجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) ہمارے ہاں ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مٹی کے تیل کا لیپ مسجد میں جانا منع ہے۔ استدلال یہ کرتے ہیں کہ چونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ پیاز بسن کھا کر مسجد میں نہ جائے اسی طرح مٹی کا تیل بھی بدو کی وجہ سے ممنوع ہے۔

(جواب ۲۶۷) ہاں یہ صحیح ہے کہ بدو دار چیز مسجد میں نہ جانا منع ہے اور مٹی کا تیل بھی بدو دار ہے اور جلانے میں اور زیادہ بدو ہوتی ہے اس لئے مسجد میں مٹی کا تیل جلانا مکروہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا ذلی

## فصل یازدہم۔ مسجد میں مکتب یا مدرسہ جاری کرنا

مسجد میں مدرسہ جاری کرنا

(سوال) ایک مسجد مسلم آبادی سے دور محمد بنود میں واقع ہے جہاں شاذ و نادر ہی کوئی مسلمان نماز کے لئے آجاتا ہے کیا ایسی مسجد میں مدرسہ قائم کر سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز اس مسجد کے متعلق جو دو کام ہیں اس کی آمدنی مدرسہ کے مصارف ضروریہ میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۹۲ قاضی محمد امیر (پالن پور)

۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ یکم ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۶۸) اس مسجد میں مدرسہ قائم کر لینا جائز ہے مدرسہ قائم ہونے سے اس کی مسجدیت باطل

(۱) (ایضاً حاشیہ اصلاحہ گزشتہ)

(۲) وعن جابر قال قال رسول الله ﷺ 'من أكل هذه الشجرة الممنوعة فلا يقرب من مسجدنا الحديث (متفق عليه) (مشکوٰۃ باب المساجد ص ۶۹ ط سعد)



نہیں ہوگی بلکہ مدرسے کے قیام سے مسجد کی آبادی ہو جائے گی اس لئے قیام مدرسہ کی اجازت ہے صورت مذکورہ میں وکانوں کی آمدنی مسجد مدرسہ مذکورہ پر صرف کی جاسکتی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اندر

مسجد میں دینی کتابیں پڑھانا

(سوال) شہر بھاگلپور میں شہر اور میونسپل صحت سے کچھ دور شاہ جنگلی تالاب کے متصل تالاب سے پورب میں ایک قدیم میدگاہ کی مسجد ہے اب جماعت کی روز افزوں ترقی کی وجہ سے اسکا اندر وکھن اور پورب جانب پختہ چار دیواری سے محصور کر دیو گیا ہے جماعت اس میں کثیر ہوتی ہے اس کے پختہ جانب تالاب سے اندر تر اور دکن جانب میدان کر دیا ہے پورب جانب قریب دو تین رسی کے فاصلے پر بستی ہے چند رہزنی اس مسجد کے اندر ایک شخص نے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا سلسلہ جاری کیا ہے جس میں چھوٹی بستیوں درسی ہدائی کتابیں اور قرآن شریف کی تعلیم پڑھائی جاتی ہے وہ بھی باضابطہ اور منظم طریقے سے نہیں مسجد کے اندر اس تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنے کے بارے میں دو مختلف جماعت پیدا ہو گئی ہیں ایک جماعت کا خیال ہے کہ مسجد کے اندر تعلیمی سلسلہ رہنے میں کوئی قباحت نہیں ہے اور دوسرا فریق کہتا ہے کہ مسجد صرف نماز کی جگہ ہے اس میں سوائے نماز کے اور کوئی کام جائز نہیں ہے بلکہ کرم گاہ فرما لیں ؟

المستطی نبہ ۴۴۷ یدرا حسن علی بھاگلپور۔ ۲ محرم ۱۳۵۴ھ ۷ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۶۹) عید گاہ کا تعلیم مسجد کے احکام سے کچھ تھوڑا مختلف ہے لیکن تعلیم کے حق میں کچھ زیادہ اختلاف نہیں حتیٰ الامکان مسجد یا میدگاہ میں بچوں کی تعلیم کا سلسلہ جاری نہ کیا جائے کہ بچے پانی ٹاپاں اور احترا سے مسجد کا خیال نہیں رکھ سکتے لیکن اگر کسی دوسری جگہ کا انتظام نہ ہو سکے تو پھر مجبوری کی حالت میں مسجد یا عید گاہ میں بھی تعلیم دینا ناجائز نہیں ہاں معلم کا فرض ہے کہ وہ مسجد یا عید گاہ کے حرام و حلال کی کانٹھ رکھے۔ ۱۰۰۔ محمد کفایت اللہ کان اندر

بہ سمجھ بچوں کو مسجد میں نہ پڑھایا جائے

(سوال) ایسے چھوٹے بچوں کا مقب مسجد میں قائم نہ کرنا جو کہ استیلا و طہارت بھی نہیں کرتے نہ مسجد کا آب و احترا کر سکتے ہیں ان کے جسم و لباس کی طہارت بھی مشکوک ہوتی ہے مسجد کی چیزیں ضائع ہو کر مسجد کا پانی خراب مشکوک کرتے ہیں اور بے طہارت رہتے ہیں ایسے بچوں کو مسجد میں پڑھانا اور ان کا مقب مسجد میں قائم

۱. واما المعلم الذى يعلم الصبيان بالحر: ۱۵. جلس فى المسجد يعلم الصبيان لضرورة الحر. وعبره لا يكره (عالمگیری احکام المسجد ۱۱۰ ۱۱۱ ما حدیہ)

۲. واما المعلم الذى يعلم الصبيان بالحر: ۱۵. جلس فى المسجد يعلم الصبيان لضرورة الحر او عبره لا يكره (عالمگیری فصل كراهة غلق باب المسجد ۱۱۰ ۱ ط ما حدیہ) فيجب تزيينه المسجد عند كفا بحسب تربيته عن المحاط والطلع الح (رد المحتار: كتاب لصلالة احكام المسجد ۱ ۶۶۰ ط سعید)

نمبر ناجائز ہے؟ المستفتی نمبر ۲۰۲۹ شیخ حاجی محمود محمد مصطفیٰ سلطانپور (لودھ)

۱۱ رمضان ۱۴۳۵ھ ۱۶ نومبر ۱۹۱۳ء

(جواب ۲۷۰) مکتب کے لئے مسجد کے علاوہ کوئی دوسری جگہ تجویز کرنی چاہیے اور جب دوسری جگہ تجویز ہو جائے تو مسجد کو غلوں سے محفوظ رکھا جائے۔ محمد کفایت اللہ کان ابلدہ نوبلی

## فصل دوازدهم - استقبال قبلہ

مکہ سے دور رہنے والوں کے لئے جھٹ قبلہ کافی ہے

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ذیل کے نقشے کے صحیح و چشم دید حالات کے بارے میں۔ نمبر ایک نماز ہنگامہ کی مسجد جدید ہے نمبر دو جنازہ گاہ نو تعمیر۔ نمبر تین قدیمی جنازہ گاہ نمبر ایک کی محراب سے آلت قطب نما سے پچیس درجے شمال کی طرف پھری ہوئی ہے۔ نمبر چار قدیمی جنازہ گاہ آلت قصب نما سے بائیں درجے شمال کی طرف پھری ہوئی ہے اور قبریں بھی جدید و قدیم اسی نمبر تین و چار کے مطابق دفناتے ہیں مسلمانوں میں چھ سات سال سے نا اتفاقی ہو رہی ہے لول گروہ کہتے ہیں بلا کراہت ہر سہ جنازہ گاہ میں نماز جنازہ جائز ہے اور ہنگامہ بھی کیونکہ جہت قبلہ شمال تا جنوب درمیان میں جہت ہے دوم گروہ کہتے ہیں ہر سہ حصے میں جائز ہوئے تو بھی صحیح و بلا کراہت کے ہوتے ہوئے اور ایک ہی محلہ میں اتنے قریب کہ فقط چار پانچ ٹرک فاصلہ ہے اس لئے نمبر دو میں درست ہوئی سوم گروہ کہتے ہیں ہر سہ میں ایک صحیح ہے تو ایک خطا ہے اگر قدیم کو صحیح کہتے ہیں تو قدیم ہی میں پڑھیں اگر جدید کو صحیح مانتے ہیں تو جدید ہی میں سب پڑھیں کیونکہ ایک ہی امامت کرنے والا اور جدید میں بھی امامت کریں تو اس کی اقتدار بیت سمجھتا ہوں اس لئے اس طرف ولے کی امام کی اقتدار نہیں کرتا۔ المستفتی نمبر ۵۶۱ اسد اللہ خاں۔ (مرگوبی رہا)

۴ جمادی الاول ۱۴۳۳ھ ۵ اگست ۱۹۱۳ء

(جواب ۲۷۱) یہ صحیح ہے کہ مکہ معظمہ سے دور دراز فاصلے کے شہروں میں خاص کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دینا دشوار اور مسلمانوں کے لئے مشقت کا موجب ہے اس لئے بغرض آسانی جہت قبلہ کو قائم مقام قبلہ کا قرار دے دیا گیا ہے مشرقی ممالک میں رہنے والوں سے قبلہ یعنی کعبہ جہت مغرب میں واقع ہے اہل مشرق کا قبلہ جہت مغرب ہے اور یہ حکم اس بنا پر دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو استقبال قبلہ میں دشواری بھی نہ ہو اور قبلہ سامنے نہ ہونے کے باوجود مسلمانوں کی جماعت مختلف سمتوں کی طرف منہ کر کے بھی حشری نہ ہو کہ یکجہتی اور اتحاد و ملت اور اتحاد قبلہ کی حکمت کے یہ امر منافی تھا اس حکم کا فائدہ یہ تھا کہ نہ صرف

ایک شریادس شروں یا ایک صوبے یا ایک احاطے کا قبلہ ایک رہے بلکہ کعبہ سے مشرقی سمت میں رہنے والے تمام شروں اور تمام صوبوں اور تمام احاطوں کے مسلمان ایک ہی جہت میں نماز پڑھتے رہیں اور اسی کے باعث وحدت قبلہ اور وحدت ملت کا نظام قائم رہے اس لئے تمام اہل مشرق پر لازم ہے کہ وہ سیدھی مغربی جہت کو قبلہ قرار دیکر مسجد میں جائیں اور نماز لو اکریں اور اسی پر سلفاً و خلفاً عمل چلا آ رہا ہے اور اس مغربی جہت میں نماز پڑھنے والے خاص کعبہ سے مختلف سمتوں میں رہنے والے ہیں بعض شمالی ہیں بعض جنوبی اور پھر شمال و جنوب میں قرب و بعد کا تفاوت ہے تو تمام اہل مشرق کا قبلہ جہت مغرب ہے خواہ وہ آپس میں شہاؤ و جنوباً کتنے ہی مختلف ہوں۔

پس نمبر ۲ میں جو جہت مغرب پر صبح بھی ہوئی ہے اور مسجد نماز بچکانہ نمبر ایک کے موافق ہے نماز جنازہ پڑھنی چاہیے اور نمبر ۳ و نمبر ۴ کو بھی اسی کے موافق کر لیں یا ان میں کھڑے ہونے کے وقت ذرا ترچھے کھڑے ہوں تاکہ سب کا قبلہ ایک ہو اور آپس میں اختلاف و انتشار ظاہر نہ ہو۔

یہ بات کہ ایک ہی ہمسے بلکہ ایک ہی قبرستان کے احاطے میں تین جنازہ گاہوں کے قبلہ تین سمت کو ہوں سخت مذموم ہے اور اسلامی حکمت وحدت قبلہ کے منافی ہے جس کے لئے شریعت مقدسہ نے حقیقی استقبال قبلہ کو ساقط کر کے جہت قبلہ کے استقبال کا حکم دے دیا تھا (۱) ان لوگوں نے اس حکم کی حکمت کو ہی باطل کر دیا اور ایک احاطے میں تین قبضے بنائے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور اتباع حق کی توفیق عطا فرمائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ! دہلی

(۱) استقبال قبلہ کا طریقہ

(۲) معمولی انحراف مفسد نماز نہیں

(۳) قطب ستارے کے ذریعے سمت قبلہ کی تعیین

(سوال) اگر قطب نمازی کے عین شانہ سے ذرا اوپر اوھر ہٹ جائے تو اس کی جہت درست ہونے کی بات کیا حکم ہے جہت کعبہ کہاں سے کہاں تک لی جاتی ہے؟

المستفتی نمبر ۶۳۹ مولوی خدائش (تکم ۱۸) جب ۱۳۵۳ھ میں ۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷۲) قطب و انیس شانہ سے ذرا نیچے رہنا چاہیے وہی کی جامع مسجد کا قبلہ اس طرف ہے جہت کعبہ میں تو وسعت ہے تاہم قبلہ کی جہت مساجد قدیمہ کی جہت سے صحیح کر لینا چاہیے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ! دہلی۔

(۱) والسادس استقبال القبلة فلمسکي إصابة عيها ولغيره أي غير معيها إصابة جهتها بأن يقف شني من سطح الوحه مساماً للكتابة أو لغيرها الخ (الدر المختار: كتاب الصلاة مبحث في استقبال القبلة ۴۲۸/۱ ط سعيد)

(۲) قال في الدر المختار "وهو في القرى والأبصار محارب الصحابة والتابعين وفي المقارن والبحار النجوم كالقطب الخ وقال الشامي "قولہ "كالقطب" وهو أقوى أدلة وهو نجم صغير في بيت العرش الصغرى بين القردين والحدی إذا جعله الواقف حلف أدبه الیمنی كان مستقبل القبلة (مبحث في استقبال القبلة ۴۳۰/۱ ط سعيد)

(جواب ۲۷۳) (۶۷۳) قصد بلوغ عدم کے نو دس درجے کے انحراف کو نظر انداز کروینا اور محط سمت پر نماز پڑھنا مسلمانوں کے قلوب میں خطرات و وساوس پیدا کرنے اور استتہال قبلہ کی وقعت کو گھٹانے کا موجب ہوگا اس لئے مسجد میں صحیح سمت کے نشان قائم کر کے ہی نمازیں ادا کرنی چاہئیں ہاں یہ صحیح ہے کہ اوشدہ نمازوں کا اعادہ لازم نہیں ہے کیونکہ موجودہ انحراف اتنا نہیں ہے کہ سمت قبلہ کی حد معین سے باہر ہو گیا ہو (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ۱۳ شعبان ۱۳۵۴ھ

(جواب ۲۷۴) (۶۷۴) تمام ہندوستان کعبہ معظمہ سے جت مشرق میں واقع ہے اور جت قبلہ میں اس قدر توسع ہے کہ قطب تارہ سیدھا دائیں کندھے پر ہو یہ قدرے پیچھے کو یا قدرے آگے کو ہٹا ہو اور دونوں صورتوں میں جت قبلہ کا استتہال ہو جاتا ہے لیکن صحیح صورت یہ ہے کہ قطب تارہ دائیں کندھے کے پچھلے حصے کے مقابل رہے دہلی کی جامع مسجد کی یہی جت ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ۲۱ شعبان ۱۳۵۴ھ ۱۹ نومبر ۱۹۳۵ء

جس مسجد کا رخ قبلہ کی طرف درست نہ ہو

(سوال) ایک شرعی ملک میں ایک شہر ہے اس میں ایک قدیمی قبرستان ہے اس میں نماز جنازہ کے لئے تین عمارت بنتے بنی ہوئی ہیں یہ تینوں قریب قریب واقع ہیں اور اسی قبرستان میں نماز پنجگانہ کے لئے ایک مسجد بھی ہے یہ تینوں جنازہ گاہ ہیں تین قسم کی جت پر ہیں ایک بائیں مغربی جت پر ہے شرعی قدیمی مسجد سے اور آلات قطب نما سے بھی۔ دوسری پنجگانہ مسجد کے مطابق ہے نمبر ۳ شہر کی قدیمی مسجد سے اور آلات قطب نما سے بائیں ۲۵ درجے شمال کی طرف جھکی ہے نمبر ۴ آلات قطب نما سے نیز شرعی مسجد سے بائیں درجہ شمال کی طرف پھری ہوئی ہے ان میں سے کس میں نماز جنازہ جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۹۳۲ حاجی محمد حنیف مرگونی ۲۶ صفر ۱۳۵۵ھ ۱۸ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۵) نمازہ پنجگانہ والی مسجد اور جنازہ کی مسجد نمبر ۳ درست ہیں نمبر ۳ و ۴ محط ہیں اگرچہ نماز جنازہ ان کے اندر پڑھنے سے ہو جائے گا لیکن قصد غلط جت پر نماز ادا کرنا مکروہ ہے ان دونوں کو نمبر ۲ کی طرح درست کر لینا چاہئے یا جنازہ رکھنے اور صفیں قائم کرنے میں جت نمبر ۲ کے موافق انحراف کر لینا چاہئے۔ فقط (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) فعلم أن الإنحراف اليسر لا يضرب وهو الذي بقي من الوجه أو شئ من جوانبه مسامتة لعين الكعبة أو لغيرها الخ (رد المحتار) مبحث في استقبال القبلة ۴۳۰/۱ ط سعید و امداد المفتی ۲۶۱ (۲) وفي الموازنة والبحار النجوم كالمقطب (رد المحتار) وفي الشامية وهو أقوى الأدلة. إذا جعله الواقع خيف أدبه اليمنى كان مستقبل القبلة (مبحث في استقبال القبلة ۴۳۰/۱ ط سعید) (۳) ولسادس استقبال القبلة. فللمكي أصامة عيها ولغيره أي غير معابها: صابة جهنبا بأن يبقى شئ من سطح الوجه مسامتة للكعبة أو لغيرها (التوضيح مع الدرر كتاب الصلاة مبحث في استقبال القبلة ۴۲۷/۱ ۴۲۸ ط سعید)

## قبلہ سے معمولی انحراف

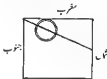
(سوال) ایک مسجد کی بنیاد تھوڑی سی نیڑھی رکھی گئی اور عمارت بلند ہو چکی ہے زمیندار غریب آدمی ہے اس کی عمارت پر چھت ڈال دی ہے کیا کہ نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۳۶ چودھری شیخ الدین صاحب (خلع انبار) ۷ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۱۸ مئی ۱۹۳۷ء (جواب ۲۷۶) بیڑ تو یہی ہے کہ مسجد کو قبلہ کی سمت کے موافق کر لیا جائے پھر چھت ڈالی جائے لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو اور پخت ڈال لی جائے تو مسجد میں صفیں قبلہ رخ کھڑی ہوا کریں نماز ہو جائے گی۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

## مخرف مسجد کا قلمہ درست کیا جائے

(سوال) قصبہ پر اکپورہ ریاست جے پور میں ایک مسجد قدیم زمانے شاہی کی تعمیر ہوئی ہے اس میں بعد جماعت ہوتی ہے اب تک کسی وجہ خیال نہ ہو الب چند شخصوں نے قصبہ نماذغیرہ کے ذریعہ سے دیکھا تو مسجد کا رخ سمت قبلہ سے کسی قدر نیچا معلوم ہوتا ہے بدیں وجہ چند صاحبان کہتے ہیں کہ بغیر درستی مسجد نماز درست نہیں ہوتی اور مسجد درستی زمر نو تعمیر جدید سے ہو سکتی ہے یہ کام مسلمانوں کی حیات اور طاعت موجودہ سے جدید ہے کیونکہ قصبہ بنائیں بہت تھوڑے کھرب غریب مسلمانوں کے ہیں ملاوہ اس کے قلعہ و فناء کا پورا احتمال ہے کہ محصب بندہ ہوں کی اکثریت کا غلبہ ہے مسجد کو شید کرنے میں لا جدید تعمیر کرنے پر ضرور رکاوٹ پیدا کرنے کا خطرہ ہے خطوط کے ذریعہ صفوف کو سیدھا کرنے میں بجائے دو صفوف کے ایک صف کا ہونا بھی ناممکن ہو جاتا ہے اور نمازیوں کو جگہ نہیں ملتی یک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ حالیہ مسجد میں نماز بلا کراہت درست و جائز ہے یہ مسجد بادشاہی زمانے کی ہی ہوئی ہے قطب نما کی جہت کا کچھ اعتبار نہیں لہذا اعلیٰ دین سے گزارش ہے کہ ایسی صورت میں جو حکم شرع شریف کا ہو اس سے کواہ کتب فقہ دینی مطلع فرما کر مسلمانوں کو منظور فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۹۱۵ ملا عبدالغنی صاحب (جے پور) ۱۸ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء (جواب ۲۷۷) اس مسجد کی سمت کا نقشہ صحیح قصبہ نما کے لحاظ سے ہوا اگر میرے پاس مجھ تو پھر میں اس کا حکم بتاؤں گا نقشہ لینے کی صورت یہ ہے کہ ایک کاغذ پر مسجد کی عمارت کا مربع نقشہ، بلاور پھر اس



پر قطب نما رکھ کر دیکھو کہ مسجد کی سمت سے کس قدر بہت تر خط سمت جاتا ہے اور جنوب یا شمال کس قدر تقوت ہوتا ہے یہ نقشہ مسجد کے اندر اس کی سمت قنات پر کاغذ رکھ کر بن سکے گا مثالیہ مریخ مسجد کی موجودہ سمت کی سمت پر درست کر کے رکھو کہ خط مغربی مغرب کی دیوار پر سیدھا منطبق ہو اس کے بعد مغربی خط پر قطب نما رکھو اور اس کی سوئی کی دونوں طرفوں کی سیدھ میں خط لگو۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لا دلی

قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا خلاف اوب ہے  
(الجمعینہ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے قصد سونا کیسا ہے؟

(جواب ۲۷۸) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا خلاف اوب ہے۔

محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لا دلی۔ مدرسہ امینیہ دہلی

چھت مسجد سے منحرف ہو کر نماز پڑھنا  
(الجمعینہ مورخہ ۵ مئی ۱۹۳۳ء)

(سوال) زید جب نماز پڑھتا ہے تو چنچند دھن سے گونے و قبلہ رخ تصور کر کے نماز پڑھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں اس کے مکان سے قریب ہی مجھ سے مسجد قطب ستارے سے ملی ہوئی ہے لیکن زید مسجد و نیز بھی بتاتا ہے اور اگر قطب ستارہ چنچنواے کو کہا جاتا ہے تو زید کہتا ہے کہ تم کسی شرعی دلیل سے قطب ستارے کو ثابت کرو ہم و گون و قطب کی شناخت معصوم نہیں ہے۔

(جواب ۲۷۹) زید جنوب مغرب سے گوشے کی طرف منہ کر کے کس وجہ سے نماز پڑھتا ہے؟ اگر وہ اس جہت کو اپنے مقام کے لئے قبلہ کی صحیح جہت سمجھتا ہے اور اس کے پاس اس کی دلیل بھی ہو تو اس کی نماز صحیح ہوگی ورنہ اس کو اپنے شہر کی مساجد قدیمہ کی جہت کا اتنا کرنا چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لا دلی

دور والوں کے لئے جہت قبلہ کافی ہے  
(الجمعینہ مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) قرآن مجید میں نماز پڑھنے کے لئے کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہے۔ فلولو او جو حکم شطر

۱. وفي العاممگیرية " ويكره مد الرحيل إلى الكعبة في البرء وغيره عمد" إلخ (المباب الخامس في أدب المسجد ۳۱۹، ۵ ماجدیه كرسه) وفي الشامية " ويكره بحريسا استفعال القبله وكسا كره مدر حين في برء او غيره إلهاى عمد" لانه إساءة أدب (مطلب في احكام المسجد ۱ ۶۵۵ طبعه)  
۲. وجهه الكعبه تعرف بالدليل " والدليل في الامصار وانقرى لسحاب رب اللى يصفيها الصحابة و تابعين فعيا باعنه إلخ (عاممگیرية الفصل الثالث في استيف القبله ۱ ۶۳ طبعه)

المسجد الحرام مکتور اور میسور میں علوم مساجد کا رخ بین مغرب کی طرف ہے جو قبلہ سے بہت ہٹ کر پڑتا ہے۔ مسطقی کا ارادہ ایک مسجد تیار کرنے کا ہے کیا میں بھی اسی طرح مسجد تیار کروں جس طرف دور دربی مساجد کا رخ ہے یا نقشہ اور مپاس کے لحاظ سے میں خانہ خدا کی سمت مسجد کا رخ رکھا جائے۔

(جواب ۲۸۰) یہ صحیح ہے کہ مسلمانوں کا قبلہ مسجد حرام یعنی کعبہ مقدسہ ہے لیکن چونکہ دور دراز ممالک کے رہنے والے مسلمانوں کے لئے یہ بات بہت دشوار تھی کہ وہ ہر مقام پر کعبہ کی صحیح سمت معلوم کریں اس لئے شریعت مقدسہ نے آسانی کے لئے ہمت قبلہ کو قبلہ کا حکم دے دیا ہے اور دور دراز کے ان ممالک کے لئے جو مشرقی ممالک کے رہنے والے ہیں مغربی ہمت قبلہ ہو گئی اور ان کی نمازیں مغربی ہمت کی طرف منہ کر لینے سے درست ہو جاتی ہیں اس لحاظ سے آپ مکتور میں صحیح سمت کعبہ معلوم کر کے اپنی زیر تجویز مسجد کو اس کے موافق تیار کریں اصل کے لحاظ سے وہ مسجد صحیح اور بہتر ہوئی مگر چونکہ اس میں مسلمانوں کے خیالات میں انتشار اور طرح طرح کے لوہام پیدا ہونے کا قوی امکان ہے کہ ساری مسجدیں تو ایک طرح کی ہیں اور ایک مسجد دوسری طرح کی اس لئے اس انتشار و ہم سے بچانے کے لئے آپ اپنی مسجد کو متمیز طریقہ پر دوسری مساجد کے خلاف تمیز کریں اگر کوئی غیر متمیز نقول ہو تو مضائقہ نہیں۔ تاکہ مسلمان انتشار خیال اور باہمی اختلاف سے بچیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

## فصل سیزدہم۔ جماعت خانہ و صحن و فناء مسجد

مسجد سے ملحق دکان پر امام کے لئے حجرہ بنانا

(سوال) مسجد کے دائیں جانب ایک دکان ہے جس کی دیوار مسجد کی دیوار دکان کی ایک ہے لیکن دکان کا دروازہ باہر کی طرف ہے اسی دکان کی چھت کے اوپر ایک حجرہ امام کے رہنے کے واسطے تعمیر کر لیا ہے جو دیوار مسجد کی دکان میں آگئی ہے وہی دیوار اوپر حجرے میں آگئی ہے اور حجرے کا دروازہ بھی باہر کی طرف ہے امام بال بچے دار نہیں تنہا ہے تو کیا اس حجرے میں رہنا جائز ہوگا؟

المسطقی نمبر ۸۵ نور محمد لکھنؤ ۵ رجب ۱۳۵۳ھ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۸۱) امام کو اس حجرے میں جو مسجد کی فضا پر نہیں ہے بلکہ دکان کی چھت پر ہے رہنا جائز ہے البتہ مسجد کی دیوار کو حجرے میں شامل کرنا نہیں چاہئے تھا (۲) تاہم اس کی وجہ سے امام کو حجرہ میں رہنا ناجائز نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) فی التنبیہ و شرحہ۔ "والسادس استقبال القبلة حقیقة او حکما فاللمکی إصابة عیہا ولعیر إصابة جہتہا نان یبغی شئی من سطح الوجه مساماً للکعبۃ او لہو اتہا (مبحث فی استقبال القبلة ۱ ۴۲۷ ۴۲۸ ط سعید)  
(۲) ولا یوصع الجدد علی حداد المسجد وان کان من او قدامہ (رد المحتار کتاب الوقف احکام المسجد ۳۵۸۱ وحیر القدوی احکام المسجد ۷۲۲ ط ملتان)

## مسجد کی دکان پر امام کے لئے حجر بنانا

(سوال) مسجد کی دکانوں پر مسجد کے متصل ایک مختصر بانڈ خاندہ ہے جس کا باہر آنے جانے کا دروازہ بھی مسجد کے دروازہ سے علیحدہ ہے اس میں امام مسجد مذکور مع اپنے اہل و عیال کے رہتا ہے ہذا امام کو مع اپنے اہل و عیال کے ایسے مکان یا حجرے میں رہنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۰۵ قاری عبدالحکیم (دہلی) ۱۱ اشوال ۱۳۵۴ھ ۷ جنوری ۱۹۳۶ء  
(جواب ۲۸۲) اگر حجرہ مسجد پر نہیں ہے بلکہ دکانوں پر ہے اور اس کا راستہ اور دروازہ بھی مسجد سے علیحدہ ہے تو اس میں امام مسجد مع اہل و عیال کے رہ سکتے ہیں اور اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

## استیفاء خانوں کے لوہر امام کے لئے جگہ بنانا

(سوال) ایک دو منزلہ مسجد کے نیچے سے جس قدر جگہ نماز کے لئے مقرر ہے سیدھا لوہر بھی اسی قدر جگہ نماز کے لئے مقرر ہے یعنی نیچے سے لیور سیدھا لوہر تک ایک برابر جگہ نفس مسجد بنی ہوئی ہے اور مشرقی جانب نیچے میں کسی قدر جگہ میں حوض ہے متصل اس کے پیشاب خاندہ ہے کسی قدر جگہ خاندہ ہے جہاں لوگ جونی وغیرہ چھوڑتے ہیں اس کے متصل گوشہ میں چھوٹی سی کوٹھری دکان ہے جس قدر جگہ میں نیچے حوض دکان وغیرہ ہیں اس کے سیدھا سی قدر لوہر جگہ میں امام کی کوٹھری بھی ہے جو کہ وقت بنائے مسجد خود واقف وہابی مسجد نے امام کی بیت سکونت کے لئے خارج کر کے رکھا ہے بیت امام میں امام کم از کم چالیس سال سے سکونت بھی کرتا ہے خلاصہ یہ کہ یہ کوٹھری امام کی شرقی جانب مسجد کے سامنے دو منزلہ پر ہے جس کے نیچے بھی نماز نہیں پڑھی جاتی۔ بلکہ حوض و دکان وغیرہ ہیں نیچے جہاں تک مسجد ہے اوپر بھی وہاں تک مسجد ہی ہے بیت امام ہا خانہ پر اگرچہ مستقل ہے لیکن اس کی حدود و دیوار سے علیحدہ کی ہوئی ہیں یعنی بذریعہ دیوار وغیرہ کے کوٹھری محدود و محفوظ کی ہوئی ہے اس کا دروازہ بھی الگ ہے لوہر نیچے مسجد میں آمد و رفت کے دروازے الگ ہیں غرض امام کی کوٹھری کے باعث کوئی آؤ گی یا بے حرمتی مسجد یا متصل کی آمد و رفت اوپر یا نیچے میں کوئی رکاوٹ نہیں کوٹھری کا تمام انتظام علیحدہ ہے آنا جانا وغیرہ میں ایسی حالت میں کوٹھری مذکورہ میں امام اپنی امید کے ساتھ بدوہاش کر سکتے ہیں یا نہیں؟ درمختصر بحر اراغ وغیرہ میں جو نکلتے ہیں لوہر بنی فوقہ بیتا للامام (للسکسی) لا بضر لانه من المصالح اس سے کیا مراد ہے۔  
نیا امام کا مجرور بنایا مع اہل و عیال کے نیا امام کا خالی بیٹھ رہنا اور کھانا پینا وغیرہ حاجات انسانیہ کچھ بھی یہاں پر نہ کرنا جس سے حرمت مسجد میں فحل ہو حال آنکہ یہ کوٹھری زمان ابتدا کے بنائے مسجد سے ہے اور امام بدت



یہ سہولت بھی کرتے ہیں اور ہر سہولت پر اپنے کام کے لیے یہ سب منجانب واقف واقف بھی ہیں۔

المستفتی نمبر ۱۰۲۳: مولوی محمد دریس صاحب کوہنہی امام مسجد کون اسریت سمنگاپور

۶، رجب الثانی ۱۳۵۵ھ ۷ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۳) صورت مسندہ میں یہ کوٹھری جو مسجد سے غلیظہ و دکان یا حوض کی چھت پر ہے اس میں لام اپنے اہل و عیال کے ساتھ سلوٹ کر سکتا ہے کیونکہ جب کہ یہ ابتدا سے اسی کام کے لئے بنائی گئی اور اصل مسجد یعنی مکان مریدانہ سے یہ بالکل جدا ہے تو اس کا حکم کس مسجد کا نہیں اور اس میں سلوٹ کرنے سے مسجد کے احترام میں بھی کوئی نقصان واقع نہیں ہوتا۔ درمختار عبارت و لولینی فوقہ الخ،، تو اس سے یعنی کوٹھری کے متعلق ہے جو اس مسجد پر ہو اس میں بھی لام گورہنا جائز ہے مگر اس میں اہل و عیال کے ساتھ رہنا یا کوئی ایسا کام کرنا جو دواب مسجد کے منافی ہو جائز نہ ہوگا۔ اگر سوال میں جو صورت ہے یہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ واللہ اعلم محمد کتبستان دہلی

مسجد کے دروازے کے متصل بازار لگا

(سوال) جامع مسجد کے شرقی دروازے کے آگے جمال چوتیاں اتاری جاتی ہیں اور وہ جگہ مسجد کی مکیت ہے ایک بازار کھورتان و مرغ فروشن کا بہ روزگ کرتا ہے وہ خواںچہ والے بھرت وہاں سودا بیٹے ہیں ان کی بوت فرماؤں اور خواںچہ والوں کی وجہ سے وہاں ایک جھوم رہتا ہے اور مسجد کا دروازہ بالکل گھرا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ نمازی گھر نماز کے لئے مسجد میں جانا چاہیں تو اس وقت ان کو سخت دشواری کا سامنا ہوتا ہے بھیر اس کثرت سے ہوتی ہے کہ راستہ نہیں ملتا اور محض لوقات نمازیوں کو جھوم کی بھرت کی وجہ سے واپس آنا پڑتا ہے ان کے علاوہ مسجد کے دروازہ کے آگے وگتہ نیری کی سڑکیت وغیرہ پیتے ہیں اور گلی گلوچ بنتے ہیں غرض اس بازار کے لوگ نہ مسجد کا احترام کرتے ہیں نہ نمازیوں کے راستہ کی پروا کرتے ہیں غلط فہمیں مسجد اتنی ہر اسد حائی ٹی لیکن وہ یہ کہ انہیں دیتے ہیں یہ بازار رشی زمانے سے ملتا ہے مسجد کے دروازہ کے آگے بازار لگانا اور لوگوں کا وہاں کالی گلوچ بچانا اور نمازیوں کے سنے قریب قریب راستہ کو بند کر دینا شرعاً ناجائز ہے یا نہیں اور جو غفلت مالان توجہ والے ان کے بلا جو اس امر کی طرف توجہ نہ کریں یہ صورت موجود وہیں بازار قائم رہنے اور نمازیوں کو راستہ کی تکلیف ہونے دیں ان کے سنے شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۴۱۴ احاطی محمد دین صاحب لیس وائے (خلف حجتی رفیع الدین مرحوم (چندنی چوک، بلی)

۱۴۱۳ هجری ۱۳۵۶ شمسی ۱۴۶۰ میلادی ۱۹۳۷ء

۱۹. اسرار معجزات کتب اوتوفی حکام امجد ۱: ۳۵۸ طبع

(٢) والسوبر وسرحه وكرد الوحد فوفه والبون والتعريف لانه محدد إلى عائل النساء (باب ما بعد الصلاة بما يحرك فيها ٦٥٦ ط سعيد)

(جواب) (از امام صاحب فتح پوری) ہو موقوفہ رواۃ مسجد اسی لئے بنایا جاتا ہے تاکہ نمازی اس سے مسجد میں غسل دیں پس خلاف فقہائے وقت اس پر کام نہیں کرتے نہ کبوتر فروشوں وغیرہم کو اس پر خرید و فروخت کی اجازت دیکر نمازیوں کی رلوثک کرنا ہرگز جائز نہیں لہذا لا يجوز تغییر شرط الوقف کما فی عامۃ کتب الفقہ قال فی الاسعاف ولو اراد قیہ المسجد ان یسی حیوانیت فی حرم المسجد و فنانہ فان الفقہ ابو اللیث لا یجوز له ان یجعل شیئا من المسجد سکنًا و مستغلاً انتهى ص ۷۴۷۔  
 یاطین مانیہ کے عمل کو صورت نہ کو رہ میں جہت گردانا صحیح نہیں کہ یہ حجج شرعیہ سے نہیں ہے جس پر دلیل جواز نہیں ہو سکتا پھر حضرت شہداء جہاں نور اللہ مرقدہ سے تو یہ امر ثابت ہوئی نہیں سکتا انہوں نے اس مقام پر ہزار لکھوں کی اجازت دی ہوگی اہمالہ اس کا رد ان امر پر اہوگا تو جتنے زمانہ کے سلاطین کے زمانہ میں پڑا ہوگا جس کا باعث سلاطین کی نفعت اور پردہائی کے سوال کیا کہا جاسکتا ہے اور اس صورت میں ان کی اپنا کیونکر کرنا جاسکتی ہے میں مسجد جامع چونکہ اس کی اسرار پر قادر ہے اس لئے شارع کا حکم اسی کی جانب متوجہ ہے کہ وہ اس طرف اپنی توجہ مبذول فرما کر اس مقصد کا اندر فرما۔ فقہاء و ائمہ اہل علم  
 محمد مظہر اندلوم مسجد فتح پوری دہلی

(جواب ۲۸۴) (از مہتمم مفتی اعظم) ہو الموقوف۔ مسجد کے دو حصے ہوتے ہیں ایک تو وہ حصہ جو مہتمم یا مصلیٰ یعنی لوگ نماز و عبادت کی غرض سے بنایا جاتا ہے معین کیا جاتا ہے دوسرا وہ حصہ جو پہلے حصے (مہتمم یا مصلیٰ) سے خارج مکررات مسجد یا خانہ مسجد میں شامل ہوتا ہے ان دونوں حصوں کے احکام جدا جدا ہیں پہلے حصے میں ٹاپک (جنت والے انسان اور حیض و نفاس والی عورت) کا داخل ہونا حرام ہے اور اس میں نماز پڑھنے والے کو مسجد کا ثواب ملتا ہے اس میں بیع و شراہ ناجائز ہے معکف کو اس حصے کے اندر رہنا لازم ہے یہ حصہ اوپر آسمان تک اور نیچے تحت ارض کی تک مسجد کا حکم رکھتا ہے دوسرے حصے میں جو مہتمم یا مصلیٰ سے خارج ہے نہ ٹاپک آدمی داخل ہو سکتا ہے اس میں نماز پڑھنے والے کو مسجد کا ثواب نہیں ملتا اس میں بیع و شراہ حرام نہیں ہے معکف اس حصے میں غیر حذر شریعی چرے۔ تو اختلاف فاسد ہو جاتا ہے اور اس کا یہ حکم نہیں کہ لوچ نہ تک مرچے تحت ارض کی تک مسجد کے کام چرئی کے جائیں ان مسائل کے داخل یہ ہیں۔ لہذا مسجد نئی عباد السماء (درمختار) و کذا الی تحت الثری کہا فی البیرو عن الاسجد می رد المختار) و بحرہ بالحدث الا کبر دخول مسجد لا مصلی عبد و جنازہ و رباط مدرسہ (درمختار) فرلہ لا مصلی عید و حجازہ فلس لبسا حکم المسجد فی ذلك وان کان لبسا حکمہ فی صحۃ الاقتداء وان لم یصل الصفوف و مثلها فناء المسجد و تمامہ فی البحر (رد المختار) ۱۰ کما کرد فیہ مبدعہ غیر المعکف مطلقاً للہی (درمختار) ۲۰ پس ان تہ زیات

کے بموجب مسجد کے حصہ اول یعنی میاں لصلوٰۃ کے کسی جزو کو یا اس کے لوپر یا نیچے رہائش کے لئے استعمال کرنا یا اس کے لوپر آمدنی سے لئے کمرے اور مکان یا اس کے نیچے دکانیں بنانا جائز ہے خواہ یہ دکانیں تجارتی اغراض میں استعمال کرنے کے لئے یا رہائش کے لئے کرایہ پر اٹھائی جائیں پس فقہاء کی تصریحات اور اسعاف کی عبارت منقولہ بالا اور فقہ الیث کے قول کے بموجب مسجد فتح پوری کی تمام دکانیں فناء مسجد میں اور سنہری مسجد اور اطحہ کاے صاحب اور دیگر مسجد کی دکانیں جو عین مسجد کے نیچے واقع ہیں فناء مسجد میں واقع ہیں اور سب ناجائز ہونے میں شریک ہیں اور عین مسجد کے نیچے کی دکانوں کا حکم عدم جواز شدید ہے یہ بہت فناء مسجد کی دکانوں کے جامع مسجد کے شرقی دروازے کے بازار حیوانات اور اس کے شور و غلبہ اصل حکم یہ ہے کہ یہ ناجائز ہے اور زمانہ قدیم سے ہونا وہ جواز نہیں اور اگر کمیٹی اس کی اصلاح پر قادر ہے تو اسے اصلاح کرنی چاہیے اور یہی حکم ان دکانوں کا ہے جو دیگر مسجد کے قریب واقع ہیں اور اس سے زیادہ شدید ان مساجد کی دکانوں کا جو عین مسجد کے نیچے یا لوپر واقع ہیں۔ واللہ اعلم و علمہ اتم واحکم۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدی

### صحن مسجد میں حوض استنجاء خاندانے کا حکم

(المجموعہ مورخ ۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) کیا صحن مسجد میں برائے وضو حوض اور برائے بول و براز طہارت خاندانے کے ہیں؟ ایک مسجد کو منہدم کر کے صحن قرار دینا، تقریباً پچیس ٹرکے فاصلے پر دوسری مسجد تیار کرنا کس حد تک صحیح ہے؟

(جواب ۲۸۵) صحن مسجد کا اطلاق دو معنوں پر کیا جاتا ہے اول مسجد کے اس غیر مسقف حصے کو صحن کہتے ہیں جو میاں لصلوٰۃ تو بتا ہے یعنی نماز و جماعت کو اُمرنے کے لئے بنایا جاتا ہے لیکن بغیر چھت کے کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے دوم اس حصے کو بھی صحن کہہ دیتے ہیں جو موضع میاں لصلوٰۃ کے مسقف اور غیر مسقف حصے کے حد خالی زمین پر فرش کی صورت میں چھوڑ دیا جاتا ہے غرض نماز و جماعت کو اُمرنے کے لئے نہیں بنایا جاتا۔

پہلے معنی کے لحاظ سے صحن تو مسجد کا ہی ایک حصہ ہے اور اس کے احکام مسجد کے احکام ہیں اس میں حوض اور وضو کی نئی وغیرہ بنانا جائز نہیں کیونکہ جو جگہ ایک مرتبہ مسجد ہو جائے اور اس کو نماز کے لئے مخصوص کر دیا جائے پھر اس کو کسی دوسرے کام میں نہیں لے سکتے اور دوسرے معنی کے لحاظ سے صحن یک طحہ چیز ہے یعنی اگرچہ وہ مسجد کے ساتھ وقف ہونے میں شامل ہے مگر مسجد کے احکام اس کے لئے ثابت نہیں اس میں جو تیاں پس کر جائے جنت کی حالت میں نہ رہا جائے (۱) مسجد کی توسیع کی ضرورت سے اس

(۱) محل دخول جب و حصص کھلا، مسجد و بناؤ و مدرسة الخ (الدر المحتار احکام المسجد ۶ ۶۵۷ طبع سعید) و فی العلمگیریہ: قبة المسجد لا یحور لہ ان یشی جوابت فی حد المسجد أو فناءه لأن المسجد ۱۵ محل جاتوا أو مسک نسقط حرمة و هذا لا یحور والماء تبع المسجد لیکون حکمہ حکم المسجد کما فی المحیط (الفصل الثانی فی الوقف علی المسجد و تصرفاتہ ۶۶۲-۶۶۳ ما حدیہ کوئٹہ)

کو مسجد میں شامل کر لینا یا اس میں حوض اور وضو کی ٹالی بنالینا جائز ہے اگر وہ مسجد میں ایک مرتبہ شل کر یا جائے گا تو پھر وہ مسجد کے حکم میں ہو جائے گا اسی صحن بالمعنی الثانی کے کسی ایسے گوشے میں جو نفس مسجد سے دور ہو پائے۔ بنالینا بھی جائز ہے بشرطیکہ اس کی بدو مسجد تک نہ پہنچے مسجد کو مندم کر کے صحن بنالینا بالمعنی اول جائز ہے اور مسجد کو صحن بالمعنی الثانی بنانا جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

## فصل چہارم۔ مسجد کی دیواروں کو منقش کرنا یا آیات لکھنا یا کتبہ لگانا

مسجد کی قبلہ والی دیوار کو منقش کرنا

(سوال) مسجد میں قبلہ رخ چاند سورج پتوں پتے و آیات سنہری رنگ میں یا الی میں منقش کرنا جائز ہے یا منع ہے؟ المستفتی نمبر ۶۳۱ عبد الستار (ضلع باری) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء (جواب ۲۸۶) مکروہ ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مسجد کی دیواروں پر رنگین ٹائل لگانا

(سوال) کیا مسجد میں دیواروں پر ٹائل لگانا جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۹۴۶ مولوی محمد نعم (دیوبند) یکم ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء (جواب ۲۸۷) مسجد کی دیواروں پر نور خصوصاً قبلہ کی دیوار پر رنگین ٹائل لگانا مکروہ ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) مسجد کی دیواروں پر آیات قرآنی یا ترجمہ لکھنا

(۲) مسجد کی قبلہ والی دیوار پر نقش و نگار کرنا

(سوال) (۱) مسجد کے دروازہ یا صحن کی پیر و نی یا اندرونی حصے کے کسی مناسب جگہ منظر عام پر بہ نسبت نفع خلق کلمہ طیب یا آیات قرآنی یا ترجمہ کسی آیت یا حدیث کی زبان جگہ لکھنا جائز ہے یا نہیں (۲) مسجد کی قبلہ کی دیوار میں یا محراب میں نقش و نگار کرنا کیسا ہے خصوصاً چندہ کے پیسے سے اور ایسا نقش جو بہ وقت صلوٰۃ نمازی کے دل کو مائل کرنے والا ہو۔ المستفتی نمبر ۱۶۳۴ محمد عبد انور صاحب سہت (آسٹم)

۱۵ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ ۲۴ جولائی ۱۹۳۳ء

(۱) و مکروہ بعض مشائخنا، النفس علی المحراب و حائط القبلة، لا یبطل قلب المصلی الخ (رد المحتار، مطلب فی احکام المسجد، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۱: ۶۵۸ ط سعید)  
(۲) و مکروہ بعض مشائخنا النقوش علی المحراب و حائط القبلة، لأن ذلك یبطل قلب المصلی الخ (العکبرۃ، باب الخامس فی آداب المسجد ۵: ۳۱۹ ط جدیدہ)





(۲) عید گاہ میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے

(سوال) عید گاہ میں علاوہ عیدین کے کسی روز اللہ تعالیٰ کی وقت نماز تہایا جماعت سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۲۳ حبیب اللہ صاحب (ضلع غازی پور) ۸ محرم ۱۳۵۵ھ مکہ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۹۲) ہاں عید گاہ میں احیاناً نماز پڑھنا جائز ہے جماعت سے کوئی نماز پڑھی جاسکتی ہے تہایا جماعت سے پڑھنا دونوں صورتیں جائز ہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (۲)

(جواب دیگر ۲۹۳) عید گاہ میں جنازے کی نماز پڑھنی جائز ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

عید گاہ میں فٹ بال کھیلنا

(سوال) عید گاہ میں فٹ بال یا اور کسی قسم کا کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۴۶ حاتم احمد (بکال) ۲۷ شعبان ۱۳۵۸ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۹۴) عید گاہ میں بطور سہوہ و لعب کے فٹ بال کھیلنا اور کوئی کھیل کھینا مکروہ ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) عید گاہ میں حائضہ اور جنبی داخل ہو سکتے ہیں

(۲) عید گاہ میں نماز جنازہ کا حکم

(سوال) مسجد اور عید گاہ دونوں میں کیا فرق ہے؟ مرتبہ مسجد کا زیادہ ہے یا عید گاہ کا؟

المستفتی نمبر ۲۴۷۲ شیخ عظیم شیخ معظم (دھواہ ضلع مغربی خاندیس)

۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۹۵) مسجد میں جن آدمی داخل نہیں ہو سکتا عید گاہ میں اجازت ہے مسجد کا مرتبہ زیادہ بلند ہے

(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(جواب دیگر ۲۹۶) عید گاہ میں نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے۔ اس کا حکم مسجد کا نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ

(۱) أم المتحدة لصلاة حارة أو عيد فهو مسجد في حق جو ر لاقتداء الخ ( الدر المختار - مطلب في احكام المسجد ۶۵۷/۱ ط سعید )

(۲) وكرهت تحريما و قيل تربها في مسجد و جماعة هو الملب فيه الخ ( الدر المختار - باب صلاة الجنائز ۲۳۵ ط سعید ) (۳) وأم المتحدة لصلاة حارة أو عيد فهو مسجد في حق حو ار الاقتداء (درمختار) وفي النامية قال في البحر طاهره لا يجوز الوطء والبول (التي ان قال) فيسفي أن لا يجوز الخ (باب ما يفسد الصلاة وما بكره فيها) مطلب في احكام المسجد ۶۵۷ ط سعید و فتاوى دار العلوم ديوبند ۲۹۴.۵ 'مكتبة امداد'يه' ملند (۴) وأما المتحدة لصلاة حارة أو عيد فهو مسجد في حق جواز الاقتداء لا في غيره به يقتي فعل دخول له لحسب و حاض (نور مع شرح كتاب الصلاة - مطلب في احكام المسجد ۶۵۷/۱ ط سعید )

۵. وقيد بمسجد الجماعة لأنها لا تكبره في مسجد عدلها 'ركدا' في مدرسة ومصلى عيد لأنه ليس لها حكم لمسجد في الاصح (حاشية الطحطاوى على مراقي الفلاح ص ۳۶۰ ط مصر)

گاؤں میں متعدد جگہ نماز عید

(سوال) ایک شہر جس کی آبادی ایک ہزار مسلمانوں کی ہے اور عید گاہ موجود ہے کسی اختلاف کی بنا پر چند مسلمان دوسری عید گاہ اس کے قریب ہی بنانا چاہتے ہیں چند قدم کا فاصلہ ہے اور ایک کی تکبیر کی آوازیں بھی دوسری عید گاہ تک پہنچیں گی راستہ بھی ایک ہی ہے۔

(جواب ۲۹۷) دو عید گاہیں چھوٹی سی ہستی میں بنانا اچھا نہیں سب کو ایک ہی عید گاہ میں نماز عید ادا کرنا چاہیئے اور خصوصاً اتنی قریب دوسری عید گاہ بنانا کہ ایک کی تکبیر کی آواز دوسری میں سنی جائے زیادہ برا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ رُدُّہ لہ

فصل پندرہم مسجد میں خرید و فروخت کرنا

امام کا مسجد کے حجرہ میں خرید و فروخت کرنا

(سوال) مسجد کا امام نمازین اہل محلہ کی اجازت سے حجرہ مسجد میں اپنے ذریعہ معاش کے لئے خرید و فروخت کر سکتا ہے یا نہیں؟ مثلاً جلد بندی کتب فروشی وغیرہ؟

المستفتی نمبر ۸۲۵ اکبر حسین انوار حسین (لدہیہ) ۸ محرم ۱۳۵۵ھ مکہ مکرمہ اپریل ۱۹۳۶ء (جواب ۲۹۸) اگر حجرہ کا دروازہ مسجد کے اس حصہ میں نہ کھلتا ہو جو نماز کے لئے مخصوص ہوتا ہے یعنی خرید و فروخت کرنے والوں کو مسجد میں سے نہ گزرتا پڑے تو امام کا ایسے کام کرنا مباح ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ رُدُّہ لہ

فصل سترہم مسجد میں جلسہ یا وعظ و ترجمہ

مسجد میں وعظ و تبلیغ کرنا

(سوال) جامع مسجد میں یا کسی اور مسجد میں مسلمانوں کی بیہودگی کے لئے کسی امر کا یا کسی امر کی نہایت جس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو اس سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ م شروع سے جمعہ کے دن جمعہ کی جمعیت ہے جس میں مقامی ویرانی اشخاص شریک ہوتے ہیں چند اشخاص جو آخر جماعت میں شریک ہوتے ہیں یا تسلی سے نماز پڑھتے ہیں یا نماز کے بعد تشریف لاتے ہیں اگر ان صاحبان کا اختیار کیا جائے تو دفتر حصہ انتظار کرنا نہیں چاہئے جس کی وجوہات ملازمت یا دیگر کاروبار ہیں اگر کوئی دیگر جگہ ہو یا وقت مقرر کیا جائے تو مقامی اشخاص زمانے کے رجحان کے مطابق دلچسپی نہیں لیتے اور نہ ہی کثرت سے شریک ہوتے ہیں اور ویرانی تو قطعی طور سے محروم رہتے ہیں اگر مذکورہ بالا وجوہات کو مد نظر رکھتے ہوئے

(۱) والرحوم علیہا ای لحبۃ لصلوۃ العید سے وان وسعہم المسجد الجامع' وهو الصحیح (ندو المحتار ص ۱۶۹ ط سعید)

(۲) وکثرہ تحریراً لوط، فوفہ و لول والنظر و اتحاد طریقا عبر علیہ الح (ندو المحتار) ناب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا مطلب فی احکام المسجد ۶۵۶ ط سعید





(۱) نماز عشاء کے بعد ترجمہ قرآن یا دینی کتاب کا درس

(۲) سنتوں اور نوافل کے وقت کتاب سننا

(سوال) (۱) ایک شخص قریب چار سال سے جامع مسجد کابل میں عشاء کی نماز و سنتیں دو تہ نوافل کے ہم سو جانے نفع گھنٹہ گزرنے و پوری بیعت کے مقتدیان میں سے دو حصے آدمی نماز پڑھ کر مسجد سے جا جانے کے بعد جو اللہ صرف نصف گھنٹہ تغیر حقایق اور ساتھ ہی ساتھ دیگر مسائل وغیرہ کی کتابیں مثلاً کن الدین یا عقائد الاسلام مرتبہ مولوی عبدالحق صاحب مصنف تفسیر حقایق یا بہار شریعت یا تعلیم الامام کے حصے یا مولانا شرف علی صاحب تھانوی کی کتابوں میں سے جزء اعمال یا شوق و طہن یا فتاویٰ اشرفیہ یا معراج المؤمنین وغیرہ وغیرہ پڑھ کر سناتا ہے اور پندرہ سو آدمی و چھپتی سے سنتے بھی ہیں لیکن شخص مذکور عالم نہیں ہے البتہ دینیات سے شوق و توجہ ضرور ہے تو ایسی صورت میں شخص مثلاً کربالا کا فعل مسجد میں جائز ہے یا نہیں زید کتا ہے کہ یہ فعل مسجد میں ناجائز ہے (مسجد بڑی ہے۔ آخر دو ایک آدمی رات گئے تک قند و لؤلؤ طائف وغیرہ دیر تک پڑھتے ہیں)

(۲) لیکن بحر مقتدی زید کو جواب دیتا ہے کہ جو صاحب دیر تک وظیفہ پڑھتے ہیں یا جماعت ختم ہونے کے بعد آتے ہیں (اور وہ بھی ایک دو صاحب) اگر ان کو خلل واقع ہوتا ہے تو ایسے صاحب ذرا علیحدہ فی صلوٰۃ پر چار پڑھ لیں کیا حرج ہے اور جو نیک کام مرصع سے ہو رہا ہے اور مخلوق خدا کو فیض پہنچ رہا ہے اس کو زیوں بندہ کرتے ہو ان تک کسی عالم نے اعتراض نہیں کیا اور اگر باغرض ایسا فعل ناجائز ہے تو اثر علماء و حفاظ پند وغیرہ کی مجالس مساجد میں کیوں منعقد کرتے ہیں اسی طرح پیش لام صاحب جمعہ بھی مستند عالم ہیں قبل از خطبہ خطبہ کا ترجمہ اردو میں کیوں بیان کرتے ہیں۔ اس وقت بھی بہت سے اشخاص سنن و نوافل و درود وغیرہ پڑھتے رہتے ہیں اور یہ وقت بہت عشاء کے وقت کے بہت کم ہوتا ہے عشاء میں قند نماز و نوافل بعد تاخیر سے بھی پڑھ سکتے ہیں اور ثواب بھی زیادہ ہو گا تو یہ بحر کا کتنا صحیح ہو گیا نہیں؟

(۳) زید معترض کتا ہے کہ وہ حفاظ پند وغیرہ کی مجالس اور خطبہ کا ترجمہ ہفتہ میں ایک بار ہوتا ہے اور یہ فعل بھی ناجائز ہے جس صاحب کے وظیفہ وغیرہ میں خلل واقع ہو تو وہ اس کام کو بھی فوراً بند کر سکتا ہے جیسے تو مشاء کی نماز میں تفسیر خوانی سے خلل واقع ہوتا ہے اس سے میں تو اس کام کو بند کر کے بی رہوں گا یہ میرے ڈیڑھ ہند نہیں کریں گے تو بد ریاضہ پولیس بند کر لوں گا مسجد کور میں پچاس چھپن نمازی ہوتے ہیں کوئی شامی نہیں ہے صرف ایک شخص زید اس کام میں خارج ہے جملہ مقتدیان کی یہی مرضی ہے کہ جو کام جس طرح کر رہے ہو کرو ہماری نماز میں کسی قسم کا خلل آپ کے پڑھنے سے واقع نہیں ہوتا تو ایسے آدمی کے سنے لیا حکم ہے اور اس سے دیگر مسلمانوں کو کیا ہر تار کھنچا جائے؟

المستفتی عبد حزیز خاں پیر مولوی مہد اکرم صاحب مفتی ۱۲۸ پر اپریل ۱۹۵۲ء

(جواب ۳۰۱) (۱) نماز عشاء کے نصف گھنٹہ بعد مسجد میں لوگوں کو ترجمہ القرآن مجید یا ضروریات دینی سنائی جائز ہیں (۱) جو لوگ نوافل و سنن پڑھتے ہوں اور مسجد بڑی ہو تو وہ ہت کر نماز پڑھیں یا اپنے گھر جا کر پڑھیں نوافل و سنن کے لئے گھر پر لو کرنا افضل ہے (۱)

(۲) بحر کا قول صحیح اور شرح کے موافق ہے (۱)

(۳) زید معترض کا یہ کہنا کہ وعظ ہفتہ میں ایک دن ہوتا ہے اور وہ بھی ناجائز ہے صحیح نہیں ہے اس کو خود اپنی نماز وعظ کے مقام سے ہٹ کر اور اگر فی چاہیے اس ذکر خیر کو بند کرنا درست نہیں ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

(جواب) (از علماء ٹونک) استثناء ہذا اور اس کے ہمراہ دوسرا استثناء دو فریق کی طرف سے پیش کئے گئے ہیں دونوں استثناء ایک ہی موقع کے لئے ہیں لیکن مضامین استثناء اپنے اپنے خیال کے تحت لکھے گئے ہیں یہ واقعہ جامع مسجد امیر فتح ٹونک کی نسبت ہے اس مسجد میں ایک عرصہ سے ایک صاحب تفسیر حقانی وغیرہ بعض مقتدیوں کو سنایا کرتے ہیں سننے والوں کے علاوہ دیگر مقتدی اس مقام پر سخن میں جہاں عشاء کی جماعت ہوتی ہے سنن وتر اور دو وظائف پڑھتے ہیں اور ایسے بھی نمازی جو شریک جماعت نہیں ہوئے تھے وہ آکر اپنے فرائض وغیرہ پڑھتے ہیں اس واقعہ کو ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے ایسے وقت میں جب کہ عشاء کی جماعت ختم ہو چکی تھی اور مقتدی اپنی نمازیں پڑھ رہے تھے اور بعض مشغول وظائف تھے تفسیر حقانی بیان کی جا رہی تھی اور دو چار آدمی سن رہے تھے۔

ہر ایک کام کو خود لو امر سے ہو یا نواہی سے اس کا ایک موقع اور محل ہوا کرتا ہے ہر ایک کام ایک موقع پر زیبا ہوتا ہے اور دوسرے موقع پر وہ نازیبا ہو جاتا ہے دیکھو امر معروف۔ نئی منکر ہر وقت ضرور ہوتا ہے یا جس وقت حضور ﷺ کا نام نامی آوے اس وقت درود شریف پڑھنی چاہئے لیکن یہ موقع اگر خطبہ کے وقت آوے تو ہرگز امر معروف نئی منکر کی اپوزت نہیں اسی طرح خطبہ کے وقت حضور ﷺ کا نام نامی باوجود سننے کے درود شریف پڑھنا زبان سے درست نہیں پس تفسیر حقانی وغیرہ کتبوں کا پڑھنا پڑھنا سننا سنانا اگرچہ ایک بھروسہ کا کام ہے مگر اس کی بھڑکی اسی حد تک ہے جبکہ دوسروں کی نمازوں میں خلل واقع نہ ہوتا ہو دیکھو قرآن شریف پڑھنا افضل عبادت ہے مگر اس کو ایسی جگہ نہ پڑھنا چاہئے جہاں نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہو حکم اذا قرء القرآن فاستمعوا له وانصتوا (جب قرآن پاک پڑھا جائے تو اس کو سنو اور کان دھرو) قرآن شریف کا سننا فرض ہے پس ایسی جگہ قرآن شریف پڑھنا جہاں دوسرے لوگ مشغول نماز

(۱) أما للتدريس أو للتذكير فلا لأيه ما بني له وإن جاز فيه ولا يجوز التعليم في مكان في فناء المسجد و عدد أبي حنيفة و عدهما يجوز إذا لم يضر بالعمامة واليحيى الرائي فصل كره استقبال القبلة ۳۸۰ ط بيروت

(۲) قال السيوطي "عليكم بالصلاة في بيوتكم" فإن خير صلوة العشاء في بيته إلا المكتوبة (مسلم) باب استحباب صلاة النافلة في بيته ۲۶۶۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۳) أما للتدريس أو للتذكير الخ

(۴) (ایضاً)

ہوں یا وظیفہ ہوں ہرگز یہ نہیں ہے اور ممانعت کے باوجود اگر وہ شخص بلا نہ آئے گا تو وہ گناہ گار ہو گا پس جس جگہ تفسیر حقانی پڑھی جاتی ہے یہ تو ایسی جگہ پڑھی جائے کہ جہاں سے نمازیوں کی نماز اور وظیفہ میں حرج واقع نہ ہو یا ایسے وقت میں پڑھی جائے جب کہ نمازی اپنی نماز اور وظیفہ سے فارغ ہو کر چلے جائیں۔

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کا جزو اعظم اتحاد ہے اور اسی اتحاد کو قائم کرنے کے لئے نبی و وقت نماز جہد و عیدین مقرر کی گئی ہیں آپس میں مسلمانوں کو یک جہتی سے زندگی بسر کرنی چاہیے اور آپس کے اختلافات سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیے کہ نتیجہ اس کا بہتر نہیں۔

(دستخط مفتی صاحب نوٹک) محمد ایوب صاحب مفتی سائق۔ ۹ شعبان ۱۳۵۳ھ ۵ مئی ۱۹۳۲ء (جواب ۳۰۲) (از حضرت مفتی اعظم) یہ جواب اصول شرعیہ کے پیش نظر صحت سے گرا ہوا ہے مسجد میں نوافل و وظیفہ پڑھنے کا جس طرح ہر مسلمان کو حق ہے اسی طرح تکبر و تعلیم دین کا بھی حق ہے اگر مسجد بڑی ہے اور اس میں گنجائش زیادہ ہے تو نوافل و وظیفہ پڑھنے والے اس کے ایک گوشہ میں پڑھیں اور تعلیم و تدریس کرنے والے دوسرے گوشہ میں کریں اس طرح دونوں کام ہوتے رہیں گے اور دونوں کو فائدہ پہنچتا رہے گا۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له دلی

## فصل نوزد ہم۔ مسجد میں اکھاڑ بنانا

مسجد میں اکھاڑ اکرنا جائز نہیں

(سوال) اندرون چمرا دیواری مسجد علاوہ صحن مسجد جو زمین ہو وہ حکم میں مسجد کے اور حصہ مسجد میں متصور ہوئی یا نہیں بصورت لول صحن مسجد یا حلقہ مسجد میں کوئی محرمی اکھاڑ یا دنگلی اکھاڑ یا دنگل قائم کرنا اور ساتھ عدم ستر کے محض لنگوٹ یا جانیگہ باندھ کر لڑنا شرعی نقطہ نگاہ سے جائز ہو گا یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ تیر اندازی و فن پہنچاری کے لئے عمد نبوی ﷺ میں صحن مسجد نبوی ہی تھا اور صحابہ کرامؓ تیر اندازی وغیرہ صحن مسجد میں ہی کرتے تھے۔ المستفتی نمبر ۶۰۵ حکیم نافذ مولوی محمد حسین صاحب (ضلع گیا)

۱۱ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۰۳) اکھاڑے میں کشف ستر اور شور و شغب اور بے اوقات سب و صہم ہوتے رہتے ہیں اور احاطہ مسجد اور حریم مسجد میں یہ چیزیں احترام مسجد کے خلاف ہیں اس لئے مسجد کے احاطے میں اکھاڑ خواہ محرم کا خواہ دنگل قائم کرنا جائز نہیں ہے زید کا استدلال صحیح نہیں کیونکہ صحابہ کرامؓ کے حالات و اخلاق بہت ارفع و اعلیٰ تھے۔ وہ احترام مسجد کا پورا لحاظ رکھتے تھے۔ (۲) فقط

(۱) اما للتدريس أو للتذكير فلا لأنه ما يني له وإن جاز فيه ولا يجوز التعلم في مكان في فناء المسجد عند أبي حنيفة و عنهما يجوز إذا لم يضرنا لعامة الحج (الحج والرفق) فصل كره استقبال القبلة ۳۸/۲ ط بيروت (۲) عن والته بن أسحق أن النبي ﷺ قال "خبوا مساحدكم صيانكم و محالينكم و شراءكم و بيعكم و خصوصاتكم و رفع أصواتكم" (مس ابن ماجة) باب ما يكره في المساجد ص ۵۵ ط مير محمد كتب حانه كراچی

مسجد میں کھیل کود ناجائز ہے

(سوال) مسجد کے محکم میں ۱۰ ٹیبلٹ اور سکھانا مسلمانوں کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ دراصل حالیہ مسئلہ دعا کا ہے اگر جائز ہے تو اس سے مسجد کی توہین تو نہیں ہوتی؟

المستفتی نمبر ۲۲۳۰ ضیاء الحق محمد چوڑی گڑھ دہلی۔ ۷ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ ۸ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۰۴) مسجد میں (یعنی موضع میں للصلوۃ میں) شور و شغب اور سود و لعب کرنا منع ہے اگر مسئلہ دعا رہے اور نہ تو مسجد میں مقصد بھی ایک فن کی تعلیم ہو تو ملت کر بہت (لہو و لعب یا توہین مسجد و دعا کا کشف سے) تو نہ ہوئی مگر شور و شغب سے تخریب اور لوٹوں کے عرف میں مسجد کی حیثیت ایک الگ تہذیب کی ہو جانے کی اس لئے مسجد کو اس سے بچانا ہی مناسب ہے۔۔۔ محمد کفایت اللہ کان اتھارہ دہلی

## فصل ہستم۔ متفرق مسائل

حنو کی وجہ سے بنائی ہوئی مسجد اور اس کے امام کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال ۱) مسلمانوں میں بنائی ہوئی مسجد (خواہ وہ مسجد نفسانیت سے ہو) ضرر ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر ضرر ہو سکتی ہے تو کبھی جمع امور و اذکار میں وہ مسجد میں اسی مسجد ضرر کے ہے جو منافقین نے حضرت یحییٰ کے زمانے میں بنائی تھی اور جسے آپ ﷺ نے منہدم کر دیا تھا اگر تمام امور میں مسجد ضرر کے مانند ہے تو بد حکم مسجد ضرر کے لئے دیا گیا تھا اس کے لئے بھی وہی دیا جائے گا یا نہیں؟

(۲) مسجد ضرر کا امام و غیر مسجد میں امامت کرے تو جائز ہے اور اس کے پیچھے نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ یا جو شخص وہاں بھی کبھی نماز پڑھتا ہے اور پڑھتا ہے اس کے پیچھے بھی نماز درست ہے یا نہیں؟

(۳) مسجد ضرر کا مؤذن یا وہ شخص جو کبھی کبھی وہاں لڑا پڑھتا ہے دوسری مسجد میں لڑا پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اگر پڑھے تو لڑا کا اعادہ کرنا چاہیے یا نہیں؟

(۴) تفسیر حزن جلد ۲ ص ۲۶۶ مطبوعہ مصر میں ذیل کی روایت مرقوم ہے کیا اس سے مسجد ضرر کے امام یا اس میں نماز پڑھنے والے شخص کا دوسری مسجد میں امامت کرنا ناجائز ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ یہ روایت خازن کے سوا دیگر کتب معتبرہ میں بھی ہے اور صاحب حزن نے اس کو کمال سے نقل کیا ہے؟ روی ان ہی عمر و بن عوف الذین ہوا مسجد قباء اتوا عمر بن الخطاب فی خلا فسالوه ان باذن مجمع بن حارثۃ ان یؤمهم فی مسجد ہم فقال لا و نعمة عین ال ہو امام مسجد الضرار قال مجمع یا امیر المؤمنین لا تعجل علی فواللہ لقد صلیت قیام انا لا اعلم ما اضر و اعلیہ ولو علمت ما صلیت معهم و کنت غلاماً قارناً للقرآن و شیوخاً لا یقرؤن فصلیت بهم ولا احسب

الا انهم يتقربون الى الله ولم اعلم مع انفسهم فعند عمر فصدقه وامره بالصلوة في مسجد قباء . قال عطاء لما فتح او على عمر بن الخطاب الا مصار امر المسلمين ان يبنيوا المساجد وامرهم ان لا يبني في موضع واحد مسجدین يضار احدهما الاخر (۱)

۶ رجب ۱۳۳۵ھ

(جواب ۳۰۵) مسجد نفسانیت ریہ آخر سے دہائی: دوئی مسجد بے شک مسجد ضرار کا حکم رکھتی ہے کہ تفسیر مدارک و کشاف وغیرہ میں آتا ہے۔ لیکن آن کل ہم کسی مسجد پر یہ حکم نہیں لگا سکتے کہ وہ مسجد نفسانیت پر وہ فرقہ کی نیت سے بنائی گئی ہے یہ باتیں امور باطنیہ ہیں اور ہمیں لوگوں کے مظاہر قلوب کا حکم نہیں زمانہ وحی میں آنحضرت ﷺ کو پذیر و رد و حق و باطل کے دلی خیالات پر اطلاع کر دی جاتی تھی اس لئے آپ حکم لگا سکتے تھے۔

(۲) مسجد ضرار کا نام اگر خود ضرار کا راہونہ رہتا ہو بلکہ! ہمیں سے وہاں امامت کرتا ہو تو اس کی امامت بڑا براہت چڑھتا ہے۔

(۳) یہی جواب اس نمبر کا ہے۔

(۴) اس روایت سے تو وہی تفصیل معلوم ہوتی ہے جو جواب نمبر ۲ میں بیان کی گئی یہ روایت حزن میں مآباً تفسیر معالم التذلل للبحوی سے لی گئی ہے اس میں بھی یہ روایت مذکور ہے لیکن بحوی نے بھی اس کی سند ذمہ نہیں لی صرف روی کر کے بیان کی ہے لیکن اس حدیث میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ مسجد ضرار کا نام اگر خود بھی مضرت کی نیت رکھتا ہو تو اس کے فاسق یا منافق ہونے میں کیا کلام۔ اور اس وجہ سے وہ مکروہ الامتہ اور ناقابل امامت ہو گا لیکن اگر وہ قصد مضرت میں شریک نہ ہو اور اس علمی سے وہاں امامت کرتا رہا ہو تو اس کے ذمہ الزام نہیں بلکہ وہ معذور ہے اور اس کی امامت جائز ہے جیسا کہ خود حضرت عمرؓ کا مجمعین چارہ کے عذر کو قبول فرما کر مسجد قبا میں امامت کی اجازت دے دینا اسی حدیث میں مذکور ہے واللہ اعلم

کتبہ محمد کفایت اللہ فقیر لہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

مسجد میں جو تیاں رکھن

(سوال) جو تیاں کس طریقے سے مسجد میں رکھنا چڑھتے ہیں اور کس طریقے سے چڑھیں؟

(جواب ۳۰۶) اگر کوئی ایسی جگہ ہو جہاں جو تیاں رکھی جائیں تو جو تیاں کا مسجد میں لے جانا منسب نہیں اور اگر نہ ہو تو مسجد میں لے جانے کا مضائقہ نہیں لیکن اس طرح رکھنے کہ مسجد محدث نہ ہو۔ وینبغی لداخلہ تعاهد نعلہ وخلفہ (در مختار) (۲)

(۱) (تفسیر معالم التذلل للبحوی) سورہ توبہ ۳۲۷/۲ ط ادارہ تالیفات و رشیدیہ (ملتان)

(۲) (باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۶۵۷/۱ ط سعید)

(۱) جامع مسجد کے کتے ہیں؟

(۲) نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا

(سوال) کسویٰ ایک پہاڑی مقام ہے فوجی چھوٹی ہے مجموعی آبادی قریباً تین ہزار مسلمانوں کی آبادی قریباً ایک ہزار ہے یہاں ایک ہی مسجد ہے کیا اس کو جامع مسجد کے نام سے موسوم کیا جاسکتا ہے؟

(۲) موجودہ مسجد موسم آبادی کے ایک بڑے حصے سے دور واقع ہے جنگلوں اور مارکیٹ بازار پکھری اور ڈاکخانہ وغیرہ سے کافی فاصلہ پر ہے اکثر مسلمان، مخصوص تجارت و ملازمت پیشہ اصحاب پنج وقتہ نماز، جمعہ و تہواروں میں بلاوجہ دوری و قلت وقت شامل ہونے سے قاصر رہتے ہیں اور ایک دوسری مسجد کی جو قریب واقع ہو ضرورت محسوس ہو رہی ہے اندریں صورت دوسری مسجد کی بناء ڈالنے والے کس حد تک اجر و ثواب کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

(جواب ۳۰۷) اس مسجد کو جب کہ وہ جمعہ کی جماعت کے لئے کافی ہو جامع مسجد کے نام سے موسوم کیا جاسکتا ہے، (۲) دوسری مسجد بنانا موجب اجر و ثواب ہے کیونکہ نمازیوں کو بروقت اتنی دور مسجد میں جانا یقیناً موجب حرج و مشقت ہے۔ والحوج مدفوع۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ!

مسجد ہونے کے لئے کیا شرائط ہیں؟

(سوال) صوبہ گجرات اور بالخصوص ضلع سورت میں عام دستور یہ ہے کہ جب مسجد بناتے ہیں تو اس کے مستقف حصے کو نماز پڑھنے کے لئے مخصوص کر دیتے ہیں اسی لئے اس کو جماعت خانہ کہتے ہیں اسی کے ساتھ کچھ کھلا ہوا حصہ بطور صحن کے بناتے ہیں اس لئے کہ اس میں اس قسم کی باتیں ہوتی رہتی ہیں جو مسجد کے احترام کے خلاف اور ممنوع ہیں مثلاً بروقت اٹھنا بیٹھنا اور وہیں سونا اور دنیاوی باتیں کرنا یہاں تک کہ حالت جنابت میں بھی اس صحن میں رہتے ہیں کیونکہ اس کو خارج از مسجد شمار کیا جاتا ہے نیز اس میں جماعت خانہ کی طرح کبھی نماز باجماعت نہیں ہوتی پس راندہ برکن مسجد چندروڑ بھی اسی طرح پہلے کچھ مختصر بیسی ہوئی تھی اور اس کے صحن کے ساتھ بالکل غیر مسجد کلر ٹاؤ کیا جاتا تھا تقریباً ۱۹۶۰ء میں یہاں کے محض بزرگوں نے اسکو زمر نوہنیا اور ایک زمین خرید کر اس میں شامل کر کے وسیع کیا جس طرح اس کے جماعت خانہ کو بڑھایا اسی طرح اس کے صحن کو بھی وسعت دی چنانچہ جس جگہ قدیم مسجد کا حوض تھا اس جگہ کو ٹانکہ بنا کر اس کے محض حصے کو صحن میں شامل کر لیا اور حصہ جنوبی جانب کا بڑا آمدہ کے طریق پر ضروریات وضو کے لئے مخصوص رکھ جدید تعمیر کرنے والے صاحب کے زمانہ سے اب تک بھی اس صحن کے ساتھ خارج مسجد کا سر بڑاؤ کیا جاتا تھا اور وہ لوگ اہل علم اور سمجھ و درتھے جو داخل مسجد اور خارج مسجد کو خوب سمجھتے تھے پھر بھی

کبھی انہوں نے اس صحن کو مسجد میں شامل نہ سمجھا اس کے علاوہ ایک عام رواج یہ بھی ہے کہ اکثر مسجدوں کے صحن میں قبریں بناتے ہیں چنانچہ اس نواح کی کوئی مسجد ایسی مشکل سے ملے گی جس کے صحن میں کسی پرانی قبر کا نشان نہ پایا جاتا ہو پس یہ صورت بھی اس کا کھلا ہوا قرینہ ہے کہ صحن کو مسجد میں داخل نہیں سمجھتے۔

بعض حضرات تھوڑے عرصے سے یہاں کی مسجدوں کو دہلی وغیرہ کی مسجدوں پر قیاس کرتے ہیں یہ قیاس صحیح نہیں ہے اس لئے کہ وہاں کی مسجدیں اکثر ایسی بنائی جاتی ہیں کہ ہولوار نہیں ہوتیں اسی وجہ سے وہاں گرمی کے موسم میں صحن میں نماز پڑھنا اور صحن کو مسجد میں داخل سمجھنا ضروری ہوتا ہے اس کے برخلاف یہاں کی مسجدیں نہایت ہولوار اور کشادہ ہوتی ہیں ہوا کی آمد و رفت کے لئے چاروں طرف درجیاں وغیرہ بنائی جاتی ہیں اسی وجہ سے کبھی صحن میں نماز پڑھنے کی ضرورت واقع نہیں ہوتی اور اس صحن کو داخل مسجد کرنے کا اب تک کوئی ثبوت بھی باقاعدہ نہیں ہے پس ایک صورت میں مسجد چنار واڑ کا صحن شرعاً مسجد سے خارج سمجھا جائے گا نہیں؟ اور جنازہ کی نماز صحن میں پڑھنا جائز ہو گا یا نہیں؟

المستقیان محمد اسماعیل عارف۔ احمد لبر انیم سنگاپور

(جواب ۳۰۸) کسی جگہ کے مسجد ہونے کے لئے یہ باتیں ضروری ہیں۔

(۱) واقف نے جو صحیح طور پر زمین کا مالک تھا اور وقف کرنے کا اختیار شرعی رکھتا تھا اس کو مسجدیت کے لئے وقف کیا ہو خواہ وہ زمین خالی عن اعمار ہو یا عمارت بھی ہو (۱)

(۲) اس کو اپنی ملک سے ایسی طرح پر علیحدہ کر دیا ہو کہ کسی دوسرے شخص کا یا خود واقف کا کوئی حق متعلق

نہ رہے (۲)

(۳) وقف کر کے اس کو متولی کے سپرد کر دیا ہو یا واقف کی اجازت سے اس میں ایک مرتبہ بھی نماز یا جماعت ہو گئی ہو۔

جس زمین یا عمارت میں یہ باتیں تحقق ہو جائیں وہ مسجد ہو جائے گی (۲) ان میں سے پہلی بات یعنی مسجدیت کے لئے وقف کرنا واقف کی نیت سے متعلق ہے اگر نیت کی تصریح موجود ہو جب تو کوئی اشکال ہی نہیں لیکن اگر تصریح نہ ہو تو پھر قرآن سے اس کی نوعیت متعین کی جاسکتی ہے ہجرات کی اکثر مساجد اور بالخصوص مسجد چنار واڑ (رائدر ضلع سورت) کے وہ صحن جو مسقف حصے کے سامنے مشرقی جہت میں واقع ہیں میرے خیال میں ان کی مسجدیت راجح ہے جماعت کا یا عموم مسقف حصے میں ہونا اس امر کا مقتضی

(۱) ولا يتم الوقف حتى يقضى له نقل للموتلى 'لان تسليم كل شئ بما يليق به' خفي المسجد بالا حراز و لم يغيره بصب الموتلى وبسليمه اياه الخ (الفتاوى مع الدرر كتاب الوقف ۴/ ۳۴۸ ط سعيدي)

(۲) من بي مسجدا لم يزل عن ملكه حتى يفرزه عن ملكه بطريقه وبأذن بالصلوة فيه أما الا فلا نه لا مخلص لله لا نه الخ (عالمگیری۱۲۱۱ الحادی عشر فی المسجد ۴/ ۴۵۴ ط ماحديه)

(۳) سلم المسجد إلى المولى يقوم بمصلحة يجوز أن لم يصل فيه وهو الصحيح (عالمگیری۱۲۱۱ فصل اول في صمد مسجدا ۲/ ۴۵۵ ماحديه كونه، والسلي في المسجد أن تصلی فيه الجماعة بإذنه الخ (ایضاً)



نہیں کہ غیر مسقف حصہ خولہ کوا مسجد کے حکم سے خارج ہو مسقف حصے کا نام جماعت خانہ رکھ دینا بھی غیر مسقف حصے کو مسجدیت سے نہیں نکالتا بل اس نام رکھ دینے کا یہ اثر ضرور ہوا کہ گجرات کے لوگ اس کو جماعت کے لئے مخصوص سمجھنے لگے ورنہ میں نے خود دیکھا ہے کہ اس صحن میں نوافل و سنن برابر پڑھتے ہیں اور فرضوں کی جماعت بھی اگر بڑی ہو جیسے کہ جمعہ کی نماز میں ہوتی ہے تو اس صحن میں برابر ٹھہریں ہو جاتی ہیں اگرچہ صحت اقتداء کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر یہ حصہ مسجد ہو تو اقتداء صحیح ہے ورنہ نہیں تاہم اس میں کھڑے ہونے والے اور نماز پڑھنے والے مسجد کا ثواب اسی وقت پا سکتے ہیں کہ یہ حصہ مسجد قرار دیا جائے میرا خیال ہے کہ اس حصہ کو مسجد قرار دینے میں نمازیوں کا بہت زیادہ فائدہ ہے اور اس لحاظ سے یہ امر اقرب الی القیاس ہے کہ واقف اس حصے کی مسجدیت کی نیت کرتے ہوں گے مسجد چارواڑے شمالی سمت میں جو داران ہے اور شمال مشرقی داران اٹھنے بیٹھنے سونے کے لئے بنائے گئے ہوں تو یہ قرین قیاس ہے لیکن کھل ہوا صحن بھی مسجد نہ ہو بہت میری سمجھ سے تو باہر ہے۔

مسجد کے جماعت خانے میں کتنی ہی کھڑکیاں ہوں لیکن جس وقت ہوا بند ہوتی ہے تو کھڑکیاں سب فائدہ پہنچا سکتی ہیں اگر مسجد مذکور میں ٹھکی کے چھپے نہ ہوں اور وقت ہوا کے بند ہونے کا ہو تو جماعت خانہ اور صحن کا فرق یہی طور پر معلوم ہو سکتا ہے رائل گجرات میں اس مسقف حصے کا نام جماعت خانہ مشہور نہ ہو گیا ہو تاہم ان کے خیالات میں جماعت کے لئے یہ حصہ مخصوص نہ ہو جاتا تو وہ بھی گرمیوں میں ہوا بند ہونے کے زمانے میں باہر کے صحن میں جماعت کرتے بہر حال جماعت کا ہمیشہ اندر ہونا اس کی دلیل ہے کہ جماعت خانہ یقینی طور پر مسجد ہے مگر اس کی دلیل نہیں کہ صحن مسجد کے حکم سے خارج ہے۔

رسی اس صحن میں جنازہ کی نماز تو حنفیہ کے نزدیک مسجد میں بداعذر جنازے کی نماز مکروہ ہے، کوئی عذر ہو مثلاً باہر کوئی پاک جگہ نماز کے لئے موجود نہ ہو تو اس صورت میں مکروہ بھی نہیں دوسرے کہ مسند مجتہد فیہ ہے اس میں زیادہ جھگڑنے کا موقع بھی نہیں ہے جو لوگ پڑھ لیں ان کو مطعون کہنا نہیں چاہیے جو مسجد میں نہ پڑھیں ان کو برا ماننا نہیں چاہیے مگر یہ منظور ہو کہ سب لوگ شریک ہوں ایسے طور پر نماز پڑھو کہ کسی کو اختلاف نہ ہو یعنی صحن مسجد سے باہر پڑھو تاکہ سب بالاحاق شریک ہو سکیں۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

صحن مسجد میں دکان بنانا جائز نہیں

(سوال) زمانہ قدیم کی ایک چھوٹی سی مسجد لب سڑک بنی ہوئی تھی اس کے متولی نے اس قدیم مسجد کی پشت پر ایک جدید وسیع مسجد تعمیر کی جس میں متولی و دیگر اشخاص نماز پڑھتے ہیں اب متولی مذکور نے قدیم

چھوٹی سی مسجد کے صحن میں جو لب سڑک ہے دکائیں تعمیر کی ہیں نہ تو شرع کیا حکم ہے؟  
 المستفتی نمبر ۱۶۸ حاجی محمد اسحاق بازو بندر قوہلی۔ ۷ رمضان ۱۳۵۲ھ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۳ء  
 (جواب ۳۰۹) جو مسجد کہ ایک دفعہ قاعدہ مسجد ہو چکی ہو اس کو پھر کسی دوسرے کام میں استعمال جائز نہیں  
 ہے اس لئے مسجد قدیم میں دکانوں کی تعمیر درست نہیں۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مسجد میں کھانا پینا اور سونا وغیرہ

(سوال) ایک مسجد شہر میں ہے اور پشاور میں ہے مسجد کا دروازہ اور دروازے کے اوپر کی پھٹ اور مینار  
 موجود ہے اندر مسجد کا چہرہ صحن اور وضو کرنے کا انتظام وغیرہ سب منہدم ہو گیا ہے اب اس مسجد کے متولی  
 نے مسجد مع صحن ایک بارہیچ ڈگریہ پر دیدی ہے وہ بارہیچ اندر کھانا پکاتا ہے اور لوگ اس مسجد میں بیٹھ کر  
 حاتے ہیں مسجد میں ٹاپک جانور بھی جمع ہوتے ہیں اور متولی نمازوں کا انتظام نہیں کرتا اور اذان بھی نہیں  
 دیتی؟ المستفتی نمبر ۳۳۱/۱: کنز: ۱۔ امی۔ اینڈ کو مقام بین (گجرات)

۷ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ ۱۳ مارچ ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۱۰) مسجد خدا تعالیٰ کا گھر ہے اور اس کو خدائی عبادت کرنے نماز پڑھنے اور ذکر اللہ کے لئے  
 استعمال کرنے کا حکم ہے اس کو تیرا یہ پردہ یا اور اس میں ایسے کام کرنا جو مسجد کے احترام کے خلاف ہوں ناجائز  
 ہے متولی کا یہ فعل خلاف شرع ہے اور اگر متولی اپنے فعل سے باز نہ آئے تو دیگر مسلمانوں کا فرض ہے کہ مسجد  
 کا احترام قائم کریں اور اس کو محض نماز و عبادت کے لئے تیار کریں (۱۰) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مسجد پر ملکیت کا دعویٰ

(سوال) زید ایک مسجد کو اپنی ننگی وقف ملکیت بناتا ہے اس مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ لانکہ  
 اس مسجد کو زید کے آبا و اجداد نے بنایا ہے ایسا ثبوت نہیں صرف زید متولی ہے۔

المستفتی نمبر ۲۴۵/۱: کنز: ۱۔ امی۔ اینڈ کو مقام بین (گجرات) ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۹ مارچ ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۱۱) اس مسجد میں اگر زید نماز پڑھنے کی عام اجازت دیتا ہے تو اس میں نماز کے جواز میں کلام  
 نہیں اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ وہ عام مسجد نہیں ہے جب بھی نماز جائز ہوگی اب یہ بات کہ آیا وہ مسجد  
 درحقیقت مسجد ہے یا نہیں اس کے لئے ثبوت درکار ہے زید جو اپنی ملکیت بناتا ہے اس سے ملکیت کا ثبوت

۱۔ قس المسجد لا يجوز له ان يسي حوايت في حدود المسجد أو في فناءه لأن المسجد إذا جعل حائطا أو سكا  
 سقط حرمة، وهذا لا يجوز؛ وانما يكره كذب الوقف، أحكام المسجد ۲ ۹۲ ط ما حذبہ (۲) ان المسجد لله  
 (صورہ ص ۱۸) قال في المراسن اختيار ان المسجد امر سي للمكوبة و تواعيها كماله وذكر و تدريس عم الخ  
 و کتاب الحناظر ۲۲۵ ط سعد حوا مساحد کم صبا انکم و تحالیکم و شراء کم و بيعکم و خصوصاً انکم  
 الحديث (من اس ماحذ نام ما يكره في المساحد: ص ۵۵ ط مير محمد کتب حائنه) گراچی

طلب کرنا چاہیے جو مسجد کہتے ہیں ان سے مسجد کا ثبوت مانگنا چاہیے مسجد کے ثبوت کے لئے تو یہ بھی کافی ہوگا کہ اس میں زمانہ قدیم سے بلا روک ٹوک جماعت کے ساتھ مسلمان نماز پڑھتے چلے آتے ہوں (۱)۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ<sup>۲</sup>

گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز

(سوال) مسجد کی چھت پر نماز جماعت جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۶۹ حکیم غلام احمد (ریاست سروہی) ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۹ جولائی ۱۹۳۳ء  
(جواب ۳۱۲) (از حضرت مفتی اعظم) مسجد کی چھت پر نماز کی جماعت جائز ہے اور اگر گرمی وغیرہ کے غدر کی وجہ سے ہو تو کسی قسم کی ترابست بھی نہیں البتہ بلا غدر ہو تو اس بنا پر کہ جماعت کی اصلی جگہ نیچے کا درجہ اور محراب ہے اور جماعت کرنا مناف لوٹی ہے۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ<sup>۳</sup>  
(جواب) (از مولوی حبیب الرحمن سلین نائب مفتی) تشریح اس کی یہ ہے کہ اگر گرمی کی ایسی شدت ہو کہ خشوع و خضوع قائم نہ رہے تو مسجد کی چھت پر نماز جماعت وسخن و نواقل پڑھنے بھی مکروہ نہ ہوں گے اور اگر اس قدر شدت کی گرمی نہ ہو تو مسجد کی چھت پر نماز جماعت وغیرہ مکروہ ہوگی فتویٰ عالمگیری میں ہے۔  
الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ وهذا اذا شتدت الحر بکرة ان یصلوا بالجماعة فوفقه الا اذا ضاق المسجد فحينئذ لا یکره الصعود علی سطحه للضرورة کذا فی الغرائب (۲، جلد خامس ص ۳۵۶) فقط حبیب الرحمن سلین نائب مفتی مددہ امینیہ دہلی

(۱) کافروں کے شور کی وجہ سے مسجد کی جماعت کونہ چھوڑیں

(۲) ایضاً (۳) ایضاً

(سوال) شرو میں چند ہفتوں سے بوندنے یہ مشغلہ نکالا ہے کہ جب نماز مغرب کی اذان ہوتی ہے تو بہت سے دگ جمع ہو کر ناقوس و گھنٹہ غور ہے کارے مسجد کے قریب ایسی زور و شور سے لگاتے اور جاتے ہیں اور چراتے ہیں کہ مسلمانوں کو نماز پڑھنا دھڑکا رہا ہے اور سوائے شور کے کچھ آواز نہیں آتی لام خود بھی اپنی آواز نہیں سن سکتا پس ایسی صورت میں کیا کیا جاوے یا مسجدوں میں نماز پڑھی جائے؟

المستفتی نمبر ۳۸۸ فضل احمد (آگرہ) ۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۹ اگست ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۱۳) نماز مسجدوں میں ضرور پڑھنی چاہیے اور بندہ وہاں کے اس فعل کو آئینی طریقوں سے

(۱) و اما الصلوٰۃ فلا یمکن من المسلم عند اسی حیفة الحج و التسليم فی المسجد ان یصلی فیہ الجماعة باذنه الح (عالمگیریہ: کتاب الوقف: حکام المساجد ۲: ۵۵۵ ط ماحدیہ)

(۲) (کتاب الکراهیۃ: الباب الخامس فی اذاب المسجد ۲/۳۲۲ ط ماحدیہ: کونہ)

روکنے کی کوشش کی جائے مسلمان اپنی طرف سے جھگڑے کی ابتدا ہرگز نہ کریں اور اپنے اسلامی فریضے کی دوائیگی اور معاملے کو آشتی سے سمجھانے کی کوشش کرتے رہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(جواب ۳۱۴) (نمبر ۳۹۰) ہندو کا یہ فعل کہ مسلمانوں کی نماز کے وقت مسجد کے قریب بلکہ اس کے دروازے پر اس قدر شور و شغب کریں کہ مسلمان اپنی نماز کو ترک کر سکیں اخلاقاً اور قانوناً ہر معاشرۃ ہر طرح جرم ہے اور مسلمانوں کو اپنی نماز کی درستگی اور صحت اور عبادت کی سلامتی کے لئے اس حرکت کی مداخلت قانونی اور یا بھی مقابمت سے کرنی لازم ہے مسجد کو بند کر دینا جائز نہیں اور نہ اس سے کوئی معتد بہ فائدہ ہو سکتا ہے اگر مسجد کی نماز شور و شغب کی وجہ سے ٹھیک حور پر لوانہ ہو سکے تو گھر میں جا کر نماز کا اعادہ کر لیں مگر مسجد کو بند چھوڑیں اس حالت میں مسلمان مظلوم ہیں اور مظلوم کو مداخلت کا حق قانوناً و شرعاً و اخلاقاً حاصل ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ ۳۰ اگست ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۱۵) (۳۹۱) ایسی نماز یقیناً خراب ہوگی اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کا اطمینان کی جگہ بنادہ کر لیا کریں مگر اس فتنہ کی وجہ سے مسجد میں نماز کی دوائیگی ترک نہ کریں مسجد میں باقاعدہ نماز و جماعت قائم رکھیں (۳)

ہندوؤں کی اشتعال انگیزی سے صبر و سکون ہاتھ سے نہ دیں اور تمام ممکن تدابیر اور آئینی ذرائع سے اس فتنہ کو دفع کرنے کی کوشش کرتے رہیں اپنی طرف سے جھگڑے کی ابتدا نہ کریں ہندوؤں کے ظالمانہ رویہ کی مداخلت میں مسلمان معذور ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ ۲۰ یکم ستمبر ۱۹۳۳ء

### مسجد میں غیر مسلم بادشاہ کے لئے دعا مانگنا

(سوال) مسجد جو کہ خالص عبادت اور ذکر اللہ کے واسطے بنائی گئی ہیں ان میں کسی غیر مسلم بادشاہ خصوصاً ایسا جس کی ذات سے اسلام کو کافی نقصان پہنچ چکا ہو اس کی سلامتی کے لئے دعا مانگنی اور اس کی تلج پوشی کی خوشی میں مسجد اللہ میں روشنی کرنی مسلمانوں کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص ایسے بادشاہ کی تعریف میں قصیدہ لکھے اور کہے کہ اے اللہ جب تک بادشاہ چلتی رہے اور پھولوں میں خوشبو بتی رہے ان کے سامنے کو ہمارے سر پر قائم رکھ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسا شخص نائب رسول ﷺ کہلانے کا مستحق ہے یا نہیں؟

(۱) فإن الصلاة في المسجد من أكر شعائر الدين وعلاماته و في تركها بالكلية أوفى المفساد و نحو آثار الصلوٰۃ بحيث نفس بلی فعود هم أكثر احمق عن أصل فعلها ولهذا قال عبدالله بن مسعود لو صلین فی بیوتکم الخ (مجموعہ)

الحديث البووی: کتاب الصلاة لا من القيم: هل البیت کالمسجد فی اداء فضيلة الجماعة ص ۵۵۴ ط (رباض)

(۲) (ایضاً)

(۳) (ایضاً)

المستفتی نمبر ۴۷۵ محمد عطاء الرحمن اجیر۔ ۲۵ محرم ۱۳۵۳ھ ۳۰ اپریل ۱۹۳۵ء  
(جواب ۳۶۶) مساجد اللہ صرف ذکر و عبادت اور احقر امیر شیعہ اللہ کے لئے استعمال کی جاسکتی ہیں کوئی  
غیر مسلم یا شاہباجہ مسلمان ظالم یا فاسق و فاجر یا شاہ بھی اس کا مستحق نہیں کہ اس کے اعزاز و کرام یا جشن کے  
وزم مساجد میں ادا کئے جائیں غیر مسلم کی زندگی زیادہ ہونے کی وجہ سے کسی خاص وقف مطلوب کی جست  
سے اور اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مشرف باسلام فرمائے مباح ہے مساجد کو روشنی کی بدعت سے  
محض نظر رکھنا چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

- (۱) قادیانی مسلمان ہیں یا نہیں؟
- (۲) مسجد کسی کی ذاتی ملکیت نہیں
- (۳) جھوٹے اور پروپیگنڈہ کرنے والے کی امامت
- (۴) بلا وجہ کسی کو مسجد میں نماز پڑھنے سے نہ روکا جائے
- (۵) مسجد میں سگریٹ نوشی اور چائے پانی
- (۶) مسجد کے لئے دھوکہ دیکر چندہ کرنا

(سوال) (۱) مرزائی خواہ وہ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور سے تعلق رکھتے ہوں یا انجمن احمدیہ قادیان  
سے مسلمان ہیں یا نہیں؟ (۲) انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور نے تمام مسلمانوں سے روپیہ اکٹھا کر کے  
برلن میں ۱۹۲۷ء میں مسجد تعمیر کی لیکن وہ مسجد جناب صدر الدین صاحب نمائندہ جماعت احمدیہ لاہور کی  
ذاتی ملکیت ہے کیا ان کے اداکار اسلام مسجد کسی شخص کی ذاتی جائیداد ہو سکتی ہے (۳) کیا اس مسجد کا امام ایسا  
شخص ہو سکتا ہے جس نے اکثر دفعہ مرزائی اخبار پیغام صلح کے ذریعے برلن میں مٹن کے بارے میں محض اس  
لئے بحث کیا ہو کہ آمدنی اچھی ہو اور ہندوستان سے زیادہ رقم ملے (۴) کیا اس مسجد کے امام کو حق ہے کہ  
ایک جرمن نو مسلم کو مسجد میں داخل ہونے کی ممانعت کر دے (۵) کیا یہ جائز ہے کہ برلن کی مسجد میں  
جرمنوں کو چائے کی دعوت دی جائے اور مسجد میں کرسیاں بکھادی جائیں اور سگریٹ نوشی ہو (۶) کیا یہ جائز  
ہے کہ مسجد کا امام اکثر احمدی رسالوں میں یہ پروپیگنڈہ کرے کہ برلن میں اس مسجد میں پانچوں وقت نماز ادا  
ہوتی ہے حالانکہ درحقیقت جہ تک کی نماز نہیں ہوتی۔

المستفتی نمبر ۶۲۳ حبیب الرحمن سیکری، جماعت اسلامیہ برلن  
۲۳ جولائی ۱۳۵۳ھ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۵ء

(۱) قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: 'وَأَنْ يَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا يَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا' (سورہ حن ۱۸) 'وَفِي الْعَالَمِ الْغُيُوبِ وَلَا يَحُورُ  
أَبْرَدٌ عَلَى سَرَاجٍ الْمَسْجِدِ سِوَاكَ كَذَلِكَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ غَيْرُهُ قَالَ: وَلَا يَزِيدُ بِهِ الْمَسْجِدَ الْخَيْرَ كِتَابُ الْوُفُقِ  
أَحْكَامُ الْمَسْجِدِ ۲/ ۶۶۱ ط ۱۴۱۵ھ

(حواص ۳۱۷) (۱) مرزائی فرقہ ضالہ کی دونوں شاخیں۔ بھوری اور قادیانی جمہوری علمائے اسلام کے متفقہ فتوے کے بموجب دائرہ اسلام سے خارج ہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوائے نبوت کیا یہ دعویٰ ان کی تالیفات میں اتنی کثرت اور صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ کسی شخص کو اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی قادیانی جماعت تو اس کا التزام ہی کرتی ہے اور مرزا صاحب کی نبوت ثابت کرنے کے لئے ایزی پونی کا زور لگاتی ہے اور! بھوری جماعت اگرچہ التزام نہیں کرتی اور مرزا صاحب کی عبارتوں کی تاویلیں کرتی ہے مگر وہ تاویلیں کسی حالت میں بھی مقبول نہیں ہو سکتیں اس لئے ان کا نبوت مرزا اور دعائے نبوت سے انکار کرنا مفید نہیں اس کے علاوہ اس فرقہ ضالہ کے خارج از اسلام ہونے کے اور بھی وجوہ ہیں،

(۲) اگر کوئی شخص اپنے ذاتی روپے سے بھی مسجد تعمیر کر کے وقف کر دے اور وہ مسجد کا قاعدہ مسجد ہو جائے تو اس کو بھی وہ اپنی ذاتی ملکیت قرار نہیں دے سکتا، جب کہ وہ خود واقف بھی ہو انتظام کے بعض حقوق رکھتا ہے لیکن اگر وہ مالکانہ حقوق کا مدعی ہو تو خائن قرار دیا جائے گا اور مسجد اس کے قبضہ و تملک سے نکال لی جائے گی اور مسجد جب کہ عام مسلمانوں نے چندے سے تعمیر ہوئی ہو تو پھر تو ماننے والے کو کوئی مزید حقوق حاصل ہی نہیں ہو سکتے بلکہ چندہ دینے والوں کی مرضی سے کوئی جماعت یا کوئی فرد انتظام کے لئے مقرر یا معزول کیا جاسکتا ہے (۱)

(۳) اگر امام کا کاذب ہونا اور جھوٹا پروپیگنڈا کرنا ملامت ہو جائے تو وہ ملامت کا اہل نہیں (۲)

(۴) مسجد میں آنت کسی دورے کا بلا وجہ شرعی کسی کو حق نہیں اگر کسی کو دخول مسجد سے روکا جائے تو اس کے لئے کوئی شرعی وجہ بیان کرنی لازم ہوگی، (۱)

(۵) سگریٹ نوشی مسجد میں حرام ہے اور چائے کی پانی دینی بھی ان لوازم کے ساتھ جو فی زمانہ مروج ہیں اور جو احرام مسجد کے منافی ہیں مکروہ ہے (۱)

(۶) اگر مسجد میں بیوقوف نماز، بدعت بدو جمعہ کی نماز بھی التزام کے ساتھ نہیں ہوتی تو یہ شائع کرنا کہ مسجد مذکور میں پانچوں وقت ذالہ نماز ہوتی ہے کذب صریح اور دھوکہ دہی ہے اور سی طرح اس جھوٹے پروپیگنڈے کی شریعت مقدمہ اجازت نہیں دے سکتی اور اگر اس جھوٹے پروپیگنڈے سے جلب ضرر مقصود

(۱) ابن ابی شیبہ، معجم من اللہ ص ۱۰۰، رقم ۵۶۱، باب الإمامة ط سعید

(۲) من سی مسجد ابو یزید ملکہ عبد حتی یغرہ عن ملکہ بطریقہ و یأذن بالصلاة فیہ، أما الإقرار فلا ینخلص للہ تعالیٰ فہو جعل وسط دارہ مسجد و اذن للناس فی ندحول والصلاة فیہ إن شرط فیہ الطريق صار مسجداً الح (عالمگیریہ) کتاب الوقف، الفصل الاول فیما یضربہ مسجد، ۵۵۴، ماجدہ، کوئٹہ، قال فی البحر، فہما ان الاولایہ للوقف ثامہ مدحیہ تہ الخ، رد المحتار، کتاب الوقف، مطلب ولا یہ نصب لقیم للوقف، ۵۲۱ ط سعید

(۳) من فی التوبیر، ویکرد احمد عبد نعیمی و فسی الخ، باب الإمامة، ۵۵۹، ط سعید

(۴) ومن اظہر من مع مسجد اللہ، ذکر فیہ اسمہ الایة والقرآۃ (۱۱۴)

(۵) عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ من اکل هذه الشعرة المنتنة فلا یقرن من مسجدنا فان الملائكة تنادی صا بتأذی منه الا انی، مسلم، ۳۰۹، حدیثی کتب جامعہ، کراچی

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ہو تو ان کی قیادت دو چند ہو جاتی ہے (۱)

- (۱) مسجد کا احترام واجب ہے
  - (۲) مسجد میں کیا کیا نیک کام کر سکتے ہیں؟
  - (۳) مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا
  - (۴) سوال مثل بالا
  - (۵) مسجد میں نعت خوانی اور مٹھائی تقسیم کرنا
  - (۶) جماعت کے بعد تنہا نماز پڑھیں
  - (۷) مشرک کے لئے دعائے مغفرت کرنا ممنوع ہے
  - (۸) بلند آواز سے درود پڑھنے کا حکم
  - (۹) تلاوت کرنا فرض نہیں، سننا فرض ہے
  - (۱۰) مسجد کی دیوار پر دکاندار کا بورڈ لگانا
  - (۱۱) لہام کو مقتدیوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھنا چاہیے۔
  - (۱۲) کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا
  - (۱۳) میلاد میں قیام کرنا بہ عت ہے
  - (۱۴) چندہ کر کے قرآن خوانی کرنا
  - (۱۵) مسجد کی دیوار پر لگے ہوئے بورڈ کو اتاراجائے
- (سوال) مندرجہ ذیل مسائل میں شرعی حکم تحریر فرمائیں۔

(۱) احترام مسجد (۲) مسجد میں نماز کے علاوہ دیگر نیک کام کیا کیا کر سکتے ہیں (۳) مسجد میں ہر نماز کے بعد یہ کسی نماز کے بعد کلمہ شریف یا درود شریف جب کہ جماعت سے علاوہ دوسرے اور نمازی بھی اپنی نماز لوڑ رہے ہوں بلند آواز سے پڑھنا کہ دوسروں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہو (۴) علاوہ ازیں کوئی نماز بھی نہ ہو تو با و از بند کلمہ شریف یا درود شریف مسجد میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۵) مسجد میں اس جگہ جہاں جماعت ہوتی ہو یعنی محراب مصلیٰ میں بیٹھ کر ختم کلام پاک کرنا اور محراب مصلیٰ کے نزدیک نعت خوانی با و از بلند کرنا اور ایک تقریب میں چائے بہت پین وغیرہ تقسیم کرنا اور گلاب چھڑکنا جب کہ اور نمازی اپنی نماز لوڑ رہے ہوں جائز ہے یا نہیں (۶) مسجد میں جماعت کی نماز کے بعد وہ جس شخص کو جماعت ندلی ہو اس نماز کی کو اپنی نماز لوڑنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ (۷) مسجد میں مشرک کے لئے دعائے مغفرت مانگ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۸) نماز کے بعد مسجد میں چند آدمی کلام پاک کی تلاوت کرتے ہوں اور وہیں چند آدمی باؤا بلند درود شریف پڑھتے ہوں دونوں میں رلور است پر کون ہے؟ (۹) کلام پاک کا پڑھنا فرض ہے یا غور سے سننا؟ (۱۰) مسجد کے بیرونی حصے یعنی دروازہ صدر پر ایک دوکاندار نے اپنی جانب سے بایسکوپ کا تصویر وار یو رڈ لگایا ہوا ہے شرماء جائز ہے یا ناجائز؟ (۱۱) مقتدی اور لام میں کسی مسکنے پر اتفاق نہ ہو تو مقتدی کو لام یہ کہہ سکتا ہے کہ جلا مجھے تمہارے جیسے مقتدیوں کی کوئی پروا نہیں چاہے میرے پیچھے نماز پڑھو یا نہ پڑھو ایسے لام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲) جب کہ مسجد میں میا در شریف کر لیا جائے اس میں سلام ختم الانبیاء کی ذات وصفات کے لئے چٹھ کر پڑھنا یا کھڑے ہو کر پڑھنا دونوں صورتوں میں کون سی صورت جائز ہے؟ (۱۳) میا در شریف کا کرنا یا پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر جائز ہے تو کس صورت میں اور ناجائز ہے تو کس صورت میں؟ (۱۴) کسی شیعہ سے چند لیکر کلام پاک کا ختم کرنا اور مسجد میں نعت خوانی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مسجد اہل سنت و انجاءت کی ہے (۱۵) سوال نمبر ۱۰ کے متعلق متولی مسجد و کارکنان مسجد کو شرعاً یہ اختیار ہے کہ بایسکوپ کی تصویر والے رڈ کو مسجد سے اتروا دے یا نہیں؟ اگر متولی یا کارکنان مسجد اس پر غور نہ کریں تو عام مسلمانوں کو یہ اختیار ہے کہ اس رڈ کو اتار پھینکیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۳۲ عبد الجبید خاں (شملہ) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۱۸) (۱) ہر مسلمان پر مسجد کا شرعی احترام لازم ہے اس کا احترام یہ ہے کہ اس میں نماز اور ذرائعہ کیا جائے اور اسکو پاک و صاف رکھا جائے شور و غل بیع و شرا سے بچایا جائے وغیرہ (۲) دوسرے نمازی نہ ہوں تو بلند آواز سے گمہ یا قرآن مجید پڑھنا جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ آہستہ پڑھے (۳) جو فعل کہ نمازیوں کی نماز میں خلل پیدا کرے یا مسجد کو ملوث کرے یا شور و غلب ہو وہ مکروہ ہے (۴) ہاں وہ مسجد میں اپنی نماز ادا کر سکتا ہے اس کو اس کا حق ہے (۵) مشرک کے لئے دعائے مغفرت ممنوع ہے مسجد میں ہوا اور نہیں (۸) بلند آواز سے ایسی حالت میں درود شریف پڑھنا کہ ذکر و تلاوت و نماز میں خلل

(۱) قال اللہ تعالیٰ "وان المساجد الاية (سورة ص ۱۸) فيجب تربية المسجد عند كما يجب تربية من المحاط والبلغم الخ (رد المحتار) باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها مطلب في رفع الصوت بالذكر ۶۶۰/۱ ط (سعيد) عن والته بن الاسقع ان السی بنہ قال "جبوا مساجدکم صبیحکم و مجانبکم و شراکم و بیعکم و حصوا تکم و رفع اصواتکم الخ" سنن ابن ماجہ باب ما یکرہ فی المساجد ص ۵۵ ط میر محمد کتب خانہ کراچی)

(۲) قد اجمع العلماء علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد و غیرها إلا ان یشرش جهر هم علی نائم أو مصل أو قارئ الخ (رد المحتار) باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فيها مطلب في رفع الصوت بالذكر ۶۶۰/۱ ط (سعيد)

(۳) عن والته بن الاسقع ان السی بنہ قال "جبوا مساجدکم صبیحکم المحدث (ابن ماجہ)

(۴) لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه أهله یصلون واحد اما الخ (رد المحتار) باب الإمامة ۶۶۰/۱ ط (سعيد)

(۵) ما کن لسی والمیر امور الی ستمرو والمشرکین ولو کانوا اولی قری (سورة توبه: ۱۱۳)



پڑھ کر دے ہے۔ (۹) ۱۱۱ آیت نہ فرض نہیں ہے لیکن سنہ فرض ہے (۱۰) اس کو مسجد کی دیوار پر رُفہ لگانے کا حق نہیں۔ (۱۱) یہ تشکیک مام کے شایان شان نہیں ہے آبتکی سے مسئلہ سمجھا دینا اور اختلاف رفع کر دینا چاہیے (۱۲) مسجد میں صلوٰۃ مام پڑھنا جائز ہے مگر کھڑا ہو یا ضروری نہیں بیٹھ کر بھی پڑھ سکتے ہیں قیوم کو ضروری سمجھنا جائز ہے (۱۳) میاں دشریف کی مروجہ صورت اور تمام قیود و شرائط جو رولج پذیر ہیں بدعت ہیں (۱۴) ہاں آنحضرت ﷺ کے حالات اور میرت مقدسہ صحیح روایتوں سے بیان کی جائے تو موجب خیر و برکت ہے (۱۵) چندہ لکیر قرآن خوانی یا نعت خوانی کرنا ہی درست نہیں (۱۶) ہاں متولی اور نمازیوں و اس کی وائش کرنی چاہیے کہ دعا کا اس پر ذکر وہاں سے ادا کر لے۔ (۱۷) محمد کفایت اللہ کا لفظ اللہ۔ (جواب مکرر ۳۱۹) (۸۲۲) (۱) مسجد کا احترام یہ ہے کہ اس میں نماز اور ذکر اللہ کیا جائے اور اس کو نہایت میل خیل، شور و شب، بیجا و شرافت محفوظ رکھا جائے اور کوئی ناجائز بات اس کے اندر نہ کی جائے۔ (۲) و (۸) جب کہ مسجد میں نماز پڑھتے ہو تو اس میں ذکر اللہ یا تلاوت قرآن مجید یا اور کچھ کا نہ خیر جہ اپنا ہونا جائز ہے۔

(۳ و ۶) جن لوگوں کو جہ عت نہیں ملی ان کو مسجد میں نماز ادا کرنے کا حق ہے اور ان کی نماز کے درمیان میں کسی کو زور زور سے ذکر کرنے کا یا تلاوت کرنے یا درود و اشعار پڑھنے کا حق نہیں ہے۔ (۵) چاہے بسکٹ کھانا کھانا اگر بطور اجرت ذکر کے ہو تو ناجائز اور بطور اجرت کے نہ ہو تو مباح ہے مگر اس شرط سے کہ مسجد کا فرش ملوث نہ ہو۔

(۱۰) اگر اس شخص نے مسجد کی دیوار پر چسپال کیا ہے تو قطعاً ناجائز ہے اور اگر پائی دیوار پر کیا ہے تو یہ بات کسی قدر احترام مسجد کے خلاف ہے اس لئے نرمی اور حسن تدبیر سے اس کو معذہ کر لوینا چاہیے۔ (۱۲) ہاں مسجد میں یا اس کی جائیداد میں کوئی ایسا فعل جو احترام مسجد کے خلاف ہو اور اتفاقاً صورت پر ناجائز ہو تا ہو اور مام اور متولی اس سے روکیں تو مسلمانوں کو روکنے کا حق ہے۔

۱، وفي حاشية لحسوى للسرمانى قد جمع العلماء سلمى و حلقا على استحباب ذكر الجماعة في المسجد وخبرها إلا أن ينشئ حيزه على ماء و مصل أو قارى الخ : رد المحتار كتاب الصلاة مطلب في رفع الصوت بالذكر ٦٦٠ ط سعید

۲، وإذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحموا (سورة الاعراف ٢٠٤)

۳، ولا يجوز أحد الأحرار منه ولا أن يجعل شيئا منه مستعلا ولا سكنى الخ : رد المحتار، وفي الحاشية "قلت وانه علم حكم ما صنعت بعض حبراء المسجد من وضع حلل على جدرانها فإنه لا يحل ولو دفع الأحرار الخ : كتاب الوقف أحكام المسجد ٣٥٨ ط سعید

۴، عن عائشة قالت قال النبي ﷺ من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد (بخاری)

۵، قال تاج الشريعة في شرح الهداية : إن القرآن بالأحرار لا يستحق التواب لا للعب ولا لفقار وقال العيني في شرح الهداية : يسمع القارى للديار والأحد والسبعين الحمد الخ : رد المحتار الإجازة لفائدة مطلب في عدم حوز الاستحباب على البلاوة ٥٦٦ ط سعید

۶، فكتب هدمه ولو على حد المسجد ولا يجوز أحد الأحرار منه ولا أن يجعل مسكنا الخ (الرد المحتار كتاب الوقف أحكام المسجد ٣٥٨ ط سعید)

محمد کفایت اللہ۔ ۱۶ محرم ۱۳۵۳ھ ۱۹ اپریل ۱۹۳۶ء

مسلمان حاکم پر مسجد کا قیام لازم ہے  
(سوال) شرعاً مسجد کا انتظام کرنا قاضی شرع پر فرض والا زم ہے کہ نہیں؟  
(جواب ۳۲۰) مسجد کا انتظام کرنا مسلمانوں پر لازم ہے جہاں با اختیار مسلمان حاکم ہو تو اس پر لازم ہے کہ نماز کے لئے مسجد بناوے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کے نیچے کی دکانوں کی آمدنی مسجد میں خرچ کی جائے  
(سوال) ایک مسجد جس کے نیچے خدا ہو (یعنی دکانیں ہوں) اس میں نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟ ایسی دکانیں جن پر مسجد کی بنیاد ہو مسجد کی ملک ہو سکتی ہیں کسی اور شخص کی جو ان کا کرایہ وصول کر کے کچھ مسجد پر صرف کر دیتے ہو اور کچھ اپنے صرف میں لاتا ہو۔

المستفتی نمبر ۹۵۵؛ اکثر محمدیہ سین (کرناٹ) ۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء  
(جواب ۳۲۱) جس مسجد کے نیچے دکانیں ہوں اس میں نماز پڑھنی درست ہے مسجد کے نیچے کی دکانیں مسجد ہی کی ملک ہو سکتی ہیں کسی دوسرے کی ملک نہیں ہو سکتیں نہ کوئی دوسرا ان کی آمدنی میں حقیقت شریک ملکیت کے حقدار ہو سکتا ہے۔ (۱)

مسجد میں بیٹھ کر حجامت کرنا مکروہ ہے  
(سوال) ایک مسجد میں بیٹھ کر امام مسجد حجامت دیتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اس کا ایمان کامل ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۸۷۸۰ رفیق میر محمد یعقوب صاحب میر (گجرات پنجاب)  
۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء  
(جواب ۳۲۲) مسجد میں بیٹھ کر حجامت کرنا مکروہ ہے مگر اس درجہ گناہ نہیں ہے کہ موجب فقہ ہو اور اس کی وجہ سے اہمیت ناجائز ہو جائے۔ (۲)

مسجد کے حصے کو گودام بنانا جائز نہیں  
(سوال) ایک مسجد قبرستان میں ہے اس کے مستف حصے یعنی داران کو زید نے نوے کا بیٹھ لور جلی لگا کر

(۱) وإذا جعل تحته سرداباً بالمصالحة أي المسجد حاز (در مختار) قال الشامي "وظاهره أنه لا فرق بين أن يكون البيت للمسجد، ولا إلا أنه يوجد من التسلل أن محل عدم كونه الحج (كتاب الوقف) مطلب في أحكام المسجد ۳۵۷ ط سعید  
(۲) فلا يجوز إلا استصباح بهن مجلس فيه ولا يطهيه بنفس ولا أبول والمقصود فيه ولو في (ب) الخ (الدر المختار) باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۶۵۶ ط سعید

تقل لگا دیا ہے اور اس میں امامیہ کی کتب احادیث و فقہ کا لکھنا 'مکتے' صراحیاں ترکیب اور ستر و غیرہ رکھ کر مال گودام بنالیا ہے اور قبضہ جمالیہ اور اس کا نام زروہ گور خریاں رکھ کر اپنے نام سے منسوب کر دیا ہے اب اسے کہا جاتا ہے کہ اپنا مال گودام سے بناؤ تو کہتے ہیں کہ مسجد ویران تھی میں نے اس کو آباد کیا تھا پہلے اس میں بہت کم کوئی نماز پڑھتا تھا اب اس کے صحن میں نماز پڑھنے سے کوئی چیز خارج نہیں بلکہ اکثر نماز ہوتی ہے نیز والاں میں جس پر تقل لگا ہوا ہے حدیث و فقہ کی کتابیں ہیں اگر یہ چیزیں بنادی گئیں تو میں پھر مسجد کی صفائی کا ذمہ دار نہیں یہ ویران ہو جائے گی دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا کوئی شخص کسی ویران مسجد کی صفائی رکے اور اس کے صحن میں اقامت الصلوٰۃ کے لئے سہولت کا انتظام کر دے تو کیا اس کے صلے میں اس کو حق ہے کہ مسجد کے والاں (مسقف حصہ) پر قبضہ کر کے جس میں محراب و ممبر ہے اس کو بند رکھ سکے اور رہائش و مال گودام کے کام میں لائے خصوصاً جب کہ بارش یا دھوپ و گرمی کی وجہ سے صحن میں نماز پڑھنا ناممکن ہو جائے تو اس حالت میں بھی کیا وہ شخص مسقف حصے کو بند رکھنے کا مجاز ہے؟ فقط

المستفتی نمبر ۱۱۰۳ احمد حسین بیگ صاحب طیب دہلوی (اجمیر شریف)

۱۶ جمادی الاول ۱۴۳۵ھ ۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲۳) مسجد نماز کے لئے ہے نہ کہ گودام بنانے کے لئے اور حفاظت کے صلے میں اس کو مال گودام بنانے کا حق نہیں فوراً اس کو خانہ آرا کے نماز و جماعت کے کام میں لانا چاہیے (۱)

محمد کفایت اللہ کال اللہ لدہ دہلی

(الجواب صحیح) مسجد مسجد ہونے کے بعد قیامت کے قائم ہونے تک مسجد ہی رہتی ہے اور اس کے آداب و حرمت ہر وقت مسلمانوں پر واجب ہے گودام بنانا مسجد کو مسجد کی نہایت بے حرمتی ہے اور گودام بنانے والا سخت گناہ گار ہو گا جو بے حرمتی کرنے مسجد کے فقط

حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

مسجد کو مقفل کر کے بند کر دینا درست نہیں

(سوال) ایک مسجد جس میں لوگ جمعہ و نماز چکناچا جماعت مدت تک ادا کرتے رہے ہوں اور عرف عام میں مسجد مشہور ہو بلکہ کاغذات سرکار میں بھی مسجد کا اندراج باقاعدہ ہو اور بعد میں کسی وجہ سے مسجد کو مقفل کر کے مسلمانوں کو اس میں عبادت کرنے سے محروم کر دیا جائے تو ایسی صورت میں کیا مسجد کی حیثیت میں کوئی فرق آجاتا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۱۹۰ غلام قادر صاحب (ریاست فرید کوٹ)

۲۸ جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) جب کسی مسجد میں بعد تعمیر کے پہ اجازت بانی مسجد کے اذان و نماز باجماعت ایک مرتبہ بھی ہو جائے گی تو یہ مسجد تاقیام قیامت مسجد ہی رہے گی اور نمازیوں کا حق نماز پڑھنے کا اس میں قیامت کے قائم ہونے تک رہے گا جو شخص کہ اس کو مقفل کر کے نمازیوں کو نماز پڑھنے سے روکے گا تو یہ شخص بڑے سخت گناہ کا مرتکب ہو گا۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ و سعی فی خرابہا الا یہ (۱) لہذا اس شخص پر لازم ہے کہ اس بجا حرکت سے توبہ کرے اور مسجد کے قفل کو کھول کر نمازیوں کو نماز پڑھنے دے ورنہ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کے ساتھ میل جول ترک کر دیں تاکہ یہ پریشان ہو کر توبہ کر لے فقط واللہ اعلم اجابہ وکتبہ حبیب الرحمن علیہ رحمۃ اللہ

نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب ۳۶۴) (از حضرت مفتی اعظم نور اللہ مہجذ) جب بانی مسجد کسی جگہ کو مسجد قرار دیدے اور اس کی اجازت سے اس میں ایک مرتبہ نماز باجماعت ہو جائے تو قیامت تک وہ مسجد رہتی ہے اسے بند کرنا اور نماز سے روکنا ظلم عظیم ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کالان اللہ دہلی

ضرورت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا

(سوال) قصبہ جاکولی ضلع ریتک میں ایک جامع مسجد خاتم عرصہ ۳۶ سال سے قائم ہے اور تاہم تحریر اذان 'جماعت ہیکانہ' نماز جمعہ 'جملہ امور پہ اہتمام تمام انجام دیئے جا رہے ہیں اس کے علاوہ کوئی دوسری مسجد اس قصبہ میں موجود نہیں ہے اب مسلمانان قصبہ نے اس کی عمرت پختہ کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ ہندوؤں نے پختہ تعمیر کرنے سے انکار کر دیا مسلمانوں نے اس کے متعلق عدالت دیوانی میں استغاثہ دائر کر دیا ہندو بھڑک اٹھے اور مسلمانوں کا یکم جنوری ۱۹۳۷ء سے سوشل بائیکاٹ کر دیا اس پر فوجداری مقدمہ قائم ہوا اور اس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی ضمانتیں ۱۳-۱۴ مردمان کی حساب دو ہزار روپے فی کس تا فیصلہ عدالت مجازتے حاصل کر لیں مقدمات چل رہی ہیں مسلمان پریشان ہیں۔

(۲) عدالت مجازتہ پولیس افسرین اور ہندوؤں کی یہ مرضی ہے کہ مسلمان مسجد جامع متنازعہ کے بجائے کسی دوسرے مقام پر پختہ مسجد بنالیں اور اس مسجد مذکور کو بدستور رہنے دیا جائے تو معاملہ رفع ہو سکتا ہے اور نیز یہ بھی ان کا وعدہ ہے کہ مسجد متنازعہ کی بے حتمی نہ کی جائے گی وہ بدستور رہنے کے بعد نماز اذان 'جمعہ' جملہ امور شرعیہ انجام دینے کی اجازت ہوگی اور اس مسجد کے جملہ حقوق محفوظ رہیں گے تو کیا مسلمان ایسی صورت

(۱) (البقرہ: ۱۱۴)

(۲) ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ و سعی فی خرابہا الا یہ (البقرہ: ۱۱۴) التسلیم فی المسجد ان تصلی فی الجماعۃ یا ذہب الی دعا المکبرۃ کتاب الوقف الفصل الاول فیما یبصر بہ مساجد ۴۵۵ ط ماحدہ کوئٹہ قال فی التوبہ و شرحہ "ولو حرم م حوالہ واستعنی عہ یقی مسجدا عند الإمام والناس ابدأ الی قیام البعۃ وہ یقی" الخ کتاب الوقف احکام المسجد ۴ ۳۵۸ ط مہد.

میں اس جامع مسجد خام کو بھیجی نہ رہنے دیں اور اس کی جگہ اور حقوق کو محفوظ رکھتے ہوئے دوسرے مقام پر مسجد پختہ تعمیر کر میں تو کوئی باعثِ گناہ کا تو نہ ہو گا اور جب کہ ہندو لوگ کثیر التعداد ہیں اور مسلمان اقلیت میں تو کیا رفعِ فساد و شر کے لئے ایسا کرنے کی اسلامی اجازت بھی ہے یا نہیں؟

(۳) کیا اس دوسری جدید پختہ مسجد میں نماز و اجہات و جملہ امور مفروضہ درست ہوں گے یا نہیں؟  
(۴) ان جملہ امور کے متعلق نصِ قرآنیہ و احادیث کا بھی حوالہ دیا جائے تاکہ حکامِ مجاز کی تسلی اور عام مسلمانوں کو آگاہی ہو۔ المستفتی نمبر ۱۴۷۳۷۳ سلیم الدین احمد، خالد حمیدی، عمر الملی (معرفت مولوی سائبر دین صاحب) مدرسہ مدرسہ مینہ ڈبلی ۷ مارچ ۱۴۵۶ھ ۷ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۶۵) اگر مسجد مذکورہ دستور مسجد ہی رہے اور اس میں اذان و نماز باجماعت کے تمام حقوق قائم رہیں اور اس بہت پر نزاع رفع ہوتا ہو کہ کسی عمارت پختہ نہ کی جائے بلکہ پختہ مسجد دوسری جگہ تعمیر کر لی جائے اور مسجد خام کو خام ہی رہنے دیا جائے تو مسلمان اس فیصلے پر عمل کرنے میں گناہ گار نہ ہوں گے اور دوسری پختہ مسجد میں جو مسلمان نماز کریں گے نماز و اذان و جمعہ سب امور لو اگر ناجائز ہو گا (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ڈبلی

مسجد کے اندر حلقہ ذکر منعقد کرنا

(سوال) کیا مسجد کے اندر حلقہ ذکر کرنا درست ہے بشرطیکہ مصلیوں کو یا آس پاس سونے والوں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ المستفتی نمبر ۱۵۲۲ اخوان عبد المجید شاہ صاحب (نگال)  
۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۶۶) مسجد کے اندر ذکر منعقد کرنا مباح ہے بشرطیکہ کسی نمازی کی نماز میں یا کسی سونے والے کی نیند میں خلل انداز نہ ہو اور اگر بھی زیادہ شور و شغب اور افعالِ مکروہہ پر مشتمل نہ ہو۔ (۱)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ڈبلی

نماز فجر کے بعد ترجمہ قرآن کا درس دینا

(سوال ۱) مسجد حنفیہ کا نام صبحِ نماز سے فوراً ہو کر مسجد مذکور میں قرآن عزیز کا ترجمہ کرتا ہے امام مذکور کا ترجمہ قرآن بیان کرنا اہل حدیث کو خوش نہیں آتا وہ چاہتے ہیں کہ یہاں ترجمہ قرآن نہ ہو اور وہ ہمیشہ صبح کی

(۱) و تودی فی مصر واحد مواضع كثيرة مطلقاً الخ (الدر المختار) باب الجمعة ۱۴۴/۲ ط سعید  
(۲) قال الشافعي "وفي حاشية الحموي للشعراي" أجمع العلماء سلفاً وخلفاً على امتحان ذكر الجمعة في المساجد وغيرها إلا أن يشوش جهرهم على نائم أو مصل أو قارئ الخ (باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها) مطلب في رفع الصوت بالذكر ۶۶۰/۱ ط سعید

نماز ختم ہونے کے بعد آپ اپنی انگ انگ نماز پڑھتے ہیں اور یہ نماز کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے کہ جس وقت تک قرآن کا ترجمہ ہو تا رہتا ہے جب ترجمہ ختم ہوتا ہے تو پھر یہی لوگ امام صاحب سے لڑتے ہیں کہ یہاں پر وہ نماز پڑھتے ہیں اور ترجمہ کر رہے ہو یہ کہاں جائز ہے ترجمہ بند کرو۔ ایسی صورت میں امام صاحب کو قرآن مجید کا ترجمہ بیان کرنا نماز فجر سے ذرا غ ہو کر جائز ہے کہ نہیں۔

(۲) امام مذکور ہوا ان مسلمانوں سے کہا کہ تم اپنے مسلک کے مطابق تین بلخبر کو مگر ضد میں آکر ایزی چونی کا زور لگا کر مسجد کو سر پر نہ اٹھاؤ تاہم انہوں نے اس کے باطل برحق عمل کی لوہ جو اس اور جو انہوں نے بہت چیخ کر تین کہی تاکہ یہ لوگ اور چڑیں اور کوئی بے لے تو اس سے لڑیں اور میں اہل حدیث کی مسجد ہے یہ لوگ اس میں نماز نہیں پڑھتے مسجد حنفیہ میں آتے ہیں کیا لوگوں کے جانے اور پڑانے کے لئے آمین اتنی بلند آواز سے پکارنا جائز ہے؟

(۳) مذکور ہوا ان قسم کے اہل حدیث صاحبان کو مسجد میں غل شور اور لڑائی جھگڑے کے لئے نماز کے یہاں نہ دینا جائز ہے کہ نہیں؟ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب) (از مولانا مظہر اللہ صاحب) (۱) بعد نماز فجر مسائل دینیہ کا بیان اور ترجمہ قرآن کرنا نہایت مستحسن امر ہے جو لوگ جماعت کے بعد نماز کے لئے آتے ہیں ان کو چاہئے کہ کسی علیحدہ مقام پر اپنی مسجد میں جا کر نماز پڑھیں (۲) امام صاحب صحیح فرماتے ہیں ان لوگوں کو اس پر عمل کرنا چاہئے جو ہر پر عمل صرف اتنی آواز سے ہو سکتا ہے کہ قریب کا آدمی اس کو سن لے جو وہ اپنی مسجد چھوڑ کر محض فساد کے لئے اس مسجد میں آتے ہیں ان کو روکنا ان پر واجب ہے جو روکنے پر قدرت رکھتے ہیں (۱)

مگر مسجد فتح پوری۔ محمد مفسر اللہ غفرلہ امام جامع فتح پوری دہلی (جواب ۳۲۷) (از حضرت مفتی اعظم) قرآن مجید کا ترجمہ بیان کرنا ایک بہتر صورت ہے مگر نمازیوں کا خیال رکھنا لازم ہے قرآن مجید کا ترجمہ آفتاب نکلنے کے بعد شروع کیا جائے تاکہ وقت کے اندر نماز پڑھنے والوں کی نماز میں خلل نہ آئے جواب نمبر ۳۲ نمبر ۳ صحیح ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

### مسجد میں افطار اور شیرینی تقسیم کرنا

(سوال) (۱) ہمارے یہاں رواج ہے کہ اکثر مسجد میں مولود شریف پڑھواتے ہیں اور کچھ شیرینی وغیرہ مسجد ہی میں تقسیم کرتے ہیں یہ جائز ہے یا ناجائز؟

(۱) أما للتفريس أو للتذكير فلا لأنه ما بني له وإن جاز فيه ولا يجوز التعلم في مكان في فناء المسجد عند أبي حنيفة وعندهما يجوز (الححر الرائق) فصل في المسجد ۳۸/۲ ط بيروت  
(۲) وأكل لحومهم ومنع منه وكذا كل مؤذ ولو بفساد الح (الدر المختار) باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۹۶۱/۱ ط معيد  
(۳) أما للتفريس أو للتذكير فلا الخ (الححر الرائق) ۳۸/۲ ط بيروت

(۲) نیز رمضان شریف میں افطار می مسجد میں سب مصلی کرتے ہیں یہ بھی جائز ہے یا نہیں؟  
 المستفتی نمبر ۲۰۲۱ محمد مقبول (رئیس) (سنت) ۱۱ رمضان ۱۴۳۶ھ ۶ نومبر ۱۹۱۳ء  
 (جواب ۳۲۸) (۱) مسجد میں کوئی چیز تقسیم کر دینی درست ہے بشرطیکہ مسجد کو ملوث کرنے والی چیز نہ ہو۔ (۲) مسجد میں افطار کرنا جائز ہے مگر مسجد ملوث ہونے سے محفوظ رکھا جائے (۳)  
 محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) صبح کی نماز کے لئے چراغ جانا

(۲) مسجد میں میاؤں کے اشعار پڑھنا

(سوال) معتقد روشنی مسجد

(جواب ۳۲۹) اگر صبح کی نماز کسی نہ جگہ پڑھی جاتی ہو اور وہاں اندھیرا ہو تو چراغ جلانے میں کچھ حرج نہیں۔  
 محمد کفایت اللہ کان اللہ

(جواب ۳۳۰) مسجد میں شوہر شغب کرنا اور ایسے اشعار پڑھنا جن کا مضمون صحیح نہیں ہو تو جو کثرت ملیا،  
 خوال پڑھا کرتے ہیں بے شک ناجائز ہے۔  
 محمد کفایت اللہ کان اللہ

### مسجد میں ریاضت (دورزش)

(سوال) معتقد ورزش در مسجد

(جواب ۳۳۱) مسجد میں ریاضت (نہ ت) کے لئے تیار قہاری کرنا اس صورت سے مباح ہے کہ رفتہ رفتہ کے اثناء میں کچھ ذکر بھی کرتا رہے اور اسی ذکر کو اصل مقصد رکھے اور کسی نماز پڑھنے والے یا ذکر کرنے والے کو ایست نہ پہنچے۔  
 محمد کفایت اللہ کان اللہ

مسجد کو پاک اور صاف ستھرا رکھا جائے

(سوال) مسجد کے احکام معتقد متذلل و نظافت

(جواب ۳۳۲) قال رسول اللہ ﷺ من اكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن

(۱) فيحب سربه المسجد عن: كذب بحب سربه عن المحاد واللغة ورد المحتار مطلب في رفع الصوت بالدكر  
 ۶۶۰ ط سعيد

(۲) (امضا)

(۳) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن حده قال " نهى رسول الله ﷺ عن البيع والابتاع وعن تماشى الشعار في المساجد (ابن ماجة) باب ما يكره في المساجد ص ۵۴ ط قدسي كتب خانہ "مکرمی"

(۴) جمع العلماء، سلفا و حقا علی سبب ذکر الجماعه فی المساجد وغيرہا، إلا أن يشوش جهر هم علی دمہ  
 'ومصلی و قدی رد المحتار ص ۵۵ بفسد الصلاة و ما يكره فيها' مطلب في رفع الصوت بالدكر ۶۶۰ ط سعيد

مسجدنا (الحديث بخاری ۱۰ و مسلم ۱۰ مشکوٰۃ ۳) البزاق فی المسجد حطینة (الحديث بخاری ۱۰ و مسلم ۵ مشکوٰۃ ۶) وحدث فی مساوی اعمالها الخامة فی المسجد لا تدفن (مسلم ۷ مشکوٰۃ ۸) امر رسول الله ﷺ ببناء المسجد فی الدوان ینظف و یطیب (ابوداؤد ۹ ترمذی ۱۰ ابن ماجه ۱۱ مشکوٰۃ ۱۰) قال رسول الله ﷺ اذا رأیتہ الرحل یتعاهد المسجد فاشهدوا له بالایمان (الحديث ترمذی ۱۰ ابن ماجه ۱۱ دارمی ۱۵ مشکوٰۃ ۱۱) رای النبی ﷺ نخامة فی القبلة فشق ذلك علیه حتی رنی فی وجهه فقام فحک به یده (الحديث بخاری ۱۱ مشکوٰۃ ۱۸) حسوا مساحدکم صیابکم و مجانبکم و یعکم و شراء کم و رفع اصواتکم (الحديث مندری رد المحتار ص ۴۶۱ ح ۱) و کره تحریم البول و فوقه و البول و العوط و اتخاذ طریفا عبر عدرواد حال نخاسة فيه و علیه فلا یحور الا استصبح یدہ یحس فيه ولا تطیبه یحس ولا البول و القصد فيه ولو فی اداء (درمختار) لا یدخل المسجد من علی یدہ نخاسة (رد المحتار ۲۰ عن الہندی ص ۴۶۱ ج ۱) کره تحریم البول و العوط فوقه لانه مسجد الی عیان السماء (درمختار) و کذا الی تحت الثری (رد المحتار) ۲۱.

۱. باب ما جاء فی النور و النسل و لکرام ۱۶۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی
۲. باب الہی من اکل ثوما و مضلا ۱۶۹ ط قدیمی کتب خانہ کراچی
۳. (باب المساجد و مواضع الصلاة ۶۸/۱ ط سعید)
۴. (باب کفارة البصاق فی المسجد ۵۹/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
۵. (باب الہی عن البصاق فی المسجد ۲۰۷/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
۶. (باب المساجد و مواضع الصلاة ۶۹ ط سعید)
۷. (باب الہی عن البصاق فی المسجد ۲۰۷/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
۸. (باب المساجد و مواضع الصلاة ۶۹ ط سعید)
۹. (باب اتخاذ المساجد فی الدور ۷۲/۱ ط مکتبه امدادیہ ملتان)
۱۰. (باب ما ذکر فی تطییب المساحد ۱۳۰/۱ ط سعید)
۱۱. (باب تطہیر المساحد و تطیبه ص ۵۵ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
۱۲. (باب المساجد و مواضع الصلوة ص ۶۹ ط سعید)
۱۳. (باب ما جاء فی حرمة الصلاة ۲۰/۲ ط سعید)
۱۴. (باب المساجد و انتظار الصلاة ص ۵۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
۱۵. (باب المحافظة علی الصلوات ۳۰۲/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
۱۶. (باب المساحد و مواضع الصلاة ص ۶۹ ط سعید)
۱۷. (باب حک البزاق بالیدین فی المسجد ۵۸/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
۱۸. (باب المساجد و مواضع الصلاة ص ۶۹ ط سعید)
۱۹. (باب ما یکره فی المساحد ص ۵۴ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
۲۰. (باب ما یفسد الصلاة و ما یکره فیہا ۶۵۴/۱ ط سعید)
۲۱. (ایضاً)



زیر تعمیر مسجد میں جو تاپین کر جانا

(اخبار الجمعۃ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۹۲ء)

(سوال) صحن مسجد زیر تعمیر جس میں صفائی وغیرہ ابھی نہیں ہوئی ہے اس میں نمازیوں کا جو تاپین کر جانا کیسا ہے؟

(جواب ۳۳۳) بھریکی ہے کہ جو تاپنا کر جائیں تاہم اگر جو تاپنی تپاک نہ ہو تو مباح ہے (۱)

محمد کفایت اللہ غفرلہ

قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا

(سوال) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے قصد اسونا کیسا ہے؟

(جواب ۳۳۴) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا خلاف لوب ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دلی

احاطہ مسجد میں خرید و فروخت ممنوع ہے

(اخبار الجمعۃ مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۹۲ء)

(سوال) احاطہ مسجد میں بیٹھ کر امام مسجد اپنا ذاتی کاروبار کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۳۵) مسجد یعنی اس جگہ میں جو نماز کے لئے مہیا کیا جاتا ہے بیع و شرا کرنا یا کوئی ایسا کام کرنا

جس سے نمازیوں کو تکلیف ہو یا احترام مسجد کے منافی ہو جائز نہیں ہے باقی مسجد کے احاطے میں دوسرے

حصص جو نماز کے لئے مہیا نہیں کئے جاتے ان میں بیع و شرا جائز ہے مگر متولی کی اجازت سے ہونی

چاہئے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) مسجد کے لئے ہندوؤں سے چندہ لینا

(۲) زیر تعمیر مسجد میں جو تول سمیت گھومنا

(جمعۃ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۹۱ء)

(سوال) (۱) تعمیر مسجد میں منظور شدہ دینی امداد غیر مسلم ہندو وغیرہ کی شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۱) إذا حشی تلوث المسجد بها یسعی عمدہ وإن كانت طاهرة الخ (رد المحتار) باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا مطلب فی احکام المسجد ۱/ ۶۵۷ ط سعید

(۲) کما کرہ مد الر حلیہ فی بود او غیرہ (لیہا ہی عمدہ) لانه إساءة أدب (الذکر المحتار) باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا مطلب فی احکام المسجد ۱/ ۶۵۵ ط سعید

(۳) عن والیہ من الأسبق قال " قال النبی ﷺ " اجتنبوا مساحدکم صیالکم و مجالینکم و شرہ کم و بیعکم و خصوصیاتکم " (ابن ماجة) باب ما یکرہ فی المساحد ص ۵۲ ط قدیمی

(۲) نئی مسجد کی تعمیر کے وقت یہ مسجد قدیم کی تعمیر جدید کے وقت سردی یا گرمی یا جو منگیزوں کے راج مزدور جو تاجپن کر مسجد میں کام کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب ۳۳۶) (۱) اگر غیر مسلم بلیب خاطر کوئی رقم یا سامان مسلمانوں کو دیدے کہ وہ مسجد میں لگا دیں تو اس کا لینا اور لگانا جائز ہے ہاں مسلمانوں کو مسجد کے لئے غیر مسلم سے امداد طلب کرنی ناجائز ہے (۲) نئی مسجد تکمیل اور اقامت نماز باجماعت کے بعد مسجد ہوگی اس لئے اس میں تعمیر کے درمیان جو تاجپن کر آنے جانے میں مضائقہ نہیں ہاں مسجد قدیم میں اگر ضرورت داعی ہو تو پاک اور نیا جو تاجپن کر کام کرنا جائز ہوگا۔ نجس اور پرانا جو تاجپن خلاف ادب اور ناجائز ہے (۳)

محمد کفایت اللہ غفرلہ

سودی رقم سے خریدی ہوئی داریوں پر نماز مکروہ ہے  
(المعینہ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۳۲ء)

(سوال) ایک شخص سود یعنی ریوڑ کی رقم خرید کر مسجد کو دیتا ہے یا رقم سود نقد دے دیتا ہے اور ارکان مسجد بدوین تحقیق مسند مسجد کے صرف میں لے آتے ہیں اور تنبیہ کرنے پر ضد کرتے ہیں کہ جو کچھ ہے ٹھیک ہے ایسے لوگ مسجد کے رکن بننے کے لائق ہیں یا نہیں؟

(جواب ۳۳۷) اُمّ یہ بات محقق ہو جائے کہ دی ہوئی داریں سود کے روپے سے خریدی گئی تھیں یا جو رقم نقد دی گئی ہے وہ سود میں حاصل کی ہوئی رقم ہے تو اس کو مسجد میں استعمال کرنے کے لئے لینا ناجائز ہے ایسی داریوں پر جو مال حرام سے خریدی گئی ہوں نماز پڑھنا مکروہ ہے جن ممبروں نے یہ جانتے ہوئے کہ یہ روپیہ حرام طریقے سے ملایا ہوا ہے مسجد کے لئے قبول کیا یا قبول کرنے پر اصرار کیا وہ مسجد کی رکنیت کے قابل نہیں ہیں (۱) فقط واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) تعمیر مسجد کے لئے چندہ سے ذاتی مکان بنانا جائز نہیں

(۲) میت کا قرضہ پہلے ادا کیا جائے

(المعینہ مورخہ ۵ مئی ۱۹۳۵ء)

(۱) إن شرط وقف الذمی ان یکون قربة عذنا و عندهم کالوقف علی الفقراء أو علی مسجد الخ (رد المحتار کتاب الوقف ۳۴۱ ط سعید)

(۲) السلیب فی المسجد ان تنسی فی الجماعة یا ذلک الخ (عالمگیریۃ) الباب الحادی عشر فی المسجد ۴۵۵/۲ ط ماحدیکہ کوئٹہ، لکن ای: حسی تلویث فیرش المسجد ویها ینبغی عذمه الخ (رد المحتار) باب ما یبعد الصلاة وما یکره فیها ۶۵۷ ط سعید

(۳) قال ما ح الشریعة "اما لو منی فی ذلک مالا حبنا وما لا سبه الخبیث والطیب فیکره لان الله تعالی لا یقبل الا الطیب فیکره تلویث بیتہ بما لا یقبله. نج (رد المحتار) باب ما یبعد الصلاة وما یکره فیها ۶۵۸/۱ ط سعید

(سوال) (۱) ایسے مسلمان سے لئے کیا حکم ہے جو تہیہ مسجد کے نام سے وصول کر کے زرچندہ اپنے مکان کی تہیہ میں صرف کر دے؟ (۲) ایسے مسلمان کی فوسیدگی کے بعد جو تمام عمر تارک الصلوٰۃ تارک الصوم رہا ہو اس کے ورثہ کا ایصالِ ثواب اور متوفی کی عیال کے لئے خرچ کرنا کیا حکم رکھتا ہے اور جب کہ متوفی مقررہ وضع ہو اور ورثہ بار بار تقاضا کرنے کے بعد بھی روانہ کرتے ہوں۔

(جواب ۳۳۸) (۱) وہ شخص سخت گناہ گار اور کج سق ہے اور اس رقم کا ضامن ہے جو اس نے مسجد کے نام سے وصول کی ہے (۲) اس کی طرف سے ایصالِ ثواب کرنا جبکہ ورثہ اپنے مال میں سے کریں تو جائز ہے مگر اس کے ذمہ کا قرضہ ادا کرنا مقدم ہے پہلے قرضہ ادا کرنا چاہئے اس کے بعد اگر کوئی وارث اس کے ساتھ احسان کرتا چاہے اور اپنے پاس سے مال خرچ کر کے ایصالِ ثواب کرے تو جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کو دھونا جائز ہے

(انجمیہ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۳۶ء)

(سوال) یہاں ہر جمعہ کو مسجد دھونی جاتی ہے اگر ضروری سمجھ کر دھونی جائے تو کیا حکم ہے؟ (جواب ۳۳۹) ہر جمعہ کو مسجد دھونا کوئی شرعی حکم نہیں ہے اگر صفائی کے لئے دھونی جائے اور اس کو شرعی حکم نہ سمجھا جائے تو مباح ہے۔ مفتی محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

یہاں مسجد کو چار دیواری بنا کر بند کر دیا جائے

(انجمیہ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) چند سال کی مدت گزری کہ مقام کمال پور ضلع حمیہ کے ایک زمیندار نے مسجد بنانے کو ایک قطعہ زمین وقف کیا تھا شکار و مستزی اور سید نبی اختر کی کوشش سے چندہ سے مسجد کا اندرونی دارالان بن گیا اور نصف گنبد بھی بنا دیا۔ زمیندار بھی تیار ہو گیا چار دیواری اور بیرونی دارالان فخذ ختم ہو جانے کی وجہ سے نہ بن سکا اس کے بعد سے آج تک مسجد یوں ہی نامکمل ہے قرب و جوار میں بھی کوئی خوش حال مسلمان نہیں کہ اس کی تکمیل کرانیں چار دیواری نہ ہونے سے جانور کتے سوار تک اندر آ جاتے ہیں اس بے حرمتی کو

(۱) وحل جمع مالا من الناس لیسفہ فی ماء المسجد وأتفق من تلك الدراهم فی حاجة نفسه لا یسعه ان یقبل ذلك بر حوالہ فی الاستحسان ان یفق مثل ذلك من ماله فی المسجد فیجوز و یخرج عن الوہال فیما یشہ و یشہ اللہ الح (فتاویٰ قاضی خان) باب الرحل بحض درہ مسعداً ۳: ۲۹۹ ط ماحدیہ کلنہ  
(۲) بداء من ترک المیت متعہد من عر تقدر ولا تدبر ثم نقدہ دیونہ الی لہا مطالب من حجة العباد الح (الدر المختار) کتاب الفرائض ۶: ۷۵۹ ط سعید  
(۳) عن عائشہ قالت "امر رسول اللہ ﷺ ان یحد المسجد فی تدور وان یطیب وان یطهر الح (اس ماحدہ) باب تطہیر المساجد و تطہیرها ص ۵۵ قدیمی کتب حمامہ

۱۔ عید کرشنج کارو مستری اور سید نبی اشتر نے فیصلہ کر لیا ہے کہ جب کہ مسلمانوں کے اقداس کو دیکھتے ہوں اس کی قیصر ممکن نہیں تو اس کو کرنا زمین کے برابر کر دیا جائے اب سوال یہ ہے کہ اس کی بے لوثی و ب حرمتی کا قائم رکھنا بہتر ہے یا اس کا انہدام بہتر ہے؟

(جواب ۳۴۰) جب زمین مسجد کے ساتھ وقف ہو چکی اور اس پر مسجد کی قیصر بھی شروع ہو گئی تو اب اس کو کسی دوسرے کام میں ناجائز نہیں اس کے گرد احاطہ کر کے اسے محفوظ کر دینا چاہیے یہ کسی طرح تکمیل کی کوشش کرنی پڑے گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے

(المجمیعہ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا کیسا ہے؟

(جواب ۳۴۱) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

## پانچواں باب

## نماز جمعہ

### فصل اول - احتیاط الظہر

جہاں جمعہ شرعاً واجب ہو وہاں احتیاط الظہر پڑھنا جائز نہیں

(سوال) زید قصبہ یا قریہ میں جمعہ نماز جمعہ کے احتیاط الظہر پڑھنے کو ناجائز بتاتا ہے اور عمرو بائز کتابت اور کتبہ ہے کہ جو شخص اس نماز کے پڑھنے کو ناجائز بتاتا اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں اب شرعاً نماز احتیاط الظہر پڑھنے کا کیا حکم ہے اور منع کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴۲) شہر اور قصبہ میں جمعہ کی نماز درست ہے اور صرف جمعہ کی فرض ہے اور چونکہ قول صحیح و مفتی یہ جمعہ پڑھنا ہندوستان کے شہروں اور قصبوں میں جائز ہے اس لئے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں اور چونکہ اکثر عوام کے لئے احتیاط الظہر موجب فساد عقیدہ ہے اس لئے احتیاط الظہر کے جواز کا فتویٰ دینا جائز نہیں لہذا امر و کا قول خطبہ الہیہ گاؤں میں جمعہ کی نماز جائز نہیں دیرمات میں ظہر کی نماز

۱۔ ائسلفہ المسجد الی مولی بقوہ بمصالحة بحور و ان لم یصل فیہ وهو الصحیح الحج السلیم فی المسجد ان تصلی فیہ بمساعدة بادیہ الحج علی مکتوبہ لب الحادی عشر فی المسجد ۲ ۴۵۵ ماحدہ

۲۔ والکلام المباح و فیہ فی الظہر بان یصل لاجلہ لکن فی البہر الإطلاق او حہ الحج (الدر المختار) باب ما عند الصلاة وما یکرہ فیہا ۱/ ۶۶۲ ط سعید

باجاماعت پڑھنی چاہیے۔ (۱) محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولانا مدرس مدرستہ امینیہ دہلی

### احتیاط الظہر کے مجوزین کے جوابات

(سوال) جمال پر جمعہ صبح دو اس موقع پر بعض شرائط کے عدم وجود کی وجہ سے مثلاً قاضی وغیرہ شرط ہو یا مشکوک کے مسنے پر قیاس کر کے صلوٰۃ آخر الظہر یا احتیاط الظہر کا مسئلہ استنباط کرنا جائز ہے یا نہیں اگرچہ نہیں تو اس کی کیا دلیل اور تقریر ہے اور اس طرح کہہ کر دلیل پکڑنا کہ فتاویٰ عزیزیہ میں آخر الظہر پڑھنا نہ وہی لکھا ہے اور جامع الرموز میں فرض لکھا ہے اور فتاویٰ عالمگیریہ میں یعنی لفظ موجود ہے اور شامی والے کی رائے پڑھنے کی طرف زیادہ ہے اور مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہر سو سال میں ایک مجدد ہوتا ہے سب لوگوں کو اس کی اتباع کرنی چاہیے چنانچہ مقامات امام ربانی میں جو کہ حضرت مجدد الف ثانی کی تصنیف ہے آخر الظہر پڑھنے کے لئے ضروری فرمایا ہے لہذا ان کو پڑھنا واجب ہے اور صراط مستقیم اور سرانید وغیرہ میں بھی اسی طرح مرقوم ہے اب اگر صرف صاحب بحر کا قول عدم جواز احتیاط الظہر کا ہے باوجود ان کتابوں کے جو کہ مذکور بالا ہیں کسی طرح ترجیح دی جائے وللا کثر حکم الکمل کو سب تسلیم کرتے ہیں اور بڑے بڑے بزرگ لوگ اور عوام مولانا ہمیش پڑھتے تھے اور سب کو حکم دیتے تھے اور زمانہ حال میں بھی بڑے بڑے کا ملین پڑھتے ہیں اور جناب مولانا مولوی کرامت علی صاحب جو پوری ہمیشہ پڑھنا کرتے تھے اور جو سنا سنا انہوں نے تصنیف کی ہیں سب میں یہی حکم ہے بہر حال اس مختلف فیہ مسئلے کا صحیح حکم کیا ہے؟ مع سند کے جس کتاب کا حکم سب ملانے میں اور نہایت معتبر ہے تحریر فرمائیں اگر کوئی یہ کہے کہ آج کل کے علما بالخصوص دہلی کے منع کریں تو نہیں دیتا جائے گا اور آخر کر کے دینی کے علما نہ سب ہوتے ہیں اب اس قائل کا کیا حکم ہے؟ ہیو اتوجروا

(جواب ۳۴۳) احتیاط الظہر جیسے کہ اس کے نام سے ظاہر ہے نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت بلکہ بعض فقہاء نے اس وجہ سے کہ بعض شرائط جمعہ کے وجود میں شبہ تھا شخص احتیاط کے حور پر احتیاط یہ حکم دیا تھا کہ ظہر احتیاطی پڑھ لی جائے اور ظاہر ہے کہ احتیاط وہاں متصور ہو سکتی ہے جمال شبہ اور شک ہو تو تعدد جمعہ یا عدم وجود سلطان مسلم یا اختلاف فی حد امصر کی وجہ سے جو اختلاف پیدا ہوا ہے وہ فقہائے کرام کے فیصلے سے طے ہو گیا کہ ظاہر روایات صحیحہ فقہیہ تعدد جائز ہے (۱) اور سلطان مسلم کا وجود شرط نہیں اور حد مصر

(۱) و تلقی فی حاشی القصد والعمی الکبریٰ الی فیہا أسوق لح و قبل هذه العارفاً و بعداً طہر حین من یقول " لا تصح الجمعة فی نہ الفسح" مع بہا نصح فی البلاد الی استولی علیہا الکفار الخ (رد المحتار) باب الجمعة ۱۳۸ ط سابع (وقد اختلف مراراً بعدم صلاة الاربع بعدها بنية آخر طہر حوف اعتقاد عدم فرصة الجمعة الخ (الرد المحتار) باب الجمعة ۱۳۷ ط سابع)

(۲) وتؤدی فی مصر واحد مواضع کسرة مطلقاً علی المنصب و علیہ الفتویٰ (التنویر مع شرحه) باب الجمعة ۱۴۵، ۱۴۴ ط سابع

میں جو اختلاف تھا اس میں سے امام ابو حنیفہ کی تعریف صحیح ہے جس جب کہ ان مسئلوں میں قوت دلیل سے وہی جانب راجح اور متعین ہو گئی جس میں جمعہ کی صحت یقینی ہے تو اب احتیاط الظہر کے باقی رہنے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ احتیاط کا مفہوم یہ ہے کہ قوی دلیل پر عمل کیا جائے فان الاحتیاط هو العمل باقوی الدلیلین (۱) اور صورت مذکورہ میں اقوی اور اصح جمعہ کی صحت ہے رہا بعض لوگوں کا احتیاط الظہر پر حنا اور علامہ شامی کا احتیاط کو بمعنی هو الخروج عن العہدة بیقین (۲) لیکر عام حکم دینا اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ بات کسی درجہ میں قابل اعتبار بھی ہو تاہم لوچہ خوف مفسدہ عظیمہ واجب اترک ہے وہ مفسدہ یہ ہے کہ احتیاط کا حکم دینے کی صورت میں عوام کے عقیدہ میں یا تو جمعہ کی فرضیت منکوک ہو جائے گی یا ایک وقت میں دونوں کے فرض ہونے کا یقین کر لیں گے اور یہ دونوں باتیں حرام ہیں پس ایک امر مستحب کی تحصیل کے لئے عوام کو حرام میں مبتلا کرنا کسی سمجھ دار آدمی کا کام نہیں اور نہ قواعد شرعیہ اس کی اجازت دیتے ہیں ہاں خواص خود بغیر اس کے کہ عوام کو حکم کریں یا اپنے پڑھنے کی ان کو خبر کریں اس پر عمل کر لیں تو مضائقہ نہیں لیکن عام حکم دینا برگز جائز نہیں۔ (۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ

(۱) بعد نماز جمعہ احتیاط الظہر جائز نہیں

(۲) حرلی خطبہ کا اردو میں ترجمہ کرنا

(سوال) بعض لوگ جمعہ کے بعد صرف دو سنتیں پڑھتے ہیں اور بعض چھ سنتیں پڑھتے ہیں اور بعض چار رکعتیں احتیاط الظہر بھی چھ پڑیادہ کرتے ہیں ان میں سے کون سی صورت معتبر ہے؟

(۲) امام حرلی خطبہ کا اردو میں ترجمہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴۴) احتیاط الظہر پڑھنا جائز نہیں کیونکہ بلاد ہندوستان میں مذہب مفتیہ کے موافق شروں میں جمعہ جائز ہے پس احتیاط الظہر کے کوئی معنی نہیں اور یہی قول راجح ہے (۳)

(۲) خصہ صرف حرلی نثر میں مسنون ہے اور یہی صورت سلف صالحین اور ائمہ متبوعین سے منقول

(۱) (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۴۵ ط سعید

(۲) (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۴۵ ط سعید

(۳) وفي البحر "وقد اختلف مراراً بعد صلاة الاربع بعد ما يهية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتياط في زماننا (الدر المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید، وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاضي ومبصر وحطبت كما في المصبرات (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید

(۴) وفي البحر "وقد اختلف مراراً بعد صلاة الاربع بعد ما يهية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة (الدر المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید، فهو الولاية كفار يحوز للمسلمين إقامة الجمعة ويصير القاضي قاضيا بر حسي المسلمين "ويجب عليهم ان يمسسوا وليا مسلما (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۴۴ ط سعید

بہ اس کا خلاف مکروہ ہے، فقہاء محمد کفایت اللہ کا لفظ لہ

جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاط الظہر پڑھنا جائز نہیں

(سوال) جس قصبے کی آبادی دس ہزار سے زائد ہو اور جہاں متعدد مسجدوں میں اب بھی نماز جمعہ پڑھی جاتی ہو ایسی بستی کا ایک شخص کہ جس کا شہر جاننے والوں میں کیا جاتا ہو اور وہ اس خیال سے کہ ہندوستان میں کسی جگہ بھی جمعہ صحیح نہیں پچاس سال کی عمر ہونے تک جمعہ کی نماز نہ پڑھے اور صرف ظہر کی نماز ادا کیا کرے مگر جب دوروپہ ماہوار مقرر کر دیئے جائیں تو چند سال جمعہ کی نماز کی اہمیت کرے اور جب اس خدمت سے موقوف ہو تو معافی نماز جمعہ بھی چھوڑ بیٹھے اور ایسا کرنے میں کوئی ممانعت یا عذرات شرعی نہ ہوں نہ جن مسجدوں میں جمعہ کی نماز پڑھی جاتی ہے وہاں تک جانے سے مجبور ہو تو اس شخص کا مندرجہ بالا عمل درست سمجھنے کے لئے کوئی شرعی دلیل ہونا ممکن ہے اگر شرعی حکم کے خلاف ہو تو اس عمل کے لئے اور ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟ جمعہ کی نماز کے بعد اگر کوئی احتیاط نہ پڑھے تو اس پر کوئی مذہبی نقص یا شرعی حرف آسکتا ہے؟ اگر احتیاط پڑھنے کا حکم دیں تو فرمائیں کہ اس کی نیت کس طرح کی جائے؟ احتیاط کو واجب کہا جائے تو واجب کس درجہ سے ہے؟

المستفتی محمد خاں فاضل قصبہ احوالہ ضلع احمد آباد، تہذیب ۱۲، یقینہ ۱۳۳۵ھ

(جواب ۳۳۵) اس شخص کا یہ فعل اس کی بیباکی اور اموہوہیہ کی جانب سے ہے پر وہی پر دلالت کرتا ہے اور اس میں خوف کفر ہے کیونکہ اگر کسی شیعہ کی وجہ سے وہ اس جگہ جمعہ جائز نہیں سمجھتا تھا تو پھر دو روپے لیکر جمعہ پڑھا دینے کے کیا معنی گویا وہ اپنے خیال کے مطابق نفل بالجماعت پڑھتا ہے لیکن لوگ اس کے پیچھے جمعہ کی نیت سے نماز پڑھتے ہیں اور ۱۰ مفترض ہیں اور لام مٹنل تو ان کی نماز اس کے پیچھے جائز نہیں اور یہ بھی دوروپہ کے لائق ہے ان کی نمازیں فاسد کرنے پر آمادہ ہو گیا نفل کی نیت ہونا اس کا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ پہلے جمعہ پڑھتا تھا اور نہ تنخواہ بند ہونے کے بعد جمعہ پڑھتا رہا اور اگر جمعہ کو فرض سمجھنے کے باوجود جمعہ نہیں پڑھتا تاہم فاسق ہے اور اس صورت میں امامت تو اس کی صحیح ہوئی اور اجرت بھی جائز لوگوں کی نماز بھی ہو جائے گی مگر یہ خود ترک جمعہ کی وجہ سے فاسق ہو گا مگر چونکہ سوال میں تصریح ہے کہ وہ ہندوستان کے کسی شیعہ میں بھی جواز جمعہ کا قائل نہیں اس لئے پسلا احتمال متعین ہے اور اس کا یہ خیال کہ کہیں جمعہ نہیں ہوتا تاہم ہے فقہ کی تصریح موجود ہے کہ ایسے شرعوں میں جہاں کفر حاکم ہوں مسلمانوں کو جمعہ و عیدین پڑھنا نہ ہے (۱) پس پندرہ قول راجح اور مختار اور معمول ہے کے شخص

(۱) فائدہ لاشٹ فی ان الحظہ بغیر العربیۃ خلاف السنۃ المتواترۃ من الی علیہ والصحابۃ فیکون مکروہا تحریمہا عمدۃ الریایۃ علی هامش شرح الوفاۃ باب الجمعة ۳۰۰/۱ ط سعید

(۲) فلو التزلزل کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعة و بصیر الفاضل فاضلہ بتراضی المسلمین (رد المحتار) باب الجمعة ۱۴۴/۲ ط سعید

نذکور ترک جمع کی وجہ سے فاسق ہے۔

جمع کی نماز کے بعد احتیاط الظہر پڑھنا ناجائز ہے واجب کما ہے معنی دارد؟ نہ پڑھنے میں نقصان ہونا چاہیے؟ بلکہ نہ پڑھنا ہی متعین ہے۔ کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ سنہری مسجد دہلی۔  
مروار الا فتاء مدرہ امینیہ اسلامیہ دہلی

### عنوان مثل بالا

(سوال) جمع کے بعد چار رکعت احتیاط الظہر کی نیت سے پڑھنا کیسا ہے؟  
(جواب ۳۴۶) جمع کے بعد چار رکعتیں جو پہلی نیت احتیاط الظہر پڑھتے ہیں یہ صحیح نہیں ہیں، نماز جمعہ کے بعد جو نماز پڑھی جائے وہ پہلی نیت سنت یا نفل پڑھی جائے ظہر کی نماز کی نیت یا ارادہ نہ ہو اب یہ سوال باقی رہتا ہے کہ جمع کے بعد سنتوں کی کتنی رکعتیں ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ تعداد رکعات میں اختلاف ہے، محض کے نزدیک صرف چار رکعتیں ہیں اور محض کے نزدیک صرف دو اور فقہاء نے دونوں قبول کو جمع کر کے چار رکعتیں اس لئے بتائی ہیں کہ چار والوں کا قول بھی پورا ہو جائے اور دو والوں کا بھی۔ اس سے آپ کی سمجھ میں یہ بات آجائے گی کہ یہ چار رکعتیں خالص سنت کے ارادہ سے پڑھنی چاہئیں اور اگر کوئی صرف چار پڑھ لے تو وہ بھی قابل کثرت نہیں ہے اور جو صرف دو پڑھ لے وہ بھی مستحق ملامت نہیں ہے اور جو چھ پڑھے وہ افضل والوں پر عمل کرنے والے ہے (۱) محمد کفایت اللہ کا لہ دہلی

### عنوان مثل بالا

(سوال) بہت سے کہتے ہیں کہ جمع کے بعد چار رکعت سنت پڑھنی جاتی ہے اس کو احتیاط الظہر پڑھو تو یہ سنت اس طریقہ سے پڑھی جائے کہ نہیں اور بعد چار سنت کے دو سنت اور دو نفل جو پڑھی جاتی ہے تو اس کی نیت کس طرح سے کرے ظہر کی نیت کرے یا نہ کرے۔ بعد از جمعہ کر کے نیت کرے  
المسنفی نمبر ۱۱۷۳ عبد الرزاق صاحب (شیخ میدنی پور) ۲۰ بتادی اثنی ۱۳۵۵ھ ۸ جمادی الثانی ۱۹۳۶ء  
(جواب ۳۴۷) جمع کے بعد چار سنتیں سنتوں کی نیت سے پڑھنی چاہئیں احتیاط الظہر کی نیت سے پڑھنا درست نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کا لہ دہلی

۱، وفي الحر ولد كتب مراراً بعدم صلاة الأربعة آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرصة الجمعة وهو الاحتياط في زماننا الحاضر (الدر المختار باب الجمعة ۳۷ ط سعید)  
۲، والبعض قبل الجمعة أربع وبعده أربع وبعده أربع أو يسهل بعد الجمعة ست ركعات وهو المروي عن علي والأفضل أن يصلي أربعاً ثم ركعتين للخروج عن الخلاف (حلی کبیر) باب الوافل ص ۳۸۹ ط سهیل اکیدمی لاہور (پاکستان)  
۳، والبعض قبل الجمعة أربع وبعده أربع (حلی کبیر) باب الوافل ص ۳۸۹ ط سهیل اکیدمی لاہور) وقد أقيمت مراراً بعدم صلاة الأربعة بعد صلاة آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرصة الجمعة وهو الاحتياط في زماننا الحاضر (المختار) باب الجمعة ۳۷ ط سعید



## نتوان شل بالا

(سوال) ایک شریا قصبہ میں نماز جمعہ کے بعد ظہر احتیاطاً پڑھنا ضروری ہے یا نہیں اور بشرط اختلاف تارک اس کا قابل گرفت ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۷۱ فیروز خان صاحب (جہلم)

کیم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۴۸) شریا قصبہ میں جمعہ کی نماز ادا کی جائے اس کے بعد ظہر احتیاطی پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے بعض فقہانے ظہر احتیاطی کی اجازت دی ہے مگر وہ بھی ضروری اور لازمی نہیں بتاتے اور تارک کو ملامت نہیں کرتے اور قول قوی اور راجح یہ ہے کہ جمعہ کے بعد احتیاطی ظہر پڑھنے کا عوام کو حکم نہ کیا جائے ورنہ ان کے عقیدے خراب ہوں گے اور نہ ان کا جمعہ صحیح ہو گا نہ ظہر یہی احوط اور قابل فتویٰ ہے۔ (۱)

محمد کتابت اللہ کان اللہ لہ ذلی

## متعدد جگہ جمعہ اور احتیاط الظہر کا حکم

(سوال) اسولہ ثلاثہ کا خاندان یہ ہے کہ عورت احتیاطاً جواز و عدم جواز تعدد جمعہ پڑھنا کیسا ہے؟ اور جمال مسر ہونے میں شبہ ہو وہاں جمعہ پڑھا جائے یا نہیں اور پڑھے جانے کی صورت میں احتیاط الظہر پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۴۹) نعم ان ادى الى مفسدة لا نفع لجهار او الکلام عند عدمها ولذا قال المقدسی نحن لا نأمر بذلك امثال هذه العوام بل ندل عليه الخواص ولو بالنسبة اليهم۔ انتھی (شام ص ۵۹۶)۔ اقول وقد کثر ذلك من جهلة زماننا ايضاً و منشأ جهلهم صلاة الاربع بعد الجمعة بنية الظهور و انما وضعها بعض المتأخرين عند الشك في صحة الجمعة بسبب رواية عدم تعدد دها في مصر واحد وليست هذه الرواية بالمختارة وليس هذه القول اعنى اختيار صلاة الاربع بعدها مروياً عن ابي حنيفة و صاحبيه حتى وقع لي اني الفيت مرارا بعدم صلاحيتها خوفاً على اعتقاد الجهلة بانها الفرض وان الجمعة ليست بفرض۔ (بخ ص ۱۵۱)

مع مائلزم من فعلها في زماننا من المفسدة العظيمة وهو اعتقاد الجهلة ان الجمعة ليست بفرض لما يشاهدون من صلاة الظهور فيظنون انها الفرض وان الجمعة ليست بفرض فينكاسلون عن اداء الجمعة فكان الاحياط في تركها وعلى تقدير فعلها ممن لا

(۱) قال في الدر المختار: وفي البحر ولما الفيت مرار الخ (باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید)

(۲) (رد المختار) باب الجمعة ۱۴۶/۲ ط سعید

(۳) (باب الجمعة ۱۵۱/۲ ط بروت لسان)

بخاف عليه مفسدة منها فالاولى ان تكون في بيته خفية خوفا من مفسدة فعلها ۱، واللہ تعالیٰ اعلم (ص ۱۵۵)

### اقول وبالله التوفیق

(۱) جواز تعدد جمع میں کوئی شبہ نہیں جہاں اقامت جمع جائز ہے وہاں تعدد جمع بھی جائز ہے نہ جب مختار اور معتد اور مفتی یہ کہی ہے۔ چنانچہ ان عبارات سے صاف طور پر واضح ہے۔ وتؤدی فی مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقاً علی المذهب و علیہ الفتوی ۲، (شرح الجمع للعینی والامامة فتح القدیر و فہم الخرج۔ در مختار) قوله علی المذهب فقد ذکر الامام السرخسی ان الصحيح من مذهب ابی حنیفة جواز اقامتها فی مصر واحد فی مسجدین او اکثر وبہ ناخذ لا طلاق " لا جمعة الا فی مصر" شرط المصر فقط و بما ذکرنا اندفع ما فی البدائع من ان ظاهر الرواية جوازها فی موضعین لا فی اکثر و علیہ الا اعتماد فان المذهب الجواز مطلقاً ۳، (رد المحتار نقلاً عن البحر الرائق)

وتؤدی الجمعة فی مصر واحد فی مواضع كثيرة وهو قول ابی حنیفة و محمد و هو الاصح و ذکر الامام السرخسی انه الصحيح من مذهب ابی حنیفة وبہ ناخذ هکذا فی البحر الرائق ۴، (تہذیب عالمگیری)

پس جب کہ مذہب مختار اور مفتی یہ کہی ہے کہ ایک شہر میں چند جگہ جمع جائز ہے تو اب اس میں شبہ کرہ فضول ہے اگرچہ حنفیہ میں سے عدم جواز تعدد کی روایت ہے لیکن جب معلوم ہو گیا کہ ان کا قول ضعیف اور خلاف مذہب ہے اور جب کہ متاخرین نے بالاتفاق اس کے خلاف پر اولہ علیہ و نقلیہ قائم کر کے جواز تعدد کو مذہب مفتی یہ قرار دے لیا تو اب قول اول کو بھی شبہ قرار دینا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ اس کے علاوہ امام سرخسی کے قول سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ امام صاحب کا مذہب صحیح یہی ہے کہ چند مقام پر جمع جائز ہے اور عدم جواز تعدد کی روایت امام صاحب سے ضعیف ہے۔

(۲) جب تک کسی مقام کا مصر ہونا متعین نہ ہو جائے اس جگہ جمع نہ پڑھا جائے کیونکہ مصر شرائط جمع سے ہے اور تاوقتیکہ وجود شرط یقینی نہ ہو جائے وجود شرط یعنی صحت جمع کا یقینی حکم نہیں ہو سکتا اور ایسی حالت میں اقامت جمع جائز نہیں اور مصر کی تریف صحیح معتبر یہ ہے کہ جس جگہ کوئی شخص واقعات مختلفہ میں فتویٰ مٹانے والا اور ایک ایسا حاکم جو فتنہ و فساد کو روک سکے اور مظلوم کی وادری کر سکے موجود ہو اور وہاں گھیاں سڑکیں اور بازار ہوں وہ مصر ہے۔ اس بنا پر آج کل تمام ضلعے اور اکثر قصبے مصر میں

(۱) (باب الجمعة ۱۵۵/۲ طہروت - لبنان)

(۲) (باب الجمعة ۱۴۴/۲ طہ سدید)

(۳) (باب الجمعة ۱۴۵/۲ طہ سدید)

(۴) (الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة ۱۴۵/۱ طہ ماجدہ)

راش ہیں۔ و ظاہر المذہب انہ کل موضع له امیر وقاض یقدر علی اقامة الحدود کما حررنا فیما علقناه علی الملنقی (درمختار) قوله و ظاہر المذہب قال فی شرح المنیة والحد الصحيح ما اختاره صاحب الهدایة انہ الذی له امیر وقاض ینفذ الاحکام و یقیم الحدود ۱، (ردالمحتار) والمصر فی ظاہر الروایة الموضع الذی یکون فیہ مفت وقاض یقیم الحدود و ینفذ الاحکام و بلغت ابنته ابنة منی. هکذا فی الظہیریة و فتاویٰ قاضی خان و فی الخلاصة و علیہ الا اعتماد کذا فی التاتار خانیة و معنی اقامة الحدود القدرة علیہا. هکذا فی الغیائیة ۲، (فتاویٰ عالمگیریة)

(۳) جمعہ قلم ہونے کی صورت میں احتیاط لظہر پر بھی جائے یا نہیں اس کے جواب کے لئے چند امور بطور تمہید کے تحریر کر کے جواب لکھوں گا۔

(الف) احتیاط کہتے ہیں عمل بقوی الدلیلین کو۔ یعنی اگر کسی مسئلے میں دو صورتیں ہو سکتی ہیں اور ان دونوں کے لئے دلیلیں ہیں ان میں سے قوی دلیل پر عمل کرنا احتیاط ہے۔ قال الجلی فی حاشیة التلویح و ذکر فی الجامع السمرقندی ان الاخذ بالا احتیاط بعمل باقوی الدلیلین وقال فی البحر فلیس الاحتیاط فی فعلہا لانه العمل باقوی الدلیلین وقد علمت ان مقتضی الدلیل هو الاطلاق ۳،

(ب) جب کسی فعل کی دو صورتیں ہوں اور ان میں سے ہر ایک میں کوئی مفیدہ شرعیہ ہو لیکن ایک میں مفیدہ عظیمہ ہو اور دوسری میں اس سے کم تو اس وقت اسی صورت کو اختیار کریں گے جس میں مفیدہ کم ہو۔ من ابتلی ببلیتین فلیختر اھو نہما۔ و ہذا ظاہر۔

(ج) جو فعل عوام کے لئے قابل فتویٰ نہ ہو صرف خواص کے لئے ہو اس پر عمل جائز ہو اس کو عام تحریروں اور اردو میں رسالہ یا فتویٰ کے طور پر شائع کرنا ہرگز جائز نہیں مفتی کا فرض ہے کہ ذہنی یا کسی ایسی تحریر کے ذریعے سے جس کا عوام تک پہنچنا غیر مقصود ہو خواص کو بتائے اور ان خواص پر بھی ضروری ہے کہ وہ اس کو مشتہر نہ کریں مشتہر وہی فتویٰ کیا جائے جو عوام کے عمل کے لائق ہو اور جس میں خواص و عوام یکساں ہوں۔

(د) کتب فتاویٰ فقہیہ میں بعض ایسے مسائل مذکور ہیں جو خواص کے لئے مخصوص ہیں اور ان میں تصریح کی گئی ہے کہ یہ مسائل خواص کے ساتھ مخصوص ہیں پس ایسے مسائل کو محض اس وجہ سے کہ کتب فتویٰ میں موجود ہیں عام فتوؤں میں تحریر کر دینا اور عوام کی حالت کو نہ دیکھنا مفتی کی قمت فہم پر

(۱) (باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید)

(۲) (الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة ۱۵۵/۱ ط ماجدیہ)

(۳) (باب الجمعة ۱۵۴/۲ ط دار المعرفة بیروت لبنان)

وال ہے۔

بعد تمہید ان مقدمات کے معلوم کرنا چاہیے کہ چونکہ یہ سوال عام ہے اور مقصود مسائل کا یہی ہے کہ اس کے جواب کو طبع کرا کے شہرہ کروں گا اس لئے اس کا جواب مقدمات مہمدہ پر نظر کر کے یہی ہے کہ احتیاط الظہر پڑھنا ناجائز ہے اور اس کی تین وجہیں ہیں۔

اول یہ کہ احتیاط الظہر جس کا نام ہے وہ احتیاط ہی نہیں ہے کیونکہ احتیاط نام ہے عمل یا قوی الدلیلین کا اور یہاں معلوم ہو چکا کہ دلیل قوی یہی ہے کہ جمعہ متعدد جگہ ادا ہو جاتا ہے اور عدم جواز تعدد کا قول ضعیف ہے لہذا اس پر عمل کرنا احتیاط نہیں ہے۔ بحکم المقدمة الاولى کما حققہ فی البحر الرائق وهذا الصمہ اقول وقد کثر ذلك الخ

دوسری وجہ یہ ہے کہ بر تقدیر تسلیم اس بات کے کہ یہ احتیاط بمعنی الخروج عن العهدہ یقین ہے جیسے کہ علامہ شامی کی رائے ہے اس کے ادا کرنے میں خوف فساد اعتقاد ہے یعنی ایک فرض کی عدم فرضیت کا اعتقاد ہو جانا۔ بخلاف اکثری حال عوام کے اہم آتا ہے اور نہ کرنے میں صرف ایک وہم عدم خروج عن العهدہ کا ہے اور ظاہر ہے کہ فساد اول یعنی فساد عقیدہ فساد دوم یعنی وہم عدم خروج سے بدرجہ زائد ہے پس حکم مقدمہ ثانیہ ضروری ہے کہ فساد عظیم سے احتراز کیا جائے گو فساد قلیل کا ارتکاب کرنا پڑے۔ وهذا ظاہر جدا لمن له نظر وسيع في الفقه ويؤيده قول صاحب البحر مع ما لزوم من فعلها الخ

تیسری وجہ یہ ہے کہ بر تقدیر تسلیم جواز کے یہ حکم خواص کے لئے ہے نہ کہ عوام کے لئے اور اس بنا پر اس کے جواز کا علی الاعتن حکم دینا اور رسالوں اور فتوؤں میں شائع کرنا ہرگز کسی روایت فقہی سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ خود علامہ شامی جن کا قول اثبات احتیاط الظہر میں بوسے زور و شور سے پیش کیا جاتا ہے خود اپنی تحقیق کے آخر میں لکھتے ہیں نعم ان ادى الى مفسدة الخ. ۱۱، اس عبارت سے اور علامہ مقدسی کے قول سے صاف معلوم ہو گیا کہ عوام کو اس کے کرنے کا حکم ہرگز نہ دیا جائے علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اگر احتیاط الظہر میں کوئی مفسدہ ہو تو اس کو حکم کھلانہ کرنا چاہیے (۱۲) صاحب بحر الرائق فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں عوام کے عقائد میں اس احتیاط الظہر کی وجہ سے فرضیت ظہر اور عدم فرضیت جمعہ کا فساد پیدا ہو گیا تھا تو پھر زمانہ حاضرہ کے عوام تو بوجہ قلت علم و عدم توجہ الی الدین صاحب بحر الرائق کے زمانے کے عوام سے زیادہ غلطے میں ہیں اور ان کے عقائد بچونے کا اندیشہ بدرجہ زائد ہے۔

اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ جب فقہانے خواص کے لئے اجازت دی ہے تو اگر کوئی مفتی اس

طرح شائع کرے کہ خواص کے لئے جائز ہے اور عوام کے لئے ناجائز تو اس میں کیا قہاحت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس زمانہ میں جو شیوع اعجاب کل ذی رای ہر ایہ ایک عام ہلایہ کچھیں گئی ہے۔ جاہل سے جاہل اپنے آپ کو خاص بلکہ اخص الخواص خیال کرتا ہے وہ اس فتوے پر عمل کر کے خود بھی ممر او ہوگا اور یہ جو قلت مہالات کے دوسروں کو بھی بتائے گا کہ میں نے فلاں رسالہ میں یا فتوے میں دیکھا ہے کہ احتیاط الظہر جائز ہے پس سب کے سب ضلوا واضلوا کے مصداق ہو جائیں گے۔

پھر یہ کہ علامہ مقدسی کے قول بل ندل علیہ الخواص سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عوام کو اس کے جواز کی خبر بھی نہ دینی چاہیے صرف خواص کو مفتی بطور خود خفیہ اجازت دے سب سے بواظہر یہ ہے کہ اس قسم کے فتویٰ سے عوام میں ایک اور فساد پیدا ہوگا کہ شریعت بھی دو قسم کی ہے ایک خواص کے لئے اور ایک عوام کے لئے اور اس کے مسائل بھی خاص و عام ہیں اور یہ تصور متضمن فسادات غیر متناہیہ ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ احتیاط الظہر محکم فتویٰ ناجائز ہے اور اس کی اجازت عامہ تمام فقہاء کے اقوال کے خلاف اور اجازت خاصہ علی الاعلان بھی تصریحات محققین کے خلاف ہے پس احتیاط الظہر کے جو فتوے علی الاعلان شائع ہوئے ہیں اور متضمن اجازت عامہ ہیں وہ سب مذہب حنفیہ کے خلاف ہیں کتب فقہ حنفیہ معتبرہ میں ان کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔ ہذا واللہ اعلم بالصواب۔

محمد کفایت اللہ عفی عنہ

قصبہ میں جمعہ اور احتیاط الظہر کا حکم

(اخبار المجمعۃ مورخہ ۱۴۲۲ھ اپریل ۱۹۰۲ء)

(سوال) ایک قصبہ ضلع لدھیانہ میں ہے وہاں جمعہ کے بارے میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد احتیاط الظہر پڑھنی چاہیے کوئی انکار کرتا ہے جمعہ کے بعد کی سنتوں کے متعلق بھی اختلاف ہے؟

(جواب ۳۵۰) اس قصبہ میں جمعہ پہلے سے ہوتا چلا آتا ہے تو پڑھتے رہے اور احتیاط الظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں جمعہ کے بعد چار سنتیں ایک سلام سے پھر دو سنتیں کل چھ سنتیں پڑھنی چاہئیں۔ (۱) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

(۱) ونقل فرضاً فی القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق الخ (رد المحتار باب الجمعة ۴/۱۳۸ ط سعید) وذكر في الأصل: وأربع قبل الجمعة وأربع بعدها. وذكر الطحاوي عن أبي يوسف أنه قال يصلي بعدها ست يعني أن يصلي أربعة ثم ركعتين الخ (مدائع فضل في صلاة المسنونة ۱/۲۸۵ ط سعید و حلی کبیر باب صلاة الجمعة ص ۳۸۸ ط سهیل)

## فصل دوم - شرائط جمعہ

قصبہ جس میں تھانہ یا تحصیل ہو، جمعہ کا حکم

(سوال) ایک ہستی موضع نیگ کرنا ل سے ۱۵ میل مغرب کی طرف لب سڑک واقع ہے جو آبادی کے لحاظ سے تخمیناً چوبیس پچیس سو کی مردم شماری ہے گاؤں مسلمانوں کا ہے پانچ مسجدیں ہیں سب مسجدوں میں پچگانہ نماز بھی التزام سے ہوتی ہے تھانہ ڈاکخانہ اور سرکاری مدرسہ بھی ہے عید گاہ بھی موجود ہے باقی ضروریات بھی قریب قریب پوری ہو جاتی ہیں بعض صاحب نماز روزے کے مسائل بھی جانتے والے موجود ہیں اگرچہ علم عربی کے ماہر نہیں اس ہستی میں ہمیشہ سے جمعہ ہوتا ہے اب کچھ عرصہ سے بعض لوگوں نے جمعہ پڑھنا ترک کر دیا ہے پوچھتے ہیں کہ گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا اب گزارش ہے کہ کیا ہمارے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۵۱) جس گاؤں میں تھانہ یا تحصیل ہو وہ عموماً بڑا ہی ہوتا ہے جس جب کہ مذکورہ گاؤں میں تھانہ موجود ہے تو یہ قصبہ کے حکم میں ہے اور اس میں جمعہ جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

دیہات میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) ایک بڑا گاؤں جس کو اہل علاقہ یعنی اس کے گرد و نواح والے بڑا گاؤں جانتے ہیں اور آبادی اس کی اس وقت ۱۲۵۳ آدمی شمار میں آئی ہے ایک مدرسہ اور کئی مسجدیں بھی اس گاؤں میں ہیں آیا ایسے گاؤں میں عند التثما جمعہ و عیدین جائز ہے یا نہیں؟ یہ تو جروا۔

(جواب ۳۵۲) دیہات میں جمعہ پڑھنا فقہائے حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ منجھہ شرائط صحت جمعہ کے مصر جامع یا قنات مصر ہے اور مصر جامع وہ جگہ ہے جس میں بازار، سڑکیں اور ایسا حاکم موجود ہو جو غلبہ کے اعتبار سے ظالم سے مظلوم کا انصاف لے سکے۔

اما المصر الجامع فشرط وجوب الجمعة و شرط صحة اداءها عند اصحابنا حتى لا تجب الجمعة الا على اهل المصر و من كان ساكنا في توابعه وكذا لا يصح اداء الجمعة الا في المصر و توابعه فلا تجب على اهل القرى التي ليحت من توابع المصر ولا يصح اداء الجمعة فيها (۱) (بدائع ص ۲۵۹ ج ۱) وروى عن ابى حنيفة انه بلدة كبيرة فيها سبيلك واسواق ولها راساتق وفيها وال يقدر على انصاف المظلوم من الظالم بحشمه و

(۱) و عبارة القهستاني . تقع فرصا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق (رد المحتار باب الجمعة ۱۳۸ ط سعيد) لأن الأمير والقاضي الذي شابه القدرة على تعيد الأحكام وإقامة الحدود لا يكون إلا في بلد كذلك (رد المحتار باب الجمعة ۱۳۷ ط سعيد)

(۲) (بدائع فصل في بيان شرائط الجمعة ۲۵۹، ۱ ط سعيد)

علمہ او علم غیرہ والناس يرجعون اليه في الحوادث وهو الاصح ۱. (بدائع ص ۲۶۰ ج ۱) وقال في العالمگیریة. ولا دأئها (ای الجمعة) شرائط في غير المصلی منها المصمر کذا فی الکافی والمصمر فی ظاهر الرواية الموضع الذي يكون فيه مفت وقاض يقیم الحدود و ينفذ الاحکام و بلغت ابنته ابنة منی هكذا فی الظهیریة و فتاوی قاضی خان و فی الخلاصة و علیه الاعتماد کذا فی التارخانیة و معنی اقامة الحدود القدرة علیها هكذا فی العناية و كما يجوز اداء الجمعة فی المصمر يجوز اداؤها فی فناء المصمر وهو الموضع المعد لمصالح المصمر متصلا بالمصمر. انتهى ۲. (ص ۱۵۳ ج ۱) پس جو مقام کہ خود مصمر ہو یا توابع مصر سے ہو اس میں جمعہ جائز ہے اور جو مقام ایسا نہیں ہے اس میں جمعہ جائز اور صحیح نہیں ہے۔ توابع مصر وہی جگہ ہو سکتی ہے جس سے مصر کے تعلقات وابستہ ہوں اور ضروریات مصر وہاں سے بہم پہنچی جاتی ہوں ان دو جگہوں کے علاوہ کسی اور جگہ کے باشندوں پر جمعہ فرض بھی نہیں اور نہ ان کے او کرنے سے او ایہو گاہندوستان میں جمعہ صرف ان جگہوں میں جائز ہے جہاں کوئی حاکم مجازر بتا ہو کسی ایسی ہستی میں جہاں کوئی حاکم مجازر نہ ہو جمعہ صحیح نہیں اور نہ وہاں کے باشندوں پر جمعہ فرض ہے لیکن اگر کسی جگہ پہلے سے ہوتا چلا آتا ہے اور اب موقوف کرنے سے فتنہ پیدا ہوتا ہے جیسا کہ میوات و پنجاب کے بعض دیہات کے متعلق نہ کیے کہ وہاں جمعہ موقوف کیا گیا تو لوگوں نے ہچکچاہٹ نماز بھی چھوڑ دی تو ایسی صورت میں اس کا بند کرنا بھی منسب نہیں کیونکہ نماز چھوڑ دینے سے تو یہی بیخبر ہے کہ جمعہ پڑھ لیں اس لئے کہ جمعہ حسب اختلاف روایات یا اختلاف مجتہدین ایسی جگہ پڑھنا جائز تو ہے اور ترک صلوة سخت کبیرہ ہے۔

واستشهد له بما فی التجنيس عن الحلواني ان كسالى العرام اذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا يمنعون لا نهم اذا منعوها تركوها اصلا وادأوها مع تجويز اهل الحديث لها اولى من تركها اصلا (رد المحتار) (باب العیدین مطلب یطلق علی الریة وبالغس ص ۱۷۱ ج ۱۲) (ایم سعید)

### تحقیق جمعہ فی القرئی اور مصر و قریہ کی تعریف

(سوال ۱) عند الاختلاف جو جمعہ کے واسطے مصر کی قید ہے اس سے یہی عرفی مصر مراد ہے یا اور کچھ اگر عرفی ہے تو قصبات اور بڑے گاؤں میں جمعہ درست نہ ہو گا کیونکہ ان کو عرف میں شہر نہیں کہا جاتا حالانکہ فقہان ہر دو میں جمعہ درست کہتے ہیں تعریف مصر میں فقہاء کے کس قدر اقوال ہیں؟ اور مختار

(۱) (ایضاً حاشیہ گذشتہ صفحہ ۲۶۰) (-----)

(۲) (الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة ۱۴۵/۱ طع ماجدیہ)

متاخرین مثل صاحب شرح وقایہ ودر مختار وخطاوی و بحر العلوم وغیرہ کیا ہے؟  
 (۲) قصبہ وقریہ کبیرہ اور قریہ کبیرہ و صغیرہ میں ماہ الفرق کیا ہے؟ اس کو بسط کے ساتھ تحریر فرمائیں  
 جس سے شر قصبہ وقریہ کبیرہ وقریہ صغیرہ میں بن فرق معلوم ہو جائے۔  
 (۳) مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی اور بحر العلوم مولانا عبدالعلی حنفی تھے یا غیر مقلد؟ اول الذکر مصطیٰ شرح  
 مؤطا میں شر اور قریہ دونوں میں جمعہ واجب کہتے ہیں اور مؤخر الذکر ارکان اربعہ میں کہتے ہیں۔ فالقابل  
 للفتویٰ فی مذهبنا الروایۃ المختار للبلخی

(۴) کیا شرطیت سلطان و مصر میں اختلاف قاضی اس امر کی دلیل نہیں کہ یہ دونوں قطعی نہیں بلکہ  
 ظنی ہیں جیسا کہ بحر العلوم اور مولانا محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں فیوض قاسمیہ میں ہے "اگر کسے دردیہ  
 جمعہ قائم کند دست و گریبان نش زند کہ شرط مصر حنفی است بل ہم ضعیف" ایسی صورت میں تمام مشروط  
 جمعہ موجود ہوں اور صرف مصریت مردود نہ ہو تو جمعہ بحر ہے ظہر پڑھنے سے یا اس کا نکل؟ (۵)  
 المجموعہ واجبة علی کل قریۃ اس حدیث کو علامہ سیوطی نے جامع صغیر میں اور مولانا شاہ ولی اللہ نے  
 حجتہ اللہ البالغہ میں نقل کیا ہے یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف یا موضوع؟ نیز اس سے مولانا شاہ ولی اللہ کا  
 استدلال علی وجوب الجمعة فی القری صحیح ہے یا نہیں

(۶) ایسے گاؤں میں جس پر حنفی فقہ کی بیان کی ہوئی تریفوں میں سے کوئی نہ کوئی تعریف صادق آتی ہو  
 جمعہ پڑھنے والے غیر مقلد ہو جاتے ہیں یا نہیں؟ جو شخص حنفی المذہب عالم کو صرف ایسے گاؤں میں  
 جمعہ پڑھنے سے غیر مقلد کہہ کر لوگوں کو اس کی طرف سے ہدایاں کرے وہ کیسا ہے؟ جب کہ مولانا  
 محمد قاسم مولانا محمد یعقوب و حاجی امداد اللہ مبارکوی و مولانا عبدالخالق دیوبندی وغیرہم دیہات میں جمعہ  
 پڑھتے رہے ہیں کیا یہ سب حضرات دیہات میں جمعہ پڑھ کر گناہ گار ہو گئے؟

(۷) جس مقام میں تین مسجدیں ہوں اور وہاں کی بڑی مسجد میں مکلف بالجمعہ مسلمان نہیں سما سکتے بلکہ  
 تینوں مسجدوں میں بھی نہیں سما سکتے اور چار پانچ دکانیں بھی ہوں جن سے ضروری اشیائے خوردنی و  
 پوشیدنی دستیاب ہو سکیں جمعہ درست ہے یا نہیں؟ مختار شرح وقایہ ودر مختار وخطاوی و بحر العلوم کے  
 موافق اگر نہ کوہ بالا گاؤں والے جمعہ پڑھ رہے ہوں اور وہاں دوسری مسجد میں چند آدمی ازراہ نفسانیت و  
 تعصب اسی وقت بالقابل اپنی عیدہ اذان و اقامت کہہ کر ظہر کی نماز جماعت سے پڑھیں جس سے  
 تفرق پیدا ہو تا ہے ان دو چار آدمیوں کا یہ فعل کیسا ہے؟ حالانکہ مجلس الارار میں پچہ لوصلیت  
 الجمعة فی القریۃ وکت فیہا یلزم ملک ان تحضرھا الخ سب سوالات کے جوابات شرح اور  
 مدلل حوالہ کتب تحریر فرما کر مطمئن فرمائیں۔ خاکسار حافظ امام الدین

(جواب ۳۵۳) حضرت علیؑ کے قول میں لفظ مصر موجود تھا اور اشتراط مصر میں یہی قول حنفیہ کا ماخذ  
 ہے مصر اگرچہ عرف میں معروف اور معلوم المر لوافظ تھا مگر فقہائے حنفیہ نے اس کی تعریف سیان کی ہے



اور تعریفیں مختلف عبارتوں میں ہوئیں اس لئے تعین مراد میں اختلاف ہو گیا چونکہ حض تعریفیں ایسی بھی تھیں جو قصبہ اور قریہ کبیرہ پر صادق آتی تھیں اس لئے فقہاء نے قصابات و قریات کبیرہ کو مصر میں داخل کر دیا مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ مصر اور قصبہ اور قریہ کبیرہ کو شرعاً تین چیزیں قرار دیکر تینوں میں جمعہ جائز قرار دیا بلکہ مطلب یہ تھا کہ چونکہ مصر کی تعریف قصابات و قریات کبیرہ پر صادق آگئی اس لئے یہ تینوں شرعاً مصر قرار پائے اور جمعہ کے جواز کا حکم دیا گیا۔

اب یہ بات کہ حنفیہ کا اصل مذہب یہ ہے تو یہ بات صاف صاف ہے کہ اصل مذہب جو متون میں منقول ہے وہ یہی ہے کہ جمعہ کے لئے مصر شرط ہے پس جو مقام کہ مصر قرار پائے گا وہاں جمعہ جائز ہوگا (خواوہ عرف میں شہ کہا تا ہو یا قصبہ یا واکاؤں) مصر کی کوئی تعریف معتبر ہے؟ تو معتبر تعریف تو وہی ہے جو امام ابو حنیفہ سے باختلاف عبارات منقول ہے اگرچہ بہت سے متاخرین نے مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ ۱۰ کو اختیار کیا ہے مصر کی شرط بے شک حنفی ہے لیکن حنفیہ کے اصل مذہب میں مصر کا شرط ہونا حنفی نہیں ہے اور ایک حنفی حیثیت حنفی ہونے کے اس کا انکار نہیں کر سکتا حضرت شاہ ولی اللہ فروع میں مذہب حنفیہ کے قبیح تھے لیکن چونکہ وہ ایک تبحر اور محقق عالم تھے اس لئے انہوں نے چند مسائل میں حنفی مذہب کے خلاف بھی اظہار رائے کیا ہے اسی طرح مولانا نذر العلوم سے چند مسائل میں حنفیہ کا خلاف کرنا منقول ہے ان ہر گوں کے قول کا یہ مطلب ہے کہ شرط مصر ہمارے نزدیک ضروری نہیں اگرچہ حنفی مذہب اس کے اشتراک کی تصریح کرتا ہے یہ مطلب نہیں کہ حنفیہ کے مذہب میں مصر شرط نہیں ہے (۱۱)

پس اگر کوئی حضرت شاہ ولی اللہ کے اس قول کے موافق عمل کرے یا فتویٰ دے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے اس مسئلے میں اپنے امام کی تقلید چھوڑ کر شاہ ولی اللہ صاحب یا مولانا نذر العلوم کی تقلید کی ان دونوں ہر گوں نے اس میں اگر حنفیہ کے اصل مذہب سے عدول کیا تو حنفی ہونے سے نہ نکلیں گے کیونکہ ان کا تبحر اور درجہ تحقیق بہت اعلیٰ ہے۔

حدیث الجمعة واجبة علی کل قریة۔ مجھے اس کی سند اور مرفوع یا موقوف ہونے کا علم نہیں (۱۲) گاؤں میں (جس پر مصر کی کوئی تعریف صادق آتی ہو) جمعہ پڑھنے والوں کو غیر مقدم نہیں کہ جاسکتا زیادہ سے زیادہ ان کے فعل کو مروج سما جاسکتا ہے چونکہ ایسے گاؤں کے مصر ہونے نہ ہونے میں

(۱) (الدر المختار باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید)

(۲) ویستمرط لصحتها سبعة اشیاء (الدر المختار باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید)

(۳) حضرت ترمذی نے "نہجہ" میں "کل قریة" کے بارے میں نو قیاس بیان کیے ہیں محدث دار قطنی نے اس کو ضعیف سمات الحدیث مع ضعف رواۃ مقلعہ ایضا فلا ینتھض لا حتجاج بہ (مس دار قطنی باب الجمعة علی اهل القرية ص ۷ ط دار نشر الکتاب الاسلامیہ لاہور) اسی طرح سن کبریٰ میں ہے: (الحکم بن عبد اللہ منرک و معاویہ بن یحییٰ ضعیف ولا یصح هذا ان الرهری وقد روى في هذا الباب حديث في الحسن لا یصح اساده ۱۷۹ ط بشر السنة بیرون موهر گیت ملتان)

اختلاف ہے اس لئے جمعہ پڑھنے والے اور ظہر پڑھنے والے دونوں ماذل ہیں کوئی دوسرے کی تفصیل پر تنقید نہیں کر سکتا ہاں ہر ایک اپنے فعل کو رائج اور دوسرے فعل کو مرجوح سمجھ کر ناچاہے تو کر سکتا ہے نفسانیت امر مخفی ہے اس کا الزام کوئی دوسرے پر نہیں لگا سکتا۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ بدرہ امینہ دہلی

تین ہزار کی آبادی اور فوجی چھانوئی والی جگہ جمعہ

(سوال) کسولی ایک پہاڑی مقام ہے فوجی چھانوئی ہے مجموعی آبادی قریباً تین ہزار ہے مسلمانوں کی آبادی قریباً ایک ہزار ہے یہاں ایک ہی مسجد ہے کیا اس مسجد میں نماز جمعہ کامل اجر و ثواب کے ساتھ ہو سکتی ہے؟ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ایک ہستی میں ایک سے زائد مساجد ہوں جب نماز جمعہ جامع مسجد میں ہو سکتی ہے ورنہ نہیں اگر یہ خیال صحیح ہے تو کیا جمعہ کے دن نماز ظہر کی ادائیگی پر اکتفا کر لینا چاہیے؟

(جواب ۳۵۴) جمعہ کے جواز کے لئے یہ ضروری نہیں کہ متعدد مساجد ہوں جب نماز جمعہ جامع مسجد میں ہو سکے ہستی پر مصر کی تعریف صادق آتی چاہئے کسولی اپنی تعداد آبادی اور فوجی چھانوئی ہونے کے لحاظ سے اس کی قابلیت رکھتی ہے کہ اس میں نماز جمعہ پورے ثواب کے استحقاق کے ساتھ ادا ہو لہذا اس میں جمعہ کی نماز جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

مسجد کے قریب جماعت خانہ بنانا

(سوال) ایک قصبہ میں زمانہ قدیم سے سب اہل اسلام ایک مسجد میں نماز جمعہ پڑھتے تھے چند دنوں سے ایک فرقہ ڈاکرین کا آیا ہے انہوں نے ایک جگہ ذکر و شغل اور حلقے کے لئے مقرر کی ہے جسے وہ زاویہ کہتے ہیں یہ لوگ مسجد قدیم میں جمعہ کی نماز پڑھنے نہیں آتے بلکہ اسی زاویہ میں نماز جمعہ ادا کرتے ہیں ان کے اس فعل سے مسجد کی جماعت میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے آئندہ عید کی نماز بھی وہ لوگ اسی زاویہ میں ادا کریں گے مسجد کی جماعت کم کرنے کی غرض سے وہ وگ زاویہ میں ہمیشہ جماعت کرتے ہیں آیا ان لوگوں کی نماز جمعہ و عید وغیرہ اس جگہ ادا ہو سکتی ہے یا نہیں اگر ادا ہو سکتی ہے تو ثواب مسجد و جماعت سے محروم ہوئے یا نہیں؟ اور جب کہ مسجد کی جماعت کم کرنے کی غرض سے انہوں نے یہ فعل کیا ہے تو ان کے زاویہ پر احکام مسجد ضرار کے عائد ہوں گے یا نہیں؟ بیوہ اتوجروا

(جواب ۳۵۵) اگر ان کے اقرار یا قرآن قویہ معتبرہ سے ان کی یہ نیت ثابت ہو جائے کہ مسجد کی

جماعت کم کرنے کے لئے انہوں نے یہ فعل اختیار کیا ہے تو ان کی جماعت پر حرام ہونے کا حکم کیا جائے  
 گا اور اگر اس نیت کا ثبوت کافی طور پر موجود نہ ہو تو وجہ و واقع میں اس نیت کے ہونے کے کراہت  
 تحریمی لازم ہے اور اگر نیت مذکور نہ ہو تو نہیں البتہ زائد میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب بہر صورت نہ  
 ملے گا اسی طرح اگر جماعت تقلید سے نماز پڑھیں تو جماعت کثیرہ کے ثواب سے محروم رہیں گے تفصیل  
 جماعت مکروہ تحریمی ہے تاخیر عشاء نصف لیل پر مکروہ تحریمی اسی وجہ سے ہے۔ فان اخروها الی ما راد  
 علی النصف کمرہ لتقلیل الجماعة (درمختار) قوله کمرہ ای تحریما (رد المحتار) ۱۰ واللہ  
 اعلم۔ محمد کفایت اللہ شغلہ

فتنہ کے خوف سے جمعہ جاری رکھنے کا حکم

(سوال) ملک برما میں شرمائے سے ۳۲ میل کے فاصلے پر ایک قصبہ چو کسی نام کا ہے اس قصبہ سے  
 تین چار میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے جس کا نام لیپان ہے گاؤں اور قصبہ کے بیچ میں بحیثیت اور جنگل  
 ہیں اس گاؤں میں کافر سرکاری طرف سے ایک نائب ہے جسے بری زبان میں جی کہتے ہیں وہ مسلمان ہے  
 اور ایک عالم ہے آبادی مسلم و غیر مسلم چودہ سو نفوس ہیں اس گاؤں میں ایک مسجد ہے جس کی لمبائی ۳۰  
 ہاتھ اور چوڑائی ۲۴ ہاتھ ہے وہاں پر آلے زما نے سے جمعہ ہوتا ہے اب یہ چرچا ہوا کہ مذہب حنفی میں  
 گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا اب دو گروہ ہو گئے ہیں ایک گروہ جو ترک جمعہ کا قائل ہے اپنی دلیل میں بھشتی  
 کو برص ۹۲ اور فتاویٰ عالمگیری ص ۲۰۴ اور فتاویٰ امدادیہ جلد اول ص ۹۰ اور تحفہ قلوبی امدادیہ جلد اول ص ۳۲  
 اور ترجیح الراجح حصہ دوم ص ۱۷۱ کے حوالے پیش کرتا ہے آپ کے نائب مفتی صاحب نے فرمایا ہے کہ :  
 ” اگرچہ چھوٹے گاؤں میں موافق مذہب حنفی کے جمعہ نہیں ہوتا ہے لیکن جس گاؤں میں  
 قدیم سے جمعہ قائم ہو تو روکنا نہیں چاہیئے اپنے مذہب کی پابندی سے اور روک دینے سے  
 مفاسد عظیمہ میں پڑ جائے گا خوف و خطر ظن غالب ہوتا ہے لہذا اس ضرورت کی وجہ سے  
 اپنے مذہب کی پابندیوں کو چھوڑ دینا جائز ہے۔ ہاں نہ پڑھنے والوں پر معترض بھی نہ ہونا چاہیئے  
 حبیب الرحمن عینی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ چھوٹے گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا ہے مگر روکنا نہیں چاہیئے نہ روکنے کی صورت  
 میں جو لوگ جمعہ پڑھیں گے ان کا فرض ادا ہو جائے گا نہیں اگر نہیں ہو گا تو کیا ہو گا ؟  
 جس جگہ نماز جمعہ فرض نہیں ہے وہاں جمعہ پڑھنے سے اپنے مذہب کے لحاظ سے چند مکروہات  
 کا ارتکاب لازم آتا ہے نفل کی جماعت۔ دوم نوافل نماز میں جرہ سوم غیر لازم کا التزام چہار ترک

جماعت فرض ظہر، عشاء، فجر، کوئی نذر نہ پڑھے تو ترک فریضہ کہ حرام اور فسخ ہے؟ ۱۰۰۰ اور جو  
المستفتی نمبر ۱۱۱ عبد الحمید صاحب موضع نذر الوجوانوں ضلع چوکسی۔

۲۴ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۴ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۵۶) گاؤں میں جمعہ کا بیچ ہونا نہ ہونا مجتہدین میں مختلف فیہ ہے حنفیہ کے نزدیک جواز جمعہ کے لئے مصر ہونا شرط ہے لیکن مصر کی تعریف میں اختلاف عظیم ہے تاہم جس مقام میں کہ زمانہ قدیم سے جمعہ قائم ہے وہاں جمعہ کو ترک کرانے میں جو مفاسد ہیں وہ ان مفاسد سے بدرجہا زیادہ سخت ہیں جو سائل نے جمعہ پڑھنے کی صورت میں ذکر کئے ہیں جو لوگ جمعہ کو جائز سمجھ کر جمعہ پڑھتے ہیں ان کا فرض ادا ہو جاتا ہے نفل کی جماعت یا جہر بقرأت نفل نہاد یا ترک فرض لازم نہیں آتا۔ (۱)  
محمد کفایت اللہ کلان اللہ لہ

(۱) مسجد کی تنگی کی وجہ سے مکان میں جمعہ پڑھنا

(۲) فائے مصر کی تعریف

(سوال ۱) (۱) یہ کہ تنگی مسجد کسی شخص کے مملوک مکان میں کہ جس میں تمام مسلمان بلا روک ٹوک آسکیں اور فراخ ہو جمعہ کی نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۲) فائے مصر کس کو کہتے ہیں؟ المستفتی نمبر ۱۸۵ محمد لائل پوری دیوبند (ضلع لدھیانہ)

۸ شوال ۱۳۵۲ھ ۲۴ جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۵۷) ہاں مکان میں بھی جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے جب کہ کسی کی روک ٹوک نہ ہو مگر ہمیشہ مکان میں ہی نماز قائم کرنا اور مسجد کو معطل کرنا نہیں چاہیے (۱)

(۲) فائے مصر وہ مقام ہے جو شہر سے باہر مگر متصل ہو اور شہر کی بعض ضروریات اس مقام سے بہم پہنچتی ہوں۔ (۲)  
محمد کفایت اللہ کلان اللہ لہ لہ رسد امینیہ دہلی

(۱) انکس میں فتوے کے فوائد کی وجہ سے جمعہ جاری رکھنے کا حضرت کا یہ قول توسع اور ذاتی رائے پڑ جاتی ہے کیونکہ تمام کتب میں عدم جواز پر تصریح کی گئی ہے اس کے علاوہ فتاویٰ معاصرہ اندلس، فتاویٰ ۲۶۶، غیر الفتاویٰ، احسن الفتاویٰ، امہ نو، ۱، مکام ۱، ۶۰۶، فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۵، ۹۹، غیر میں بھی عدم جواز پر جوار اتفاق ہے لہذا آئے والے مساکین جمعہ کی القری کے بارے میں حضرت کی رائے کا ضابطہ ہے نیز جواب ۳۸۸ میں انہوں نے غرض من مذہب کی تصریح بھی کی ہے۔ و تقع فرصاً فی القصبات والقری الکبیرۃ الی فیہا أسواق الخ (الدر المختار، باب الجمعة ۱۳۸۰۲ سعید) و فی الجواهر: "لو صلا فی القری لزمهم اداء الظہر الخ (رد المختار، جمعة ۱۳۸۰۲ سعید) و فی الدر المختار "صلاة العید فی القری مکروہ تحریمًا الخ و فی الشامیة "ومثله الجمعة (باب الجمعة ۱۵۲۰۲ ط سعید) (۲) والسابع الإذن العام وهو يحصل بفتح أبواب الجامع للزوارین الخ (الدر المختار، جمعة ۱۵۲۰۲ سعید) (۳) و شرط صحتها المصر وفناء وهو ما اتصل به لاجل مصالحہ کدفن الموتی و رکض الحیل الخ (الدر المختار، باب الجمعة ۱۳۸۰۲ ط سعید)

گاؤں جس کے لوگ مسجد میں نہ سائیں جمعہ کا حکم

(سوال) گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے گناہ لازم تو نہیں آتا اور ظہر اس کے ذمہ سے ساقط ہوتی ہے یا نہیں؟ وروہ جو مصر کی تعریف شرعاً قایہ میں لکھی ہے، حجت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۴ عبد العزیز حسین پور ذاکانہ کلپانپور۔ ضلع جاندھر

۱۵ شوال ۱۳۵۲ھ ۳۱ جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۵۸) اگر آپ کے موضع میں عرصے سے جمعہ جاری ہے اور متعدد مساجد یعنی وہاں سے زائد مسجدیں ہوں اور ان میں سے بڑی مسجد میں موضع کے مکلف بالجمعہ اشخاص نہ سائیں تو وہاں جمعہ پڑھتے رہنے میں منہ آفتہ نہیں اور فرض ظہر ذمہ سے ساقط ہو جائے گا شرح قایہ کی یہ تعریف قابل غور ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جس گاؤں میں سو برس سے جمعہ ہوتا ہو

(سوال) ایک گاؤں جس کے اندر دیرینہ سوئہ ہندو مسلمانوں کے ہیں چند چھوٹی چھوٹی دکانیں مرقع مسلمان ہیں بازار اس گاؤں سے تین میل کے فاصلے پر ہے اور یہاں پر قریب ایک سو برس سے جمعہ ہوتا چلا آیا ہے لیکن ایک مولوی صاحب اگر ہم لوگوں کو حدیث و مسئلہ سے سمجھا کر گاؤں میں مطلق جمعہ لگائی نہ جب میں جائز نہیں اب گاؤں میں ایک جماعت جمعہ پڑھتے ہیں اور ایک جماعت ظہر پڑھتے ہیں دونوں جماعت میں بھجڑا ہوتا ہے لیکن اگر بزرگ صاحب کے یہ کہنے پر کہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب جو جمعیت علمائے ہند کے صدر ہیں اور تمام مسلمان آپ کو بزرگ عالم مانتے ہیں اگر وہ اجازت دیدیں گاؤں میں جمعہ پڑھنے کی تو ہم سب شفق ہوں گے۔

المستفتی نمبر ۱۹۷ محمد الہی صاحب محلہ سردھ پور ذاکانہ خوردہ ضلع پوری۔

۲۵ شوال ۱۳۵۲ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۵۹) اگر اس ہند ایک سو برس سے جمعہ کی نماز ہوتی ہے تو اسے ہند نہ کرنا چاہیے کہ اس کی ہندش میں دوسرے فتن و فسادات کا اندیشہ ہے جو لوگ نہ پڑھیں ان پر بھی اعتراض اور طعن نہ کرنا چاہیے وہ اپنی خیر کی نماز پڑھ لیں اور جو جمعہ پڑھیں وہ جمعہ پڑھ لیا کریں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) وعند البعض موضع اذا اجمع اهله في اكر مساجده لم يسعده، فاختر المصنف، هذا القول وما لا يسع كبر مساجده، حرم مصر وإنما اختار هذا القول دون تفسير الاول، لظهور التواتر في احكام الشرع (شرح لوجہ ماب الجمعة ۱۹۸۶ ط سعید)

(۲) واستشهد له بما في الحديث عن الحيواني أن كسالي الغوام إذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا يمتنعون منهم إذا صلوا تركوها أصلاً (رواه مع تحرير أهل الحديث لها) قوله من تركها أصلاً (الح رد المحتار) باب العدين ۱۷۱/۲ ط سعید

## چھوٹی بستی میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) اس جگہ ہمارے قریب تحصیل گوہر جو کہ ایک معقول قصبہ ہے دو مسجدیں ہیں اور دونوں میں نماز جمعہ ہوتی ہے ہر دو امام صاحب یہاں ایک مصنوعی مزار کے پجاری ہیں اور اس کی آمدنی سے گزر اوقات کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں طوائفوں کا کھانا بھی بڑی خوشی و دلچسپی سے نوش فرماتے ہیں اور ناچ رنگ آتش بازی سے بھی قطعی پرہیز نہیں اور خود اپنی تقریبوں میں بھی طوائفوں کو بلاتے ہیں اور آتش بازی بھی استعمال کرتے ہیں حدود نمازیں ایک مسجد میں تقریباً آٹھ دس نمازی دوسری میں پندرہ بیس نمازی جمعہ میں شرکت کرتے ہیں نمازی سب کے سب بے علم ہیں اور امام صاحب بھی تقریباً ایسے ہی ہیں کیا ان صورتوں کے ہوتے ہوئے نماز جمعہ اور آئیں یا ظہر؟ نیز ہندو اپنے پورہ فاضل پور میں رہتا ہے جس ہم صرف پانچ مسلم آباد ہیں صرف دو گھروں کے، مگر جمعہ کے دن اور عید کے دن ارد گرد کے مسلم صاحبان جمعہ ہونے مسجد کے جمع ہوجاتے ہیں کیا ہم نماز جمعہ اور عید ادا کریں یا نہیں؟ اور ہماری مسجد میں پانچوں وقت نماز کے لئے اذان ہوتی ہے۔

المستفتی نمبر ۲۱۰ محمد عبدالحمید زمیندہ فاضل پورہ ریلوے اسٹیشن۔ گوہر روڈ۔ ریاست وادیار

۳۰ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۵ فروری ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۶۰) ایسی صورت میں اگر ان اماموں کی جگہ کوئی اور بہتر و متمین اور مسئلے واقف شخص کو امام مقرر نہیں کیا جاسکتا تو آپ کے لئے بہتر ہے کہ اپنے گاؤں میں نماز ظہر باجماعت ادا کریں کیونکہ آپ کا گاؤں بہت چھوٹا ہے اور بعد پڑھنے کے قابل نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

## بستی والوں کا شرعاً جمعہ پڑھنا

(سوال) ہمارے گاؤں سے کوئی شریا قصبہ سات کوں سے کم نہیں اس لئے جمعہ کی نماز سے محروم رہتے ہیں گاؤں سے دو کوں فریہ پر ایک اوسط درجے کی بستی ہے وہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہے اس میں دو مسجدیں ہیں ایک شیعوں کی دوسری سنیوں کی گاؤں میں صرف ایک آدھ مکان پر کچھ کپڑے مل جاتا ہے اور ایک نامکمل سی دکان پنساری کی بھی ہے منہ کی یا ہنری وغیرہ کوئی دکان نہیں برست دھانی کوں پر ہے۔ وہاں بھی جمعہ کی نماز ہوتی ہے برست میں چھ سات مسجدیں ہیں مگر سب شیعوں کی ہیں انہوں نے ایک مسجد سنیوں کو دی ہوئی ہے اسی میں جمعہ ہوتا ہے اور جب چاہتے ہیں چھین لیتے ہیں دوسری دے دیتے ہیں مگر برست میں سوائے ہنری کے ضروریات کی سب چیزیں ملتی ہیں اور آبادی دونوں سمتوں کی تقریباً سیسائیں ہے کیا ہم ان دونوں سمتوں میں نماز جمعہ پڑھ سکتے ہیں؟

المفتی جی نمبر ۲۳۹ شہادۂ خالص، سنہ ۱۳۵۲ھ میں موضع گڑھی پیرل ڈاکھانہ گھروندہ ضلع کرناٹ

۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۱) ان دونوں مقاموں میں سے کسی ایک جگہ جاکر جمعہ کی نماز ادا کر سکتے ہو (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کی تنگی کی وجہ سے میدان میں جمعہ پڑھنا

(سوال) اگر الوداع کو بچہ کثرت آدمیوں کے جمعہ کی نماز عید گاہ یا حدود شہر میں اور جگہ پڑھی جائے جامع مسجد کو چھوڑ کر کیا یہ جائز ہے؟ اور ثواب میں کمی تو نہیں ہوگی؟ اس جگہ دو تیس قابل غور ہیں ایک تو جامع مسجد کو چھوڑنا دوسرے ثواب وغیرہ میں کمی مہربانی فرما کر اپنی رائے بیان نہ کریں بلکہ کتاب کا حوالہ دیں ہاں اگر کتابوں میں یہ جزیئی موجود نہ ہو تو پھر اپنی رائے پیش فرما سکتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۲ مولوی محمد عمر خطیب جامع مسجد سرگودھا۔ ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ ۶ مارچ ۱۹۳۴ء (جواب ۳۶۲) کوئی جزیئی نہیں دیکھی۔ مگر مسجد کو چھوڑنا مناسب نہیں ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جمال عرصہ سے جمعہ پڑھا جا رہا ہو

(سوال) ہمارے گاؤں جس میں تقریباً ایک سو ساٹھ گھر ہوں گے اور بالغ مرد و سوتون ہیں دو مسجدیں ہیں جمعہ پہلے سے جاری ہے تقریباً تین ساڑھے تین صفیں نمازیوں کی ہو جاتی ہیں اب ایک ماہ سے ایک مولوی صاحب نے آکر جمعہ بند کر دیا ہے اس دن سے ظہر کی اذان بھی سنائی نہیں دیتی کیونکہ ہمارے امام صاحب اور چند آدمی ذوال میں جمعہ پڑھنے چلے جاتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۳۵۳ نذر محمد (ضلع جلم)۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۲۵ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۳) اس مقام پر پہلے سے جمعہ قائم تھا تو اب اس کو بند کرنا نہیں چاہیے جمعہ کی نماز بدستور پڑھتے رہیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) و تقع فرضاً فی القصبات والقری الکسرة لنی فیہا اسواق الخ (رد المحتار باب الجمعة ۴/۱۳۸ ط سعید)

(۲) و تو دی فی مصر واحد بمواضع کثیرة مطلقاً علی المدعب و علیہ الفتوی والتوبر مع شرحہ باب الجمعة

۲/۱۴۴ ط سعید) و شرح لصحبنا سبعة اشبه الاول المصر الخ (الدر المختار باب الجمعة ۴/۱۳۷ ط سعید)

(۳) و استشهد له بما فی النجس عن الحلوانی ان کسانی العوام اذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا یجمعون

لانیهم اذا صلوا ترکوها اصلاداً و مع تحویر اهل الحديث لها اولی من ترکها اصلاً الخ (رد المحتار باب

الجمعة ۲/۱۷۱ ط سعید)

ہندوستان میں جمعہ پڑھا جائے، احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(سوال) بعض لوگوں کا اعتقاد ہے کہ ہندوستان میں غیر مسلم حکومت کی وجہ سے جمعہ فرض نہیں دلیل کے طور پر کہتے ہیں کہ شہر کے اندر قاضی یا مفتی کا ہونا ضروری ہے جو شرعی حدود جاری رکھ سکتا ہو اور ہندوستان میں شرعی سزائیں دی جاسکتی اس لئے جمعہ فرض نہیں اور اس صورت میں چار رکعتیں نماز ظہر ضروری پڑھنی چاہئیں؟

المستفتی نمبر ۵۲۲ مؤذن صاحب مولر والی مسجد دہلی۔ ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۸ جولائی ۱۹۳۵ء (جواب ۳۶۴) ہندوستان میں جمعہ کا فرض نہ ہونا صحیح نہیں جن شرائط کی بنا پر فرضیت جمعہ میں شک کیا جاتا ہے ان کا فیصلہ محققین فقہاء کر چکے ہیں اور جب کہ فرضیت جمعہ رائج ہے (۱) تو احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں ہے جمعہ بھی پڑھنا اور پھر احتیاطی ظہر بھی پڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا اور عام طور پر عقیدے کو بگاڑتا ہے اس لئے اس نماز کو رواج دینا اور عوام کو تعلیم دینا کہ احتیاطی ظہر پڑھیں درست نہیں۔  
فقطاً محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جمال کافی عرصہ سے جمعہ پڑھا جاتا ہو

(سوال) ایب ہستی میں ہمیشہ سے لوگ جمعہ پڑھتے ہیں اب ایک مولوی صاحب ہند کرنا چاہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اس ملک گجرات میں چھوٹی چھوٹی بستیاں کی بسائی ہوئی ہیں اور ان میں پانچ یا سات گھر مسلمانوں کے ہوں وہاں جمعہ شروع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۳۷ جی ڈبیل (ضلع بھروچ) ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۳ جولائی ۱۹۳۵ء (جواب ۳۶۵) جن بستیوں میں قدیم سے جمعہ پڑھا جاتا ہے اور جمعہ چھوڑانے سے لوگ نماز پڑھتے ہیں چھوڑ دیتے ہیں ایک بستیوں میں جمعہ پڑھنا چاہیے تاکہ اسلام کی رونق اور شوکت قائم رہے اور جو لوگ کہ ایسے گاؤں میں جمعہ پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے وہ نہ پڑھیں ان سے جھگڑائیں کرنا چاہیے پڑھنے والے بھی گناہ گار نہیں ہیں اور نہ پڑھنے والے بھی گناہ گار نہیں آپس میں اختلاف اور فتنہ و فساد پیدا کرنا حرام ہے، ہاں جن چھوٹے گاؤں میں پیسے سے جمعہ قائم نہیں ہے وہاں قائم نہ کریں اور جمال پیسے سے قائم تھا پھر چھوڑ دیا اور اس کی وجہ سے لوگوں نے نماز جمعہ چھوڑ دی وہاں پھر شروع کر دیں۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ظہر الولاۃ کفاراً بخیر للمسلمین ائمة الجمعة وصبر القاصی قاضی تراضی المسلمین رد المحتار باب الجمعة ۱۴۴ ط سعید (۲) وفي البحر " وقد ثبت مراراً لعدة صلاة الأربع بعد بنية آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرصة الجمعة" وهو الاحتياط في زماننا الح (رد المحتار باب الجمعة ۱۳۷ ط سعید) (۳) واستشهد له بما في النجس عن الحلواني أن كسالي العواد إذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا يمتنعون لأنهم أد، معوا تركوه أصلاً وأدأوا مع تحويز أهل الحديث لبأولي من تركها أصلاً الح (رد المحتار باب الجمعة ۱۷۱ ط سعید)



## ڈھانکی ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم

(سوال) ضلع مظفر نگر میں ایک جگہ پھلت ہے جس کی موجودہ حالت حسب ذیل ہے کل تعداد اکیس سو آدمیوں کی ہے اشیائے ضروریہ دستیاب ہو جاتی ہیں چھ دکانیں پرچون کی ہیں دو ہاڑکی دو عھار کی تین درزی کی۔ پانچ چھ دکانیں اور متفرق ہیں دس ٹیادہ دکانیں تصالوں کی ہیں پانچ چھ حکیم ہیں حافظ پندرہ جس کے قریب ہیں مولوی پندرہ جس کے قریب ہیں ایک بازار ہفتہ وار یعنی پینٹھ ہوتی ہے چار مسجدیں ہیں ایک ان میں سے جامع مسجد کے نام سے مشہور ہے یہ مسجد پہلے چھوٹی تھی لیکن جمعہ ہوتا تھا اور اس مسجد کی دوبارہ تعمیر کی بنیاد حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی نے اپنے دست مبارک سے نصب فرمائی ہے جو بڑے پیمانے پر تیار ہے ایک مدرسہ اسلامیہ ہے جو فیض الاسلام کے نام سے موسوم ہے جفت فروش کی کوئی دکان نہیں ہے اور قحانہ ناگتھ نہ شفا خانہ مدرسہ سرکاری ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ہے پھلت میں ایک حرمہ سے جمعہ قائم ہے جس کی ابتداء معلوم نہیں ہے ایک صاحب مسکی حافظ احمد صاحب جن کی عمر پور اسی سال ہے وہ یہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ہوش سے یہاں جمعہ ہوتا دیکھ رہا ہوں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ اور حضرت مولانا شاہ اہل اللہ رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں حضرات کی پیدا کٹ پھلت کی ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ کا تو قیام ہمیشہ پھلت میں ہی رہا ہے حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت شاہ عبدالعزیز کی چونکہ یہاں قرامت تھی آمدورفت کا سلسلہ ضرور رہا ہوگا اس لئے خیال کیا جاتا ہے کہ ان حضرات نے بھی یہاں جمعہ پڑھا ہوگا اور اس زمانے کی آبادی کا حال چھ معلوم نہیں حضرت مولانا شاہ محمد عاشق صاحب و حضرت مولانا شاہ محمد فائق و حضرت مولانا شاہ محمد حبیب اللہ صاحب یہ تینوں حضرات بھی پھلت کے ہیں اس لئے خیال کیا جاتا ہے کہ ان حضرات نے بھی یہاں جمعہ پڑھا ہوگا حضرت مولانا ثواب قطب الدین خاں دہلوی حضرت مولانا وحید الدین پھلتی مولانا محمد صاحب پھلتی مولانا عبدالقیوم پھلتی قاضی ریاست بھوپال مولانا محمد ایوب پھلتی قاضی ریاست بھوپال مولانا عبدالرب پھلتی مولانا عبدالعدل پھلتی مولانا محمد یحییٰ پھلتی قاضی ریاست بھوپال مولانا فیض احمد پھلتی مولانا محمود احمد پھلتی مولانا محمد فیصل پھلتی مولانا محمد قاسم نانوتوی مولانا محمد یعقوب نانوتوی شیخ السند مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمہم اللہ نے یہاں جمعہ پڑھا ہے انہ قرب و جوار کی رعیتوں کے آدمی پھلت میں آکر جمعہ و عیدین پڑھتے ہیں اور آثار دیہات میں مساجد بھی نہیں ہیں اور وہاں کے مسلمان کفار کی رعایا رہتے ہیں جو حضرات یہاں پر جمعہ پڑھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ یہاں بہت سے علما نے جمعہ پڑھا ہے جن کے اسمائے گرامی اوپر درج ہیں ان کے فعل ہمارے لئے سند بن کر ناجائز ہوتا تو یہ حضرات کیوں پڑھتے دوسرے یہ کہ جس جگہ ایک مدرسہ سے جمعہ ہو رہا ہوا ہے ہمہ زمین کرنا چاہیے ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ جب تیس سال تک نماز پڑھی اور مسلمان حاکموں نے دکانیں تو اب کسی شخص کو روکنے کا اختیار نہیں ہے جو صاحب یہاں جمعہ نہیں پڑھتے وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک گاؤں میں جمعہ درست نہیں اور

پہلے بھی گاؤں ہی ہے چونکہ آبادی تھوڑی ہے طے بقیاس بازار جس میں کل تیرہ دکانیں ہیں اور ایسی بستی جس میں تین ہزار آدمیوں سے کم ہوں اور بازار بھی نہ ہوں وہاں جمعہ درست نہیں ہے بہت سے علماء کی تحریرات سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے ذیل میں بعض علما کی تحریرات نقل کی جاتی ہیں۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ گنگوہی نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے جو فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم میں مرقوم ہے وہ ہوندا۔ جس موضع میں دو ہزار آدمی ہندو مسلمان ہوں اس جگہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک جمعہ ادا نہیں ہوتا ہے اگر حضرت مولانا عزیز الرحمن نور اللہ مرقدہ مفتی دار العلوم دیوبند نے ایک استفتاء کے جواب میں ارغام فرمایا ہے وہ استفتاء جو ذیل میں لکھا جاتا ہے۔ استفتاء۔ جس آبادی میں مسجد نہ ہو وہاں جمعہ درست ہے یا نہیں؟ الجواب۔ اگر وہ بستی بڑی ہو مثلاً قصبہ یا بڑا قریہ ہو کہ تین چار ہزار آدمی وہاں آباد ہوں اور بازار ہوں تو اگرچہ وہاں مسجد نہ ہو جمعہ صحیح ہے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے ہنشتی گوہر میں تحریر فرمایا ہے ”مصر یعنی شریا قصبہ“ پس گاؤں یا جنگل میں نماز جمعہ درست نہیں ہے۔ البتہ جس گاؤں کی آبادی قصبے کے برابر ہو مثلاً تین چار ہزار آدمی ہوں وہاں جمعہ درست ہے“ حضرت مولانا ضیاء احمد صاحب مفتی مدرسہ مظاہر علوم سارنپور نے ایک سوال کے جواب میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ ”قصبہ کی آبادی تین چار ہزار ہوتی ہے“ اور یہ کہنا کہ علماء کا فعل ہمارے لئے سند ہے غلط ہے کیونکہ کسی عالم کا فعل حجت شرعی نہیں ہے اور یہ کہنا بھی غلط ہے کہ جس جگہ ایک ۶ صہ سے جمعہ ہو رہا ہے اتنا بند کرنا نہیں چاہیے ضرور بند کرنا چاہیے اگر اس میں فی الحال شرائط صحت جمعہ مفقود ہوں یعنی وہ چھوٹا گاؤں ہو اب چونکہ وہ محل اقامت جمعہ نہیں ہے اور ایسی جگہ جمعہ پڑھنے کو فقہائے کرام و مجتہدین عظام مکرہ تحریمی فرماتے ہیں یہ امر دریافت طلب ہے کہ مقام مذکور میں نیت موجودہ نماز جمعہ و اعیاد عند اختلاف جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۵۰ حافظ محمد قاسم (پہلے) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۷ جولائی ۱۹۳۵ء  
(جواب ۳۶۶) (از مفتی اعظم) پھت کی یہ حیثیت جو سوال میں مذکور ہے اس کو قریہ کبیر و بناوینے کے لئے کافی ہے اس لئے اس میں اقامت جمعہ جائز ہے بالخصوص عرصہ دراز کا قائم شدہ جمعہ بند کرنا مفاسد کثیرہ کا موجب ہے اس لئے اس کو بند کرنا مصاح شرعیہ کے منافی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ (جواب) (از نائب مفتی صاحب) موضع پھت میں جمعہ کی نماز پڑھنی ہمار فتویٰ متاخرین فقہائے حنفیہ کے جائز ہے کیونکہ جو تعریف مصر کی متاخرین فقہائے حنفیہ نے کی ہے اور معنی یہ بھی اکثر فقہائے نزدیک تعریف ہے۔ المصبر وهو مالا یسع اکر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا وعلیہ فتویٰ

اکثر الفقہاء (مجتبى) لظہور النوانی فی الاحکام، تنویر الابصار و در مختار علی

(۱) و نفع فر صافی فی القضاة و الفری الکبیرۃ النی فیہا اسواق الخ (رد المحتار) جمیعہ ۱۳۸۰۲ ط سعید

(۲) (باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید)

ہامش رد المحتار ج اول ص ۵۸۹ تو اس تعریف مذکور کی یہ ہستی پھلت نظر ہر مصداق ہے اور اگر بالفرض مصداق نہ بھی ہو تو قدیمی جمعہ و انبیاء قائم شدہ کو روکنا نہیں چاہیے۔  
حبیب المرسلین عفی عنہ

تیس گھروں والے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں  
(سوال) موضع امو کوئہ جس کی آبادی میں چونتیس گھر اور اکاون مزد مکلف بستے ہیں ایضاً موضع بتا پور کہ موضع امو کوئہ سے تخمیناً سو باٹھ فاصلے پر ہے اس میں تیس گھر ہیں اور ستاون مزد مکلف بستے ہیں ان سب آدمیوں کا پیشہ کاشتکاری ہے اور موسم ہر سات میں ہر موضع کے چاروں طرف پانی سے سلاب ہو جاتا ہے جو بد دن کشتی کے آمد و رفت دشوار ہے ہر موضع کے چاروں طرف زراعت اور تین طرف ندی بھی ہے اور دونوں موضعوں کے درمیان جو فاصلہ ہے چرگاہ ہے موسم ہر سات میں وہ بھی دو ڈھائی باٹھ پانی نیچے پڑتا ہے اس آبادی میں کوئی بازار وغیرہ نہیں ہے اب علی الاغفر اور دونوں موضعوں میں جمعہ قائم کرنا اور درمیان کی چرگاہ میں علی الاغفر عید گاہوں کے نماز عید پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟  
المستفتی نمبر ۶۰۹ چودھری محمد صفدر (ضلع سہت) ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۵ء  
(جواب ۳۶۶) ان دونوں موضعوں میں جمعہ کی نماز حنفی مذہب کے موافق قائم نہ کرنا چاہیے لیکن اگر قدیم الایام سے ان میں جمعہ قائم ہو تو اسے بند بھی نہ کرنا چاہیے کہ دوسرے ائمہ کے مذہب کے موافق جمعہ ہو جاتا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جواب بالا پر اشکال اور اس کا جواب

(سوال) اس جواب حضرت والا کی جس عبارت کا مطلب پوری طور پر سمجھ میں نہیں آیا اس کے متعلق عرض ہے (۱) ان دونوں موضعوں میں جمعہ کی نماز (حنفی مذہب کے موافق قائم نہ کرنا چاہیے) عبارت مذکور و افہام ناقصہ کے نزدیک دو معنی کے محتمل ہے اول یہ کہ ان مواضع میں اگر پہلے سے جمعہ قائم نہ ہو اور تو حنفی مذہب کے موافق اب جدید طور پر قائم نہ کرنا چاہیے (پھر لفظ نہ کرنا چاہیے کا مطلب مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی ہے یا حرام و نادرست)

دوسرے یہ کہ ان دونوں موضعوں میں جمعہ کی نماز حنفی مذہب کے موافق پڑھنا ہی نہیں چاہیے لیکن اگر پہلے سے وہاں قائم کیا ہو اب بھی اب یہ عدم صحت جمعہ فی القری کے ترک کرنا چاہیے اس کا مطلب ترک افضل ہے یا واجب یا فرض)

اگر پہلے احتمال کو مواضع مذکورہ میں نیا طور پر قائم نہ کرنا اور قدیم الایام سے چلے آئے ولی نماز کو قائم رہنے دینا یہ حکم حنفی مذہب کے موافق ہے یا حنفی مذہب میں قدیم و جدید کا فرق نہیں رکھا گیا دوسرا احتمال مراد ہو تو اس حالت میں عبارت کے الفاظ سے وہ معنی صاف طور پر سمجھ میں نہیں آتا

(۲) ”لیکن اگر قدیم الایام سے“ ”تو اسے بند نہ کرنا چاہیے کہ دوسرے ائمہ کے مذہب کے موافق ہو جاتا ہے“ اس حالت میں اگر جمہ کو قائم رکھا جائے تو ایک حنفی کے لئے اپنے مذہب کے موافق فرض ظہر اور اگر ناچاہیے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۱۰ محمد زاہد الرحمن (ضلع سہت)

۱۵ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۱۳ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۶۸) حنفی مذہب کے موافق قرنی یعنی دیسات میں جمہ صحیح نہیں ہوتا اس لئے اگر کسی گاؤں میں پہلے سے جمہ قائم نہیں ہے تو وہاں جمہ قائم نہ کرنا چاہیے کیونکہ حنفی مذہب کے موافق اس میں جمہ صحیح نہ ہو گا اور فرض ظہر جمہ پڑھنے سے ساقط نہ ہو گا لیکن اگر وہاں قدیم الایام سے جمہ قائم ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں یا یہ کہ اسلامی حکومت میں بادشاہ اسلام کے حکم سے قائم ہوا تھا تو حنفی مذہب کی رو سے بھی وہاں جمہ صحیح ہوتا ہے اس لئے بند کرنا درست نہیں یا یہ کہ بادشاہ اسلام کے حکم سے قائم ہونا ثابت نہیں یا یہ معلوم ہے کہ مسلمانوں نے خود قائم کیا تھا مگر ایک زمانہ دراز سے پڑھا جاتا ہے اس صورت میں حنفی مذہب کے اصول کے موافق تو اسے بند کرنا چاہیے یعنی بند کرنا ضروری ہے لیکن چونکہ عرصہ دراز کے قائم شدہ جمہ کو بند کر دینے میں جو فتنے اور مفاسد پیدا ہوتے ہیں ان کے لحاظ سے اس مسئلے میں حنفیہ کو شوافع کے مذہب پر عمل کر لینا جائز ہے اور جب کہ وہ شوافع کے مذہب پر عمل کرے جمہ پڑھیں گے تو پھر ظہر ساقط نہ ہونے کے کوئی معنی نہیں مسئلہ مجتہد فیہ ہے اور مفاسد لازمہ عمل مذہب الغیر کے لئے وجہ جواز ہیں۔

لفظ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کل آبادی کا مسلمان ہونا ضروری نہیں، مصر کی مفتی بہ تعریف

(سوال) جمہ کے لئے جو مصر کی شطہ فقہانے تو مصر کی مختلف تقریفیں کی ہیں مصر کی معتبر اور محقق تقریف تحریر فرمائیں مصر کی تقریف مقرر ہونے کے بعد یہ چیز بھی قابل دریافت ہے کہ مصر کے رہنے والے سب کے سب یا اکثر مسلمان لوگ ہوں یا مثلاً ایک شہر ایسا ہے کہ سب کے سب رہنے والے کفار ہیں مسلمانوں کے دس پندرہ گھر ہیں کیا یہ لوگ بھی وہاں جمہ پڑھ سکتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۵۰ مولوی سراج الدین (ضلع ملتان) ۸ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء

(۱) ولیمنا ذکرنا إشارة إلى أنه لا نحوز في الصيرة التي ليس فيها قاص و مسر و خفي كما في المضمرات (رد المحتار) باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید (و عن أبي حنيفة أنه بلدة كبيرة لنا سبكت و اسواق و بهار سابق و فيها وال الخ (رد المحتار) جمعة ۱۳۸/۲ ط سعید) والناي السلطان أو مأموره بأقامتها الخ (التبوير و شرحه) باب الجمعة ۱۳۹/۲ ط سعید (السابع الاذن العام من الإمام الخ (الدر المختار) باب الجمعة ۱۵۹/۲ ط سعید)

(جواب ۳۶۹) فی حد ذاتہ تحقیق مصریت کے لئے قدم آبادی کا مسلمان ہونا یا اکثر کا مسلمان ہونا ضروری نہیں البتہ ظاہر روایت کی تعریف کی بنا پر وہاں حکومت اسلامیہ قائم ہونی شرط ہے شرطیت مصر میں فقہانے بہت تزلزل کر لیا ہے حتیٰ کہ مالا بسع اکثر مساجد اہلہ المکلفین بھا تک اتر آئے اور اس تعریف پر خالص کافر حکومت کے شر مثلاً لندن وغیرہ بھی مصر میں داخل ہو جاتے ہیں نیز بہت سے دیسات بھی مصر میں شامل ہو جاتے ہیں، فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ہندوستان میں جمعہ کی فرضیت

(سوال) ہند میں آج کل جمعہ پر حد فرض ہے یا نہیں؟ اگر فرض ہے تو پھر فقہاء کی دو شرائط یعنی اہمیت اور مصریت کا جواب کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۸۲۲ محمد نذر شاہ۔ ۶ محرم ۱۳۵۵ھ۔ ۳۰ رجب ۱۹۳۶ء۔ ضلع مہجرات

(جواب ۳۷۰) ہندوستان میں جمعہ فرض ہے اور امام (یعنی سلطان) اور مصر کی وہ تعریف جو نفاذ حدود احکام شریعہ پر مشتمل ہے خود فقہانے حنفیہ کی تصریح سے متروک ہو چکی ہے۔ بلاد علیہا ولاۃ کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمع والا عیاد فیہا، ۱۰ (رد المحتار)۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

شہر اور قصبہ میں جمعہ پڑھا جائے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(سوال) نماز جمعہ کا لزوم ہر سے ملک پاکستان میں کتنی بستی پر ہو سکتا ہے؟ احتیاط الظہر جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۷۱) جو بستی بڑی ہو اور اس میں کم از کم دو مسجدیں ہوں یا وہاں ضروری سامان مل جاتا ہو اس میں جمعہ پڑھنا چاہیے نظر احتیاطی کوئی شرعی چیز نہیں ہے جمعہ پڑھیں یا نظر پڑھیں۔ دونوں پڑھنا صحیح نہیں، ۳۱، محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

قریہ کبیرہ میں جمعہ کا حکم

(سوال) یہاں جمعہ کی نماز کی وجہ سے دوپہر نیال قائم ہو چکی ہیں اور آپس میں جنگ و جدال رہتا ہے اور ایک ہی مسجد میں ایک وقت دو نمازیں ہوتی ہیں۔

(۱) المصر وهو مالا بسع اکثر مساجد اہلہ المکلفین بها، و علیہ فہی اکثر الفقہاء الخ و ظاہر المذہب انہ کل موضع لدہ امیر و قاض یقدر علی اقامة الحدود الخ (التوہید مع شرحہ) باب الجمعة ۲/ ۱۳۷، ۱۳۸ ط سعید  
(۲) (باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید)  
(۳) و تقع فرضاً فی الفصوات والقری الکسرة التي فیہا أسواق الخ (رد المحتار) جمعة ۲/ ۱۳۸ ط سعید

تاریکین جمعہ کے استدالات حسب ذیل ہیں۔ اول یہ کہ قریہ کبیرہ حقیقت میں کاؤں ہے اور ان کے زیادہ تر استدالات وہ ہیں جن کو العدل کو جزو الہ سے مولوی میرک شاہ کشمیری سے نقل کیا ہے اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ قریہ کبیرہ دس ہمیشہ قصبات ہی مراد ہوتے ہیں اور مصر سے ضلع مراد ہوتا ہے قریہ کبیرہ سے فقہاء کی مراد وہ قصبہ ہوتا ہے جس پر مصر کی تعریف صادق آتی ہو اور جو درحقیقت ایک چھوٹا سا شہر ہی ہوتا ہے دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر بڑے گاؤں میں جمعہ کی تمام شرائط بھی بالفرض موجود ہوں تاہم جب تک وہ گاؤں ہے اس میں جمعہ نہیں ہو سکتا تھی۔ وغیرہ ذلک طویل۔

فریق ثانی اپنے استدلال میں قوی نکاح امت پیش کرتے ہیں اور ان کا یہ بھی استدلال ہے کہ قریہ کبیرہ ظاہر ہے کہ مافوق القریہ الصغیرہ و ما دون المصر ہو اور اگر ما دون المصر نہ ہو تو وہ عین مصر ہے فو المراد۔ لہذا اقتضات کو قریہ کبیرہ میں داخل کرنا اور مصر سے خارج کرنا نہ متعین ہے اس لئے کہ عرف عام میں سب ڈویژن کو قصبہ سمجھا جاتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ سب ڈویژن کو عرف عام میں شہر اور مصر کہا جاتا ہے لہذا تمہارا استدلال ٹھیک ہے کہ کہیں تو عرف عام کو لیتے ہو اور کہیں من گھڑت تقریر کرتے ہو۔

حدود از میں مجوزین کے مد نظر مسلمانین المسلمین ہے تاکہ جہاں تک ہو سکے آپس میں تہمت و افتراق تفلیل و تصفیق نہ ہو۔ والجماعة الثانية في وقت واحد وفي المسجد الواحد على سبيل الدوام والا ستمرو غير ذلك كثير من المفسدات اور العدل کا اتنی بڑی ہمت کو جو تمام ہندوستان میں بلا استثنیٰ ہوتی ہے اس کو تارک سلوفا کر من ترك الصلوة متعمداً فقد كفر (الحدیث) کا مستحق قرار دینا یہ سب ظاہر ہے کہ اشد ہیں الجمعة في القرية الكبيرة سے الفتنة اشد من القتل۔

المستفتی نمبر ۹۳۴ مولوی محمد اسماعیل (کنک)

۲۷ فروری ۱۳۵۵ھ ۱۹م مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷۲) قریہ کبیرہ جس پر مصر کی کوئی تعریف بھی صادق آجائے مثلاً مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا۔ اس میں اقامت جمعہ جائز ہے اور اگر کوئی تعریف بھی صادق نہ آئے جب بھی اس مسئلے میں حنفیہ کے لئے مضامین عامہ اسلامیہ کے لحاظ سے شوافع کے مسلک پر عمل کر لینا جائز ہے۔ (۱)

(۱) (الترغیب والترہیب من الحديث الشريف) الترهیب من ترك الصلوة متعمداً و اجرائها عن وقتها تهاوما ۳۸۲، ۳۸۱/۱ ط (إحياء التراث العربي) بيروت لبنان  
(۲) المصر وهو مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا و عہ فتویٰ اکثر الفقہاء الخ (الدر المختار) باب الجمعة ۱۳۷ ط سعید، و تقع فرصا في القصات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق الخ (رد المختار) باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید

جمعہ کے بارے میں چند سوالات کے جوابات

(سوال ۱)۔ ازرہ شریعت کے کتے ہیں جس میں جمعہ کا جواز اور صحت ہو اور دیات میں جمعہ ہو سکتا ہے یا نہیں (۲) ان القریۃ الکبیرۃ فی حکم العصر قریہ کبیرہ کے کہتے ہیں جو مصر کا حکم رکھتا ہو (۳) لا جمعة الا فی مصر جامع کا کیا مطلب ہے؟ اور ان القریۃ الکبیرۃ کے مقابلے میں اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟ (۴) ما لا یسع الناس اکبر مساجدہ کا کیا مطلب ہے؟ مساجد صیغہ مفتی المجموع کا ہے اگر ایک ہی مسجد ہو تو اس پر مصداق ہو گیا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۳۹ سلیمان زکیم (پارن پور)۔ ۲۸ صفر ۱۳۵۵ھ م ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷۳) حنفیہ کے اصول کے بموجب دیات میں اقامت جمعہ درست نہیں (۱) مصر ہونا جواز جمعہ کے لئے شرط ہے (۲) لیکن مصر کی قریشی تحفہ و متعدد منقول ہیں اس مسئلے میں زیادہ تحقیق کا موقع نہیں ہے اور اس زمانے کے مصنفان عامہ ہمہ اس امر کے مقتضی ہیں کہ اقامت جمعہ کو نہ روکا جائے تو بہتر ہے بالخصوص ایسی حالت میں کہ مدت درازت جمعہ قائم ہو اس کو روکنا بہت سے مناسد نظیرہ کا موجب ہوتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

”لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع“ کا مطلب

(سوال) لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع اس نفی سے کیا نفی وجوب مراد ہے یا نفی انتخاب اگر نفی وجوب ہے تو کس قانون سے؟

المستفتی نمبر ۹۵۷ مولوی عبدالحکیم (ضلع پشاور) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء (جواب ۳۷۴) لا جمعة ولا تشریق الخ حنفیہ نے اس میں اس نفی صحت مراد لی ہے مگر محتمل ہے کہ نفی وجوب مراد ہو (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

شرائط جمعہ کیا ہیں؟

(سوال) شرائط نماز جمعہ کیا ہیں گائوں میں جہاں پچاس ساٹھ گھر مسلمان آباد ہوں اور مسجد قریب قریب بھر جاتی ہو نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۱۹ ایم م صاحب انصاری مقام: گھاڑا اک خانہ تھانوی ضلع سارن

(۱) ویما ذکرنا شارة ای لا یحوز فی الصغرة التي ليس فيها قاص و من و حبيب الخ (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید

(۲) و بشرط لصحتها سبعة أصدء الأول لمصر لح الرد المحتار باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید

(۳) لا تصح الجمعة: لا فی مصر جامع لقوله عليه السلام لا جمعة ولا تشریق الخ (هدایہ) باب صلاة الجمعة ۱ ۱۶۸ ط مکتبہ شرکۃ علمہ مستان

۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۳ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷۵) جس مسجد میں قدم ۱۱ یام سے بعد ہوتا ہو اور وہاں ضرورت کی چیزیں مل جاتی ہوں وہاں جمعہ قائم رکھنا جائز ہے ۱۱ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

(۱) ہندوستان میں جمعہ فرض ہے

(۲) نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(سوال) (۱) اس وقت جمعہ ہمارے لئے حیثیت محکومہ برنش ۱۴ سپاڑ فرض ہے یا نہیں؟ (۲) جمعہ کے لئے ظہر کی نماز کے فرض ادا کرنے چاہئیں یا نہیں اگر چہ تو کیسے ادا کرنے چاہئیں اگر نہیں تو کیوں؟

المستفتی نمبر ۱۱۹۱ محمد وانیال صاحب (۱۱ دور) ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷۶) (۱) جمعہ ہندوستان میں مسلمانوں پر فرض ہے اور اس کی ادائیگی شرعاً صحیح ہے (۱۱)

(۲) جمعہ کی نماز ادا کرینے سے ظہر کی نماز ساقط ہو جاتی ہے اس لئے جمعہ کی نماز پڑھ کر ظہر پڑھنا

درست نہیں کہ ایک وقت میں دو فرض نہیں (۱۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

۳۵۰ گھر والی بیستی میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) ہمارے شہر میں مسجد بڑی دلیشان تیار ہو گئی ہے ایسی مسجد اس علاقہ کے ہند کوئی نہیں ہے

جس کے تین گنبد ہیں اور ابھی ہم لوگ اس جگہ جمعہ پڑھ رہے ہیں اور شہر بڑا نہیں ہے قریب ۳۵۰ کھ

آباد ہوں گے یا کچھ کم کچھ زیادہ اور سو اب اس مسجد کے اور کوئی مسجد نہیں ہے شہر سے باہر دو سو گز کے

قریب تھوڑے گھر ہیں اس جگہ ایک مسجد ہے اور کوئی مسجد نہیں ہے اور آگے اس جگہ جمعہ جاری نہیں

تھا ابھی تھوڑے عرصہ سے جمعہ پڑھتے ہیں اور عالم بھی کوئی نہیں ہے علم فقہ علم حدیث کوئی نہیں جانتا

صرف حافظ قرآن و ناظرہ قرآن ہیں مسائل سے ناواقف ہیں اور اس جگہ اٹھائی میل کے فاصلہ پر ایک

شہر ہے اس جگہ جمعہ جاری ہے اور اس جگہ بڑا امیر آدمی بھی کوئی نہیں جس کی بات کالوگوں پر اثر ہو یا اس

کے تابع ہوں اور قاضی خود نہیں ہے بازار بھی نہیں ہے کہ ہر ایک چیز مل جائے اب صریحاً فرما کر فتویٰ

دیویں کہ جمعہ جاری کر دیں تو ہو گا یا نہ ہو گا؟

المستفتی نمبر ۱۲۲۰ پرنسز ممدی خاں صاحب (ضلع کامل پور) ۲۰ رجب ۱۳۵۵ھ ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(۱) یونقہ فرح فی القصص والفقری الکبیرۃ النبی فیہ اسواق الخ (رد المحتار جمعہ ۱۳۸، ۲ ط سعید)

(۲) فلز الوفاء کفاراً یجوز للمسلمین الذمۃ الجمعة و یبصر القاضی قاضی شرعی المسلمین و یبصر علیہم ان ینسوا والیا معلماً (رد المحتار باب الجمعة ۲ ۱۴۴ ط سعید)

(۳) و فی البحر "وقد اقبلت مراراً بعد صلاة الاربع بعدہ بنیۃ آخر طہر حوف اعتقاد عدم فرضیۃ الجمعة الخ (الدر المحتار باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید)



(جواب ۳۷۷) تشریح سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چھوٹا گاؤں ہے اس لئے سب لوگ اتفاق کر کے اس جگہ ظہر کی نماز باجماعت آدرا لیا کریں۔۔۔ محمد کفایت اللہ کا لہ نو بلی

سات ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم

(سوال) بھیر پور کی موجودہ حالت ایک شہر سے کم نہیں لوازمات ملاحظہ فرمائیں ریلوے اسٹیشن قیام ملازمین 'ضلع دار' قانون گوینا اسٹنٹ ڈسٹرکٹ اسپتال مدرس تحصیل ہڈا ڈسٹرکٹ ہارڈ کے دو ہسپتال انسان اور حیوانات کا اور آبادی تقریباً چار یا سات ہزار تک ہے اور تینوں بازاروں میں دکانوں کا شمار ایک سو پچاس ہے بازار میں آمد و رفت وچہ وچہ وچہ لاسانی نہیں ہو سکتی منڈی کی دکانوں اور آبادی اس کے علاوہ ہے چودہ پندرہ مساجد ہیں جملہ آمد و رفت کرتے ہیں کہ بھیر پور ایک شہر ہے اور اس میں نماز جمعہ اور آرائش حنفیہ کے لحاظ سے فرض ہے ہر صبح پانچ سال سے مولانا مولوی نور علی صاحب جو کہ مدرسہ امینیہ اور جناب کے فیض تدریس سے ۱۹۳۹ء میں تعلیم دورہ حاصل کر کے آئے ہیں فریضہ جمعہ اور آکر تہ رتبہ ہیں مگر اس جگہ کے علماء اور عوام الناس کا خیال ہے کہ بعد ملک ہندوستان میں نصاریٰ کے تسلط کی وجہ سے فرض نہیں رہا بلکہ بالکل نہ پڑنا چاہیے ہمارا جمعہ پڑھنا اور ان کا اس پر تازہ کرنا ایک نمایاں جھگڑے کی صورت اختیار کر گیا تھا کافی تنازعات کے بعد حضرت مولانا مولوی خیر محمد صاحب جالندھری سے بیورو فیصلہ فتویٰ حاصل کیا گیا مولانا موصوف کے فتوے پر ان کے تنازعات بند ہوئے اور پرامن نماز جمعہ ہوتی رہی مگر شوشی قسمت سے ہمارے مقامی زمیندار رئیس عالم کی ایک مودی صاحب کے ساتھ جمعہ کے متعلق گفتگو ہوئی جس کی وجہ سے انہوں نے یہ فرمادیا کہ قصبہ ہڈا میں جمعہ کے متعلق میں مولانا موصوف کے فتوے سے رجوع کرنا ہوا اس نتیجہ پر پہنچے ہوں کہ بھیر پور میں تعریف مصر صادق نہیں آتی کیونکہ اکبر مساجد والی تعریف ضعیف اور مرجوح ہے اور حنفیہ احکام و اقامت حدود والی تعریف قوی اور مفتی ہے اور لاہور وغیرہ کے متعلق ان کا یہ خیال ہے کہ وہاں مجلس ریٹ وچہ وغیرہ ظالم و مظلوم کے تنازعات کا تصفیہ کرتے رہتے ہیں اور بھیر پور میں تحصیل دار بھی نہیں رہتا بلکہ لاہور میں نماز جمعہ فرض اور ہو سکتی ہے اور بھیر پور میں نہیں دئے تاکہ۔۔۔ و اسہ تاکہ ان ارشادات عالیہ سے سوئے ہوئے فتوہ پھر جاگ اٹھے اور عنقریب حالات مایوس کن پیدا ہونے والے ہیں عوام کی باہمی چہ پی گویاں ان فسادات کا پیش خیمہ ہیں مگر ہمارے رئیس عالم موصوف کا آپ پر اور مولانا خیر محمد صاحب جالندھری پر اعتماد و اعتقاد ہے کہ قصبہ ہڈا کی حالت کو دونوں حضرات چشم خود ملاحظہ فرما کر جو فتویٰ صادر فرمائیں باقیین تسلیم کروں گا لہذا التجا آنکہ جناب اپنے قیمتی لحاظ میں چند لمحے امیدواروں کے لئے موقوف فرما کر شکر

گزارش کا موقع پیش اور تشریف آوری کی تاریخ معین فرما کر منتظران کو مطمئن فرمائیں اور عند اللہ ماجور ہوں گے قبول اللہ ربہ عنہ شرف۔ نیز مفصل حالات سبھی محمد شریف معلم جماعت دورہ مسجد فتح پوری جو کہ قصبہ بڈا کا باشندہ ہے جناب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار رہا کہ اس کا کو بذریعہ مراسلہ مطلع کیا گیا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۲۹۳ اللہ دیا صاحب مدرس مدلل اس کو قصبہ بھیر پور ضلع مظفری

۲۶ شوال ۱۳۵۵ھ ۱۰ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۷۸) قصبہ بھیر پور جس کی حیثیت آپ نے اس کا مذکور پست پر تحریر فرمائی اس لائق ہے کہ اس میں جمعہ کی نماز لڑائی جائے مالا یسع اکبر مساجد پر بہت سے مشائخ حنفیہ نے فتویٰ دیا ہے تنفیذ احکام و اقامت حدود والی تشریف آج کل کسی شہر پر صادق نہیں ہے اور قدرت علی التصدیک کی تاویل بھی اقامت حدود میں صحیح نہیں کیونکہ حدود شرعیہ قانون مروجہ کے ماتحت ممتنع الاقامت ہیں کوئی حاکم حتیٰ کہ دیرائے بھی پر جم پر قدرت نہیں رکھتا قطع پر قدرت نہیں رکھتا اس لئے اس کو جواز جمعہ کے لئے مدار حکم نصرانہ کسی بھی طرح درست نہیں بہر حال بھیر پور میں جس کی حیثیت ایک قصبہ اور شہر کی ہو گئی ہے اس میں بغیر تردد جمعہ جائز ہے پہلے اس کی حیثیت کمتر ہوگی کہ گزشتہ زمانے میں علماء نے وہاں جمعہ نہیں پڑھا مگر اب جمعہ ترک کرنا درست نہیں (مولانا خیر محمد صاحب ایک اچھے معتبر عالم ہیں ان کو بلا کر اطمینان کر لیں خاکسار آنے سے معذور ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ہندوستان میں جمعہ فرض ہے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(سوال) نماز جمعہ اس وقت فرض کر کے پڑھی جائے یا نہ کیونکہ پنجاب میں خصوصاً لاہور میں بعض لوگ نماز جمعہ فرض نیت کر کے پڑھتے ہیں اور بعض صرف دو رکعت نماز جمعہ پڑھتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہندوستان پنجاب دار الحرب ہے بعض کہتے ہیں کہ دارالامان ہے اب تحریر فرمائیں جمعیت ۱۹۷۷ء الہند اس مسئلے کو اگر جمعہ نہیں ہوتا یعنی فرض نہیں ہے تو پھر نماز ظہر پڑھی جائے یعنی چار فرض ظہر کے پڑھے جائیں اور اگر یہ قطعی دلیل سے فرض میں ہے تو نماز ظہر کس لئے پڑھی جائے؟

المستفتی نمبر ۱۶۹۰ عبد اللہ بن صاحب خطیب مسجد دربار حضرت داتا گنج بخش (لاہور)

۱۵ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۳ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۷۹) جمعہ فرض قطعی ہے اور ہندوستان اگرچہ دار الحرب ہو پھر بھی یہاں اقامت جمعہ فرض ہے کیونکہ اقامت جمعہ کی کوئی قانونی ممانعت نہیں ہے پس یہاں جمعہ ہی ادا کرنا چاہیے نہ کہ ظہر کتب

فتاویٰ فقہیہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ بلاد علیہا ولایۃ کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمع والا عیاد فیہا ۱۔ اور اسی قسم کی تصریح فتح القدیر اور معراج الدرایہ وغیرہ سے منقول ہے رہا یہ کہ نیت میں دو رکعت نماز فرض جمع کہیں یا صرف دو رکعت نماز جمعہ تو اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ زبان سے فقط فرض کہنا لازم نہیں خیال اور ارادے میں اس کو فرض سمجھ کر پڑھنا چاہیے اور اوائے جمع کے بعد جو لوگ چار رکعتیں بیعت نظر احتیاطی پڑھتے ہیں یہ بھی من جہت اندیکل ثلاث نہیں ہیں۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدی

جس گاؤں میں پانچ سو گھر ہوں اور اشیاء ضرورت مل جائیں، جمعہ کا حکم

(سوال) ایک گاؤں میں تقریباً چار پانچ سو گھر کی آبادی مسلمانوں کی ہے ماکان تمام نیک سیرت پابند شریعت ہیں آبادی مذکورہ میں تین مساجد بڑی آباد ہیں اور سات مساجد آس پاس ہیں دکان بازار کچی کوچہ خرید و فروخت کھانے پینے کی اشیاء میسر ہیں جامع مسجد میں نماز جمعہ عرصہ سے جاری ہے اور نماز عیدین بھی عرصہ سے جاری ہے عید گاہ مذہب آبادی سے سب اور ایک عالم جمعہ کے روز وعظ و نصیحت فرماتے ہیں رونق اسلام کی خوب ہے اور ایک عالم نے آخر جمعہ مبارک کو روک دیا ہے اور نماز عیدین بھی روک دی ہے وہ صاحب فرماتے ہیں کہ گاؤں مذکورہ میں نماز عیدین و جمعہ جائز نہیں اگر کوئی پڑھے گا تو ر۔ اور مذہب بوکاں پر و عید ہے ایک صاحب فرماتے ہیں تارک پر و عید ہے ہم لوگ کون سارا است اختیار کریں المستفتی نے ۱۸۲۳ھ بمطابق ۱۲۴۱ھ (خلع قشمری) ۲۳ رجب ۱۲۵۶ھ ۲۹ ستمبر ۱۲۹۳ھ (جواب ۳۸۰) اس مقام میں جس کا حال سوال میں لکھا ہے کہ اس میں مجموعی تعداد مسجد کی اس سب اور آبادی میں تمام اشیاء ضروری مل جاتی ہیں بازار کچی کوچہ ہیں اور عرصہ دراز سے وہاں نماز جمعہ عیدین قائم ہے شبہ نماز جمعہ عیدین جائز ہے۔ حالاً یسع اکبر مساجد اہلہ اس تعریف پر بہت سے مشائخ نے فتویٰ دیا ہے اور امام محکم کی روایت پر با اتفاق عمل متروک ہے کیونکہ اجراء احکام اور تنفیذ حدود تو بہت سے ممالک عالمیہ میں نہیں چہ جائیکہ ہندوستان میں نیز فقہاء کی اس تصریح نے کہ دارالخبرہ میں بھی جمعہ واجب ملاتے بلاد علیہا ولایۃ کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمع والا عیاد فیہا مصر کی تعریف میں نظر انداز کرتی نہیں اور اس پر بہت سے مشائخ نے فتویٰ دے دیے ہیں اور آج کل اقامۃ جمعہ بہت سے مصالک منظمہ اسلامیہ کی وجہ سے اہم ہے اس لئے بھی اور اس نظر میں سے بھی کہ

(۱) فتاویٰ لولاء کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعہ وبیشیر القاضی قاضیا بتراض المسلمین الخ (رد المحتار باب الجمعة ۱/۴ ط سعید)

(۲) وفد الکتب مرآۃ بعد صلاۃ الاربع بعدها سبہ اخر طہر حروف اعتقاد عدم فرضیۃ الجمعة وهو الاحوط فی زمانہ الخ (الدر المختار باب الجمعة ۱/۴ ط سعید)

بعد قدیم کو بند کرنا بہت سے فتنے کا موجب ہوتا ہے۔ مالاشیخ والی روایت پر عمل کرنا لازم ہے۔ الحمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم۔ دہلی

۸۵۰ والی آبادی میں تھانہ بھی ہو تو جمعہ کا حکم

(سوال) گھاٹن کا کوئی آن سے تقریباً دو سو سال کا ہے تو جب سے یہ گھاٹن قائم ہوا ہے اس وقت سے یہاں پر عیدین کی نماز ہوتی ہے اور قرب و جوار سے لوگ بھی آکر شریک نماز ہوتے ہیں اور یہاں کی آبادی قریباً آٹھ سو ساڑھے آٹھ سو گھرانے کی ہے پولیس تھانہ ہے ریل ہے سرکاری اسکول ہے سوائے سبزی بھاتی کے ضرورت کی ہر شے مل جاتی ہے سبزی بھاتی بھی بھیجی مل جاتی ہے اور جب گھاٹن میں پیداوار ہوتی ہے تو ہمیشہ مل جاتی ہے مساجد تین ہیں اور یہاں کی بڑی مسجد میں اگر سب جمع ہوں تو سب نہیں آتے مسجد کے تین حصے ہیں بہ تین کا عرض و طول درج ذیل ہے حصہ اول کا طول دس ہاتھ عرض چودہ ہاتھ حصہ ثانی کا طول ساڑھے چودہ ہاتھ عرض پچھ ہاتھ حصہ ثالث کا طول ۲۶ ہاتھ عرض ۲۳ ہاتھ۔ حصہ ثالث صحن ہے باقی کنواں غسل خانہ وغیرہ علیحدہ ہیں تو کیا ان سب باتوں کے وجود یہاں پر نماز عیدین جمعہ جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۰۰۹ الحج کے ایس ایچ اے قدوسی صاحب

درجہ سامیہ کا کوئی میزان روزہ ۹ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۴ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸۱) قائم شدہ نماز عیدین اور نماز جمعہ اس موضع میں ادا کرتے رہنا جائز ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم دہلی

دوسو گھروالی آبادی میں چالیس سال سے عیدین ہوتی ہو تو جاری رکھیں یا نہیں؟

(سوال) تحصیل ملہ گنگ ضلع گنگل چر میں موضع گنگل واقع ہے جس میں تقریباً دو سو گھرانے کی آبادی ہے عرصہ دراز یعنی چالیس سال سے بھی زائد ہو چکے کہ عیدین کی نماز وہاں پڑھائی جاتی ہے جس میں وہاں کے باشندے اور گرد و نواح کے لوگ کثرت سے جمع ہو جاتے ہیں جس میں اکثر اس حور پر مواعظ منہ سے جمائے کو نہایت فائدہ ہوتا ہے اب تیرہ سال سے ایک مولوی صاحب نے اگر فرمایا کہ یہاں عید مبارک نہیں ہو سکتی یہاں عید پڑھانا ناجائز ہے لوگ بہت پریشان اور حیران ہیں اتنا عرصہ ہو گیا

۱) (المصنف) وهو لا یسبغ اکثر مساجدہ اہلہ المکلف بہ و عہدہ فہو اکثر الفقہاء الخ (رد المحتار) باب الجمعة ۱۳۷۲ ط سعید (۲) وفي المسألة "فلو تولوا کفاراً یحزرون للمسلمین، لقائمة الجمعة و یصیر القاصی قاضیا تراوی المسلمین" الخ (رد المحتار) باب الجمعة ۱۴۴۲ ط سعید

(۳) و استشهد له بما فی التحف عن الحلواني ان کسالى العواء اذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا یمنعون لانهم اذا صلوا کوہ اصلاً واد اوها مع مجاور اهل الحديث لها أولى من ترکها اصلاً الخ (رد المحتار) باب العیدین ۱۷۱ ط سعید

اور کسی مولوی نے ناجائز نہیں کہا حتیٰ کہ عید نہ پڑھی جائے تو نہ کسی اور شر میں شوق کر کے جائیں گے اور بہت خطرہ ہے کہ بہت جاں نہ ہو بکیم نہ کوئی ایسا معین وقت نظر آتا ہے کہ ان کو جمع کر کے وعظ حسن سنایا جائے مرنائی کر کے مطلع فرمایا جائے۔ عندا شرع ایسی جگہ عیدین کی نماز کو ممنوع کر دیا جائے یا کہ بطریق سبقت نماز پڑھی جائے۔ المستفتی نمبر ۲۰۱۱ فیض بخش صاحب (کھلم پور)

۹ رمضان ۱۳۵۶ھ ۴ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸۲) چالیس سال سے عید کی نماز اس موضع میں پڑھی جاتی ہے تو اب اس کو بند کرنا جائز نہیں کیونکہ اس میں دینی فتنہ ہے، لہذا عیدین کی نماز وہاں حسب دستور قائم رکھنی چاہیے اور جمعہ کی نماز بھی وہاں ہو سکتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

پھوٹے گاؤں میں جمعہ درست نہیں

(سوال) ایک موضع میں قریباً ۳۰ آدمی مصلیٰ ہیں اور ایک مسجد ہے جفتہ میں دو بار بڑی بازار لگتی ہے سامان ضروری مثلاً کفن وغیرہ ملتا ہے لہذا مصلیان نماز جمعہ بھی اس موضع میں ادا کرتے ہیں اور چھوٹی تقسیم کے لئے ایک قاری صاحب بھی مقرر ہیں اب اس موضع میں شرعاً جمعہ جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۰۱۲ مرزا عبد الستار (بازہ بھی)

(جواب ۳۸۳) اگر نماز جمعہ وہاں عرصہ سے قائم ہے تو اب اس کو بند کرنے میں مذہبی و دینی فتنہ ہے اس لئے اس کو موقوف کرنا درست نہیں بلکہ اس مسئلے میں امام شافعی کے قول یا امام مالک کے قول کے موافق عمل کر لینا جائز ہے (۱۰) محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

پھوٹی آبادی میں جمعہ درست نہیں

(سوال) دیہاتی آبادی سے پھوٹے پھوٹے گاؤں میں جہاں مسلمان کم تعداد میں ایک یا دو چار گھر آباد ہیں وہاں عیدین یا جمعہ کی نماز جائز ہے یا نہیں اگر انہیں دیہاتوں میں کوئی گاؤں مرکزی حیثیت رکھتا ہو اور وہاں تعداد بھی زیادہ ہے ہمیشہ جمعہ و عیدین کی نماز بھی پڑھی جاتی ہے تو کیا پھوٹے پھوٹے گاؤں والوں کا ویسا شرکت کرنا ناجائز نہیں ہے؟ المستفتی نمبر ۲۰۲۸ (ایم رفیق صاحب) (بنیاد)

۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸۴) ایسے پھوٹے پھوٹے گاؤں میں کہ ان میں صرف ایک یا دو چار گھر مسلمانوں کے ہیں

(۱) واستشهد له بما في التحسيس عن الحلواني ان كسالى العوام إذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا يسمعون لاهم: إذا سمعوا تركوها أصلاً وأدّوها مع تجوير أهل الحديث لها أولي من تركها أصلاً الخ (رد المحتار) باب العیدین ۱۷۱/۲ ط سعید

بعد کی نماز پڑھنا درست نہیں ہاں ان میں سے کوئی بڑا گاؤں جو مرکزی حیثیت رکھتا ہو اس میں اس پاس کے مسلمان مرکزی حیثیت سے جمع ہو سکیں اس کو جمعہ یا عیدین کی نماز کے لئے مقرر کر لینا بہتر ہے (۱)۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

### چھوٹی ہستیوں میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) ہستیوں میں جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو فقہاء کرام رحمہم اللہ کے مقرر کردہ شرائط کا کیا جواب ہے اور بعد ازان جمعہ احتیاطی ادا کرنا کیسا ہے؟  
المستفتی نمبر ۲۱۹۸ شیخ محمد عبداللہ صاحب (مظفر گڑھ) ۱۶ ذیقعدہ ۱۴۵۶ھ ۱۹ جنوری ۱۹۳۸ء (جواب ۳۸۵) چھوٹی ہستیوں میں نماز جمعہ حنفیہ کے نزدیک نہیں ہے (۱) لیکن انہوں نے جمعہ کی اہمیت کو قائم رکھتے ہوئے مصر کی تعریف میں یہاں تک تنزل کیا ہے کہ مالا یسع اکر مساجدہ اہلہ المکلفین بھا (۲) تک لے آئے حالانکہ ان کے اپنے اقرار (ہذا یصدق علی کثیر من القری) سے یہ تعریف بہت سے قری پر صادق آتی ہے پس نماز جمعہ کی اہمیت اور مصالح مہمہ عالیہ اسلامیہ کا مقتضی یہ ہے کہ نماز جمعہ کو ترک نہ کیا جائے اگرچہ امام شافعی کے مسلک پر عمل کے ہی ضمن میں ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

### (۱) شرک کی شرعی تعریف کیا ہے

### (۲) ہتھوڑے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) (۱) لحاظ شرع شہر کہے کتے ہیں (۲) جس موضع کی مسجد میں صرف بیس یا تیس تقریباً اس سے اور کم مجتمع ہوں کیا ایسے دیہات میں جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں اگر دیہاتوں میں ایسی حالت پر نماز جمعہ پڑھ میں تو حکم شرعی کیا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۴۰۴ بی پارخاں صاحب (فیض آباد)

۳ رجب ۱۳۵۷ھ ۳۰ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۸۶) (۱) جمعہ کے مسئلے میں شہر سے مراد ایسی ہستی ہے جہاں ضرورت کی چیزیں مل جاتی ہوں تھانہ یا تحصیل اور ڈاکخانہ ہو کوئی عالم یعنی مسائل ضروریہ بتانے والا اور کوئی معالج موجود ہو (۲)۔

(۱) وفما ذکرنا إشارة إلى أنه لا تحوز فی الصغيرة التي لبس فيها قاص و من الخ (رد المحتار) باب الجمعة (۱۳۸۰۲)

(۲) (انضاً)

(۳) (الرد المحتار) باب الجمعة ۱۳۷۴ ط سعید

(۴) عن أبي حنيفة أنه بلدة كبيرة فيها سكنت وأما في ولها رساتيق وفيها وال يقدر على انصاف المظلوم من الظالم (رد المحتار) باب الجمعة ۱۳۷۴ ط سعید

(۲) - حنفی: جب کے موافق ایسی چھوٹی ہستی میں جمعہ جائز نہیں (۱) مگر آج کل حنفی اس مسئلے میں شافعی مذہب کے اوپر عمل کرتے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کا لفظ "وہی"

بندوستان میں جمعہ فرض ہے

(سوال) بعض حضرات کہتے ہیں کہ فی زمانہ ملک بند میں اداء جمعہ فرض نہیں کیونکہ شرائط ادا جو شریعت نے مقرر فرمائے ہیں مثلاً امیر اور قاضی جو اجراء احکام شرعی کا کر سکتا ہو، یہ مفقود ہیں لہذا نماز جمعہ باقیدہ و بلا لحاظ فرض مطلق نماز کی نیت سے ادا کرنا چاہیے اور بعد کو نماز ظہر بنا کر احتیاط پر حاضر ضروری ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ نماز جمعہ کو فرض کی نیت سے پڑھنا درست نہیں اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ جمعہ پر نیت فرض پڑھنا ضروری ہے اور احتیاطی پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں اور شرط امیر و قاضی کے واسطے علماء اور حکماء وقت کفایت کر سکتا ہے کیونکہ مسئلہ مذکور شدت سے زیر بحث ہے اور عوام کو یقین عمل میں نہایت مضائقہ اور انصراف واقع ہے لہذا حسبہ اللہ بعدتر موافق اہل سنت و الجماعت مدلل مفصل راہ عمل کی ہدایت بطور ارفاء فرمایا جائے تو امن عامہ اور اجراء میں کاباعت ہو گا۔

المستفتی نمبر ۲۴۱۳ محمد شاہ صاحب (جہلم) ۲۳ دسمبر ۱۳۵۷ھ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۵ء  
(جواب ۳۸۷) فقہاء حنفیہ نے تصریح کی ہے کہ جن بلاد میں کافروں کی حکومت ہو وہاں بھی مسلمان نماز جمعہ ادا کر سکتے ہیں بلاد علیہا ولایة کفار يجوز للمسلمین إقامة الجمع والا عیاد فیہا ۱۰۰ (رد المحتار نقلاً) (یعنی) اس سے صاف ظاہر ہے کہ سلطان اسلام کی شرط کو نظر انداز کر دیا گیا اور جو نماز جمعہ کا حکم دے دیا گیا ہے اسی پر امت کا عمل ہے پس جمعہ کی نیت سے نماز پڑھنا چاہیے اور ظہر احتیاطی کی ضرورت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کا لفظ "وہی"

دوسو آبادی والے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک موضع سرینداریہ است اور جس کی آبادی قریب دو سو آدمیوں کی ہے ان میں سے دوسری قوموں کے صرف پچیس تیس آدمی ہیں بقیہ سب مسلمان ہیں پہچانہ نماز کی قریب پچاس آدمی ہیں اس گاؤں میں سنگم ہے کہ جس پچیس سال قبل جمعہ ہوتا تھا یہاں کے باشندگان کو نماز جمعہ کی سخت تکلیف ہوتی ہے جس مقام پر قدیم جمعہ ہوتا چلا آتا ہے وہ اس گاؤں سے تین چار کوس کے فاصلے پر ہے وہاں نماز جمعہ کی ادا کی کے لئے جانا اور واپس آنا اس میں بہت تکلیف ہوتی تھی تمام دن بیکار ہو جاتا تھا

(۱) و ہما ذکرنا إشارة إلى انه لا محور فی الصلوة الى لس فیہا قاض و منبر و خطیب الخ (رد المحتار، باب الجمعة ۱۳۸ ط سعید)

(۲) (رد المحتار، باب الجمعة ۱۴۴ ط سعید)

اس گاؤں میں صرف ایک مسجد ہے اس میں جو مقررہ امام ہے سال بھر سے جمعہ پڑھانا شروع کر دیا ہے دس بارہ آدمی کسی جمعہ میں باہر کے بھی آجاتے ہیں جمعہ کی نماز میں بلاشبہ ہر جمعہ کو اندازاً چالیس پچاس آدمی ہو جاتے ہیں لہذا در وقت طلب امر یہ ہے کہ اس گاؤں میں جمعہ قائم کرنا چاہیے یا نہیں اور آیا یہ ایک سال سے جو جمعہ ہو رہا ہے اس کو بند کر دیا جائے یا جاری رکھا جائے؟

المستفتی نمبر ۲۶۸۲ شموہ حسن ناس وغیرہ (ریاست الور) ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ ۶ اگست ۱۹۳۱ء (جواب ۳۸۸) جمعہ بند نہ کیا جائے جاری رکھا جائے اور سب لوگوں کو لازم ہے کہ اتفاق سے رہیں آپس میں اختلاف کرنا بیستہ رہا ہے۔

قلت وهذا وان كان غير موافق لما عليه الحنفية ولكنه اشد موافقة لمصالح الاسلامية والاجتماعية خصوصا في هذا القطر وفي هذا الزمان فان اعداء الاسلام يظفرون بمقاصد هم المشيئة في قرى لا تقام فيها الجمعة ويخبيون في مواضع اقامة الجمعة والتوفيق من الله عز وجل وحفاظة الاسلام خير من الاصرار على تركها والمسئلة مجتهد فيها ۱۱ محمد كفايت الله كان الله له دلي

### ۱۲۸۰ آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم

(سوال) ایک گاؤں جس کی کل آبادی دو سو پچھتر تھیں اور بارہ سو اسی آدمیوں پر مشتمل ہے نیز چند دکانیں بھی موجود ہیں جن سے معمولی نمک مریخ وغیرہ کی ضرورتوں کا انصرام ہو جاتا ہے وہں کیا اس گاؤں میں لگائے اصول مقررہ مذہب حنفی جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور کیا اتنی آبادی پر تفسیر مصر حسب اصول فقہاء حنفیہ (کثر ہم اند تعالیٰ) صادق آتی ہے یا نہیں اور اتنی آبادی میں اگر جمعہ کی نماز ادا کی جائے تو ظہر سا قط ہو جائے گی یا مذہب باقی رہے گی مصر یا قریہ کبیرہ کی وہ تعریف مذہب حنفی کے اصول مقررہ کے موافق جمہور فقہاء حنفیہ کے نزدیک مسلم ہو تحریر فرمائی جائے صورت مسئولہ بالا میں محض امام اعظم کا مذہب درکار ہے امت کے کسی دوسرے محقق کی تحقیق کی بنا پر رخصت اور گنجائش مقصود نہیں علم فقہ کے مشہور معتبر متن قدوری میں ہے۔ لا تصح الجمعة الا في مصر جامع او في مصلی المصر ولا يجوز في القرى (۱) یعنی جمعہ کی نماز مصر جامع میں یا مصلی مصر میں درست ہے اور گاؤں میں درست نہیں ہوتی کیا مذہب حنفیہ کے اصول مقررہ کے موافق صحیح ہے اور ہم مقلدین مذہب حنفیہ کو اس پر عمل کرنا لازم ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۷۰۷ شبیر احمد صاحب۔ نوح (کوڑگاٹون) ۲۰ صفر ۱۳۶۱ھ ۹ مارچ ۱۹۳۲ء

(۱) یہاں تہذیب مذہبی ہے۔ "صلوات کی وجہ سے تو ان اختیار کیے گئے اور یہ حضرت کی ذاتی رائے اور تقدیر و تہذیب کا فہم۔ (۲) باب الجمعة ۳۱ طہود محمد (اصح المطابع کراچی)



(جواب ۳۸۹) یہ صحیح ہے کہ حنفیہ کا مذہب یہی ہے کہ نماز جمعہ کے لئے مصر شرط ہے گاؤں میں نماز جمعہ نہیں ہوتی لیکن مصر کی تعریف میں جو قدر بھی منزل فقہاء و مشائخ حنفیہ کرتے رہے ہیں وہ بھی ہرے سامنے ہے پسے ظاہر روایت کی بناء پر مصر کی تعریف یہ تھی کہ مصر وہ مقام ہے کہ جہاں امیر اسلام ہو اور حدود شرعیہ کی حیثیت اور احکام اسلام کا اجراء ہو ظاہر ہے کہ اگر اس تعریف کا اعتبار کیا جائے تو آج دہلی لاہور اور ہندوستان کے کسی بڑے سے بڑے شہر میں بھی جمعہ جائز نہیں کیونکہ اس تعریف کے بموجب کوئی شہر مصر نہیں اس لئے فقہاء کرام نے امام ابو یوسف کی دوسری تعریف۔ مالا یسع اکبر مساجد اہلہ المکلفین بھا کو معتبر اور معمول اور مفتی بہ بنایا اور فقہاء کا خود اقرار ہے کہ یہ تعریف بہت سے قرنی پر صادق آتی ہے و هذا یصدق علی کلّ من الفوی ۱۰ (رو المختار) پس اگر مسئول عنہ موضع پر یہ تعریف صادق آتی ہو کہ اس میں کم از کم دو مسجدیں ہوں اور ان میں سے بڑی مسجد میں موضع کے مکلفین بالجمعہ نہ سانسیں تو اس میں مذہب حنفی مفتی بہ کے موافق نماز جمعہ جائز ہے اور امام ابو حنیفہ کے قول اور ان سے جو تعریف مصر مروی ہے اس کے موافق تو دہلی و لاہور میں بھی جائز نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدوہی

(۱) متعدد مساجد میں جمعہ جائز ہے

(۲) جمعہ کے لئے کیا شرائط ہیں؟

(۳) نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر کا حکم

(سوال) (۱) ایک گاؤں میں چوبسپانچ (۶۰۵) گھر ہیں دو جگہ یا اس سے زائد جمعہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) جمعہ باشرائط ہے یا باشرائط پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(۳) جمعہ کی نماز کے بعد فرض احتیاطی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۸۷۲ راہ فیروز خاں (جہلم) یکم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۹۰) (۱) جس مقام میں جمعہ کی نماز پڑھنی جائز ہے وہاں دو جگہ بھی پڑھی جائے تو درست ہے (۲) لیکن اگر وہ بستی زیادہ جزی نہ ہو اور ایک مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے میں دشواری نہ ہو تو ایک ہی جگہ ادا کرنا افضل ہے کیونکہ جمعہ کی نماز میں جمال تک ممکن ہو تو عدد نہ ہونا چاہیے اور ضرورت تعدد

(۱) باب الجمعة ۴/ ۱۳۷ ط سعید

(۲) المصر وهو مالا یسع اکبر مساجد اہلہ المکلفین بھا وعلیہ فتویٰ اکثر الفقہاء (الدر المختار) باب الجمعة

۱۳۷/۲ ط سعید

(۳) و تودی فی مصر واحد مو صبح کبیرة مطنقا علی المذہب و علیہ الفتویٰ (الدر المختار) الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط

سعید

کی ہو تو تعدد بلا کراہت جائز ہے اور بلا ضرورت تعدد ہو تو خلاف افضل ہے۔

(۲) جمعہ کی شرطیں ہیں جب وہ شرطیں پائی جائیں تو جمعہ کی نماز پڑھنا فرض ہے (۱) اور اگر شرط نہ پائی جائے تو پھر جمعہ کی جگہ ظہر یا جماعت پڑھی جائے یہ سوال مبہم ہے جس شرط میں کلام ہو اس کو صاف صاف تحریر کر کے اور اس کی صورت بیان کر کے دریافت کرنا چاہیے۔

(۳) اگرچہ جمعہ کی نماز کے بعد ظہر احتیاطی کی بعض فقہاء نے اجازت دی ہے مگر صحیح اور قوی قول یہ ہے کہ ظہر احتیاطی کوئی ثابت شدہ نماز نہیں ہے اس لئے اس کا ترک اس کے فعل سے اولیٰ ہے اور محققین کا اس پر توافق ہے کہ عام طور پر اس کا فتویٰ اور حکم نہ دینا چاہیے اور اگر کوئی اس کا قائل نہ ہو اور نہ پڑھے تو اس پر کوئی الزام اور اعتراض نہیں ہو سکتا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ له دلی

## ۲۵ گھر والی آبادی میں جمعہ کا حکم

(سوال) اعظم پور میں قریب ۲۰-۲۵ گھر مسلم آباد ہیں قربانی ہر سال ہوتی ہے چھوٹی سی مسجد ہے بیچ وقت نماز میں دو تین افراد اور نماز جمعہ میں دس بارہ افراد شرکت کرتے ہیں عیدین بھی وہیں ادا کرتے ہیں۔ المستفی محمد اور لیس اعظمی اپریل ۱۹۵۱ء

(جواب ۳۹۱) اعظم پور چھوٹا سا موضع ہے اس میں جمعہ کی نماز نہ پڑھنی چاہیے اور اگر کوئی دینی مصلحت ہو کہ وہاں جمعہ پڑھنا مناسب ہے تو پھر حنفیہ کے نزدیک تو جمعہ جائز نہیں دیگر ائمہ کے قول کے موافق پڑھ لیں تو گنجائش ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ له دلی

## اقامت جمعہ کے متعلق ایک خط کا جواب

(سوال) متعلقہ اقامت جمعہ جواب مکتوب حضرت مولانا میرک شاہ صاحب کشمیری (جواب ۳۹۲) مکرئی محترمی دام فضیلم۔ بعد سلام مسنون۔ فتویٰ مرسلہ پہنچا مولانا اس مسئلے میں میرے پیش نظر یہ بات ہے کہ ہمارے فقہاء حنفیہ نے اقامت جمعہ کو اس قدر اہم لکھا ہے کہ ظاہر روایت کی تمام شرائط کا گنا گھونٹ کے ان کو کالعدم بنادیا شرطیت مصریقین متفق علیہ ہے یعنی متون اس پر متفق ہیں لیکن مصرکی تعریف ظاہر الروایۃ میں یہ تھی کہ وہاں امیر و قاضی ہو جو حنفیہ احکام و اقامت حدود کرتا ہو لیکن اسلامی زمانے میں ہی حنفیہ احکام و اقامت حدود میں سستی واقع ہوئی تو انہوں

(۱) و بشرط یصحها سبعة اشياء الأول المصر الخ (الدر المختار) مات الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید  
(۲) قال فی البحر "وقد أنفبت مراراً بعدم صلاة الأربع بعدها ببة آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة" وهو الاحتياط فی زماننا الخ (الدر المختار باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید)  
(۳) و فیما ذکرنا الإشارة إلى انه لا تحوز فی الصغرة التي ليس فيها قاض و مبر و خطيب الخ (رد المختار) باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید

نہ یہ دیکھ کر کہ جمعہ بند ہو جائے گا فوراً بغض و یقیم کی جگہ بقدر علی التنفید والإقامة کر دیا اور جب بلاد اسلامیہ پر کفار کی حکومت ہو گئی تو انہوں نے بلاد عیبہا ولأمة کفار یجوز للمسلمین إقامة الجمع والا عیاد فیہا ۱۔ کہہ دیا جتنی ظاہر روایت کی تشریف کے بموجب وہاں مصریت باطل ہو جانے کے بعد بھی جمعہ قائم رکھا ہی طرح سلطان کی قید و شرط کا گنا گھونٹ دیا اور سب سے آخر میں مالایا سمع اکبر مساجدہ اہلہ ۲ کہہ کر اور بلاد محکومہ کفار میں اجازت دیکر دونوں شرحوں کو حتماً باطل کر دیا اس کے علاوہ شرطیت مصر و جوہر جمعہ کے نئے تو صحیح لیکن جواز کے لئے بھی ہو یہ میں نہیں سمجھ سکا اور اس زمانے کی ضروریات اس کی مقتضی ہیں کہ اگر حقیقی مذہب کی رو سے کسی طرح بھی اجازت نہ نکلے تو دوسرے امر کے نہ مذہب پر ہی عمل کر کے دیہات میں اقامت جمعہ سے نہ روکا جائے اور قائم شدہ جمعہ کو بند کرنا تو ہیئت خط ناک چیز ہے ہم از کم میں اس کی جرأت نہیں کر سکتا اور ایک مجتہد فیہ مسئلے میں ترک ظہر کی بناء پر مسلمانوں کو فاسق یا نناہ گار سمنا امر عظیم ہے امید ہے کہ مزاج مقدس ظہر ہو گا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ - ۵ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ شنبہ - ۲۹ فروری ۱۹۳۶ء

جمعہ میں کم از کم تین مقتدیوں کا ہونا ضروری ہے

(سوال) متعلقہ تعداد مقتدیوں نماز جمعہ

(جواب ۳۹۳) نماز جمعہ میں - ابوہام کے اگر تین مقتدی ہوں تو نماز جمعہ جائز ہے جماعت کے لئے تین مقتدیوں کا ہونا کافی ہے ۱۰ محمد کفایت اللہ کان اللہ - دہلی

(۱) شرائط جمعہ پائی جائیں تو جمعہ پڑھا جائے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(۲) مصر اور فنائے مصر کی تشریف متعین ہے یا نہیں ؟

(المجمیعہ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) (۱) اگر شرائط و جوہر یاوائے جمعہ میں اشتباہ واقع ہو تو کیا صلوٰۃ جمعہ کو ترک کریں گے اگر ترک کریں گے تو ظہر پڑھیں گے یا نہیں (۲) ایک قصبہ کی آبادی دو ڈھائی سو تک ہے تو اس میں صلوٰۃ جمعہ جائز ہے یا نہیں ؟ اگر جائز ہے تو اگر اس میں تین مسجدیں یا زیادہ ہوں تو سب مسجدوں میں پڑھیں گے یا ایک میں ؟ (۳) وہ کون سا شہر ہو گا جو جامع الشرائط ہو اور اس کے گھروں کی تعداد بھی معلوم و مقدر شرعی ہو ؟ (۴) جس گاؤں میں تیس یا تیس گھر ہوں اس میں اقامت جمعہ ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ (۵)

(۱) (النور المختار) باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید

(۲) (رد المحتار) باب الجمعة ۱۴۴ ط سعید

(۳) والسادس الجماعة وأقلها ثلاثة رجال ولو غير الثلاثة الذين حضروا الخطبة سوى الإمام بالنص لأنه لا بد من الذكر وهو الخطيب و ثلاثة سواء الخ (النور مع شرحه) باب الجمعة ۱۵۱/۲ ط سعید

وہ کس قدر فاصلہ ہے جو فارق المصryn ہو؟

(جواب ۳۹۴) شرائط وجوب اور شرائط ادا کا پورا فیصلہ کر کے رائے قائم کرنی چاہیے اور پھر صرف جمعہ یہ صرف ظہر پڑھنی چاہیے دونوں نمازیں پڑھنے کے کوئی معنی نہیں جس قبیلے میں تین مسجدیں ہوں اور بڑی مسجد میں وہاں کے مکتبہ جامعہ اشخاص نہ سہ سکیں تو وہاں جمعہ پڑھا جائے، نمبر ۳۳۳ کا جواب یہ ہے کہ نہ کوئی تعریف متفق ملیہ ہے نہ کوئی تعدد لوگوں کی معین ہے نہ کوئی فاصلہ معین ہے (۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ

جس گاؤں کو مرکزی حیثیت حاصل ہو وہاں جمعہ کا حکم (المجموعہ سورہ ۵ مئی ۱۹۳۵ء)

(سوال ۱) ایک قریہ میں ایک جامع مسجد زیر تعمیر ہے مسلم آبادی کا مرکز ہے۔ بھد سے زائد دکانات کا بازار ہے محل اسکول 'تھانہ' ڈاکخانہ وغیرہ واقع ہونے کی وجہ سے صد ہا نمازی موجود رہتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے شرعی حکم کیا ہے جو عدم جواز کے شبہ یا بہانہ سے جمعہ کے دن تہرک الجماہر رہتے ہیں؟ (جواب ۳۹۵) ایسے مقام میں جس کا ذکر سوال میں کیا گیا ہے نماز جمعہ جائز ہے (۲) جو لوگ کہ وہاں جمعہ کو ناجائز سمجھ کر نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوتے ان کے ساتھ کوئی سختی نہیں۔ حتیٰ چاہیے کہ ان کا خیال بھی نہ بنی وجوہ پر مبنی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ایک موضع میں اقامت جمعہ کی تحقیق

(۲) مسلم بادشاہ نہ ہو مسلمان اپنا امیر بنالیں

(۳) ہندوستان میں جواز جمعہ کے لئے "وقایہ" سے استدلال

(۴) "عمدہ الرعاۃ" کی طرف منسوب عبارت کا مطلب

(سوال ۱) (۱) زید ایک ایسے موضع میں جمعہ پڑھتا ہے جس میں نو مسجدیں ہیں اور تعدد اکثر مسلم عاقدان بالخان پر مشتمل ہے جو چاہے لایسع اکثر مساجد کا مصداق ہے زید کا حقیقی اور اسلامی درس گاہ سے سند یافتہ اور لوگوں میں معتد ملیہ ہے کیا زید کو حق ہے کہ جمعہ قائم کرے (۲) بصورت نہ

(۱) البصر وهو ما لا یسع اکثر مساجد اہل المسکنین بها و علیہ فتویٰ اکثر الفقہاء الخ (الدر المختار) جمعہ ۱۳۷/۲ ط سعید

(۲) اعلم ان بعض المحققین اهل الترحیح اطلق القاء عن تعدیه بمسافة والتعریف أحسن من التحدید لانه لا یوجد ذلك فی کل مصر وإما هو بحسب کثر المصر وصغره الخ (رد المختار) باب الجمعة ۱۳۹ ط سعید

(۳) وتقع فرصا فی القصبات والقری لکثرة النبی فیها أسواق (الدر المختار) باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید، وعن امی حنفیة انه بلدة کبيرة فیها سکنت وأسواق ولها رساتیق و فیها وال یقدر علی انصاف المطلوب من الطالع الخ (رد المختار) باب الجمعة ۱۳۷ ط سعید

ہونے بادشاہ اسلام کے جو ایک شخص پر اتفاق کیا جاتا ہے اس میں شر کے کل افراد کی رائے ہی ضروری ہے یا بعض کی؟ یا اکثر کی؟ (۳) بوجہ نہ ہونے بادشاہ اسلام کے اور تعریف اول مصر کہ کل موضع لہ امیر وقاضی ینفذ الاحکام و یقیم الحدود زید پر مبتدع ہونے کا فتویٰ دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ صورت اول ہندوستان کے اہل سنت والجماعت اسی روایت و قایہ کو اعتبار دیکر ہر مصر میں نماز جمعہ کیوں پڑھا کرتے ہیں؟ (۴) نیز صاحب عمدہ الرعاۃ نے ہلاذ تحت الذی الکفرہ میں شرط سلطان کو ضروری جاننے والے کو فضل و اضل سے منصوب کیا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ حالانکہ سب کتب فقہ حنفیہ میں سلطان کا شرط بلا کسی قید کے موجود ہے۔؟

(جواب ۳۹۶) (۱) ایسے موضع میں اقامت جمعہ جائز ہے اس موضع میں اقامت جمعہ کرنے والا قابل امتزاض اور مستحق ملامت نہیں (۲) موجود زمانے میں شرط سلطان کی جگہ مسلمانوں کا اتفاق کر لینا کافی سمجھا گیا ہے اور اتفاق کے لئے مسجد کے نمازیوں کا اپنے امام پر اتفاق کافی ہے کیونکہ بڑے شہروں میں متعدد جگہ مساجد میں جمعہ قائم ہوتا ہے اور تمام شہر یا اکثر شہر کے مسلمانوں کا اتفاق تمام امہ مساجد کے لئے نہ آسان ہے اور نہ اس کی کوئی ضرورت ہے (۳) قایہ کی روایت اکثر علما کے نزدیک معمول اور مفتی بہا ہے اور اس پر شبہ کرنے کی کوئی مضبوط اور مستحکم وجہ نہیں ہے (۴) یہ تحقیق مولانا بحر العلوم کی طرف منسوب کرنی چاہیے کہ انہوں نے رسالہ الارکان میں تحریر فرمائی ہے مولانا عبدالحی صاحب نے عمدہ الرعاۃ میں رسالہ الارکان سے ہی نقل کی ہے اور ان کی یہ ذاتی رائے ہے جو اکثر علمائے حنفیہ اور فقہاء کے خلاف ہے شرطیت سلطان کے لئے مولانا عبدالحی نے جو آثار اسی حاشیے میں نقل فرمائی ہے وہ کافی ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

### موضع پیر جی میں جمعہ کا حکم

(ہائیکہ مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) ہمارے گاؤں موضع پیر غنی ایک مسلمان رئیس اعظم کی واحد ملکیت ہے جس کی تمام آبادی ایک سو ستر گھروں پر مشتمل ہے اور تمام آبادی سوائے چند ہندو کا نہادوں کے اہل اسلام کی ہے اور تین بستیاں اہل اسلام کے اس کے جوار میں ایک میل کے حدود کے اندر آباد ہیں خاص پیر غنی میں دو پختہ مسجدیں ہیں اور تمام آبادی حنفی للذہب مسلمانوں کی ہے اس گاؤں میں ہندو اور مسلمانوں کی سات دکانیں ہیں

(۱) المصر وهو ملا یصح اکثر مساجدہ اہلہ المکملین بها و علیہ فتویٰ اکثر الفقہاء الخ (الدر المختار ۱۳۷/۲ ط سعید)

(۲) فلو الولا کفاراً يجوز للمسلمین إقامة الجمعة ویصیر القاضی قاضیاً بمرأی المسلمین و یحب علیہم ان یتمسوا و الیا مسلماً الخ (رد المختار باب الجمعة ۱۴۴/۲ ط سعید)

(۳) (ایضاً)

جن میں کافی خرید و فروخت ہوتی ہے اور گاؤں کی ضرورت کی تقریباً تمام اشیاء ان میں میسر ہوتی ہیں ان حالات میں ہم کو جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۹۷) اس سببی میں جمعہ پڑھنا جائز ہے حنفیہ کے مذہب میں بھی اس کی غنچہ نش ہے کیونکہ وہ مصر میں مالایسع اکبر مساجدہ پرست سے فقہائے حنفیہ نے فتویٰ دیا ہوا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دلی

ہندوستان کی ہستیوں میں جمعہ کا حکم

(مجموعہ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) حیدر آباد دکن راجپور اور دیگر مسلمان ریاستیں جو ہندوستان میں ہیں انہیں کے جیسے اختیارات مثلاً ٹیل پھانسی برہمن وغیرہ ہندو ریاستوں کو ملتی ہیں اور بڑی سے بڑی بڑودہ بشمیر گوالیہ اندور اور چھ اور چھوٹی ریاستیں جو مشرقی شملہ میں ہیں مثلاً کوٹھار جس کی کل آبادی ۱۵۰ ہے اور انڈر دھائی کیوٹھل جس کی کل آبادی ۵۰۰ ہے خیور، نیرھی اور جیل وغیرہ بھی ایسے اختیارات رکھتے ہیں اب ان شہروں میں جو مسلمان آباد ہیں ان کے لئے نماز جمعہ ظہر سے رائج ہے یا نہیں ان پر مبنی ریاستوں کی راجہ حائی شریا قصبہ یا گاؤں کس چیز میں شمار ہیں۔

(جواب ۳۹۸) ہندوستان تمام کا تمام فیہ مسم جنی انگریزوں کے زیر حکم ہے ان صرح ہندو ریاستیں بھی اسی حکم میں ہیں جس ریاست میں مسلمانوں کو نماز جمعہ ادا کرنے سے ممانعت نہ کی جاتو وہاں جمعہ پڑھنا رائج ہے اسی یہ بات کہ کس مقام کو شہر کہا جائے تو یہ تو مصر کی مختلف تقریفوں کے لحاظ سے قدرے مختلف ہو سکتا ہے ہم جس جگہ کم از کم دو مسجدیں ہوں وہ ان میں سے بڑی مسجد میں وہاں کے مسلمان مکلف جمعہ نہ سمائیں وہ شہر کا حکم رکھتی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ

۲۰۰۰ سے زائد آبادی والے گاؤں میں جمعہ

(مجموعہ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) ہمارے ضلع میں چار مواضع بڑے بڑے ہیں آبادی ان مواضع کی کل دو ہزار سے زائد ہے اور مسلمانوں کی تعداد ہزار سے زائد ہے اور چار چار پانچ پانچ مسجدیں ہیں اور نماز جمعہ بھی سورس سے

(۱) لمصر وهو لا یسع، کبر مساجدہ ہلہ لمکلفین بہا، و علیہ فتویٰ اکثر الفقہاء، الخ (رد المحتار ۱۳۷/۲ ط سعید) و تقع فرص فی الفصائل والفری الکبیرہ الی فیہا، سو فی الخ (رد المحتار باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید) (۲) فلو الولاء کفار، یحور للمسلمین اذمة لجمعة ویبصر القدسی قاضیا برأی المسلمین ویجب علیہم ان یتمسکوا والیا مسلما الخ (رد المحتار باب الجمعة ۱۴۴، ۲ ط سعید) لمصر وهو مالایسع اکبر مساجدہ اہلہ لمکلفین بہا، و علیہ فتویٰ اکثر المعنیاء، الرد المحتار باب الجمعة ۱۳۷ ط سعید

جاری ہے ہر چند روز سے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہاں جمعہ جائز نہیں ہے۔؟

(جواب ۳۹۹) سو برس سے قائم شدہ جمعہ کو بند کرنا منہاں مہمہ اسلام کے خلاف ہے اور جب کہ مواضع کی آبادی بھی زیادہ اور مساجد بھی متعدد ہیں اور مکلف باجمہ یوں مسجد میں شامل نہیں ہو سکتے تو حنفی مذہب کے بموجب بھی ان مواضع میں جمعہ جائز ہے ایسی حالت میں منع کرنے والے غلطی کر رہے ہیں ہاں پڑھنے والوں کو بھی نصیحتیں پر تشدد نہ کرنا چاہیے جو نہیں پڑھتے ان سے تعرض نہ کریں،  
محمد کفایت اللہ کا لہ۔

مصر کی تعریف میں ”مال یسع اکبر مساجدہ“ کی شرط  
(الجمعیۃ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) مصر کی مختلف تقریظوں میں سے کیا یہ بھی صحیح ہے کہ جس جگہ کم از کم دو مسجدیں ہوں اور ان میں سے بڑی مسجد میں وہاں کے مسلمان مکلف نہ سانس لیں تو وہ شرع ہے۔

(جواب ۴۰۰) ہاں یہ تعریف بھی مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بھا بہت سے فقہائے عظام کے نزدیک معتبر اور مشفق ہے اس لئے اس کے موافق عمل کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کا لہ۔

## فصل سوم - خطبہ واذان خطبہ

غیر عربی میں خطبہ خلاف سنت ہے

(سوال) خطبہ بموجب عیدین میں اردو فارسی یعنی غیر عربی نظم یا نثر بطور وعظ کے پڑھنا درست ہے یا نہیں اور اگر درست ہے تو فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب اور خالص عربی میں پڑھنا وجود یکہ لوگ سمجھتے بھی نہ ہوں بہتر ہے مختلط عربی اور غیر عربی سے خصوصاً جب کہ لوگ خالص عربی پڑھنے پر اعتراض کریں اور خالص عربی پڑھنے والوں کو غیر مقدس کا التزام لگائیں اور اس کو غیر عربی پڑھنے پر مجبور کرتے ہوں اور نابز ہے ”کیا حرام یا مکروہ تحریمی یا تنزیہی؟“ مع حوالہ کتب فقہ تحریر فرمائیں۔ یہود تو جرو۔

(۱) ولنع فر صافی القصاصات والفری الکبیرۃ الی فیہا أسوی الخ (رد المحتار باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید) واستشهد له بما فی النجس عن الجنائی أن کسالی العوام إذا صلا الفجر عند طلوع الشمس لا یمنعون لأنہم إذا معوا لہ کوہا أصلاً و آذانہا مع تحویر اہل الحدیث لہا ولی من ترکہا أصلاً الخ (رد المحتار باب العیدین ۱۷۱/۲ ط سعید) (۲) (الدر المختار باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید)

(جواب ۴۰۱) سامعین خواہم ہیں زبان عربی بول یا نہ بول اردو فارسی یا کسی زبان کی نظم میں ڈھبہ پڑھنا مکروہ ہے حضرت رسول مقبول ﷺ فدائے اہل ملی سے و نیز آپ کے صحابہ سے غیر عربی میں خطبہ پڑھنا منقول نہیں تھا تا کہ امام جوہر نے خطبہ کی عربی زبان سمجھنے سے قاصر تھے زمانہ صحابہ میں بشرت داخل و ازہ اسلام ہوئے تھے لیکن کسی صحابی سے منقول نہیں کہ انہوں نے عربی کے سوا کسی اور زبان میں خطبہ پڑھا ہو خطیب پر یہ زم نہیں سامعین کو سمجھانے کے لیے غیر عربی میں خطبہ پڑھے یہ تو خواہ سامعین کی کمزوری ہے کہ عربی زبان سے واقف ہیں۔

فی مجموعة الفتاوى لمولانا المکوی فلاح عن اکادہ الفاس فی اداء الادکار بلسان الفارس الکراهة انما هی لمخالفة السنة لان السیاسة واصحابہ قد خطوا دائما بالعربية ولم یقبل عن احد منهم انهم خطبوا خطبة ولو خطبة عبر الحصة بعبر العربية استہی وفيه الخطبة بالفارسية التي احدثوها واعتقدوها حسا لیس الباعت اليها الا عدم فهم العجم اللغة العربية وهذا الباعت قد کان موجودا فی عصر خیر البرية وان کان فيه استنساخ فلا استنساخ فی عصر الصحابة والمابعین ومن تعهم من الائمة المجتہدین حیث فتحت الا مضار الشاسعة والديار الواسعة واسلم اکثر الحش والروم والعجم وغيرهم من الا عجم وحضروا مجالس الجمع والا عیاد وغيرها من شعائر الاسلام وقد کان اکثرهم لا یعرفون اللغة العربية ومع ذلك لم یخطب احد منهم بعبر العربية ولما ثبت وجود الباعت حتی تلک الازمنة وفقد ان المانع والتکاسل وحده معلوم بالنقواعد المرهنة لم یبق الا الکراهة التي هی ادنی درجات الضلالة ، انتهى

خطبہ میں حاکم وقت کا نام لیکر دعا کرنا

(سوال) کیا زیادہ کا یہ منشاء واجب ہے کہ اگر خطبہ جمعہ میں خلیفہ وقت یعنی سلطان معظم نرنی کا نام پڑھنا مستحب ہے تو وہ خطبہ ناقص ہے اور اس ناقص خطبہ کی وجہ سے نماز جمعہ فاسد ہوتی ہے ؟

(جواب ۴۰۲) زیادہ کا یہ قول کہ خطبہ جمعہ میں خلیفہ وقت کا نام نہ پڑھنے سے خطبہ ناقص اور نماز فاسد ہو جاتی ہے صحیح نہیں ہے خلیفہ وقت کا خطبہ جمعہ و عیدین میں عام لینا خطبہ کی ضرورت میں سے نہیں ہے جسکے ترک سے خطبہ ناقص یا کالعدم ہو جائے ہاں عرصہ دراز سے خطبائے مسلمان کا تحمل اس طرح جاری ہے کہ خلیفہ وقت کا نام نہیں اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور عام لینا اور دعا کرتے ہیں تا کہ پھر تعامل سے اس جواز کو اور زیادہ تقویت ہوئی اس لئے خطیب کو خلیفہ کا نام صراحتہ پڑھنا اور اس کے لئے دعا کرنا ہی مناسب ہے اور جب ترک ذکر میں کسی قدر کا اندیشہ ہو تو دعا کرنا مکروہ ہو تا ہے شامی میں ہے وایضا فان الدعاء للسلطان علی المسابر قد صار الان من شعار السلطنة فمن ترکہ یحشی علیہ ولذا قال بعض العلماء لو قیل ان الدعاء له واجب لما فی ترکہ من الفتنة غالبا لم یعد



انتہی (۱) (رد المحتار شامی جلد ۱ مطبوعہ مصر) واللہ اعلم۔

کتبہ محمد کفایت اللہ شغلہ ندرس مدرسہ امینیہ دہلی

باتحہ میں عصا لیکر خطبہ پڑھنا

(سوال) ہمارے شہر جامع عمر اور تمام نفاق کا مہیلاز میں جمعہ کا خطبہ پڑھتے ہوئے ایک عصا نہایت مزین لے کر کھڑا ہوا ضروری سمجھ جاتا ہے اور بغیر عصا خطبہ پڑھنے کو خلاف سنت بتایا جاتا ہے اور سارک کو مامت اور طعن کیا جاتا ہے اور ثبوت زید یہ دیتا ہے کہ شامی میں اور حدیث ابو دؤد میں ایسا کرنا سنت لکھا ہے عمرو جو تارک ہے کہ کتابت کہ حضور ﷺ نے اس وقت تک عصا لے کر خطبہ پڑھا ہے جب تک منبر نہیں بنا تھا بعد میں ایسا کرنا منقول نہیں اور لکھنؤ میں خداسہ اور محیط کے حوالہ سے قوس پر عصا پر سار لگا کر خطبہ پڑھنا مکروہ لکھا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اسے کرام ساتھ دلیل کے ہم کو اس کا فیصلہ دیں کہ مفتی بہ حنفیہ کے نزدیک کیا قرار پایا ہے اور ابو داؤد اور شامی میں سنت ہونے کا جواب کیا ہے؟ یہ تو جروا

(جواب ۴۰۳) عصا باتحہ میں لیکر خطبہ پڑھنا ثلاث تو ہے لیکن بغیر عصا کے خطبہ پڑھنا اس سے زیادہ ثلاث ہے پس حکم یہ ہے کہ عصا باتحہ میں لینا بھی جائز ہے اور نہ لینا بہتر ہے اور حنفیہ نے اسی کو اختیار کیا ہے پس اس کو ضروری سمجھنا اور نہ لینے والے کا طعن تشنیع زیادہ درست نہیں اسی طرح لینے والے کو بھی مامت کرنا درست نہیں (۱) فقط

اردو زبان میں خطبہ خلاف سنت متواتر ہے

(سوال) مسلمان ہند کی باری زبان عموماً اردو ہے اور وہ زبان عربی ہے بالکل بواقف ہیں نیز اکثر مسلمان احکام ضروریہ سے بھی بے بہرہ ہیں خطبہ عربی میں پڑھا جاتا ہے تو وہ اس سے کچھ بھی مستفید نہیں ہو سکتے اس لئے ان کی خواہش ہے کہ عربی خطبہ پڑھنے کے بعد اس کا ترجمہ اردو زبان میں پڑھا جائے یہ جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی سید ابو حسن قادری مددگار صدارت العالیہ سرکار علی

(جواب ۴۰۴) خطبہ کا مسنون اور متواتر طریقہ یہی ہے کہ خالص عربی نثر میں ہو قرن اول میں باہر شمر ہوئے اور ان میں تبلیغ و تفسیر کی ضرورت آج سے بہت زیادہ تھی اور صحابہ کرام میں بھی زبان جاننے والے بھی موجود تھے اس کے باوجود انہیں ثلاث نہیں کہ تجنی زبان میں خطبہ پڑھا گیا ہو تفسیر کی ضرورت سے انکار نہیں لیکن ہر وقت اور ہر جگہ کی حفاظت بھی ضروری ہے اس کی اچھی صورت یہ ہے کہ خطیب باری

(۱) باب الجمعة ۱۴۹۲ھ سعد

(۲) وبكره أئبكي على قوس و غب در محتار وفي التسمية "في رواية أبي داود انه ﷺ قام أي في الحظ متوكفا على عصا أو قوس و من تفسير عن عبد المحم ان جلد العصا سنة كالقيام (باب الجمعة ۱۴۹۲ھ سعد)

زبان میں خطبہ شروع کرنے سے پہلے تقریر کروے اور ضروریات دینیہ بیان کر دے پھر خطبہ کی اذان ہو اور دونوں خطبہ عربی زبان میں پڑھے۔ خطبوں میں اختصار کو مدنظر رکھے مثلاً ماوری زبان میں ۳۰ منٹ تقریر کرے اور دونوں عربی خطبہ پانچ سات منٹ میں ختم کر دے۔ یہی طرح تبلیغ و تفہیم کی ضرورت بھی پوری ہو جائے گی اور خطبہ کی کیفیت مستونہ طورہ بھی محفوظ رہے گی۔

کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاد۔ ۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۰ھ

### اذان ثانی خطیب کے سامنے ہونی چاہیے

(سوال) جو اذان بروز بعد وقت خطبہ خطیب کے سامنے پڑھی جاتی ہے وہ مسجد کے اندر خطیب کے سامنے ہو یا ہر صحن میں؟

(جواب ۴۰۵) خطبہ کی زبان خطیب کے سامنے ہونا چاہیے خواہ مسجد کے اندر ہو یا باہر۔ احادیث میں دونوں طرح وارد ہوا ہے شامی جلد اول میں ہے۔ وقال ابن سعد بالسند الی ام زید بن ثابت کان یبثی اطول یت حول المسجد فكان یلأل یؤذن من اول ما اذن الی ان بنی رسول اللہ ﷺ مسجده فكان یؤذن بعد علی ظهر المسجد وقد رفع له شئی فوق ظهره ۱۲، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حدود مسجد کے اندر اذان دین جائز ہے اور خود آنحضرت ﷺ کی مسجد میں حضرت بلالؓ چھت پر اذان کتے تھے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ شہری مسجد دہلی

### دھکی ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم

(سوال) ایک ہستی کی قہری دھائی ہے رہے تین مسجدیں ہیں آبادی کل مسلمانوں کی ہے ضروریات بھی مہیا ہوتی ہے غرضہ درازت قیوں مسجدوں میں جمعہ ہو رہا ہے ایک بزرگ صاحب آج کل آئے ہوئے ہیں وہ جمعہ نہیں پڑھ رہے ہیں۔ المستفتی نمبر ۹۹ قدح حسین موضع شونتہ ڈاکخانہ کھنور ضلع میرٹھ

۱۸ رجب ۱۳۵۲ھ ۸ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۰۶) جمعہ کی نماز اس ہستی میں پڑھی جائے گھر قیوں مسجدوں میں سے ایک مسجد میں جو بڑی ہو پر حتیٰ چاہیے اگر قیوں مسجدیں برابر ہوں تو جو مسجد سب سے قدیم ہو اس میں پڑھیں (۱۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

۱۔ فانه لاشك في ان الخطبة بعد العربية خلاف السنة فتواترة عن النبي والصحابة فيكون مكروها تحريما الح  
عمدة الرعاية علي هامش شرح الوفاة باب الجمعة ۲۰۰ ۶ ط سعید  
۲۔ باب الأذان مطلب من سبب الأذان ۳۸۷ ۱ ط سعید قبل في التصوير و شرحه و يؤذن ثانيا من بدی  
الخطبة الح وفي الشامة " اي سبب السنة كما يظهر من كلامه " باب الجمعة ۱۶۱ ۲ ط سعید  
۳۔ ونفع لرب في القصاص والقرى لكثرة سببها السابق الح (رد المحتار) باب الجمعة ۱۳۸ ۲ ط سعید

جمعہ و عیدین کا خطبہ فارسی میں پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) جمعہ کا خطبہ اردو فارسی نظم میں پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۷۱ حاجی عبدالرشید خیلہ قصبہ دارنجر، ضلع جھوڑ ۲۸ رجب ۱۳۵۲ھ ۸ نومبر ۱۹۳۳ء (جواب ۶۰۷) جمعہ اور عیدین کے خطبوں میں نظم اردو فارسی پڑھنی مکروہ ہے کیونکہ قرونِ اولیٰ میں وجودِ ضرورت شدیدہ کے غرض سے سو کئی دوسری زبان میں خطبہ پڑھے جانے کا ثبوت نہیں ہے اور نثر کے سوا نظم کا وجود نہیں پس طریقہ مذکور متواثر شیعہ ہے کہ خطبہ خاص عربی نثر میں پڑھا جائے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

(۱) مسجد میں آتے ہی سنت پڑھی جائیں

(۲) اذان ثانی کا جواب زبان سے نہ دیا جائے

(۳) خطبہ کا کچھ حصہ عربی اور کچھ اردو میں پڑھنا

(۴) اور ان خطبہ نمبر سے ایک زینہ اتر کر پھر پڑھنا

(سوال) یہاں کی جامع مسجد میں اکثر اصحاب اس طور پر نماز جمعہ کو افرماتے ہیں کہ جمعہ مسجد میں آکر بیٹھ جاتے ہیں جب ایک جگہ پہنچتے ہیں تو اقامتِ خطبہ سے پہلے ایک تکبیر کہی جاتی ہے جب تکبیر پکاری جاتی ہے تو اور سب سنت کے لئے اٹھتے ہیں اور سنتِ داخلین کے بعد خطبہ ہوتا ہے تکبیر و خطبہ کے ساتھ مصلیٰ و لم تہیہ کے الفاظ کو مشعلِ ذات کی تکبیر کے دہرا کر دیا جاتا ہے بعد خطبہ شروع ہوتا ہے جب امام خطبہ کو عربی کے اندر پڑھ چکے ہیں تو اس کا ترجمہ اردو اشعار میں کر کے خطبہ کو ختم کرتے ہیں جس سے خطبہ طویل ہو جاتا ہے بعد اس کے خطبہ ثانیہ میں جب الفاظِ دعائیہ حق سلطان المسلمین کے مقام پر آتے ہیں تو نمبر کے دوسرے زینے پر نیچے آجاتے ہیں اور اشعارِ دعائیہ ختم ہونے پر پھر سابق مقام پر لوپڑ جاتے ہیں ایسی صورت میں آپ سے نمبر وار ذیل کی صورتوں پر طابِ فتویٰ ہوں کہ ان صورتوں میں از روئے عقائدِ حنفیہ امام اعظمؒ کا کیا طریقہ تھا مفصل مع جوابات جواب سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔

(۱) سنت قبل بعد کو تکبیر کے لئے مؤخر کر دینا (یعنی تکبیر صلوٰۃ پر سنت پڑھنا) کیسا ہے؟

(۲) صلوٰۃِ خطبہ کے الفاظ و مشعلِ اذان و ہر اذان اور دعا مانگنا چاہیے یا نہیں؟

(۳) خطبہ کے اندر خطبہ کو عربی زبان میں پڑھ چکے کے بعد ترجمہ اردو اشعار میں پڑھنا بے نزہت یا نہیں؟

(۴) خطبہ ثانیہ میں مقتدر و ماق سلطان المسلمین ایک زینہ نیچے آجائے اور پھر لوپڑ چلا جائے یا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۳۰ محمد امین، ٹیل مقام موندیا سی ٹی ۴ شعبان ۱۳۵۲ھ

(جواب ۸۰۸) (۱) سنتوں کو تنبیہ سے نہ کرنا نہیں چاہیے۔ حد زوال مسجد میں آنے والے آتے ہی سنتیں پڑھ لیں بعد ٹھٹھنے سے پہلے سنتوں کو شروع کر دین چاہیے یہی سنتوں ہے۔  
(۲) اذان خطبہ کو دہرائامہ انتمہ کے نزدیک نہیں چاہیے (۱) اذان اول کی اجابت مسنون ہے نہ اذان خطبہ کی۔  
نہیں امام محمد کے نزدیک اذان خطبہ کا جواب بھی دین جائز ہے اگر اس کے موافق دہرائیں تو آہستہ دل میں دہرائیں۔

(۳) اردو ترجمہ نثری نظم میں کرنا سنت متواتر کے خلاف ہے (۲)

(۴) لاقت دعائے سلطان اسماعیلین آیہ زینہ نیچے آتا اور پھر چڑھتا ہے دلیل ہے اور مکر وہ ہے (۱۰)

(۱) جو خطبہ پڑھے وہی نماز پڑھائے

(۲) امام کے ساتھ محراب میں کھڑے ہونا

(۳) خطبہ میں حاکم وقت کا نام لینا

(سوال) (۱) جمعہ کے دن ایک آدمی خطبہ پڑھے اور دوسرے آدمی سے نماز پڑھانے کو کہے تو جائز ہے یا نہیں؟

(۲) دو آدمی اگر محراب کے اندر کھڑے ہو جائیں اور ایک آدمی نماز پڑھائے اور دوسرا اپنی منی مقتدی بن کر کھڑا ہو اور باقی سب وہ پیچھے کھڑے ہوں جگہ بھی بہت ہے صفوں کے اندر اگر سو دو سو آدمی اور بھی ہوں تو آسکتے ہیں تو ایسی صورت میں امام کے ساتھ کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اگر ایک معمولی نواب کسی گاؤں کے اندر آجویں اور جمعہ کا دن ہو اور خطبہ پڑھنے کے وقت ان کا نام خطبہ میں شامل کر کے پڑھ لیں تو جائز ہے یا نہیں؟

(۴) ایک معمولی نواب نے مسجد سے نکلے وقت ایک آدمی پکار کر کہے کہ ان نواب کا نام زور سے لیں اور باقی سب لوگ آمین کہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۲ مولوی عبدالستار صاحب ٹول گڑھ

۳ شعبان ۱۳۵۲ھ ۲۳ نومبر ۱۹۳۳ء

۱۰۔ عن ابی فادۃ ان رسول اللہ - ﷺ قال : " اذا حاکم المسجد فیصل سجدتین من قبل ان یجلس ، " ابوود  
باب ما جاء فی الصلوة عند دخول المسجد ۷۴ ط مکتبہ امدادیہ ملتان  
۲۰۔ قال فی السور " اذا خرج لایامد ولا صوب ولا کلاه الخ (باب الجمعة ۱۵۸ ط سعید) وفي الشامیه یسعی  
ان لا یجیب بلسانہ اتفاقاً ین بدی الحظب الخ (باب الاذان ۱/ ۳۹۹ ط سعید)  
۳۰۔ وانه لا یسئل فی ان الحظب معر نعربہ خلاف المسئۃ المتواترۃ من السی والمصحاحۃ فیکون مکروہاً تحریم الخ  
(عمدة الرعاية علی هامش شرح الوابیۃ) باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعید  
۴۰۔ قال ابن حجر فی المحقق " ووجب ان یأخذ بعد الاذان من البروک فی الحظبۃ الثانیۃ الی درجۃ سفلی ثم العود  
بدعۃ قسعة شعة (رد المحتار) باب الجمعة ۱/ ۱۶۹ ط سعید

(جواب ۴۰۹) (۱) ایک شخص بعد کا خطبہ پڑھے اور اس کی اجازت سے دوسرا شخص نماز پڑھا تو یہ جائز ہے۔

(۲) جگہ ہو تو امام کے ساتھ کھڑا نہ ہونا چاہیے جگہ کی جگہ ہو تو ایسی صورت میں جائز ہے۔

(۳) معمولی نواب اگر اختیارِ کم ہو تو خیر ورنہ غیر مختار اور غیر حکم کا نام لینا مکروہ ہے۔

(۴) اس سوال سے کیا فرض ہے سمجھ میں نہیں آئی۔ محمد کفایت اللہ کا لفظ اللہ۔

پہلے وعظ کر کے خطبہ عربی میں پڑھا جائے

(سوال) ایک فریق بعد عربی خطبہ کے مفہوم کو اردو میں سننے اور سمجھنے پر مصر ہے دوسرا فریق ایسا کرنے کو بدعت اور مکروہ تحریمی قرار دیتا ہے واپسی تائید میں متقدمین کے مسلک کو پیش کرتا ہے اختلاف نو مسلم کا کوئی احسن طریقہ تحریر فرمیں۔ المستفتی نمبر ۲۳۶ حافظ عبدالشکور صاحب

۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۲ء

(جواب ۴۱۰) اس اختلاف کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ خطیب منبر پر جا کر پہلے اردو میں وعظ و نصیحت جو چاہے کرنا ہو کر دے پھر خطبہ کی اذان کہوائے اور دونوں خطبے خالص عربی میں نہایت مختصر طور پر پڑھ دے کہ دونوں خطبوں میں پانچ منٹ صرف ہوں اس طرح دونوں فریق مطمئن ہو جائیں گے۔

محمد کفایت اللہ کا لفظ اللہ

خطبہ جمعہ سے پہلے وعظ

(سوال) خطبہ جمعہ سے قبل وعظ کرنا میرا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۳۷ انوار الحق صاحب

ناظم مدرسہ تجوید قرآن قصبہ جہاؤ ضلع بہاولپور۔ ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۲ء

(جواب ۴۱۱) خطبہ جمعہ سے قبل وعظ کرنا جائز ہے اس میں کوئی وجہ ممانعت کی نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کا لفظ اللہ

غیر عربی میں خطبہ درست نہیں

(سوال) پنجاب میں رواج ہے کہ بعد کو بعد اذان ثانی کچھ خطبہ عربی میں پڑھ کر اردو میں شرعاً انھما سقا سے ہیں بخش بلکہ کئی کئی گھنٹے تک وعظ کر کے بعد خطبہ پورا کرتے ہیں کہیں کہیں دوران وعظ میں چندہ بھی جمع

۱ لا یصحی ان یصلی غیر الخطب لان لم یجد مع لحظۃ کسی واحد فلا یصحی ان یقیمہم انہا وان فعل حار بحرہ المحار باب الجمعة ۱۴۱ ط سعد

۲ فان الدعاء للسلطان علی منہ صلا لآن من معمر لسلطۃ فمن قرأه بحشی علیہ الخ ورد المحار باب جمعة ۱۴۹ ط سعد

ہو ۳۰ بے نماز جمعہ میں اکثر تین جگہ جاتے ہیں کیا یہ حضور آرم ﷺ سے ثابت ہے؟ نیز قبل از نماز ہجرت یا قبل از اذان خطبہ مسائل و احکام دین بیان کرنا (تاکہ لوگ ہیکار نہ بیٹھیں) جائز ہے یا نہیں؟ یہ عاجز سہارنپور کا باشندہ ہے اور مظاہر علوم سے تحصیل عربی کئے ہوئے ہے اس کا طرز عمل یہ ہے کہ پہلی اذان کے بعد جب تک خطبہ کا وقت ہو اور لوگ جمع ہوں کچھ ضروری مسائل سناتا ہے اس پر اہل حدیث لوگ خصوصاً مولوی عبداللہ امرتسری اعتراض کرتے ہیں کہ یہ کیسے ثابت نہیں نہ حضور ﷺ نے نہ صحابہ نے نہ اس کے بعد تابعی نے کیا یہ عت ہے اس سے بچنا چاہیے گویا خطبوں کے درمیان وعظ حضور ﷺ سے ثابت ہے۔

المستفتی نمبر ۲۶۱ حافظ محمد اسحاق انصاری۔ روپڑ۔ ضلع انبالہ۔ ۷ محرم ۱۳۵۳ھ ۱۲ اپریل ۱۹۳۳ء (جواب ۶۱۲) خطبہ جمعہ خالص عربی میں ثلاث ہے عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں خطبہ ثلاث نہیں۔ ہمارے صحابہ کچھ خلفاء کے زمانے میں عربی فارسی وغیرہ فقہ ہو گئے تھے اور لوگوں کے جدید اسلام ہونے کی وجہ سے ان کی زبان میں تنہا عربی ضرورت آتی تھی بہت زیادہ تھی اور صحابہ اور مسلمانوں میں فارسی زبان جاننے والے بھی کثرت سے موجود تھے ہو جو اس کے عربی کے سوا کسی اور زبان میں خطبہ نہیں پڑھا گیا اس لئے خطبہ کا طریقہ ماوردہ متواتر و مسنون نہیں ہے کہ وہ خالص عربی میں ہو اور تطویل خطبہ کی بھی مکر وہ ہے کہ وہ لوگوں کے لئے پریشان کن ہے اب رہا فقہاء و تفسیر کا مسئلہ تو اس کی بہتر صورت یہی ہے کہ خطبہ کی اذان سے پہلے مقامی زبان میں لوگوں کو باوقتی ضروریات اور ضروری مسائل سے آگاہ کر دیا جائے لیکن تطویل نہ کی جائے تھوڑا سا وقت جو قلیل ہے، اشد ہو اس میں صرف یہ جائے اس کے بعد خطبہ کی اذان ہو اور خطبہ مسنونہ طریقہ پر خالص عربی میں دیکھ جائے دونوں خطبے صرف پانچ منٹ میں آواہو سکتے ہیں اس میں کوئی کسر بہت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

(۱) عنوان مثل بالا

(۲) ایضاً (۳) ایضاً

(سوال) المستفتی نمبر ۳۱۵ محمد رفیع امام جامع مسجد (شیخ) ۳ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۷ جون ۱۹۳۳ء (جواب ۶۱۳) خطبہ جمعہ کی اذان سے پہلے مقامی زبان میں وعظ و نصیحت کرنا جائز ہے خطبہ خالص عربی میں مسنون و متواتر ہے اس کو یہ عربی سے مخلوط نہ کرنا چاہیے اگر کیا جائے گا تو مسنون متواتر کے خلاف ہو گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

(جواب ۶۱۴) (المستفتی نمبر ۳۱۱ سید محبوب حسن (نرائن گدھ)

۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۳ء

جمعہ کے خطبہ میں اردو فارسی تفسیر یا نثر خلاف سنت ہے (۱) عربی نثر میں خطبہ پڑھنے مسنون ہے خطبہ سے پہلے اپنی زبان میں وعظ و نصیحت کر سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ!'

(جواب ۴۱۵) (المستفتی نمبر ۵۲۷ مرزا ابوسفیک) ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۹ جولائی ۱۹۳۵ء  
جمعہ کی نماز میں مسئلوں کے جمع عظیم کے اجتماع اور اظہار شوکت اسلامیہ کو بڑا دخل ہے اجتماع عظیم کے سامنے خطبہ، نبی کا مقصد ان کی دینی اجتماعی ضرورتوں کا رفع کرنا اور ان کے متعلق احکام اسلامیہ کی تبلیغ کرنا ایک جم غفیر کا اجتماعی حیثیت سے رب العالمین کی بارگاہ معلیٰ میں سر بخود ہونا ہے ایک خطبہ بیوشہ کے لئے معین کر لینا اور ہر جمعہ کو وہی پڑھ دینا اگرچہ خطبہ کی فرضیت کو پورا کر دیتا ہے لیکن اس میں شبہ نہیں کہ مقصد خطبہ سے دور ہے یا اس ہمہ خصبہ میں نظم و اشعار پڑھنا غیر ضروری باتیں کرنا عربی نثر کے سوا اور کسی طرح خطبہ پڑھنا بھی سنت قدیمہ متوارثہ کے خلاف ہے (۲) بہتر صورت یہ ہے کہ لڑان خطبہ سے پہلے مقامی زبان میں تمام ضروری باتیں بیان کر دی جائیں جن میں مسائل بھی ہوں اور دوسری اجتماعی اور سیاسی ضروری باتیں بھی ہوں اس کے بعد خطبہ نبی لڑان ہو اور زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ میں دونوں خطبے خالص عربی زبان میں لوانہ لے جائیں اس میں ضرورت بھی پوری ہو جائے گی اور خطبہ کی وضع مسنون بھی قائم رہے گی۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ!'

لڑان ثانی کے بعد دعا زبان سے نہ پڑھی جائے

(سوال) لڑان ثانیہ جو منبر کے سامنے دی جاتی ہے اس کے بعد دعا ہے جیسا کہ لڑان اول میں مسنون ہے اللھم رب هذه الدعوة الخ پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۳۱ (لڑان سوال) ۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۱۹ جون ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۱۶) لڑان ثانیہ کے بعد دعا نے لڑان نہیں پڑھنی چاہیے لیکن اگر کوئی شخص دل ہی دل میں بغیر ہاتھ اٹھائے نام کے خطبہ شروع کرنے سے پہلے پڑھ لے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اگرچہ نہ پڑھنا بہتر ہے (۳) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ!'

وقت خطبہ ہاتھ میں عصا لینا کیسا ہے؟

(سوال) اگر قنن عصا وقت خطبہ خواندن نماز جمعہ چھو نہ است؟

(۱) ایضاً حوالہ صحیحہ گزشتہ حاشیہ (۱)

(۲) لہذا لا شک فی أن الخطبة مع العربیة خلاف السنة المروثة من النبی ﷺ والصحة ھیکون مکروھا بحریعہ الخ (عمدة الراجی علی هامش شرح الوقایة) باب الجمعة ۲۰۰ ط سعید

(۳) و یسعی أن لا یحبب نفسه لاندافس مدی الخطیب الخ (الدر المختار) باب الأذان ۱/۳۹۹ ط سعید





خطبہ عربی میں اور مختصر ہونا چاہیے اور منبر پر پڑھاجائے

(سوال) ایک امام صاحب نماز جمعہ پڑھتا ہے خطبہ بہت طویل پڑھتے ہیں کہ ایک گھنٹہ ہو جاتا ہے خطبہ کا پورا ترجمہ بھی پڑھتے ہیں کیا خطبہ کا ترجمہ پڑھنا بھی ضروری ہے؟

ایک شخص کا بیان ہے کہ مسجد میں جو منبر ہوتا ہے وہ رسول کریم ﷺ کے وقت میں نہ تھا منبر حضرت امیر معاویہ نے اپنی ایک بہت حقیقت اس کی کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۵۲۴ شیخ شعیب رحمہ (ضلع موہنجھر) ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۹ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۲۰) خطبہ زیادہ صول پڑھنا نہیں چاہیئے اور خطبہ کا ترجمہ پڑھنا بھی طریقہ مسنونہ متواتر ہے خلاف ہے۔

منبر آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بنا اور حضور اکرم ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا ہے یہ بات ظاہر ہے کہ منبر کی یہ خدمت امیر معاویہ نے کی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) خطبہ میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال مباح ہے

(۲) خطبہ عربی زبان میں ہونا چاہیئے

(سوال) (۱) کیہ روز جمعہ مجمع کی کثرت کو پیش نظر رکھ کر لاؤڈ اسپیکر کا مسجد میں استعمال کرنا شرعاً جائز ہے؟ تاکہ اس کے ذریعہ دور دور کے لوگوں تک خطبہ کا خطبہ اور ضروری مسائل کی تقریر پہنچائی جاسکے نماز کی قرآن اور تکبیرات کی تبلیغ ہرگز مقصود نہیں ہے۔

(۲) جمعہ کے خطبہ میں اردو زبان میں خطبہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۸۹ حضرت مولانا مولوی سید مراد احمد صاحب مدرسہ اسلامیہ جامعہ ذہبیل ضلع سورت ۲۳ رمضان ۱۳۵۳ھ ۲۱ دسمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۲۱) (۱) لاؤڈ اسپیکر (بجبر الصوت) کا خطبہ اور وعظ میں استعمال کرنا جائز ہے کوئی وجہ عدم جواز کی نظر نہیں آتی۔ (۲) خطبہ بعد و عیدین میں خالص عربی نثر میں خطبہ پڑھنا مسنون و متواتر ہے اس کے سوا کسی اور زبان میں خطبہ پڑھنا یا عربی نثر میں پڑھنا سنت متواتر کے خلاف ہے گو خطبہ تو اور ہو جائے گا لیکن خلاف متواتر نہ ہوئے گی وجہ سے کہ بہت ہوئی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) والرابع عشر تحفہ الحفص بقدر سورة من طوال المفصل ویکرمه التطویل (عالمگیریہ الباب العاشر فی صلاة الجمعة ۱۴۷ ط مجلد ۲۱) ومن السنة ان یخطب عقبه اقتداء به ﷺ ..... و سوره ﷻ کان للرب درج عبر المستجاب بالمستراح الخ رد المحتار باب الجمعة ۱۶۱ ط سعید) عن عبد الله بن مسعود عن رسول الله ﷺ إذا استوی علی المنبر سئلوا یوحیونا (ترمذی باب فی استقبال الإمام إذا خطب ۱۱۴ ط سعید) (۳) ومن المستحب ان یقرء الخطب صوتہ الخ (عالمگیریہ الباب العاشر فی صلاة الجمعة ۱۴۷ ط مجلد ۲) و لا شک فی ان لحظہ بعد العرس خلاف السنة لموازاة من السی ﷻ والصحابة فیکون مکروہا تحریمہ الخ (عبدہ ثریابہ غنی هامش شرح الوفاة باب الجمعة ۲۰۰ ط سعید)

(۱) خطبہ اردو میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) خطبہ کی حقیقت کیا ہے؟

(۳) وعظ خطبہ سے پہلے ہو اور خطبہ عربی میں

(۴) نماز کے بعد انتشار فی الارض کا حکم بابت کے لئے ہے

(سوال) خطبہ جمعہ وعیدین کس زبان میں ہونے چاہئیں؟ (۲) شریعت مطہرہ میں خطبہ کی حقیقت کیا ہے؟ (۳) لوگوں کا اشتیاق اگر ہو تو کیا خطبہ کا ترجمہ خطیب کو دینا چاہیے؟ نہیں؟ اگر ترجمہ سنایا جائے تو کب؟ خطبہ کے بعد ہی منبر پر یا فرض جمعہ کے بعد؟ (۴) بعض دگ کہتے ہیں کہ جمعہ کے فرضوں کے بعد فوراً ہی مسجد سے چلے جانا چاہیے اور کسی ضرورت شرعی (مثلاً لواٹیل سنن و نوافل سماع و مظاہرہ و ذکر وغیرہ) کی وجہ سے بھی مسجد میں ٹھہرے رہنا جائز نہیں اور کہتے ہیں کہ بیت کریمہ فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا سے یہ حکم ثابت ہو اور منصوص ہے کیا اس انتشار سے یہی مراد ہے مسائل مذکورہ میں شوافع اور احناف کے نزدیک اگر کوئی گنج نش ہو تو توسع ہو تو ظاہر کر دی جائے یہ اختلاف وہاں ہے جہاں حنفی اور شافعی دونوں قسم کے حضرات ہیں۔

المستفتی نمبر ۴۴۷۷ عبد الحمید کو کئی ڈابھیل ضلع سورت۔

۶ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۲۲) (۱) خطبہ جمعہ وعیدین کا طریقہ مسنونہ متواتر یہی ہے کہ وہ عربی زبان میں ہو قرون اولیٰ میں باوجود ضرورت شدید کے کہ اس وقت تعلیم اکابر اور تبلیغ اسلام کی بہت زیادہ ضرورت تھی خطبہ کی عربیت کو ترک نہیں کیا گیا اور (۲) خطبہ کی حیثیت وعظ و تذکیر اور ذکر اللہ سے مرکب ہے (۳) اگر خطیب اذان خطبہ سے پہلے مقامی زبان میں پندرہ بیس منٹ پہلے کچھ ضروری باتیں بیان کر دے اس کے بعد اذان کہلوائے اور پھر اذان کی فرض مختصر طور پر عربی میں خطبہ پڑھ لے (اور خطیبین کے لئے پانچ سات منٹ کافی بنوں گے) تو یہ صورت بہتر ہوگی (۴) انتشار فی الارض کا حکم محض بابت کے لئے ہے نہ جو ب کے لئے اور اگر کوئی مسجد میں واخل و سنن پڑھے یا مسجد سے نہ نکلے شام تک بیٹھا رہے تو وہ کسی قسم کا گناہ کار نہیں ہوگا جیسے کہ مسجد سے نکلنے والے اگلے حکم و ابتغوا من فضل اللہ کے ترک سے گناہ کار نہیں ہوں گے اس کے علاوہ قضیت الصلوٰۃ کا مفہوم فراغ من السن والنوافل تک و بق ہے۔

عبد کفایت اللہ کان اللہ لم

(۱) ماہ لا شت فی ان الحظۃ بعمر العربۃ خلاف لسنۃ المورثۃ فی النبی ﷺ والصحابۃ فیکون مکروہا تحریرا  
الح (عمدۃ المرعۃ علی ہامس شرع الوادی، باب الجمعة ۲۰۰۹ ط سعید)  
(۲) لشرط الرابع الحظۃ و عدۃ الحسب و کتب مطلق ذکر اللہ تعالیٰ سبھا الخ و سنھا کوہا حطس مجلسہ  
سہما تسمل کل منہما علی الحمد۔ تسہد والصلاۃ علی لسی ﷺ (حلی کبیر) فصل فی صلاۃ الجمعة ص  
۵۵۵ ط سہیل اکیڈمی لاہور۔

غیر عربی میں خطبہ سنت متوارثہ کے خلاف ہے

(سوال) خطبہ جمعہ کا مع عربی کے ترجمہ کرنا صرف اردو میں بطور وعظ و تکبیر پڑھنا امام شافعی و امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟ اگر اردو یا کسی غیر عربی زبان کو خطبہ میں شامل کیا جائے تو جمعہ اور ہو جائے گا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۷۰ مولوی محمد علی (جوہانس برگ افریقہ) ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲ جولائی ۱۹۳۶ء (جواب ۴۲۳) امام شافعی کے نزدیک خطبہ کا عربی زبان میں ہونا شرط ہے بغیر عربی زبان کے خطبہ صحیح نہیں اور جب خطبہ صحیح نہیں ہو تو جمعہ بھی صحیح نہیں ہوا مگر خطبہ کے عربی ہونے سے مراد یہ ہے کہ خطبہ میں جتنی چیزیں فرض ہیں وہ سب عربی زبان میں ہوں (دونوں خطبوں میں حمد و صلوٰۃ اور وصیت اور وصیت بآقویٰ کا ہونا اور کسی ایک خطبہ میں قرآن مجید کی کم از کم ایک آیت کی تلاوت کرنا اور دوسرے خطبہ میں مسلمانوں کے لئے دعا کرنا فرض ہے) ان کے علاوہ باقی حصہ غیر عربی میں ہو تو سقوط فرضیت خطبہ کے منافی نہیں۔ ویستمرط کو نہا کلہا عربیۃ۔ قوله کلہا ای الخطبۃ ای کل ارکانہا فی الخطبتین ولا یضرب غیر العربیۃ فی غیر الارکان ۱ (شرح منهاج الطالبین مع حاشیہ للعلامة القدوسی) اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک عربیت شرط نہیں ہے جتنی غیر عربی زبان میں بھی خطبہ اور ہو جائے گا لیکن غیر عربی زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ یا اطلاق ہے کیونکہ قرون اولی مشہود لہذا بخیر میں اس کا قائل نہ تھا۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

اردو یا فارسی میں خطبہ پڑھنے کا حکم

(سوال) جمعہ کا خطبہ عجمی زبان میں مثلاً اردو یا فارسی وغیرہ میں جائز ہے یا نہیں اور اگر عربی زبان میں ہو تو ترجمہ کرنا اردو وغیرہ میں کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۰۸۳ اگل بادشاہ پشوری (پشاور)

۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۲۴) خطبہ جمعہ خاص عربی زبان میں پڑھنا چاہئے اور منبر پر یعنی خطبہ پڑھنے کے وقت ترجمہ نہ کریں یہ طریقہ مرضیہ اسلام و رحیم اللہ و سنت سیدہ اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم و اسوہ حسنہ حضرت سید المرسلین شفیع المذہبین علیہ السلام کا ہے اور اس سے خلاف کرنا مذموم و مکروہ ہے۔ ملخصاً حررہ مولوی عبد اللہ الطوروی عفی عنہ۔

ہوالموفق ہے شک سنت قدیمہ متوارثہ یہی ہے کہ خطبہ خالص عربی نثر میں ہو اس کے خلاف کرنا

(۱) (باب الجمعة ۱/ ۲۷۸ ط دار احیاء الکتب العربیۃ مصر)

(۲) وانه لا شک فی ان الخطبۃ بعرب لغۃ خلاف السنۃ المتوارثۃ من النبی ﷺ والصحابۃ فیکون مکروہاً تحریماً الخ (عمدة الرعاۃ علی هامش شرح لوقایۃ باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعید)

مکروہ ہے اگرچہ خطبہ ادا ہو جائے مگر خلاف سنت ہونے کی وجہ سے کراہت آئے گی،  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

### خطبہ سے پہلے وعظ کرنا جائز ہے

(سوال) جمعہ کے روز جس وقت پہلی اذان جمعہ مسجد میں ہو جائے اس وقت کسی واعظ کو وعظ کھانا یا کہ خطبہ جمعہ مسجد کو وعظ کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں کیونکہ اس وقت مسلمانوں کی آمد شروع ہو جاتی ہے اور وہ مسجد میں داخل ہو کر نماز سنت ادا کرتے ہیں وہ وعظ ہونے کی حالت میں نماز سنت ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟  
المستفتی نمبر ۱۰۸۶ جناب قاضی محمد امجد علی صاحب (انہالہ چھوٹی)

۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م یکم اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۲۵) اذان بول ہو جانے اور سنتیں ادا کرنے کے لئے وقت چھوڑ کر اذان خطبہ سے قبل اگرچہ ضروری باتیں مسلمانوں کو مقامی زبان میں سنا دی جائیں تو مضائقہ نہیں لوگوں کو خیال رکھنا چاہیے سنتیں پڑھ کر فارغ ہو جایا کریں یا متحدہ جہ میں سنتیں ادا کر لیا کریں، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

### اذان ثانی خطیب کے سامنے دی جائے

(سوال) بروز جمعہ خطیب کے سامنے جو اذان کی جاتی ہے وہ منبر کے سامنے قریب میں کھڑے ہو کر جیسا کہ دستور ہے دینی چاہیے یا مسجد کے باہر صحن میں منبر سے دور تمام نمازیوں کے پیچھے کھڑے ہو کر دینی چاہیے۔  
المستفتی نمبر ۱۱۶۵ عبدالرحمن و محمد حسین صاحبان (سورہ)

۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م یکم ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۲۶) لازم نہیں کہ اذان خطبہ منبر کے پاس کی جائے بلکہ منبر سے دور امام کے سامنے دوچار صفوں کے بعد یا تمام صفوں کے بعد بھی دینی جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱۰ ولا یشرط کونها بالغمرہ فی حطب بالغمرۃ حار کذا قالوا والمراد بالحوار هو الحوار فی حق الصلاۃ  
سعی ان یحقی لاداء الشرطه و یصح بها تضاعف لا الحوار بمعنی الإباحۃ المطلقۃ فہو لا شک فی أن الحطۃ غیر العمرۃ خلاف النسخۃ المتناوئۃ من السیۃ والصحابۃ فیکون مکروہا محرمیناً وکذا قرأۃ الأشعار المارسیۃ والہندیۃ فیہا (عمدة الرعاة علی دمنش شرح الوافی باب الجمعة ۲۰۰ ط سعید)

(۲) ان تعینا الدارۃ است دن عمر فی التخصیص میں قاضی ان یدون لہ فاستاذہ فی یوم واحد فلما اکثر عبہ قال لہ ما تقول قال اقرأ علیہم القرآن وامرہم بالنجۃ واما عن الشر فان عمر ذلك المدح ثم قال عطف قبل أن أخرج فی الجمعة فکان یفعل ذلك یوماً واحداً فی الجمعة موضوعات کثیرہ مقدمہ ص ۲۰ نور محمد اصح المطابع کراچی  
نوریت سے معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات درست تھی۔

(۳) صفوں کی قید تو کس میں ہے بلکہ یہ بات اے الفاظ امام المسر عند المسر اور بین ہدی المنبر وغیرہ سے امت ۲۰۰ تہ کی اس بات کے سامنے آتا ہے کہ یہ صریح ہے القہستانی حیث قال وإذا جلس الإمام علی المنبر أذن دنا منہا بین ہدیہ (جمع الرموز فصل فی صلاۃ الجمعة ۶۶۸ ط کریمہ قرآن)

غیر عربی میں خطبہ سنت متواتر کے خلاف ہے

(سوال ۱) جمعہ کا خطبہ کو کسی زبان میں پڑھنا جائز ہے اگر اردو یا کسی اور زبان میں جمعہ کا خطبہ پڑھا جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ (۲) جمعہ کے خطبہ کو محمد نذیر اور دشریف سے شروع کر کے لہجہ فیا ایسا الناس کے بعد سارا مضمون اگر خضیب اردو یا کسی اور زبان میں بیان کر دے تو اس کے لئے فقہائے کرام کا کیا فتویٰ ہے۔  
المستفتی نمبر ۱۴۴۷ھ امام عبد الصمد (جنوبی افریقہ)

۹ ربیع الاول ۱۴۵۶ھ ۲۰ مئی ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۲۷) (۱) خطبہ بعد و میدین عربی زبان میں مسنون و متواتر ہے عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں خطبہ کل یا جزو پڑھنے سے خطبہ ادا تو ہو جائے گا مگر مکروہ ہو گا، (۲) نمبر ۱ کا جواب اس کا بھی جواب ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

حضرت شاہ اسماعیل کا خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) حضرت شاہ اسماعیل ص حب کا خطبہ جمعہ کیسا ہے اشعار خطبہ میں پڑھے جائیں یا نہیں؟ عربی اردو اشعار میں کیا کچھ فرق ہے؟ المستفتی عزیز محمد درس مکتب عبد اللہ پور (ضلع میرٹھ)  
(جواب ۴۲۸) حضرت شاہ اسماعیل ص حب کا خطبہ جمعہ بہتر ہے اشعار خطبہ میں پڑھنا مکروہ ہے خواہ اردو ہوں یا فارسی یا عربی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

لذان ثانی کا جواب اور دعا زبان سے نہ پڑھی جائے

(سوال) جمعہ کی لذان ثانی کا جواب اور دعائے وسیلہ کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بصورت جو زبان تھ انصار دعا مانگنی چاہیے یا غیر؟ تھ انھوں نے ان لذان کے جواب و دعائے وسیلہ میں لام و قوم کا ایک ہی حکم ہے یا کچھ فرق ہے زید کتاب کہ خطبہ کی دعا سے بعد حضور اکرم ﷺ نے ہاتھ انھا کر دعا مانگی ہے اور نہ مانگنے والا گمراہ ہے زید کا یہ قول کیسا ہے اور جو لوگ بعد ذہن خضیب دعا نہیں مانگتے ان کا عمل کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۸۳۶ محمد بن عیسیٰ مدرس مدرسہ احیاء العلوم مبارکپور۔ اعظم گڑھ

(جواب ۴۲۹) ہوا، فرق لام یہ حنیفہ کے نزدیک خروج لام سے ختم خطبہ تک کوئی کلام نہیں کرنا چاہیے ان کی دلیل حدیث شریف ہے عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ ﷺ من

اعتسل يوم الجمعة و تطهر بما استطاع من طهر ثم ادھن او منس من طيب ثم راح فلم يفرق

(۱) إمام لا شك في أن الخطبة غير لعمريه خلاف السنة المتواترة من النبي ﷺ والصحاباء فيكون مكروها تحريما  
الح (عمدة الرعاية على هامش شرح الرقبة باب الجمعة ۲۰۰۶ ط سعید)

(۲) (ابن)

بین الثین فصلی ما کتب له ثم اذا خرج الامام البصت غفرله ما بینہ و بین الجمعة الاخری (۱) (بخاری جلد اول ص ۱۲۴) کہ اس حدیث میں انصات کو خروج امام سے متعلق فرمایا ہے اور حدیث معاویہ کا جواب امام ابو حنیفہ کی طرف سے یہ ہو سکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اور حضرات امیر معاویہؓ چونکہ امام و خطیب تھے لہذا ان کی طرف سے اجابت اذان خارج نہیں کیونکہ انصات کا حکم غیر خطیب کے لئے ہے ہاں امام ابو یوسف و امام محمدؒ خطبہ شروع ہونے سے پہلے غیر خطیب کے لئے کلام دینی کو جائز فرماتے ہیں (۲) تو اجابت اذان اور دعائے وسیلہ ان کے نزدیک جائز ہے مگر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت ہمارے علم میں نہیں ہے زید جو اس بات کا مدعی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی ہے اس کا ثبوت پیش کرنا اس کے ذمہ لازم ہے ورنہ من کذب علی معمد کی وعید کا مستحق ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لا وہی

خطبہ جمعہ زیادہ طویل نہ ہو

(سوال) جمعہ میں خطبہ کا طویل ہونا اور نماز کا قصیر ہونا شرعاً کیسے ہے بعض مساجد میں امام صاحب خطبہ جمعہ تقریباً پندرہ منٹ میں ختم فرماتے ہیں اور نماز جمعہ تقریباً پھر منٹ میں پس ارشاد فرمادیں کہ ان امام صاحب کا یہ طرز عمل حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۸۳۲ حاجی دود باشم یوسف صاحب (رنگون) ۲۷ رجب ۱۳۵۵ھ ۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء (حواص ۴۳۰) خطبہ جمعہ کا حویل نہ کرنا بہتر ہے اور نماز میں امام کو خلعت کا لحاظ رکھنا مامور ہے۔ عن عمار بن یاسر قال سمعت رسول الله ﷺ يقول ان طول صلوة الرجل وقصر خطبته منة من فقهه فاطيلو الصلوة وقصروا الخطبة وان من البيان لسحر ارواه مسلم ۳، (مشکوٰۃ ۴)، وعن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذا صلى احدكم للناس فليخفف فان فيهم السقيم والضعيف والكبير الخ متفق عليه (۵)، (مشکوٰۃ ۶)۔

پس نماز کی تطویل کی ترغیب جو موسم کی روایت مذکورہ بالا میں ہے ابو ہریرہ کی روایت کی بنا پر اس حد کے اندر محدود ہے کہ جماعت پر مشقت نہ ہو اور حد مستون سے آگے نہ بڑھے اور خطبہ کے اختصار سے غالباً یہ مقصد نہیں ہے کہ نماز کے وقت سے خطبہ کا وقت کم ہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ خطبہ ان خطبوں سے

(۱) باب لا يفرق بين الثين يوم الجمعة ۱/۲۴ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۲) قال: "لا بأس بالكلام قبل الخطبة وبعدها وإذا جلس عند الثاني" (الفر المختار باب الجمعة ۲/۱۵۹ ط سعید)

(۳) (فصل في إيجاز الخطبة وطوال الحطة ۱/۲۸۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۴) (باب الخطبة والصلوة: الفصل الأول ص ۱۲۴ ط سعید)

(۵) (بخاری باب إذا صلى لنفسه فليطول ما شاء ۱/۹۷ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۶) (باب الإمامة ص ۱۰۱ ط سعید)

م ہو جو عرفا طویل اور بڑے خطبہ سمجھے جاتے ہیں خطبہ میں ضروری امور پر اکتفا کرنا چاہیے۔ اترمدی شریف کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی نماز بھی معتدل متوسط درجے کی ہوتی تھی خطبہ بھی معتدل اور متوسط درجہ کا ہوتا تھا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

(۱) خطبہ عبادت ہے یا نصیحت؟

(۲) غیر عربی میں خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) خطبہ جمعہ و میدان عبادت ہے یا نصیحت؟ (۲) خطبہ سامعین کی زبان میں پڑھا جاسکتا ہے؟  
 نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۰۷۷۷ فرزند علی صاحب (برما) ۲۳ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء  
 (جواب ۴۳۱) (۱) عبادت بھی ہے اور نصیحت بھی ہے (۲) عربی عبارت میں سنت متواترہ قدیمہ کے موافق پڑھنا بہتر ہے لیکن اگر مقامی زبان میں پڑھا جائے گا تو خطبہ لو اہو جائے گا مگر سنت کے خلاف ہوگا۔ ۱۰  
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

(۱) اردو زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ ہے

(۲) ترکی ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا

(۳) ابتدا خطبہ میں تعویذ و تسبیح آہستہ پڑھی جائے

(۴) خطبہ کے وقت ہاتھ میں عصا لینا جائز ہے

(۵) خطبہ میں منبر سے اترنا اور چڑھنا ثلاث نہیں

(۶) خطبہ کے سننے کے وقت درود دل میں پڑھا جائے

(۷) خطبہ کے درمیان سنتیں پڑھنا جائز نہیں

(۸) مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی حرام ہے

(سوال) (۱) ہمارے ملک جرات میں روان ہے کہ زبان اردو میں خطیب خطبہ جمعہ پڑھتا ہے جائز ہے یا نہیں؟

(۲) پیش امام نماز بعد ترک ٹوپی پیکر بغیر صافہ نماز جماعت پڑھاتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۳) خطیب اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھتا ہے یا نہیں؟

(۱) (باب ماحاجہ فی قصر الخطبة ۱۱۳ ط سعید)

(۲) و يبدأ أى قبل الخطبة لاولى بسم الله ثم الحمد لله تعالى و الشاء عليه والشهادتين و العظة والتذكير والقرآن الخ (رد المحتار باب الجمعة ۱۴۹/۲ ط سعید)

(۳) فہو لا شك فى أن الخطبة بعد النعوية خلاف السنة المتواترة من السلي تحاة والصحة فيكون سكرها تحريماً الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الرواية باب الجمعة ۲۰۱/۱ ط سعید)

- (۳) خطیب کا وقت خطبہ عصا پکڑنا یہ جائز ہے یا نہیں؟
- (۵) خطیب کا خطبہ ثانیہ میں ذکر سلاطین کے وقت میز بھی سے اترنا جائز ہے یا نہیں؟ پھر واپس پڑھنا
- (۶) خطیب کا خطبہ ثانیہ میں آیت ان الله و ملائکته کا پڑھنا اور مصلیان کا خطبہ میں حجر سے درود شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
- (۷) درود کعت نماز خطبہ ہے یا نہیں؟
- (۸) مردوں کو سونے کے بن اور سونے کی خاص انگوٹھی پہننا جائز ہے یا نہیں؟
- المستفتی نمبر ۲۱۲۵ سید محمد رشید ترمذی صاحب (مسی کا نمبر) ۱۳ شوال ۱۴۳۵ھ ۱۸ دسمبر ۱۹۳۷ء (جواب ۴۳۲) (۱) درود میں خطبہ پڑھنا خلاف لوٹی ہے خطبہ لواہو جاتا ہے (۱)
- (۲) ٹوپی اور ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا سے نماز ہو جاتی ہے۔ مگر لوٹی یہ ہے کہ صاف باندھ کر نماز جمعہ پڑھائے۔ (۲)
- (۳) خطبہ کو الحمد للہ سے جہر شروع کرنا چاہیے۔ الحمد للہ فور بسم اللہ خطبہ سے پہلے جہر نہیں پڑھنا چاہیے (۳)
- (۴) عصا ہاتھ میں لیکر خطبہ پڑھنا جائز تو ہے مگر لازم نہیں ہے (۴)
- (۵) خطبہ میں ذکر سلاطین کے وقت میز بھی سے اترنا اور پھر پڑھنا جائز نہیں (۵)
- (۶) خطبہ میں جہر اور درود شریف پڑھنا سامعین کو جائز نہیں جب خطیب آیت ان الله و ملائکته پڑھے تو سامعین دل میں درود شریف پڑھ لیں (۶)
- (۷) خطبہ کے درمیان میں سنتوں کا پڑھنا بھی جائز نہیں ہے (۷)

- (۱) ولا یشرط کونها بالعریة فلو خطب بالفارسیة جاز . فإنه لا شک فی أن الخطبة بعبر العربیة حلال المسئلة المتوارثة من النبی ﷺ والمصاحبة لیکون مکروها تحریماً (عمدة الرعاية علی هامش شرح الوقایة' باب الجمعة ۲۰۰/۱ ط سعید)
- (۲) وقد ذکرنا ان المستحب أن یصلی الرجل فی قمیص وازار و عمامة ولا یجوز الاکتفاء بالقلنسوة الخ (عمدة الرعاية علی هامش شرح الوقایة' باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها' ۱/۱۶۹ ط سعید)
- (۳) ویبدأ بالتعوذ سرا (درمختار) ای قبل الخطبة الأولى بالتعوذ سرا ثم بحمد الله تعالی والتعا علیہ (رد المحتار' باب الجمعة ۱۴۹/۲ ط سعید)
- (۴) وفي الخلاصة: "یکره أن ینکی علی قوس أو عصا (درمختار) وفي الشامیة: "وفي رواية أبی داؤد أنه ﷺ قام ای فی الخطبة متوکناً علی عصا أو قوس أو ونقل القهستانی عن عبدالمحیط: "أن أحد العصا سنة کالقمام" (رد المحتار' باب الجمعة ۱۶۳/۲ ط سعید)
- (۵) أما اعتد من النزول فی الخطبة الثانية إلی درجة سفلی ثم العود بدعة قبیحة شنیعة (رد المحتار' جمعة ۱۶۱/۲ ط سعید)
- (۶) وكذلك إذا ذکر النبی ﷺ لا یحوز أن یصلی علیه بالجهر' بل بالقلب' و علیه الفتوی (رد المحتار' باب الجمعة ۱۵۸/۲ ط سعید)
- (۷) إذا خرج الإمام فلا صلوة ولا کلام إلی تمامها الخ (تویر الأبصار' باب الجمعة ۱۵۸/۲ ط سعید)



(۸) مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی حرام ہے (۱) اور خالص سونے کے بن بھی مکروہ ہیں (۲)

خطبہ جمعہ عربی نثر میں پڑھنا چاہیے

(سوال) اشعار کا خطبہ جو جمعہ میں پڑھا جاتا ہے (ایسی انت یا مولیٰ الموالیٰ۔ مصور بنہ یقہ یا الکمل) پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۶۴ محمد عبدالوہاب (رام پور)

۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۵ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۳۳) خطبہ جمعہ میں عربی کے اشعار پڑھنا خلاف اولیٰ ہے نثر عربی میں خطبہ ہو تو بہتر ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دلی

عربی میں خطبہ مستنون ہے

(سوال) یہاں کی جامع مسجد میں یہاں کی دوسری مسجدوں کے مطابق یہ دستور چلا آتا ہے کہ بروز جمعہ لقان لول کے بعد اتنا وقت کیا جاتا ہے کہ چار ستیوں با صمیمین پڑھ لی جائیں یعنی تقریباً نو دس منٹ کے بعد خطبہ بربان عربی شروع ہوتا ہے جامع مسجد مذکور کے امام صاحب کی بہت مقتدیوں کو خطبہ کی حوالیت کی شکایت پہلے سے تھی اور اس سے ان کو گرانی تھی مزید برآں انہوں نے کئی جمعہ سے یہ نیا طریقہ اختیار کیا کہ چار سنتوں کے بعد وقت مقررہ پر خطبہ شروع کرنے کے بجائے پہلے اردو زبان میں مضمون خطبہ کے علاوہ دوسری تقریریں شامل کر کے بین کرنا شروع کیے جس میں مقتدیوں نے یہ محسوس کیا کہ ان تقریروں میں مسلمانوں پر چوت اور حزیہ جیسے وغیرہ لور ذاتی جذبات نفسانیہ کا بھی شول ہے ان تقریروں کے بعد لقان ثانی ہو کر مدوح نے خطبہ عربی پڑھا متوالیان مسجد وغیرہ کو پہلے ایک دفعہ کچھ خیل نہ ہوا لیکن بعد میں انہوں نے دیکھا کہ مقتدیوں میں اس کا چرچہ ہو رہا ہے اور ان کو قوی اندیشہ ہوا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ آئندہ رفتہ رفتہ خطبہ عربی کے بجائے خطبہ اردو جاری کر دیں اس کے علاوہ چونکہ نمازیوں کی بہت سی تعداد بہت پہلے سے آجاتی ہے اور بعد فراغت از جمعہ آٹا خاتی ہے اس لئے منابر تاخیر و طوالت ان کو اور بھی زیادہ گرانی ہونے لگی طوالت خطبہ کی بہت متولیوں نے امام مد حب موصوف کو پہلے ہی توجہ دلائی تھی کہ خطبہ جو لمبا پڑھتے ہیں

(۱) والنجم بالذهب عی الرجال حرم لما روينا عن علی الخ (هدایة کتاب الکراہیة ۴/۲۸۸ ط مکبہ حرکہ علمیہ ملتان)

(۲) لیکن ”در مختار“ کی عبارت سے یہ امر مت معلوم ہوتا ہے ”وہی التارخایة عن السیر الکبیر: ”لا بأس بأزوار الدیج والذهب“ (کتاب الحظر والإباحة فصل فی النیس ۶/۳۵۵ ط سعید وامداد الفتاویٰ ۴/۱۲۹ ط دار العلوم کراچی)

(۳) فإنه لا شک فی أن الخطبة غیر العربیة خلاف السنة المتوارثة من النبی ﷺ والصحابۃ فیکون مکروہا تحریماً وکذا قرأه الأشعار الفارسیة والہندیة فیها“ (عمدة الرعیة علی هامش شرح البوقایة باب الجمعة ۱/۲۰۰ ط سعید)

اس کو مستنون طریقہ کے مطابق مختصر نمازیں اور خطبہ اور تقریروں میں اپنے جذبات سے کام لیتے ہوئے کسی مسلمان پر حملہ اور طنز نہ کریں اور اب یہ صورت حال دیکھتے ہوئے اور مذکورہ وجوہ پر نظر رکھتے ہوئے ہدایت کی کہ آئندہ اذان اور کے بعد قدیمی دستور پر عمل کرتے ہوئے محض خطبہ عربی پر قناعت کریں کہ یہ نیا طریقہ مسجد مذکور کے نمازیوں میں تفرقہ اور جھگڑے کا باعث بن جائے گا اس لئے کہ گرائی مذکور کے مذہب غیر زبان عربی میں خطبہ کے قارئین کی تعداد بھی یہاں بہت کم اور برائے نام ہے متولیوں کی طرف سے امام صاحب کو اس کی بھی اطلاع دی گئی کہ اگر نمازیوں کے سامنے کچھ بیان فرماتا چاہتے ہیں تو شب جمعہ کو بعد نماز عشاء کے جس میں بھی صد ہا نمازیوں کی تعداد ہوتی ہے صحیح صحیح خطبہ کا مطلب سادگی کے ساتھ بیان فرمادیا کریں اور متولیوں نے بھی یہ آپس میں قرار دے لیا تھا کہ اگر امام صاحب کی خواہش ہوگی تو ان کو بعد فراغ نماز جمعہ بیان کرنے کا موقع دے دیا جائے گا اس صورت میں بہت پہلے سے آنے والے اور بھوک سے گھبرا جانے والے جو چاہیں گے چاہیں گے ان پر کوئی جبر نہیں پڑے گا بہر حال ان کی اختیار کردہ صورت کے کہ اس میں سب کو خیال ادا ہے جمعہ خواہ مخواہ مجبوراً رکنا پڑتا ہے پس ارشاد ہو کہ صورت مسئلہ میں متولیان مسجد کلام موصوف کو مل مذکور سے روک دینا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۴۳ عبد الرزاق صاحب۔ ۳۰ ذیقعدہ ۱۴۳۵ھ ۲۴ جنوری ۱۹۱۳ء

(جواب ۴۴) میں اس سے قبل متعدد سوالات کے جوابات میں لکھ چکا ہوں کہ خطبہ جمعہ و عیدین کا خالص عربی زبان اور شعر میں ہونا طریقہ مستنون متوارث ہے اس سنت قدیمہ متوارثہ کو محفوظ اور جاری رکھنا چاہیے معجزہ جو لوگ کہ مقامی زبان میں خطبہ کو ضروری اور مفید سمجھ کر اس کے اجرا کی حمایت کرتے ہیں ان کی یہ دلیل بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں کہ نمازیوں کی بڑی تعداد عربی زبان سے ناواقف ہوتی ہے بلکہ خطیبوں کی اکثریت میں بھی عربیت سے ناواقف خطیب ہوتے ہیں اور خطیبوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ ایک مضمون کے پیچھے ہوئے خطبے ہوتے ہیں اور خطیب ان کو ہمیشہ سنا دیتا ہے نہ خود سمجھتا ہے کہ اس نے کیا کہا نہ سامعین سمجھتے ہیں بلکہ ہمیں کیا سنایا گیا اس صورت میں خطبہ کی جہت تذکیر بالکل معطل ہو کر رہ گئی ہے (۱)

میں اس کے متعلق کئی مرتبہ یہ لکھ چکا ہوں کہ اگر خطیب مقامی زبان میں اذان خطبہ سے پہلے لوگوں کو وقتی ضرورت اسلام یہ سنایا کرے پھر اذان خطبہ کہلو کر عربی زبان میں خطبہ بقدر توانائی فریضہ خطبہ پڑھ دیا کرے تو مضائقہ نہیں کہ ضرورت تذکیر بھی پوری ہو جائے اور خطیب کی بیعت مستنون متوارث بھی پوری طرح محفوظ رہے بقدر ضرورت عربی خطبہ میں زیادہ سے زیادہ چھ منٹ (خطبتین کے لئے کافی

(۱) فإنہ لا شک فی ان الحظیۃ بعد العربیۃ خلاف السنۃ المتوارثۃ من السلف والصحابة لیکون مکروہاً تحرماً (عمدة الرعاۃ علی هامش شرح الوافیۃ باب الجمعة ۶ ۲۰۰ ط سعید)

ہوں گے۔

مگر لڑان خطبہ سے پہلے مقدمی زبان میں تذکیر کے لئے دو باتیں لازم ہیں اول یہ کہ لوگ اس وقت اس مقام پر منتظر نہ پڑھتے ہوں بعد کوئی علیحدہ جگہ سنتیں پڑھنے کے لئے ہو دوسرے یہ کہ لوگ اس تقریر کو رغبت سے سنیں کیونکہ یہ محض ایک مظلومہ نہ فعل ہے یہ فرض خطبہ نہیں ہے کہ کوئی راضی ہو یا نہ ہو وہ پڑھا جائے گا نیز اس تقریر میں صرف وہی باتیں بیان کی جائیں جن کا مذہبی لحاظ سے بیان کرنا ضروری ہو۔ تقریر میں طعن و تشنیع نہ ہو نہ لڑنے ہو نہ چاہیے کہ اس سے آپس میں اختلاف اور بغض و عناد پیدا ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

(۱) خطبہ کا کچھ حصہ عربی میں اور کچھ اردو میں پڑھنا مکروہ ہے

(۲) خطبہ میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

(سوال) (۱) جمعہ و عیدین۔ خطبہ صرف اردو میں یا عربی خطبہ کا کامل ترجمہ یا محض عربی میں اور محض اردو میں پڑھنا جائز یا نہیں؟ اگر جازب تو براہ راست یا عبرت۔

(۲) نیز کیا شرعی مصداق پر نظر رکھتے ہوئے ان خطبوں میں الہ مجبر الصوت یعنی لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

ابستفتی نمبر ۲۵۶۱ جمیل ۲۵ دسمبر ۱۹۷۱ء ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ ۱۷ جنوری ۱۹۷۲ء

(جواب ۴۳۵) خطبہ جمعہ و عیدین میں سنت قدیمہ متوارثہ یہی ہے کہ عربی زبان میں ہو صحابہ کرام کے زمانہ میں بھی ممانک فتح ہوئے تھے اور اسلام کے حدیث الہم ہونے کی بناء پر اس وقت بہت زیادہ ضرورت تھی کہ ان کی زبانوں میں احکام اسلام کی تبلیغ کی جائے باوجود اس کے صحابہ کرام اور تابعین عظام اور ائمہ مجتہدین نے جمعہ اور عیدین کے خطبات کو خالص عربی زبان میں رکھا اور کسی غجبی زبان میں خطبہ نہیں پڑھا یہاں بذات خطبہ خالص عربی زبان میں پڑھنا سنت قدیمہ متوارثہ ہے اور اس کے خلاف اردو یا کسی دوسری مقامی زبان میں خطبہ پڑھنا یا عربی اور غجبی و مخلوط اردو یا سنت قدیمہ متوارثہ کے خلاف ہے (۱)

(۲) لاؤڈ اسپیکر کا خطبہ جمعہ و عیدین میں استعمال کرنا فی غرضہ مباح ہے کیونکہ یہ صرف ترفع الصوت یعنی آواز کو بلند کرنے کا آلہ ہے، لیکن اگر اس آلہ کے استعمال کو اس امر کا ذریعہ بنالیا جائے کہ خطبہ کی عربی زبان بدل کر کسی غجبی زبان میں خطبہ پڑھا جائے تو پھر اس آلہ کا استعمال بھی اس تسمیہ کی وجہ سے خلاف سنت کی مد میں داخل ہو جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی۔

(۱) لہذا لا شک فی ان الحظہ بعد العرسہ خلاف المسأله الموارثہ من السیئۃ والصحابۃ لیکون مکروہا تحریمًا (عمدة الزعابة علی هامش شرح الزعابة باب الجمعة ۲۰۰/۱ ط سعید)

۲: ومن المستحب ان ترفع الصوت بوجہ العالم بحریة العشر فی صلاة الجمعة ۱۶۷/۱ ط صاحبہ

خطبہ سے پہلے یا بعد میں خطبہ کا ترجمہ کرنا

(سوال) جمعہ کے پہلے خطبہ کا ترجمہ منبر پر پڑھ کر یا کھڑے ہو کر پڑھے اور بعد اِصلی عبادت خطبہ پڑھے تو یہ کیسا ہے؟ نیز جمعہ کا خطبہ پس پڑھتے اور بعد ترجمہ منبر پر کھڑے کھڑے پڑھتے تو یہ کیسا ہے؟  
المستفتی نمبر ۲۶۷۷: جناب محمد بن صاحب (افریقہ)۔ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ ۲۱ جولائی ۱۹۴۱ء (جواب ۴۳۶) اگر خطیب کو ان خطبتے پہلے منبر پر کھڑے ہو کر پڑھ کر مقامی زبان میں وعظ و تذکیر یا خطبہ کا ترجمہ سنا دے پھر خطبہ کی آذان ہی جائے اور خطیب دونوں خطبے عربی نثر میں پڑھے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں مگر یہ معاملہ خطبہ عربی کے بعد نہ کیا جائے تو ان خطبہ سے پہلے کر لیا جائے اور اذان خطبہ کے بعد عربی خالص کے بعد ۱۰۰ سی۔ ی۔ زبان میں خطبہ پڑھنا یا ترجمہ کرنا سنت قدیمہ متواترہ کے خلاف ہے۔ خطبہ ادا ہو جاتا ہے مگر کراہت کے ساتھ۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

خطبہ غیر عربی میں سنت متواترہ کے خلاف ہے۔

(سوال) ماقولکم فی ترجمة خطبة الجمعة والحال ان الحاضرين جاهلون بالعربية.  
المستفتی نمبر ۲۵۶۲ حاجی گل محمد منگھوری۔ ایس کے۔ ۸ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ ۲۸ جنوری ۱۹۴۰ء (ترجمہ) جمعہ کے خطبہ کا ترجمہ کرنے کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ جب کہ حاضرین عربی زبان سے ناواقف ہوتے ہیں۔

(جواب ۴۳۷) الخطبة فی العربية هی المسنونة المتواترة و ترجمتها فی لسان اخر مخالفة للسنّة المتواترة ومع هذا توب الترجمة باى لسان كان ماب الخطبة المفروضة وتصح الصلوة مع الکراهة (۲)۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ

(ترجمہ) عربی زبان میں ہی خطبہ دین سنت متواترہ ہے اور کسی دوسری زبان میں اس کا ترجمہ کرنا طریقت متواترہ کے خلاف ہے اس کے باوجود ترجمہ سے خطبہ کی فرضیت ادا ہو جائے گی اور نماز کراہت کے ساتھ صحیح ہو جائے گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین نائب مفتی مدرّسہ امینہ

(۱) فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية الخ (عمدة الرعاية ۲/ ۲۰۰)

(۲) ولا يشترط كونها بالعربية فلو خطب بالفارسية أو بغيرها حاراً كما قالوا والمراد بالحوار هو الحوار في حق الصلاة بمعنى أنه يكفي لإداء الشرطية ونصح بها الصلاة لا الحوار بمعنى الإباحة المطلقة فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنّة المتواترة من السنيّة والصحابة فيكون مكروهاً تحريمياً (عمدة الرعاية على هامش شرح وقاية باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعید)

خطبہ غیر عربی زبان میں مکروہ ہے

(سوال) ایک پیش امام صاحب جمعہ کے روز خطبہ نہ پڑھ کر منبر پر کھڑے ہو کر وعظ کرتے ہیں اور مثنوی پڑھتے ہیں بعض مقتدیوں نے امام صاحب سے کئی دفعہ گزارش کی کہ خطبہ پڑھا کریں مگر وہ نہیں مانتے؟ المستفتی فقیر امین امیر امین (اسیرہ ضلع مشرقی خاندیش)

(جواب ۴۳۸) شاید امام صاحب جمعہ کا خطبہ ہی اردو میں پڑھتے ہیں عربی میں نہیں پڑھتے تو یہ بات مکروہ ہے خطبہ عربی زبان میں پڑھنا سنت قدیمہ متواترہ ہے ہاں خطبہ کی لڑان سے پہلے اردو میں کچھ وعظ کر دیں یا مسائل و احکام بیان کر دیں تو اس میں مضائقہ نہیں ہے پھر خطبہ کی لڑان ہو اور عربی زبان میں خطبہ پڑھا جائے (۱) محمد کفایت اللہ کان اندلہ دہلی

لڑان ثانی خطیب کے سامنے کہی جائے

(سوال) دوسری لڑان جو خطبہ جمعہ کے قبل آتے ہیں وہ خطیب کے سامنے کن چاہیے؟ دوسری صف کے پیچھے پٹ کے درمیں کھانا چاہیے؟

(جواب ۴۳۹) خطیب کی لڑان خطیب کے سامنے ہونی چاہیے خواہ منبر کے قریب ہو یا دوسری تیسری صف کے درمیان ہو خواہ بالکل صفوں کے بعد۔ غرضیکہ مؤذن کا خطیب کے قریب ہونا ضروری نہیں ہے صرف سامنے ہونا چاہیے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اندلہ مدرسہ امینیہ دہلی

خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنا جائز نہیں

(الجمعۃ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۲۷ء)

(سوال) خطبہ ثانی کے وقت نماز سنت پڑھ سکتے ہیں؟ نہیں؟ بعض لوگ جواز کہتے ہیں بعض ناجواز کوئی بات صحیح ہے؟

(جواب ۴۴۰) حنفی مذہب میں خطبہ کے وقت نماز پڑھنی مکروہ ہے اس میں پہلے خطبہ اور دوسرے خطبہ کا حکم ایک ہے یعنی جس وقت سے خطبہ شروع ہو بسچہ امام خطبہ کے لئے منبر پر جانے کے لئے اٹھے اس وقت سے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی بن جائے جن لوگوں نے کہ امام کے اٹھنے سے پہلے سنت یا نفل یا کسی نماز کی نیت باندھ رکھی ہے وہ اپنی نماز پوری کر لیں اور کوئی شخص امام کے اٹھنے کے بعد سنت یا نفل کی نیت باندھے یہ حنفی مذہب میں حکم ہے غیر متقدم خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنے کو جائز سمجھتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ (۱)

(۱) ابصاراً حوالہ الاصفحہ گوشہ ، (۲) اذا جلس الإمام على المنبر اذن اذاناً ثانياً بين يديه الحج (جامع الرموز) فصل في صلاة الجمعة ۲۹۸/۱ طبع بمصر (۳) إخراج الإمام فلا صلوٰۃ ولا كلام إلى تمامها ولو خرج وهو في السنة أو بعد قيامه لثالثة الفل سہ فی الاصح (توضیح شرحہ) قال الشامي: "قوله" فلا صلوٰۃ" شمل السنة رتبة المسجد (باب الجمعة ۱۵۸۲ طبع سعد)

## خطبہ خالص عربی نثر میں پڑھا جائے

(سوال) زید ایک مسجد میں امام ہے وہ خطبہ جمعہ پڑھتے وقت خطبہ لوئی میں چند جگہ عربی عبارت کا ترجمہ اردو زبان میں شرح و مفصل بلور و غظ کر دیتا ہے کیا یہ درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۴۱) خطبہ کا مسنون و متواتر طریقہ تو یہی ہے کہ وہ خالص عربی نثر میں ہو اگر خطبہ عربی میں پڑھا جائے مگر درمیان میں اس کا اردو ترجمہ کر دیا جائے تو یہ خلاف لوئی ہو گا لیکن خطبہ ادا ہو جائے گا (۱)

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

## خطبہ میں بادشاہ اسلام کے لئے دعا

(الجمعیت مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۲۷ء)

(سوال) جمعہ کے خطبہ ثانی میں جب بادشاہ اسلام کا نام لیا جاتا ہے تو کیا ممبر کی ایک سیر ہی اتنا ضروری ہے؟ حیدر آباد کن کی اکثر بڑی بڑی مساجد جامع مسجد مکہ مسجد چوک کی مسجد وغیرہ میں خطیب صاحب منبر سے ایک سیر ہی نیچے نہیں اترتے مگر بعض مساجد میں ایک سیر ہی نیچے اترنے کا عمل ہوتا ہے؟

(جواب ۴۴۲) خطبہ جمعہ میں بادشاہ اسلام کے لئے دعا کرنا جائز ہے (۲) اور اس کا نام لینے اور دعا کرنے کے وقت منبر کی سیر ہی سے اتنا ضروری نہیں ایک فضول بات ہے (۳)

محمد کفایت اللہ غفرلہ

## خطبہ سے پہلے وعظ کتنا درست ہے

(الجمعیت مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک مسجد کا خطیب بعد اذان اول جب کہ کچھ لوگ جمع ہو جاتے ہیں مسجد سے ملے ہوئے مکان سے مسجد میں آتا ہے سلام کر کے کھڑی کے منبر کے پاس کھڑا ہو کر خطبہ وعظ یعنی الحمد لله نعمده الخ اما بعد فاعوذ باللہ الخ کے بعد کوئی ایک یا چند آیات تلاوت کر کے اردو میں وعظ کرتا ہے پھر غنیمت یا کم و بیش وعظ کے بعد چار سنت ادا کرتا ہے اور دیگر مردم کچھ تو اذان اول کے بعد وعظ سے پہلے فارغ ہو لیتے ہیں کوئی درمیان وعظ میں ہی پڑھ لیتا ہے باقی وعظ کے بعد پڑھتے ہیں خطیب سنت ادا کرنے کے بعد منبر پر بیٹھتا

(۱) ولا یشرط كونها بالعربية فلو خطب بالفارسية او غيرها حاز كذا قالوا والمراد بالجواز هو الحواز في حق الصلاة بمعنى انه يكتفى لاداء الشرطية ونصح بها الصلاة لا الحواز بمعنى الإباحة المطلقة فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المواترة من السني تحفة والصحابة فيكون مكروها تحريماً (عمدة الرعاية على هامش شرح وقاية باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعید)

(۲) فإن سلطان هذا الرماد أخرج إلى الدعاء له ولأمرء بالصالح والصر على الأعداء... فإن الدعاء للسلطان على الصابر قد صار الآن من شعائر السطنة الخ (رد المحتار باب الجمعة ۱۴۹/۲ ط سعید)

(۳) قال ابن حجر في التحفة: وبحث بعضهم أن ما اعتد الآن من النزول في الخطبة الثانية إلى درجة سفلى ثم العود بدعة لبيحة شعبة (رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۶۹ ط سعید)

ہے اس کے سامنے لڑان ٹائی ہوئی ہے پھر خطبہ مسنونہ پڑھ کر نماز پڑھاتا ہے اس صورت مذکورہ کو ایک مولوی صاحب خلاف سنت بتاتے ہیں اور تین خطبوں سے تعبیر کرتے ہیں؟  
(جواب ۴۴۳) یہ صورت جائز ہے اور تین خطبے نہیں ہوئے بلکہ لڑان ٹائی کے بعد جو خطبہ وہ پڑھتا ہے وہی مسنون خطبہ جمعہ کے ہو جاتے ہیں اور پہلا وعظ وعظ ہی ہوگا خطبہ میں شامل نہیں ہوگا (۱)  
محمد کفایت اللہ غفرلہ

بوقت خطبہ درود دل میں پڑھا جائے

(سوال) دوران خطبہ میں کوئی شخص درود کوئی وظیفہ یا تسبیح اپنے دل میں پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اسلام عظیم  
یو علیکم السلام کہہ سکتا ہے یا نہیں؟ خضیب جب محمد ﷺ کے تو خطبہ سننے والا ﷺ کہہ سکتا ہے یا نہیں؟  
(جواب ۴۴۴) دوران خطبہ میں وظیفہ، تسبیح، درود پڑھنا، سلام کرنا، سلام کا جواب دینا، سب منع ہے صحیح  
حدیث میں ہے من قال یوہ الجمعة والخطیب یخطب انصت فقد لغا آنحضرت ﷺ کا نام مبارک  
من کردل میں ﷺ کہہ کرے زبان سے نہ کہے نہ زور سے نہ اُہستہ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) خطبہ میں ”اللہم اید الاسلام“ دعا پڑھنا

(۲) خطبہ میں بادشاہ کا نام لیکر دعا کرنا

(۳) جو صفات بادشاہ میں نہ ہوں بیان نہ کی جائیں

(۴) غیر متبع شریعت حاکم کے لئے دعا کرنا

(۵) بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے نعرے لگانا

(۶) خطبہ میں دعا کے لئے کیے الفاظ ہونے چاہئیں؟

(المجمیعہ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) (۱) مندرجہ ذیل عبارت کو خطبہ جمعہ میں شامل کر کے پڑھنے کا حکم تمام مساجد بھوپال میں حکومت کی طرف سے جاری کر دیا گیا ہے اس سے نماز جمعہ میں کوئی نقص تو نہیں آئے گا؟

اللہم اید الاسلام والمسلمین بالامیر العادل والرئیس الفاضل الامیر الحاج محمد

حمید اللہ خان لا زالت رباب اقبالہ عالیہ وایات جلالہ قالیہ ظل اللہ علی العالمین والعالمین

(۱) ویسن خطبتان خفیفان ونکرہ رواد یتما علی قدر سورۃ من طوال المفصل بحلۃ ینہما (التنویر مع شرحہ باب الجمعة ۱۵۸/۲ ط سعید)

(۲) إذا ذکر النبی ﷺ لا یجوز ان یصلی علیہ بالجہر بل بالقلب علیہ القوی (رد المحتار باب الجمعة ۱۵۸/۲ ط سعید)

خلد الله ملكه الى يوم الدين .

(۲) جس رئیس کا نام خطبہ میں لیا جائے اس کا عامل شروع ہونا لازم ہے یا نہیں ؟

(۳) خطبہ میں جو صفات بیان کئے جائیں وہ اس میں موجود نہ ہوں تو کیا حکم ہے ؟

(۴) اور اس حکومت میں قانون شرع بھی جاری نہ ہو بلکہ قانون انگریزی پر عمل درآمد ہوتا ہو اور صرف چند دفعات قانون موافق شرع ہوں تو کیا حکم ہے ؟

(۵) اور اگر رئیس کو خوش کرنے کی نیت سے کسی سرکاری آدمی نے یہ طریقہ اختیار کیا ہو ؟

(۶) جو الفاظ خطبہ میں شامل نہ جائیں وہ کیا ہوئے چاہیں یا متکبرانہ ؟

(جواب ۱۴۵) خطبہ میں بادشاہ وقت کے لئے نصرت و فتح مندی اور ثبات علی الشریعت کی دعا کرنا جائز

ہے، جن فقہانے منع کیا تھا ان کا منصب یہ تھا کہ بادشاہ کی تعریف میں مباحہ کرنا جائز ہے جس کا وجہ یہ ہے کہ عامہ مومنین کے لئے خطبہ میں ممنوع نہیں تو لولی الامر کے لئے ممنوع ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے پھر یہ کہ سلف سے متواتر بھی ہے اس لئے جواز میں تردد نہیں ہے۔ ہاں بادشاہ کے ذکر میں ایسے الفاظ نہ کہنے چاہئیں جو اطرائے ممنوع یا مذہب صریح میں داخل ہو چائیں سوال میں جو عبارت مذکور ہے وہ عدم جواز میں داخل ہو سکتی ہے البتہ اگر اس کو اس طرح بدل دیا جائے تو زیادہ بہتر ہو جائے گی۔

اللهم انصر امیرنا امیر الاسلام والمسلمین الامیر محمد حمید اللہ خان نصرة ملک

تو یة ووفقه لا قامۃ العدل و رفع اعلام الدین المسین وابد بدوام دولة الاسلام والمسلمین و

متعنا بظله الممدود علی العلمین امین یا رب العلمین.

اس عبارت میں کسی فقہی روایت کی مخالفت نہیں ہے اور کوئی مخدور شرعی نہیں ہے اور یہ

مقصد کہ رئیس کا نام خطبہ میں آجائے اور اس کے لئے دعا ہو جائے بوجہ اتم حاصل ہو جاتا ہے۔

باقی یہ بات کہ وجہ یہ ہے یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ بادشاہ کے لئے خطبہ میں دعا کرنا فی حد

ذاتہ واجب تو کیا مستحب بھی نہیں ہاں اگر بادشاہ کسی مندوب یا مباح کا حکم کرے تو طاعت واجب ہو جاتی ہے کیونکہ جائز امور میں لولی الامر کی طاعت واجب ہے اور چونکہ لولی الامر سے مراد مسلم بادشاہ ہیں اس لئے اس حکم کا اطلاق غیر مسلم امراء پر نہیں ہوگا۔

اس جواب نے بعد سوال کے باقی نمبروں کا جواب بھی سمجھ میں آجائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلہ اتم

والحکم۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له

(۱) ویدد ذکر الحدید۔ ہر حدیث و العین لا الدعاء للسلطان و حورہ الفہستائی ویکرہ تحریمہا بما لیس فیہ الخ (درمحار) و فی الشامۃ۔ ہر دفعہ من استحبہ فیہا کما یدعی لعموم المسلمین۔ فان فی صلاحہ صلاح العالم فان سلطان ہذا المرء۔ صحیح لی الدعاء له و لامراءہ بالصلاح و الصبر علی الاعداء۔ فان الدعاء للسلطان قد صار الآن من شعائر السنۃ۔ (باب الجمعة ۱۴۹/۲ طبعہ)



خطبوں کے درمیان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

(سوال) جمعہ و سیدین کے دو خطبوں کے درمیان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۳ محمد حنايت حسين کھنور۔ ۲۶ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۹۳ء

(جواب ۴۴۶) خطبوں میں جلسہ کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

## فصل چہارم - تعطیل یوم جمعہ

جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو وہاں خرید و فروخت کی ممانعت نہیں

(سوال) جن جگہوں میں جمعہ جائز نہیں وہاں جمعہ کے روز بعد اذان ظہر خرید و فروخت بند کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۴۷) جن جگہوں میں جمعہ جائز نہیں ایسی جگہوں میں بعد اذان ظہر خرید و فروخت میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ جمعہ کے روز اذان کے بعد خرید و فروخت کے مکروہ ہونے کی علت استماع خطبہ ہے اور یہ علت ظہر میں مفقود ہے (۱) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

اذان جمعہ سے پہلے کاروبار جائز ہے

(سوال) مسلمان جمعہ کے دن جوئی فضیلت و غسل و نماز کے لئے فجر سے نماز جمعہ کے بعد تک اپنی دکانوں کو بند رکھتے ہیں آیا یہ طریقہ جائز ہے یا نہیں؟ یہاں کے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ طریقہ بدعت بلکہ حرام ہے کیونکہ اس میں عیسائیوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے وہ لوگ بھی اتوار کے دن اپنی دکانیں بند کرتے ہیں دوسرے یہ کہ قرآن شریف میں سورہ جمعہ میں آیت اذا نودى للصلاة الخ میں خدائے تبارک و تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ جب اذان ہو تو کاروبار بند کر دو کیا ان کا یہ کہنا صحیح ہے؟

(جواب ۴۴۸) جمعہ کے روز اذان جمعہ سے پہلے تجارت اور تمام کاروبار کرنا جائز ہے اذان جمعہ سے پہلے کوئی کام ممنوع نہیں پس اگر کاروبار بند کرنے والے اس خیال سے دکانیں اور کاروبار بند کریں کہ نماز جمعہ سے پہلے ان چیزوں میں مشغولی رکھنا جائز اور گناہ سمجھتے ہوں تو بے شک یہ خیال ناجائز اور بدعت ہے کیونکہ ایک مباح شرعی کو مکروہ یا حرام سمجھنا خود منہ موم اور بدعت ہے لیکن اگر وہ جمعہ کی اذان سے پہلے کاروبار کو ناجائز نہ سمجھتے ہوں بلکہ بلوغت و جزا و سزا کے تحت انتظام ضروریات نماز کے خیال سے دکانیں بند رکھیں کیونکہ

(۱) ولا يجوز للقوم دفع ايديهم ولا تأمين باللسان جهراً الخ (رد المحتار باب الجمعة ۱۵۸/۲ ط سعید)

(۲) اذا نودى للصلاة من يه الأجمة فاسمعوا الى ذكر الله الآية (سورة الجمعة ۹) ووجب السعي إليها وترك البيع بالأذان الأول في الأصح (ند المحتار باب الجمعة ۱۶۱/۲ ط سعید)

نفل وغیرہ کے لئے اور نماز جمعہ میں تبخیر یعنی جلدی سے حاضری کے واسطے اس صورت میں آسانی ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ موجب اجر ہے (۱) اور اس صورت میں یہ خیال کہ اس میں اٹل شتاب کی مشابہت ہے اس لئے ناجائز ہونا چاہیئے صحیح نہیں کیونکہ کاروبار بند رکھنا عیسائیوں کا تمام دن میں ہوتا ہے اور مسلمانوں کا صرف نماز تک دوسرے وہ اس کو نہ ہی سمجھتے ہیں اور مسلمان صرف آسانی کے لئے ایسا کرتے ہیں تیسرے نفس مشابہت کسی فعل میں ممنوع نہیں بلکہ جو مشابہت امر مذموم میں ہو یا بقصد مشابہت ہو اور امر مختص میں ہو وہ مذموم ہے اور یہاں ایسا نہیں ہے اور آیہ قرآنی سے اذان کے بعد کاروبار کا عدم جواز ثابت ہوتا ہے وہ اس صورت میں بھی محالہ باقی ہے اور اس سے پہلے کے لئے کاروبار کرنے کا آیت میں حکم نہیں ہے کہ نہ کرنے کی صورت میں اس کی خلاف ورزی ہو۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کا اللہ!

اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت ممنوع ہے

(سوال) جمعہ کی نماز کے قبل خرید و فروخت کرنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۶۴۶ عبد الاحد (ضلع درجھو)

۴ ارجب ۱۳۵۲ھ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۴۹) اذان جمعہ ہونے کے بعد خرید و فروخت کرنا منع ہے اس سے پہلے جائز ہے اور پھر نماز کے بعد جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کا اللہ!

اذان جمعہ سے پہلے زبردستی بازار بند کرنا

(المجمیعہ مورخہ یکم مئی ۱۹۳۵ء)

(سوال) ہم مسلمان اہل سنت والجماعہ شافعی اپنے وطن سے تقریباً ایک سو میل دور شہر منگور میں بغرض تجارت مقیم ہیں ہم نے یہاں ایک انجمن قائم کی ہے جس کا نام "جماعت المسلمین اہل بھٹکل مقیمین منگور" ہے اس جماعت کی مجلس عاملہ نے ایک قانون بنایا ہے کہ جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد دکانیں بند رکھنا ضروری ہے جو نمبر اس کی خلاف ورزی کرے اس کو جرمانہ لو آ کر ٹاپ دے گا۔

(جواب ۴۵۰) جمعہ کے روز نماز جمعہ سے پہلے دکان کھولنا تہدیت کرنا اذان لول سے پہلے تک جائز ہے اس لئے کوئی ایسا قاعدہ مقرر کرنا جس میں کسی کو زبردستی ایک مشروع کام سے روکا جائے درست نہیں ہے ہاں اگر سب لوگ بالاتفاق نماز سے پہلے دکانیں بند رکھنا منظور کر لیں تو جائز ہے ان کی اپنی مرضی پر منحصر

(۱) مابعد انہ یوم الذی یستحب ان یتفرغ فیہ للعبادة وله سائر الایام مزیة بأواع العبادات واجبة مستحبة فائله سبحانه وتعالى جعل لاهل کل ملة یوما یتفرغون فیہ للعبادة و یتخلون فیہ عن اشتغال الدنیا یوم الجمعة یوم عبادة وهو لی الایام کثیفر و مضان (ازاد المعاد)

(۲) یا ایہا الذین امنوا اذا نودی للصلاة من یوم الجمعة فاسعوا لی ذکر الله و خروا للبع الاية (سورة الجمعة ۹)

ہے، جبر و اکراہ نہ ہونا چاہیے۔) محمد کفایت اللہ کا اللہ لہ

## فصل پنجم - مصافحہ بعد جمعہ و عیدین

بعد نماز جمعہ و عیدین مصافحہ سنت نہیں

(سوال) نماز جمعہ و عیدین کے بعد مصافحہ کرنا مکروہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو تحریمی یا تنزیہی ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۳ محمد سنایت حسین صاحب (کھنور) ۲۶ رجب ۱۴۵۲ھ ۶ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۵۱) نماز جمعہ و عیدین کے بعد مصافحہ کرنا اور اس کو اس وقت خاص سنت سمجھنا مکروہ ہے

کر بہت تنزیہی ہے مگر اس کا مضرب یہ نہیں کہ تنزیہی کو ہلکا سمجھ کر مصافحہ کیا جائے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کا اللہ لہ، دہلی

## فصل ششم - امامت جمعہ

ہندو ریاست میں جمعہ کا قیام

(سوال) ایک ہندو ریاست میں ایک شہر ہے جہاں کے حکام اور ولی ہندو ہیں کسی عالم قاضی یا امام کا جو متفق علیہ ہو قوم کی طرف سے انتظام نہیں، حالانکہ روایات صحیحہ فقہیہ کتب معتبرہ اسی کو شرط بیان کرتے چلے آئے ہیں۔ والائی شرط لا ذاء الجمعة و کذا المصر الجامع (سراجیہ) حتی لا تجوز اقامتها بغير امر لسلطان و امرنا نہ کذا فی المحيط السرخسی الصحیح فی زماننا ان صاحب الشرط و هو الذی یرسمی شحہ والوالی والقاضی لا یقیمون الجمعة لا یمکن لہم لا یولون ذلك الا اذا جعل ذلك فی عہد ہم و منشور ہم کذا فی الغیاتیہ فان لم یکن لہم واحد منهم واجتمع الناس علی رجل فصلی بہم جاز۔ کذا فی السراجیہ۔ بلاد علیہا ولایہ کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعة ویصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین ویجب ان یلتمسوا والیاً مسلماً کذا فی معراج الدراریہ۔ ایک صورت میں جب کہ ولایت کفار میں عمارت کسی ایسے شخص پر اتفاق یا قاضی بنانے کی ضرورت میان کی ہے

(۱) ووجب السعی بالادان الاول فی الاصح الخ (الدر المختار) باب الجمعة ط سعید

(۲) و نقل فی تبیین المحارم عن الملقط: انه تکرہ المصافحہ بعد أداء الصلاة بكل حال لان الصحابة ماصالحوا بعد أداء الصلاة ولأنہم من سنن الروافض ثم نقل ابن حجر عن الشافعیہ: أنها بدعة مکروہة لا أصل لہ فی الشرع وانه ینہ فاعلیہ أولاً و یحذر ثانیاً ثم قال وقال ابن الحاج بن المالکیة فی المدخل أنها من البدع وموضع المصافحہ فی الشرع إما ہو عند لقاء المسلم لأخیه لانی أذکار الصلاة فحیث و ضمها الشرع یضعها فینہی عن ذلك ویزجر فاعلة لها حتی بہ من خلاف السنة الخ (رد المحتار) کتاب الحظر والاباحة باب الاستبراء وغیرہ ۳۸۱/۶ ط سعید



(جواب ۴۵۴) جمعہ کی نماز متعدد مساجد میں ادا کرنے سے تو سب مسجد والوں کی ہو جاتی ہے (۱) لیکن بلا ضرورت جمعہ کی نماز جہاں تک ہو سکے تعدد اور کثرت سے چٹائی جائے یہ افضل اور مستحسن ہے اور سوال میں جو صورت کہ مذکور ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مجوزہ نماز جمعہ بلا ضرورت قائم کی جا رہی ہے اور اس سے پہلی مسجد کی جماعت میں کمی واقع ہوگی اس لئے یہ جدید اقامت جمعہ خلاف لوئی اور خلاف افضل ہوگی۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

متعدد جگہ جمعہ ہو تو مسجد محلہ افضل ہے

(سوں) خطیب صاحب جامع مکمل پورے فرمایا ہے کہ جمعہ صرف جامع مسجد میں ہونا چاہیے اگر جامع مسجد کے سوا کسی دوسری مسجد میں جمعہ پڑھا جائے تو جمعہ نہیں ہو تا مکمل پورہ شہر میں مسلمانوں کی کبڈی تقریباً چار ہزار ہے اور تین مساجد ہیں اور تینوں کے درمیان کافی فاصلہ ہے اور جمعہ دو مساجد میں پڑھا جاتا ہے لیکن خطیب صاحب فرماتے ہیں کہ جمعہ صرف ایک مسجد میں یعنی صرف جامع مسجد میں ہو سکتا ہے جمہ وہ خود (خطیب جامع) امام ہیں سوال اب صرف یہ ہے کہ دوسری مسجد میں سوائے جامع مسجد کے اگر جمعہ پڑھا جائے تو ہو سکتا ہے یا نہیں؟ خطیب صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جامع مسجد کے سوا دوسری مسجد میں جمعہ نہیں بلکہ جمیوں یا جمی پڑھی جاتی ہے اس پر بھی روشنی ڈالی جائے۔

خطیب صاحب جامع مکمل پورے فرمایا ہے کہ ہر ایک محلہ کے لوگ محلہ کی مسجد میں نماز ادا کریں اگر کوئی شخص اپنے محلہ والی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں عہد نماز پڑھنے جائے گا تو اس کی نماز نہ ہوگی پتہ الٹا گناہ ہوگا۔

المستفتی نمبر ۱۶۷۸ محمد شریف گمریک مکمل پور (ضلع آٹک) ۹ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۷ اگست ۱۹۳۷ء (جواب ۴۵۵) ایک ہستی میں ایک جگہ جمعہ پڑھنا افضل ہے لیکن اگر ہستی بڑی ہو اور ایک جگہ سب لوگوں کا جمع ہونا دشوار ہو تو دو جگہ حسب ضرورت جمعہ پڑھنا جائز ہے (۲) اور بلا ضرورت بھی کئی جگہ جمعہ پڑھا جائے تو نماز ہو جاتی ہے البتہ خلاف افضل اور خلاف لوئی ہوتی ہے۔

اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا بھتر ہے مگر کوئی شخص دوسرے محلہ کی مسجد میں اس نیت سے جائے کہ دور جانے سے ثواب زیادہ ہو گا اور اس کے جانے کی وجہ سے اس کے محلہ کی مسجد کی جماعت کو نقصان نہ پہنچے تو یہ بھی جائز ہے ہاں اگر اس کے جانے سے محلہ کی مسجد کی جماعت ویران ہوتی ہو تو پھر نہ جانا

(۱) وتو دی فی مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقاً علی المذهب' و علیہ الفتوی الخ (التبویر و شرحہ باب الجمعة ۱۴۴/۷ ط سعید)

(۲) وتو دی فی مصر بمواضع كثيرة مطلقاً علی المذهب' و علیہ الفتوی الخ (الدر المختار) باب الجمعة ۱۴۴/۲ ط سعید (۳) ومسجد حبه افضل من الجامع' والصحيح أما الحق بمسجد المدينة ملحق به فی الفضيلة الخ (الدر المختار) باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها' ۶۵۹/۱ ط سعید

چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

شہر میں متعدد جگہ جمعہ جائز ہے

(سوال) مظفر پور پٹنن کے اندر ۲ جگہ نماز ہوتی ہے، اس میں ایک بڑا محلہ سعد پورہ جس میں دو ٹولہ میں دو مسجد ہے دونوں مسجد کے درمیان چار سو قدم یا پندرہ گز کا فاصلہ ہے عرصہ سے ایک مسجد میں جمعہ کی نماز قائم ہے مگر وہ چند مصلحت کے لئے ۵ گز سے دوسری مسجد میں بھی جماعت مسجد اول ترک کر کے نیا جمعہ قائم کیا ہے اور وہ مصلحت یہ ہے کہ چوتھے نمازی جو نماز جمعہ نہیں پڑھتے تھے پڑھنے لگیں اور دوسری مصلحت یہ کہ مسجد کے انتظام کے لئے پریشانی سے چندہ مایا ہوتا تھا تو اس مصلحت سے بھی کہ جمعہ کے روز چندہ وصول کر کے مسجد کا انتظام کیا جاوے۔ اور یہ رقم مسجد میں وقف کی جائے لول مسجد کے جمعہ کی نماز میں چار بھی پانچ صفیں ہوتی تھیں اور دوسری مسجد میں بھی چار پانچ صف جماعت سے ہوتی ہے اور یہی امید ہے تو ایسی صورت میں دوسری مسجد میں نماز جمعہ پڑھنا جائز ہو گیا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۹۵ حافظ مباح صاحب کیپ مرچنٹ (مظفر پور)

۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۸ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۵۶) یہی مسجد میں جمعہ موقوف کر کے دوسری مسجد میں جمعہ قائم کریں تو یہ بات مصرح مذکور کی وجہ سے جائز ہے اور یہی میں جمعہ ہوتا رہے اور دوسری میں بھی جمعہ مقرر کر لیا جائے تو اس صورت میں صرف یہ بات ہونی کہ شہ کے جمعوں کی تعداد بڑھے تیرہ ہوئی اس کا حکم یہ ہے کہ متعدد مساجد میں جو جمعہ کی نماز ہوتی ہیں یہ سب ہو جاتی ہیں (۱) مگر لول اور افضل یہ ہے کہ جمعہ کی نماز جہاں تک ممکن ہو ایک جگہ ہو ورنہ سخت حاجت اور ضرورت میں دو یا تین جگہ کی جائے بلا ضرورت زیادتی مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

نماز جمعہ مسجد محلہ میں افضل ہے

(سوال) (۱) زید کا بیان ہے کہ ہمارے یہاں زمانہ قدیم سے تمام مسلمان متفقہ طور پر ایک ہی مسجد میں نماز جمعہ ادا کرتے تھے لیکن اب مذہبی اختلافات و عقائد کی بناء پر خوشی تین چار مسجدوں میں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے اب جناب تحریر کریں کہ آیا جمعہ کے فضائل ان چاروں مسجدوں میں یکساں ہوتے ہیں یا کم بیش؟ (۲) زید کے محلہ کی مسجد میں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے لیکن زید اپنے محلہ کی مسجد کو چھوڑ کر دیگر مسجد میں جا کر نماز جمعہ ادا کرتا ہے آیا زید کا یہ فعل درست ہے یا نہیں؟



دہلی میں متعدد جگہ جمعہ کا حکم

(سوال) دہلی میں نماز جمعہ علاوہ جامع مسجد و مسجد فتح پوری کے کتنی جگہ کتنے فیصلہ پر لوانی جا سکتی ہے؟  
(جواب ۴۶۰) جمعہ کی نماز جہاں تک ممکن ہو سخت ضرورت کے مواقع میں قائم کرنی چاہیے بلاشبہ رات  
تقدیر کروہ ہے دہلی جیسے شہر میں ایک دو جگہ پر کثافت کرنا تو ممکن الاقوع نہیں مگر زیادہ سے زیادہ تمام شہر میں  
پندرہ جگہ جمعہ ہو سکتا ہے اس سے زیادہ غیر ضروری مواقع کے تحت نہ کر لوانی ہی بہتر ہے ۱۱  
محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

## فصل ہشتم - جمعہ کے نوافل مسنونہ

سنت جمعہ کے لئے "الصلوة قبل الجمعة" پکارنا

(سوال) بروز جمعہ قبل از وقت چار رکعت سنت قبل الجمعہ پڑھنے کے لئے مؤذن کا الصلوة قبل الجمعہ  
وغیرہ کہہ کر صلوة لٹا چاہئے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد حوزہ دہلی صاحب (شیخ و حارر)

۱۹ شوال ۱۳۵۵ھ ۳ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۶۱) نماز جمعہ سے پہلے الصلوة قبل الجمعہ پکارنا آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے مبارک زمانہ  
میں نہیں تھا اور نہ امت مجتہدین نے اس کا حکم دیا اس لئے یہ روایت سنت کے خلاف ہے اسے ترک کرنا لازم  
ہے ۱۲  
محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

بروز جمعہ زوال کے وقت نوافل پڑھنے کا حکم

(سوال) جمعہ کے دن زوال ہوتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۲۵ حافظ محمد صدیق صاحب (سارنپور) ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۹ جون ۱۹۳۸ء  
(جواب ۴۶۲) زوال جمعہ کے روز بھی ہوتا ہے مگر اس دن بعض فقہاء نے زوال کے وقت نوافل و سنن  
پڑھنے کی اجازت دی ہے ۱۳ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

(۱) (ایضاً) حوالہ صفحہ گذشتہ وفي النامية. ای سواء كان العصر كبيراً أو لا وسواء فصل بين جيبه بئر كبير  
أولاً وسواء كان التعداد في مسجدین أو أكثر الخ (باب الجمعة ۱/۴ ط سعید)

(۲) من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد (بخاری) كتاب الصلح- باب إذا عطلموا على صلح جور فهو  
مردود ۳۷۱/۱ ط قدیمی)

(۳) ويكره نحرهما مطلقاً ولو قضاء أو وحده أو فعلا على جنازة وسجدة تلاوة وسهر مع شروق واستواء إلا يوم  
الجمعة على قول الثاني الصحيح المعتمد الخ (الدر المختار) كتاب الصلوة ۳۷۰/۱ ط سعید (وروى عن أبي  
يوسف أنه حرم الطلوع وقت الروال يوم الجمعة) (حلی کبر فروع ص: ۲۳۷ مہل اکذہبی)



## فصل نہم۔ مسافر کا جمعہ

سفر میں جمعہ وعیدین واجب نہیں۔

(سوال) سفر میں جمعہ وعیدین کی نمازیں واجب تو نہیں یا واجب ہیں؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۴۶۳) سفر میں جمعہ کی نماز فرض نہیں اور عید کی نماز واجب نہیں پڑھ لے تو بہتر ہے نہ پڑھ سکے

تو اچازت ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

## فصل دہم۔ عورتوں کے لئے جمعہ وعیدین

عورتوں کا جمعہ میں شریک ہونے کا حکم

(سوال) کیا آج کل عورتوں و متقین کرنا کہ وہ جمعہ کو آخر جماعت میں شریک ہوں اور ان کے لئے ایک

مسجد کے حصہ میں عمارت تعمیر کرانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۲۳ ملک محمد امین صاحب (چاندھر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جو. کی عمر ۹۳ء

(جواب ۴۶۴) عورتوں کو جمعہ کی نماز میں شرکت کی ترغیب و تلقین اس حدیث کے خلاف ہے۔ عن ابی

عمرو الشیبانی انه رای عبد اللہ یخرج النساء من المسجد یوم الجمعة ویقول اخرجن الی

بیوتکن غیر لکن (رواہ الطبرانی فی الکبیر و رجالہ موثقون کذا فی مجمع الزوائد) یعنی ایو عمرو شیبانی بیان کرتے

ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو دیکھا کہ جمعہ کے روز عورتوں کو مسجد سے نکالتے تھے اور

فرماتے تھے کہ اپنے گھروں کو جاؤ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

یعنی عورتوں کے لئے گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں جانے اور جمعہ پڑھنے سے بہتر ہے صحابہ کرامؓ

کے زمانہ کا طرز عمل یہ تھا پھر آج فتنہ و فساد کے زمانہ میں اس کے خلاف مسجد میں آنے کی ترغیب دینا ظاہر

ہے کہ غلط ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

## سوال مثل بال

(سوال) عورتوں کو جمعہ کی نماز میں مسجد میں جا کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱) فی التوبہ و شرحہ۔ "و شرط لا فیرا صہا إقامۃ بمصر" وفي الشامية۔ "حرج بہ المسافر" الخ (باب الجمعة

۱۵۳۲ ط سعید) قال فی الدر المنہار۔ "تحب صلاحہما علی من تحب علیہ الجمعة بشرط انہما الخ" (باب العیدین

۱۶۶/۱ ط سعید) (۲) (باب خروج النساء إلی المساجد ۳۵/۲ ط بیروت لبنان)

(جواب ۴۶۵) جائز ہے مگر بہتر نہیں ۱۱) محمد کفایت اللہ کا لہ' اللہ

## چھٹا باب نماز عیدین

شافعی امام کے پیچھے حنفی کے لئے تکبیرات زوائد کا حکم

(سوال) عید کی نماز بارہ تکبیروں سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بلا ضرورت حنفی امام بارہ تکبیروں سے پڑھا سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب ۴۶۶) بارہ تکبیروں سے حنفی امام کو عید کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہاں اگر امام بارہ تکبیر کے مذہب کا قائل ہو تو حنفی مقتدی کو اس کی متابعت کر لینی چاہیے۔ قال محمد فی الجامع اذا دخل الرجل مع الامام فی صلوٰۃ العید و هذا الرجل یروی تکبیر ابن مسعود فکبر الامام غیر ذلك اتبع الامام الخ (عالمگیری ص ۱۶۰ ح ۱) ۱۱

نماز عید میدان میں ادا کرنا سنت ہے

(سوال) ہمارے ہاں شہر بخرواق میں نماز عید کے لئے قاضی شریک جسد کے ساتھ بیرون شہر جاکر نماز عید کو عید گاہ پر جماعت کثیر کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور بہت سے لوگ اپنے اپنے محلہ کی مسجدوں میں چھوٹی چھوٹی جماعت کے ساتھ نماز عید ادا کر کے اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں یا عید گاہ سیر و تماشا کے لئے چلے جاتے ہیں حالانکہ عید گاہ نہایت وسعت کے ساتھ بنائی گئی ہے جس وقت خطیب خطبہ پڑھ رہا ہے یہ لوگ یہ کرتے پھرتے ہیں پس جو لوگ محلہ کی مسجد میں نماز گزارتے ہیں اور جو لوگ ہمراہ قاضی بیرون شہر عید گاہ میں نماز پڑھتے ہیں تو ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ دوسرے یہ کہ جب قاضی شہر نماز عید کے واسطے عید گاہ روانہ ہوا اس وقت بغیر عذر دوسروں کو محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا چاہیے یا نہیں؟

(جواب ۴۶۷) عید کی نماز شہر سے باہر جاکر عید گاہ میں پڑھنا مستنون ہے۔ والخروج الیہا (ای الجبانۃ) لصلوٰۃ العید سنة وان وسعہم المسجد الجامع وهو الصحيح (درمختار ص ۶۱۲ ج ۱) ۴، اور شہر میں بلا عذر عید کی نماز پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ نماز ہو جائے گی مگر ثواب کم ہوگا اور اگر عذر ہو

(۱) وبکثر حضور من الجماعة ولو لخمعة و عبد و رعط مطلقا ولو عحورا لئلا علی المذهب المفتی به الخ (الدر المختار) باب الإمامة ۵۶۶، ط سعید

(۲) (الباب السابع عشر فی صلاة العیدین ۱۵۹، ط مکتبہ ماجدہ، کونہ)

(۳) (باب لعیدین ۱۶۹، ط سعید)

تو با آنرا بت جائز ہے۔ فی الحاتبة السنة ان يخرج الامام الى الجبابة ويستخلف غيره ليصلي في المصر بالضعفاء والمرضى والا صراء و يصلي هو في الجبابة بالا قرياء والا صحاء وان لم يستخلف احداً كان له ذلك ۱۔ وفي عمدة الرعاية حاتبة شرح الوقاية والا صل فيه ان المبيح كان يخرج الى المصلي ولم يصل صلوة العيد في مسجده مع شرفه الامرة بعد المطر كما سطره ابن القيم في زاد المعاد والقسطلاني في مواهب اللدنية وغيرهما (۱۰)

### عورتوں پر عید واجب نہیں

(سوال) ایک شخص عیدین کی نماز جماعت پر محتاج ہے پھر جا کر عورتوں کو عیدین کی نماز جماعت سے ساتھ پڑھاتا ہے آیا اس طرح پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟  
(جواب ۴۶۸) عورتوں پر عیدین کی نماز واجب نہیں ہے اگر پڑھیں گی تو نفل ہوگی اور نفل میں جماعت مکروہ ہے۔ لا یصلی التطوع بالجماعة ما خلا قیام رمضان و کسوف الشمس الخ۔ (بدائع ص ۲۷۰ ج ۱) التطوع بالجماعة اذا كان على سبيل التداعى بکروہ ۱۱، (ہدایہ ص ۸۷ ج ۱) و التطوع بجماعة خارج رمضان ای بکروہ ذلك لو على سبيل التداعى بان يقتدى اربعة بواحد كما في الدرر۔ (درمختار) قال شمس الانمة الحلواني ان كان سوى الامام ثلثة لا يكره بالاتفاق وفي الاربع اختلف المشايخ والاصح انه يكره هكذا في الخلاصة (عالمگیریہ) ۱۰

### نماز عید سے پہلے نوافل کا حکم

(سوال) عید کے روز عید کاہ میں یا مکان پر نماز عید سے قبل یا بعد دو رکعت یا چار رکعت نفل پڑھ کر میت کو ثواب بخشے سے متعلق کوئی حدیث ہے یا نہیں؟ اور یہ حضرت رسول مقبول ﷺ سے اس کے متعلق بہتر شافعی کیا ہے؟

(جواب ۴۶۹) قبل از نماز عید گھر میں اور مسجد عید گاہ میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے اور بعد اوائے نماز عید گاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر عوام الناس میں سے کوئی شخص قبل از نماز یا بعد از نماز عید گاہ میں بی پڑھنے لگے تو منع کرتے بھی منہ نہیں۔ ولا یستقل قلبها مطلقاً و کذا لا یستقل بعدها فی مصلایا فانہ

۱۰ (حاشیہ علی هامش العالمگیریہ "باب صلوة العیدین" ۱۸۳ طہ ماجدہ)

۱۱ (باب العیدین ۲۰۲ طہ سعید)

۱۲ (فصل فی صلاة الکسوف ۱۰ طہ سعید)

۱۳ (الذات العاشر فی الإمامة، لفصل الاول فی الجماعة ۸۳ طہ ماجدہ)

۱۴ (باب الوتر والوافل ۴۸ طہ سعید)

۱۵ (الذات العاشر فی الإمامة، لفصل الاول فی الجماعة ۸۳ طہ ماجدہ)

مکروہ عند العامة وان تغفل بعدها فی البیت جازبل یندب تغفل باریع وهذا للخواص . اما العوام فلا یمنعون من تکبیر ولا تغفل اصلا لقلۃ رغبۃم فی الخیرات . بحر (در مختار مختصراً) ۱۱، تعین بالخصوص ایصال ثواب کے لئے کوئی نفل عید کے دن خاص طور پر پڑھنا اور اسے مستحب یا سنت سمجھنا مکروہ و بدعت ہے ۔

عید گاہ میں بلند آواز سے ذکر کرنا

(سوال) مساجد میں بالخصوص نماز عیدین مسجداں جمع ہوتے ہیں اور بجائے فضائل اور خوباتوں کے ذکر الہی میں مصروف رہتے ہیں اس طرح کہ ایک شخص تکبیر پڑھتا ہے دوسرے سننے والے باجماع آوازہ تکبیر بلند کرتے ہیں اور جب تک سب مکمل تکبیر نہ ہو لیں اسی طرح ذکر میں مشغول رہتے ہیں اور بعد نماز کے لوگ محالہ کے دعا مانگتے ہیں سوال یہ ہے کہ اس طریقے کا حدیث شریف و فقہ سے ثبوت ہے یا نہیں ؟

(جواب ۴۷۰) تسبیح و تحمید یا سہر تو ایک مستحسن فعل اور موجب اجر ہے لیکن صورت مسئلہ فی السوال میں جبر یا تکبیر بیت مذکورہ اور اجتماعی حالت کی وجہ سے بدعت اور ناجائز ہے کیونکہ جس بہت میں شرع کی طرف سے کوئی تعین نہ ہو اپنی طرف سے اس میں تعینات و تخصیصات کر لینا اس کو بدعت و بدعتا بہ دلیل کے لئے حضرت عبداللہ بن مسعود کا یہ اثر ملاحظہ ہو ۔ اخبر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بالجماعة الذین کانوا یجلسون بعد المغرب و فیہم رجل یقول کبر واللہ کذا و کذا سحوا اللہ کذا و کذا و احمدا اللہ کذا و کذا فیفعلون فحضرت ہم فلما سمع ما یقولون قام فقال انا عبداللہ بن مسعود فوالذی لا الہ غرہ لقد جنتہ بیدعة ظلماء اولقد فقم علی اصحاب محمد علیہ السلام علما (مجالس الامراء) یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود کو خبر دی گئی کہ ایک جماعت ہے جو بعد مغرب بیٹھتی ہے اور ان میں سے ایک شخص کتابت کرتا ہے کہ اے ابراہیم اے مرثیہ کو سبحان اللہ اتنی مرتبہ دو ائمہ مذاق مرثیہ کو تو سب ایسا ہی کرتے ہیں پس حضرت عبداللہ بن مسعود اٹکے پاس گئے اور ان کی تسبیح و تحمید و سنائے کے بارے فرمایا کہ میں عبداللہ بن مسعود ہوں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ تم ایک سخت تاریک بدعت کے مرتکب ہو یا اصحاب رسول اللہ ﷺ پر علم میں فوقیت حاصل کر لی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود کے اس قول سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایسا طریقہ جس میں شرع کی طرف سے کوئی خصوصیت ثابت نہیں اس کا ارتکاب بدعت ہے اور کتب فقہ حنفیہ میں یہ حکم

(۱) باب العیدین ۱۶۹۰۲ طبع سعید

(۲) مجالس الامراء فی مجلس طبرستان ج ۱ ص ۱۰۰۰ نے اس مجلس نے اس مجلس نے ۹ بدعت اور اس کے اقسام ۱۰ نام

ص ۱۶۵ اور ۱۱ شامت ۱۰۰

قال فی التوبیر ولا یکر فی طریقہا ولا یفعل قلیا مطلقا الح ۱۶۹۰۲ باب العیدین سعید و فی التوبیر و شرحہ و کثر جہرا فی الطریق قبل فی المصلی الح ۱۷۶۰۲ باب العیدین طبع سعید

موجود ہے کہ تکبیر باہر عید باہر میں لہذا عید کے نزدیک نہیں ہے اور عید الاضحیٰ میں تکبیر باہر راستہ میں نہ مصلیٰ میں تکبیر باہر لہذا بھی اس اجتماع وابتداء کے ساتھ فقہ حنفی کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز عید کھئے میدان میں پڑھنا سنت ہے

(سوال) سوائے ایک پنازی مقام ہے فوجی چھوٹی ہے مجموعی آبادی قریباً تین ہزار ہے مسلمانوں کی آبادی قریباً ایک ہزار ہے یہاں ایک ہی مسجد ہے عیدین کی نمازیں اسی مسجد میں پڑھی جاتی ہیں اس مرتبہ بعض مسلمانوں نے سنت نبوی کا تتبع کرتے ہوئے نماز عید باہر میدان میں لو اکی اس پر بعض مسلمانوں نے یہ کہا کہ جن لوگوں نے نماز عید میدان میں لو اکی ہے ان کا جنازہ مسجد میں نہ آنے پائے؟

(جواب ۴۷۱) عیدین کی نماز آبادی سے باہر میدان میں یا اسی غرض سے نہائی ہوئی عید گاہ میں پڑھنی سنت ہے اگرچہ شہر کی مسجد میں پڑھنی بھی جائز ہے مگر اعلیٰ و افضل و مسنون باہر پڑھنا ہے، جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھنی مکروہ ہے۔ عذر مسجد میں نہ پڑھنی جائے باہر پڑھنی جائے عیدین کی نماز باہر پڑھنے کو سنت نہ سمجھنا جرات ہے اور اس کے متعلق اس قسم کے کلمات اہانت کراتہ موم ہے۔

(۱) مسجد میں نماز عید پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) شہر سے باہر میدان میں نماز عید پڑھنی جائے

(۳) بلا عذر مسجد میں عید پڑھنا سیسا ہے؟

(۴) متعدد جگہ نماز عید جائز ہے یا نہیں

(۵) حدود شہر سے کیا مراد ہے؟

(۶) شہر کے اندر عید گاہ میں نماز کا حکم

(۷) فتویٰ عبدالحی کی عبارت کی تحقیق

(سوال) (۱) عیدین کی نماز جامع مسجد میں حایف سنت ہے یا نہیں؟ (۲) میدان میں نماز پڑھنے سے کیا مراد ہے آیا مسجد سے باہر کسی میدان میں؟ ان میں نماز پڑھنا مسنون ہے یا حدود شہر سے باہر کسی میدان میں؟ (۳) مسجد میں بلا عذر کے عیدین کی نماز پڑھنا رابت کے بغیر جائز ہے یا نہیں؟ (۴) متعدد جگہوں میں عیدین لو آرنہ جائز ہے یا نہیں؟ (۵) شہر کا حکم حدود میں نسبتی سے معلوم ہو گا یا اور کسی طریقہ سے؟ (۶) جو کھلے میدان اور عید گاہ میں حدود میں نسبتی کے اندر موجود ہیں ان میں نماز عید بلا کر رابت ہو جاتی ہے یا نہیں؟ (۷) فتویٰ

عبداللہ جو خلاصۃ الفتاویٰ کے حاشیے پر چڑھا ہوا ہے اس کے صفحہ ۱۵۸ پر مرقوم تحریر فرماتے ہیں کہ ”مذہب معظمہ میں عیدین کی نماز ہمیشہ سے مسجد حرام میں پڑھی جاتی ہے اہل مکہ کبھی میدان میں نہیں گئے اور بعض علماء کی یہ تحقیق ہے کہ آنحضرت ﷺ اس لئے مسجد نبوی میں عیدین کی نماز لوائے نہیں فرماتے تھے کہ مسجد اہل مدینہ کے لئے کافی نہیں تھی اور جب سے مسجد نبوی وسیع ہو گئی ہے اس وقت سے اہل مدینہ عیدین کی نماز مسجد نبوی میں لوا کرتے ہیں باہر میدان میں نہیں جاتے“ کیا مولانا کی یہ تحقیق صحیح ہے؟

المستفتی نمبر ۵۰۱ مولانا حبیب الرحمن لدھیانہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۲۵ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۷۲) عیدین کی نماز لو اگر نے کا طریقہ مسنونہ و متوارث سلفہ خلفائیں ہے کہ شہر کے باہر میدان میں ادا کی جائے (۱) اور تمام شہر کے لوگ جن کو کوئی مذر نہ ہو باہر جا کر بی نماز لوا کریں آنحضرت ﷺ نے ہجر ایک مرتبہ کے ہمیشہ شہر کے باہر جہانہ میں ہی نماز عید لوائے فرمائی ہے اور حضور اکرم ﷺ کے بعد خلفائے راشدین کے فعل سے بھی یہی سنت ہے اور ایک مرتبہ جو شہر میں حضور اکرم ﷺ نے نماز عید پڑھی ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ بارش کی وجہ سے باہر جاؤ شوال تمام شہر سے باہر عید کے لئے تشریف لے جانا ظاہر ہے کہ کوئی عادی فعل نہیں تھا بلکہ نماز باہر افضلیت کی بنا پر تھا اس بنا پر محققین اہل سنت بلا عذر شہر میں نماز عید ادا کرنے کو خلاف سنت اور مکروہ کہتے ہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ شہر کے تمام لوگ باہر جانے کے باقی نہیں ہوتے کیونکہ آبادی میں یوزھے اور کمزور اور مریض وغیرہ بھی ہوتے ہیں اس لئے یہ بھی سنت ہے کہ امام شہر کی جامع مسجد میں اپنے تاب و نماز عید پڑھانے کے لئے چھوڑ جائے تاکہ معذورین کی نماز بھی آسانی سے ہو جائے اور اگر شہر ہو اور تمام معذورین کا ایک مسجد میں جمع ہونا بھی بعد اطرف شہر کی وجہ سے مشکل ہو تو دو تین مسجدوں میں نماز عید ہو سکتی ہے۔

میدان میں نماز پڑھنے سے یہی مراد ہے کہ شہر کی آبادی سے باہر جا کر میدان میں پڑھی جائے بعض عبارات میں خط صحر واقع ہے جو آبادی سے باہر کے میدان پر ہی صادق آتا ہے ضرورت سے زیادہ تعدد بعد مساجد میں نماز عید قائم کرنے کی کثرت اور غیر معذورین کا شہر میں نماز پڑھنا خلاف سنت اور مکروہ ہے کیونکہ عیدین کی نماز شہر سے باہر قائم کرنے کی صحت یہی تھی کہ پوری جمیعت اسلام کے اجتماع سے مسلمانوں کی شوکت ظاہر ہو اور خطبہ ہے کہ شہر میں بکثرت مقامات میں عید پڑھنے سے یہ غرض مفقود اور مضلل ہو جائے گی۔

یہ قول کہ آنحضرت ﷺ نے مسجد نبوی میں قلت گنجائش کی وجہ سے عید نہیں پڑھی بعض علماء کی رائے ہے اور محققین نے اسے تسلیم نہیں کیا مولانا عبداللہ کی خود یہ رائے نہیں ہے انہوں نے

(۱) لم يخرجوه عاشيت إلى الجبانة وهي المصلى العتيق والحجرات البها أي الحماة لصلاة العيد سنة وإسبهم لمسجد الجامع هو الصبح (در محار) أي في الصحراء نقلا عن الخلاصة والحالية السنة أن يخرج الإمام إلى الجبانة ويستحلف غيره ليقبل في المصلى بالمصطفى بناء على أن صلاة العيد بين في موضعين جائزة بالانفاق وإن لم يستحلف فله ذلك (رد المحتار) باب العیدین ۱۶۹ طبع سعید

جاء۔ تو کوئی جلد دوم میں وہ جگہ اور جلد سوم میں بھی اپنی رائے یہی لکھی ہے کہ عید کی نماز کے لئے باہر جانا سنت مؤکدہ ہے۔

اگر شہر میں معذورین کی ضرورت کا لحاظ کر کے ایک دو تین جگہ عید کی نماز ہو اور اس میں بعض غیر معذورین بھی شریک ہو جائیں تو اس میں مضائقہ نہیں اور امام اگرچہ خود غیر معذور ہے مگر معذورین کو نماز پڑھانا بھی اس کے لئے مقرر ہے اس کی نماز میں اور اسی طرح دوسرے متخصیصین کی نماز میں جو بغرض انتظام شہر میں نماز پڑھیں کوئی رابت نہیں ہوگی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

عورتوں کا عید گاہ میں نماز کے لئے جانا کیسا ہے؟

(سوال) عورتوں کو عید گاہ میں نماز عید کے لئے جانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۱۲ ریح الثانی ۱۴۳۵ھ ۶ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۷۴) نہیں کہ ان کے چاہنے میں قہر ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ

دوران خطبہ چند حکم

(سوال) عیدین کے خطبہ ثانیہ میں کسی عالم یا مسافر یا امام و مؤذن کے لئے بغور خوشی چندہ کیا جائے مجبوراً اگرچہ میں کرتے ہیں تو مقصود ہر نہیں آقا تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۳۲ مبداء حسن (شعبہ سبک) ۱۱ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۷۴) خطبہ نے ثناء میں چندہ کرنا جائز نہیں خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد کر سکتے ہیں یعنی امام - غارش کر دے اور لوگ سے دیں تو یہ عمل خطبہ کے بعد ہو سکتا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

خطبہ کے وقت تکبیر کے بارے میں عالمگیری کی عبارت کا مطلب

(سوال) ہم لوگوں نے یہاں دیارِ شہر میں اور بحال کی محض جگہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے خطبہ میں تکبیر نہ رائج ہے اور خضیب کے خطبہ میں تکبیر کہتے وقت قوم بھی اس کے ساتھ با آواز بلند تکبیر کہتے ہیں اور یہ دستور تقریباً سو برس پہلے سے ہے امام کو خضیب میں خواہ عید الفطر کا ہو خواہ عید الاضحیٰ کا تکبیر کہنا مستحب سے جیسے کہ فتاویٰ عالمگیری مع فتاویٰ قاضی خاں مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۰-۱۵۱ میں مذکور ہے نیز فتاویٰ عالمگیری میں یہ بھی ہے کہ اذا کبر الامام فی الخطبة تکبر القوم معه واذا صلی علی النبی یصلی

(۱) وبكره حضور بن الجمعة ولو جمعة وروى مطلقا ولو عموما البلاء على المحدث المعنى به لفساد امرنا  
(الدر المختار) باب الإمامة ۱ ۵۶۶ ط سعید

(۲) مدیث میں ہے "من من الحصى فقد لعن" (مسموم) کتاب الجمعة ۲۸۳/۱ ط قدیمی، قال فی المر المختار "وکل ما حرم فی الصلاة حرم فیها فی الخطبة" (باب الجمعة) ۱ ۵۹۴ ط سعید





(۱) دعائے نماز عید کے بعد ہو یا خطبہ کے بعد ؟

(۲) جمعہ و عید کے دن تقارہ جانا

(۳) ہندوؤں سے مٹھائی خرید کر کھانا کیسا ہے ؟

(سوال) (۱) عید کی نماز کے بعد دہائے یا خطبہ کے بعد ؟ (۲) جمعہ اور عیدین کے دن تقارہ جانے میں کوئی حرج تو نہیں ؟ (۳) اہل ہندو سے مٹھائی وغیرہ خرید کر کھا سکتے ہیں یا نہیں جب کہ وہ ہمیں کتوں جیسے خیال کرتے ہیں بلکہ کہتے تو ان سے برتوں کو چاٹ سکتے ہیں لیکن مسلمان ہاتھ نہیں لگا سکتا ؟

المستفتی نمبر ۸۳۱ مودی محمد نور (ضلع جالندھر) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء  
(جواب ۴۷۷) (۱) عیدین کے خطبہ کے بعد دہائے یا تقارہ جانا ہے (۲) تقارہ جانے میں عیدین کے روز مضائقہ نہیں (۳) جمعہ کے دن نہیں چہیئے (۳) ہندو سے مٹھائی وغیرہ خریدنا جائز ہے لیکن اگر مسلمان غیرت رتیں اور نہ خریدیں تو بہتر ہے ۔ محمد کفایت اللہ کال اللہ لہ

جمعہ و عیدین میں سسوکا حکم

(سوال) نماز جمعہ و نماز عیدین میں اگر سبہ سو ہو جائے تو کیا حکم ہے ؟

المستفتی ۱۰۰۷ عبدالستار (شیخ) ۲۹ رجب الاول ۱۳۵۵ھ ۲۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۷۸) جماعت زیادہ ہوئی نہ ہو اور کسی گڑبڑ کا خوف نہ ہو تو جمعہ و عیدین میں بھی سبہ سو کر لیا جائے البتہ کثرت جماعت کی وجہ سے گڑبڑ کا خوف ہو تو سبہ سو ترک کر دینا مباح ہے (۱) محمد کفایت اللہ کال اللہ لہ

(۱) عورتوں کا عیدین میں حاضر ہونے کا حکم

(۲) عمدہ نبوی ﷺ اور صحابہ کے زمانے میں عورتیں عید گاہ جاتی تھیں یا نہیں ؟

(۳) موجودہ دور میں عورتوں کا جمعہ و عیدین میں جانا کیسا ہے ؟

(سوال) مشکوٰۃ الثواب باب نماز عیدین میں عورتوں کی یہ حدیث درج ہے۔ عن ام عطیہ رضی اللہ عنہا قالت امرنا ان نخرج الحیض یوم العیدین وذوات الخدور فیشہدن جماعۃ المسمنین ودعوتہم

(۱) شہادت گاہ میں نماز کے بعد دو گانے پڑھ کر پھر اس سے یہ حدیث نقل کی گئی ہے (امداد الفتاویٰ ۱/ ۴۰۵ غیر لغزوی ۱/ ۲۷۴ و دار العلوم دیوبند ۲۳۱: ۵)

(۲) ومن دلت خبرہ نوبة للفاخر فلو لاتبه فلا بأس به ایچ والدی المختار کتاب الحظر والإباحة ۱/ ۳۵۰ ط سعید

(۳) واسئلو فی صلاة العید والجمعة والمکونة والطلوع سواء والمختار عند المتأخرین عدمه فی الاونیس لدفع نفسه کما فی جمعة البحر (التبویر و شرحہ باب سحود السهو ۱/ ۲۰۴ ط سعید)

و تعتزل الحيض عن مصلاهن قالت امرأة يا رسول الله احد لنا ليس لها جلباب قال لتلبسها صاحبها من جلبابها (۱) (متفق عليه) (۱) کیا کوئی دوسرا ایسا حکم شرعی موجود ہے کہ جس کے باعث یہ حدیث اور اس کا حکم ہمیشہ ہمیش کے لئے منسوخ ہو گئے ہوں۔ (۲) کیا عمد نبوی ﷺ اور عمد صحابہؓ میں اس پر عمل ہوتا رہا (۳) اگر کوئی عذر شرعی (مثلاً قند وغیرہ) نہیں ہے تو کیا اب شرائط و احکام شریعت کے مطابق اس حکم کی تعمیل لازم نہیں ؟

المستفتی جناب غلام دینگیر رشید ایم اے (عثمانیہ) حیدرآباد دکن

۱۶ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۳۰ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۷۹) (۱) اس حدیث کی تاح کوئی دوسری حدیث میری نظر میں نہیں (۲) عمد نبوی ﷺ میں اس پر عمل ہوتا رہا اور عمد صحابہؓ میں بھی عمل ہوا مگر صحابہ کرام میں سے بعض جلیل القدر صحابہ نے عورتوں کے خروج من البیت کو منع کرنا شروع کر دیا تھا اور ظاہر ہے کہ یہ ممانعت آنحضرت ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کے طور پر نہ تھی بلکہ علت ممانعت (خوف قند) کے وجود کی بناء پر تھی یہ حدیث عید کے متعلق ہے اور عید کی تقریب میں عورتوں کی کثرت ابتدائے اسلام میں تکثیر سواد مسلمین اور اظہار شوکت اجتماع کے لئے مؤکد تھی اور بچکانہ نمازوں میں شرکت کی اجازت تھی۔ و ضم معہ مقصد الآخر من مقاصد الشریعة وهو ان کل ملة لا بد لها من عروضة یجتمع فیها اهلها لتظهر شوکتهم و تعلم کثرتهم ولذلك استحباب خروج الجميع حتی الصبیان والنساء وذوات الخدور الحيض ويعتزلن المصلی و يشهدن دعوة المسلمين (۲) (بجاء الله الهاتد) عن ابن مسعود انه كان يحلف فيبالغ في اليمين مامن مصلی للمرأة خير من بيتها الا في حج او عمرة الحديث (طبرانی فی الکبیر و رجاله موثقون کذا فی مجمع الزوائد) (۳) و عنه انه قال ما صلت امرأة من صلوة احب الى الله من اشد مكان في بيتها ظلمة (طبرانی فی الکبیر و رجاله موثقون کذا فی مجمع الزوائد) (۴) و عن ابی عمرو الشیبانی انه رای عبد الله يخرج النساء من المسجد يوم الجمعة و يقول اخر جن الی بیوتكن خبر لكن (رواه الطبرانی فی الکبیر و رجاله موثقون کذا فی مجمع الزوائد) (۵) عن ام حمید امرأة ابی حمید الساعدی انها جاءت النبی ﷺ فقالت يا رسول الله انی احب الصلوة معك قال قد علمت انک تحبين الصلوة معی و صلاتک فی بیتک خير

(۱) بخاری 'باب حزوج النساء والحيض إلى المصلی' ۱۳۳، ط قدیمی کتب حادہ 'کراچی' (مسلم 'فصل فی إخراج العواتق وذوات الخدور' الح ۱ ۲۹۲ ط قدیمی کتب حادہ 'کراچی' مشکوٰۃ 'باب العیدین ص ۱۲۵ ط سعید)

(۲) (باب العیدین ۲/۸۰ ط بغداد)

(۳) (باب خروج النساء إلى المساجد ۲/۳۵ ط دار الفکر 'سروت' لبنان)

(۴) (ایضاً)

(۵) (ایضاً)

صلواتک فی حجر تک و صلاتک فی حجر تک خیر من صلواتک فی دارک و صلواتک فی دارک خیر من صلواتک فی مسجد قومک و صلواتک فی مسجد قومک خیر من صلواتک فی مسجدی قالت فامرت فبنی لها مسجد فی أقصى بیت فی بیتها و اظلمه فکانت تصلی فیہ حتی لقیته اللہ عز و جل (رواہ احمد و رجالہ رجال الصحیح غیر عبد اللہ من سويد الانصارى ثقہ ابن حبان کذا فی مجمع الزوائد) ۱

ان احادیث پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوجاتی ہے کہ حدیث امر بالخروج للعیدین میں امر وچوٹی نہیں ہے اور مصلحت خروج انصار شوکت و کثرت مسلمین تھی کیونکہ حائضہ عورتوں کو بھی ننگے کے علم کی اور کوئی مصیحت نہیں۔

(۳) فقہ کا جو غالب ہے اور غالب ہی پر احکام شرعیہ مبنی ہوتے ہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

عید کے دن گلے ملنا رسم ہے

(سوال) کیا عید منابہ اصل چیز ہے؟ المفتی نمبر ۱۳۳۳ محمد عزت علی خاں (ضلع ہردوی)

۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۶ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۸۰) عیدین میں معاف کرنا عید کی تخصیص سمجھ کر مضاف کرنا شرعی نہیں بلکہ محض ایک رسم ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

عید الاضحی جلد پڑھنا بہتر ہے

(سوال) عید الاضحی کی نماز عید گاہ میں دس بجے سے گیارہ بجے تک ہوتی ہے حالانکہ نماز عید الاضحی جلد ہونا چاہیے مگر اکثر اشخاص کہتے ہیں کہ دیہات کے لوگ چونکہ دیر سے پہنچتے ہیں اس وجہ سے نماز میں تاخیر ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے نماز پڑھنے والے چند اشخاص ہو کہ قربانی کی جلدی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں کہ ہم اسی میں سے کچھ پکوا کر کھائیں تو ان کو اتنی دیر ہوجاتی ہے کہ کھانا بعد دوپہر ملتا ہے تو ایسی حالت میں ان اشخاص کو کیا یہ اجازت ہے کہ وہ ولولہ وقت کسی مسجد میں نماز ادا کر لیں اور بعدہ قربانی کریں ان دونوں

(۱) (باب خروج النساء إلى المسجد ۴/۳۴ ط دار الفکر بیروت لبنان)

(۲) ویکبر حضور من الجماعة ولو لجمعة وعید ووعظ مطلقاً ولو عجزوا لبالأعلى المذهب المفتی بہ لعماد الزمان (التر المختصر) باب الإمامة ۱/۵۶۶ ط سعید

(۳) و نقل فی نیس المحارم عن الملقط انه تكبر المصافحة بعد اداء الصلوة بكل حال لان الصحابة ما صافحوا بعد اداء الصلوة ولا بها من الزواضع لم نقل من حذر عن الشافعية انها بدعة مكروهة لا أصل لها فی الشرع وانه يسه فاعبها أولاً و يعرر ثابت ثم قل وقال ابن الحاج عن المالكية فی المدخل انها من البدع و موضع المصافحة فی الشرع إنما هو عند لقاء المسم لاحیه لا فی أدبار الصلوة فحيث وضعها الشرع يمتنعها فينبی عن ذلك و برجر دفعه لاتی به عن خلاف السنة (رد المحتار) كتاب الحظر والإباحة باب الاستبراء ۳۸۱/۶ ط سعید

صورتوں میں کون افضل ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۰۱۵ ظفر یار خان صاحب (بروئی) ۱۰ ارشاد ۱۳۵۶ھ ۱۵ نومبر ۱۹۳۷ء  
(جواب ۴۸۱) کو خوش کی جائے کہ نماز عید زیادہ سے زیادہ دس بجے لو آ کر لی جائے لیکن اگر اس میں کامیابی  
نہ ہو تو علیحدہ نماز پڑھنا بہتر نہیں ہے قربانی میں تاخیر اور اس کی وجہ سے کھانے میں تاخیر برداشت کر لینا بہتر  
ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا ڈہلی

عید گاہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ نماز عید پڑھنا

(سوال) عید گاہ مقررہ کو چھوڑ کر دیگر جگہ سفید میں پڑھنا کیسے ہے بہتر جگہ کوئی ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۱۱۳ شیخ محمد شفیع صاحب (فیروزپور) ۱۱ اشوال ۱۳۵۶ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۷ء  
(جواب ۴۸۲) عید گاہ آبادی سے آریاں ہو تو اس میں نماز پڑھنی جائز ہے اور آبادی کے اندر ہو اور آبادی  
سے باہر نماز کے لئے زمین مناسب موجود ہو اور مالک زمین کی اجازت ہو تو باہر عید کی نماز پڑھنی لوئی  
ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا ڈہلی

عید گاہ میں نماز عید پڑھنا افضل سے

(سوال) عید کی نماز عید گاہ میں پڑھنا افضل ہے یا جامع مسجد میں ؟

المستفتی نمبر ۲۲۰۳ فرزند علی صاحب (برما) ۷ اذیقندہ ۱۳۵۶ھ ۲۰ جنوری ۱۹۳۸ء  
(جواب ۴۸۳) عید گاہ کی نماز باہر میدان میں یا عید گاہ میں پڑھنا افضل ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا

صحیح لفظ ”عید الاضحیٰ“ ہے

(سوال) کیا عید اضحیٰ کی نماز میں عید الاضحیٰ کی نیت کرنی ضروری ہے اور کیا اگر عید الاضحیٰ کی نیت نہ کی گئی بلکہ  
عید الاضحیٰ کی نیت کی گئی تو کیا برج ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۲۷۴ حفاظت علی خاں صاحب کوٹ (ضلع فتح پور)

۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ ۳۰ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۸۴) عید الاضحیٰ صحیح ہے اور عید الاضحیٰ صحیح نہیں ہے مگر نیت نماز میں اگر کسی نے عید الاضحیٰ کا نام

(۱) وندب تعجل الاضحی لمعجل الاضاحی و لاحو القطر لؤدی العطرۃ کما فی البحر (رد المحتار) باب  
العیدین ۱۷۱۲ ط سعید

(۲) والخروج إلى الجماعة لصلاة العيد سنة وإن وسعهم المسجد الجمیع هو الصحيح (النویر مع شرحه باب  
العیدین ۱۶۹۲ ط سعید)

(۳) ایضا

لے یا دپ بھی نماز ہو جائے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) نماز عید آبادی سے باہر میدان میں پڑھنا افضل ہے

(۲) نماز عید کھلے میدان میں پڑھنا سنت متوارث ہے

(سوال) (۱) کیا حضور آنرم ﷺ نے بلا عذر نماز عید مسجد نبوی میں پڑھی ہے یا نہیں اور وجہ امتناع عید گاہ میں تفریق بلا عذر شرعی جائز ہے یا نہیں؟

(۲) کیا خروج جہان نماز عید کے لئے سنت ہے یا نہیں اور پھر طو جود عید گاہ تارک اس کا قابل ملامت ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۷۱۷ فیروز خان (جہلم) یکم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۴۸۵) (۱) عید کی نماز آبادی سے باہر میدان میں یا عید گاہ میں پڑھنا مسنون ہے بلا عذر آبادی کے اندر مسجد میں عید کی نماز ادا کرنا مکروہ ہے بارش ہو یا کسی کوئی عذر ہو کہ آبادی سے باہر جانا مشکل ہو یا بڑھوں، بھروسوں، کمزوروں کے لئے شہر کے اندر مسجد میں ادا کر لی جائے تو خیر ورنہ باہر جا کر ادا کرنا ہی مسنون ہے (۲)

(۲) ہاں عید کی نماز کے لئے خروج الی جہان سنت قدیر متوارث ہے عذر صحیح ہو تو اس سنت کا ترک قابل مرمت ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

سنت زندہ کرنے کا ثواب

(سوال) کیا اگر کوئی شخص اعیانہ سنت کا مانع ہو مثلاً صورت اجتماع و خروج عید گاہ باوجود موجود ہونے عید گاہ یا وجہ امتناع جمعہ وغیرہ کی بانی امور مذکورہ قابل ملامت ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۷۱۷ فیروز خان صاحب (جہلم)

(جواب ۴۸۶) جو شخص اعیانہ سنت سے مانع ہو وہ یقیناً قابل ملامت ہے اور جو شخص کہ کسی سنت متروکہ کو جاری کرے اس کو سوشیدوں کا ثواب ملے گا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

شہر میں متعدد جگہ عید کا اجتماع

(سوال) ایک شہر میں دو جگہ یا اس سے زائد عیدین کی نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۱) واحکامها احکام الاضحی الخ (تویر الابصار باب العیدین ۱۷۶/۲ ط سعید)  
(۲) والخروج الی المصلی وحی الحاشیة صفۃ الخ فان ضعف القوم عن الخروج امر الامام من یصلی بہم فی المسجد (حنبل کبیر باب العیدین ص ۵۷۱ ط سہیل اکیلمی لاہور)  
(۳) ایضاً (۴) من سننک بستی عد فساد امتی فله اجر مائة شہید (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة الفصل الثانی ص ۳۰ ط سعید)

المستفتی نمبر ۲۷۱۸ راجہ فیروز خاں صاحب (جہلم)

(جواب ۴۸۷) عید کی نماز آبادی سے ہر جا سر میدان میں یا عید گاہ میں لو کرنا سنت ماثورہ قدیرہ ہے شہر کے اندر یا زحوں ننداروں کمزوروں کی خاطر یا بارش یا کسی اور عذر کی وجہ سے پڑھی جائے تو خیر منہا تہ نہیں ورنہ بلا عذر شہر میں عید پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح بلا عذر تعدد بھی مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدولی۔

نماز عید میں سو کا حکم

(سوال) میدان کی نماز پڑھنے والوں کے ساتھ دو رکعت واجب ہے اگر پیش امام ایک تکبیر بحول جائے تو عیدہ سو کیا جائے یا نماز دہرائی جائے؟

المستفتی نمبر ۲۳۷۳ شمس العظیم شیخ معظم (دھواہ ضلع ننڈیس) ۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء (جواب ۴۸۸) عیدہ سو سے نماز ہو جائے گی۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدولی

تکبیر تشریق بلند آواز سے پڑھی جائے

(سوال) زید کہتا ہے کہ تکبیر ایام تشریق لم اور مقتدی کو بآواز بلند کن واجب ہے اور بحر کتاب کہ امام آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ نہیں دونوں میں سے کون ٹھیک کہتا ہے؟

(جواب ۴۸۹) ایام تشریق کی تکبیریں امام اور مقتدی دونوں کو بآواز بلند کہنی چاہئیں کیونکہ بعض کے نزدیک بحر کرنا واجب ہے اور بعض کے نزدیک سنت ہے۔ والجہر بہ واجب و قبل سنة کذا فی الفقہستانی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدولی مدرسہ امینہ دہلی

نماز عید کے بعد تکبیرات تشریق کا حکم

(المجمیعہ مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۲۸ء)

(سوال) عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد تکبیر پڑھنا مثل نماز جمعہ کے واجب ہے یا مستحب یا ممنوع؟

(جواب ۴۹۰) نماز عید کے بعد تکبیر پڑھنا جائز ہے واجب نہیں اور ناجائز بھی نہیں۔ ولا بأس بہ عقب العید لان المسلمین تواڑوہ فوجب اتعابہم و علیہ البلحیون (۱) در مختار۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

(۱) والحر ورج إليها أي الحانة لصلاة العیدة والتوضیر و شرحه باب العیدین ۱۶۹ ط سعید (و فی الشامیة إن السنة ان یخرج الإمام إلى الحانة یمتثل فی غیره لیس فی المصر بالصنعاء بناءً علی أن صلاة العیدین فی موضع حائرة لا اتفاق وإن لم یختلف فيه ذلك) باب العیدین ۱۶۹ ط سعید

(۲) والسہو فی صلاة العید والجمعة والمکوبة والنطوع سواء والمختار عند المتأخرین عدمه فی الأولیس لدفع الغشاة والتوضیر و شرحه باب سجد السہو ۹۲ ط سعید

(۳) (رد المختار) باب العیدین ۱۷۸/۲ ط سعید

(۴) (باب العیدین ۱۸۰/۲ ط سعید)



(سوال) نماز عید کے بعد عید کا وہ میں سب انھیں ترغیب دے رہا ہوں؟  
(جواب ۴۹۳) نماز عید کے بعد عید کی ترغیب دینا بہت مستحب ہے۔  
(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عورتوں کا نماز عید کے لئے جانا جائز نہیں  
المجمعیہ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء

(سوال) عورتوں کو عید کا وہ میں نماز کے لئے جانا جائز ہے یا نہیں؟  
(جواب ۴۹۴) نہیں۔ ان کے جانے میں قہر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز عید شہر سے باہر پڑھنا سنت ہے  
(المجمعیہ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۷ء)

(سوال) شہر سے باہر پڑھنا یعنی آخر غارہ شہر، بیرون شہر، بیرون شہر میں عید کا وہ پڑھنا سنت ہے؟  
(جواب ۴۹۵) عید کی نماز تو شہر سے باہر پڑھنا افضل ہے اور جمعہ کی نماز کے اندر بہتر ہے۔ شہر سے باہر  
نماز شہر میں بعد پڑھنا ہے تو جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عید الفطر کے دن سویاں پکانا محض رسم ہے

(سوال) اس طرف عید الفطر کے روز رسم طور پر یہ رواج جاری ہے کہ جمعہ نماز سویاں تھانے کے ساتھ  
کھاتے کھاتے ہیں یہ کیسا ہے؟  
(جواب ۴۹۶) سویاں کھانا کھانا کوئی شے عبت نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مید اور نکاح پڑھانے کی اجرت لینے والے کی امامت

(سوال) قاضی صاحبان میدان کی نماز پڑھاتے ہیں تو چندہ حق رکے اجرت لیتے ہیں اور نکاح پڑھانے کو

(۱) نقل فی نہیں المحتار عن الملنظ یہ بکروہ المضاحیة بعد اداء الصلوة بکن حالاً لأن الصحابة ما صلحوا بعد اداء الصلوة ولأما من سأل الرواقص الحج ورد المحتار کتاب الحظر والباحث باب الاستبراء وغيرہ ۳۸۱ ط سعید  
(۲) وبکروہ حضورہ الحمداع ولو لحمعة وعبود وعط مضطاً ولو عوروا لیل علی المذهب المعنی یہ لعماد الرمان (التوبیر مع شرحہ باب الإمامة ۵۶۹/۱ ط سعید)  
(۳) والحجوج الیہا ای الحائنة نصلوا بعد سہ وان وسعیہم مسجداً جامعاً السویر و شرحہ باب العینیں ۱۶۹/۲ ط سعید



روپے چار روپے طلب کرتے ہیں اور جو شخص انکار کرتا ہے نکاح نہیں پڑھاتے اور خود تارک الصلوة ہیں۔  
المستغنی محمود خان (تیسرے پور)

(جواب ۴۹۷) عید کی امامت کی اجرت لینا ناجائز ہے نکاح کی اجرت بقدر وسعت یعنی جائز ہے (۱) مگر بے  
نمازی کو امام نہ ماکروہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

نماز عید کے بعد تکبیر تشریق پڑھنا جائز ہے  
(سوال) عید الاضحیٰ کی نماز کے سلام پھیرنے کے بعد تکبیر تشریق پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟  
المستغنی موبوی عبدالرؤف خاں جٹن پور ضلع فیض آباد  
(جواب ۴۹۸) ہاں پڑھنی جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

## ساتواں باب سنن و نوافل فصل اول۔ سنت فجر

### جماعت کے وقت سنت فجر کا حکم

(سوال) نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ سنت فجر بعد اقامت فرض اسی مقام پر ادا کرنا کیسا ہے  
صف کے برابر پڑھنا یا صف کے پیچھے مگر بغیر کسی حاجز و جاکس کے پڑھنا یا کسب ہے یا متفاوت الحکم اور در  
صورت حاجز نہ ہونے کے اس مقام پر پڑھ لینا بہتر ہے یا چھوڑ دینا؟ بیوا تو جروا

(جواب ۴۹۹) عن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا اقمیت الصلوة فلا صلوة الا المکتوبة، ۱،  
(ترجمہ) حضرت رسول اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ جب نماز کی تکبیر کہی جائے پھر کوئی نماز سوائے فرض  
کے نہیں (پڑھنی چاہیے) ان عموماً سے سنت فجر کی ممانعت بھی ثابت ہوتی ہے مگر چونکہ اس حدیث کو لکن  
میں وہ تواتر زیادہ و حدیث سنہ ۱۰ ہریرہ سے موقوفہ روایت کیا ہے اور سنت فجر اکبر السنن ہے اور صحابہ سے  
سنت فجر کا بعد اقامت فرض پڑھ لینا بھی ثابت ہے۔ وروی الطحاوی عن ابن مسعود انه دخل

(۱) (امداد الفتاویٰ ۲/۲۶۳ ط مکتبہ دار العلوم کراچی و غیر الفتاویٰ ۴/۵۸۶، ۵۸۷ ط مکتبہ الحیر جامعہ  
غیر المدارس ملتان)

(۲) قال فی التنبؤ: "یکبرہ امامۃ عبدو اعرابی و فاسق الخ (باب الامامۃ ۵۵۹/۱ ط سعید)  
(۳) ولا یأثم بہ عقب العید لان المسلمین تواز ثوبہ فوجب اتباعہم و علیہ اللغو ولا یمنع العامة من التکبر الخ  
(رد المحتار باب العیدین ۴/۱۸۰ ط سعید)

(۴) (مخاری: باب اذا اقمیت الصلوة الا المکتوبة ۱/۹۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

المسجد وقد اقيمت الصلوٰۃ فصلی رکعتی الفجر فی المسجد الی اسطوانة وذلك بمحض  
 حذيفة وابی موسى وروى مثله عن عمر بن الخطاب وابی الدرداء وابن عباس ذكره ابن بطال  
 فی شرح البخاری عن الطحاوی و عن محمد بن كعب قال خرج عبدالله بن عمر من بيته  
 فاقيمت صلوٰۃ الصبح فركع ركعتين قبل ان يدخل المسجد ثم دخل فصلی مع الناس وذلك مع  
 علمه باقامة الصلوٰۃ و مثله عن الحسن و مسروق و الشعبي . انتهى كذا فی غنية المستملی (۱).  
 پس ان وجود ثلاثہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت فجر عموم حدیث سے مستثنیٰ ہے اس لئے فقہائے حنفیہ اس کے  
 پڑھ لینے کی اجازت بعد اقامت فرض دیتے ہیں لیکن اسی مقام پر بغیر کسی حائل کے پڑھنا مکروہ ہے اور مخالط  
 صف او کرنا سخت مکروہ ہے اس لئے کہ ان صورتوں میں مخالط جماعت . زم آتی ہے اور صحابہ کرام جن سے  
 ستون کا پڑھنا ثابت ہے وہ ایسی صورت سے ثابت ہے کہ یا تو خارج مسجد یا اسطوانہ یا ساریہ کے پیچھے پس  
 انہیں صورتوں سے جائز ہوگا۔ فی غنية المستملی (۲) ثم السنة المؤکدة الی یکرہ خلافہا فی سنة  
 الفجر وكذا فی سائر السنن هو ان لا یاتی بها مخالطاً للصف بعد شروع القوم فی الفريضة ولا  
 خلف الصف فی غیر حائل وان یاتی بها اما فی بيته و هو الا فضل او عند باب المسجد ان امكنه  
 ذلك بان كان ثمة موضع یلقی للصلوة وان لم یمكنه ذلك ففي المسجد الخارج ان كانوا  
 یصلون فی الداخل او فی الداخل ان كانوا فی الخارج ان كان هناك مسجد ان صیغے و شعی  
 وان كان المسجد واحداً فخلف اسطوانة ونحو ذلك كالعمود و الشجرة وما اشبهها فی كونها  
 حائلاً والا تیان بها خلف الصف من غیر حائل مکروہ و مخالطاً للصف كما یفعله كثير من  
 الجهال اشد کراهة لما فیہ من المخالفة للجماعة . خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ جب نماز فرض  
 شروع ہو جائے تو سنت یہ ہے کہ سنت فجر کو مکان میں پڑھے اور افضل یہی ہے یا دروازہ مسجد پر پڑھے (یعنی  
 مسجد سے باہر۔ کما صرح بہ التہستانی و سیاقی ذکرہ) اگر وہاں پر کوئی جگہ نماز کے لائق ہو اور اگر دروازہ مسجد پر  
 ممکن نہ ہو تو باہر والے درجہ میں پڑھے اگر جماعت فرض اندر ہو یا اندر پڑھے اگر جماعت باہر ہو اور اگر مسجد کا  
 ایک ہی درجہ ہو تو ستون کے پیچھے یا اور کسی آڑوئی چیز کے پیچھے پڑھے اور صف کے پیچھے بغیر حائل کے پڑھنا  
 مکروہ ہے اور صف کے برابر مخالط صف ہو کر پڑھنا جیسا کہ اکثر جاہل کرتے ہیں سخت مکروہ ہے اس عبارت  
 سے خوب معلوم ہو گیا کہ افضل مکان میں پڑھنا ہے پھر مسجد کے باہر مسجد کے دروازہ پر اگر جگہ ہو پھر باہر  
 والے درجہ میں اگر جماعت اندر ہو یا اندر والے درجہ میں اگر جماعت باہر ہو پھر کسی ستون یا آڑ کے پیچھے پڑھنا  
 چہئے رہا یہ کہ اگر درجہ بھی ایک ہو اور کوئی آڑ بھی نہ ہو تو کیا کرے اس کا حکم یہ ہے کہ سنت کو چھوڑ دے  
 فرض میں شریک ہو جائے۔ فی الدر المختار (۳) بل یصلیها عند باب المسجد ان وجد مکاناً والا

(۱) (فروع فی شرح الطحاوی) ص ۲۴۲ ط سہیل اکیڈمی (لاہور)

(۲) (فروع ص ۲۹۶ ط سہیل اکیڈمی لاہور) (۳) (باب أدلة الفريضة ۵۶/۲ ط سعید)

ترکھا لان ترک المکروه مقدمه علی فعل السنه . وہی رد المحتار . قوله عند باب المسجد ای خرج المسجد کما صرح به الفہستانی وقال فی العایۃ لانہ لو صلاھا فی المسجد کان متفلاً فیہ عند اشتغال الامام بالفریضۃ و هو مکروه فان لم یکن علی باب المسجد موضع للصلوۃ یصلیھا فی المسجد خفف ساریۃ من سوارى المسجد واشدھا کراہیۃ ان یصلیھا مخالطاً للصف مخالفًا للجماعۃ والذی یشی ذلك خلف الصف من غیر حائل و مثله فی النہایۃ والمعراج . قوله والا ترکھا . قال فی الفتح و علی هذا ای علی کراہۃ صلاتھا فی المسجد یشی ان لا یصلی فیہ اذا لم یکن عند بابہ مکان لان ترک المکروه مقدم علی فعل السنه غیر ان الکراہۃ تتفاوت فان کان الامام فی الصیفی فصلاتہ ایاھا فی الشتوی احف من صلاتھا فی الصیفی و عکسہ واشد ما یكون کراہۃ ان یصلیھا مخالطاً للصف کما یفعلہ کثیر من الجہلۃ انتہی . پس ان عبارتوں سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ اگر مسجد کے دروازہ پر جگہ نہ ہو اور مسجد میں کوئی موقع آڑکانہ ہو تو ایسی صورتوں میں سنتوں کو چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ آڑنہ ہونے کی صورت میں یا تو محظوظ ہو کر پڑھے گا اور یہ سخت مکروہ ہے یا صف کے پیچھے بغیر حائل کے پڑھے گا اور یہ بھی مکروہ ہے اور کراہت کے ساتھ لو کرنے سے چھوڑ دینا چاہیے ۔ لان ترک المکروه مقدم علی فعل السنه . واللہ اعلم بالصواب . کتبہ العبد الضعیف الراجی رحمۃ مولاه محمد کفایت اللہ اوصلہ اللہ غایۃ ما یتماہ

حرد الاربع خلون . من سوال المکرم ۱۳۱۹ھ

جواب صحیح بہت درست ہے ۔ سنت فجر مؤکدہ ہے ۔ حتی الامکان مطابق سنت ادا کرے ۔ فی النہایۃ اما انہ یصلی فی المسجد وان قامت الجماعۃ فلان سنۃ الفجر اکدھا قال النبی ﷺ صلوهما وان طرد تکم الخیل و اما عند باب المسجد فلان الاشتغال بالفل عند اشتغال الامام مکروه . واللہ اعلم و حکمہ احکم کتبہ و صدقہ محمد اعظم غفرلہ اللہ ما اجرہ .

۶ سوال المستظم ۱۳۱۹ھ فی بلدۃ شہادہ چناپور ۔ الجواب صواب نبید الحق عفی عنہ ۔

الجواب صحیح محمد ریاست علی خاں

جماعت ہو رہی ہو تو سنتیں کمال پڑھی جائیں

(سوال) فجر کی سنت اگر جماعت ہو رہی ہو تو لوگ ہو کر پڑھنی چاہئیں یا جماعت میں شامل ہو جا چاہیے اگر وہ ہمیں تو جماعت کے بعد ہی پڑھیں جائیں یا سورج نکلنے پر پڑھیں جائیں یا بالکل نہ پڑھیں جائیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۹ شہزاد خاں سب انسپکٹر پولیس۔

۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۳ء

(جواب ۵۰۰) فجر کی سنتیں جماعت تھری ہو جانے کے بعد عیدہ مقام میں جا کر پڑھیں جائیں اور عیدہ

کوئی جگہ نہ ہو تو جماعت میں شریک ہو جانا چاہیے (۱۰) اور جماعت کے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے نہیں پڑھتا چاہیے آفتاب نکلنے کے بعد پڑھ ل جائیں تو بہتر ہے (۱۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جماعت شروع ہونے کے بعد آنے والے کے لئے سنت فجر کا حکم

(سوال) ایک شخص بوقت فجر مسجد میں آتا ہے اور آگے جماعت ہو رہی ہے اب وہ پہلے سنتیں لو کرے یا جماعت میں شریک ہو جائے؟ المستمسک ۴۱۱ سید محبوب حسن (زائن گدھ ضلع انبال)

۲۶ جولائی الثانیہ ۱۳۵۳ھ ۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۵۰۱) فجر کی جماعت شروع ہوجانے کے بعد کسی علیحدہ جگہ میں سنتیں لو کر کے کا اتنا موقع مل جائے کہ سنت لو کر کے فرض ایک رکعت مل سکے گی تو سنتیں لو کر کے جماعت میں شریک ہو لو اور اگر کوئی علیحدہ جگہ میسر نہ ہو یا ایک رکعت فرض ملنے کی امید نہ ہو تو جماعت میں شریک ہو جائے اور جماعت کے بعد سورج نکلنے سے پہلے سنتیں نہ پڑھے سورج نکلنے کے بعد چاہے تو پڑھ لے (۱۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سنت فجر رہ جائیں تو کب پڑھی جائیں

(سوال) زید کہتا ہے کہ اگر فجر کی سنتیں قضاء ہو جائیں تو بعد لو اے فرض سنتیں پڑھ لے کوئی حرج نہیں بحر کتاب ہے کہ طلوع آفتاب سے قبل ہرگز سنتیں لو انہیں کر سکتا اگر پڑھے گا تو گناہ گار ہو گا کس کا قول صحیح ہے؟

المستمسک نمبر ۵۴۴ فقیہ احمد (سنن) ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۰۲) فرض فجر لو اترنے کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے سنتیں پڑھنا ممنوع ہے طلوع آفتاب کے بعد پڑھی جائیں (۱۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بوقت جماعت آنے والوں کے لئے سنتوں کا حکم

(سوال) صبح کی جماعت کھڑی ہونے کے بعد ایک شخص مسجد میں داخل ہوا جس نے صبح کی سنتیں نہیں

(۱) بل یصلیہا عند باب المسجد ان وجد مکاناً ولا ترکھا لأن ترک المکروہ مقدم علی فعل السنة الخ و فی الشامیة عند باب المسجد ای حرج المسجد کما صرح بہ القہستانی وقال فی العنایة ولأنہ لو صلاھا فی المسجد الخ (باب إدراك الفريضة ۵۶۰ ط سعید)

(۲) ما اذا قامت وحدها فلا تقصی قبل طلوع الشمس بالإجماع (رد المحتار باب إدراك الفريضة ۵۷۲ ط سعید)

(۳) بل یصلیہا عند باب المسجد ان وجد مکاناً ولا ترکھا الخ (رد المحتار باب إدراك الفريضة ۵۶۰/۲ ط سعید و کمرہ علی ولو سے الفجر بعد صلاة فجر الخ (الدر المحتار کتاب الصلاة ۳۷۵/۱ ط سعید)

(۴) ما اذا قامت وحدها فلا تقصی قبل طلوع الشمس بالإجماع (رد المحتار باب إدراك الفريضة ۵۷۲ ط سعید)

پڑھی تھیں اب یہ شخص جماعت میں غیر سنت پڑھے شریک ہو جائے یا سنت پڑھ کر؟

انصطقی نمبر ۹۶۱ رحمت علی (دہلی) ۸ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۳۰ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۰۳) فجر کی سنتیں فرض نماز شروع ہو جانے کے بعد ان شرائط کے ساتھ لوہا کی جاسکتی ہیں

(۱) سنتیں ادا کرنے کے بعد جماعت میں شریک ہو کر ایک رکعت ٹٹنے کی قوی امید ہو۔

(۲) مسجد میں جماعت کے مقام پر سنتیں نہ پڑھی جائیں (۳) مسجد سے خارج کسی دالان میں یا حجرہ میں یا

دروازے کے باہر کسی جگہ میں لوہا کی جائیں (۴) مسجد میں لوہا کی جائیں تو جماعت سے آڑ کی جگہ ہو۔ اگر ان

شرطوں میں سے کوئی ایک شرط بھی پوری نہ ہو تو سنتیں چھوڑ کر فرضوں میں شریک ہو جانا چاہئے (۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

فجر کی سنتیں رہ جائیں تو سورج نکلنے کے بعد پڑھی جائیں؟

(سوال) عن ابن عباس قال سمعت غیر واحد من اصحاب النبی ﷺ منہم عمر بن الخطاب

وکان من احبہم الی ان رسول اللہ ﷺ نہی عن الصلوٰۃ بعد الفجر حتی تطلع الشمس و عن

الصلوٰۃ بعد العصر حتی تغرب الشمس۔ ترمذی ۲۵۱، ص ۲۵، تہذیبی دہلی۔

صبح کی سنتیں اگر رہ جائیں تو کیا فرض سے فارغ ہو کر سورج نکلنے سے پہلے پڑھی جاسکتی ہیں بعض

و۔ روزانہ اس میں جھڑتے ہیں حالانکہ یہ بالکل واضح حدیث موجود ہے یہ بھی جناب ہی واضح فرمادیں۔

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵۰۴) صبح کی سنتیں اگر فرض سے پہلے نہ پڑھی جائیں تو پھر آفتاب نکلنے کے بعد پڑھی جائیں

فرض کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے پڑھنا حنفیہ کے نزدیک اسی حدیث کی وجہ سے جو آپ نے نقل کی ہے

منع ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

## فصل دوم۔ احکام سنن و نوافل

وقت جماعت آنے والوں کے لئے سنتوں کا حکم

(اشعریہ موریہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(۱) وإذا حاف فوت ركعتي الفجر لا شعالة يستنابا تركها لكون الجماعة اكمل والا بها وجا أدراك ركعة في ظاهر

المدى لا يتركها بل يصلها عند باب المسجد إن وجد مكانا والا تركها لأن تركها المكروه مقدم على فعل السنة

(در مختار) قال الشافعي "قوله عند باب المسجد أي خارج المسجد كما صرح به القهستاني وإن لم يكن على

باب المسجد موضع للصلاة يصلها في المسجد خلف سارية من سواري المسجد وأشدّها كراهة أن يصلها

محل لطف للصف محافل للجماعة (باب إدراك الفريضة ۵/۲ ط سعید)

(۲) (باب ما جاء في كراهية الصلاة بعد العصر و بعد الفجر ۵/۱ ط سعید)

(سوال) نماز فجر کی جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد ایک شخص مسجد میں داخل ہوا جس نے سنتیں نہیں پڑھی تھیں اب وہ بغیر سنتیں پڑھے جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۰۵) فجر کی سنتیں فرض نماز شروع ہو جانے کے بعد ان شرائط کے ساتھ ادا کی جاسکتی ہیں :-

(۱) سنتیں ادا کرنے کے بعد جماعت میں شریک ہو کر ایک رکعت ملنے کی قوی امید ہو (۲) مسجد میں جماعت کے مقام پر سنتیں نہ پڑھی جائیں۔ (۳) مسجد سے خارج کسی دالان یا حجرے میں یا دروازے کے باہر کسی جگہ ادا کی جائیں۔ (۴) مسجد میں ادا کی جائیں تو جماعت سے آڑ کی جگہ ہو اگر ان شرطوں میں سے کوئی ایسی شرط بھی پوری نہ ہو تو پھر سنتیں چھوڑ کر فرضوں میں شریک ہو جانا چاہئے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

سلام کے بعد امام کے لئے محراب سے ہٹ کر سنتیں پڑھنا مستحب ہے

(سوال) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ منقول از الجواب التین مصنفہ مولانا سید اصغر حسین صاحب مطبوعہ احمدی پریس ص ۱۹ حدیث لولہ پر یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ جب فرض کے بعد سنت و نفل پڑھو تو رز آگے پیچھے یا دائیں بائیں کو ہٹ جاؤ (یودوؤوا ولن ماجہ) حدیث دوم حضرت علیؑ نے فرمایا کہ مسنون ہے یہ کہ امام نفل و سنت نہ پڑھے جب تک کہ اپنی جگہ سے ہٹ نہ جائے (لن ائی شیعہ ولو اولوؤد از مغیرہ مطلقاً) سوال یہ ہے کہ کیا احادیث مذکورہ سے بعد فرضوں کے جگہ بدل کر سنت و نفل پڑھنا مسنون ہے اور یہ مسجد کے لئے ہے یا گھر میں نماز پڑھنے والوں کے لئے بھی ہے؟

(جواب ۵۰۶) فرض کی جگہ سے علیحدہ ہو کر سنن و نوافل پڑھنے کا انتخاب اس بناء پر ہے کہ نماز پڑھنے والے کے لئے دو مقام گواہن چئیں یا فرائض و نوافل میں امتیاز ہو جائے اور اس بناء پر یہ انتخاب مسجد کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مکان و مسجد دونوں میں پایا جائے گا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

سنن و نوافل گھر میں پڑھنا مسنون ہے

(سوال) مافر لکم رحمکم اللہ کہ یہاں دو فرقہ ہو گیا ہے۔ ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ فرضوں کے بعد سنتوں کی تاخیر اہم انت اسلام و منک السلام الخ یا اس کے برادر کوئی دعا سے زائد مکروہ ہے۔ دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ حدیث سے جو دعائیں اور توکار ثلاث ہیں ان کا بعد فرضوں کے پڑھنا سنت ہے چاہے طویل ہو اور

(۱) وادّاخاف فوت رکعتی الفجر لا شتعالہ بسنتھا تو کہا لکون الجماعة اکمل والاہان وجا ادرالذ رکعة فی طاهر المذهب لا یترکھا بل یصلیہا عند باب المسجد ان وجد مکاناً والا تروکھا لان ترک المکروہ مقدم علی فعل السنة (التبویر مع شرحہ باب ادراک الفریضة ۵۶/۲ ط سعید)

(۲) ویکرہ للإمام التفتل فی مکانہ لا للمؤتم (درمختار) و فی الشامیة ”أما المقتدی والمنعرد فإنہما ان لبنا أو قما إلى القطوع فی مکاتہما الذی صلب فیہ المکتوبة جاز والأحسن أن یقطع فی مکان آخر الخ (فصل فی تألیف الصلاة ۵۳۱/۱ ط سعید)

بعد دعا کے سنت اور نفل گھر میں جا کر پڑھنا افضل ہے اگرچہ گھر دور ہو غرضکہ اس مقدار سے زائد تاخیر کو کوئی مکروہ کہتا ہے اور کوئی سنت سوس یہ ہے کہ شام کی عبارت (اذا تردد الحکم بین سنة و بدعة کان ترک السنة واجہاً علی فعل البدعة) ۱ کے مطابق یہ مقدار سے زائد تاخیر بدعت ہو گیا نہیں؟ یہ تو تجروا

(جواب ۵۰۷) اذا تردد الحکم الخ سے مراد یہ ہے کہ کسی فعل کے سنت یا بدعت ہونے میں ایسا تردد ہو کہ کسی جہت کو ترجیح نہ ہو سکے تو ایسی حالت میں احتیاطاً ترک سنت رائج ہو گا فعل بدعت سے۔ لیکن اگر دلیل سے کسی جانب کی ترجیح ثابت ہو جائے تو اس رائج امر کو اختیار کرنا متعین ہے اور صورت مذکورہ فی السؤال میں روایات صحیحہ کثیرہ سے صراحت نہایت ہے کہ فرائض کے بعد اللہم انت السلام الخ سے زائد مقدار کی دعائیں آنحضرت ﷺ نے پڑھی ہیں اسی طرح نوافل کو گھر میں پڑھنے کا استحباب احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور اس خصوص میں کوئی حدیث اس کے معارض بھی نہیں ہے تو یقیناً رائج یہی ہے کہ بعد فرائض انکار و لغو عیدہ ثورہ پڑھ کر گھر جا کر سنن و نوافل پڑھنا مستنون ہے ۲

نماز مغرب سے پہلے نوافل کیوں مکروہ ہیں

(سوال) بعد غروب آفتاب قبل نماز مغرب حدیث صحیح سے دو رکعت نفل نماز پڑھنا ثابت ہے مگر حنفیہ کے نزدیک مکروہ لکھا ہے لہذا اس کے مکروہ ہونے کی کیا دلیل ہے؟

المستفتی ممتاز علی کا نور ضلع ریتک

(جواب ۵۰۸) بے شک صحیح حدیث سے بعض صحابہ کا اذان مغرب کے وقت دو رکعت نماز پڑھنا ثابت ہے مگر خود حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے کبھی نہیں پڑھی ہیں۔ عن منصور عن ابیہ قال ما صلی ابو بکر ولا عمر ولا عثمان الركعتین قبل المغرب (عب و مسدد) (کذا فی کنز العمال)۔ یعنی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں نہیں پڑھی ہیں اور فتح الباری میں حافظ ابن حجرؒ نے تسلیم کیا ہے کہ حضور ﷺ نے بھی نہیں پڑھی ہیں اما کو نہ ﷺ لم یصلھما فلا ینفی الاستحباب الخ، (فتح الباری) حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں یہ بھی لکھا ہے وروی عن ابن عمر قال ما رأیت احداً یصلھما علی عهد النبی ﷺ و عن الخلفاء الاربعة و جماعة من الصحابة انھم کانوا لا یصلونھما ۳، یعنی حضرت ابن عمرؓ سے

(۱) باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ۶۴۲/۱ ط سعید

(۲) عن حاتم قال " قال رسول اللہ ﷺ " اذا قصی أحدکم الصلوٰۃ فی مسجدہ فلیجعل لیتہ نصیباً من صلاتہ فان اللہ حافل فی بیتہ من صلاتہ حیر" (مسلم باب استحباب اول قلة فی بیتہ ۲۶۵/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) باب المغرب وما یعلق بہ ۵۰۸ ط بیروت البان

(۴) باب کم من الاذان والاقامة ۹۰۲ ط مصر

(۵) ایضاً

مروئی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں کسی کو یہ دور کہتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اور خائفانہ ارعہ اور صحابہ کرام کی ایک جماعت سے مروئی ہے کہ یہ سب دور کہتیں نہیں پڑھتے تھے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کان رسول اللہ ﷺ یخرج علينا بعد غروب الشمس و قبل صلوٰۃ المغرب فیرانا نصلی فلا یامرنا ولا یہاننا، (کنز العمال عن ابن الجار) یعنی آنحضرت ﷺ (حجرہ سے) باہر تشریف لاتے تھے تو ہم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے نہ تو ہم کو منع فرماتے تھے اور نہ نماز پڑھنے کے لئے حکم دیتے تھے۔

خفیہ اس خیال سے کہ اس وقت نوافل کی اجازت سے فرض مغرب میں تاخیر ہوئی خلاف لوئی یا مروی ہوئی کی سنت ہیں۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

(۲) مغرب اور عشاء کی سنتیں اور نوافل ثلاث ہیں یا نہیں

(سوال) (۱) وتر کے بعد جو دو رکعت نفل پڑھی جاتی ہیں اس کو بیٹھ کر پڑھنا چاہیے یا کھڑے ہو کر؟ ابھشتی زیور میں جناب مولانا شرف علی صاحب نے کھڑے ہو کر پڑھنے کو کھانے اور مقابحہ جنت میں کھانا ہوا ہے کہ بیٹھ کر پڑھنا چاہیے (۲) ظہر کی نماز فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ جو پڑھی جاتی ہے اس کے بعد دو رکعت اور بیٹھ کر جو لوگ پڑھتے ہیں اس کی سند ہے یا نہیں؟ نیز مغرب کی دو رکعت سنت مؤکدہ اور عشاء کی دو رکعت سنت مؤکدہ کے بعد بھی لوگ دو رکعت اور بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔

المستغنی نمبر ۱۲۳ حبیب اللہ ضلع مازی پور۔ یکم شعبان ۱۳۵۲ھ ۲۰ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۵۰۹) وتر کے بعد کی سنتیں کھڑے ہو کر پڑھنی بہتر ہیں تاکہ پورا ثواب ملے بیٹھ کر پڑھنے میں آج ثواب ملے گا۔ (۲) ہاں دو رکعت کی بھی سند ہے اور مغرب اور عشاء کے بعد دو سنت مؤکدہ ان کے بعد دو رکعت نفل کی بھی سند ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سنتوں اور نوافل کی نیت کس طرح کریں؟

(سوال) سنتوں اور نفلوں میں وقت کی پابندی ہے یا نہیں ہے مثلاً دو رکعت سنت سنت رسول اللہ ﷺ کی

(۱) باب المغرب وما يتعلق به ۵۳۸ ط بیروت

(۲) وكذا بقاء بعد الشروع بلا كراهة في الأصح بحر - وفيه أثر عبر السلي ﷺ على الصفح إلا بعدد (الدر المختار) باب الوتر والوافل ۳۶۱ ط سعید

۳، عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ من قام على نسي عشر ركعة من السنة من الله له بها في الحجة أربع ركعات قبل الطهر و ركعتين بعد ها و ركعتين بعد المغرب و ركعتين بعد العشاء و ركعتين قبل الفجر (ترمذی باب ما جاء في نوم و ليله من السنة ۹۴ ط سعید) ومن مؤکداً اربعاً قبل الطهر و ركعتين قبل الصبح و بعد الظهر بعد المغرب والعشاء، السور و شرحه باب الوتر والوافل ۱۳۲ ط سعید



وقت نہر کنا چاہیے یا نہیں؟ یا صرف دو رکعت سنت رسول اللہ ﷺ کی منہ طرف کعبہ شریف کے کنا چاہیے؟

المستفتی ۲۲۴ شہباز خاں سب انسپٹر پولیس ضلع کرناں۔ ۱۶ اذیقعدہ ۱۳۵۲ھ ۳۱ رجب ۱۳۴۳ء  
(جواب ۵۱۰) سنتوں اور نفلوں میں وقت کا ہم لینے کی ضرورت نہیں اور سنت رسول اللہ کی یہ لفظ کہنے کی بھی ضرورت نہیں صرف یہ کنا چاہیے نیت کی میں نے دو رکعت نماز سنت واسطے خدا کے (۱)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

وتر کے بعد نوافل بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر  
(سوال) نوافل بعد وتر میں خصوصاً اور دوسرے نوافل میں عموماً کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پڑھنے میں افضلیت کا کوئی درجہ ہے یا نہیں؟ قیام کو فضیلت ہے یا قعود کو؟  
المستفتی نمبر ۵۰۹ حاجی قاسم احمد سورنی۔ ۴ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۶ جولائی ۱۳۴۵ء  
(جواب ۵۱۱) نوافل کھڑے ہو کر پڑھنے میں پورا ثواب ملتا ہے اور بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے اس میں تمام نوافل برابر ہیں وتر کے بعد کی نفلوں کا اس حکم سے تخصیص کا ثبوت نہیں ہے آنحضرت ﷺ کو بیٹھ کر پڑھنے میں پورا ثواب ملتا تھا اگر حضور اکرم ﷺ نے وتر کی نفلیں بیٹھ کر پڑھی ہیں تو ہم اپنے کو حضور ﷺ پر قیاس نہیں کر سکتے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سنتوں کے لئے اذان کا انتظار ضروری نہیں

(سوال) سنت پڑھنے کے واسطے اذان کا انتظار ضروری ہے یا نہیں؟ جیسا کہ جمعہ وعشاء و ظہر کے وقت چار رکعت سنت پہلے پڑھی جاتی ہیں بغیر اذان ہوئے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟  
المستفتی نمبر ۵۲۴ شیخ شفیق احمد (ضلع موہنپور)۔ ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۹ جولائی ۱۳۴۵ء  
(جواب ۵۱۲) سنت پڑھنے کے واسطے اذان کا انتظار ضروری نہیں جمعہ اور ظہر اور فجر کی سنتیں اذان سے پہلے پڑھی جاسکتی ہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سنتیں گھر میں پڑھ کر آنے والے کے لئے تحیت مسجد کا حکم

(سوال) زید نفل و سنت پڑھ کر گھر سے مسجد آیا تو کیا یہ تحیت مسجد بھی پڑھ سکتا ہے؟ یعنی سنتوں اور فرض

(۱) ہو کافی مطلقاً بآية الصلاة وإن لم يقل لله لعل وسنة راقية الحج (الدر المحتار: بحث النية ۱/۴۱۷)  
(۲) وبتفیل مع قدرته علی القیام قاعداً أخر غیر النبی ﷺ علی النصف إلا بعذر (التبویر و شرحه) باب الوتر والوافل ۳۶/۲ ط سعید  
(۳) ۴۸ طیکہ وقت ہو چکا ہو۔

کے درمیان؟

المستفتی نمبر ۶۵۸ مجیدی دواخانہ بمبئی ۲۷ رجب ۱۳۵۳ھ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۵ء  
(جواب ۵۱۳) نماز کی مؤکدہ سنتیں گھر سے پڑھ کر آنا اور فرض نماز میں دیر ہے تو مسجد میں آکر تحیۃ  
المسجد پڑھ لینا سنت ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فرضوں سے پہلے اور بعد سنتوں کی کیا حکمت ہے؟

(سوال) فرضوں سے پہلے یا بعد جو سنتیں پڑھی جاتی ہیں یہ کس لئے قرار دی گئیں؟

المستفتی نمبر ۶۹۹ حکیم مولوی سید عبداللہ شاہ ۹ شوال ۱۳۵۳ھ ۵ جنوری ۱۹۳۶ء  
(جواب ۵۱۴) ان سنن مؤکدہ کا حکم ہمارے لئے تو اتنا کافی ہے کہ حضور ﷺ نے پڑھی ہیں اور پڑھنے  
کی ہم کو بھی تعلیم اور تاکید فرمائی ہے اس کے علاوہ ایک حکمت بھی حدیث سے ہمیں معلوم ہو گئی ہے کہ  
فرائض میں اگر کچھ نقصان رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ ہماری سنن و نوافل سے پورا کر دیا  
جائے گا اور یہ بہت بڑا فائدہ اور بڑی اہم مصلحت ہے (۱) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) جمعہ کی پہلی سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھے؟

(۲) ظہر کی چار سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھیں؟

(۳) فجر کی سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھ سکتے ہیں؟

(سوال) (۱) جمعہ کی چار رکعت سنت اگر کسی کو نہیں ملی تو فرض کے بعد اس کو ادا کرے یا اس سنت کو پہلے ادا  
کرے جو فرض کے بعد پڑھی جاتی ہے؟ (۲) ظہر کی سنتوں کا کیا حکم ہے؟ (۳) فجر کی سنت اگر کسی نے نہیں  
پڑھی اور فرض پڑھ چکا ہے تو سنت کس وقت ادا کرے اور نیت کس طرح کرے؟ سنت کی قضاء پڑھے یا  
نہ پڑھے؟ المستفتی نمبر ۷۷۷ محمد رفیع سوداگر چرم - ضلع میدانی پور

یکم ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ۲۵ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۱۵) جمعہ سے پہلے کی چار سنتیں نماز کے بعد پڑھ لے اور چاہے انہیں پہلے پڑھ لے یا بعد  
والی پہلے پڑھے دونوں جائز ہیں (۱) (۲) یہ بھی دونوں طرح جائز ہے (۱) (۳) بعد تطلوع آفتاب پڑھ

(۱) وین تحیۃ رب المسجد وہی رکعات الحج (توسیع شرحہ) وہی الشامیہ والحاصل ان المطلوب من داخل  
المسجد ان یصلی فیہ الحج (باب الترتیب والوافاق) مطلب تحیۃ المسجد ۱۸ ط سعید

(۲) عن عبد اللہ بن شقیق قال "سئلت عائشۃ عن صلوة رسول اللہ ﷺ عن تطوعہ فقالت "کان یصلی فی بیئہ  
قبل الطہر اربعاً ثم یحرق فیصلی بالاس ثم یدخل فیصلی رکعتین وکان یصلی بالاس المغرب ثم یدخل فیصلی  
رکعتین و یصلی بالاس العشاء و یدخل بیئہ فیصلی رکعتین الحج (مسلم) باب حوار النافلة قائماً و قاعداً و فعل بعض  
الرکعة قاعداً و بعضها قائماً ۲۲/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۳) بحلاف سۃ الطہر و کذا الجمعة بہ ینرکھا و ینقذی ثم یاتی بها فی وقۃ الحج (الدر المختار) باب إدراک  
الفریضة ۵۸/۲ ط سعید

(۴) (ایضاً)

سکتا ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

وتر سے پہلے دو رکعت نفل کا ثبوت

(سوال) وتر کے قبل جو دو رکعت نفل لوگ پڑھتے ہیں ان کا کیسے ثبوت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۳۹ مولوی عبدالقدوس صاحب امام مسجد (ترکمان دروازہ دہلی)

۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۷ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۱۶) عشاء کے بعد دو رکعتیں تو سنت مذکورہ میں اور دو نفل ہیں آنحضرت ﷺ سے ان کا ثبوت ہے۔ بخاری (۱۰) میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ صلی رسول اللہ ﷺ العشاء ثم جاء فصلى اربع ركعات ثم نام ثم قام الخ یعنی آنحضرت ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر گھر میں آئے اور چار رکعتیں پڑھیں پھر سو گئے پھر (تہجد کے لئے) اٹھے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

وتر کے بعد دو رکعت نفل ثابت ہیں یا نہیں؟

(سوال) وتر کے بعد دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھنا حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۲۱ عبدالحمید صاحب (مارواڑ) ۸ اذیقندہ ۱۳۵۵ھ م کیم فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۱۷) وتر کے بعد دو رکعت نفل حضور اکرم ﷺ سے بیٹھ کر پڑھنا ثابت ہے، ابوودو شریف میں یہ روایت کہ حضور اکرم ﷺ وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے تھے موجود ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

(سوال) وتر کے بعد جو دو رکعت نفل نماز پڑھی جاتی ہے اس کو بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر؟

المستفتی نمبر ۱۴۱۷ شمس الدین صاحب (مانڈلے برما) ۱۵ صفر ۱۳۵۶ھ م ۲۷ اپریل ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۱۸) وتر کے بعد دو رکعتیں نفل کی کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) إذا قامت (سنة الفجر) وحدها فلا تقصى قبل طلوع الشمس بالإجماع وقال محمد "أحب إلى أن يقصيهما إلى الروال" كما في الدرر قبل هذا قريب من الاتفاق لأن قوله "أحب إلى" دليل على أنه لو لم يعمل لا لوم عليه وقال: "لا يقصى وإن قضى فلا بأس به زود المحضار" باب إدرالة الفريضة ۵۷/۲ ط سعید

(۲) باب الوتر ۱۳۵/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۳) عن عائشة أن رسول الله ﷺ كان يوتر تسع ركعات ثم أو تر سبع ركعات و ركع ركعتين وهو جالس بعد الوتر يقرأ فيهما فإذا أورد أن يركع فقام فركع ثم سجد (باب في صلاة الليل) ۱۹۸/۱ ط مكتبة امداديه ملتان

(۴) و يتنفل مع قدرته على القيام فاعداً لا مضطجعا إلا بعذر أجر غير النسي ﷺ على النصف إلا بعذر الخ (التنوير مع شرحه) باب الوتر والوافل ۳۶/۲ ط سعید

سنت مؤکدہ کے تارک کا حکم

(سوال) امام مسجد لوگوں کو بتاتا ہے کہ سنت مؤکدہ کا ادا کرنا یا جاننا کوئی ضروری نہیں ہے پڑھنا نہ پڑھنا مسلوٰی ہے اس کا حکم شرعی فرما کر مسئلہ کو روشن فرمادیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۲۱ اسراج الدین صاحب ملتان۔ ۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۱۹) سنن مؤکدہ کا تارک علی الدوام گناہ گار اور تارک علی الاستخفاف کافر ہے اور اگر ترک احیاناً یا ضرورت یا کسی عذر سے ہو جائے تو جائز ہے۔ الذی ینظر من کلام اهل المذهب ان الائم منوط بترك الواجب او السنة المؤکدة علی الصحيح لتصریحهم بان من ترك سنن الصلوٰۃ الخمس قبل لا یائم والصحيح انه یائم ذكره فی فتح القدیر (کذا فی رد المحتار) (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

نوافل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

(سوال) نوافل کا کھڑے ہو کر پڑھنا تو یقیناً بیٹھ کر پڑھنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے لیکن کسی وقت کی نفل کو بیٹھ کر پڑھنے میں کھڑے ہو کر پڑھنے جیسا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۵۱ حبیب حسین (بہار) ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۹ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۳۰) تمام نوافل کا یہی حکم ہے کہ بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے مگر آدھا ثواب ملتا ہے اس سے کوئی نفل مستثنیٰ نہیں ہے (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

نفل کا ثواب فرض کے برابر نہیں

(سوال) اگر کوئی شخص بچکانہ نماز کا پند نہ ہو اور وہ عید میلاد النبی ﷺ کے روز یا شب میں نوافل ادا کرے تو کیا نوافل دو گانہ سے کوئی فائدہ یا ثواب حاصل نہ ہوگا؟

المستفتی نمبر ۲۰۸۵ شیخ عبداللہ مولا بخش صاحب بمبئی نمبر ۸۔

۲۶ رمضان ۱۳۵۶ھ یکم ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۲۱) نوافل جو ادا کئے جائیں گے اس کا ثواب خدا تعالیٰ کی طرف سے ملے گا یہ دوسری بات ہے کہ ترک فرائض کے عقاب کے مقابلے میں وہ کچھ فائدہ بھی پہنچا سکتے ہیں یا نہیں؟ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

چند احادیث کا مطلب

(سوال) حسب ذیل احادیث کا کیا مطلب ہے؟

(۱) (کتاب الطہارۃ) مطلب فی السنة و تعریفها ۱/ ۱۰ ط سعید

(۲) و یستل مع قدرته علی القيام قاعدہ لا مصطحاً إلا بعدد

(السور مع شرحہ) باب الوتر والواجل ۲ ۳۶ ط سعید

آخر غیر النبی ﷺ علی الصف إلا بعدد الح

(الف) (۱) اذا اقيمت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة (۱)، (۲) عن ابن عمر انه ابصر رجلا يصلي الركعتين والمؤذن يقيم فحصبه وقال اتصلي الصبح اربعاً (۳) وروينا عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه انه كان اذا رى رجلاً يصلي وهو سمع الاجابة ضربه (۴) ووقع نحو هذه القصة ايضا لا بن عباس رضي الله تعالى عنهما قال كنت اصلي واخذ المؤذن في الاقامة فجذبني النبي ﷺ وقال اتصلي الصبح اربعاً. اخرجه ابن خزيمة وابن حبان والبيهقي والحاكم وغيرهم.

(ب) اور مسجد کے دالان میں جس میں جماعت ہو رہی ہو یا صف کے پیچھے ستون کی آڑ کافی ہوگی یا جماعت میں شریک ہو جائیں اور جماعت ہونے کی حالت میں اسی دالان میں سنت پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۵۵۳ عبدالحق صاحب دہلی۔ ۹ ذی قعدہ ۱۳۵۸ھ ۳۱ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ۵۲۲) حدیث نمبر اکا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب (فرض) نماز کی تکبیر ہو جائے تو سوائے فرض کے اور کوئی نماز نہیں حدیث نمبر ۲ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے دیکھا کہ مؤذن تکبیر کہہ رہے اور ایک آدمی سنتیں پڑھتا ہے (یعنی پڑھنا چاہتا ہے) تو انہوں نے اس آدمی پر کنکری پھینکی اور فرمایا کہ کیا فجر کی چار رکعتیں پڑھے گا۔ حدیث نمبر ۳ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ جب دیکھتے کہ کوئی آدمی تکبیر سن رہا ہے اور پھر (اپنی عیحدہ) نماز پڑھتا ہے تو اسے رتے۔ حدیث نمبر ۴ کا مطلب یہ ہے کہ ایسا واقعہ حضرت ابن عباسؓ کو بھی پیش آیا کہ وہ نماز پڑھنے لگے اور مؤذن نے تکبیر شروع کی تو آنحضرت نے انہیں کھینچ لیا اور فرمایا کہ کیا تم صبح کی چار رکعتیں پڑھو گے ان روایتوں کا مطلب یہ ہے کہ فرض نماز کی تکبیر ہونے کے بعد اس جگہ سنتیں پڑھنے کی ممانعت ہے کیونکہ اس جگہ سنتیں پڑھنے سے صورتہ جماعت کی مخالفت لازم آتی ہے نیز صبح کی چار رکعتیں اکٹھی ہو جانے کی شکل پیدا ہو جاتی ہے لیکن اگر مسجد سے خارج یا آڑ کی جگہ میں سنتیں ادا کی جائیں تو بشرطیکہ ایک رکعت فرض مل جائے کا نفع غالب ہو تو یہ جائز ہے کیونکہ صحابہ کرامؓ سے یہ عمل مروی ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہ عمل کہ اقامت ہو جانے پر سنتیں پڑھنے والے کے کنکری ماری اور فرمایا کہ کیا فجر کی چار رکعتیں پڑھے گا حدیث نمبر ۲ میں مذکور ہے اور انہیں سے یہ عمل بھی ثابت ہے کہ اقامت ہو جانے کے بعد انہوں نے حضرت حمزہؓ کے گھر میں جا کر سنتیں پڑھیں اور پھر اگر جماعت میں شامل ہوئے۔ وصح عنہ (ای ابن عمر) انه قصد المسجد فسمع الاقامة فصلى ركعتي الفجر في بيت حفصة ثم دخل المسجد فصلى مع الامام (۱)، (۲) (الباري ص ۳۶۹ ج ۳ طبع ہند) اسی طرح حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابو الدرداءؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے فرض کی اقامت ہو جانے کے بعد مسجد سے باہر یا مسجد میں جماعت کی جگہ سے آڑ میں ہو کر سنتیں پڑھ لیں پھر جماعت میں شامل ہوئے ان

(۱) بخاری 'باب إذا أقيمت الصلوة فلا صلوة إلا المكتوبة' ۹/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۲) (باب إذا أقيمت الصلاة فلا صلوة إلا المكتوبة ۲/۲ ط مصر)

روایات سے ثابت ہوا کہ یہ اواہزم فتناء صحابہؓ ممانعت کو اسی صورت پر محمول سمجھتے تھے کہ سنتیں جماعت فرض کی جگہ پڑھی جائیں اور مسجد سے خارج یا آڑ کی جگہ میں اقامت ہو جانے کے بعد بھی پڑھنے کو جائز سمجھتے تھے اور پڑھ لیتے تھے۔ (۱)

(۲) جس جگہ جماعت ہو رہی ہو اسی جگہ سنتیں پڑھنا جائز ہے یا تو خارج مسجد پڑھی جائیں یا جماعت کی جگہ سے علیحدہ کسی آڑ کی جگہ میں پڑھے اور ایک رکعت فرض کی مل جائے گا پورا بخیر و سر ہو ورنہ جماعت میں شامل ہو جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ و ولی

### جماعت کے وقت سنتیں پڑھیں یا نہیں؟

(سوال) جماعت شروع ہو جانے کے بعد سنتوں کی نیت باندھنا کیسا ہے؟

(جواب ۵۲۳) جب فرض نماز کی جماعت شروع ہو جائے اس کے بعد سنتوں کی نیت نہ باندھی جائے صرف فجر کی سنتیں جماعت کی جگہ سے علیحدہ کسی جگہ پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جائے ایک رکعت ملنے کا یقین ہو تو ایسا کرے ورنہ فرض نماز میں شریک ہو جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ و ولی

### ظہر کی سنتیں پڑھتے وقت جماعت کھڑی ہو جائے تو کیا کرے؟

(سوال) متعلق سنن ظہر

(جواب ۵۲۴) ظہر کی سنتیں جو فرض شروع ہونے سے پہلے پڑھ رہا تھا اگر درمیان فرض شروع ہو جائیں تو سنتیں پوری کر کے سلام پھیرے اور فرض میں شامل ہو جائے لیکن اگر دو رکعت پر سلام پھیر کر فرض میں شریک ہو جائے اور پھر چاروں رکعتیں فرض کے بعد ادا کر لے تو یہ بھی جائز ہے پہلی صورت بہتر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ و ولی

### سنت پڑھے بغیر امامت کر سکتا ہے

(سوال) ایک امام صاحب وقت ظہر ٹھیک جماعت کے مقررہ نام پر تشریف لائے مقتدی دوسرے

(۱) لما روی الطحاوی وغيره عن ابن مسعود انه دخل المسجد واقامت الصلاة فصلی رکعتی الفجر فی المسجد الی الا سطوامة وذلك بمحضر حذیفہ وابی موسیٰ و مثله عن ابی الدرداء و ابن عباس و ابن عمر کما سبده الحافظ الطحاوی فی شرح الآثار و مثله عن الحسن و مسروق و الشعمی "شرح المصنف" (رد المحتار) کتاب الصلاة ۳۷۸/۱ ط سعید

(۲) وکذا یکره الطلوع عند إقامة الصلاة المكتوبة لحدث إذا أقبلت الصلاة فلا صلوة إلا المكتوبة إلا سنة فجر إن لم یحضر فرت جماعتها الح (التبویر و شرحه) کتاب الصلاة ۳۷۸ ط سعید

(۳) قال فی التبویر و شرحه "والشارع فی المل لا یقطع مطلقا ونیمه رکعتین وکذا سنة الظهر و سنة الجمعة إذا أقيمت أو خطب الإمام بنیمها لربما علی القول الرابع" لأیها صلاة واحدة (باب إدراك الفريضة ۵۸ ط سعید)

صاحب کو نماز پڑھانے کے لئے کھڑا کرے گا اتنے میں امام صاحب آگے اور بغیر سنت مؤکدہ پڑھے امام نے فرض پڑھا دیئے عمر و کتنا ہے کہ اس طرح بغیر سنت پڑھے فرض نماز پڑھانا جائز نہیں اور نماز نہیں ہوتی عمر و کا یہ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۲۵) بغیر سنت پڑھے فرض پڑھا دیئے سے نماز ہو جاتی ہے یہ کہنا کہ نماز جائز نہیں ہوئی غلط ہے (۱) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ نہ دلی

سنتیں کس وقت تک مؤخر کر سکتا ہے؟

(سوال) بعد فرض کے سنتوں کی تاخیر کس مقدار تک اچھا ہے اور کس مقدار سے زائد تاخیر مکروہ ہے؟ (جواب ۵۶۲) زیادہ تاخیر کو حنفیہ نے مکروہ فرمایا ہے اور زیادہ تاخیر سے مراد یہ ہے کہ انکار یا ثورہ کی مقدار سے زائد ہو (۲) والنقص فی رسالتنا النفاس المرغوبہ واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

سنتوں اور نفلوں کے بعد دعا

(سوال) سنتوں اور نفلوں کے بعد بھی دعا کرنا ہر شخص کے لئے خواہ امام ہو یا مقتدی سنت ہے یا مستحب ہے؟ کیا؟

(جواب ۵۲۷) انفرادی دعا مانگنا امام و مقتدی ہر ایک کے لئے سنتوں اور نفلوں کے بعد بھی جائز ہے اور اجتماعاً بھی۔ بشرطیکہ استراعت و اعتدال سے نہ ہو اور اجتماعی دعا کا افضل طریقہ یہ ہے کہ بعد فرائض اور قبل سنن و نوافل ہو (۳) وقد حققنا ذلك فی رسالتنا النفاس المرغوبہ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

سنن و نوافل گھر میں پڑھنا بہتر ہے

(سوال) بعد فرضوں کے سنتیں اپنے گھروں میں جا کر پڑھنی چاہئیں یا مسجد میں؟

(۱) لحدیث عائشہؓ ان السی سئل قال اذا فاتته الأربع قبل الظهر فصاعن بعده" (رد المحتار) باب ادراك الغریضۃ ۵۸/۲ ط سعید

(۲) وبکہ تاجیر اللہ الا بقدر اللہم انت السلام الخ قد الحلومی " لا بأس بالفصل بالأزوار واختار الکمال الخ (المر المختار) فصل فی دایف الصلاۃ ۵۲۰ ط سعید (۳) ان الدعاء المعمول فی زماننا بعد القریضۃ والعصر ایدبیم علی الهیئۃ الکتابۃ لم تکن الموائع عیہ فی عہدہ علیہ السلام نعم الادعیۃ بعد القریضۃ ثانیۃ کثیراً بلا رفع البعین و یدون الاحتیاج وتوتلھا متواتر وتبت الدعاء متواتراً مع رفع البعین بعد الفلۃ فی الواقعین وقال بعض الأحناف من أهل العصر " ان رفع البعین لما نلت فی مواضع الآخر یعدی الی الدعاء بعد المکبۃ ایضاً واستند بالعموم ایضاً (العرف الشذی علی لرمندی باب ما جاء فی کراهیۃ ایخص الإمام نفسه بالدعاء ۸۶ ط سعید)

(جواب ۵۲۸) سنن و نوافل کا حرر میں اور نماز افضل ہے کی اصل حکم ہے اور یہ صحیح ہے اور فقہ حنفی سے ثابت ہے۔ الافضل فی السنن والنوافل المنزل۔ لقوله عليه السلام صلوٰۃ الرجل فی المنزل افضل الا المکتوبة المح (فتاویٰ عالمگیری) ۱۔ عموم حدیث میں فرضوں سے پہلے اور بعد کی سنتیں داخل ہیں ہاں تراتوت وجہ سے یہ ثابت ہوا کہ مستثنیٰ ہے۔ ذکر الحلوانی الافضل ان یؤدی کله فی البیت الا التراويح (فتاویٰ عالمگیری) ۲۔ واللہ اعلم کہتہ محمد کفایت اللہ نفر ۱ سنن فی مسجد دہلی

ظہر کی سنتیں نہ جاہیں تو پہلے دو پڑھے یا چار  
(المجمیعہ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۲ء)

(سوال) ظہر کی نماز جماعت سے پڑھی جائے اور پہلی چار سنتیں روٹی، بون تو پہلے دو سنت پڑھے یا چار؟  
(جواب ۵۲۹) ظہر کے فرضوں سے پہلے سنتیں اگر جماعت میں شریک ہو جائے کی وجہ سے نہ جاہیں تو فرضوں کے بعد اختیار ہے چاہے پنے چار سنتیں پڑھے اور پھر دو پہلے دو پڑھے پھر چار۔ دونوں طرح جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جہاں سنتیں پڑھیں وہاں فرض پڑھنا جائز ہے  
(المجمیعہ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۳ء)

(سوال) جس جگہ سنت پڑھی جاتی ہے اس جگہ سے بہت دوسری جگہ فرض نماز پڑھنا کیا شرعی حکم ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۳۰) جس جگہ سنت نماز پڑھی جائے فرض کے لئے اس جگہ سے بہت ضروری نہیں ہے (۱)۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) (الباب التاسع فی الوافل ۱۱۳/۱) (ماحدیہ)

(۲) (ایضاً)

(۳) بخلاف سنة الظهر وكذا الجمعة فإنه من خلاف فثبت ركعة بركعة وبغدي ثم يأتي بها على أنها سنة في وقتها أي الظهر قبل شعبة عند محمد، و نه يعني رد المحتار، القول "وعليه السنون لكن رخص في الفتح تقديم الركعتين" قال في الإمداد "وفي فتاوى العاصي أنه المحار و في مسوط شيخ الإسلام أنه الأصح لأحدث عائشة أنه عليه الصلاة والسلام كان إذا قاله لأربع قبل الظهر يصلين بعد الركعتين وهو قول أبي حنيفة وكذا في جامع قاضي حان (رد المحتار) باب إدراك الفريضة ۵۸/۲ ط معبد

(۴) أما المقضى والمعبر فلهما أن لهما أو قدم إلى الطلوع في مكانهما الذي صلوا فيه المكتوبة حذر المح (رد المحتار) فصل في تأليف الصلاة ۵۳۱ ط معبد (جس فرض پڑھے میں وہاں سنت پڑھ سکتا ہے تو سخت کی جگہ پر پڑھیں اولیٰ فرض پڑھنا جائز ہے۔



## فصل سوم۔ تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد

نماز فجر اور مغرب سے پہلے تحیۃ الوضو و تحیۃ المسجد کا حکم  
(سوال) تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد فجر اور مغرب کی نماز سے قبل پڑھنا کیسے ہے؟  
المستفتی نمبر ۵۳۴ محمد مقصود احمد خاں (۳ نیوے) ۲۹ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۱ مئی ۱۹۳۶ء  
(جواب ۵۳۶) تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد فجر یعنی صبح صادق ہو جانے کے بعد اور غروب شمس کے بعد  
فرض سے پہلے پڑھنا حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

## فصل چہارم۔ نماز استسقاء

استسقاء نماز ہے یا صرف دعا و استغفار  
(سوال) استسقاء کے لئے نماز ہے یا صرف دعا، استغفار اگر نماز ہے تو باجماعت و باخطبہ ہے یا فردا فردا؟  
المستفتی نمبر ۱۶۳۳ مظفر احمد صاحب (ضلع رتھ پور) ۲۲ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۳۱ جولائی ۱۹۳۷ء  
(جواب ۵۳۲) استسقاء کے لئے نماز شرط ہے اور صرف دعا و استغفار بھی کافی ہے نماز بالجماعۃ و باخطبہ کا بھی  
ثبوت ہے اور فردا فردا پڑھ ل جائے تو جب بھی مشائخہ نہیں۔ لہ صلوۃ بلا جماعۃ مسنونۃ بل ہی  
جائزۃ و بلا خطبۃ و هذا قول الامام و قال محمد یصلی الامام او نائبہ رکعتین کما فی الجمعة  
ثم یخطب ای یسن لہ ذلك (خلاصۃ ما فی الدر المختار و رد المحتار) وان صلوا فرادی جاز  
فہی مشروعة للمنفرد (در مختار) قوله هو دعاء وذلك ان يدعوا الامام قائماً مستقبل القبلة  
واقفاً یدیه والناس قعود مستقبلین القبلة یؤمنون علی دعاء الخ (رد المحتار) (۲)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

## نماز استسقاء کا طریقہ

(سوال) موجودہ اسکا بندش سے دلی اور اس کے اطراف میں سخت بے چینی ہو رہی ہے اس کے واسطے  
سوائے باری عزوجل کی بارگاہ میں حاضری اور انکساری کے کوئی چارہ نہیں اس لئے عرض ہے کہ نماز استسقاء  
کے روز اور کس وقت اور کس صورت میں لوگ کیا اس میں غور تیں لو پچھ جانور اور ان کے بچوں کی

(۱) و کذا الحکم من کراہۃ نقل و واجب لغيرہ لا فرض و واجب لعینہ بعد طلوع فجر سوی سنہ لشغل الوقت بہ  
تقدیراً حتی لو نوى تطوعاً کان مئة الف بحر بلا تعین و قبل صلاة المغرب کراہۃ تاخیرہ إلا سیراً (النویر و شرحہ  
کتاب الصلاة ۳۷۵: ۳۷۶ ط معبد)

(۲) (رد المحتار باب الاستسقاء ۲ ۱۸۴ ط معبد)

ماضری بھی افضل ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۸۳ حاجی عبدالغنی صاحب طہ مبارک (دہلی) ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۱ اگست ۱۹۳۷ء (جواب ۵۳۳) امساک بارہاں بھی تہمد ان مصائب کے ہے جو اعمال شنیعہ اور معصی کے ارتکاب پر بطور انتقام کے حضرت حق جس شے کی طرف سے مخلوق پر نازل ہوتی ہیں ان مصائب کا اصل علان تو ان گناہوں سے باز آجانا استغفار و تضرع ہے۔ انا صدقہ و خیرات کرنا پھر حضرت حق کی بارگاہ رحمت سے حاجت طلب کرنا ہے بارش طلب کرنے کے لئے بھی ضروری ہے کہ پہلے فق و فقر اور طرح طرح کی معصیوں سے جن میں جتا ہیں توبہ کریں مومن کے مظالم اور حقوق لو اکریں اور عوف کرائیں ٹیکو کاری اور صلاحیت اختیار کریں اور یہ سب کام جلدت جلد کر کے بارش کی دعا مانگنے کے لئے میدان میں نکلیں اور وہاں بھی توبہ و استغفار تضرع و زکری کے ساتھ کریں اور دو رکعت نماز بھی لو اکریں زینت اور تقاضا کا لباس پہن کر نہ جائیں بدعہ پرانہ پھنسا پیوند لگا ہوا لباس پہنیں تو بہتر ہے یا رسول اللہؐ کو ساتھ لے جانا بھی بہتر ہے تین روز تک باہر نکلن اور استغفار و تضرع کرنا نماز اور امرنا چاہیے دو رکعتیں پڑھی جائیں پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلیٰ دوسری میں هل اناک حدیث العاصیہ پڑھی جائے پھر لام مختصر سا خطبہ پڑھے جس میں لوگوں کو سنہوں سے توبہ کھنٹے اور پنے اور حقوق العباد اور اکرنے کی نصیحت کرے اسی درمیان میں چادر پٹ لے پھر قبدرح کھڑا ہو جائے لوگ پیچھے رہیں اور سب مل کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگیں ہاتھوں کو سر سے لو نہانہ کریں سامنے کو زیادہ پھیلائیں ہتھیلیاں حسب بارش کے موقع پر آسمان کی طرف اور رفع مصیبت کی دعا کے موقع پر زمین کی طرف کریں دمانیت خشو و خضوع اور تضرع کے ساتھ کی جائے اور آنحضرت ﷺ سے جو دعائیں ماثور ہیں وہ افضل ہیں ان میں سے ایک دعا یہ ہے۔

اللھم اسقا غیثاً مغیثاً نافعاً غیر ضار عا جلاً غیر آجل اللھم اسق عبادک و بہا نملک و انشر رحمک و احی بلدک الھیت اللھم انت اللہ لا الہ الا انت العی و نحن الفقراء انزل علینا العیث و جعل ما انزلت لنا قوۃ و بلا غا الی حین غیر مسلم کو ساتھ نہ لے جائیں۔  
محمد کفایت اللہ کال اللہ دہلی

نماز استسقاء پر آنے پڑھوں کے ساتھ میدان میں پڑھی جائے

(سوال) (۱) قسط سائے کے موقع پر نماز استسقاء کے لئے جنگل میں چکر دوام غنی افضل ہے یا نہیں؟ (۲)

(۱) بحرح الإمام و یصلی بہم رکعتین یحھر فیہما بقراءۃ کدائی المصمرات الافصل ان یقرأ مسح اسم ربك الاعلیٰ فی الاولی وھل اناک حدیث العاصیہ فی الذابۃ کدائی العی شرح الھدایہ و یحط حطین بعد الصلاۃ و بعد عن اللہ یسبحہ و یتعز للھموس و المومسات قودا مصی صدر من حطنت قلب رداء ہ ثم یشتعل بدعاء الاستسقاء فانما و الناس فعود مسفلون و یحرجون مشاة فی نایاب حلقہ او عسیلہ او رفعة مندللین حاشعین متو صعبین للہ تعالیٰ د کسی روز سہم ولا یحرج اھل الدماۃ فی ذلک مع اھل الاسلام و عالمگیری الذاب التاسع عشر فی الاستسقاء ۱/۱۵۴، ۱۵۵ ط ماحدہ کوئٹہ

نماز استقواء کے لئے ننگے سر پہر بند جانا افضل ہے یا نہیں اگر نہیں تو حاجی عبدالغنی متولی عید گاہ نے کیوں یہ فتویٰ جاری کیا کہ ننگے سر پہر بند جانا افضل ہے (۳) ایک شخص اپنے آپ کو اللہ کی درگاہ میں عاجزانہ ننگے سر پہر بند پیش کرتا ہے دوسرا شخص اپنے آپ کو لباس سے آراستہ و پیراستہ پیش کرتا ہے لہذا ان دونوں میں سے اللہ کے نزدیک کس کا عمل پسندیدہ ہے۔ فقط

المسئطی نمبر ۲۶۷-۱-۲ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۴ شہر محرم ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۳۴) (۱) بر بند یا سر پہر بند نماز استقواء کے لئے جانے کا حکم میں نے کہیں نہیں دیکھا۔ حاجی عبدالغنی صاحب سے دریافت کیا جائے کہ انہوں نے کس بنا پر یہ لکھا تھا اور اگر کسی فتویٰ کی بنا پر انہوں نے لکھا ہے تو اس فتویٰ کہنے والے سے دریافت کیا جائے (۲) پرانے اور پیوند لگے ہوئے کپڑے پہن کر جانا سر جھکائے ہوئے جانا پیدل جانا عاجزی اور خشوع و مسکنت ظاہر کرتے ہوئے جانا تو بے شک مستحب ہے جنگل میں جانا اور استغفر کرتا نماز پڑھنا دعا مانگنا یہ سب ثابت ہے (۳) فقر و حاجت و تواضع و خشوع و ہر کرنے کے موقع پر پچھنے پرانے کپڑے پہن کر جانا مناسب ہے اور کتب فقہ میں اس کی ترغیب بھی موجود ہے اگر ننگے سر ننگے پاؤں جانے کی ترغیب بھی کسی جگہ موجود ہو تو مضائقہ نہیں مگر میں نے نہیں دیکھی (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

(۱) نماز استقواء سے پہلے تین روزے رکھنا مستحب ہے

(۲) نماز استقواء کے لئے کوئی وقت مقرر ہے یا نہیں؟

(۳) نماز استقواء میں تکبیرات زوائد ہیں یا نہیں؟

(سوال) (۱) زید کہتا ہے کہ جب بارش کی قلت ہو تو سب مسلمان پچھلے تین روزے رکھیں اور چوتھے دن جنگل کی طرف نماز کے لئے نکلیں اور اپنے دعوے کی دلیل میں شافعی الذہب ہونے کی وجہ سے "منہاج الطالبین و عمدۃ المفینین" تالیف الامام الحنفی صرہ علی ذکرہ یحییٰ بن شرف النووی کی عبارت ذیل کا حوالہ پیش کرتا ہے۔ ویامر الامام بصیام ثلاثة ایام اولاً الخ

عمر و کہتا ہے کہ استقواء کے روزوں کے متعلق صحیح حدیث میں کوئی حدیث نہیں لہذا روزے رکھنا بدعت ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا جواز صیم کے متعلق کوئی حدیث نہیں ہے اور امام شافعی نے ایسا کیا قیاس سے یہ مسئلہ مستطاف فرمایا ہے؟ اگر کوئی حدیث ہو تو تحریر فرمائیں۔

(ب) زید کہتا ہے کہ صلوٰۃ استقواء کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں استدلال کتاب مذکور کی عبارت "ولا تختص بوقت العید فی الاصح" سے پیش کرتا ہے مرو کہتا ہے کہ صبح (وقت عید) کے واسطۃ



## فصل پنجم - صلوة الحاجہ

### صلوة الحاجہ کا طریقہ

(سوال) قول جمیل میں حضرت شاہ ولی اللہ ایک جگہ صلوة الحاجت کی چار رکعت اس ترکیب سے اقامہ فرماتے ہیں کہ اول رکعت میں فاتحہ کے بعد آیہ کریمہ سو بار پڑھے دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین سو بار تیسری رکعت میں بعد فاتحہ افوض امری الی اللہ چوتھی میں بعد فاتحہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل سو بار پڑھے سوال یہ ہے کہ اس نماز میں دوسری رکعت کے اندر فاتحہ کے بعد بغیر سورۃ ملائے رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین کا پڑھنا قائم مقام سورۃ کے ہو جائے گا یا نہیں؟ جب کہ قرآن شریف کے اندر وہ رب انی مسنی الضر آیا ہے یہ دعا ہو گئی یا آیت قرآنی ہی رہی اسی طرح وافوض امری کے بجائے افوض امری پڑھنا اس میں کچھ ہرج تو نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۶۷۲ محمد حبیب الرحمن سیارہ ۳۰ ستمبر ۱۹۴۳ء

(جواب ۵۳۶) اس نماز میں بہتر صورت یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد قل حوالہ پڑھے پھر پہلی رکعت میں آیہ کریمہ سو بار دوسری میں رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین سو بار تیسری میں افوض امری الی اللہ سو بار چوتھی میں حسبنا اللہ و نعم الوکیل سو بار ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھے اس صورت میں رب کا اضافہ اور وافوض میں سے واو کی کمی سے کوئی شبہ نہیں رہے گا۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ

## فصل ششم - تحیۃ الوتر

وتر کے بعد دو رکعت نفل ثبات ہے

(المعنیہ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) بعد وتر دو رکعت نفل جس کو تحیۃ الوتر کہتے ہیں اس کا ثبوت ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۳۷) وتر کے بعد دو رکعت نفل کا ثبوت ہے ترمذی شریف میں روایت موجود ہے (۱)

محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ

(۱) وأربع صلاة الحاجة (درمحار) وفي التسمية "وذكر أنها أربع ركعات بعد العشاء وأن في الحديث المعروف يقرأ في الأولى فاتحة مرة وآية الكرسي ثلاثاً وهي كل من الثلاثة التالية يقرأ الفاتحة والإخلاص والمعوذ ثلث مرة (رد المحتار) باب الوتر والوافل مطلب في صلاة الحاجة ۲۸ ط سعيد  
(۲) عن أم سلمة أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقرأ بعد الوتر ركعتين وقلوبهم نحو هذا عن أبي امامة وعائشة وغير واحد من النبي صلى الله عليه وسلم (باب صلاة الوتر) باب ما جاء لا وتر أن في ليلة ۱۰/۸/۶ ط سعيد

## آٹھواں باب دعا بعد نماز

سنن و نوافل کے بعد اجتماعی دعا ثلاث نہیں

(سوال) ہماری مسجد میں ایک پیش امام صاحب سنت و نفل کے بعد جماعت کے ساتھ دعا مانگنے کو بدعت کہتے ہیں اور ہماری طرف کے اکثر علماء کا بھی یہی خیال ہے کہ ثانی دعا نہیں مانگنی چاہیے؟

المستفتی نمبر ۳۲۸ حاجی عبدالصمد (ضلع ستارا) ۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۱۹ جون ۱۹۳۳ء

(جواب ۵۳۸) سنت اور نفل کے بعد اجتماعی طور پر دعا مانگنے کا طریقہ نہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں تھا نہ صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں اس لئے اسے سنت و مستحب سمجھنا صحیح نہیں اس کے لئے رسالہ نفائس مرغوبہ میں میں نے پوری تفصیل لکھ دی ہے اسے ملاحظہ کیا جائے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سوال مثل بالا

(سوال) -----

(جواب ۵۳۹) (۵۴۱) مروجہ دعائے ثانی کا کوئی ثبوت شریعت میں نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ

سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف پھرنے کی کیا وجہ ہے؟

(سوال) حدیث سنن میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فرض نماز سے سلام پھیرتے تو آپ دابنی یمائیں طرف ہو جاتے اور قبلہ سے رخ پھیر لیتے تھے حالانکہ اولب دعا سے ہے کہ بوقت دعا قبلہ رخ ہو کر دعا کی جائے۔؟

المستفتی نمبر ۶۵۰ ابو محمد عبدالجبار (رنگون) ۲۳ رجب ۱۳۵۴ھ ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۴۰) جماعت کے مسلمانوں کا احترام کہ ان کی طرف پچھنے کئے ہوئے نہ بیٹھے رہیں قبلہ کے احترام سے زیادہ ہے نماز میں تو مجبوری تھی کہ استقبال قبلہ فرض ہے دعائیں استقبال قبلہ مستحب تھا مگر اس میں مسلمانوں کا احترام اس کے منافی تھا اس لئے احترام مومن کو احترام قبلہ پر ترجیح دی تھا دعا کرنے والا رو بقبلہ ہو کر دعا مانگے اس کے لئے یہ بہتر ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) اس کی متصل حد جواب نمبر ۵۵۸ میں آ رہی ہے

(۲) (ایضاً)

(۳) عن سمرة بن حذاف قال "كان رسول الله ﷺ إذا صلى صلاة الليل علينا بوجهه" وبخاري: يستقبل الإمام الناس إذا سلم ۱۱۷. ۱ ط قديمي كتيب حادہ كراچی) قال الأصبري: "والصحيح أن معناه أنه عليه الصلاة والسلام كان إذا فرغ من الصلوة استقبل المعلومين (مرقاة للقراري) باب الدعاء في الشهادۃ ۳۰ ۱ ط مكتبه حبيبه كائنسي رود "كوتہ"

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کا حکم

(سوال) فرض نماز کے بعد لم پند نواز سے دعا مانگتا ہے اور مقتدی آمین کہتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟  
یہ تو ٹھیک ہے کہ سنن و نوافل کے بعد انتظار کرتا اور اجتماعی دعا مانگنا سنت کے خلاف ہے مگر فرضوں کے بعد دعا مانگنا تو ثابت ہے۔

المستفتی نمبر ۹۱۷ محمد نور (ضلع جالندھر) ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ۲ مارچ ۱۹۳۶ء  
(جواب ۵۴۱) اس طریقہ کو ضروری اور لازمی نہ سمجھا جائے تو مباح ہے مگر سنن و نوافل کے بعد سب کا موجود رہنا اور پھر اس طریقہ سے دعا مانگنا یہ واجب الکرک ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز فجر جمعہ کے بعد قح پڑھنے اور مصافحہ کرنے کا حکم

(سوال) یہاں اکثر مقامات پر بعد نماز فجر اور بعد نماز جمعہ وقت دعا پڑھنا واجب ہے اور بعد نماز ایک دوسرے سے مصافحہ کیا جاتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۵۶ قاضی عظیم محمد نور الحق (چامراج ٹھہر) ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء  
(جواب ۵۴۲) نماز فجر اور نماز جمعہ کے بعد دعا پڑھنا واجب ہے اور بعد نماز ایک دوسرے سے مصافحہ کرنے کا کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز کے بعد تین مرتبہ دعا کرنا بدعت ہے

(سوال) نماز کے بعد تین دفعہ دعا مانگنے سے روکنا کیا صحیح ہے؟ ایسا ہی جمعہ کی رات سورۃ الملک پڑھنے سے روکنا اور اس کو بدعت کہنا نیز اجتماع اجتماعی کے ساتھ ٹھیک ہے؟

المستفتی نمبر ۹۵ مولوی عبدالعظیم (ضلع پشاور)

۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۴۳) نماز کے بعد تین مرتبہ دعا مانگنے کا التزام بدعت ہے سورہ ملک کو بیسٹ اجتماعی پڑھنے کو رسم یا لینا بھی بدعت ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ولعمدہ ان الدعاء المعمول فی رسم من للدعاء بعد لعرضة والمیں ائیدیہم علی الهيئة الکذائیة لم تکن الموافقة علیہ فی عہدہ علیہ الصلاۃ والسلام الخ (العرف الشدی علی الترمذی باب ما جاء فی کراهیة ان یخص الإمام نفسه بالدعاء ۸۶/۱ ط سعید)

(۲) قراءة الفاتحة بعد الصلاۃ جہراً سمعہا مدعة لبح (لدر المختار کتاب الحظرو الإباحة فصل فی البیح ۴۲۳ ط سعید)

(۳) وقد صرح علمائنا و غیرہ بکراهیہ المصافحہ المعتادة عقب الصلوات مع أن المصافحہ سنة وما ذلک الا لکثرہ لم یؤثر فی خصوص ہذا الموضوع فالموافقة علیہا فیہ توہم الموافقة بآہا سنة فیہ ولذا منعوا عن الاجتماع لصلوة الرغائب الی احد نہا بعض السعید الخ (رد المختار باب صلاة الحاضر ۲۳۵ ط سعید)

ہر نماز کے بعد فاتحہ و اخلاص پڑھ کر ایصالِ ثواب کرنا

(سوال) ملک دکن میں اکثر مقامات پر جو پیش امام ہوتے ہیں وہ بعد ختم ہو جانے نمازوں کے اس الفاظ کے ساتھ (الفاتحہ) کہتا ہے آخر کے حاضرین مقتدی لام مسجد کے برابر فاتحہ کے لئے ہاتھ اٹھا کر سورۃ الفاتحہ و سورۃ الاخلاص و درود پڑھ کر حضرت سرور کائنات ﷺ کی روح پاک پر ثواب پہنچ کر جمیع مومنین والہ منات والسمین واسلمات کی روحوں کو بظلیل سرور کائنات جنتے ہیں اس فعل پر ایک شخص مسکمی زید انکار کرتا ہے کہ یہ فعل مدائمت کرنے کی وجہ سے بالکل ناجائز اور لفظ اللہ کا لفظ ہر وقت استعمال کرنا فعل شیطانی ہے؟ المستفتی نمبر ۱۱۱۰ ایم اے رشید۔ ۱۳ رجب ۱۳۵۵ھ یکم اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۴۴) ہاں نماز کے بعد الفاتحہ کہہ کر مذکورہ سوال عمل کا التزام طریقہ سلف صالحین نہ تھا اور نہ کسی حدیث یا قول صحابی یا قول مجتہد سے ثبات ہے اس لئے اس کو ترک کر دینا ہی لازم ہے ہر شخص کو ہر وقت اختیار ہے کہ وہ جس نقلی عبادت یا نیک کام کا ثواب حضور اکرم ﷺ کو پہنچانا چاہے وہ عمل کرے اور ثواب پہنچائے لیکن اس کو ایک طریقہ لازمہ دینا اور پھر نہ کرنے والے کو طعن و تشنیع کرنا اس کو بدعت اور ناجائز دنا جاتا ہے واللہ الموفق۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سوال مثل بالا

(سوال) یہاں اس ضلع میں دستور ہے کہ اکثر مساجد میں پیش امام صاحب بعد ختم نماز ہجگانہ کے باعموم اور نماز صبح اور مغرب کے باخصوص سورہ فاتحہ اور تین مرتبہ سورہ اخلاص جسکو عام طور سے فاتحہ کہتے ہیں پڑھ کر اس کا ثواب مسلمانوں کی روح کو پہنچاتے ہیں تو اس طرح تخصیص کے ساتھ نماز کے بعد فاتحہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد مخموز خاص صاحب (ضلع دھارواڑ)

۱۹ شوال ۱۳۵۵ھ ۳ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۴۵) فرائض ہجگانہ یا ان میں سے کسی خاص نماز (مثلاً نماز فجر یہ عصر) کے بعد یہ مروجہ فاتحہ جس کا سوال میں ذکر ہے اس اہتمام کے ساتھ بے اصل ہے اس کے لئے آپ رسالہ نفائس مرغوبہ ملاحظہ فرمائیں اس رسالہ میں اس مسئلہ کی پوری تحقیق ہے۔

دعا بعد نماز عید ہے یا خطبہ کے بعد؟

(سوال) ہمارے اطراف میں یہ عادت جاری ہے کہ بعض جگہ بعد نماز عیدین امام مع جماعت دعا کرتے ہیں اور بعض مقامات میں جس خطبہ عیدین کے دعا کرتے ہیں زید کہتا ہے کہ یہ دعا نہ کرنا چاہیے اور



و اسی لئے کتاب ہم لفظ کی یہ عبارت پیش کرتا ہے بعد نماز عیدین کے یا بعد خطبہ کے دعائے گنائی  
 ﷺ اور ان کے اصحاب اور تابعین سے منقول نہیں اگر ان حضرات نے کبھی دعائے گائی ہوتی تو ضرور نقل کی جاتی  
 لہذا فرض اتباع دعائے گائے دعائے گائے سے بھر ہے (علم لفظ جلد دوم ص ۷۴۱ مصنف مولوی عبدالشکور  
 صاحب لکھنؤ) نیز کتاب مذکور کے اسی صفحہ پر حاشیہ پر یہ عبارت بھی مندرج ہے مولانا شیخ عبدالحی اور مولانا  
 محمد ضمیمہ صاحب مرحوم نے بھی اپنے فتوے میں ایسا ہی لکھا ہے اب سوال یہ ہے کہ ہم حسب عدت  
 عمل کریں یا نیک کے قول پر۔

المستفتی نمبر ۱۳۱۵ حافظ صاحب (سئل و شمار) ۳: ۱۲ یقعدہ ۱۳۵۵ھ ۷ م ۲۷ جنوری ۱۹۳۷ء  
 (جواب ۵۴۶) یہ صحیح ہے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام سے یہ بات منقول نہیں ہوئی کہ نماز کے  
 بعد یا خطبہ کے بعد دعائے گائے تھے اس لئے ان دونوں موقعوں میں سے کسی کو دعا کے لئے اس خیال سے متعین  
 کرنا کہ اس موقع پر دعا مسنون ہے درست نہیں لیکن بخاری شریف اور دیگر صحاح ستہ کی کتابوں سے یہ ثابت  
 ہے کہ کوئی عام اور اجتماعی دعا ہوتی تھی جس میں تمام عورتیں بھی شریک ہوتی تھیں حالانکہ حافظہ عورتیں  
 نماز سے علیحدہ رہتی تھیں، اس لئے دعا کو بالکل ترک کر دینا اس حدیث صحیح کے خلاف ہوگا پس راجح یہ ہے  
 کہ امام اور جماعت ایک اجتماعی دعائے گائے خواہ نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد اور جس موقع پر بھی مانگیں اس کو دعا  
 کے لئے مخصوص اور مسنون نہ سمجھیں اور نماز کے بعد دعائے گائے والے خطبہ کے بعد دعائے گائے والوں کو  
 ملامت نہ کریں اور اسی طرح خطبہ کے بعد دعا مانگنے والے نماز کے بعد دعائے گائے والوں پر طعن نہ کریں۔ فقط  
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لا یولی

دعا نماز کے بعد ہو یا خطبہ کے

(سوال) بعد نماز عید خطبہ دعا مانگنا چاہیے یا نہیں حضور اکرم ﷺ صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم  
 اجمعین کا کیا معمول تھا؟ المستفتی نمبر ۱۳۳۳ محمد عزت خاں صاحب (مطلعون بروئی)

۲: ۱۲ یقعدہ ۱۳۵۵ھ ۶، ۷ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۴۷) عیدین کے اجتماع میں ایک بار اجتماعی دعا مانگنا تو ثابت ہے مگر یہ ثابت نہیں کہ یہ اجتماعی  
 دعا نماز کے بعد یا خطبہ سے پہلے ہوتی تھی یا خطبہ کے بعد اس لئے ایک دعا مانگنا چاہئے خواہ نماز کے بعد مانگی  
 جائے یا خطبہ کے بعد ان میں سے جس موقع پر مانگی جائے خاص اسی موقع کو دعا کے لئے مخصوص اور  
 مسنون نہ سمجھنا چاہئے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا یولی

(۱) عن ام عطیۃ قالت: "أمرنا أن نخرج فنخرج الحيض والعواتق وذوات الخدور فأما الحيض فيشهدن  
 جماعة المسلمين ودعوتهم ويعززن مصلاهم" (بخاری) "باب خروج النساء والحيض إلى المصلى" ۱۳۳۶ ط  
 قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۲) عن ام عطیۃ قالت: "أمرنا أن نخرج فنخرج الحيض والعواتق وذوات الخدور فأما الحيض فيشهدن جماعة  
 المسلمين ودعوتهم" (بخاری) "باب خروج النساء والحيض إلى المصلى" ۱۳۴/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

### فرض نماز کے بعد امام کس طرف منہ کر کے بیٹھ

(سوال) امام کے لئے بعد فراغ فرائض انحراف عن القبلة ایمن وایسر پسو پر ہو کر دعا مانگنی ہر ایک مجتہد فرض کے بعد مستحب ہے یا احض کے بعد۔ زید کہتا ہے کہ ہر ایک مجتہد فرض کے بعد انحراف عن القبلة کرنا مستحب ہے خالد کہتا ہے کہ صرف عصر و فجر کی نماز کے بعد مستحب ہے۔ دلیل میں فتویٰ در مختار مطبع احمدی کی یہ عبارت پیش کرتا ہے۔ وفي الخاتمة يستحب للامام التحول يمين القبلة يعني يسار المصلی للنتفل۔ نیز نور الابصار نزل الثوی تقریر وحاشیہ ترمذی شریف حوالہ فتح القدیر شرح منہ کبریٰ وغیرہ پیش کرتا ہے عبارت مذکورہ بالا کا واضح مطلب و اذعان فقہاء کرام کا محقق و مفتی بہ قول مع حوالہ کتاب نقل عبارت کے ساتھ تحریر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی نمبر ۱۵۵۱ محمد حبیب حسین (محفوظ الکریم) (صوبہ بہار)

۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۹ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۳۸) فرائض کے بعد دعا کے لئے دائیں یا بائیں مڑ کر بیٹھنا دونوں طرح جائز ہے خواہ کوئی نماز ہو عصر و فجر کی تخصیص نہیں ہے عبارت منقولہ سوال تو جگہ بدلنے کے متعلق ہے اس میں للنتفل کا لفظ اس کی دلیل ہے کہ وہ سنن و نوافل کے لئے تحول کو مستحب بتانے کے متعلق ہے اور یہ قول ملاحظہ و مکرہ للامام النفل فی مکانہ لا للمؤتم کے بیان کیا گیا ہے اور منہ سے روایت میں یہ عبارت منقول ہے۔ ان کان فی صلوٰۃ لا تطوع بعدها فان شاء انحرف عن يمينه او يساره او ذهب الى حوائجه او استقبال الناس بوجهه وان كان بعدها تطوع وقام يصليہ يتقدم او يتأخر او ينحرف يمينه او شمالا او يذهب الى بيته فيتطوع ثمه۔ ۱، ۵۱، یعنی اگر ایسی نماز ہو جس کے بعد نفل نہیں مثلاً عصر و فجر تو چپے دائیں جانب مڑے چاہے بائیں جانب یا چاہے تواضع کر اپنے کام کو چلا جائے یا لوگوں کی طرف منہ کر لے اور اگر ایسی نماز میں ہو جس کے بعد سنن و نوافل ہیں پھر کھڑے ہو کر سنت یا نفل شروع کر دے تو آگے بڑھ جائے یا پیچھے ہٹ جائے دائیں جانب یا بائیں جانب بھر جائے یا گھبریں جا کر سنن و نوافل پڑھے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ ذلی

### مغرب کی نماز کے بعد دعا مختصر او دعا مانگی جائے

(سوال) زید کہتا ہے کہ ہر نماز کے بعد خلوص دل سے اور حضور قلب کے ساتھ گھڑا کر دعا مانگنی چاہیے اور بحر کا کہتا ہے کہ مغرب کی نماز میں زیادہ دعا مانگنا مکروہ ہے بلکہ سلام پھیر کر منہ پر ہاتھ پھیر لینے چاہئیں دونوں میں سے کون سی صورت بہتر ہے دعا مانگنی چاہیے یا صرف سلام پھیر کر منہ پر ہاتھ پھیر لینے چاہئیں۔

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی۔

(جواب ۵۴۹) مغرب کے بعد ہی مختصر دعا مانگے بغیر دعا کے صرف ہاتھ منہ پر پھیر لینا فضول ہے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

نماز کے بعد پآواز بلند کلمہ کا ورد  
(سوال) ایک شخص جو پچھلے وقت کا پابند نہیں ہے اور جب کبھی وہ نماز پڑھتا ہے تو پآواز بلند کلمہ تو حید پڑھتا ہے وہی شخص فرض یا جماعت کے فوراً بعد کلمہ تو حید پڑھے تو مستحب ہے یا بدعت؟  
المستفتی نمبر ۲۰۵۱ ظفر یار خاں صاحب (ہر دوئی) ۱۰ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۵ نومبر ۱۹۳۷ء  
(جواب ۵۵۰) پآواز بلند کلمہ شریف پڑھنا مباح ہے مگر اس کو لازم کر لینا درست نہیں۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

بعد نماز عید و عاشورا کی دعائیں؟  
(سوال) بعد نماز عیدین نبی کریم ﷺ سے دعائیں یہ نہیں ہر تقدیر عدم ثبوت دعا جائز یا مستحسن ہے یا نہیں اگر جائز ہو تو کیوں اور ناجائز ہے تو کس بناء پر۔ نیز اگر بعد خطبہ کے بھی دعا کی جائے تو کیا حرج ہوگا؟  
المستفتی نمبر ۲۰۶۶ مولوی بشیر احمد صاحب (سورت) ۱۹ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۴ نومبر ۱۹۳۷ء  
(جواب ۵۵۱) عیدین کی نماز یا خطبہ کے بعد خصوصی طور پر دعا مانگنے کا کوئی صریح ثبوت نہیں ہے لیکن بخاری اور دیگر صحاح ستہ کی اس حدیث میں جو عورتوں کو عیدین میں جانے اور نہ جانے کے متعلق ہے یہ الفاظ وارد ہیں۔ فلیشهدن الحیر و دعوة المؤمنین ولعزلن المصلیٰ یعنی حائضہ عورتیں بھی جائیں اور عیسیٰ اور مسلمانوں کی دعائیں شریک ہو جائیں ہاں نماز سے علیحدہ رہیں اس سے اتنا نکلتا ہے کہ ایک اجتماعی دعا مانگا لیا جوتی تھی لیکن نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد اس کا پتہ کسی روایت سے نہیں ملا پس ایک اجتماعی دعا نماز یا خطبہ کے بعد کر لینا تو ٹھیک ہے لیکن جہاں پر کی جائے اس جگہ کی خصوصیت کو مسنون نہ قرار دیا جائے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

دعائیں ”حینا ربنا بالسلام“ کا اضافہ

(سوال) نماز کے بعد جو دعا مسنون اللھم انت السلام میں جو جملہ حینا ربنا بالسلام عوام پڑھا

(۱) ویکرہ تاخیر السنۃ إلا بقدر اللھم انت السلام الخ (الدر المختار باب صفة الصلوة ۱/ ۵۳۰ ط سعید)

(۲) وإذا کمر واعد الصلوة علی اثر الصلوة فإنه یکرہ وانه بدعة (عالمگیریۃ) الباب الرابع فی الصلوة والذکر والشیخ ۳۱۹/۵ ط محدثہ

(۳) (بخاری باب خروج النساء والحيض إلى المصلیٰ ۱/ ۱۳۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

کرتے ہیں آنجناب کو معصوم ہے کہ حدیثوں میں اس دعا میں یہ جملہ نہیں ہے حینا بمعنی احینا (بمیں زندہ رہے) لیتے ہیں کیا اس کا کوئی ثبوت جناب کی تحقیق میں کتب سنت سے ملتا ہے دنیا کی کافی نسخہ اس قسم کا جملہ یعنی حینا کے ساتھ بالسلام کا ہونا عربیت میں صحیح اور ثابت ہے؟

المستفتی نمبر ۲۱۵۶ مولوی غلام قادر صاحب مظفر گڑھ۔

۲۶ شوال ۱۳۵۶ھ ۳۰ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۵۲) حینا ربنا بالسلام روایت تو ثبت نہیں مگر معنی اور عربیت کے لحاظ سے غلط نہیں ہے۔ قال الفراء حیاك الله ابقاك الله و حیاك الله اى ملكك الله و حیاك الله اى سلمه عليك (لسان العرب) ۱، وفی موضع آخر یقال احياء الله وحياء بمعنی واحد اس تصریح سے ثابت ہوا کہ حینا دسا بالسلام کے معنی احینا و ابقا کے صحیح ہیں۔ وفی المروئیة تحینی بالسلام اخر عمر الخ محمد کفایت اللہ کان اللہ ولہ دہلی

امام سلام کے بعد کس طرف منہ کر کے بیٹھے؟

(سوال) امام کو بعد نماز صبح و عصر نہیں از سلام دووں جانب شمالی مگر ٹیٹھنا چاہیے یا گاہے شمال رولور کا ہے سمت جنوب اور کبھی پشت پیچہ ٹیٹھنا لازم ہے ایک ہی رخ کے اختیار کر لینے کی نسبت کیا حکم ہے؟  
المستفتی نمبر ۲۳۲۹ مولوی محمد درانی صاحب۔ گورکھ پور چھاتی۔

۲۲ شوال ۱۳۵۷ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۵۳) امام کو تینوں صورتوں پر گاہے عمل کرنا چاہیے کبھی دائیں طرف مزے، کبھی بائیں طرف اور کبھی مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے کسی ایک بیت کو اعتقاد یا عملاً لازم کر لینا مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ ولہ دہلی

نماز کے بعد دعا کتنی دیر تک مانگی جائے؟

(سوال) نماز کے بعد امام کو دعا کتنی دیر مانگنی چاہیے؟

(جواب ۵۵۴) دعا اتنی مانگی جائے کہ مقتدیوں پر شق نہ ہو اور ان کو تطویل ناگوار نہ ہو (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ ولہ دہلی

(۱) ۲۱۷/۴ ط دار صادر بیروت لندن

(۲) ان کد فی صلاة لا تطوع بعدها فان شاذ الحرف عن سبب أو سبارة أو ذهب إلى حو نحه أو اسفل الناس لوجهه وان كان بعد هذا تطوع و فانه يصلبه بتقديم أو بآخر أو يحرف يمينا و شمالا الخ (رد المحتار باب صفة الصلاة ۵۳۱/۱ ط سعید)

(۳) ویکره تاحیر إلا بقدر اللهم است السلام الخ (المختار باب صفة الصلاة ۵۳۰ ط سعید)

بعد نماز دعائیں ”ربنا و تعالیٰ“ کی زیادتی

(سوال) بعد نماز کے جو دعائیں پڑھی جاتی ہے اس میں تبارک کے بعد ربنا و تعالیٰ بھی شامل ہے یا نہیں؟  
(جواب ۵۵۵) نماز کے بعد یہ اغاظ ثلاث ہیں۔ اللھم انت السلام و منك السلام تبارک یا ذو الجلال والاكرام (کذا فی مشکوٰۃ ص ۸۸)، اگر غلط و تعالیٰ بھی ملا لیا جائے تو کوئی مضرت نہیں بشرطیکہ اسے مسنون اور ماثور اعتقاد نہ کرے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی

فرض نماز کے بعد کتنی دیر تک دعا مانگی جائے؟

(المجمیعہ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ہر ایک فرض نماز کے بعد دعا کتنا پڑھے اور نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے یا نہ پڑھے اور فرض نماز کے بعد دعا سے پہلے آیت الکرسی پڑھتا ہے یا کہ نہیں؟

(جواب ۵۵۶) جن نمازوں کے بعد سنت مؤکدہ ہے ان کے بعد مختصر دعا کرنی چاہیے اور جن کے بعد سنت نہیں ان کے بعد جتنی دعا کرے اختیار ہے آیت الکرسی دعا سے پہلے پڑھ لینے میں بھی مضرت نہ ہے (۲)  
محمد کفایت اللہ غفرلہ

”اللھم یا واجب الوجود“ کہہ کر دعا کرنا

(المجمیعہ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء)

(سوال) اللھم یا واجب الوجود سے خدا کو مخاطب کر کے دعا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۵۷) اللھم یا واجب الوجود دعائیں کہنا جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

سفر و نوافل کے بعد دعا کے بارے میں مفصل بحث

(سوال) (ماخوذ از مجموعہ الفتاویٰ امر غوبہ فی حکم ادعاء بعد التکبیر۔ مزید حضرت مفتی اعظمؒ مطبوعہ ۱۳۳۳ھ) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض شہروں میں یہ طریقہ ہے کہ نماز کے سلام کے

(۱) ”مسلم“ باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ و بیان صفۃ ۱ ۲۱۸ ط مذہبی کتب خانہ کراچی (مشکوٰۃ باب الذکر بعد الصلاۃ الفصل الاول ص ۸۸ ط سعید)

(۲) ”القیام الی اداء السنۃ الی ثلثی الفرض متصلاً بالقرص مسنون غیر اَنہ یستحب الفصل بیہما کما کان علیہ السلام وذا سلم یحکث قدر ما یقول : ”اللھم انت السلام و منك السلام..... ثم یقوم الی السنۃ۔“ و یستحب اَن یتقبل بعدہ ای بعد التطوع و عقب الفرض اِن لم یکن بعدہ نافلۃ یتقبل الناس و یتستغفرون اللہ العظیم ثلاثاً و یقرؤن آیۃ الکرسی و یقرؤن المواعظ الخ (مرافی الفلاح فصل فی صیۃ الاذکار انوارۃ بعد صلاۃ الفرض و قصصا و غیرہ ص ۱۸۶ نو ۱۸۸ ط مصر)

بعد لام صرف اللهم انت السلام الخ پڑھ کر ہر روز پانچ سو پچھتر بار پڑھ کر لوگ مع لام کے دعا مانگتے ہیں امام اگر سنن و نوافل سے فارغ بھی ہو جائے اور لوگ پڑھ رہے ہوں تو اسے انتظار کرنا پڑتا ہے پھر لفظ تہ کہہ کر امام زور زور سے دعا مانگتا ہے اور وگ آئین کہتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اس طریقہ دعا کا حدیث شریف و فقہ سے ثبوت ہے یا نہیں؟ اور اگر ضروری و مضار میں اس طرح ہوتا ہے کہ فرض کے بعد امام اللهم انت السلام الخ کے علاوہ بعض اور بھی مختصر دعا میں پڑھتا ہے اور یہ طویلہ نہیں پڑھتا اس پر بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ فرض اور سنتوں کے درمیان میں سوائے اللهم انت السلام الخ کے اور دعاؤں کو فقہائے مکرمہ لکھتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ آیا یہ اعتراض صحیح ہے یا غلط؟ اور فراموشی کے بعد جمعی حور پر دعا مانگنا منسلک بنایا سنتوں اور نفلوں سے فارغ ہونے کے بعد؟ جیسے کہ پہلے مذکور ہوا۔ چنانچہ اتنا جروا المستفتی خاکسار حاجی و کوزہ شمس یوسف نمبر ۴۸ مرچنٹ اسٹریٹ۔ رگون

(جواب ۵۵۸) اللهم ارنا الحق حقاً وارزقنا انباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه سوال مذکور میں کئی باتیں جواب طلب ہیں (۱) یہ کہ سنتوں و نفلوں کے بعد لوگوں کا اجتماعی طور پر دعا کرنا حلال ہے یا نہیں (۲) دوسرے یہ کہ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے دعا مانگنے کا احادیث و فقہ سے ثبوت ہے یا نہیں (۳) تیسرے یہ کہ فرضوں کے بعد کس قدر دعا پڑھنا اور نفلت ہے۔

ان باتوں کی توضیح و تفصیل تین مضمونوں میں کی جاتی ہے۔ و باریہ التوفیق

### فصل اول

سنن و نوافل کے بعد دعائے انتہائی کا ثبوت ہے یا نہیں؟

جاننا چاہیے کہ احادیث و فقہ سے نہیں یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ قرونِ وسطیٰ میں دعا کا یہ طریقہ تھا کہ سنن و نفل پڑھ کر ساری جماعت دعا مانگتی ہو اور جب اس پر یہ قیود اور بڑھ جائیں کہ امام لوگوں سے فارغ ہونے تک ان کا انتظار کرے اور پھر الحمد للہ بلند آواز سے کہہ کر دعا شروع کرے تو اس طریقہ کا طریقہ جدیدہ محدثہ ہونا اور بھی پختہ ہو جاتا ہے۔

پھر اس پر اگر اس التزام کا لحاظ بھی کر لیا جائے جو بعض اطراف میں مشاہد ہے کہ اس طریقہ دعا کو ضروری سمجھتے ہیں اور نہ کرنے والے کو ملامت کرتے ہیں تو پھر اس کے بعد عت ہونے میں کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہیں رہتا کیونکہ شریعت مقدسہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی امر مباح یا مستحب کو بھی ضروری سمجھ لیا جائے اور اس پر اصرار کیا جائے تو وہ عت ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد دائیں اور بائیں دونوں جانبوں کو مڑ کر بیٹھتے تھے کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص میدھی جانب مڑنے کو ضروری سمجھے تو اس نے اپنی نماز میں شیطان کا حصہ بھی بنا لیا (ترمذی شریف میں یہ روایت موجود

ہے) دیکھو سیدھی طرف مڑنا خود آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے لیکن باوجود اس کے اسے ضروری سمجھنے کو نہ صرف عبد اللہ بن مسعود شیطان کا حصہ فرماتے ہیں۔

طیبی نے شیعہ مشکوٰۃ میں اسی حدیث پر لکھا ہے۔

فيه ان من اصر على امر مندوب و جعله عزمًا ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال فكيف من اصر على بدعة او منكر انتهى. (کذا فی المعایہ) ۱۱.

یعنی اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ جو شخص امر مندوب پر اصرار کرے اور اسے لازم سمجھ لے اور رخصت پر عمل نہ کرے وہ شیطان اس کے ساتھ کرنے میں کامیاب ہو گیا پھر اس کا تو ذکر ہی کیا ہے جو کسی بدعت یا منکر پر اصرار کرے۔ انتہی

یعنی جب کہ ان امور میں جو اہانت یا انتخاب خلعت میں التزام کرنا اور ضروری سمجھنا امور کو ناجائز اور بدعت، یا ناپسندیدہ یا ثبوت بھی نہ ہوں ان کا التزام اور اصرار اعلیٰ درجہ کی بدعت ہوگی اور اس طریقہ کا حدیث و فقہ میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ومن ادعی فعلیہ الیان بحد احادیث میں غور کرنے سے اس طریقہ کی نفی ثابت ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں افضل الصلوٰۃ الموء فی بیتہ الا المکتوبہ (رواہ الترمذی، ابوالخیری، مسلم، وغیرہم) یعنی قومی کی افضل نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھے سوائے فرض نماز کے یعنی فرض نماز کے سوا باقی تمام نمازیں گھر میں پڑھنا افضل ہے۔

و عن عبد الله بن سعد الانصاري رضى الله عنه قال سألت رسول الله ﷺ ايما افضل الصلوٰۃ فی البيت او الصلوٰۃ فی المسجد قال لان اصلي فی بيتی احب الی من ان اصلي فی المسجد الا ان تكون صلوٰۃ مکتوبہ (رواہ ابن ماجہ ۶۱، والترمذی ۷۱، فی شمانہ)

(ترجمہ) عبد اللہ بن سعد انصاری فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ نماز مسجد میں افضل ہے یا گھر میں فرمایا کہ مجھے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ محبوب ہے مسجد میں نماز پڑھنے سے۔ تم یہ کہ نماز فرض ہو (ابن ماجہ نے سنن میں اور ترمذی نے شمس میں روایت کیا)

و عن عبد الله بن شفيق قال سألت عائشة عن صلوٰۃ رسول الله ﷺ فقالت كان يصلي فی بيتی قبل الظهر اربعاً ثم يخرج فيصلی بالناس الظهر ثم يدخل فيصلی رکعتین ثم يخرج فيصلی بالناس العصر و يصلي بالناس المغرب ثم يدخل فيصلی رکعتین ثم يصلي بالناس

۱. (باب صلوٰۃ الصلوة ۲ ۲۶۳ ط سہیل کیدمی لاہور)

۲. (باب ماجاء فی فصل صلاۃ التطوع فی البيت ۱۰۱ ط سعید)

۳. (باب ما یکرہ من کثرة السواک و تکلف ما لا یعبہ ۲ ۱۰۸۳ ط قدوسی کتب خانہ کراچی)

۴. (باب استحباب صلوٰۃ اللیلۃ فی بیتہ و حوازیہ فی المسجد ۱ ۲۶۵ ط قدوسی کتب خانہ کراچی)

۵. (ابو داؤد، باب صلاۃ الرجل انقطع فی بیتہ ۱ ۱۵۶ مکتبہ المدینہ، ملتان)

۶. (باب ماجاء فی التطوع فی البيت ص ۹۸ ط قدوسی کتب خانہ کراچی)

۷. (باب صلاۃ التطوع فی البيت ص ۲۰ ط سعید)

العتاء ویدخل فی بیئ فیصلی رکعتین (رواہ مسلم، ابوداؤد، والامام احمد (۳))

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن شفیق روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے آنحضرت ﷺ کی نماز کا حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ میرے گھر میں مکہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر باہر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھاتے پھر اندر تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے پھر (عصر کے وقت) باہر جاتے اور عصر کی نماز پڑھتے اور (مغرب کے وقت) مغرب کی نماز پڑھتے پھر اندر آدو رکعتیں پڑھتے پھر دو رکعتیں اور (عشاء کی نماز پڑھتے اور میرے گھر میں آدو رکعتیں پڑھتے۔

پہلی دونوں حدیثیں اس امر کی تصریح دیکھیں کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا مسجد میں پڑھنے سے افضل ہے اور تیسری حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ فرض نمازوں کے بعد وائی سنتیں جی گھر میں تشریف لے جاتے پڑھتے تھے اور جب کہ رسول اللہ ﷺ کا خود اس پر عمل تھا اور صحابہ کرامؓ کو بھی آپ نے یہ فرمایا اور تعلیم فرمائی تھی کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے تو خابہ بنت یحییٰ کہ صحابہ کرامؓ بھی سنتیں ظہر کی اپنے گھر میں پڑھتے تھے ان کے لئے شہادہ اور کوئی شخص مسجد میں سنتیں پڑھتا تو گھر پر پھر کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت ﷺ گھر میں سنتیں پڑھ کر دعائے لئے مسجد میں تشریف لاتے ہوں یا صحابہ اپنے گھر میں سنتیں پڑھ کر دعائے لئے مسجد میں دوبارہ آتے تو دعائے لئے گھر پر خابہ نظر بھی اس دوبارہ آتے ہوئے و حرج مضیم اور مشکل سمجھتی ہے بہر حال جب کہ روایتوں سے صراحت اور اشارہ یہ بات ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ سنتیں مکان میں پڑھتے تھے تو سنتوں کے بعد پھر مسجد میں تشریف لاتے اور دعا کرنے کا جو دعویٰ کرے اس کا ثبوت اس کے ذمہ ہے نیز امام کا زور زور سے دعا مانگنا بھی مکرہ ہے اگرچہ تنزیہی اور خلاف اوقاف ہے لیکن اس کے اختیار کرنے اور بدعت نہ کرنے کی ضرورت ہی کیاب مکرہ بہر حال مکرہ ہے اسے چھوڑنا ہی بہتر ہے اور لوگوں کو یہ بات اور بہتری اس کے خلاف میں ہے۔

بہذہ الاخبار اجمع العلماء علی استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ لکھم احتلوا فی موضعین الاول فی انہ ہل یجہر بیا ام یسر فاختار ابن حزم الجہر اخذاً بحديث ابن عباس الصریح فی الجہر واختار غیرہ السرو حملوا حدیث ابن عباس علی الجہر احبانا بیاناً للجوازو بعضهم حملوه علی انہ کان فی سفر العزوة لا رهاب العدو کدافی عمدۃ القاری وغیرہ انتہی (سعیۃ) (۱)

(۱) باب حوار النافعة قانما و عدد ۱ ۲۵۲ ط قدیمی

(۲) ابواب الطلوع و رکعات السنة ۱۹۵/۱ ط مدادیہ ملتان

(۳) مسند الامام احمد ۳۰/۶ ط دار صادر للطباعة و النشر بیروت لبنان

(۴) باب صفة الصلوة لکل جہر الذکر لا ۲۶۰ ط سہیل اکیڈمی لاہور



یعنی ان حدیثوں کی وجہ سے (جو ذکر اور دعا بعد الصلوٰۃ کے بارے میں منقول ہیں) علمائے اس پر اتفاق کیا ہے کہ نماز کے بعد ذکر و دعا مستحب ہے پھر دو باتوں میں اختلاف ہوا ایک یہ کہ آیا ذکر اور دعا اس کو جبراً یعنی زور سے پڑھا جائے یا آہستہ تو لائن حرام لائن عباس کی حدیث کی وجہ سے جبر کو اختیار کیا اور ان کے علاوہ اور لوگوں نے سراجی آہستہ پڑھنے کو اور انہوں نے حضرت لائن عباس کی حدیث کا جواب یہ دیا کہ آنحضرت ﷺ کبھی کبھی غرض تعلیم پر فرمایا کرتے تھے یا یہ کہ جہد کے سفر میں دشمنوں کو خوف دلانے کے لئے جبر فرماتے تھے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں علامہ عینی نے اس طرح ذکر کیا ہے اور ان کے علاوہ اور علماء نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے۔

اذا دعا بالدعاء المأثور جہراً و جہراً معہ القوم ایضاً لیتعلموا الدعاء لا بأس بہ و اذا تعلموا یمکن الجہر بدعۃ . انتہی (منازیۃ کذا فی السعیۃ) ۱۱۔  
یعنی قہری برازیہ میں ہے کہ اگر امام دعائے مأثور زور زور سے پڑھے اور لوگ بھی زور زور سے پڑھیں اس لئے کہ وہ کو سیکھ لیں تو چھ مضائقہ نہیں اور جب کہ لوگ سیکھ جائیں پھر زور زور سے پڑھنا بدعت ہے۔

پس واضح ہو گیا کہ عین و واقعہ کے بعد دعائے نکلنے کے طریقہ مذکورہ سوال کا حدیث و فقہ میں کوئی ثبوت نہیں۔  
رہا اس کا حکم تو وہ یہ ہے کہ اگر اس میں کسی طرح کا التزام نہ ہو اور اسے بھڑک اور افضل نہ سمجھا جائے اور اس کے تارک پر ملامت نہ لگے اور اجتماع کا اہتمام نہ کیا جائے اور امام کو اس کے لئے عقیدہ نہ کیا جائے تو حد سنتوں کے جو لوگ اتفاقی طور پر موجود ہوں اگر وہ عامانک لیں تو جائز ہے۔ لیکن نماز کے بعد سنتوں سے پہلے سب کو دعا مانگنا بھڑک اور افضل ہے۔

## فصل دوم

### (فروضوں کے بعد دعائے نکلنے کا ثبوت)

اس بارے میں حدیث و فقہ سے اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ فرائض کے بعد دعائے نکلنے کا طریقہ نہ صرف جائز بلکہ افضل ہے۔

### (ان حدیث و دعا بعد فرائض)

حدیث (۱) ای الدعاء اسمع فقال رسول اللہ ﷺ حوف اللیل الاخرو دبر الصلوٰۃ المکتوبات (رواہ الترمذی)۔

یعنی کس وقت دعا زیادہ مقبول ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات کے آخری حصہ کی دعا

نور قرض نمازوں کے بعد کی دعا۔ (ترمذی)۔

حدیث (۲) عن المغيرة بن شعبه قال ان رسول الله ﷺ كان اذا فرغ من الصلوة وسلم قال لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منع ولا ينفع ذا الحد منك الحد ولفظ البخارى في كتاب الاعتصام انه ﷺ كان يقول هذه الكلمات دبر كل صلوة ولفظ البخارى في كتاب الصلوة في دبر كل صلوة مكتوبة ارواه البخارى ۱ ومسلم ۲ وابوداؤد ۳ والنسائي ۴

مفید : من شعبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو اور سلام پہنچاتے تو یہ دعا پڑھتے تھے لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منع ولا ينفع ذا الحد منك الحد بخاری میں کتاب الاعتصام میں اس روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ یہ کلمات ہر نماز کے بعد کہتے تھے اور بخاری کی کتاب اصولوں میں یہ روایت ان غفلوں سے ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد یہ الفاظ کہتے تھے۔

اس حدیث سے ہر فرض نماز کے بعد دُعا مانگنا ثابت ہوتا ہے خواہ اس کے حد شش ہوں یا نہ ہوں۔ اسی طرح الفاظ اسم سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سنتوں سے پہلے یہ دعا پڑھتے تھے۔

حدیث (۳) وعن ابی امامہ انه قال ما دنوت من رسول الله ﷺ في دبر كل صلوة مكتوبة ولا نطوع الا سمعته يقول اللهم اعف عني ذنوبي وخطاياي كلها اللهم اعسنه واجرنی واهدني لصالح الاعمال والا حلاق انه لا يهدي لصالحها ولا يصرف سيئها الا انت۔ (احرحه اس السی فی عمل الیوم واللیلۃ کذا فی التحفة المرغوبۃ ۶)

مفید : ابوامامہ سے روایت ہے کہ میں جب کبھی کسی فرض یا نفل نماز کے بعد آپ کے قریب ہوا تو میں نے آپ سے نہ کوئی دعا مانگی نہ اللہم اعف عني ذنوبي (باقی حدیث میں پڑھو)

(تتمہ نمونہ میں ہے کہ اس حدیث کو ان السی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں ذکر کیا ہے)

حدیث (۴) وعن عبد الله بن الربيع ان السی ﷺ كان يقول في دبر الصلوات لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير لا حول ولا قوة الا بالله لا اله الا الله ولا بعد الا اياه له العزة وله الفضل وله الثناء الحسن الحمیل لا اله الا الله محلیصین له الدین

(۱) (باب أحادیث شنی من ابواب الدعوات فی دعاء المريض ۱۸۷/۲ ط سعید)

(۲) (باب الذکر بعد الصلوة ۱۱۷ ط قدیمی کتب حاشہ کراچی)

(۳) (باب استحباب الذکر بعد الصلوة ۲۱۸ ط قدیمی)

(۴) (باب ما یقول الرجل اذا سلم ۲۱۸ ط امدادیہ ملتان)

(۵) (نوع آخر من القول عند انقضاء الصلوة ۱۵۰/۱ ط سعید)

(۶) (ص ۹ ط لجنة التصیف والتالیف لدار العلوم العجمیہ کراچی نمبر ۳۸)

ولو کره الکافرون . (رواه مسلم) ۱

۲ حضرت عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازوں کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔ لا الہ الا اللہ الح (باقی وہ حدیث میں ہے)

حدیث (۵) (و عن اس ان النبی ﷺ کان اذا صلی و فرع مسح یمینہ علی راسہ و قال بسم اللہ الذی لا الہ الا هو الرحمن الرحیم . اللہم اذهب عنی الہم والحزن . (رواہ الطبرانی والبزار . کذا فی السعیۃ) ۲۰

۳ حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے اور قارئ ہو تو سیدھا ہاتھ اپنے سر مبارک پر پڑھتے اور یہ دعا پڑھتے۔ بسم اللہ الذی لا الہ الا هو الرحمن الخ .

حدیث (۶) (و عن انس قال ما صلی رسول اللہ ﷺ با الا قال حين اقبل علينا بوجهہ اللہم انی اعوذک من کل عمل یخزینی و اعوذک من کل صاحب یردنی و اعوذک من کل عمل یلہی عنی و اعوذک من کل فقر ینسینی و اعوذک من کل غنی یطغی . (رواہ الزاز و ابو یعلی . کذا فی السعیۃ) ۲۰

۴ حضرت انس سے روایت ہے کہ اسوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب کبھی ہمیں نماز پر ہدایت تو ہماری طرف منہ کر کے یہ دعا پڑھی۔ اللہم انی اعوذک من کل عمل الخ حدیث (۷) (و عن علی قال کان النبی ﷺ اذا سلم من الصلوٰۃ قال اللہم اغفر لی ما قدمت وما احترت وما اسررت وما اعلست وما اسرفت وما انت اعلم بہ منی انت المقدم والمؤخر لا الہ الا انت (رواہ ابو داؤد) :

۵ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کا سامان پچھتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اللہم اغفر لی الخ

حدیث (۸) (و عن ثوبان ان النبی ﷺ کان اذا اراد ان ینصرف من صلوٰتہ استغفر ثلاث مرات ثم قال اللہم اب السلام الخ (رواہ ابو داؤد) ۵

۶ حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے لوٹنا چاہتے تو تین مرتبہ استغفر پڑھتے۔ پھر فرماتے۔ اللہم انت السلام الخ

حدیث (۹) (و عن زید بن ارقم قال کان رسول اللہ ﷺ یقول فی دبر کل صلوٰۃ اللہم ربنا ورب

(۱) (باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ ۱ ۲۶۸ ط قدیمی)

(۲) (باب صفة الصلاۃ ۲ ۲۵۹ ط سیل الکیمنی لاہور)

(۳) (باب صفة الصلاۃ ۲ ۲۶۰ ط سیل الکیمنی لاہور)

(۴) (باب ما یقول الرجل اذا سلم ۱ ۲۱۸ ط امدادیہ ملتان)

(۵) (باب ما یقول الرجل اذا سلم ۱ ۲۱۸ ط امدادیہ ملتان)

کل شی انا شهید انک الرب لا شریک لک اللهم ربنا و رب کل شی انا شهید ان محمدا عبدک و رسولک اللهم ربنا و رب کل شی انا شهید ان العباد کلهم احوة اللهم ربنا و رب کل شی اجعلنی محمداً لک و اهلی فی کل ساعة من الدنیا والاخرة یا ذا الجلال والاكراد اسع واستجب الله الاکراه الاکبر الله یوز السموت والارض الله اکبر الاکبر حسی الله و نعم الوکیل الله اکبر الاکبر (رواه ابو داؤد ، و الترمذی ، و احمد ، ۳)

زید بن رقیب نے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔ اللهم ربنا و رب کل شی الخ۔

(۱۰) و عن عقیة بن عامر قال امرنی رسول الله ﷺ ان اقرأ للمعوذات ذبر کل صلوة (رواه ابو داؤد) (۱۱)

حضرت عقیب بن عامر فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہر نماز کے بعد معوذات پڑھا کر دوں۔ (معوذات سے مراد تین صورتیں ہیں۔ قل اعوذ برب الناس قل اعوذ برب الفلق قل هو الله احد)

(۱۱) اخرج الطبرانی من رواية جعفر بن محمد الصادق قال الدعاء بعد المكتوبة افضل من الدعاء بعد النافلة كفصل المكتوبة على النافلة انتهى (کذا فی السعایة ، ۵ نقلاً عن المواهب للقسطلانی نقلاً عن الحافظ ابن حجر)

طبرانی نے حضرت امام جعفر بن محمد صادق کی روایت سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ فرضوں کے بعد نافلة نوافل کے بعد نافلة نوافل سے اس قدر افضل ہے جس قدر فرض نوافل سے افضل ہیں۔

پور نماز کے بعد انکار اور دعا کے بارے میں بے شمار روایات کتب احادیث میں موجود ہیں ہم نے صرف ان چند احادیث پر اکتفا کیا کہ طہ ب حق کے لئے اس قدر بھی کافی ہیں ان احادیث سے یہ باتیں ثابت ہو گئیں۔

(۱) رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد فرماتے: مرد عاتقہ۔ دیکھو حدیث نمبر ۲۳۴  
(۲) نماز فرض کے بعد دعا کی مقبولیت کی زیادہ امید ہے کیونکہ یہ وقت خاص مقبولیت و ماکابہ دیکھو حدیث نمبر ۱۱۱۔

(۱) (ایضاً حوالہ صفحہ مگر ششہ حاشیہ ۵)

(۲) (ایضاً)

(۳) (مسند الإمام احمد ۴: ۳۶۹ دار صادر للطباعة والنشر بیروت لبنان)

(۴) (باب فی الاستعانة ۱: ۲۲۰ طبع امدادیہ ملتان)

(۵) (باب صفة الصلاة ۲: ۲۵۸ طبع مہل)

(۳) فرض نماز کے بعد مانتانان فرضوں سے مخصوص نہیں ہے جن کے بعد سنتیں نہ ہوں بلکہ تمام فرضوں کے بعد دعا ہی بت نکالوان کے بعد سنتیں ہوں یا نہ ہوں۔ دیکھو حدیث نمبر ۲۰۳ و ۲۰۶ و ۲۰۸ و ۲۰۹ کہ ان حدیثوں میں کل صلوٰۃ کا لفظ موجود ہے جو ہر نماز کو شامل ہے۔

(۴) آنحضرت ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ اللھم انت السلام و ملک السلام الخ پڑھتے ہوں بلکہ اور دعائیں بھی آپ سے صحیح سند کے ساتھ ثبت ہیں دیکھو حدیث نمبر ۲ سے ۱۰ تک۔

(۵) دعائیں جو آنحضرت ﷺ سے فرائض کے بعد ثابت ہیں وہ مقدار میں بھی اللھم انت السلام الخ سے بڑھی ہوئی ہیں بعض کم بعض زیادہ۔ دیکھو حدیث نمبر ۲-۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۰۔

(۶) فرضوں کے سلام کے بعد سنتوں سے پہلے آنحضرت ﷺ سوائے اللھم انت السلام الخ کے اور دعائیں بھی جو اس سے پہلے پڑھتے تھے دیکھو حدیث نمبر ۲-۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۰۔

الحاصل ان تمام روایات سے یہ بات ثابت نہایت صحت کے ساتھ ثابت ہوئی کہ فرائض کے بعد مانتان آنحضرت ﷺ کا طریقہ اور آپ ﷺ کی سنت ہے اور اس کی مقبولیت کی امید بھی زیادہ ہے اور یہ کہ للھم انت السلام الخ سے کسی قدر زیادہ مقدار کی دعا مانگنا بھی جائز ہے اور خود سرور کو یمن شیع للذین یتتبعون سنتہ سے ثابت ہے۔

### روایات فقہیہ شیوخ و علماء فرائض

(۱) قال فی شرعة الاسلام . و یعتنہ ای المصلی الدعاء بعد المكتوبة

(انتہی کذا فی النحفة المرغوبہ) (۱)

ترجمہ ۱۔ سلام میں ہے۔ اور قیمت سبھی نماز پڑھنے والا دعا کو بعد نماز فرض کے

(۲) فی مفتاح الجنان . فوله بعد المكتوبة ای قبل السنة . انتہی

(کذا فی النحفة المرغوبہ + والسعاية) (۲)

مفتاح ابنن شرح ترجمہ ۲۔ سلام میں ہے بعد فرض کے یعنی سنتوں سے پہلے (دعائے)

(۳) فی نور الانصاح و شرحہ المسمی مداد الفتاح تم بعد القراء عن الصلوۃ یدعو

الامہ لنفسہ وللمسلمین رفعی یدبہم حد و الصدور و یظونہا مما یلی الوجه بخشوع و سکون

نہ یمسحون بها و جہہم فی اخرہ ای عند الفراغ من الدعاء انتہی۔

(کذا فی النحفة المرغوبہ + والسعاية) (۳)

نور ایشاع ترجمہ ۳۔ اس کی شرح یہ نکالتی ہے۔ پھر نماز کے (یعنی فرض سے) فارغ ہو کر ام

(۱) ص ۱۶۷ ح ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۷۴ و ۱۷۵ و ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰ و ۱۰۰۱ و ۱۰۰۲ و ۱۰۰۳ و ۱۰۰۴ و ۱۰۰۵ و ۱۰۰۶ و ۱۰۰۷ و ۱۰۰۸ و ۱۰۰۹ و ۱۰۱۰ و ۱۰۱۱ و ۱۰۱۲ و ۱۰۱۳ و ۱۰۱۴ و ۱۰۱۵ و ۱۰۱۶ و ۱۰۱۷ و ۱۰۱۸ و ۱۰۱۹ و ۱۰۲۰ و ۱۰۲۱ و ۱۰۲۲ و ۱۰۲۳ و ۱۰۲۴ و ۱۰۲۵ و ۱۰۲۶ و ۱۰۲۷ و ۱۰۲۸ و ۱۰۲۹ و ۱۰۳۰ و ۱۰۳۱ و ۱۰۳۲ و ۱۰۳۳ و ۱۰۳۴ و ۱۰۳۵ و ۱۰۳۶ و ۱۰۳۷ و ۱۰۳۸ و ۱۰۳۹ و ۱۰۴۰ و ۱۰۴۱ و ۱۰۴۲ و ۱۰۴۳ و ۱۰۴۴ و ۱۰۴۵ و ۱۰۴۶ و ۱۰۴۷ و ۱۰۴۸ و ۱۰۴۹ و ۱۰۵۰ و ۱۰۵۱ و ۱۰۵۲ و ۱۰۵۳ و ۱۰۵۴ و ۱۰۵۵ و ۱۰۵۶ و ۱۰۵۷ و ۱۰۵۸ و ۱۰۵۹ و ۱۰۶۰ و ۱۰۶۱ و ۱۰۶۲ و ۱۰۶۳ و ۱۰۶۴ و ۱۰۶۵ و ۱۰۶۶ و ۱۰۶۷ و ۱۰۶۸ و ۱۰۶۹ و ۱۰۷۰ و ۱۰۷۱ و ۱۰۷۲ و ۱۰۷۳ و ۱۰۷۴ و ۱۰۷۵ و ۱۰۷۶ و ۱۰۷۷ و ۱۰۷۸ و ۱۰۷۹ و ۱۰۸۰ و ۱۰۸۱ و ۱۰۸۲ و ۱۰۸۳ و ۱۰۸۴ و ۱۰۸۵ و ۱۰۸۶ و ۱۰۸۷ و ۱۰۸۸ و ۱۰۸۹ و ۱۰۹۰ و ۱۰۹۱ و ۱۰۹۲ و ۱۰۹۳ و ۱۰۹۴ و ۱۰۹۵ و ۱۰۹۶ و ۱۰۹۷ و ۱۰۹۸ و ۱۰۹۹ و ۱۱۰۰ و ۱۱۰۱ و ۱۱۰۲ و ۱۱۰۳ و ۱۱۰۴ و ۱۱۰۵ و ۱۱۰۶ و ۱۱۰۷ و ۱۱۰۸ و ۱۱۰۹ و ۱۱۱۰ و ۱۱۱۱ و ۱۱۱۲ و ۱۱۱۳ و ۱۱۱۴ و ۱۱۱۵ و ۱۱۱۶ و ۱۱۱۷ و ۱۱۱۸ و ۱۱۱۹ و ۱۱۲۰ و ۱۱۲۱ و ۱۱۲۲ و ۱۱۲۳ و ۱۱۲۴ و ۱۱۲۵ و ۱۱۲۶ و ۱۱۲۷ و ۱۱۲۸ و ۱۱۲۹ و ۱۱۳۰ و ۱۱۳۱ و ۱۱۳۲ و ۱۱۳۳ و ۱۱۳۴ و ۱۱۳۵ و ۱۱۳۶ و ۱۱۳۷ و ۱۱۳۸ و ۱۱۳۹ و ۱۱۴۰ و ۱۱۴۱ و ۱۱۴۲ و ۱۱۴۳ و ۱۱۴۴ و ۱۱۴۵ و ۱۱۴۶ و ۱۱۴۷ و ۱۱۴۸ و ۱۱۴۹ و ۱۱۵۰ و ۱۱۵۱ و ۱۱۵۲ و ۱۱۵۳ و ۱۱۵۴ و ۱۱۵۵ و ۱۱۵۶ و ۱۱۵۷ و ۱۱۵۸ و ۱۱۵۹ و ۱۱۶۰ و ۱۱۶۱ و ۱۱۶۲ و ۱۱۶۳ و ۱۱۶۴ و ۱۱۶۵ و ۱۱۶۶ و ۱۱۶۷ و ۱۱۶۸ و ۱۱۶۹ و ۱۱۷۰ و ۱۱۷۱ و ۱۱۷۲ و ۱۱۷۳ و ۱۱۷۴ و ۱۱۷۵ و ۱۱۷۶ و ۱۱۷۷ و ۱۱۷۸ و ۱۱۷۹ و ۱۱۸۰ و ۱۱۸۱ و ۱۱۸۲ و ۱۱۸۳ و ۱۱۸۴ و ۱۱۸۵ و ۱۱۸۶ و ۱۱۸۷ و ۱۱۸۸ و ۱۱۸۹ و ۱۱۹۰ و ۱۱۹۱ و ۱۱۹۲ و ۱۱۹۳ و ۱۱۹۴ و ۱۱۹۵ و ۱۱۹۶ و ۱۱۹۷ و ۱۱۹۸ و ۱۱۹۹ و ۱۲۰۰ و ۱۲۰۱ و ۱۲۰۲ و ۱۲۰۳ و ۱۲۰۴ و ۱۲۰۵ و ۱۲۰۶ و ۱۲۰۷ و ۱۲۰۸ و ۱۲۰۹ و ۱۲۱۰ و ۱۲۱۱ و ۱۲۱۲ و ۱۲۱۳ و ۱۲۱۴ و ۱۲۱۵ و ۱۲۱۶ و ۱۲۱۷ و ۱۲۱۸ و ۱۲۱۹ و ۱۲۲۰ و ۱۲۲۱ و ۱۲۲۲ و ۱۲۲۳ و ۱۲۲۴ و ۱۲۲۵ و ۱۲۲۶ و ۱۲۲۷ و ۱۲۲۸ و ۱۲۲۹ و ۱۲۳۰ و ۱۲۳۱ و ۱۲۳۲ و ۱۲۳۳ و ۱۲۳۴ و ۱۲۳۵ و ۱۲۳۶ و ۱۲۳۷ و ۱۲۳۸ و ۱۲۳۹ و ۱۲۴۰ و ۱۲۴۱ و ۱۲۴۲ و ۱۲۴۳ و ۱۲۴۴ و ۱۲۴۵ و ۱۲۴۶ و ۱۲۴۷ و ۱۲۴۸ و ۱۲۴۹ و ۱۲۵۰ و ۱۲۵۱ و ۱۲۵۲ و ۱۲۵۳ و ۱۲۵۴ و ۱۲۵۵ و ۱۲۵۶ و ۱۲۵۷ و ۱۲۵۸ و ۱۲۵۹ و ۱۲۶۰ و ۱۲۶۱ و ۱۲۶۲ و ۱۲۶۳ و ۱۲۶۴ و ۱۲۶۵ و ۱۲۶۶ و ۱۲۶۷ و ۱۲۶۸ و ۱۲۶۹ و ۱۲۷۰ و ۱۲۷۱ و ۱۲۷۲ و ۱۲۷۳ و ۱۲۷۴ و ۱۲۷۵ و ۱۲۷۶ و ۱۲۷۷ و ۱۲۷۸ و ۱۲۷۹ و ۱۲۸۰ و ۱۲۸۱ و ۱۲۸۲ و ۱۲۸۳ و ۱۲۸۴ و ۱۲۸۵ و ۱۲۸۶ و ۱۲۸۷ و ۱۲۸۸ و ۱۲۸۹ و ۱۲۹۰ و ۱۲۹۱ و ۱۲۹۲ و ۱۲۹۳ و ۱۲۹۴ و ۱۲۹۵ و ۱۲۹۶ و ۱۲۹۷ و ۱۲۹۸ و ۱۲۹۹ و ۱۳۰۰ و ۱۳۰۱ و ۱۳۰۲ و ۱۳۰۳ و ۱۳۰۴ و ۱۳۰۵ و ۱۳۰۶ و ۱۳۰۷ و ۱۳۰۸ و ۱۳۰۹ و ۱۳۱۰ و ۱۳۱۱ و ۱۳۱۲ و ۱۳۱۳ و ۱۳۱۴ و ۱۳۱۵ و ۱۳۱۶ و ۱۳۱۷ و ۱۳۱۸ و ۱۳۱۹ و ۱۳۲۰ و ۱۳۲۱ و ۱۳۲۲ و ۱۳۲۳ و ۱۳۲۴ و ۱۳۲۵ و ۱۳۲۶ و ۱۳۲۷ و ۱۳۲۸ و ۱۳۲۹ و ۱۳۳۰ و ۱۳۳۱ و ۱۳۳۲ و ۱۳۳۳ و ۱۳۳۴ و ۱۳۳۵ و ۱۳۳۶ و ۱۳۳۷ و ۱۳۳۸ و ۱۳۳۹ و ۱۳۴۰ و ۱۳۴۱ و ۱۳۴۲ و ۱۳۴۳ و ۱۳۴۴ و ۱۳۴۵ و ۱۳۴۶ و ۱۳۴۷ و ۱۳۴۸ و ۱۳۴۹ و ۱۳۵۰ و ۱۳۵۱ و ۱۳۵۲ و ۱۳۵۳ و ۱۳۵۴ و ۱۳۵۵ و ۱۳۵۶ و ۱۳۵۷ و ۱۳۵۸ و ۱۳۵۹ و ۱۳۶۰ و ۱۳۶۱ و ۱۳۶۲ و ۱۳۶۳ و ۱۳۶۴ و ۱۳۶۵ و ۱۳۶۶ و ۱۳۶۷ و ۱۳۶۸ و ۱۳۶۹ و ۱۳۷۰ و ۱۳۷۱ و ۱۳۷۲ و ۱۳۷۳ و ۱۳۷۴ و ۱۳۷۵ و ۱۳۷۶ و ۱۳۷۷ و ۱۳۷۸ و ۱۳۷۹ و ۱۳۸۰ و ۱۳۸۱ و ۱۳۸۲ و ۱۳۸۳ و ۱۳۸۴ و ۱۳۸۵ و ۱۳۸۶ و ۱۳۸۷ و ۱۳۸۸ و ۱۳۸۹ و ۱۳۹۰ و ۱۳۹۱ و ۱۳۹۲ و ۱۳۹۳ و ۱۳۹۴ و ۱۳۹۵ و ۱۳۹۶ و ۱۳۹۷ و ۱۳۹۸ و ۱۳۹۹ و ۱۴۰۰ و ۱۴۰۱ و ۱۴۰۲ و ۱۴۰۳ و ۱۴۰۴ و ۱۴۰۵ و ۱۴۰۶ و ۱۴۰۷ و ۱۴۰۸ و ۱۴۰۹ و ۱۴۱۰ و ۱۴۱۱ و ۱۴۱۲ و ۱۴۱۳ و ۱۴۱۴ و ۱۴۱۵ و ۱۴۱۶ و ۱۴۱۷ و ۱

پنے لئے اور مسلمانوں کے لئے دعا کرے سینہ کے برابر ہاتھ اٹھائیں اور ہتھیلیاں منہ کی طرف رکھیں  
خشوع اور سکون سے دعا نکلیں۔ پھر یعنی دعا سے فارغ ہو کر ہاتھ منہ پر پھیر لیں۔

(۴) قد اجمع العلماء علی استحباب الذکر والدعاء بعد الصلوٰۃ وجاءت فیہ احادیث

کثیرۃ انتہی (تہذیب الاذکار للرملی کذا فی التحفة المرغوبۃ) (۱۱)

یعنی عموماً اس پر اتفاق ہے کہ نماز کے بعد ذکر اور دعا مستحب ہے اور اس میں احادیث کثیرہ وارد ہیں

(ماخرین احادیث کو مذکور فرماتے ہیں) (موافق)

(۵) عن البستی انه قال فی تفسیر قوله تعالی فاذا قضیت الصلوٰۃ فاذکروا للہ قیاماً و

قومدا و علیٰ جنوبکم الایۃ ای اذکروا للہ تعالی وادعوا بعد الفراغ من الصلوٰۃ انتہی

(فتاوی صوفیہ کذا فی التحفة) (۲۱)

یعنی بستی نے خدا تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہا ہے۔ (فاذا قضیت الصلوٰۃ الایۃ) یعنی

نماز سے فارغ ہو کر خدا کا ذکر اور دعا کرو۔

(۶) من فوائد هذا الحديث استحباب الذکر عقب الصلوٰۃ لانها اوقات فاضلة

یرتجى فیها احابة الدعاء انتہی (عمدة القاری شرح صحیح البخاری) (۳۱)

یعنی عامہ یعنی سنیین کیا اس حدیث کے فوائد میں سے یہ ہے کہ نماز کے بعد دعا کر مستحب ہے

یونکہ وہ ایک عمدہ وقت ہے جس میں مقبولیت دعا کی امید ہے۔

(۷) ان الدعاء بعد الصلوٰۃ المكتوبة مسنون وكذا رفع الیدین و مسح الوجه بعد

الفراغ انتہی۔ مسیح العمال والعقائد السنیۃ کذا فی التحفة) (۱۱)

یعنی مسیح علماء اور عقائد سنیہ میں مذکور ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا مسنون ہے اور اسی طرح

ہاتھ اٹھانا اور منہ پر ہاتھ پھیرنا بھی مسنون ہے۔

(۸) فاذا فرغت من الصلوٰۃ فارغب للدعاء الی اللہ تعالیٰ فانہ اقرب الی الاجابة انتہی

(کذا فی التحفة المرغوبۃ ۵، نقلاً عن المبسوط)

یعنی مبسوط میں ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو تو خدا سے دعا مانگو کیونکہ یہ مقبولیت کے زیادہ

قریب ہے۔

الحاصل یہ روایات فقہیہ ہیں جن سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ فرض نماز کے بعد نامہ اور

(۱) (ص ۱۷ طبعہ التصیف)

(۲) (ایضاً)

(۳) (باب الذکر بعد الصلوٰۃ ۲ ۱۳۲ طبعہ مروت لسان)

(۴) (ص ۱۹ طبعہ التصیف)

(۵) (ص ۱۸ طبعہ التصیف)



فرہ چکے ہیں اور وہ روایات باوجود اپنی کثرت کے صحیح بھی اس روایت سے زیادہ ہیں بلکہ اس کی تو صحت میں بھی کلام ہے کیونکہ ابو معویہ جو اس حدیث کے رولوں میں سے ہیں انہیں ابو ذکوان نے مرجیہ کہا ہے اور یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ ابو معویہ عبد اللہ بن عمر سے منکر روایتیں کرتے ہیں پس اس روایت سے ان روایات صحیحہ کثیرہ کے مقابلہ میں استدلال کرنا اور حجت پکڑنا صحیح نہیں۔ (کذا فی النصف الموعوبہ)

دوم۔ یہ کہ قطع نظر اس کی صحت و تعارض کے خود اس کے یہ معنی ہیں کہ میں نے تھمتے مگر بعد اللہم انت السلام الخ کے جن اس روایت سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت ﷺ اللہم انت السلام الخ ہی پڑھا کرتے تھے بلکہ اتنی مقدار کی کوئی دعا پڑھا کرتے تھے خواہ وہ دعائیہ ہو یا اس کے علاوہ اور کوئی اور پھر مقدار سے مراد بھی حقیقی مقدار نہیں ہے بلکہ تقریبی ہے تو اس سے اُس کچھ زیادتی بھی ہو تاہم وہ تقریبی مساوات میں داخل ہوگی اور اس طرح یہ روایت ان روایتوں کے ساتھ جمع ہو سکے گی جو فصل دوم میں ہم نے ذکر کرئی ہیں۔

(دوسرا شبہ) بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ کی روایت ان گزشتہ روایتوں کے مخالف نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ فرض کے بعد صرف اللہم انت السلام الخ پڑھ کر کھڑے ہو جاتے ہوں اور پھر سنتوں سے فارغ ہو کر یہ دعائیں پڑھتے ہوں جو حدیثوں میں آئی ہیں۔

جواب۔ اس شبہ کے کئی جواب ہیں۔ اول یہ کہ روایت نمبر ۲ میں یہ لفظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے اور سلام پھیرتے تو یہ پڑھتے لا الہ الا اللہ الخ (دیکھو فصل دوم کی روایت نمبر ۲) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سنتوں سے پہلے فرض کا سلام پھیرتے ہی آپ اللہم انت السلام الخ کے حذوہ اور بیانی دعائیں بھی پڑھتے تھے اور اسی روایت نمبر ۲ میں دہر کل صلوٰۃ مکتوبہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ہر فرض کے بعد خواہ اس کے بعد سنتیں ہوں یا نہ ہوں یہ لمبی دعا پڑھتے تھے اور اسی طرح روایت نمبر ۷ میں بھی تصریح موجود ہے کہ سلام پھیرتے ہی اللہم اعفونی ما قدمت وما اخوت الخ پڑھتے تھے اور حدیث نمبر ۸ میں اس امر کی تصریح ہے کہ تمین مرتبہ استغفار پڑھ کر اللہم انت السلام الخ پڑھتے تھے پس حدیث عائشہ لا محالہ ان روایات کے معارض اور مخالف ہے اور اس لئے کہنا پڑے گا۔ یہ روایات باوجود اپنی کثرت اور قوت صحت کے حدیث عائشہ سے رائج ہیں اور قابل عمل ہیں۔

دوم یہ کہ فصل اول میں ہم یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نوافل مکان میں پڑھا کرتے تھے اور لوگوں کو بھی گھر میں پڑھنے کا یہی ارشاد فرماتے تھے اور اسی کو افضل فرماتے تھے پس دعاؤں کی یہ روایت جن میں رول کی عادت شریفہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نماز فرض سے فارغ ہوتے تو یہ دعائیں پڑھتے یا یہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آپ کو یہ دعائیں پڑھتے ہوئے سنتے تھے (دیکھو روایت نمبر ۳) یا یہ کہتے ہیں کہ جب آپ ہمیں نماز پڑھاتے تو یہ دعا پڑھتے (دیکھو روایت نمبر ۶) یہ دلائل واضح ہیں اس



امر پر کہ آپ سنتوں سے پہلے یہ دعا میں پڑھا کرتے تھے پھر مکان میں تشریف لے جاتے اور سنتیں پڑھتے۔  
 ہم یہ کہ حضرت عائشہؓ کی روایت کا یہ مطلب لینا کہ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے صرف  
 اللھم انت السلام الخ پڑھ کر کھڑے ہو جاتے تھے صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ یہ نہیں فرماتی  
 ہیں کہ میں دعا پڑھتے تھے بلکہ وہ یہ فرماتی ہیں کہ اتنی مقدار کی دعا پڑھتے تھے۔

(تیسرا شبہ) بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ سنتوں سے پہلے آنحضرت ﷺ سے ہاتھ اٹھا کر دعا ماننا  
 ثابت نہیں ہے۔ اس لئے ایسے نہیں کرنا چاہیے اور دلیل میں یہ عبارت پیش کرتے ہیں۔ ذکر الشیخ  
 عبدالحق المحدث الدھلوی فی شرحہ علی الصراط المستقیم لما یں دعا کہ امر مساجد بعد از سلام  
 نماز صلوٰۃ و مقتدیان آمین شگونیہ چنانکہ آن در دیار عرب و غم متعارف است از عادت جلیبیر ﷺ بود  
 و دریں باب بخجہ حدیث ثلاث مرتبہ است مستحسن اتھنی (کذا فی التحفۃ الرغویۃ) یعنی شیخ محدث  
 ابوہیثم نے شرح صراط مستقیم میں اصرار کیا ہے کہ یہ دعا جو مسجدوں کے نام نماز کے سلام کے بعد کرتے ہیں  
 اور مقتدی آمین آمین کہتے ہیں جیسے کہ آج کل دیار عرب و غم میں متعارف ہے آنحضرت ﷺ کی عادت ایسی  
 نہ تھی اور اس بارے میں کوئی حدیث ثلاث نہیں ہوئی اور یہ بدعت صحیحہ ہے اتھنی۔

جواب۔ اس شبہ کے بھی کئی جواب ہیں اول یہ کہ حضرت شیخ محدث دھلوی کی امر مرویہ ہے  
 کہ نفس دعا آنحضرت ﷺ سے سلام نماز کے بعد ثلاث نہیں تو اس کے جواب کے لئے حدیث نمبر ۳۰ نمبر  
 ۷ و نمبر ۸ ملاحظہ ہوں کہ ان سے سلام کے بعد دعا، لکنا ثلاث ہوتا ہے اسی وجہ سے علامہ فتح محمد شطاری نے  
 فتوح الباری میں لکھا ہے کہ شیخ مبرا حق نے اس دعا کو بدعت اس لئے کہہ دیا ہے کہ ان کو ان حدیث کی  
 اطلاع نہ ہوئی جو اس باب میں مروی ہیں۔

دوم یہ کہ شیخ کی مراد یہ ہو کہ ہاتھ اٹھانا اور آمین آمین کہنا جہت نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ  
 حدیث میں اس کا ذکر نہ ہونا اس میں آپ ہاتھ اٹھاتے تھے اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ ہاتھ نہیں  
 اٹھاتے تھے کسی شے کا ذکر نہ کرنے سے کلام لازم نہیں۔ فان عدم الثبوت لا یستلزم ثبوت العدم  
 و هذا ظاہر جدا جیسے کہ روایات سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ ہاتھ اٹھاتے تھے اسی طرح یہ بھی کسی روایت  
 میں نہیں کہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے اور جب کہ اس کا حائل کیا جائے کہ ہاتھ اٹھانا مطلق دعا کے آداب میں  
 سے ہے تو ہاتھ اٹھانے کی توجیہ ثابت ہوئی ہے۔

عن السائب بن یرید عن ابیہ قال کان رسول اللہ ﷺ اذا دعا رفع یدہ و مسح وجہہ

(رواہ ابو داؤد) ۱

سائب بن یرید اپنے والد یرید سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا  
 مانگتے تو ہاتھ اٹھاتے تھے اور منہ پر ہاتھ چھیرتے تھے۔

و عن ابن عباسؓ ان رسول الله ﷺ قال المسئلة ان ترفع يدك حذو منكبيك او نحوهما (رواه ابو داؤد) (۱)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوال (یعنی دعا) یہ ہے کہ تو اپنے ہاتھ مونڈھوں تک یا ان کے قریب تک اٹھائے۔

ان من اداب الدعاء رفع يدين (حصن حصین) ۲

علامہ ابن جزری حسن حصین میں فرماتے ہیں کہ ہاتھ اٹھانا آداب دعا میں سے ہے۔

غرض کہ یہ روایات اس بات پر دلیل واضح ہیں بالخصوص پہلی روایت کہ آنحضرت ﷺ دعا مانگنے کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اور یہ اپنے عموں کی وجہ سے فرضوں کے بعد کی دعا کو بھی شامل ہے اور یہی رائج ہے مولانا عبدالحی لکھنوی رعایہ میں۔ بعد اس بیان کے کہ اس دعا میں ہاتھ اٹھانا صراحتاً ثابت نہیں تحریر فرماتے ہیں۔

الا انه لما ندب اليه في مطلق الدعاء استحبه العلماء في خصوص هذا الدعاء ايضا -  
یعنی چونکہ مطلق دعا میں ہاتھ اٹھانے کو فرمایا گیا ہے تو علمائے خاص اس دعا (یعنی فرضوں کے بعد کی دعا) میں بھی ہاتھ اٹھانے کو مستحب کہا ہے۔

سوم یہ کہ شیخ کا یہ منہ کہ یہ بدعت مستحبہ ہے اس کے جواز کی دلیل ہے اگرچہ بدعت کا اطلاق باقتدار معنی لغوی کے شیخ نے اس پر کیا ہے لیکن مستحبہ کہہ کر بتادیا کہ یہ بدعت شرعیہ نہیں ہے اور اس کی اصل شریعت میں ثابت ہے اور وہ اصل کی احادیث ہیں جن سے مطلق دعا میں رفع یدین کی فضیلت معلوم ہوتی ہے پھر شیخ کے اس قول سے عدم جواز پر استدلال کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

چہارم یہ کہ سنتوں کے بعد اجتماعی طور پر دعا مانگنے کا عدم جواز بھی اسی قول سے اور اسی دلیل سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس کا احادیث سے ثابت نہ ہونا اس سے زیادہ اظہر ہے پس معترض کا سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کو جائز کہنا اور فرضوں کے بعد کی دعا کو ناجائز کہنا تعسف و تحکم ہے۔

پنجم یہ کہ روایت فقہیہ مذکورہ متصل دوم سے خاص اس دعا میں بھی رفع یدین ثابت ہے دیکھو روایات فقہیہ نمبر ۳۰ نمبر ۷۔ اور اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ فقہاء کے نزدیک بھی عدم ثبوت رفع سے عدم رفع ازم نہیں اور یہ کہ انہوں نے رفع یدین کو رائج سمجھا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ فرضوں کے بعد اللهم انت السلام الخ سے زیادہ دعا پڑھنے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے اور دلیل میں یہ عبارتیں پیش کرتے ہیں۔

ان كان بعد الفريضة تطوع يقوم الى التطوع بلا فصل الا مقدار ما يقول اللهم انت

السلام الخ ويكره تاخير السنة عن حال اداء الفريضة باكثر من نحو ذلك القدر انتهى (كنافي

(۱) (كتاب الصلاة باب الدعاء ۲۹۶، ۲۹۷ ط اعداديه ملتان)

(۲) (آداب الدعاء ص ۳۹ ط ناح كمبني)

۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵،

شرح المنية للحلی) ۱۰۱

ترجمہ یعنی اگر فرض کے بعد سنتیں ہوں تو سنتیں پڑھنے کے لئے بغیر تاخیر کھڑا ہو جائے ہاں بگذر اللہم انت السلام الخ کے تاخیر چارے اور اس سے زیادہ تاخیر کرنا فرض وسنت کے درمیان میں عمروہ پر اور اسی کے قریب قریب بعض روایتوں میں بھی مذکور ہے۔

جواب - اس شبہ کے بھی کئی جواب ہیں اول یہ کہ یہ عباراتیں معارض ہیں فقہ کی دوسری مہارتوں سے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ فرائض کے بعد اوعیہ ماثورہ پڑھنا چارے پہلے اولیٰ ہے۔

و يستحب له ای للامام بعد السلام ان يستغفر الله ثلاثا ويقرأ آية الكرسي و المعوذات و يقول اللهم انت السلام و منك السلام تبارکت یا ذا الجلال و الاکرام و يقول ما ورد بعد کل صلوة مكتوبة و هو لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملك وله الحمد و هو علی کل شیئ قدير . اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا ينفع ذا الجند منك الجند الی قوله ثم يدعو ای الامام لنفسه و للمسلمین من الادعية الجامعة الماثورة و رفعاً یدیه حذاء صدره جاعلاً باطن الکف مما یلی وجهه بخشوع و سکوت و یمسح بهما وجهه فی اخره ای فی اخر الدعاء (مواهب الرحمن و شرحه البرهان: کذا فی التحفة) ۱۰۲

ترجمہ یعنی امام کے لئے مستحب ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھے اور آیت مکرری اور معوذات پڑھے اور پھر کہے اللهم انت السلام و منك السلام تبارکت یا ذا الجلال و الاکرام . پھر یہ الفاظ پڑھے جو ہر فرض کے بعد وارد ہوئے ہیں یعنی لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملك وله الحمد و هو علی کل شیئ قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا ينفع ذا الجند منك الجند (الیٰ قوله) پھر امام اپنے لئے اور مسلمانوں کے لئے اوعیہ ماثورہ میں سے کوئی دعا مانگے سینہ کے برابر ہاتھ اٹھا کر اور ہتھیلیاں منہ کی طرف کر کے خشوع و سکوت کے ساتھ پھر فارغ ہو کر منہ پر ہاتھ پھیرے۔

اس عبارت سے صراحت معلوم ہو گیا کہ اوعیہ ماثورہ میں سے کوئی ہی دعا پڑھنا اور اذکار ماثورہ سنتوں سے پہلے پڑھنا جائز ہے کیونکہ اس عبارت میں سلام کے بعد ہی اذکار و اوعیہ کا پڑھنا صراحتاً مذکور ہے۔

و فی شرح منظومة ابن وهبان للعلامة الشر نبلالی انه ذکر شمس الانمة یعنی الحلواني جوازاً غیر السنة بعد الفرض للاشتغال بالدعاء و الورد انتهى (کذا فی التحفة) ۱۰۳

(۱) (صفة الصلاة ص ۳۴۶ ط سہیل)

(۲) (ص ۲۸ ط لجنة التصنیف کراچی نمبر ۳۸)

(۳) (ص ۱۰۳)

وفی الذخيرة والمحیط البرہانی ویکوہ لہ تاخیر التطوع عن حال اداء الفریضة الی قوله . قال  
الامام شمس الانمة الحلوانی هذا اذا لم یکن من قصدة الاشتغال بالدعاء الخ انتہی مختصراً  
(کذا فی التحفة باختصار) (۱)

ترجمہ : یعنی علامہ شربنائی نے شرح منظومہ لٹن وہبان میں ذکر کیا ہے کہ شمس الانمة حلوانی نے  
فرمایا کہ فرضوں کے بعد دعا اور ذکر میں مشغولی کی وجہ سے سنت کی تاخیر جائز ہے۔  
یعنی ذخیرہ اور محیط میں ہے کہ فرض سے سنتوں کو مؤخر کرنا مکروہ ہے (ابی قولہ) امام شمس الانمة  
حلوانی نے فرمایا کہ یہ تاخیر جب مکروہ ہے کہ جب اس کا ارادہ عامانگتنے کا نہ ہو یعنی دعائنگتنے سے جو تاخیر ہو وہ  
مکروہ نہیں ہے۔

دوم یہ کہ اگر اس تعرض سے قطع نظر کی جائے تاہم ان عبارتوں کا یہ مطلب نہیں ہے کہ  
اللہم انت السلام کے علاوہ اور دعا مکروہ ہے کیونکہ ان عبارتوں میں بھی اتنی مقدار کی تصریح ہے نہ  
بالخصوص ان الفاظ کی۔ اور یہ بھی مطلب نہیں ہے کہ اس دعا یعنی اللہم انت السلام کی حقیقی مقدار کے  
مساوی ہونا شرط ہے بلکہ اس سے تقریبی مساوات مراد ہے یعنی امام خواہ اللہم انت السلام پڑھے یا کوئی  
اور دعا جو تقریباً اس کے مساوی ہو یا اللہم انت السلام کے ساتھ کوئی چھوٹی اور دعائیں پڑھ لے جو  
احادیث میں وارد ہوئی ہیں یہ سب جائز بلکہ کراہت ہے۔

حقیقی مساوات مراد ہونے اور تقریبی مقدار مراد ہونے کے لئے یہ دلائل ہیں۔

ان ما فی صحیح مسلم (۲)

عن عائشةؓ ان رسول اللہ ﷺ کان اذا صلى لم يقعد الا مقدار ما يقول اللهم انت  
السلام و منك السلام الخ يفيد ان ليس المراد انه كان يقول ذلك بعينه بل كان يقعد زمانا يسع  
ذلك المقدار ونحوه من القول تقريباً فلا ينافي ذلك ما في الصحيحين عن المغيرة انه عليه السلام كان  
يقول في دبر كل صلاة لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ  
قدير اللهم لا مانع لم اعطيت ولا معطى لما معت ولا ينفع ذا الجند منك الجند وكذا لا ينافي  
ما روى مسلم وغيره عن عبد الله ابن الزبير كان رسول الله ﷺ اذا سلم من الصلوة قال بصوته  
الا على لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير ولا حول  
ولا قوة الا بالله ولا نعد الا اياه له النعمة وله الفضل وله الثناء الحسن لا اله الا الله مخلصين له  
الدين ولو كره الكافرون لان المقدار المذكور في حديث عائشة يعتبر من حيث التقريب  
والتخمين دون التحديد الحقيقي انتہی . (کبير شرح منية للحلی) (۳)

(۱) (ص ۳۰، ۳۱ ط لجة النصف کراچی)

(۲) باب استحباب الذكر بعد الصلوة ۱/ ۲۱۸ ط قدیمی (۳) (صفحة الصلاة ص ۳۴۲ ط سهیل)

ترجمہ: علامہ طبری شرمیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے جو روایت مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز کے بعد نہیں بیٹھتے تھے مگر اتنی مقدار کہ اللھم انت السلام الخ پڑھیں اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ مراد نہیں ہے کہ خاص یہی دعا پڑھتے تھے بلکہ مقصود یہ ہے کہ اتنی دیر بیٹھتے تھے جس میں یہ دعائیں اتناں کوئی اور ذکر پڑھ سکتے اور اس سے بھی تقریبی مقدار مراد ہے اور اس صورت میں حضرت عائشہؓ کی یہ روایت اس حدیث کے خلاف نہ ہوگی جو بخاری اور مسلم میں مغیرہ بن شعبہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ لا الہ الا اللہ وحدہ الخ اور اسی طرح حضرت عائشہؓ کی روایت اس روایت کے خلاف نہ ہوگی جو صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن نبیرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو بآواز بلند یہ دعا پڑھتے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شئی قذیر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکفرون۔ (ور حضرت عائشہؓ کا ان حدیثوں کے خلاف نہ ہوتا) اس لئے ہے کہ حضرت عائشہؓ کی روایت میں مقدار سے مراد تقریبی اور تخمینی مقدار ہے نہ حقیقی۔ اے۔

اور فتح القدیر میں ہے ومقتضی العبارة ان السنة ان یفصل بذكر قدر ذلك وذلك یكون تقریبا فتدبیر ذلک لا وقد ینقص قلیلا الخ کذا فی السعیة (۱)۔

یعنی عدم لکن ہمارے فتح القدیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی روایت کا مقتضی یہ ہے کہ فرض و سنت میں فصل کیا جائے کسی ذکر و دعا کے ساتھ جو مقدار اللھم انت السلام الخ کے ہو یہ مساوات تقریبی ہے پس کبھی کم ہو جائے کبھی اس سے زیادہ ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔

و فی فتاویٰ الحجة الامام اذا فرغ من الظهر والمغرب والعشاء یشرع فی السنة ولا یشغل بادعیة طويلة انتهى (کذا فی السعیة) (۲)۔

یعنی فتاویٰ میں ہے کہ امام جب ظہر اور مغرب اور عشاء کی نماز سے فرغ ہو تو لمبی لمبی دعائیں نہ کرے اور سنت میں مشغول ہو جائے۔

و فی خزائن الفقہ عن البقالی الافضل ان یشغل بالدعاء ثم بالسنة الخ

(کذا فی السعیة) (۳)۔

بزرگوار فقہ میں ہے کہ بقالی نے فرمایا کہ افضل یہ ہے کہ (فرض کے بعد) دعائیں مشغول ہو پھر

سنتیں پڑھے۔

(۱) (باب صفة الصلاة ۲۶۲/۲ ط سہیل)

(۲) (۲۶۱)

(۳) (ایضا)

اور اشعۃ المعات، میں شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں  
باید دانست کہ قبیل سنت مبنی نیست مر خواندن آیت انکری و امثال آن را چنانکہ در حدیث صحیح  
وارد شدہ است کہ بعد از نماز فجر و مغرب و بار لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد  
وہو علیٰ کل شئی قذیر، حوالہ (کذا فی التحفۃ) (۱)

ترجمہ: یعنی جان چاہیے کہ سنتوں میں جہدی کرنے کا حکم اس کے مخالف نہیں ہے کہ آپ  
انکری اور اس جہتی دعائیں (سنت سے پہلے) پڑھ لی جائیں جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ فجر اور مغرب  
کی نماز کے بعد دس مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الخ پڑھے۔  
ان عبارتوں سے یہ امور جرحاً ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) حضرت عائشہؓ کی روایت اور فقہاء کی عبارت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ فرضوں کے بعد  
سنتوں سے پہلے بالتخصیص اللہم انت السلام الخ ہی پڑھنا چاہیے بلکہ اتنی مقدار کی کوئی دعا بھی ہو جائز ہے۔  
(۲) مقدار سے مراد بھی تقریبی اور تخمینہ مقدار ہے جس میں تھوڑی سی کمی بیشی کا کوئی مضائقہ  
نہیں ہے۔

(۳) علامہ صہبانیؒ نے یہ عبارت اور شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی کی اشعۃ المعات کی  
عبارت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علیٰ  
کل شئی قذیر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن  
لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکفر ونیادوسری دعا جو مغیرہ بن شعبہؓ کی روایت میں ہے یا  
آپ انکری لا الہ الا اللہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علیٰ کل شئی قذیر دس بار۔ یہ سب اس  
تقریبی مقدار میں داخل ہیں وراتنی بڑی دعائیں پڑھنے سے سنتوں کی قبیل کے حکم کی مخالفت لازم نہیں  
آتی۔

(۴) اور قدامت جہت کی عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ لمبی لمبی دعائیں مکروہ ہیں پس بکبریٰ اور شرح  
مشکوٰۃ کی عبارتوں کے ساتھ ماننے سے یہ بات معصوم ہوتی ہے کہ لمبی دعائوں سے وہ دعائیں مراد ہیں جو  
مغیرہ اور عبد اللہ بن زبیرؓ کی روایت کی ہوئی دعاؤں اور آیت انکری لا الہ الا اللہ لہ الملک ولہ الحمد  
وہو علیٰ کل شئی قذیر دس بار سے زیادہ لمبی ہوں۔

(۵) ذرا غور کرنے سے انہیں عبارتوں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ یہ بڑی بڑی دعائیں  
جو تقریبی مقدار میں داخل کی گئی ہیں ان کے داخل کرنے کی وجہ صرف یہی ہے کہ یہ دعائیں صحیح حدیثوں  
سے ثابت ہیں پس احادیث میں تطبیق دینے کے خیال سے حضرت عائشہؓ کی حدیث میں مقدار سے تقریبی

(۱) باب الذکر بعد الصلاۃ ۱۸۷/۱ ط مکتبہ رضویہ سکھریہ پاکستان

(۲) ص ۴۰ ۴۱ ط لجنۃ التصفیح کراچی نمبر ۳۸

اور تحقیقی مقدمہ مولیٰ اور ان دعاؤں کو جو صحیح طور پر آنحضرت ﷺ سے ثابت ہوئیں اس تقریبی مقدمہ میں داخل رکھا پس فقہ کی وہ روایتیں جن میں بڑی دعاؤں کی کراہت مذکور ہے وہ بھی اس معنی پر لا محالہ محمول کی جائیں گی کہ اوعیہ منقولہ اور اذکار ماثورہ سے زیادہ لمبی دعائیں مکروہ ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ یہ علم فقہی احادیث صحیحہ کے خلاف ہو۔

### تکملہ مفیدہ

یہ بھی بتلانا ضروری ہے کہ یہ کلام انہیں فرائض کے بعد دعائے تگنہ کے متعلق ہے جن کے بعد سنتیں ہیں اور جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان کے بعد دعائے تگنہ اور ذکر طویل اللہ تاجا جائز ہے۔ نیز یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ فقہاء نے اوعیہ حویدہ کو جو مکروہ کہا ہے اس کراہت سے مراد بھی کراہت تنزیہی ہے جس کا مرجع خلاف لوں ہے فتح القدیر میں ہے۔

قولہم یکرہ التأخیر الطویل للسنۃ عن القرض مراد ہم بها الکراہیۃ التزیہیۃ الی مرجعہا الی خلاف الاولیٰ التنبی (کذا فی التحفۃ) ۱۱

اور اوعیہ طویلہ سے وہ دن دعائیں مروا ہیں جو روایات صحیحہ سے ثابت شدہ دعاؤں سے بڑی ہوں۔

### الحاصل

احادیث صحیحہ اور روایات قصبیہ سے نمائت واضح طور پر یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ فرائض کے بعد سنتوں سے پہلے دعائے تگنہ اور اوعیہ ماثورہ کی مقدار تک دعائیں پڑھنا اور ذکر کرنا بلا کراہت جائز ہے بلکہ اس وقت دعائے تگنہ افضل ہے اور اس دعائے مقبولیت کی زیادہ امید ہے۔

(واللہ اعلم و علمہ اتم واحکم)

کتبہ الراجی رحمۃ مولانا محمد کفایت اللہ اوصلہ اللہ الی ما یتمنناہ مدرسہ اول و مفتی مدرسۃ العالیہ عربیہ امینیہ دہلی

جمادی الاخریٰ ۱۳۳۳ھ

## الصحائف المرفوعة

فی جواب  
المطائف المطبوعہ

ماخوذ از مجموعہ نفائس مرغوبہ مرتبہ حضرت مفتی اعظم مطبوعہ ۱۳۴۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ العلیٰ العظیم

و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

للمعد۔ نفائس مرغوبہ کے طبع ثانی کے وقت بعض اصحاب رنگون نے میرے پاس ایک رسالہ بھیجا جس کا نام المطائف المطبوعہ فی جواب النفائس مرغوبہ ہے۔

یہ رسالہ جناب مولانا مولوی مفتی عبدالہادی صاحب مرحوم و مغفور کی جانب سے منسوب ہے مگر اس کی صورت یہ ہے کہ مولوی محمد یعقوب صاحب نے حضرت مولانا عبدالہادی صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد ان کے مسودات میں سے کچھ تحریرات نکالیں اور خود انہیں ترتیب دیکر المطائف المطبوعہ کے نام سے رسالہ بنا کر شائع کر دیا یہ خیال ہے کہ اگر مولانا عبدالہادی صاحب مرحوم زندہ ہوتے تو وہ اس کو اس صورت میں شائع کرنا ہرگز پسند نہ فرماتے۔ کیونکہ اس کی موجودہ ترتیب اور صورت ان کے مرتبہ علم اور نقابت کے خلاف ہے۔

بہر حال اب کہ رسولہ ان کے بعد ان کے نام سے شائع کر دیا گیا اور واقف حضرات کے لئے ایک اشتباہ کا موقع پیدا ہو گیا کہ یہ مولانا مرحوم کے خیالات ہیں اس لئے رفع اشتباہ کے لئے ضروری معلوم ہوا کہ رسولہ کے مضامین کا مختصر جواب بھی شائع کر دیا جائے تاکہ طالبین حق کے لئے چراغ ہدایت کا کام دے اور جو اشتباہ کہ پیدا ہو گیا ہے وہ رفع ہو جائے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

خاکسار محمد کفایت اللہ غفرلہ

شعبان المعظم ۱۳۴۸ھ

واضح ہو کہ اصل مسئلہ جو زیر غور ہے وہ یہ ہے کہ بعض اطراف ہندوستان میں معمول یہ ہے کہ جن فرائض کے بعد سنتیں ہیں انکے سلام کے بعد لام اور مقتدی اللھم انت السلام کے علاوہ بھی ایک دو مختصر ماثور دعائیں ساتھ اٹھا کر پڑھتے ہیں اور دعا سے فارغ ہو کر سنتیں نکلیں پڑھتے ہیں پھر ہر شخص اپنی اپنی دعائیں مانتا ہے اور اٹھ کر چلا جاتا ہے کوئی پہلے کوئی پیچھے۔ یعنی سنن و نوافل سے فارغ ہونے کے بعد سب اجتماعی طور پر دعائیں گننے کے لئے انتظار نہیں کرتے۔

اس کے خلاف بعض مقامات (مثلاً ہماچل و غیرہ) میں یہ رواج ہے کہ فرض نماز کے بعد سلام کے بعد لام اور مقتدی صرف اللھم انت السلام الخ پڑھتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور سنتیں



نفلیں پڑھ کر امام اور مقتدی سب مل کر دعا مانگتے ہیں اور اس رواج کی بھی مختلف مقامات میں مختلف صورتیں ہیں۔

کسی جگہ تو اللھم انت السلام الخ پڑھتے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں اور کہیں نہیں اٹھاتے اور کسی جگہ سنن و نوافل کے بعد امام زور سے الفاتحہ کہہ کر صرف ایک بار مقتدیوں کے ساتھ دعا مانگتا ہے اور کسی جگہ ایک بار دعا ختم کر کے اور منہ پر ہاتھ پھیر کر پھر دوسری بار الفاتحہ کہہ کر دعا مانگی جاتی ہے اور کسی جگہ دوسری دعا ختم کر کے اور منہ پر ہاتھ پھیر کر پھر تیسری مرتبہ امام الفاتحہ کہہ کر دعا مانگتا ہے پھر سنن و نوافل کے بعد اس مروج دعا کو اس قدر ضروری سمجھا جاتا ہے کہ اگر کوئی امام سنن و نوافل کے بعد دعا مانگنے کے لئے نہ بیٹھے اور پہلے ہی اٹھ کر چلا جائے تو نہیں گھر دعا نہ مانگے تو کم کو برا بھلا کہنا مامت سے معزول کر دینا اور ایک جھگڑا فساد پر پا کر دینا مسلمانوں میں نا اہل کی اور بھوت ڈال دینا سب و شتم کرنا یہ معمولی باتیں جو پیدا ہو جاتی ہیں اور دسیوں مثالیں اس کی موجود ہیں نفاس امر غوبہ میں یہ مکھا گیا تھا۔

دوسرے طریقہ کا احادیث و فقہ سے ثبوت نہیں ہے یعنی کسی حدیث یا آثار صحابہ سے یہ ثابت نہیں ہو تا کہ حضور انور ﷺ یا صحابہ کرام یا ائمہ مجتہدین کے زمانہ میں لوگ سنن و نوافل کے اجتماعی دعا کے لئے بیٹھے انتظار کیا کرتے تھے اور اب خود حضور انور اور تمام مقتدی سنن و نوافل سے فارغ ہو جاتے تھے تو سب مل کر دعا مانگتے تھے پھر یہ تا صریحہ بھی یہی ہو تا تھا کہ حضور اکرم ﷺ زور سے الفاتحہ فرماتے اور تمام مقتدی حضور کے ساتھ دعا میں شریک ہو جاتے پھر صرف ایک مرتبہ دعا فرماتے یا دو دو تین تین مرتبہ دعا کرتے ان میں سے کسی بات کا ثبوت نہیں ہے قاعدہ کے موافق ہمیں اتنا ہی کہہ دینا کافی تھا کہ ان میں سے کسی بات کا ثبوت نہیں ہے اور جو دگ کہ اس طریقہ کو ثابت کرنا چاہتے ہیں ان پر لازم تھا کہ وہ ان باتوں کا ثبوت پیش کرتے اور وہ روایت یا ان کرتے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سنن و نوافل کے بعد تمام صحابہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر دعا مانگتے تھے حضور الفاتحہ فرما کر دعا شروع کرتے تھے اور ایک بار دعا مانگتے تھے یا دو مرتبہ یا تین مرتبہ عمر ہم نے اس خیال سے کہ عوام علم منظرہ کے اس قاعدے سے تو واقف نہیں ہوتے کہ ثبوت پیش کرنا کسی ذمہ ہوتا ہے وہ تو ہر فریق سے خواہ وہی ہو یا منکر دلیل پیش کرنے کے خطر رہتے ہیں قطعاً اپنی طرف سے دلائل بھی پیش کر دیئے تھے جن میں سے ایک دلیل یہ تھی کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے نوافل کو گھروں میں پڑھنے کی ترغیب دی ہے اور گھر میں پڑھنے کا ثواب مسجد میں پڑھنے سے زیادہ فرمایا ہے اور خود بھی عام طور پر حضور اکرم ﷺ نوافل گھر میں پڑھتے تھے اس کے لئے نفاس امر غوبہ کے صفحہ ۳ میں حضرت عبداللہ بن سعد کی حدیث اور صفحہ ۴ میں حضرت عائشہ کی حدیث پیش کی یہ حدیثیں نہایت صاف و درست اور صحیح ہیں۔

ان سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ عام طور پر سنن و نوافل گھر میں پڑھتے تھے اور چونکہ صحابہ کرام کو بھی گھروں میں سنن و نوافل پڑھنے کی ترغیب دی تھی اور صحابہ کرام حضور کی ترغیب پر وہ جان

سے عمل کیا کرتے تھے اور افضل در بدر صورت کو ہی اختیار کرتے تھے تو ضرور ہے کہ وہ بھی ہم طور پر سنن و نوافل گھروں میں ہی جا پڑھتے ہوں گے۔

پس اس سے سنن، نوافل کے بعد اجتماعی دعا کا حضور انور ﷺ کے اور صحابہ کرام کے زمانہ میں رواج نہ ہو تا روز روشن کی طرف واضح ہو گیا۔

### اطائف مطبوعہ کا مضمون

اطائف مصبوعہ صفحہ ۱۰ میں اس روشن اور واضح ثبوت کا جواب دیا گیا ہے کہ جو حدیثیں نفائس مرغوبہ میں پیش کی گئی ہیں ان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیشہ سنتیں مکان میں پڑھی ہیں کبھی باہر مسجد میں نہیں پڑھیں نہ سفر میں نہ حضر میں پس ممکن ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کبھی فرض کے بعد اسی جگہ سنتیں پڑھی ہوں اور سنتوں کے بعد دعا مانگی ہو۔

### اس مضمون کا جواب

مجھے حیرت ہے کہ مولانا مہدی باری مرحوم جیسا فاضل ایسا کمزور اور بوجہ جواب کیسے لکھ سکتا تھا میں نے تو وہ حدیثیں پیش کی ہیں جن سے حضور اکرم ﷺ کی عادت شریفہ یہ ثابت ہوتی ہے کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھا کرتے تھے اور اسی کو افضل فرماتے تھے اور اسی بناء پر صحابہ کرام گھروں میں جا کر سنتیں پڑھنا عاب اور رائج بنایا تھا۔ تو ان کا فرض یہ تھا کہ وہ کوئی ایسی حدیث بیان کرتے جس سے حضور ﷺ کی عادت شریفہ ثابت ہوتی کہ سنن، نوافل مسجد میں پڑھا کرتے تھے اور صحابہ کرام بھی سنن و نوافل مسجد میں لوائیا کرتے تھے انہوں نے کوئی ایسی روایت تو پیش نہیں کی صرف یہ کہہ دیا کہ ممکن ہے کبھی آپ نے سفر میں یہ حضر میں مسجد میں بھی سنتیں پڑھی ہوں۔

میں نے یہ کب کہا تھا کہ حضور اکرم ﷺ نے ساری عمر میں کبھی مسجد میں سنن و نوافل نہیں پڑھے میں نے تو یہ ثابت کیا تھا کہ حضور ﷺ کی عادت شریفہ گھر میں پڑھنے کی تھی اس عادت کے خلاف کوئی روایت پیش نہیں کی نہ کر سکتے تھے۔

اب میں کہتا ہوں کہ اگر حضور اکرم ﷺ نے کبھی سفر میں یہ حضر میں سنتیں باہر پڑھ لی ہوں اور ان کے بعد دعا بھی مانگی ہو تو آپ کو کیا فائدہ ہو گا کیا اس سے حضور ﷺ کے زمانے میں اس روایت دعا کے رواج کا ثبوت ہو جائے گا بر گز نہیں اور جب کہ یہ ثابت ہے کہ عادت شریفہ آنحضرت ﷺ کی یہی تھی کہ سنن و نوافل گھر میں جا کر پڑھتے تھے اس لئے روایت دعا کے غائب یعنی سنن و نوافل کے بعد اجتماعی دعا کا حضور ﷺ کے زمانہ میں نہ ہو تا روز روشن کی طرف حتمت رہے گا۔

### اطائف مطبوعہ کا مضمون

اسی صفحہ ۱۰ میں آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ممکن ہے حضور ﷺ گھر میں سنن و نوافل کے بعد دعا مانگ لیا کرتے ہوں۔

جواب : یہ قول پہلے قول سے بھی زیادہ تعجب خیز ہے میں کہتا ہوں کہ صرف ممکن ہی نہیں بلکہ غالب ہے کہ آپ گھر میں سنتوں اور نوافل سے فارغ ہو کر دعا مانگتے ہوں گے مگر اس سے اجتماعی دعا جو سنتوں اور نفلوں کے بعد مسجد میں خاص اہتمام کے ساتھ رواج پذیر ہے وہ تو ثابت نہیں ہوئی۔

کاش موانا عبد باری مرحوم اور ان کے ہم خیال علماء کی تعلیم دیتے کہ امام اور مقتدی گھر میں چاکر سنتیں نفلیں پڑھا کریں اور سنن و نوافل کے بعد دعا مانگا کریں تو یہ ایک طریقہ مستون کی تعلیم بھی ہو جاتی اور سارا جھگڑا ہی ختم ہو جاتا مسلمان بھی اتفاق و اتحاد سے رہتے اور کوئی ناگوار قصہ ہی پیش نہ آتا۔

الطائف مطبوعہ کا مضمون

تیسرا جواب الطائف مطبوعہ صفحہ ۱۰ میں یہ دیا گیا ہے کہ جب کہ احادیث قولیہ سے دعا بعد سنت کا ثبوت ہو گیا جیسے کہ اوپر مبرز القواس پر نقل کرنا چاہئے گوہ آپ کے فعل سے اس کا ثبوت نہ سکی۔

اس مضمون کا جواب

الطائف مطبوعہ میں چار قوی حدیثیں بیان کی گئی ہیں جو یہ ہیں۔

(۱) حدیث انسؓ۔ ما من عبد بسط کفیه فی دبر کل صلوٰۃ الخ

کوئی بندہ ایسا نہیں جو ہر نماز کے بعد ہاتھ پھیلائے الخ

(۲) حدیث فضل بن عباسؓ۔ الصلوٰۃ تخشع و تضرع و تمسک ثم تقنع یدیک الخ

کمال نماز خشوع اور خضوع اور عاجزی ہے پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھائے۔

(۳) حدیث ابی امامہؓ۔ اے الدعاء اسمع قال جوف اللیل و دبر الصلوات المکتوبہ

کس وقت کی دعا زیادہ مقبول ہے فرمایا آخر شب کی اور فرض نمازوں کے بعد کی دعا۔

(۴) حدیث معاذؓ۔ یا معاذ! لا تدعن ان تقول فی دبر کل صلوٰۃ

اے معاذ! ہر نماز کے بعد اللھم اعنی الخ کا کہنا ہر نماز کے

میں نے قدر ضرورت ان حدیثوں کے الفاظ نقل کر دیئے ہیں جو لطائف مطبوعہ کے صفحہ ۵

صفحہ ۶ میں مرقوم ہیں ناظرین اللطائف مطبوعہ میں ان حدیثوں کو پوری عبارت کے ساتھ مکرر نہ کر

پڑھیں اور دیکھیں کہ ان احادیث میں اس کی تصریح کہاں ہے کہ لوگ سنن و نوافل مسجد میں پڑھیں اور پچ

سب مل کر دعا مانگیں جو پہلے فارغ ہو جائیں وہ دوسروں کے فارغ ہونے تک بیٹھے انتظار کیا کریں۔

بندہ ان حدیثوں پر نقل کرنے کی بہتر اور افضل صورت یہی ہے کہ فرضوں سے فارغ ہو

منصرف عامانگی جائے اور حدیث۔ ہذا اللہ عن۔ حدو حدیث عاکثرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بموجب سنن و نوافل

فصلوں میں چکر پڑھیں اور وہاں بھی فراغت کے بعد دعا لگی جائے۔

پس ان قولی حدیثوں میں اور حضور اکرم ﷺ کے اس فعل میں کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھ

تھے اور مسجد میں اجتماعی دعا نہ پڑھتے۔ اس کے فعل سے ثابت نہیں کوئی تعارض اور مخالفت نہیں ہے۔

دونوں باتیں یعنی قول و فعل باہم مطابق و موافق ہیں۔

### تنبیہ (۱)

یہاں پر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگرچہ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کی عادت شریفہ اور اکثری طرز عمل تو یہی تھا کہ سنن و نوافل میں پڑھتے تھے لیکن حضور اکرم ﷺ سے احیاناً یہ بھی ثابت ہے کہ مسجد میں بھی آپ نے سنن و نوافل پڑھی ہیں اس لئے اگر لوگ فرضوں کے بعد سنتیں نقلیں مسجد میں پڑھ لیں تو یہ ناجائز یا مکروہ نہیں ہے مگر سنن و نوافل سے بعد دعائے اجتہادی کا مروجہ طریقہ ہرگز ثابت نہیں ہے اس لئے اس کا التزام یقیناً لائق ترک ہے۔

### تنبیہ (۲)

یہ بھی واضح رہے کہ فقہاء حنفیہ میں سے ایک جماعت نے ان فرضوں کے بعد جن کے بعد سنتیں ہیں وہاں مکروہ کتابت یا دعاغت نے ان احادیث کی تاویل کی ہے جن میں لفظ دبر الصلوات المکتوبات اور اسی قسم کے الفاظ آئے ہیں کہ ان سے مراد سنن و نوافل کے بعد دعا مانگنا ہے۔

مگر خود فقہاء معتزلیین حنفیہ نے یہ دیکھ کر کہ لول تو کراہت ایک حکم شرعی ہے اس کے لئے کوئی دلیل درکار ہے اور احادیث آئمہ میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ فرضوں اور سنتوں کے درمیان میں دعا مکروہ ہے۔ دوسرے غلط دبر الصلوٰۃ یا دبر الصلوات المکتوبات کے ظاہری اور متبادر معنی یہی ہیں کہ فرض کا سلام پھیرے ہی وہاں پڑھنے چاہئے جس کی تعمیم دی گئی ہے اور اس کی کوئی وجہ نہیں کہ ان ظاہری اور متبادر معنی کو چھوڑ کر سنن و نوافل سے بعد کا وقت مراد لیا جائے یہ تصریح کی کہ فرض نماز کے سلام کے بعد ہی دعا مانگنا بہتر اور افضل ہے اور یہی راجح اور صحیح ہے۔

اور اس صورت میں تمام احادیث اپنے ظاہری اور متبادر معنی پر محمول ہو سکتی ہیں اور حدیث ابن ابراہیم جو نفاس مرغوبہ کی فصل ۱۰ میں نمبر ۳ پر مرقوم ہے اور جس کے الفاظ یہ ہیں۔

عن ابی امامۃ انه قال ما دوت من رسول اللہ ﷺ فی دبر کل صلوٰۃ مکتوبۃ ولا تطوع الا سمعته یقول اللھم اعترلی ذنوبی و خطایای کلھا اللھم انعشنی واجبرنی واھدی لصالح الاعمال والا خلاق انه لا ینھدی لصالحھا ولا یصرف سینھا الا انت (اخرجہ ابن السی فی عمل الیوم والیلۃ کذا فی السلفۃ المرعوبہ) ۱

(ترجمہ) ابوامامہ فرماتے ہیں کہ جب میں حضور ﷺ سے قریب ہوا تو ہر نماز فرض اور نفل کے بعد حضور اکرم ﷺ کو یہ دعا پڑھتے دیکھی۔ اللھم اعترلی ذنوبی الخ

اس حدیث میں تہنہ ثابت ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد بھی اور نفل نماز کے بعد بھی حضور اکرم ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے اور اس میں غلہ دبر کی صلوٰۃ مکتوبۃ سے اس کے ظاہری اور متبادر معنی ہی مراد ہیں کہ

فرض کے بعد متصل دعا پڑھتے تھے کیونکہ گردِ رک رکھ سلوۃ مکتوبہ میں یہ معنی مراد نہ ہوتے اور وہی تاویلی معنی مراد ہوتے کہ نوافل کے بعد دعا پڑھتے تھے تو پھر آگے ولا تتطوع فرمانے کی ضرورت نہ ہوتی اور فرضوں اور نفلوں دونوں کی تصریح نہ کی جاتی۔

علامہ حلبی کی وہ عبارت جو غائس المرغوبہ کے صفحہ ۱۹ میں مرقوم ہے اور جس میں نبیوں نے حضرت عائشہؓ کی حدیث لم یقعد الا مقدار ما یقول اللهم انت السلام الخ کے معنی بتائے ہیں پڑھئے اور دیکھئے کہ علامہ نے شیخینؒ کی اس دعا کو لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شئی قدير اللهم لا مانع لما اعطیت ولا معطى لما منعت ولا ینفع ذا الجد منك الحد

### اور صحیح مسلم کی اس دعا کو

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شئی قدير ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا بعد الا بایہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکفرون۔

یہ فرما کر کہ یہ دعائیں بھی اللهم انت السلام کے ساتھ تھمتیٰ در تحریری مقدار میں برابر ہیں اس لئے ان دعاؤں کی حدیثوں اور حدیث عائشہؓ میں کوئی منافقا نہیں ہے یعنی فرضوں کے بعد متصل یہ دعائیں اسی طرح پڑھی جاسکتی ہیں جس طرح اللهم انت السلام الخ

اس سے صاف معلوم ہوا کہ علامہ حلبی بھی فرض و سنن کے درمیان اللهم انت السلام کے سوا دوسرے اذکار و اوعیہ کی کراہیت کے قائل نہیں ہیں اور ظاہر ہے کہ جب صحیح و صریح روایات حدیث موجود ہیں تو محققین حنفیہ کراہت کے قائل کیسے ہو سکتے تھے اسی وجہ سے ہم خمس الائمہ طحاوی نے کراہت کی روایت کو قبل قتل نہیں سمجھا اور اسی وجہ سے علامہ ابن ہمام نے بھی تقریبی مقدار میں ان دعاؤں کو داخل کرنے سے امتناع نہیں کیا اور سی بناء پر مفتاح البیان میں قبل السنۃ کی تصریح کر دی یعنی اذکار ماثورہ سننوں سے پہلے پڑھے جائیں۔

اور اسی حفاظت حضرت امام السنہ شاہ ولی اند صاحب محدث دہلوی نے یہ فرمایا والا ولی ان یاتی بھذہ الا ذکار قبل الرواتب الخ (تبتہ اللہ ما خذ) یعنی بہتر اور افضل یہ ہے کہ ان اذکار ماثورہ کو سنن راتبہ سے پہلے پڑھے۔

پس حاصل یہ ہے کہ سننوں اور فرضوں کے درمیان دعائیں لگنے کو کراہہ کتنا قوی اور راجح نہیں ہے بلکہ فقہاء محققین کی تصریح کے موافق راجح یہی ہے کہ سننوں سے پہلے اذکار و اوعیہ ماثورہ پڑھی جائیں اور یہی قول ظاہر حدیث کے موافق ہے بہرہست زیادہ تفصیل کرنا غیر ماثور اذکار و اوعیہ پڑھنے کو کراہہ کہنا ہے

توجہ گنجائش ہے۔

### تنبیہ (۳)

جن فقہاء نے فرضوں اور سنتوں کے درمیان دعا کو مکروہ فرمایا ہے ان کا مطلب بھی یہ ہے کہ اگر فرض پڑھنے کی جگہ پر ہی سنتیں پڑھنے کا ارادہ ہو تو پھر سنتوں کے پڑھنے میں تاخیر مکروہ ہے لیکن فرضوں کے مقام میں سنتیں ادا کرنا خلاف اولیٰ ہے۔

اولیٰ اور افضل یہ ہے کہ امام اپنے حجرے یا مکان میں جا کر سنتیں پڑھے اور اسی طرح لوگ بھی اپنے مکانوں میں جا کر سنتیں پڑھیں اگر مقتدی سب ایسا نہ کر سکیں تو جو کر سکتے ہوں وہ کر لیں اور تمام کے تمام نہ کر سکیں تو وہ امام کو اس اولیٰ اور افضل عمل سے نہ روکیں اگر امام فرض پڑھا کر مختصر ماثور ذکر و دعا پڑھ کر حجرے میں چلا جائے تاکہ مسنون و نوافل کو اپنے حجرے میں افضل اور مسنون طریق پر ادا کرے تو جانے دو اس کو ایک غیر غلط اور غیر مسنون رواجی دعا ہے۔ ایک مسنون عمل سے کیوں روکا جاتا ہے۔ ان الکلاہ فیما اذا صلى السنة في محل الفرض لا تفارق كلمة المشايخ على ان الافضل في السنن حتى سنة المغرب المنزل ای فلا يكره الفصل بمسافة الطريق (۱) (رد المحتار نقلًا عن الحیہ)

یعنی تاخیر سنت کے مکروہ ہونے یا نہ ہونے میں جو کلام ہے وہ اسی صورت میں ہے کہ جب کوئی سنتوں کو وہیں پڑھے جہاں فرض پڑھے ہیں کیونکہ تمام مشائخ کا اس پر اتفاق ہے کہ تمام سنتوں کو یہاں تک کہ مغرب کی سنتوں کو بھی گھر میں جا کر پڑھنا افضل ہے تو گھر تک جانے میں جو فاصلہ اور تاخیر لوائے سنت میں ہو یہ اتفاقاً مکروہ نہیں ہے۔

ظانف مصبوہ میں باب اول صرف اس غرض کے لئے منعقد کیا گیا تھا کہ سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کو حالت یا جائے مؤلف نے اس مقصد کے لئے سب سے پہلے نور الایضاح اور اس کی شرح مراقی الفلاح کی عبارت پیش کی ہے مگر مجھے افموس سے متاثر ہے کہ یا تو مؤلف نے نور الایضاح اور مراقی الفلاح کا مطلب ہی نہیں سمجھا یا قصہ ان تباہوں کی عبرتوں میں قصع برید کر کے اپنا مطلب نکالنا چاہا ہے اس لئے میں ذرا تفصیل سے اس کو بیان نہ دیتا ہوں۔

سب سے پہلے یہ دیکھئے۔ نور الایضاح میں یہ صحت جس فصل میں ذکر کی گئی ہے اس کے عنوان کے الفاظ یہ ہیں۔

### فصل فی الاذکار الواردة بعد الفرض

یعنی یہ فصل ان اذکار کے بیان میں ہے جو نماز فرض کے بعد وارد ہوئے ہیں مصنف پہلے نماز کے افعال کی ترکیب بیان کر چکا ہے ان افعال کو سلام تک پہنچ کر ختم کر دیا تھا اس کے بعد باب الامتہ اور اس کے

متعلق اصول ذکر کیس پھر یہ فصل متفقہ کی اس میں یہ بتانا تھا کہ نماز فرض کے سلام کے بعد کیا کیا ذکر اور دعائیں وارور اور منقول ہیں اسی لئے حنواں میں بھی بعد الفرض کا لفظ صراحت ذکر کر دیا۔  
پسلا مسئلہ یہ بیان کیا کہ نماز فرض کے بعد سنتوں کو فوراً شروع کرو دینا چاہیے یا کچھ توقف بھی جائز ہے اس میں مصنف نے پہلی روایت یہ ذکر کی۔

القیام الی اداء السنة التي تلي الفرض متصلاً بالفرض مستنون غير انه يستحب الفصل بينهما كما كان عليه السلام اذا سلم يمكث قدر ما يقول اللهم انت السلام و منك السلام واليك يعود السلام تاركاً يا ذا الجلال والاكرام ثم يقوم الى السنة (مراقی الفلاح) ۱۰۱۔

ترجمہ: یعنی فرضوں کے سلام کے بعد ان سنتوں کو لو اکر کے لئے جو فرضوں کے بعد پڑھی جاتی ہیں بلا توقف کھڑا ہو جانا چاہیے مگر یہ کہ فرضوں اور سنتوں میں علیحدگی کر دینی مستحب ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فرض کا سلام پھیرتے تو اتنی مقدار ٹھہرتے کہ اللهم انت السلام و منك السلام واليك يعود السلام تاركاً يا ذا الجلال والاكرام پڑھ لیتے۔ پھر کھڑے ہوتے اور اوائے سنت کے سنے۔

اس کے بعد مصنف نے حامد لن ہام کا یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ذکر اللهم انت السلام وہ ذکر ہے جو حضور آرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت سے منسلک ان اذکار کے جن سے لواء سنت مؤخر کیا جاتا ہے اور جن کے ذریعہ سے فرضوں اور سنتوں میں فصل اور علیحدگی کی جاتی ہے چونکہ علامہ لن ہام کا مطلب یہ تھا کہ جو لاکار نماز فرض کے سلام کے بعد سنتوں سے پہلے پڑھے جائے منقول ہیں ان میں سے اللهم انت السلام کا ثبوت پختہ ہے اس لئے صرف اسی کو پڑھنا چاہیے۔

مگر چونکہ اس ذکر کے علاوہ بعض ذکر و سرے اور دعائیں بھی عبادت تھیں اور ان کا ثبوت بھی پختہ تھا اس لئے صاحب مراقی الفلاح نے علامہ لن ہام کا قول نقل کرنے کے بعد یہ فرمایا۔

قلت و لعل المراد غير ما ثبت ايضا بعد المغرب وهو ثلث و رجله لا اله الا الله الخ عشر او بعد الجمعة من قراءة الفاتحة والمعوذات سبعاً سبعاً (مراقی الفلاح) ۱۰۲۔

ترجمہ: میں کہتا ہوں ماہا ہام کی مراد یہ ہے کہ اللهم انت السلام کی طرح اور جو ذکر عبادت ہیں وہ بھی سنتوں سے پہلے پڑھنا مستحب ہے جیسے کہ ایک حدیث میں نماز مغرب کے بعد اسی طرح بیٹھے ہوئے لا اله الا الله الخ دس مرتبہ پڑھنا ثابت ہے اور دوسری حدیث میں نماز کے بعد سنتوں سے پہلے سو دن فاتحہ اور معوذات سات سات مرتبہ پڑھنا ثابت ہے۔ اچھے۔

پس صاحب مراقی الفلاح کی اس تصریح سے عبادت ہو گیا کہ ان کے نزدیک فرض نماز کے سلام کے بعد اللهم انت السلام کے ۱۰ اور اذکار ثلاثہ ماثورہ پڑھنا بھی جائز ہے اور ان کی وجہ سے جو تاخیر لواء

سنت میں ہوگی وہ تاخیر کروہ یا خلاف لوٹی نہیں ہے۔

ترجمہ: اس پر مراقی الفلاح کے محشی علامہ سید احمد طحطاویؒ نے یہ تحریر فرمایا ہے۔

وفی رواية عائشة قالت كان رسول الله ﷺ لا يقعد الا مقدار ما يقول اللهم انت

السلام الخ

یعنی حضرت عائشہؓ کی روایت میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نہیں بیٹھتے تھے مگر اتنی مقدار جس میں اللهم انت السلام پڑھ سکیں۔

وہی تفہید کا لفظی ذکرہ المؤلف انہ لیس المراد انہ کان يقول ذلك بعينه بل كان يقعد زمانا يسع ذلك المقدار ونحوه من القول تقرباً

(حاشیہ طحطاوی بر مراقی الفلاح، ۱۰)

یہ روایت بھی بتلائی ہے جو مؤلف نے ذکر کیا ہے کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ حضور ﷺ اللهم انت السلام ہی پڑھا کرتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اتنی دیر بیٹھتے تھے کہ اس میں اللهم انت السلام یا اسی کی تقریبی مقدار کا اور کوئی ذکر پڑھا جاسکے۔

اس سے معلوم ہوا کہ علامہ طحطاویؒ کے نزدیک حضرت عائشہؓ کی روایت سے یہ بھی ثابت نہیں کہ حضور ﷺ ہر فرض نماز کے بعد ضرور اللهم انت السلام پڑھتے تھے بلکہ اتنی مقدار کا ذکر پڑھتے تھے خواہ یہی پڑھتے ہوں یا اور کوئی ذکر وہاں۔

اور یہی مطلب علامہ حبی نے بھی بیان کیا ہے پھر ان دونوں بزرگوں نے یہ تصریح کی ہے کہ صحیحین یعنی بخاری اور مسلم رحمہما اللہ کی کتابوں میں فرض کے بعد جو دعائیں منقول ہیں وہ بھی اللهم انت السلام کے ساتھ تقریبی مقدار میں شامل ہیں اس لئے حضرت عائشہؓ کی روایت میں اور ان لوگوں کی روایتوں میں کوئی تعارض اور منافات نہیں ہے یعنی ان بزرگوں کے نزدیک فرض اور سنتوں کے درمیان ان دعائوں کا پڑھنا اسی طرح جائز اور ثابت اور مستحب ہے جس طرح اللهم انت السلام کا پڑھنا ہے بخاری اور مسلم کی وہ روایتیں یہ ہیں جو طحطاویؒ اور بیہقیؒ دونوں میں منقول ہیں۔

عن المغيرة انه ﷺ كان يقول في دبر كل صلاة لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطي لما منعت ولا ينفع ذا الجند منك الجند وكذا لا ينفي ما روى مسلم وغيره عن عبدالله بن الزبير كان رسول الله ﷺ اذا سلم من الصلوة قال بصوته الاعلى لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير ولا حول ولا قوة الا بالله ولا نعبد الا اياه له النعمة وله الفضل



وله الشاء الحسن لا اله الا الله مخلصين له الدين ولو كره الكافرون ۱۰

ترجمہ: یعنی مغیرہ سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ ہر نماز کے بعد پڑھتے تھے۔ لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطي لما منعت ولا ينفع ذا الجند منك الجند (بخاری ومسلم) اور اس طرح حدیث عائشہؓ مسلم کی اس روایت کے بھی متافی نہیں ہے جو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ جب نماز (فرض) کا سلام پھیرتے تھے تو بلند آواز سے فرماتے تھے۔ لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير ولا حول ولا قوة الا بالله ولا نعبد الا اياه له النعمة وله الفضل وله الشاء الحسن لا اله الا الله مخلصين له الدين ولو كره الكافرون۔

میں نہیں سمجھتے کہ امام طحاویؒ اور امام طبریؒ کی اس تصریح کے بعد کہ۔

(۱) حدیث عائشہؓ کی حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ حضور آرم ﷺ ضرور فرض نماز کے سلام کے بعد اللهم انت السلام ہی پڑھائے کرتے تھے۔

(۲) اور یہ کہ اللهم انت السلام والی روایت دوسرے مآثور ذکرول کے پڑھنے کے خلاف نہیں ہے۔

(۳) اور یہ کہ مذکورہ بالا دونوں ذکر اللهم انت السلام کے ساتھ تقریبی مقدار میں برابر ہیں۔

(۴) اور یہ کہ ان حدیثوں میں ذکرول کا سنتوں سے پہلے پڑھنا مراد ہے۔

(۵) اور یہ کہ مسلم کی روایت میں اذا سلمہ سے نماز فرض کا سلام ہی مراد ہے۔

(۶) اور تحقیق کی روایت میں دبر کل صلوٰۃ سے نماز فرض کے بعد اس کے متصل سنتوں سے پہلے کا وقت ہی مراد ہے۔

اب کون کہہ سکتا ہے کہ انیس ائمہ غویہ میں تقریبی مقدار کی جو توضیح کی گئی تھی وہ فقہاء حنفیہ کی تصریح کے موافق نہ تھی اور انیس کو یہ جرات ہو سکتی ہے کہ وہ فرض نماز کے سلام کے بعد اللهم انت السلام کے مآثور دوسرے ذکرول جیسے مآثور کو ناجائز یا آمردہ کہہ سکے۔

تنبیہ

لو پر مرقا النعمان مہارت میں اللهم انت السلام کو اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ اس میں والیک يعود السلام بھی شامل ہے بعض کتابوں میں يعود کی جگہ يرجع ہے۔

اس پر امام طحاویؒ تحریر فرماتے ہیں۔

قال فی شرح المشکوۃ عن الجزری وامامنا زاد بعد قوله و منك السلام من نحو

والیک يرجع السلام فعینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام فلا اصل له بل مختلق بعض

القصاص انتهى<sup>(۱)</sup> (حاشیہ طحطاوی بر مرقا الفلاح)

ترجمہ: یعنی شرح مشکوٰۃ میں جزری سے منقول ہے کہ اس ذکر میں جملہ ومنک السلام کے بعد جو اس قسم کے جیسے بوحائے ہیں۔ والیک یرجع السلام فحینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام تو ان جملوں کی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ بعض واعظوں کے گھڑے ہوئے ہیں۔  
مطلب یہ ہے کہ یہ ذکر صحیح روایات سے اس قدر ثابت ہے اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاكرام۔

اس فصل کے اس پسے مسئلہ میں کہ فرض کے بعد سنتوں میں کتنی تاخیر ہو سکتی ہے امام مقتدی مفرد سب شریک تھے اس لئے اس کو تو صاحب نور الایضاح ومارقا الفلاح نے عام الفاظ سے بیان کیا اس کے بعد اس فصل میں دوسرا مسئلہ یہ بیان کرنا مقصود تھا کہ آیا فرض کے بعد سنتیں اسی جگہ پڑھی جائیں جس جگہ فرض پڑھے ہیں یا اس سے دائیں یا بائیں یا آگے یا پیچھے ہٹ کر تو فوراً ایضاح میں امام کے لئے اس صورت کا یہ حکم ذکر کیا گیا ہے عبارت متن کی یہ ہے۔

و يستحب للامام بعد سلامه ان يتحول الى جهة يساره لتطوع بعد الفرض<sup>(۲)</sup>

(نور الایضاح)

ترجمہ: یعنی امام کے لئے مستحب ہے کہ سلام فرض کے بعد اپنی بائیں جانب ہٹ جائے فرض کے بعد کی سنتوں یا نفلوں کے لو اکر نے کے لئے۔

اس عبارت میں صرف یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ سنتیں فرض کی جگہ پڑھی جائیں یا ہٹ کر یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سلام پھیرتے ہی بغیر کچھ ثناء یا دعا پڑھے فوراً ہٹ جائے بلکہ مراد یہ ہے کہ اللھم انت السلام ومنک السلام الخ یا اس کے مشدود سے اذکار وادعیہ ماثورہ پڑھ کر جب سنتوں کے لئے کھڑا ہو تو مستحب یہ ہے کہ بائیں جانب ذریعہ ہٹ کر کھڑا ہو۔

سنتوں کے لئے جگہ بدل کر کھڑا ہونا اس لئے مستحب ہے کہ (۱) اول تو باہر سے آنے والے کو یہ شبہ نہ ہو کہ لم فرض پڑھا رہا ہے اور وہ دھوکا کھا کر اقتدا کی نیت نہ کر لے (۲) دوسرا مذکورہ یہ کہ جگہ بدلنے سے دوسری جگہ بھی اس کے لئے نماز کو گواہ بن جائے گی۔

اپنی بائیں جانب ہٹنے کی وجہ یہ بیان کی کہ امام کی بائیں جانب قبلہ کی دائیں جانب ہوتی ہے اور قبلہ کی دائیں جانب کو اس کی بائیں جانب پر شرف حاصل ہے۔ (مرقا الفلاح) (۳)

مگر علامہ سید احمد طحطاوی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

قال رسول الله ﷺ ابعجز احدکم ان يتقدم او يتاخر او عن يمينه او عن شماله في الصلوٰۃ یعنی

(۱) (فصل فی صفة الأذکار الواردة بعد صلاة الفرض ص ۱۸۶ ط مصر)

(۲) (صفة الأذکار الواردة بعد الفرض ص ۸۰ ط معبد کمپنی کراچی)

(۳) (فصل فی صفة الأذکار الواردة بعد صلاة الفرض ص ۱۸۷ ط مصر)

فی السبحة (رواه ابو داؤد و ابن ماجہ کذا فی طحاوی) (۱)

ترجمہ: یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم سے یہ نہیں ہو سکا کہ سنتوں، غلوں کے لئے آگے بڑھ جاؤ یا پیچھے ہٹ جاؤ یا انہیں طرف یا انہیں جانب کو ہو جاؤ۔

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے جگہ بہ جگہ کے لئے چاروں صورتوں کا ذکر فرمایا ہے مگر یہ حکم اسی وقت ہے جب وہیں سنتیں پڑھنے کا ارادہ ہو ورنہ ان چاروں صورتوں سے افضل یہ ہے کہ مسجد سے جا کر اپنے مکان یا حجرے میں سنتیں پڑھے۔

وقد منا عن الحلبة ان الاحسن من ذلك كله تطوعه في منزله (رد المحتار) (۲)

ترجمہ: یعنی ہم پہلے جگہ سے نقل کر چکے ہیں اور ان سب صورتوں سے بہتر یہ ہے کہ اپنے گھر یا کمرے میں نماز پڑھے۔

تیسرا مسئلہ۔ پھر ماتن نے تیسرا مسئلہ یہ بیان کیا کہ اگر لام اپنی جگہ بیٹھ کر اڑکا مارا و پڑھنا چاہے تو اس کی ہدایت کیا ہو اس کے لئے یہ عبارت ذکر کی۔

وان يستقبل بعده الناس۔ (نور الايضاح) اور مستحب ہے کہ لام فرضوں یا سنتوں کے بعد لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے یعنی اگر وہ بیٹھنا چاہے تو مستحب یہ ہے کہ لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے یعنی قبلہ کی طرف منہ کئے بیٹھا رہنا نہیں چاہیے۔

و كذا يكره بكنه قاعدة في مكانه مستقبل القبلة في صلوة لا تطوع بعدها

(انتهی۔ رد المحتار) (۳)

ترجمہ: یعنی لام کا اپنی جگہ پر قبلہ رخ بیٹھا رہنا ان نمازوں کے بعد جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں مکروہ ہے۔ خلاصہ یہ کہ جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان کے بعد تو لام اپنی جگہ نہ پھوڑے اور سوائے اس ذکر کے جس میں یہ مذکور ہے کہ بغیر پاؤں موڑے ہوئے پڑھا جائے باقی اڑکا مارا و عید اگر پڑھنا چاہے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے اور اڑکا مارا و عید پڑھ لے متن میں تو یہی صورت ذکر کی تھی مگر شرح میں اس پر یہ اضافہ کیا۔

يستقبل الناس ان شاء ان لم يكن في مقابلة مصل (الی قولہ) وان شاء الامام انحرف عن يساره وجعل القبلة عن يمينه وان شاء انحرف عن يمينه وجعل القبلة عن يساره (الی قولہ) وان شاء ذهب لحوالته (مراقی الفلاح) (۴)

(۱) (ایضاً حوالہ صفحہ ۳۶۷ حاشیہ ۳)

(۲) باب صفة الصلاة ۵۳۱/۱ ط سعید

(۳) باب صفة الصلاة مطلب فيما لو زاد على العدد الوارد في المسح عقب الصلاة ۵۳۱/۱ ط سعید

(۴) (فصل فی صفة الاذکار ص ۱۸۷ ۱۸۸ ط مصر)

ترجمہ : یعنی اگر چاہے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے بھر طیکہ اس کے سامنے کوئی نماز نہ پڑھ رہا ہو اور اگر امام چاہے تو بائیں طرف مڑ جائے کہ اس کی داہنی طرف قبلہ ہو اور اگر چاہے تو داہنی طرف مڑے کہ قبلہ اس کی بائیں جانب ہو اور اگر چاہے تو اٹھ کر اپنے کام کاج کے لئے چلا جائے۔ چونکہ مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کے لئے یہ شرط ہے کہ سامنے کوئی نماز نہ ہو اور ماتن نے صرف ایک ہی صورت ذکر کی تھی کہ مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مستحب ہے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں لوگ سنتیں پڑھنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کوئی نہ کوئی امام کے مقابل بھی نماز پڑھتا ہوتا ہے اس لئے مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کے مسئلے کو شرح میں اس طرح مقید کر دیا۔

ان یستقبل بعدہ ای بعد التطوع و عقب الفرض ان لم یکن بعدہ نافلۃ

(مراقی الفلاح) (۱)

ترجمہ : یعنی امام کو دونوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا اس وقت بہتر ہے جب سنتوں غلوں سے فارغ ہو جائے۔

تاکہ کسی نماز کا سامنہ ہونے کی صورت نہ ہو اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان میں فرض کے بعد بھی لوگوں کی طرف منہ کر سکتا ہے بھر طیکہ سامنے کوئی نماز (مبسوق وغیرہ) نہ ہو اس سے معلوم ہوا کہ سنتوں سے پہلے داہنی طرف یا بائیں طرف مڑ کر بیٹھ جائے یا داہنی طرف یا بائیں طرف یا آگے پیچھے ہٹ جائے یا اٹھ کر اپنے مکان یا حجرے میں چلا جائے تو یہ سب جائز ہے اور اٹھ کر چلا جانا اور اپنے گھر یا حجرے میں جا کر سنتیں نفلیں پڑھنا سب سے زیادہ افضل اور بہتر ہے۔

چوتھا مسئلہ۔ پھر ماتن نے اس فصل میں چوتھا مسئلہ وہ بیان کیا جس کے لئے فصل منعقد کی ہے یعنی یہ کہ نماز فرض کے بعد کیا کیا اذکار و اوعیدہ ماثور اور مروی ہیں اس مسئلہ کے بیان کے لئے اس نے یہ عبارت لکھی ہے۔

و یستغفرون اللہ ثلاثا و یقرؤن ایتہ الکرسی و یقرؤن المعوذات الخ

(نور الایضاح) (۲)

ترجمہ : یعنی لوگ نماز کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھیں اور آیہ اکرسی پڑھیں اور معوذات پڑھیں۔ اس مسئلہ کی دلیل کے لئے یہ حدیث ذکر کی ہے۔

یقول ثوبان کان رسول اللہ ﷺ اذا انصرف من صلوٰتہ استغفر اللہ تعالیٰ ثلاثا وقال

اللہم انت السلام و ملک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاكرام (رواہ مسلم) (۳)

(۱) فصل فی صفۃ الأذکار ص ۱۸۷ ۱۸۸ ط مصر (۲) فصل فی الأذکار الواردة بعد الفرض ص ۸۰ ط  
مر محمد کتب خانہ کراچی (۳) باب استصحاب الذکر بعد الصلاۃ ۱ ۲۱۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

## (مراقی الفلاح) ۱۰

ترجمہ : یعنی ثوبان بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار پڑھتے اور فرماتے اللھم انت السلام و منک السلام تبارک انت یا ذا الجلال والاكرام  
اسی ثوبان کی حدیث کے دوسرے طریق میں یہ لفظ ہیں۔  
كان الی۔۔۔ اذا سلم الخ (جمع الفوائد)  
ترجمہ : یعنی آنحضرت ﷺ جب سلام پھیرتے تو تین بار استغفار کرتے اور اللھم انت السلام الخ پڑھتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ صنف نور الایضاح نے فرض کے سلام کے بعد ہی سے اذکار ماثورہ کا بیان شروع کیا ہے کیونکہ حدیث ثوبان کا مطلب یہی ہے کہ فرضوں کے سلام کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھ کر اللھم انت السلام پڑھا کرتے تھے، چہ یہ کہ اللھم انت السلام الخ کا فرض کے بعد سنتوں سے پہلے پڑھنا متفق علیہ ہے۔  
اور چونکہ فرائض کے بعد جو اذکار مصنف نے ذکر کئے ہیں ان میں امام مقتدی منفرد مسبوق وغیرہ کا کوئی فرق نہ تھا اس لئے جمع کے سیغ سے اس کو ذکر کیا مطلب یہ کہ تمام نمازی فرائض کے بعد یہ اذکار پڑھا کریں اور جب اذکار سے فارغ ہوں تو

ثم يدعون لا نفسهم وللمسلمین و لعلیہم ثم یسبحون بها و جوہم فی اخرہ ۱۰۵  
ترجمہ : نمازی اپنے لئے اور مسلمانوں کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا کریں پھر اخیر میں اپنے ہاتھ منہ پر پھیر لیا کریں۔

یہ مصنف نے ذکر اور دعا کا مسنون اور مستحب طریقہ ذکر کیا ہے اس میں کہیں پر کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے یہ سمجھا جائے کہ یہ تمام کام سب مل کر اجتماعی طور پر کریں اور یہ تو ہو بھی نہیں سکتا اس لئے کہ یہ ذکر اور دعائیں اس شخص کے لئے بھی اسی طرح مستحب ہیں جو تنہا نماز پڑھے اور مسبوق کے لئے بھی اور ظاہر ہے کہ ان سب کی فرغت آگے پیچھے ہوگی۔  
لطفائف مطبوعہ میں اس عبارت کا جو ترجمہ کیا گیا ہے اس میں اصل عبارت کے خلاف یہ الفاظ اپنی طرف سے بڑھادیئے گئے ہیں (اور سب مل کر) لہذا لکن اس معنی کا کوئی لفظ مراقی الفلاح میں نہیں ہے۔ پھر لطفائف میں لکھا ہے :-

”عبارت مندرجہ بالا سے صاف طور پر ثابت ہے کہ امام اور مقتدین سب کامل کر اجتماعی طور پر دعا مکتبہ حدیث سنت تالیف و اذکار ماثورہ مستحب ہے“

(۱) (فصل فی صلفۃ الاذکار ص ۱۸۸ ط مصر)

(۲) (فصل فی الاذکار الواردة بعد الفرض ص ۸۰ ط میر محمد کتب خانہ کراچی)

یہ نتیجہ بھی اسی غلطی پر مترتب ہے کہ مراقی الفلاح کی عبارت میں (سب مل کر اجتماعی طور پر) کے الفاظ اپنی طرف سے بڑھادیے گئے ہیں۔

لور یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ یہ تمام اذکار اور دعائیں وہ ہیں جو سنتوں کے بعد پڑھی جائیں حالانکہ مراقی الفلاح میں اس کی بھی تصریح نہیں ہے لور اس کے جملہ بعدہ ای بعد التطوع کا تعلق صرف استقبال ناس کے مسئلے سے ہے نہ قرأت اذکار و لو عید سے۔

لطفائف مطبوعہ میں یہی ایک عبارت تھی جس سے لوگوں کو کچھ اشتباہ ہو سکتا تھا مگر اب ان کو معصوم ہو جائے گا کہ اس عبارت میں بھی مرویہ اجتماعی دعا کی کوئی دلیل نہیں ہے لور جو الفاظ کہ اجتماعی پر دلالت کرتے ہیں وہ اپنی طرف سے بڑھائے ہوئے ہیں۔

لور یہ کہ یہ سب کچھ اسی غیر افضل صورت میں ہے کہ فرضوں کے بعد سنتیں بھی مسجد میں پڑھی جائیں ورنہ افضل یہی ہے کہ گھر میں یا حجرے میں جا کر پڑھے لور اگر لوگ اس افضل پر کسی وجہ سے عمل نہ کر سکیں لور لام اس پر عمل کرنا چاہے لور سنتوں کے لئے اپنے حجرے میں جائے تو اسے کیوں روکا لور مجبور کیا جائے کہ وہ ایک غیر افضل صورت کو زبردستی اختیار کرے۔

اس کے علاوہ لطفائف مطبوعہ میں لور کوئی چیز لائق جواب نہیں ہے بعض عبارتیں جو سنتوں کی تاخیر کرنے کے بارے میں مروی ہیں وہ اسی اختلاف پر مبنی ہیں کہ آیا اللھم انت السلام کے عداوہ لور لوزکار ماشورہ لور او عید مرویہ سنتوں سے پہلے پڑھنا جائز ہے یا نہیں تو اس کے بارے میں طحاوی اور علامہ حلی لور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی اشعۃ الملمعات کی عبارتیں اس بارے میں صاف و صریح ہیں کہ جائز ہے لور کراہت یا عدم لولویہ کی روایت مروجہ ہے۔

لور اس صورت میں تمام احادیث جن میں دہر الصلوات المسکوبات کا لفظ ہے لور وہ احادیث جن میں اذا سلم یا اذا انصرف کا لفظ ہے ان سے یہی مروا لینا بھتر ہے کہ فرض کے بعد سنتوں سے پہلے پڑھنا مروج ہے لور ان کی وہ تاویل جو علامہ لنن ہمام نے کی ہے بالکل غیر ضروری ہے لور اسی وجہ سے علامہ طحاوی لور علامہ حلی لور دوسرے محققین حنفیہ نے اسے پسند نہ کیا لور لوزکار ماشورہ کی معتبر روایتوں کو اللھم انت السلام والی روایت کے ساتھ غیر معارض لور غیر منافی قرار دیکر ان کے پڑھنے کی اجازت دی۔ وائدہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ شعبان ۱۳۸۸ھ

فائدہ نفیسہ

ہم نے مسئلے کی جو تحقیق گزشتہ سطور میں تحریر کی ہے اس کی تائید حضرت بقیدہ السلف حجتہ الخلف شاہ ولی اللہ نور اللہ مرقدہ کی مندرجہ ذیل عبارت سے ہوتی ہے حجتہ اللہ الباقیہ میں شاہ صاحب لول وہ لوزکار و لو عید جو خاکسار نقل کر چکا ہے لور جن میں اللھم انت السلام کے لور بھی قدرے طویل دعائیں شامل ہیں تحریر فرما کر لکھتے ہیں۔

والاولیٰ ان یأتی بهذه الاذکار قبل الرواتب فانه جاء فی بعض الاذکار ما يدل علی ذلك نصا کقوله "من قال قبل ان یتصرف و یشی رجليه من صلوٰۃ المغرب والصبح لا اله الا الله وحده لا شریک له الخ" و کقول الراوی کان اذا سلم من صلوٰۃ یقول بصوته الا علی لا اله الا الله الخ اخره و فی بعضها ما يدل ظاهر اکثوله دبر کل صلوٰۃ. اما قول عائشہؓ کان اذا سلم لم یقع الا مقدار ما یقول اللهم انت السلام فیحتمل وجوهاً منها انه کان لا یقعده بهیئة الصلوٰۃ الا هذا القدر ولكنه کان یبیا من اوبتیا سراویقبل علی القوم بوجهه فیأتی بالاذکار لنلا یظن الظان ان الاذکار من الصلوٰۃ.

ومها انه کان حینا بعد حین یتروک الاذکار غیر هذه الکلمات یعلمهم انها لیست فريضة. والا صل فی الرواتب ان یأتی بها فی بیتہ والسرفی ذلك کله ان یقع الفصل بین الفرض والراتب بما لیس من جنسها وان یکون فصلا معنیه یدلک بادی الرای وهو قول عمرو لمن اراد ان یتفجع بعد المکتوبة اجس فانه لم یهلك اهل الکتاب الا انه لم یکن بین صلوٰۃهم فصل فقال النبی ﷺ اصاب الله بک یا ابن الخطاب وقوله صلعم اجعلوها فی بیوتکم والله اعلم. (حجة الله السالعة) ۱۰۰

(ترجمہ) اور اولیٰ یہ ہے کہ ان اذکار کو سنن مؤکدہ سے پہلے ادا کرے کیونکہ بعض اذکار میں تو اس کی تصریح ہے جیسے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد کہ "جو شخص نماز مغرب اور نماز صبح کے بعد لوٹے اور پائیں مونہ سے پہلے یہ کہ لا اله الا الله الخ اور جیسے رومی کا یہ قول کہ آنحضرت ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو اپنی بلند آواز سے فرماتے لا اله الا الله الخ۔ اور بعض اذکار میں ظاہر اس پر دلالت ہے جیسے یہ قول کہ نماز کے بعد یہ پڑھتے تھے۔ ربہ حضرت عائشہؓ کا یہ قول کہ جب آنحضرت ﷺ سلام پھیرتے تو اس سے زیادہ نہیں بیٹھتے کہ اللہم انت السلام الخ پڑھیں تو اس قول کے کئی احتمال ہیں ازاں جمہ یہ ہے کہ آپ نماز کی بیعت پر اس مقدار سے زیادہ نہیں بیٹھتے تھے بلکہ دائیں بائیں مزجتے تھے یا لوگوں کی طرف منہ کر لیتے تھے تاکہ کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ اذکار و اعمیہ بھی نماز میں داخل ہیں اور ازاں جملہ یہ ہے کہ آپ سوائے اللہم انت السلام کے اور اذکار ادیاناً چھوڑ دیتے تھے چھوڑنے سے یہ تعلیم مقصود تھی کہ اذکار و اعمیہ فرض نہیں ہیں اور سنتوں میں اس حکم یہ ہے کہ گھروں میں ادا کی جائے اور اس سب کا راز یہ ہے کہ فرضوں اور نفلوں میں ظاہر طور پر فصل اور فرق ہو جائے جو ظاہری نگاہ سے معلوم ہو سکے اور یہی مطلب ہے حضرت عمرؓ کے اس فرمانے کا اس شخص سے جو فرضوں کے بعد متصل سنتیں پڑھنا چاہتا تھا کہ بیٹھ جا۔ کیونکہ پہلی امتوں کو ایسی بات نے ہلاک کیا کہ فرائض اور نوافل میں ان کے فرق نہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابن خطابؓ خدا نے تمہیں درست طریقہ ہدایت فرمایا اور یہی مطلب ہے آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کا کہ سنتیں گھروں میں پڑھا کرو۔ آتئی

کتبہ العبد الضعیف محمد کفایت اللہ غفرلہ سنہ ۱۳۳۳ھ بمابان ۳۳۳ھ

## تمہ (مخطوطہ)

ایہا الکرام! کیف تعرفون مسئلہ دعاء الاحتماعیہ برفع الیدین دبر الصلوٰۃ المکتوبات و تamen المامومین علی دعائہ؟ هل الدعاء بهذه کیفیۃ جازر شرعا ام لا؟ ان جارما الاستدلال علی ذلك "و الا ما الحجة ما علی عدہ الحواز" ففی صورة عدہ الحواز احبرونی ما الجواب عن کثرة علماء اهل السنة فی زماننا هذا یدعون الله تعالی دعاء احتماعیۃ دبر الصلوٰۃ المکتوبات برفع الیدین کتوی مولانا اشرف علی تھانوی فی کتابہ بہشتی ربور وان لم یسد بالقران ولا بالحديث ولا بالفقه و کتوی مولانا مفتی کفایت اللہ الدہلوی کان اللہ تعالیٰ لہ حیت حت عندہ حتا عظیما فی کماہ البقاس المرعوبۃ فی حکم الدعاء بعد المکتوبۃ و عن حدیث اسود العامری عن ابیہ احرحہا ان ابی تیبۃ قال صلیت خلف رسول اللہ ﷺ الفجر فلما سلم احررف و رفع یدیه ودعا (الحديث) وان حاز ما الجواب عن حدیث رسول اللہ ﷺ احرحہا البقی فی سنن الکبریٰ ص ۱۸۲ ج ۲ عن اس قال صلیت خلف النبی ﷺ کان اذا سلم یقوم (الحديث) و عہ صلیت خلف ابی بکر کان اذا سلم و تب کانه علی رصف سنن الکبریٰ ص ۱۸۲ ج ۲ و عن حدیث عائشۃ کما فی مسلم کان السی ﷺ اذا سلم من الصلوٰۃ لم یقعہ الا مقدار ما یقول اللهم انت السلام الخ و عن عدم تعامل الصحابة فی وقت ما فحینئذ ما الحکم علی حدیث اسود العامری المار؟ هل هذه من احار الا حاد العدول النی کان الامام ابو حنیفۃ یروہا فیما تعہ بہ البلوی ام کیف و ایضا ما للکلام علیہا من جهة الاسناد؟

ضیاء الحسن انصاری۔ ایل۔ ایل۔ ایم ایف پنجاب میڈیکل افسر بہرہ اعلیٰ عدۃ الحکومت (مفتی نزعہ)  
(جواب) حدیث حضرت اس کان اذا سلم یقوم الخ اور دوسری حدیث صلیت خلف ابی بکر کان اذا سلم و تب کانه علی رصف الخ یہ دونوں روایتیں تو حدیث عائشۃ کے بھی حذف ہیں جس میں اذا سلم من الصلوٰۃ لم یقعہ الا مقدار ما یقول الخ موجود ہے حضرت عائشۃ سلام کے حد تصوراً سابقہ و بیان فرماتی ہیں اور حضرت انس کی دونوں روایتیں قعود کی مطابقت لیتی کرتی ہیں اور مسئلہ کی تفصیل رسالہ نفاس مرغوبہ میں کردی گئی ہے اسود عامری کی روایت مجموعہ فتاویٰ عبدالحی سے نقل کی گئی ہے مصنف ابو جریز ابی شیبہ کا نسخہ موجود نہیں ہے ورنہ اس کے صفحہ کا حوالہ دے دیا جاتا۔ اور یہ روایت اثبات احتجاب کے لئے کافی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ



## نواں باب

### مسافر کی نماز (قصر)

وطن اصلی کب باطل ہوتا ہے؟

(سوال) ایک شخص کا وطن اصلی لاہور تھا پھر اس نے لاہور کو چھوڑ کر دہلی کو اپنا وطن بنالیا اور وہیں اس کے بال بچے اور اہلیہ ہے غرض کہ مدت سے وہ شخص دہلی میں مع اہل و عیال قیام کر رہا ہے اور لاہور میں اس کے بھائی حقیقی اور ماں بھینس مکان اور کچھ زمین بھی ہے اور رہتا وہ مدت سے دہلی میں ہے اس شخص کو لاہور میں جانے کے لئے سوانیت ۱۵ ایوم کے گھرنے کے لئے نماز قصر پڑھنی پڑے گی یا کہ پوری؟ اگر سالہ رکن دین اور مؤلف مولوی رکن الدین ادوی میں تحریر ہے کہ اگر پہلے وطن میں زمین یا مکان وغیرہ ہوں تو کم نیت اقامت ۱۵ ایوم کے بھی نماز پوری پڑھنی پڑے گی حوالہ عالمگیری۔ اور حاکم شریعہ (۱) میں عبارت یوں ہے۔ فاما کان للامان وطن اصلی ثم اتخذ موضعاً اخر وطناً اصلياً سواء كان بينهما مدة السفر اولم يكن يطل الوطن الأصلي الاول حتى لو دخله لا يصير مقيماً الا بنية الإقامة اور لفظ يطل پر شرح عمدة الراية میں حدیث منقول ہے يدل عليه ان النبي ﷺ واصحابه لما دخلوا مكة وغزوة الفتح وحجة الوداع قصر وفيها مع انها كانت مولدهم ومسكنهم وما ذلك الا لبطلان وطنيته باتخاذ المدينة وطناً بالهجرة. عبارت مذکورہ سے ثابت نہیں ہوتا ہے کہ اول وطن میں اگر مکان یا زمین وغیرہ ہو تو نماز قصر نہیں ہوگی۔ یہاں تو جہول

(جواب ۵۵۹) وطن اصلی اگر اس طرح چھوڑا جائے کہ اس سے تمام تعلقات منقطع کر دیئے جائیں نہ کچھ زمین و مکانات ہوں اور نہ کوئی اہل و عیال میں سے وہاں ہو تو وہ وطن باقی نہیں رہتا اور پھر وہاں نماز پندرہ دن سے کم مدت میں قصر کرنا چاہیے ورنہ وہ وطن باقی رہتا ہے۔ فی العالمگیریہ. و يطل الوطن الا صلي بالوطن الا صلي اذا انتقل عن الاول باهله و اما اذا لم ينتقل باهله ولكنه استحدث اهلاً ببلدة اخرى فلا يطل وطه الاول و يتم فيهما (ص ۱۵۱) ولو انتقل باهله و متاعه الى بلد و بقي له دور و عقار في الاول قبل بقي الاول و طاله و اليه اشار محمدؒ في الكتاب كذا في الزاهدی (عالمگیری ص ۱۵۱) ۲. اور محض کسی شہر کا مولد و مسکن ہو یا وطن اصلی کے ثبوت کے لئے کافی نہیں اور آنحضرت ﷺ کا مکہ میں قصر کرنا اس وجہ سے تھا کہ وہاں آپ کا کوئی گھر وغیرہ باقی نہ تھا۔ يدل عليه قوله عليه السلام هل ترك لنا عقيل منزلاً (رواه البخاري) (۲)

(۱) بيان الوطن الأصلي والإقامة ۲۳۸ ط مکتبہ حقیقیہ ملتان

(۲) (الباب الخامس عشر في صلاة المسافر ۱۴۲/۱ ط ماحدیہ کوئٹہ)

(۳) (باب توريث دور مكة ومعها و شرانها كتاب المسالك ۲۱۶/۱ ط قدیمی)

(۱) جہاز کے ملازم کے لئے نماز کا حکم  
(۲) کارڈرائیور کے لئے نماز کا حکم

(سوال ۱) ایک شخص جہاز میں نوکری کر رہا ہے اور ایک شہر میں جاتا ہے دو دن جہاز وہاں ٹھہرتا ہے پھر وہاں سے لوٹتا ہے غرض جہاز کی بی نوکری سے اور یہی کام ہے۔  
(۲) موٹر میں سیر کرنے کے لئے سو پچاس میل تک جاتے ہیں اور چارپانچ گھنٹے میں جاتے ہیں اور اسی مقدار میں لوٹتے ہیں راستہ میں نماز کا وقت ہو گیا تو قصر پڑھیں یا پوری 'خولہ سیر کی غرض سے جائیں یا کسی کام سے۔

(جواب ۵۶۰) ان دونوں صورتوں میں قصر نماز پڑھنی چاہیے کیونکہ مسافت قصر کا ارادہ کر کے ٹکنا قصر کے ثبوت کے لئے کافی ہے، خواہ وہ ٹکنا دوامی طور پر ہو یا گاہے گاہے اور خواہ ملازمت کے صیفے میں ہوا تجارت و سیاحت کے اور خواہ وہ مسافت کئی گھنٹے میں طے ہو جائے جیسے کہ ریل اور موٹر وغیرہ کے ذریعہ سے دنوں کی مسافت گھنٹوں میں طے ہوتی ہے۔ وھذا کله ظاہر واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔  
کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

### قریب قریب آبادیوں میں نماز کا حکم

(سوال) موضع سٹھلیہ تحصیل جانشہ ضلع مظفر گڑھ میں واقع ہے اور موضع دھانسی و کمبہ و دتیزہ وغیرہ موضع مذکور سے دو دو تین تین میل کے فاصلے پر آباد ہیں اور مواضع مذکورہ شہر دہلی کے ماتن پچان کو سیاس سے زائد کافی صلہ ہے مولوی فاروق صاحب کی پیدائش موضع سٹھلیہ مذکور کی ہے اور اسی موضع میں پرورش ہوئی ایک بھٹی ما، محمد یعقوب صاحب وہیں رہتے ہیں اب مولوی فاروق صاحب دہلی سے مواضع مذکورہ کو سفر کرتے ہیں اور کسی موضع میں پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت بھی نہیں کرتے مگر مانند مقیم نماز پڑھتے ہیں قصر نہیں کرتے اگر کہا جاتا ہے تو کسی کو یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ سب گاؤں میرے وطن کے ہیں اور کہیں یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں قصر نماز نہیں آئی اور کسی سے کہتے ہیں کہ مجھ پر نماز قصر واجب نہیں کیونکہ میں ہمیشہ سفر میں رہتا ہوں تو صورت مسئولہ میں مولوی فاروق صاحب کا وطن دہلی ہے یا سٹھلیہ اور ان پر قصر واجب ہے یا نہیں؟ اگر واجب ہے تو جن مقیم مقتدیوں نے مولوی صاحب کے پیچھے نماز پڑھی ہے ان کی نماز ہو گئی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی تو بخشی نمازیں مولوی صاحب کے پیچھے پڑھی ہیں ان کا لوٹنا واجب ہے یا نہیں اور مولوی فاروق کا یہ کہنا کہ یہ سب گاؤں میرے وطن کے ہیں اور حدیث میں نماز قصر نہیں آئی جس پر موضع تیزہ میں احقر کے سامنے روایت ابن عباس سے بحوالہ مشکوٰۃ استدلال کرنا چاہا اور

مشکوٰۃ منکات پر جان چڑھ کر منع شن پور کو چیت ہوئے اور یہ کہ میں ہمیشہ سفر میں رہت ہوں اس واسطے مجھ پر قہر واجب نہیں صحیح بیباک! اور کذب صریح! اور یہ شخص امام ابو حنیفہ کا مقلد ہے یا نہیں؟  
المستفتی نمبر ۱۸۲: مولیٰ محمد حنیف صاحب خلع منظر مگر۔

۸ شوال ۱۳۵۲ھ ۲۳ جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۵۶۱) بھائی یہ معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ صاب نے سٹھلہ سے ترک وطنیت اور دہلی کو وطن بنانے کی نیت نہیں کی تھی اس لئے وہ جب دہلی سے سٹھلہ جاتے ہوں گے تو وہاں جاتے ہی وہ مقیم ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ ان کا وطن اسی ہے وہاں چند روز ان کی نیت کریں یا نہ کریں پھر سٹھلہ سے اس کے آس پاس کے مواضع میں پھرتے ہوں گے اور چونکہ وہ مقدار سفر کی مسافت کے اندر اندر ہوتے ہوں گے اس لئے وہ مسافر نہیں ہوتے اور پوری نماز پڑھتے ہوں گے یہ ایک مسلمان اور عالم کے فعل کی توجیہ ہو سکتی ہے باقی حقیقت حال اند بیہ جانتا ہے ان کا یہ کہنا کہ سب گاؤں میرے وطن کے ہیں صحیح ہے جب کہ وہ وطن سے چلیں اور آس پاس نہ ایسا نہ کریں جو مدت سفر کے اندر اندر ہوں تو ان کا خیال کہ ان پر قصر نہیں ہے درست ہے اور یہ قول کہ حدیث میں نماز قصر نہیں آئی اس کا مطلب بھی یہی ہو گا کہ اس قدر کم مسافت کے اندر سفر کرنے میں حدیث سے نماز قصر ثلاث نہیں اور یہ کہنا کہ مجھ پر نماز قصر اس لئے واجب نہیں کہ میں ہمیشہ سفر میں رہتا ہوں اس میں غلط کچھ غلط فہمی ہوئی ہے اس کے متعلق ان کا تحریری بیان ہے کہ میرے پاس بھگتوں میں اس پر غور کروں ہمیشہ سفر میں رہنے سے تو ہمیشہ قصر پڑھنی پڑے گی نہ یہ کہ قصر واجب نہ ہو یہ سال سوال میں جو وجہ اختیار کیا گیا ہے یہ علماء کے لئے مناسب نہیں ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لہ

مقیم مقتدی مسافر کے پیچھے بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(سوال) امام اگر قصر پڑھ رہے ہوں تو مقتدی دور رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھے یا نہ پڑھے؟

المستفتی نمبر ۷۹۷۷۔ مدیرِ فیح صاحب سو: اُتر (ضلع میدانی پور)

نیم‌وی اجبہ ۱۳۵۲ھ ۲۵ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۶۲) مقتدی اپنی دہر اہمیتوں میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے بلکہ فاتحہ کے قیام کر کے رکوع کرے (۱۰)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(١) ولا بد للمسافر من قصد عود - ذلك أنه حتى يبرح حوض ترعة لمساكين (عالمية) أبواب الخامس في صلاة المسافر ١٣٩٠ ط ١ ج ٢

(٢) ومع اقتداء المسافر بالمطوفين في ذلك : بعدة فئات الذين انضموا إلى الأساطير لا يفرا إلى ( التور المحار : باب صلاة المسافرين ١٢٩٢ طبع سعيد .

ریلوے ڈرائیور کے لئے نماز کا حکم

(سوال) ہم لوگ انجن ڈرائیور کا کام کرتے ہیں برہماریلوے کے اندر اور ہم لوگوں کا کام ہمیشہ سفر کا ہے اور پانچ چھ روز کا سفر ہوتا ہے اور ڈائری ہم لوگوں کی بارہ گھنٹہ کی ہے بارہ گھنٹہ کام کرتے ہیں اور بارہ گھنٹہ آرام سے سوتے ہیں لمبے سفر کا یہ حال ہے چھوٹا سفر بارہ گھنٹہ کا ہوتا ہے وہاں پر ہم لوگوں کو ایک مکان ملا ہے سونے کے واسطے اور ایک بلورچی خانہ ملا ہے کھانا بنانے کے واسطے ہم لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہے اب ہم لوگ اس بات کے خواستگار ہیں کہ ایسی حالت میں ہم لوگ نماز قصر پڑھیں یا پوری نماز پڑھیں ؟

(المستفتی نمبر ۱۰۵۹ محمد رؤف صاحب (رغنون)

(جواب ۵۶۳) اگر آپ لوگ ایب دمین دن کے سفر یعنی ۴۸ میل جانے کی نیت سے سفر کرتے ہیں تو آپ مسافر ہیں (۱) اور اگر نیت کر: آپ کے اختیار میں نہیں تو آپ مسافر نہیں ہوں گے اور اس صورت میں پوری فہم نہ ہو جائیں گے (۲) اور روزہ میں کوئی مشکل نہیں کیونکہ روزہ تو ہر حالت میں (خواہ مقیم ہو یا مسافر) رکھنا جائز ہے۔ فقط

### انگریزی میل کے حساب سے مسافت سفر

(سوال) سفر کی وہ مسافت جس کے ارادہ سے قصر ہو جی ہے انگریزی میل کے اعتبار سے مفتی چہ کتنے میل ہیں البستفتی نمبر ۱۳۴۹ محمد یونس صاحب (مصحف) ۲۷۷ از بقعدہ ۱۳۵۵ھ م ۱۰ فروری ۱۹۳۵ء (جواب ۵۶۴) انگریزی میل سے چھتیس میل کی مسافت قصر نماز کے لئے کافی ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کال اللہ لاہ دہلی

(۱) نماز کن صورتوں میں قصر کریں؟

(۲) جس راستے پر چلے اس کا اعتبار ہوگا۔

(۳) وطن اقامت سے دورے کرنے والے کا حکم

(سوال ۱) قعر نماز کن کن سورتوں میں واجب ہے (۲) ایک مقام ایسا ہے جہاں سے ریل پر سفر کرنے سے فاصلہ زیادہ ہوتا ہے اور قعر واجب ہوتا ہے اور اگر خشکی سے چاہ جائے تو فاصلہ کم پڑتا ہے کوئی صورت

(۱) اوس طرح من موضع افاقہ قصد مسيرہ باشد ایام ولایتها من انصرایام السنة صلی الفرض الرباعی وکتب الخ  
التویر مع شرحه باب صلاة المسافر ۲۹۳ ۱۲۴ سعید کراچی  
(۲) والمعتبر بية المنوع لانه اصل لا البيع كما مر في عدة وأخير الحج التویر و شرحه باب صلاة المسافرين  
۱۲۴ ۱۳۵ ط سعید  
(۳) مختص بمیل انگریزی درست بعد از آنکه تا به روز مقدس میل شرقی میرسد ۵۱ میل انگریزی کے برابر سن الفتوی  
میں مشفق بقول ۵۰ میل شرقی ۱۶ میل غربی ، حسن الفتاوی باب صلاة المسافر ۹۵ : ط سعید وحبر الفتاوی ۷۶۶  
ط مطبع

اختیار کرنا چاہیے آسانی اور موزن سے سفر کرنے میں ہے یہ مقام خشکی سے ۲۷ میل اور ریل سے ۵۳ میل پر ہے (۳) ایک شخص ملازم پیشہ بنے اور مکان سے اس کی مازمت فاصلہ پر ہے اور ہیڈ کوارٹر میں جہاں قیام ہے رہنا پڑتا ہے اور وہیں سے دورہ کرنا ہوتا ہے اس صورت میں قصر کہاں سے شمار ہوگا اور دورہ کے سفر میں کہیں مسافت حیدہ ہو جاتی ہے اور کہیں کم ایسی صورت میں سفر کے متعلق کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۳۳۳ حاجی محمد زکریا صاحب (جونہیور) ۲ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ ۱۷ مئی ۱۹۹۳ء  
(جواب ۵۶۵) جس رات سے سفر کرے اس کی مسافت کا اعتبار ہے جب ۳۶ میل یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر شروع کرے تو اپنی مسی سے نکلتے ہی قصر پڑنا چاہیے ہیڈ کوارٹر جہاں قیام رہتا ہے وہاں سے مسافت سفر کا اعتبار ہو گا وہاں سے ۳۶ میل کا ارادہ کر کے چلنے پر مسافر ہو جائے گا (۱)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

سفر کے ارادے سے اسٹیشن پہنچنے والا پوری نماز پڑھے  
(سوال) زید سفر کے لئے اپنے گھر سے چلا کئی گھنٹے دہلی اسٹیشن پر ریل میں بیٹھا رہا کہ نماز کا وقت آگیا تو نماز قصر پڑھے یا پوری پڑھنی چاہیے دہلی کا اسٹیشن بستی میں شمار ہو گیا نہیں؟  
المستفتی مولوی محمد رفیع صاحب دہلی  
(جواب ۵۶۶) دہلی کا اسٹیشن شہر کے اندر ہے یہاں نماز پوری پڑھنی چاہیے (۲)

بیشہ سفر میں رہنے والے کے لئے نماز کا حکم  
(سوال) ہم ہیں بچیں آدمی بنور سے مراد نگر ضلع میرٹھ کپڑا فروخت کرنے آتے ہیں یہ مقام ایک سو میل ضلع بنور سے ہے جب ہم گھر سے چلے تو یہ نیت تھی کہ دو مہینے مراد نگر اس طرح قیام کریں گے کہ اکثر رات کو مراد نگر میں رہیں گے اور دن کو وہاں سے دو چار کوس پر کپڑا فروخت کرنے چلے جائیں گے کبھی جائے قیام پر آجائیں گے اور کبھی جین گاؤں میں رہ جائیں گے مراد نگر ۱۵ ایوم مستقل ٹھہرنے کی شروع ہی سے نیت نہ تھی آس پاس آتے جاتے رہنے کا پیسے سے قصد ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے اس صورت میں قصر کرے یا پوری نماز پڑھے۔

(۱) إذا قصد بلدة وإلى مقصد طريق أحد حيا مسيرة ثلاثة أيام ولها والآخر دونها فسلط الطريق الأبعد كان مسافرا عندنا وإن سلك الأقصر منه الخ وعلمنا غيره الباب الخامس عشر في صلاة المسافرين ۱/۶۳۸ ط ماحديه ومن خرج من موضع بقاصدا مسيرة ناضحه أو ولها ليها من أقصر أيام السنة صلى الفرض الرباعي ركعتين الخ (التنوير وشرحه باب صلاة المسافرين ۱/۶۳۹ ط سعيد)  
(۲) يوكف قصره كمنه إلى بستی یا شہر سے جائز شرط ہے ومن خرج من عمارة موضع إقامة من جانب حروجه وإن لم يحاور من الجانب الآخر الخ (التنوير وشرحه باب صلاة المسافرين ۱/۶۴۱ ط سعيد)

المستفتی نمبر ۱۵۹۷ اصغر حسین (ضلع جھور)

۳ جمادی الاول ۱۴۳۶ھ ۱۳ جولائی ۱۹۱۳ء

(جواب ۵۶۷) یہ لوگ گھر سے سو میل کی مسافت کا قصد کر کے چلنے سے مسافر ہو گئے اب جب تک کسی ایک مقام میں چند روز نہ ٹھہرنے کی نیت نہ کریں مسافر ہی رہیں گے لہذا یہ اس حالت میں نماز قصر پڑھتے رہیں (۱) محمد کفایت اللہ کالائڈ، دہلی

(۱) مقیم کے پیچھے مسبوق مسافر بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(۲) مغرب کی نماز میں قصر نہیں

(سوال) (۱) مسافر مقتدی کو ظہر، عصر یا مغرب کی جماعت میں دو رکعتیں طیس امام کے سلام پھیرنے کے بعد بقیہ رکعتیں کیونکر پوری کرے ان میں سورہ فاتحہ پڑھے یا نہیں؟

(۲) مغرب کی نماز سفر میں قصر پڑھی اور رات کو پونے گیارہ بجے اپنے گھر پہنچ گیا تو اس کو نماز قصر پڑھنی پڑے گی یا وہ عشاء کی پوری نماز پڑھے؟ المستفتی مولوی محمد رفیع صاحب دہلوی

(جواب ۵۶۸) (۱) دو رکعتیں بھری یعنی سورہ فاتحہ اور سورہ پڑھ کر نماز پوری کرے (۲)

(۲) مغرب کی نماز میں قصر نہیں ہے اس کی تین رکعتیں مقیم اور مسافر دونوں کے لئے ہیں (۳) اور جب عشاء کے وقت سفر ختم ہو گیا تو عشاء کی پوری نماز پڑھے۔ محمد کفایت اللہ کالائڈ

(۱) مقیم مقتدی مسافر امام کے سلام کے بعد بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(۲) سفر میں فوت شدہ نمازیں کس طرح ادا کرے؟

(۳) سفر میں سنتوں کا حکم

(سوال) (۱) امام مسافر ہے اس نے قصر نماز پڑھی اور دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو مقیم مقتدیوں کو بقیہ دو رکعت کس طرح پوری کرنی چاہیے سورہ فاتحہ پڑھے یا خاموش رہے؟

(۲) سفر میں نماز قضا ہو گئی گھر پہنچ کر قصر کرنی چاہیے یا پوری نماز پڑھنی چاہیے؟

(۳) سفر میں سنتیں پڑھنی لازم ہیں یا نہیں اور سنت قصر پڑھے یا پوری؟

المستفتی مولوی محمد رفیع صاحب دہلوی

(۱) بولا برال علی حکم السفر حتی یروی الإقامة فی بلدة او قرية خمسة عشر یوم او اکثر، کذا فی الہدایة (عالمگیریہ باب صلاة المسافرين ۱۳۹/۱ ط ماحدیہ)

(۲) ولما افتداء المسافر بالمقیم فیصحب فی الوقت و ینم الخ (الدر المختار، باب صلاة المسافرين ۱۳۰/۲ ط سعید) والمسبوق من سفہ الإمام بہا او یعتصم و هو مفرد حتی یشی و یعود و یقرأ و یقضى أول صلاته فی حق القراءة و آخرها فی حق التشهد الخ (الدر المختار، باب الإمامة ۵۹۶/۱ ط سعید)

(۳) واحترز بالعرض عن السنن والوتر وبل ما یمنی عن الفجر والمغرب (رد المحتار، باب صلاة المسافرين ۱۲۳/۲ ط سعید)

- (جواب ۵۶۹) : (۱) مسافر امام کے مقتدی مقیم ہوں تو امام کے دور کعت پر سلام پھیرنے کے بعد وہ کھڑے نہ جائیں اور اپنی دور کعتیں پوری کریں ان دور کعتوں میں سورہ فاتحہ نہ پڑھیں خاموش رہیں ،  
 (۲) سفر کی قضا نماز قصر کو ادا کرنی چاہئے ،  
 (۳) سفر میں سنتیں پڑھنی لازمی نہیں اگر موقع ہو تو پڑھ لے سنتوں میں قصر نہیں چار دور کعتوں کی نماز پر رکعتیں ہی پڑھے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

ریلوے ڈرائیور سفر میں قصر پڑھے

(سوال) : مازمین ریلوے یعنی انجن ڈرائیور وغیرہ جن کا کہ سفر تقریباً ساٹھ میل سے نفاذ پڑھ سو میل تک ہوتا ہے پھر وہ لوگ دوسرے یا تیسرے یا چوتھی روز تک اپنے مکان پر واپس آجاتے ہیں ایسی حالت میں قصر واجب ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۶۰ غنی احمد خاں (اگرہ)

۷ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ ۶ جولائی ۱۹۳۸ء  
 (جواب ۵۷۰) ہاں حالت سفر میں وہ قصر کریں گے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

(۱) سفر سے وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے

(۲) مقیم نے مسافر امام کے ساتھ سلام پھیر کر باتیں کیں

(۳) مقیم نے مسافر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟

(۴) سفر میں فوت شدہ نمازیں کس طرح ادا کریں؟

(سوال) : (۱) ایک شخص لکھنؤ کا رہنے والا جو کافی عرصے سے جی دس پندرہ سال سے دہلی میں رہتا ہے اب وہ دہلی سے ٹکٹ جاتا ہے وہاں چار روز قصر نماز پڑھتا ہے چارپانچ روز کے بعد صرف ایک روز کے لئے دہلی آتا ہے تو کیا اس کو دہلی میں نماز قصر پڑھنی چاہئے؟

(۲) جس پر قصر نماز واجب ہے وہ شخص امام کی موجودگی میں نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں جب کہ اس نے اعلان نہ کیا ہو کہ میں مسافر ہوں اور دو رکعت پڑھ کر اس نے دونوں جانب سلام پھیر لیا اور مقتدیوں نے بھی سلام

(۱) وصح القضاء المقيم بالمسافر في لوف و بعده فإذا قدم المقيم إلى الإتمام لا يقرأ (التنوير و شرحه) باب صلاة المسافر ۱۲۹/۲ ط سعید

(۲) والقضاء بحكمي أي يشابه الأداء سفر و حضرة الآلة بعد ما تقرّر لا يعتبر الخ و في الشبهة "أي لو فاتته صلاة السفر وقضا في الحضر (باب صلاة المسافر) ۱۳۵ ط سعید

(۳) وبقي المسافر بالنسبة إلى كاد في حرم امن وقرار ولا يترك في خوف و قرار لا يلحق بها الخ (التنوير و شرحه) باب صلاة المسافر ۱۳۱ ط سعید

(۴) ولا يزال في حكم السفر حتى يرد الإقامة في بلدة أو قرية الخ (عالمگیریة) الباب الخامس عشر في صلاة المسافر ۱۳۹/۱ ط ما جہدہ

پھیر کر اور آپس میں بات چیت کرنے لگے کہ دور کھت ہوئی ہیں امام نے کہا کہ تم اپنی دور کھت پوری کر لو میں مسافر ہوں اس نیت سے مقتدیوں کی نماز بغیر عجدہ سو کے ہو گئی یا نہیں؟

(۳) امام جو مقیم تھا اس سے نمازیوں نے پوچھا کہ ہم نے عجدہ سو نہیں کیا نماز ادا ہو گئی یا نہیں تو مسافر امام نے کہا کہ نماز ہو گئی عجدہ سو کی ضرورت نہیں؟

(۴) زید جو کہ دلی کار بنے والا اب وہ کسی کام کی وجہ سے سارنپور جاتا ہے اور وہاں اس نے بالکل نماز نہیں پڑھی ایسی دلی آکر وہ اتنے ایام کی نماز بہ سفر میں گزرے قصر پڑھے گا یا پوری ادا کرے گا؟

المستفتی نمبر ۲۷۹۵ غیاث الدین، ۱۰ شہ ۲ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ

(جواب ۵۷۱) (۱) دلی میں اگر اس نے وطن اختیار نہیں کیا جب ایک روز کے لئے دلی آئے گا تو قصر پڑھے گا (۲)

(۲) جن مقتدیوں نے سلام کے بعد باتیں نہیں کیں اور اپنی نماز کے آخر میں عجدہ سو کر لیا ان کی نماز ہو گئی اور جنہوں نے باتیں کر لیں ان کی نماز نہیں ہوئی (۱۰)

(۳) اگر مقتدیوں نے امام کے سلام کے تلفظ کے بعد سلام پھیر اتوا ان کو عجدہ سو کرنا واجب تھا (۱۰)

(۴) سفر کی نماز قصر میں دور کھت قضائے جائیں (۱۰) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دلی

بحری جہاز کے ملازمین کے لئے نماز کا حکم

(سوال) جو آدمی سمندر میں ہمیشہ جہاز پر نوکری کرتے ہیں اور ان کے واسطے کوئی گھر مقرر نہیں ہے اور جہاز بارہ میل کے اندر اندر روزانہ دورہ کرتا ہے اور ان لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کب ان کو اس جگہ سے بدل کر دوسری جگہ لے جاوے تو وہ نماز قصر پڑھیں گے یا نہیں؟

(جواب ۵۷۲) اگر بارہ میل کے اندر ہی دورہ رہتا ہے تو وہ ہمیشہ مقیم ہیں کبھی مسافر نہ ہوں گے مسافر ہونے کے لئے ایک دم چھتیس میل سے سفر کا ارادہ کرنا ضروری ہے (۱۰) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دلی

(جواب) (از مولانا سید عظیم الحسن صاحب مجددی سنی دارالافتاء جامع مسجد ناخدا اہلکت) ہوا موافق۔

(۱) کیونکہ وطن اقامت سفر شروع کرنے کا شرط ہے و وطن الإقامة بطل لوطن الإقامة و إنشاء السفر حکما فی التبيين (عالمگیری صلاۃ المسافر ۱/۴۴۲ ط ماحدہ)

(۲) و یفسدہ التکلم و هو المطلق بحر فی و حروف مفہم الخ (التنوير و شرحه باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۱/۶۱۳ ط سعید)

(۳) و سلم الإمام قام إلى القضاء فوجد أن كان عاملاً فسدت الصلاة ولا سجود عليه إن سلم سهواً قبل الإمام أو معه وإن سلم بعده ثم لم يكرهه سفر إذا لم يجد المصلي في وقت الصلاة (باب سجود السهو ۲/۸۲ ط سعید)

(۴) و للقضاء يحكي أي يشأ به الأداء سفر حضر إلا أنه بعد ما نفور لا يصح الخ (التنوير و شرحه باب صلاۃ المسافر ۲/۱۳۵ ط سعید) (۵) من حرج من موجب إقامة فاصداً مسيرة ثلاثة أيام وليأخذها من أقصر أيام السنة الخ (التنوير و شرحه باب صلاۃ المسافر ۱/۱۲۲ ط سعید)



حبیب صاحب کو جواب میں غلط فہمی ہو گئی کہ انہوں نے دریا کو محل اقامت سمجھا حالانکہ دریا محل اقامت نہیں درخت (۱) ص ۷۷ ج ۱ میں ہے۔ فیقصر ان نوی الاقامة فی اقل من نصف شهر او نوی فیہ نكن فی غیر صالح کبحر انہی۔ لہذا صحیح یہ ہے کہ جہاز پر نوکری کرنے والے ملازم غیرہ جن کی رہائش بھی جہاز پر ہی ہوتی ہے ہمیشہ قصر پڑھیں گے خواہ بارہ میل کے اندر جہاز ہے یا ایک ہی جگہ کچھ زیادہ مدت تک رہنے کا اتفاق ہو جہاز کی روانگی کی تاریخ معلوم ہو یا نہ ہو چنانچہ رد المحتار (۲) ص ۷۷ ج ۱ اقل فی المجتبى والملاح مسافر الا عند الحسن و سفينة لیست بوطن آہ بحر. و ظاہرہ ولو كان ماله و اهلہ معہ فیہا ثم وایتہ صریحا فی المعراج انتہی واللہ اعلم.

کتبہ السید محمد نعیم احسان المجدوی عفا اللہ عنہ۔ ۲۹ رمضان ۱۳۵۵ھ

(جواب العجوب ۵۷۳) (از حضرت مفتی اعظم) میرے جواب کا مدار تو اس امر پر تھا کہ جب تک مسافر قرار پا کر قصر کی شرط پوری نہ کرے تو کسی شخص نماز قصر نہیں پڑھ سکتا اور مسافر قرار پانے اور قصر کے جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ تین دن کی مسافت قطع کرنے کی یکدم نیت کرے اگر یکدم تین دن کی مسافت قطع کرنے کی نیت نہ ہو تو چاہے ساری عمر چلتا رہے اور ساری دنیا کا سفر کر لے مگر نہ وہ مسافر قرار پائے گا نہ اس کے لئے قصر جائز ہو گا اس کی دلیل یہ ہے۔ واما الثاني (ای شرط القصر) فهو ان يقصد مسيرة ثلاثة ايام فلو طاف الدنيا من غير قصد الى قطع مسيرة ثلاثة ايام لا يترخص انتهي (بحر الرائق) (۳) سوال میں بھی اس امر کی تہ تیغ تھی کہ جن لوگوں کے متعلق سوال ہے وہ سمندر میں روزانہ بارہ میل کے اندر سفر کرتے ہیں اور میں نے جواب میں بھی اس صورت کو صراحتاً ذکر کر دیا تھا کہ اگر بارہ میل کے اندر ہی دور رہتا ہے تو وہ ہمیشہ مقیم ہیں۔

جہازوں کے ملازم جو گودیوں میں کام کرتے ہیں اور جہازوں پر دس دس بارہ بارہ میل تک روزانہ آتے جاتے ہیں وہ ملازمت کے وقت بھی مسافر ہوتے ہوں تو محل تعجب نہیں لیکن ایسے ملازمین کی بڑی تعداد ایسی بھی ہوتی ہے جو ملازمت ملنے کے وقت مسافر نہیں ہوتے مثلاً کلکتہ کے باشندے یا کلکتہ کے گرد و نواح (مسافت سفر کے اندر) کے باشندے کلکتہ کی گودی میں آکر ملازم ہوں اور ان کو ان جہازوں میں جو کنارے پر کھڑے ہوتے اور ہمیشہ کھڑے رہتے ہیں اور ملازمین کی رہائش کے لئے ہی استعمال کئے جاتے ہیں جگہ دیدی گئی اور وہ اس میں رہنے لگے اور جہازوں پر کام کرنے لگے اور روزانہ دس بارہ میل کے اندر جانے آئے لگے تو ایسے لوگ کسی وقت مسافر نہیں ہوئے اور ان کو ہمیشہ نماز پوری پڑھنی چاہئے اور تا وقتیکہ وہ کسی وقت یکدم تین دن کی مسافت کا قصد کرے نہ چلیں نہ مسافر ہوں گے اور نہ ان کو قصر پڑھنا جائز ہوگا

(۱) (باب صلاة المسافر ۱۲۵/۲ طبع سعید)

(۲) (باب صلاة المسافر ۱۲۶/۲ طبع سعید)

(۳) (باب المسافر ۱۳۹/۲ طبع بیروت لبنان)

میرے جواب کا یہی مطلب تھا اور میں اسی کو صحیح سمجھتا ہوں لیکن اگر مولانا عظیم الاحسان ان لوگوں کو بھی محض اس وجہ سے کہ وہ سمندر میں جہاز میں رہتے ہیں بغیر اس کے کہ وہ مدت سفر کی نیت کر کے چلیں مسافر قرار دیتے ہیں تو یہ بات میرے خیال میں صحیح نہیں ہے۔

دریا کے کنارے کشتی میں رہن حکم سفر لگانے کے لئے کافی نہیں ہے۔ و اشار المصنف الی ان النية لا بدان تكون قبل الصلوة ولذا قال فی التجنيس اذا افتتح الصلوة فی السفينة حال اقامة فی طرف البحر فقلها الريح وهو فی السفينة ونوی السفر یتیم صلوة المقیم عند ابی یوسف خلافا لمحمد انتہی (۱) اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ محض کشتی میں چلا جانا کسی کو مسافر بنانے کے لئے کافی نہیں ورنہ اس شخص پر جو کشتی میں نماز شروع کرے قصر لازم ہو تا خواہ مزید سفر کی نیت کرے یا نہ کرے حالانکہ اس جزئیہ میں اس کی نیت سفر جو اثنائے نماز میں کی گئی غیر معتبر قرار دیکر پوری نماز اس پر لازم کر دی گئی۔

پور تمام فقہانے مسافر بننے کے لئے تین دن کی مسافت کا قصد کرنے کے بیان میں بھی مسافت فی البر وفی البحر دونوں کا ذکر کیا ہے۔ من حاوڑ بیوت مصرہ مرید اسیر اوسطا ثلاثة ایام فی براو بحراو جبل انتہی۔ یہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ کشتی میں جانا اور رہنا ہی مسافر بنانے کے لئے کافی نہیں ورنہ سمندر میں تین دن کی مسافت کی شرط جو قصر کے لئے نہ ہوتی۔ (انجام)

## دسواں باب قضا نمازیں

قضائے عمری صحیح ہے یا نہیں اس کا طریقہ کیا ہے؟

(سوال) قضائے عمری نماز کب اور کس طرح پڑھی جائے؟

(جواب ۵۷۴) قضائے عمری کے نام سے جو نماز مشہور ہے کہ رمضان المبارک کے آخر میں ایک نماز باجماعت یا علیحدہ علیحدہ قضائے عمری کے نام سے پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ نماز عمر بھر کی قضاء نمازوں کے لئے قائم مقام ہو جاتی ہے یہ توجہ غلط اور بے اصل ہے شریعت مطہرہ میں اس کی کوئی اصل نہیں (۱) یہاں اگر کسی کی کچھ نمازیں رہ جاتی رہی ہوں تو ان کو پڑھ سکتا ہے اگر ان کا شمار معلوم ہو تو اس کے موافق اور صحیح

(۱) (باب المسافر ۱۳۹/۲ ط بیروت لبنان)

(۲) وما نقل أن الإمام قضی صلاة عمره أنه لم یصح دللت عن الإمام فلو حه كراهة القضاء لوهم الفساد (رد المحتار) باب الوتر والوافل ۳۷ ط سعید، قل فی التبر المحتار "كثر القوائت وی اول طهر علیه أو آخره" الخ (باب قضاء القوائت ۷۶/۲ ط سعید)

تعداویاد نہ ہو تو اندازہ سے ان کا شمار متعین کر لے اور پھر ان کو ایک دفعہ یا آہستہ آہستہ ادا کرتا رہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ زمانہ بلوغ کے اندر چھوٹی ہوئی نمازوں کا پورا کرنا فرض ہے ہر نماز کو قضاء کرتے وقت مثلاً اگر فجر کی نماز پڑھتا ہے تو اس طرح نیت کرے کہ فجر کی جتنی نمازیں میرے ذمہ ہیں ان میں سے پہلی نماز پڑھتا ہوں اسی طرح روز فجر کی قضا کرتے وقت یہی نیت کرے یہاں تک کہ سب نمازیں پوری ہو جائیں۔

**فوت شدہ نمازوں کی قضاء ضروری ہے توبہ کافی نہیں**

(سوال) زید نے بڑی عمر میں نماز روزہ شروع کیا تو کئی نماز روزہ قضاء کرے یا خالی توبہ سے معافی ہو جاتی ہے؟ المستفتی نمبر ۶۵۸ مجیدی، دو خانہ بمبئی، ۲۷ رجب ۱۳۵۳ھ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۵ء (جواب ۵۷۵) جتنی نمازیں روزے قضا ہوئے ہیں تخمینہ کر کے ان کی قضاء کرے صرف توبہ کافی نہیں ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

**فوت شدہ نمازوں کو کس طرح ادا کریں؟**

(سوال) فائزہ نماز کو ہر نماز کے ساتھ ادا کرتا ضروری ہے یا نہیں اگر ہر نماز کے ساتھ ادا نہ کرے اور بے ترتیب ادا کرے تو جزو ہو گیا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۳۳ محمد مقصود احمد خاں (تانبوے) ۲۹ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۱ مئی ۱۹۳۶ء (جواب ۵۷۶) فائزہ نمازوں کو ہر نماز کے ساتھ ساتھ ادا کرنا لازم نہیں مگر جس قدر جلدی ادا کر سکے کر لے ایک وقت میں متعدد نمازیں قضا پڑھ سکتا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

**قضائے عمری کی کوئی اصل نہیں۔**

(سوال) رمضان شریف میں آخری جمعہ کو قضائے عمری باور رکعت باجماعت پڑھتے ہیں یہ نماز کس کے لئے ہے، شیخ وقت نمازی کے واسطے ہے یا کہ ہر ایک کے لئے اور یہ نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱) فی حکم الواجب بالأمر، وهو بوعان، اداء، وهو تسليم عين الواجب بسببه إلى مستحقه وقضاء، وهو إسقاط الواجب بمثل من عنده (حسامی) فصل فی حکم الواجب، ص ۳۷ ط' التأخير بلا عذر كبيرة لا تزال بالقضاء بل التوبة (در مختار) قال الشامي: "أي بعد القضاء" أما بدونه فالتأخير باق فلم تصح التوبة منه لأن من شروطها الإقلاع عن المعصية (باب قضاء القوائت ۶۲/۲ ط' سعيد)

(۲) لأنه عليه السلام أمر ما يوم الحندق ثم الأداء ذلك أن المشركين شغلوا رسول الله ﷺ عن أربع صلوة يوم الحندق حتى ذهب من الليل ما شاء الله فأمر بالاداء فاذن لهم اقام فصلی الظهر ثم اقام فصلی المصبر ثم اقام فصلی المغرب ثم اقام فصلی العشاء الخ (رد المحتار) باب قضاء القوائت ۶۲/۲ ط' سعيد

المستفتی نمبر ۱۳۷۸ شیخ اعظم شیخ معظم ملاجی صاحب۔ ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ۱۱ مارچ ۱۹۳۷ء  
(جواب ۵۷۷) یہ قضائے عمری کی نماز ہے اصل ہے اور جماعت سے پڑھنا جائز ہے،  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

عمر بھر کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟

(سوال) زید اپنی عمر بھر کی نمازیں جو قضا ہو چکی ہیں ادا کرنا چاہتا ہے وہ کونسا طریق اختیار کرے وہ پچ میں کچھ نمازیں پڑھتا بھی رہا ہے۔ المستفتی نمبر ۶۲۳ المکمل محمد امین صاحب (جائیدھر)

۱۳ ایادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۷۸) جس قدر نمازیں یکدم یا تدریجاً پڑھ سکتا ہو پڑھتا رہے ہر نماز کے ساتھ اول یا آخر ہی نماز قضا پڑھ لیا کرے یہ بھی جائز ہے مگر یہ صورت جب ہے کہ قضائینی ہو ورنہ عصر و فجر کے بعد اور فجر طلوع ہونے کے بعد نہیں پڑھ سکے گا۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

عصر کے بعد فوت شدہ نمازوں کو پڑھنا جائز ہے

(سوال) ایک شخص کی چھ نمازوں سے زیادہ نمازیں قضا ہوئی ہیں تو اس کو بعد نماز عصر وہ نمازیں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نظیر الدین امیر الدین (اسلیزہ ضلع شرقی خاندیس)

(جواب ۵۷۹) فرض نماز کی قضا عصر و فجر کے بعد بھی جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

قضائے عمری کا حکم اور فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کا طریقہ

(سوال) متعلقہ قضائے عمری

(جواب ۵۸۰) قضائے عمری جو عام طور پر پڑھی جاتی ہے یہ یکساں ہے (۲) قضا شدہ نمازوں کا تخمینہ کر لیا جائے اور اس کے موافق ادا کی جائیں ہر قضا نماز کی نیت اس طرح کرے کہ میرے ذمہ جتنی فجر یا عصر کی

(۱) ولا تعاد عند توهم الفساد للہی وما نقل أن الإمام قضی صلاة عمرہ الخ (المختار) باب الوتر والوافل ۳۷/۲ ط سعید

(۲) قضاء جہلی نہ ہونے کی صورت میں یہ نفل ہوگی اور نفل ان اوقات میں پڑھنا مکروہ ہے ویکوہ أن یستفل بعد الفجر حتی یتطلع الشمس و بعد العصر حتی تغرب الخ (ہدایہ) باب موافقت الصلاة ۸۵/۱ مکتبہ شریکۃ علمیہ ملتان (کثرت القوائت نوی اول ظہر علیہ أو آخرہ الخ (المختار) باب قضاء القوائت ۷۶/۲ ط سعید

(۳) ویکوہ بعد بعد صلاة فجر و صلاة عصر ولا یکرہ قضاء فاتتہ ولو وترًا (النویر و شرحہ کتاب الصلاة ۳۷۵/۱ ط سعید)

(۴) ولا تعاد عند توهم الفساد (المختار) باب الوتر والوافل ۳۷/۲ ط سعید (کثرت القوائت نوی اول ظہر علیہ أو آخرہ الخ (المختار) باب قضاء القوائت ۷۶/۲ ط سعید)

نمازیں ہیں ان میں سے پہلی یا چھٹی نماز ادا کرتا ہوں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

پانچ سال کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟

(المعینہ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص کے ذمہ پانچ چھ سالہ نمازیں قضاء ہیں اب وہ اس نیت سے فائزہ نمازیں ادا کر چکا ہے کہ اول فجر و ظہر و عصر و مغرب و عشاء کے فرائض و واجبات سے جو میرے ذمہ ہیں وہ نمبر وار ادا کرتا ہوں کیا یہ صورت ٹھیک ہے؟

(جواب ۵۸۱) وہ گزشتہ قضا شدہ نمازیں اس طرح ادا کر سکتا ہے کہ جو نماز ادا کرے اس کی نیت اس طرح کرے کہ یہ نماز جو میں پڑھ رہا ہوں مثلاً فجر تو فجر کی تمام نمازوں میں سے جو میرے ذمہ ہیں سب سے پہلی یا سب سے پچھلی نماز فجر پڑھتا ہوں اسی طرح ہر نماز کی نیت کرے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

قضائے عمری کی حقیقت

(المعینہ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) بلاد خراسان میں ایک نماز مروج ہے جس کو قضائے عمری کہتے ہیں طریقہ او مختلف ہے بعض پانچ نمازیں باذان و جماعت پڑھتے ہیں اور بعض چار رکعت نماز نفل باجماعت ادا کرتے ہیں اور نفل کی نیت یہ کرتے ہیں۔ نویت ان اصلی اربع رکعات تقصیر او تکفیر المافات منی من جمیع عمری صلوٰۃ نفل الخ اور جواز کے ثبوت کے واسطے جو عبارت نقل کرتے ہیں ان کتبوں کا نام فتاویٰ واحدین لکھے ہے جس میں لکھا ہے کہ ”ہر کہ بکنہ ازیں نماز ضل و مضل است و از دائرہ اسلام خارج است“ اور حدیث شریف نقل کرتے ہیں کہ ”یہ سات سو نمازوں کا کفارہ بلکہ آباؤ اجداد کی نمازوں کا کفارہ ہوتا ہے“

اور ایک حدیث شریف یودود ص ۱۳۵ مطبوعہ قدوری واقعہ دہلی کی نقل کرتے ہیں۔ ”کل صلوٰۃ لا یتیمھا صاحبھا تتم من تطوعہ“ اور نفل باجماعت جائز ہونے کے لئے حوالہ تفسیر روح البیان سے نقل کرتے ہیں اور یہ بھی دلیل پیش کرتے ہیں کہ نفل باجماعت چونکہ مکروہ تنزیہی ہے اور ہمارے ملک یعنی غم میں چونکہ آیہ انگریسی انا اعطیناک الکوثر کا پڑھنا نہیں جانتے اس لئے غم کے واسطے اس میں جماعت کوئی ہے اور دوسرا یہ ہے کہ نفل باجماعت احیاناً مکروہ ہے یہ تو سال میں ایک دفعہ ہوتا ہے اس لئے جائز ہے۔

(جواب ۵۸۲) یہ نماز جس کو قضائے عمری کے نام سے ادا کیا جاتا ہے اور اس کی مختلف صورتیں رائج ہیں کہیں پانچ نمازیں باذان و اقامت کے ساتھ اور کہیں چار رکعت نفل باجماعت ادا کی جاتی ہے محض بے اصل اور اختراعی ہے شریعت مقدسہ میں اس کی اصل نہیں نہ کسی حدیث میں آئی نہ مصنف کے قول یا فعل سے

ثابت ہے نہ مجتہدین امت سے منقول فتویٰ واجہدین نسلی کوئی غیر مشہور اور غیر معتبر کتاب ہے اس میں اگر واقعی یہ لکھا ہے کہ ”ہر کہ لاکند ازین نماز ضل و مضل است و از دائرہ اسلام خارج است“ تو وہ کتاب یقیناً غلط اور خود اس حکم کی مستحق ہے کیونکہ دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا حکم قطعیات کے انکار پر دیا جاسکتا ہے اس نماز کا ابھی ثبوت ہی نہیں: واپس چائیکہ اس کے منکر کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا جائے۔

کوئی ایسی حدیث کہ یہ نماز سات سو نمازوں کا کفارہ ہوتا ہے ہماری نظر میں نہیں ہے جو صاحب ایسی حدیث بیان کرتے ہیں وہ اس کی سند اور حوالہ بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ اس حدیث میں اس قضائے عمری کی مختلف صورتوں میں سے کس صورت کا ذکر ہے؟ اور دوسری صورت جو گھڑائی گئی ہے وہ کہاں سے لی گئی ہے کیونکہ روایت سے اس نماز کا کوئی تعلق اور لگاؤ نہیں وہ تو تمام عبادت میں فراکس کے نقصان کو حضرت حق تعالیٰ اپنی رحمت سے نوافل سے پورا فرمادے گا نماز ہو یہ روزہ حج دیوار کعبہ اور وہ نوافل سال بھر کے نوافل کو شامل ہیں کسی خاص تاریخ کے نفلوں میں یہ خاصیت کہ وہ عمر بھر کی نمازوں کا کفارہ ہو جائے گا یہ اس حدیث سے کہاں ثابت ہے؟

نفل باجماعت حنفیہ کے نزدیک سوائے ان چند نمازوں کے جن کی تصریح کر دی گئی ہے (مثلاً ترویج و نماز کسوف) مکروہ ہیں کسی فقہ حنفی کی کتاب میں قضائے عمری کا تذکرہ کیا گیا ہے نہ اس کی جماعت کو رابست کے حکم سے مستثنیٰ کیا گیا۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ مکروہ خواہ تحریمی ہو یا تنزیہی ہو بہر حال وہ ممنوع شرعی ہے اور جو چیز شرعاً ممنوع ہے اس میں ثواب کی امید رکھنی اکام شریعت کو نہ سمجھنے پر مبنی ہے جس چیز کو شریعت منع کرتی اور مکروہ بتاتی ہے اس میں ثواب کیسا؟ اگر ثواب ہوتا تو وہ ممنوع اور مکروہ کیوں ہوتی؟ کیا شریعت ثواب کے کام کو بھی منع کر سکتی ہے؟ نیکی کا کام دینی ہے جو اصول شریعہ کے موافق ہو ورنہ تو تمام عبادت الہیہ نیکی کے کام ہی ہوتے ہیں لیکن چونکہ شرعاً اصل ہوتے ہیں اس لئے وہ ناجائز اور ممنوع قرار دیئے جاتے ہیں۔

پس اس مصنوعی قضائے عمری کو ترک کرنا ہی شریعت کے موافق ہے کہ یہ بدعت ہے اور ہے اصل اور ناقابل اعتدال اور فساد عقیدہ کو مستلزم ہے انکار کرنے والے ہی حق پر ہیں اور کوئی نفل نماز فرض کے قائم مقام نہیں ہو سکتی نہ چار رکعت نفل سے چار رکعتیں ظہر یا عصر کی معاف ہو سکتی ہیں چہ جائیکہ سیکڑوں یا ہزاروں نمازوں کی قضاء کے قائم مقام ہو جائے نیز معاملہ تو توقیفی ہے جس کے لئے صاف و صریح آیت یا حدیث ہونی چاہیے محض قیاسی طور پر یہ ثابت نہیں ہو سکتا اور حق تو یہ ہے کہ کوئی قیاسی دلیل بھی اس نماز کے لئے نہیں ہے۔ (۱) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

قضائے عمری کا مروج طریقہ اصل ہے

(المعینہ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۵ء)

(سوال) اخیر جمعہ رمضان میں قضائے عمری کے طور پر بوقت خمسہ کی نماز کے بعد نماز جمعہ پڑھنا اور یہ خیال کرنا کہ یہ نماز تمام قضاء نمازوں کا کفارہ ہے کہاں تک صحیح ہے؟

(جواب ۵۸۳) یہ نماز جسکو قضائے عمری کے نام سے لو اکر کے یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ ایک نماز تمام عمر کی قضا شدہ نمازوں کے قائم مقام ہوگئی شرعاً بے اصل ہے اور اصول شرعیہ کے خلاف ہے لہذا واجب ترک ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کنویں سے مرا ہوا جانور نکالا تو پچھلی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

(سوال) کنویں میں سے کوئی جانور پھو پھنا نکلے تو سارے لپائی نکالا جائے اور تین دن تین رات کی نمازوں کا اعادہ کیا جائے تو ان نمازوں کا اعادہ کرتے وقت کس طرح نیت کی جاوے کیا قضا کے غلط کے ساتھ یا خود اعادہ کا لفظ نیت کرنے میں کے؟

المستفتی مولوی عبدالرؤف خاں - جٹن پور

(جواب ۵۸۴) تین دن کی نمازوں کے اعادہ کا حکم مفتی بہ نہیں ہے جس وقت سے مردہ جانور نکلے اسی وقت سے کنواں ہٹا کر قرار دیا جائے گا (۱) اور اعادہ کی نیت میں لفظ اعادہ کمالا لازم نہیں ہے قضا کی نیت کافی ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

گیارہواں باب

(نماز و ترودعائے قنوت)

لام دعائے قنوت بھول گیا پھر رکوع کے بعد پڑھ کر سجدہ سو کیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) وتر میں لام دعائے قنوت پڑھنے کے بجائے بھولے سے رکوع میں چلا گیا مقتدی کھڑے رہے اور اللہ اکبر کہا تو لام رکوع سے واپس ہو اور دعائے قنوت پڑھ کر پھر رکوع کر کے آخر میں سجدہ سو کر لیا تو لام اور مقتدی دونوں کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

(جواب ۵۸۵) رائج یہی ہے کہ نماز سب کی ہوگئی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) قال فی العتابة عن ابی النضر "فمن یقصر صلوٰۃ عمرہ من غیر اقلانہ شئی برید الا حیاط فان کان لاجل النقصان والکراۃ فحسن" وان لم یکن لذلك لا یفعل (عالمگیریہ باب قضاء الملوٰۃ ۱/۲۴ ط ماحدیہ)

(۲) و یحکم بتجاسد من وقت المروق ان عمہ "والا فمد یوم ولیفۃ ان لم یتطیع ولم یفسح ومن ثلاثة ايام ولما لیا ان التضح أو الفسخ استجسدا" وقال "من وقت العلم فلا یلزمهم شئی من قلة قبل" وبه یفتی "التقویٰ" و شرحه کتاب الطهارة فصل فی النحر ۱/۲۱۹ ط سعید

(۳) کما لو سها عن القنوت فرکع لانه لو عاد وقت لا تفسد علی الاصح (رد المحتار باب سجود السهو ۲/۸۴ ط سعید)

وتر میں دعائے قنوت سے پہلے رفع یدین کا ثبوت

(سوال) وتر کی نمازیں قبل قنوت رفع یدین کا کیا سبب ہے؟

(جواب ۵۸۶) رفع یدین قنوت کا سبب شرعی یعنی دلیل قطعی دریافت کرنا مقصود ہے تو جواب یہ ہے کہ بخاری نے جزء رفع الیدین میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے یہ روایت کی ہے عن الاسود عن عبد اللہ انہ کان یقرأ فی اخر رکعة من الوتر قل هو اللہ ثم یرفع یدیه فیقبت قبل الركعة (انار السنن) ۱، اور بخاری نے اسی جزء رفع الیدین میں حضرت نمر سے بھی قنوت میں ہاتھ اٹھانا روایت کیا ہے۔ عن ابی عثمان قال کما وعمر یوم الناس ثم یقنت بما عد الركوع یرفع یدیه حتی ید و کفاه ویخرج ضعیہ (انار السنن) ۲، اور اگر رفع یدین کی حکمت یعنی وجہ عقلی دریافت کرنا مقصود ہے تو جواب یہ ہے کہ رفع یدین سے مقصود تہریع ماسوی اللہ ہے اور قنوت کے معنی دعائے ہیں اور دعائے موعر ض حاجت موی الموی ہے پس قنوت یعنی عرض حاجت سے پہلے ماسوی الموی سے تہریع کر لینا خلاص عبودیت کی علامت اور مفضی الیٰ! ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

(سوال) وتر کے بعد نفل دو رکعتیں پڑھ کر پڑھنا افضل ہے اور بہتر ہے یا کھڑے ہو کر؟ اور ان دونوں میں سنت کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۶ محمد رفیق صاحب مورخہ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۳۳ء (جواب ۵۸۷) وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھ کر پڑھنا آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے (۱) مگر حضور ﷺ کو تھک کر پڑھنے میں پوری نماز کا ثواب ملتا تھا اور ہم کو تھک کر پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے (۲) لیکن اگر کوئی شخص ان غلوں کو بیٹھ کر ہی پڑھے تاکہ ختمہ اور مصیبت کے فعل کی مطابقت رہے اور آدھے ثواب کو ہی پسند کرے تو اسے اختیار ہے اور جو کھڑے ہو کر پڑھے وہ پورے ثواب کا مستحق ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) (باب رفع الیدین عند قنوت الوتر) ص ۱۶۹ مکتبہ امدادیہ ملتان

(۲) (باب رفع الیدین عند قنوت الوتر) ص ۱۶۸ مکتبہ امدادیہ ملتان

(۳) عن عائشہ قالت "کان رسول اللہ ﷺ نہ یرکع رکعتین بقرأ فیہما" وهو جالس" فإذا أراد ان یرکع قام فركع الحديث (انار السنن) باب الركعتین بعد الوتر ص ۷۲ ط امدادیہ ملتان) وعن ابی امامۃ قال السیوطی کان یصلیہا بعد الوتر" وهو جالس الحديث (انار السنن) باب الركعتین بعد الوتر ص ۱۷۳ ط امدادیہ

(۴) و یتم مع قنوته علی القيام قعما حر غیر السیوطی علی الصفحہ الا بعدد الح (الدر المختار) باب الوتر والوافل ۳۷/۲ ط سعید



فرض امام کے ساتھ نہیں پڑھے تو وتر میں شامل ہو سکتا ہے۔

(سوال) ایم رمضان میں عشاء کی نماز کے وقت اگر کوئی فرض میں امام کے ساتھ شامل نہ ہو سکا تو اس کو وتر واجب امام کے ساتھ پڑھنے ہوں گے یا الگ؟

المستفتی نمبر ۷۰۲ شاہ محمد (ڈوگر پور) ۱۱ اشال ۱۳۵۴ھ ۷ جنوری ۱۹۳۶ء  
(جواب ۵۸۸) اگر تراویح کی نماز جماعت سے پڑھے تو وتر کی جماعت میں شرکت جائز ہے،  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

وتر کی تیسری رکعت میں دُعاے قنوت کیوں پڑھی جاتی ہے؟

(سوال) وتر کی تیسری رکعت میں بھی سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ پڑھ کر پھر تکبیر کہہ کر دُعاے قنوت پڑھنے کا کیا سبب ہے؟ المستفتی نمبر ۱۵۴۲ خواجہ عبدالجبار شہ صاحب (کمال)

۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء  
(جواب ۵۸۹) وتر کی نماز میں تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ و سورت کے بعد تکبیر کہہ کر دُعاے قنوت پڑھنا ثابت ہے اسی طرح پڑھنی چاہیے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

کچھ رکعات تراویح گروہ چائیں تو وتر کے بعد پڑھے

(سوال) جماعت سے چار رکعت تراویح پڑھیں اور کچھ باقی رہ جائیں کہ امام نے وتر پڑھائے تو امام کے ساتھ وُتروں میں شامل ہو جانا چاہیے یا پہلے تراویح پوری کرنی چاہیے۔ بعد میں وتر پڑھنے چاہئیں؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی  
(جواب ۵۹۰) وتر میں شامل ہو جائے بغیر رکعات تراویح کی بعد میں پڑھ سکے (۱۴)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ نصر اور دوسری میں سورۃ اخلاص پڑھنا

(سوال) اگر امام وتر کی نماز پڑھائے اور اس میں پہلی رکعت میں انا انزلنا دوسری میں اذا جاء لور تیسری

(۱) بقى لو تركها الكل هل يصلون الوتر بحده غير اجماع قوله فليراجع قصبة العليل في المسئلة السابقة بقولهم لا يها  
مع ان يصلى الوتر بحده في هذه الصورة انه ليس يقع للتراويح ولا للعشاء عند الإمام (طحطاوى على الدر المختار)  
باب الوتر والوافل بحث في التراويح ۲۹۷/۱ ط بيروت  
(۲) عن أبي سعيد عن رسول الله ﷺ كان يقرأ قبل ركعة (آثار السنن ص ۱۲۷ ط اعداديه ملتان) و يكرر  
قبل ركعة ثانيا والعشاء و قبل ركعة ثالثة الوتر و الوافل ۶۲ ط معبد  
(۳) وفيها بعد صلاة العشاء التي يقرأ فيها الوتر و بعده هي الاصح فهو فانه بعضها وقام الإمام الى الوتر أو بر معه ثم صلى  
ما فاتته الخ (السيوطي و شرحه باب الوتر والوافل ۲۴۴ ط معبد)

میں قل هو الله احد پڑھتا ہے تو نماز میں کسی قسم کی کراہت تو واقع نہیں ہوئی؟

المستفتی مولوی محمد رفیع صاحب دہوی

(جواب ۵۹۱) درمیان میں صرف تبت چھوڑنا بہتر نہیں خلاف لوہی ہے دوسری میں تبت پڑھنے اور

تیسری میں قل هو الله احد۔ (۱) محمد کفایت اللہ کا لکھنا دہلی

(۱) تارک واجب گناہ گار ہے

(۲) وتر واجب ہے یا نہیں؟

(۳) کوتر کا تارک گناہ گار ہے

(۴) عیدین کی نماز واجب ہے یا فرض؟

(۵) عیدین کا تارک گناہ گار ہے

(سوال) (۱) کو واجب کا تارک گناہ گار ہے یا نہیں؟ (۲) نماز وتر واجب ہے یا نہیں (۳) کوتر کا تارک گناہ گار

ہے یا نہیں (۴) عیدین کی نماز واجب ہے یا فرض؟ (۵) عیدین کی نمازوں کا تارک گناہ گار ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۱۶ محمد ولی اللہ صاحب (پنڈت ٹی) ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۰ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۹۲) (۱) کو واجب کا تارک اس شخص کے نزدیک گناہ گار ہے جو اس فعل کو واجب قرار دیتا ہے (۲)

(۲) نماز وتر میں امام ابو حنیفہ سے تین روایتیں ہیں (۲) یوسف بن خالد نے امام ابو حنیفہ سے یہ روایت کی کہ وتر

واجب ہیں اور نوح بن ابی مریم نے یہ روایت کی کہ وتر سنت ہیں اور حماد بن زید نے یہ روایت کی کہ وتر

فرض ہیں اور امام محمد اور امام یوسف کے نزدیک وتر سنت ہیں۔

(۳) ہاں امام ابو حنیفہ کے مذہب راجح تین وجوب وتر کے لحاظ سے تارک وتر گناہ گار ہے (۴) مگر دوسری

روایت سہیت اور قول صاحبین پر گناہ گار نہیں اگرچہ مستحق طاعتان کے نزدیک بھی ہے۔

(۴) عیدین کی نماز میں بھی امام ابو حنیفہ سے وجوب اور سہیت کی دونوں روایتیں ہیں اور امام محمد نے بھی اس

کے متعلق سنت کا لفظ استعمال کیا ہے (۵)

(۱) ویکرہ لتزیہا إجماعاً إن ثلاث آیات إن تدرت طولاً وقصراً وإلا اعتبر الحروف والکلمات ویکرہ الفصل

سورة قصيرة وأن يقرأ مكرراً الخ (التنوير و شرحه) فصل في القراءة ۴۶۶ ۵۴۲ ط سعید

(۲) إن السنة المؤكدة والواجب متساويان وقد في استحقاق الإثم بالترك الخ (رد المحتار) باب العیدین ۱۷۷/۲ ط

سعید (هو) (الواجب) في عرف الفقهاء عبارة ساءت وجوبه بدليل فيه شبهة ويستحق بتركه عقوبة لولا العذر (فواعد الفقه ص ۵۳۹ ط المصنف بلسنر) (کراچی)

(۳) عن أبي حنيفة في الوتر ثلاث روايات في روية فريضة وفي روية سنة مؤكدة وفي روية واجب (عالمگیری)

طبقات الثامن في صلاة الوتر ۱۱۰/۱ ط صاحبہ

(۴) إن السنة المؤكدة والواجب متساويان وقد في استحقاق الإثم بالترك الخ (رد المحتار) باب العیدین ۱۷۷/۲ ط سعید

(۵) قال في التنوير "تجب صلاحهما على من تحب عليه الجمعة الخ (باب العیدین ۱۶۶/۲ ط سعید)

(۵) عیدین کی نماز کا تارک واجب کی روایت کی، نہ پر گناہ گار ہو گا اور سمیت کی روایت کی، نہ پر گناہ گار نہ ہو گا (اگر ترک کرنا سے استخفاف نہ ہو) مگر مستحق ملامت ہو گا۔

خاصہ یہ کہ جس چیز کے واجب اور سنت ہونے میں اختلاف ہو اس میں تارک پر گناہ گار ہونے کا حکم بھی مختلف فیہ ہو گا اور جس کے واجب ہونے پر اتفاق ہو گا اس کے تارک پر گناہ گار ہونے کا حکم بھی متفق علیہ ہو گا یہ سب کام مذہب حنفی کے ماتحت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) فرض و واجب کی تعریف کیا ہے اور ان کے تارک کا کیا حکم ہے؟

(۲) کوتر کے تارک کا حکم

(سوال) (۱) واجب کا تارک گناہ گار ہے یہ نہیں فرض اور واجب و مسنون کی کیا تعریف ہے ان تینوں کا تارک گناہ گار ہو گا یا نہیں اور ان تینوں کے گناہ میں فرق ہے یا نہیں اس کا جواب قرآن و حدیث سے مدلل چنیے (۲) ایک شخص وتر کی نماز کو نہ ترک تو وہ گناہ گار ہو گا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۳۴۱۲۳۴ امجدیہ صاحب ضلع پٹنہ (بہار)

۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۵ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۹۳) واجب کا تارک اس شخص کے نزدیک گناہ گار ہے جو اسے واجب قرار دیتا ہے اور واجب ہونے میں ہی اختلاف ہو تو گناہ گار ہونے کا حکم لگانے میں اختلاف کو پیش نظر رکھتے ہوئے محتاط طریقہ اختیار کرنا لازم ہے۔

فرض اعتقادی اس کو کہتے ہیں جس کا ثبوت دلیل قطعی سے ہو واجب اس کو کہتے ہیں جس کی قطعیت کے خلاف کوئی شبہ پیدا ہو جائے مسنون ان افعال کو کہتے ہیں جو آنحضرت ﷺ کے فعل یا ترک غیبیہ تحریر سے مستحسن قرار پاتے ہوں پھر اگر ان موافقت مع ترک احیاناً ثابت ہو تو مگر کدور نہ منہ زائد میں اصل میں (۲) وتر کی نماز قصداً نہ ترک کرنے والا ہم غصہ کے مسلک راجح (واجب وتر) کے ماتحت گناہ گار ہو گا اور جو امر کہ وتر کو سنت کہتے ہیں ابوق میں حنفیہ کے دولہ حنفی امام ابو یوسف اور امام محمد بھی شامل ہیں (اور خود امام عثمٰیہ سے بھی سمیت وتر کی ایک روایت ہے 'گو مر جو ج ہے') ان کے نزدیک گناہ گار تو نہیں مگر مستحق ملامت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

۱۔ سید السوکرندہ و لواحید مسو اب ربحہ فی المسحوق الاتہ، لثرتک الح (رد المجازات لمعی ۲ ۱۷۷ ط سعید)  
 (۲) الفرض ما ثبت بدلیل قطعی لا شبہ فیہ کالایمان و لا زکات الاربعہ بکفر جاحدہ و یسقی مارکہ بلا عذر  
 والواجب ما ثبت بدلیل فیہ شبہ کصدقة الفطر والا صحیہ لا تکفر جاحدہ و یسقی مارکہ بلا ذریعہ (رد المحتار) کتاب  
 لاصحۃ ۳۱۳ ط سعید المسئۃ فی الطریقۃ المملوکیۃ فی الدینی من غیر الفرائض و لا وجوب و ایضا ما صغر عن لسی  
 من قول او فعل او تقریر عنی وحده الناس ومن المسئۃ سہدی 'ہی عاز اظہ علیہ لسی' مہر مع الترتک احیانا علی  
 سبب العناد وما کانت علی سبب العداۃ فی المسئۃ الرومۃ، قواعد نفقۃ ص ۳۲۸ ط المصنف بلسنہ کرمانجی

## وتر کا ثبوت

(سوال) باری تعالیٰ نے اپنے نبی کی معرفت عوام الناس کو ارشاد فرمایا ہے فاستنوا اهل الذکر ان کتبه لا تعمون سواک آیت کے تحت میں ہم پوچھتے ہیں اہل اندر سے کہ وہ کوئی احادیث مرفوعہ یا آثار مقبولہ میں جن سے یہ پتہ چلے کہ آنحضرت ﷺ نے جب کہ تین وتر پڑھے دوسری رکعت میں تشہد کے لئے آپ ﷺ بیٹھے ہوں اور تیسری رکعت میں قبل امانے قنوت کے رفع یدین کی اور اس کے متعلق اگر کوئی روایت ہے تو احتیاط فرمائی جائے کہ کس کتاب کے کون سے صفحہ پر یہ یا محل صحیحہ سے ثبت ہو کیونکہ اند کے نبی نے فرمایا ہے جس نے میرا اور میرے صحابہ کا طریقہ اختیار کیا وہ لوگ فرقہ بندیہ میں سے ہیں ۹

المستفتی نمبر ۲۵۸۷ مستی عبدالعزیز جامع مسجد دہلی ۸ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ م ۱۷ اپریل ۱۳۵۰ء (جواب ۵۹۴) صحیح مسلم شریف میں حضرت عائشہؓ کی ایک طویل روایت ص ۱۹۳ میں ہے جس کا آیت جملہ یہ ہے وکان یقول فی کل رکعتین التحیۃ وکان یفرض رجلاً البسوی وینصب رجلاً البسوی الخ یعنی آنحضرت ﷺ فرماتے تھے کہ ہر دو رکعتوں پر تحیۃ یعنی تشہد ہے اور حضور بایں پاؤں بٹھاتے اور بایں پاؤں کھڑا رکھتے تھے۔

اور ترمذی شریف ص ۵۰ ج ۱ مصبوعہ جبائی میں ہے قال رسول اللہ ﷺ الصلوٰۃ منی منی تشهد فی کل رکعتین الخ یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا نماز دو رکعت سے (یعنی وائل) ہ ۱۰ رکعتوں پر تشہد ہے۔

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ ہر دو رکعتوں پر تشہد پڑھنا نماز کا عام قاعدہ ہے اور حضور ﷺ نے یہی حکم کو تعلیم فرمایا ہے اور بخاری شریف ۱۰ میں حضرت عائشہؓ کی روایت میں آنحضرت ﷺ کی صلوٰۃ تہجد دو ترکیبیارہر رکعتیں اس تفصیل سے بیان فرمائی گئی ہیں کہ پھر چار پڑھتے تھے آخری تین رکعتیں وتر کی ہوتی تھیں اور مسلم شریف کی حدیث کے موجب اس میں دومرتبہ تشہد ہوتا تھا دوسری پر اور پھر تیسری پر بعض روایات میں یہ جو یہ آیا ہے کہ نہیں بیٹھتے تھے مگر آخر میں اس کی تفسیر حضرت عائشہؓ کی روایت کرتی ہے جو نسائی اور مشرک عام میں ان الفاظ سے آئی ہے۔ کان رسول اللہ ﷺ لا یسلم فی رکعتی الوتر (کنذافی آثار السنن) ۱۰ حتی آنحضرت ﷺ وتر کی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیلتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ جن حدیثوں میں دو رکعت پڑھنے کی گئی ہے اس میں بیٹھنے سے سلام پھیرنے کے لئے بیٹھنا ہر ادب اور یہ مطلب اس لئے ہے کہ تاکہ حضور ﷺ کا فعل حضور اکرم ﷺ کے اس قول کے خلاف نہ ہو جو مسلم کی روایت میں فی کل رکعتین التحیۃ کے خلاف سے موجود ہے اور ترمذی میں تشهد فی کل

۱) باب ما یجمع صفۃ الصلاۃ وما یفتح بہ ۱۹۴ قدیمی کتب خانہ کراچی

۲) باب ما جاء فی التحیۃ فی الصلاۃ ۸۷ ط سعید

۳) باب قیام لیس فی البیت فی رمضان وغیرہ ۱۵۴ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

۴) باب کیف الوتر ثلاث ۱۹۱ ط سعید آثار السنن باب الوتر ثلاث و کتاب ص ۱۶۹ حدیث ادبہ ملتان

د رکعتیں کے الفاظ میں مرنے سے پہلے رفع یدین کرنا تو یہ ضرورت  
عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے ثابت ہے۔ عن عبداللہ انہ کان یقرأ فی آخر  
رکعة من النور قل هو اللہ احد ثم یرفع بیدہ فیکف قبل الركعة رواہ البخاری فی جزء رفع  
الیدین و اسنادہ صحیح (نثار السن) ۱۔

بخاری نے جزء رفع یدین میں حضرت عمرؓ سے بھی قنوت سے پہلے رفع یدین کرنا روایت کیا ہے  
اور شافعی نے معمر بن عوفؓ سے حضرت ابن مسعودؓ اور ابو ہریرہؓ سے قنوت وتر میں رفع یدین کرنا روایت کیا ہے۔  
مذاقی آثار اسلام، مضمون احسن لفظ پندرہ ص ۱۸۱ ج ۱۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ فی

دعائے قنوت رکعت سے پہلے پڑھنی جائے یا بعد میں؟

المعینہ مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۷ء

(سوال) نماز وتر میں اہل حدیث، حد شیع کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھتے ہیں اور احناف تیسری  
رکعت میں غلبہ کر رفع یدین کے بعد ہاتھ باندھ کر دعائے قنوت پڑھتے ہیں ان دونوں میں کونسا فعل مدلول  
ہے۔

(جواب ۱۵۹۵) قنوت رکعت سے پہلے پڑھنی چاہیے کہ بعد شیع۔ لماروی عن انس ابن مالک عن  
القنوت فقال قبل الركوع رواہ البخاری ۲۔ ہاتھ اٹھا کر پڑھنا صحاح کئی حدیث سے ثابت نہیں۔  
انبیاء نے ایسے قیام میں جس میں آرمسٹون طویل ہو ہاتھ باندھنے کو مستحب کہنا ہے مثلاً اس کے قنوت  
وتر بھی ہے اور امام باقرؑ سے ایسا روایت میں ہاتھ اٹھا کر بھی قنوت پڑھنے کی مروی ہے لیکن ہاتھ باندھنا  
نی راجح اور ہی ہے۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

## بارھواں باب نماز تراویح

تراویح میں ختم قرآن پر سورہ بقرہ کی چند آیات پڑھنا

(سوال) ماہ رمضان میں تراویح میں قرآن کریم پڑھنے والے آیت حفاظ کا دستور ہے کہ انیسویں رکعت  
میں الحمد شریف کے بعد باقی ماندہ سورتیں مثلاً معوذتین، فاتحہ پڑھ کر رکعتیں پڑھتے ہیں اور تیسویں رکعت

۱۔ باب رفع الیدین عند قنوت النور ص ۱۶۹ طبع المدینۃ المنان

۲۔ ایضاً

۳۔ بخاری، باب الصلوات فی التکوین و بعدہ ۱۳۶ طبع مدینہ، ابن السنی باب قنوت النور قبل الركوع ص ۱۶۶  
طبع المدینۃ المنان

میں الحمد شریف پڑھ کر سورہ بقرہ کی آیتیں پڑھ کر رکوع کرتے ہیں بعض حفاظ اس کے بجائے انیسویں رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل ہو اللہ پڑھ کر ختم کر کے ہی رکوع میں چلے جاتے ہیں اور پھر بیسویں رکعت میں الحمد شریف کے بعد مودعہ تین پھر الحمد شریف پھر سورہ بقرہ کی آیت پڑھتے ہیں پھر رکوع کرتے ہیں مذکورہ دونوں طریقوں میں سے کون سا طریقہ زیادہ صحیح ہے؟ حافظ محمد سعید

(جواب ۵۹۶) ختم قرآن مجید کے بعد سورہ بقرہ کی آیتیں پڑھنا مستحب ہے (۱) خواہ بیسویں رکعت میں سورہ ناس کے بعد پڑھ لے یا بیسویں رکعت میں ناس تک پڑھ کر بیسویں میں اَللّٰہ سے پڑھ لے بیسویں رکعت میں الحمد اور مودعہ تین پڑھ کر پھر فاتحہ پڑھ کر رکوع اور اَلَم کی آیتیں پڑھ کر سنن نہیں چاہیے جتنی الحمد کی تکرار کے کوئی معنی نہیں ہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ!

(۱) جماعت کے ساتھ فرض نہ پڑھنے والا ترویج میں امام بن سکتا ہے

(۲) ترویج کے بعد آنے والا وتر میں شریک ہو سکتا ہے

(سول) جس حفظ نے مشاء کے فرض جماعت سے نہ پڑھے ہوں وہ ان لوگوں کو ترویج پڑھا سکتا ہے یا نہیں جو عشاء کے فرض جماعت سے پڑھ چکے ہوں۔

ایک شخص نے مشاء کے فرض جماعت سے پڑھے پھر کسی حاجت یا کسی کام سے باہر چلا گیا جب وہ شخص کام سے فارغ ہو کر مسجد میں آیا تو وتر کی جماعت ہونے والی تھی اس نے وتر جماعت سے پڑھ لئے اور ترویج پھر علیحدہ اس نے اپنی پڑھی دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس کو وتر جماعت سے پڑھنے چاہیے تھے یا نہیں اور وتر پڑھنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۹۷) جس حافظ نے مشاء کے فرض جماعت نہیں پڑھے وہ ترویج میں امامت کر سکتا ہے جتنی اس کے پیچھے ترویج پڑھتی یا پڑھتا ہے۔

جس نے ترویج کی نماز جماعت سے نہیں پڑھی اسے وتر کی جماعت میں شریک نہ ہونا چاہیے لیکن اگر شریک ہو گیا تو اس کے وتر ہو گئے گونا گئے کی ضرورت نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ! دہلی

(۱) ترویج کی دوسری رکعت میں قعدہ کے بغیر تیسری پر سلام پھیر دیا تو اورو واجب ہے

۱۔ وان یقر صلوٰۃ الا اذ حنفہ فہو من سہو (در مختار) ۵۸ فی شرح المسند ۱۰ فی المولود الحنفی من یحتمل القراء فی الصلاۃ الا فرغ من الموعودین فی الركعة الاولى ثم یقرأ فی الثانية بالمعاجلة وشی من سورة البقرة ۱ لان السی قال خبر الناس الحال انہم لعل ای الحاتم المفتح (لح) رد المحتار فصل فی القراء ۱ ۵۴۷ ط سعید

۲۔ لو صلیت جماعة تعرض وکان رجل قد صلی الفرض وحده لہ ان یصلیہا مع ذلك الإمام لان جماعة مشروعة فله المدحول فیہا معہم لعلم المحصورة رد المحتار بحث التراويح ۴۸۲ ط سعید

۳۔ قال فی الترویج و شرحہ "ووفیہا بعد صلاۃ العشاء الی الفجر قبل الوتر و بعدہ فی الاصح فلو فاتہ بعضها وقام الإمام یؤمر ان یرفعہ ثم صلی ما قالہ "الح و فی التسمية ای علی وجه لا فصلیہ (بحث التراويح ۴۸۲ ط سعید)



سے ساتھ پلایا تعین؟ شبیہ ایک رات میں کرنا جائز ہے یا تین راتوں میں؟

المستفتی ۳۰۲: فقہ محمد عزیز اللہ اجیر۔ ۱۸ صفر ۱۳۵۳ھ ۲ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۶۰۰) بلا تعین دے دیا جائے اور نہ دینے پر کوئی شکوہ شکایت نہ ہو تو یہ صورت جرت سے خارج اور حد جواز میں داخل ہو سکتی ہے شبیہ کی دونوں صورتیں بلا جان عوارض کے جو پیش آتے ہیں اور تقریباً لازم ہیں مگر وہ ہیں، بائیں پر چنے والے اور سننے والے سب کے سب مخلص ہوں اور یہ نیت مہارت شوق سے پڑھیں اور شیئ تین دن میں ختم کرنا بہتر ہوگا۔ محمد کنیت اللہ کان شدہ۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیس رکعت تراویح ثلاث ہے یا نہیں؟

(۲) کیا حضرت عمرؓ موجد تراویح ہیں؟

(۳) یزید بن رومان نے حضرت عمرؓ کا زمانہ پایا یا نہیں؟

(سوال ۱) حضرت رسول اللہ ﷺ تیس رکعت تراویح کی کوئی حدیث صحیح ہے یا نہیں؟

(۲) موجد تراویح حضرت عمر فاروقؓ نے نبی بن کعب، خیمہ داری اور رمضان میں جماعت کو کتنے رکعت تراویح کا حکم دیا تھا؟

(۳) یزید بن رومان نے حضرت عمرؓ کا زمانہ پایا ہے یا نہیں؟ چونکہ کبیری شرح فیہ المصلیٰ میں نیز محلی شرح فیہ خلاصہ لکھ میں ہے کہ یزید بن رومان نے عمرؓ کا زمانہ نہیں پایا۔

المستفتی نمبر ۶۳۱: عبد ستار (خلیج فارس) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۶۰۱) (۱) و (۲) یزید بن رومان نے حضرت عمرؓ کا زمانہ نہیں پایا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تیس رکعت تراویح کا ثبوت صاحب بن یزید محمد بن کعب قرطبی یزید بن رومان انعمش عن عبد اللہ بن مسعود عن شدہ نظام و فیہ ہم سے ثلاث ہے (قیام الملیل ۱۰۸)

(۲) حضرت عمرؓ موجد تراویح نہیں ہیں کیونکہ تراویح کا ثبوت آنحضرت ﷺ سے ہے اور نہ حضرت عمرؓ موجد جماعت ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ سے تراویح جماعت سے پہلے ہی ہے (۲) حضرت عمرؓ نے صرف اتنے

(۱) و یحبب الصکرات ہدمیة القرۃ و الدیر المحذور محب التراويح ۴۷۲ ط سعید

(۲) عن صاحب بن یزید قال: "کنا یومون علی عهد عمر بن الخطاب فی منبر رمضان بعشرین رکعة الحدیث و قال الشعمری فی کشف العبد: و کذا یصح فی قول رومان عمر ثلاث عشرة رکعة الخ و قال امامہ ابی بن کعب: تعد للدری کہ الی عمر" امر بفصلی ثلاث و عشرین رکعة ثلاث لثمت منها و قرا و استقر الامر علی ذلک فی الامم

و یعنی لحسن علی آثار الحسن و فی التراويح عشرون رکعة ص ۲۰۴ ط امدادہ ممتاز  
فت . پرہ بن رومان کہ یزید بن عمر بن الخطاب (علق الحسن علی آثار الحسن باب فی الترویج بعشرین رکعة ص ۲۰۵ ط امدادہ ممتاز)

(۳) عن عروہ ان عشدۃ اخبروہ ان رسول اللہ: "روح لیلہ من حواف البیل فصلی فی المسجد و رسی راحل یصلوہ و صبح الناس فجمعوا فاجتمع اکثر منہم فصلی فصلوا مع الحدیث و آثار الحسن" باب جماعہ التراويح ص ۱۹۹ ط امدادہ



کیا یہ نہ مسجد میں متعدد جماعتیں ہوتی تھیں ان کو ایک جماعت کی صورت میں جمع کر دیا۔ حضرت اعلیٰ نے کعب اور تعمیر داری کو حضرت مرنے گیا رہ رکعت کا حکم دیا تھا یہ ایک روایت سے ثابت ہے لیکن انہیں سے نہ ان میں جس رکعتیں پڑھے جانے کا بھی ثبوت موجود ہے اور سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین میں جس رکعت سے زیادہ کے قائل تو موجود ہیں مگر ترویج میں جس رکعت سے کم کے قائل نہیں یہ بہت کم ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

فرض الگ پڑھنے والا وتر میں شریک ہو سکتا ہے۔

(سوال) اگر کوئی شخص عشائیہ عت ہو جانے کے بعد مسجد میں داخل ہو اور اس نے ترویج جماعت سے پڑھی تو پھر وہ وتر جماعت سے پڑھے یا نہیں؟ کتاب رکن الدین کے مصنف نے پڑھنے کو منع کیا ہے اور شامی کا قول دیا ہے۔

المستفتی نمبر ۶۸۸ سکریریٰ انجمن حفظ الاسلام (خلع بھروج) ۲۷ رمضان ۱۳۵۴ھ م ۲۳ دسمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۶۰۲) اگر کوئی شخص کسی وجہ سے جماعت سے علیحدہ ہو کر پڑھے تو مضائقہ نہیں اگر ترویج کی جماعت میں شریک رہا تو وتر کی جماعت میں بھی شریک ہو سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

## ایک حدیث کی تحقیق

(سوال) عن ابن عباس ان السیّد کان یصلی فی شہور رمضان فی غیر جماعۃ عشرين رکعة والوتر (بہیقی) مندرجہ بالا حدیث کی تحقیق مطلوب ہے صحیح ہے یا ضعیف؟

المستفتی نمبر ۸۶۳ حافظ محمد شریف سیالکوٹ۔ ۲۲ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۱ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰۳) یہ حدیث کان رسول اللہ ﷺ یصلی فی رمضان فی غیر جماعۃ عشرين رکعة والوتر۔ مصنف ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ہیثمی، حبرانی، بیہقی کی حریف منسوب کی گئی ہے اور اس و ضعیف کہ گیا ہے (کذا فی مجموعہ الفتاویٰ)۔ مگر حضور اکرم ﷺ نے تین روز جماعت کے ساتھ بھی ترویج پڑھائی ہے اور وہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

۱ بالفاظ عمر "فی أری لو جمعت هؤلاء علی قاری واحد لکان عمل" نہ عزم فجمعہ علی اسی یہ کتب الحدیث ۱: ۱۰۱

۲ سنن جماعۃ الترویج ص ۲۰۹ ط مسعود

۳ قال فی الترویج "وہی عشرون رکعة بعشر تسمیہ" الخ و فی الشامیة "وہو قول الجمهور و عنہ عمل الناس شرق و غربا" مبحث الترویج ۴۵۴ ط مسعود

۴ (۳) و وقتہا بعد صلاة الفشاء الی الفجر قبل الوتر و بعدہ فلو فاتہ بعضها وقام الإمام الی الوتر أو تر معہ نہ صبی د ماند الخ (الترویج و شرحہ باب الوتر والوافل ۴۴ ط مسعود)

۵ (۴) قال ابن عسکان رسول اللہ ﷺ یصلی فی رمضان فی غیر جماعۃ عشرون رکعة والوتر اخرجہ عن ابی شیبہ و عبد بن حمید و العروی فی مجمعہ والطبرانی و البیہقی لکن سند ابن رواہات ضعیف ست (مجموعہ الفتاویٰ علی جمعی حللۃ الفتاویٰ کتاب الصلاة ۱۶۶ ط محمد اکملی لاہور)

ایک سلام کے ساتھ تیس رکعت تراویح

(سوال) ایک شخص نے تراویح کی تیس رکعت نماز ایک سلام سے اس طرح پڑھی کہ ہر دو رکعت کے بعد قعدہ پڑھ کر پھر پھر اس میں سلام پھیرا۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۷۹۵۔ ۵ مارچ ۱۴۱۷ھ اول شوال ۱۴۱۷ھ ۲۶ جون ۱۹۹۶ء

(جواب ۶۰۴) نماز تو ہو گئی لیکن رات کی نماز میں آٹھ رکعت سے زیادہ رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا خلاف سنت ہے اس لئے نماز میں کراہت آئی۔ محمد کفایت اللہ کان ابدل

تیس رکعات تراویح کا ثبوت

(سوال) عن جابر قال صلى رسول الله ﷺ في رمضان ثمان ركعات ثم اوتر (فتح الباری مطبوعہ دہلی) گزارش ہے کہ مندرجہ بالا حدیث کی صحت یا عدم صحت تحریر فرما کر منظور فرمائیں اور صحیح یا حسن ہو تو غلط صحیح یا حسن لکھ دیں اور اگر ضعیف ہو تو ضعیف تحریر فرمائیں اور یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ ابن عباس والی روایت اور مذکورہ بالا روایت میں سے کون سی صحیح ہے؟

المستفتی نمبر ۸۷۹۳۔ اشیر احمد خاں (سیالکوٹ) ۱۳ مارچ ۱۴۱۷ھ اول شوال ۱۴۱۷ھ ۲۶ جون ۱۹۹۶ء

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) یہ حدیث حضرت جابرؓ کی تراویح کے بارے میں صحیح ہے لہذا آٹھ رکعت تراویح تو آنحضرت ﷺ کی سنت حقیقہ ہے اور تیس رکعات تراویح بھی آنحضرت ﷺ کی سنت ہی ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے علیکم بسنی و سنة الخلفاء الراشدين ۱۰ اور اسی تیس رکعت تراویح پڑھنے کا قول و عمل جمہور علماء کا شرعاً و عرفاً ہے اور اسی تیس رکعت کے پڑھنے میں آٹھ رکعت بھی پڑھی جاتی ہیں جو کہ بعینہ آنحضرت ﷺ کی سنت حقیقہ ہے فتاویٰ شری میں ہے (۲) قولہ وہی عشرون رکعة ہو قول الجمهور و علیہ عمل الناس شرقاً و غرباً الخ جلد اول ص ۵۲ فقط واللہ اعلم

حبیب الرحمن مفتی عنہ نائب مفتی

سوال مثل بالا

(سوال) بندہ نے حضور سے ایک سوال کیا تھا جو کہ ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء کو لکھی اور آپ کا نمبر ۹۷۴ ہے جواب

۱) فی التوضیر و شرحہ "وہی عشرون رکعة بعشر تسلیسات لیلو لعینا بتسلیمۃ من فقد لكل سبع صحابہ بکراہۃ" صحیح  
وفی الشامیہ "لا یحیی ما فیہ لمحالۃ المتواتر مع تصریحہم بکراہۃ الریادۃ علی لندن فی مطلق النطوع لیلو الخ  
(مبحث صلاۃ التراويح ۴۵۲ ط سعید) ۲) ابن ماجہ باب تبايع سنة الخلفاء الراشدين المحدثين ص ۵ ط میر محمد  
کتاب حاتمہ کراچی

(۳) (مبحث صلاۃ التراويح ۴۵۲ ط سعید)



اس کو صحیح بتایا گیا ہے میرے خیال میں وہ مستحکم فیہ ہے انہی کے علاوہ اس کو طبرانی اور صحیح ابن خزیمہ اور قیام اللیل لمروزی کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے (۱) (۲) حدیث ابن عباسؓ اگرچہ ضعیف ہے مگر اس کی تائید دوسری روایات سے اور عمل امت سے ہوتی ہے (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لا ذلی

## حضرت ابن عباسؓ اور حضرت جابرؓ کی حدیث کی تحقیق

(سوال) مدد کا بھائی شیر احمد خاں آپ سے ترویج کے متعلق سوال کر کے جواب پا چکا ہے آخری بولب آپ کی طرف سے مکمل نہیں ہوا اور آپ نے دریافت فرمایا ہے کہ حضرت جابرؓ کی روایت فتح الباری میں کس ہے؟ چونکہ بھائی صاحب وزیا چار گئے ہوئے ہیں آج ان کا خط آیا تو اس میں ترویج کا ذکر تھا اور آپ نے متعلق بھی لہذا دوبارہ عرض کرتا ہوں۔ حدیث ابن عباسؓ قال کان رسول اللہ ﷺ یصلی فی رمضان فی غیر جماعة عشرين رکعة والوتر (بیہقی) حدیث جابرؓ عن جابر قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ فی رمضان ثمان رکعات ثم اوتر۔ فتح الباری مجبوعہ دہلی ج اول ص ۵۹ المستفتی نمبر ۱۱۷۹ حافظ محمد شریف۔ سائیکٹ۔ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰۷) حدیث ابن عباسؓ جسکو ابو بکر بن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور بخاری اور طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے ضعیف ہے (کذا فی تہذیب السنن) اور حدیث جابرؓ بن عبد اللہ جس کو صہبی اور مروزی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے روایت کیا ہے اس کی سند میں عیسیٰ بن جابر ایک راوی ہے جس کو ابو داؤد نے منکر الحدیث اور ابن معین نے عمدہ مکر اور نور نسائی نے منکر الحدیث اور متروک بتایا ہے اور حافظ ابن حجر نے تقریب میں فیہ لیں کہا ہے البتہ خزاہی نے ابن حبان سے توثیق نقل کی ہے اسی طرح ابو زرہ سے یہ منقول ہے (کذا فی تہذیب السنن) اس بناء پر حدیث جابرؓ کو بھی صحیح کے درجے میں نہیں سمجھا جاسکتا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لا ذلی

۱) رواہ الطبری فی فی الطبری و محمد بن یحییٰ المروری فی قیام اللیل و ابن حبان و ابن حبان فی صحیحہما و فی اسدہ لیس، التعلیق الحسن علی آثار السنن باب الترویج بثمان رکعات ص ۲۰۲ ط امدادیہ ملتان  
۲) وہی کتاب صغیرہ، لکھنؤ تقری حدیث ابن عباسؓ فلا شہ فی کوہ حساس لا یبعد ان یتقال بہ صحیح لغیرہ (التعلیق الحسن علی آثار السنن ص ۱۹۹ ط امدادیہ)  
۳) ابن سائب بن یزید لم یسلفہ قلت "رجل اسنادہ کلہم نقات امح" التعلیق الحسن علی آثار السنن باب الترویج عشرين رکعات ص ۲۰۴ ط امدادیہ ملتان  
۴) وقد اخرجہ عبد بن حمید، الکشی فی مسندہ و المعری فی معجمہ و الطبری فی معجمہ الکبیر و البیہقی فی مسند کلہم من طرق ابن شیبہ (ابن ابراہیم بن عثمان حدیث الامام ابن مکر بن ابی شیبہ) وهو ضعیف (التعلیق الحسن علی آثار السنن باب فی الترویج بعشرين رکعة ص ۲۰۶ ط امدادیہ ملتان) (۵) قال ابن معین: "عده ما کثیر" وقال النسائی: "منکر الحدیث" وجاء عنہ متروک" وقال ابو داؤد: "منکر الحدیث" وقال لحدیث ابن حجر فی "التقریب" فیہ لیں، "لح" و آثار السنن" باب الترویج بثمان رکعات ص ۲۰۲ ط امدادیہ ملتان

## ایک اشکال اور اس کا جواب

(سوال) گزارش ہے کہ آپ کا جواب نمبر ۹۷۱۱ موصوں ہوا۔ جو با معروض ہے کہ جس حدیث کو جناب صحیح تحریر فرما چکے ہیں اس کو دوبارہ نہ شیخ لورن صحیح فرماتے ہیں جب ایک دفعہ دارالافتاء سے ہمیں یہ الفاظ پہنچ چکے ہیں کہ "یہ حدیث حضرت چارہائی ترمذی کے بارے میں صحیح ہے" تو پھر کیا وجہ ہے کہ دوبارہ آپ بہت سے کام چلائے جا رہے ہیں اگر آپ فرمائیں کہ میرے دستخط نہیں تو اس کے متعلق غور سے یہ کام ہمارے محتاج آپ۔ آپ کے نام ہمارا اس کام کا آپ کا پتہ ہے دوسرا کوں جو دخل در معقولات سے بالغرض اگر آپ نے مندرجہ بالا حدیث کے بعض روایات کے متعلق کام فرمایا ہے تو ہماری گزارش بن کر جواب مرحمت فرمائیں۔

اول آپ کا مندرجہ بالا فتویٰ۔ دوم حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری مطبوعہ دہلی صفحہ ۴ میں اس امر کی تصریح فرمادی ہے کہ ہم جو حدیث فتح الباری میں ذکر کریں گے اس شرط سے ذکر کریں گے کہ وہ حدیث یا تو صحیح ہو یا حسن ہوگی۔ الفاظ ملاحظہ ہوں بشروط الصحة والحسن سوم نامہ ذہبی نے میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۲۸۰ میں ای حدیث کو اسی سند سے نقل فرمایا ہے جس سند سے امام محمد بن حنفیہ نے روایت کیا ہے فرق دونوں میں صرف اسی قدر ہے کہ اس سند میں بخائے محمد بن حمید کے جعفر بن حمید ہیں اس کے جہد ملہ صاحب نے اس کی سند کی نسبت فرمائی ہے۔ اسے دوسرے۔ چہارم مولانا مہدائی لکھنوی نے مولانا محمد کے حاشیے (اصحیح النجاشی) میں حضرت چارہائی روایت تحریر فرما کر لکھا ہے۔ حدیث صحیح۔ مولانا محمد باب قیام رمضان (۱)

المستطی نمبر ۱۹۶۱ حافظ محمد شریف (سیالکوٹ) ۶ رجب ۱۳۵۵ھ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء  
(جواب ۶۰۸) مدرسہ مینیہ دارالافتاء میں تمام اساتذہ میرے نام لیا آتے ہیں میں جتنے فتوے کا جواب خود نہ سکتا ہوں لکھتا ہوں باقی جواب ناب مفتی مولانا حبیب الرحمن صاحب لکھتے ہیں یہ فتویٰ جس کا آپ ذکر کرتے ہیں ان کا لکھا ہوا تھا میں نے دیکھ بھی نہیں تھا جب آپ کا دوسرا خط آیا تو میں نے ان سے دریافت کیا اور جس فتویٰ پر اس کی نقل دیکھی اور حدیث چارہائی کی سند کی تحقیق کی تو یہ بات مجھے تحقیق سے معلوم ہوئی جو میں نے آپ کو لکھ کر بھیجی۔

حدیث چارہائی کی سند کے متعلق بے شک میزان الاعتدال میں یہ لفظ لکھا ہے۔ اسنادہ وسط عمر اسنادہ صحیح و نہیں لکھا اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کرنے سے بھی صحت۔ زم نہیں کیونکہ وہ حدیث حسن بھی اس میں لکھتے ہیں اور جب اس کی سند میں ایک مجروح رولوی موجود ہے، تو

۱) باب قیام رمضان ص ۱۳۸ طبر محمد کتب خانہ کجراجی،

۲) ولی اسنادہ لی قلت 'مدارہ علی عسی من حرمہ' قال ابن معین 'عندہ ما کثر' وقال السامی 'سکر الحديث وحاء عہ مروق' وقال ابو رعدہ 'لا بأس به' وقال ابو داؤد 'منکر الحديث' قال ابن حجر فی 'اتقرب' فیہ لیح العقیق لحسن علی آثار السنن باب البراویح بیان رکعت ص ۲۰۲ طبع امدادیہ

ت کا حکم مشکل ہے مولانا عبدالحی کے ہذا اصح کہنے سے بھی لازم نہیں کہ فی حدیث بھی صحیح ہے  
نکاح میں صحت اضافی مراد ہوتی ہے ہاں ان جہاں نے اس کو اپنے صحیح میں درج کیا اس سے اتنا سمجھا  
سکتے ہیں کہ ان کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہوگی رادوی کے جرن و قدیل میں اختلاف ہونے کی بنا پر حدیث  
صحت و ضعف میں بھی یہ اختلاف ہو چکا ہے۔ محمد کفایت اللہ کا ان حدیث کو دلی

نور اکرم رحمۃ اللہ علیہ سے کتنی رکعات ثلاث ہیں؟

سوال ( کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز تلوٰت میں رمضان شریف میں گیارہ رکعت مع و ثلاث بت یا۔ میں  
ت؟ المصنفی نمبر ۱۱۸۸ عبدالحزین شمشین وا: (ضعیف اللوث)

۲۸ جمادی ثانی ۱۳۵۵ھ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

جواب (۶۰۹) تلوٰت کی رکعات کی حد لو میں ایک روایت سے جس اور دوسری روایت سے گیارہ  
کتیں معلوم ہوتی ہیں امت کا عمل صحابہ کرام کے زمانے سے جس یا اس سے زیادہ رحمتوں پر رہا ہے۔  
محمد کفایت اللہ۔ دلی

اءت مقتدیوں کے حل کے مطابق کی جائے

وال ( قسبہ سرحدت میں حفظ نے مختلفہ طور پر یہ کہنی قائم کر کے یہ وجہ بتلاتے ہوئے کہ اس سے  
شریف پختہ یاد ہو جائے گا یہ پاس کیے ہیں اسلئے ہم وگ روزانہ ڈھائی پارہ تلوٰت میں شامل ہو کر وہ  
طریقے سے کہ فی مسجد و حافظہ مقرر ہوں اور ہر ایک حفظ ایک ہی سو پارہ کو دس دس ترواق میں سنانے  
ایک حفظ کا پڑھنے میں سو پارہ ہو جائے اور مقتدیوں کے لئے ڈھائی ہو جائیں اس پر اکثر مقتدی اپنی ناتوانی  
بنا پر ڈھائی پارہ روزانہ ترواق میں سننے پر راضی نہیں ہیں و یہ کہتے ہیں کہ اگر تم کو اپنے قرآن شریف یاد کرنا  
نور ہے تو اس کی اور صورتیں ہو سکتی ہیں بارہ مہینے دور آکر ملاوہ تلوٰت کے اقلوں میں بوقت تہجد کے  
بایک دو دو کو سناؤ مگر حفظان صورتوں کو نہ دہنتے ہوئے اور زبردستی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر تم کو سننا  
ہو تو ہرے ٹپے کئے ہوئے کے موافق ڈھائی پارہ ہی سنو نہ ہم نہیں سنا تے ہر چند ان کو بھشتی زیور  
یہ دیکھا کر سمجھ پا چکا ہے کہ تمہاری اس صورت میں جماعت کم ہوتی ہے آج مسجد میں بغیر قرآن  
ریف کے رہ جاتی ہیں مگر وہ نہیں مانتے ایسی صورت میں اگر مقتدی اللہ تو کیف سے تلوٰت پڑھنا شروع  
دیں تو کیسا ہے؟ ترک سنت قرآن لازم آتا ہے یا نہیں اور ثواب میں کمی ہوتی ہی نہیں؟ نیز ان حفاظ  
سے محض و از محض منڈاتے ہیں اور بعض ہنگامہ نماز کے پوری طرح چاند نہیں ہیں اور محض ایسے ہیں کہ

جو پیچھے ملے کرتے ہیں ان کی امامت ترلوٹ میں کیسی ہے ان صورتوں میں حفاظ کی ضد مان کر حائاتی پارہ کی نہیں نکلیں جماعت کا خیال نہ کریں یا جماعت کا خیال کرتے ہوئے اللہ تو کیف سے پرہیز لیں۔

المستفتی نمبر ۱۲۳۵ امیر لدین صاحب۔ قصبہ سرحد۔ ضلع میرٹھ

۷ رمضان ۱۳۵۵ھ ۲۳ نومبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۱۰) حفاظ کی یہ ضد اور مقتدیوں کی مرضی کے خلاف جبراً حائاتی پارہ چھٹا اور نہامت کے تفرق اور منتشر کی پرہیز کرنا نہ کی بات ہے وہ اس میں یقیناً غلطی کے مرتکب ہوں گے بلکہ مقتدیوں کی رضامندی کے خلاف امامت کرنے والے کے حق میں ہمت کی وعید بھی وارد ہے اگر ضعیف و ناتواں لوگ اس امر نہ عمل کے خلاف اللہ تو کیف سے ترلوٹ لگا کر لیں تو ان کے حق میں کوئی گرفت نہ ہوگی ورنہ صحیح منہائے والے اور نماز فرض کے تارک اور پیچھے ملے کر کے لینے والے حفاظوں کی امامت مکر وہ ہے ۱۰ ان کے پیچھے قرآن سننے سے نہ سنا اور سورت ترلوٹ پر پڑھنا بہتر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا یرئی

شبینہ جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) یہاں کی جامع مسجد میں ہر سال دو رمضان کی بی بیسیوں اور پچیسویں شب ان دور توں میں شبینہ پڑھا جاتا ہے بعض لوگ امامت کرتے ہیں کہ شبینہ ایک ہی رات میں یا تین راتوں میں ہو چاہیے؟

المستفتی نمبر ۱۲۳۶ قاضی کمال الدین صاحب (کاٹھیاواڑ)

۷ رمضان ۱۳۵۵ھ ۲۳ رمضان ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۱۱) شبینہ کوئی ثابت شدہ چیز نہیں ہے۔ مساجد میں جماعت کے ساتھ کیا جاتا ہو اگر سننے والے اور پڑھنے والے شوق سے سنیں اور پڑھیں تو تین دن میں ختم کرنا بہتر ہے ورنہ پڑھنے پر روز پڑھ جائیں ۱۰ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا یرئی

مروجہ شبینہ کا حکم

(سوال) ایک دن میں ایک شب میں چند آدمی مل کر قرآن شریف ختم کرتے ہیں جس کا نام شبینہ رکھا ہے اور اس میں عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں آیا یہ فعل حضور اکرم ﷺ نے کیا کسی صحابی نے کیا کیا ہے یا

۱. قال فی التوبیر "وہیکرہ امامہ عبد واعرابی و فاسق" الخ (باب الامامة ۱ ۵۵۹ ط سعید) والتوبیر مع شرحہ وں ۱۰ وھو لہ کارہون ان الکراہۃ لفسادہ "کرہ لہ دلالت بحریما لحدیث نبی درود "لا یصل اللہ صلاۃ من تقدہ فی ما ھو لہ کارہون" الخ (باب الامامة ۱ ۵۵۹ ط سعید) و لحنہ مرة مرة ولا یترک الحتم لکن القوہ لکن فی لا حیات "الافضل فی زماہ قلر ما مثل علیہ" الخ (المحارر) محبت صلاۃ الترویج ۴ ۷ ط سعید

۲. ولا یحکم فی قل من ثلاثة ایدہ عصمہ لہ الخ غامگیری الباب الرابع فی الذکر والصلوة و المسح ۵ ۳۱۷ ط صاحبہ "کونہ"

نہیں اور ایک شب میں قرآن شریف ختم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی (نمبر ۱۴۵۱ عبدالجبار (دہلی) ۲۳ رمضان ۱۳۵۵ھ ۹ نومبر ۱۹۳۶ء)

(جواب ۶۱۶) ایک رات میں قرآن شریف ختم کرنا اس شخص کے لئے جائز ہے جو خود اپنے ذوق و شوق سے پڑھے اور اس کے دل میں دل سے آخر تک کوئی دوسرا شغلی کام نہ آئے لیکن شبینہ کا یہ روز جو عموماً طور پر مسجد میں کیا جاتا ہے آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں تھا نہ صحابہ کرام کے زمانے میں نہ مجتہدین سلف سے یہ منقول کہ انہوں نے عام طور پر جس وقت کے ساتھ ایک رات میں قرآن مجید ختم کرنے کا امر فرمایا ہو یا خود شبینہ کیا ہو اور تجربہ شاید ہے کہ ان شیعوں میں بہت سے مکروہات و محرمات کا ارتکاب ہوتا ہے اور ان وجوہ کی بناء پر شبینہ مرویہ کوئی اچھی اور ثواب کی بات نہیں ہے بلکہ اس اوقات کرنے سے منع و اخذہ داری ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

### چند احادیث کی تحقیق

(سوال) ہمارے ہاں ترمذی کی تعداد میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے بعض آخر رکعت کو سنت سمجھتے ہیں اور بعض میں رکعت کو۔ فریقین نے جناب کے فیصلہ پر رضامندی ظاہر کی ہے امید ہے کہ آپ مہربانی فرما کر امور مستفسرہ کا جواب لکھ کر ارسال فرمائیں گے تاکہ یہ نزاع ختم ہو اور آپ عند اللہ ماجور و رعد الناس مقصور ہوں

(۱) نماز ترمذی آپ کی تحقیق میں جس رکعت سنت ہے یا آخر رکعت (۲) حدیث ما کان یزید فی رمضان ولا ہی غیرہ الحدیث آپ کی تحقیق میں تہجد کے بارے میں ہے جیسا کہ شاہ ابدا حریز نے فتاویٰ میں لکھا ہے یا ترمذی کے بارے میں ہے۔ (۳) حدیث چار جس میں آخر رکعت نماز اور ترکا ذکر ہے جس میں محسن بن جاریہ مگر الحدیث اور ضعیف رولوی ہے کیا آپ کی تحقیق میں صحیح ہے یا ضعیف (۴) حدیث ابن عباس جس میں جس رکعت ترمذی کا ذکر ہے کہ صحابہ و تابعین و دیگر ائمہ کا عمل اسے تقویت دیتا ہے یا نہیں (۵) حدیث سابق بن یزید جس کو ابھی نے اخراج کیا جس میں حضرت عمر کے زمانے میں جس رکعت ترمذی پڑھنے کا ذکر ہے جس کو نووی وغیرہ محدثین نے صحیح کہا ہے آپ کی تحقیق میں صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۰۷ خدام امام ابو یوسف محمد شریف عثمانی مدظلہ

کوٹلی لوہارن - ضلع سیالکوٹ - ۵ جولائی ۱۳۵۵ھ

(جواب ۶۱۳) (۱) ترمذی کی جس رکعتیں مسنون ہیں میرے نزدیک رائج ہیں (۲) حدیث ما کان یزید سلوٰۃ اللیل یعنی تہجد کے ساتھ متعلق ہے (۳) حدیث چار کو صحیح ابن حبان سے نقل کیا گیا ہے اور اس

(۱) و یحبب المسکون ہذا مدینہ (۲) ابی (۳) لعل المحتار صحت صلاۃ التراويح ۴۷/۲ ط سعید

(۴) (۳) مذکورہ روایت صحیح ہے۔ جواب نمبر ۶۰۶ میں درج ہے۔





المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۶۱۵) قرآن مجید کا وہ بھی کرنا چاہیے تھا، کیونکہ جب تراویح کی وہ دو رکعتیں ترویع میں شہ نہیں ہوتیں اور ان کا وہ کیا یہ تو ن میں پڑھا جو قرآن بھی ختم میں شہ نہیں ہوگا۔

حمد کفایت اللہ کا ان شاء اللہ دہلی

دور نبوی ﷺ اور صحابہؓ میں کتنی رکعات تراویح پڑھنا ثابت ہے؟

(سوال ۱) نبی کریم ﷺ نے ہر رمضان المبارک میں مشائی فرض نماز کے بعد ہر جمعہ تراویح کتنی رکعت پڑھائیں نیز خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں کتنی رکعت تراویح پڑھائیں اسی طرح خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں کتنی رکعت تراویح پڑھائیں اسی طرح خلیفہ سوم و چہارمؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں کتنی رکعتیں پڑھائیں ملا و ملاز میں امام ابو حنیفہؒ کتنی رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور ان کا اس بارے میں کیا فتویٰ ہے؟ و نیز مابنی عمرؓ و ﷺ اور حضرت خلفائے کرام کا تو مل ہو حکم اور حضرت امام ابو حنیفہؒ کا فتویٰ بالقطعیہ ذکر فرمائیں۔

المستفتی عبدالرحمن۔ فورٹ ولیم۔ مکملہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۱۶) آنحضرت ﷺ کی تراویح باجماعت تین راتوں میں مروی ہے (۱) تعداد رکعات میں بیس کی روایت بھی ہے اور آٹھ کی بھی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت میں اور حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں کئی سال تک مسجد میں یہ قدمہ تراویح کی جماعت کا اہتمام نہ ہوا وہ پڑھتے تھے گھریا تو تہ تہا یہ وہ دوچار چار آدمی مل کر متعدد وجہ عین کر لیتے تھے حضرت عمرؓ نے سب کو مل کر ایک جماعت سے تراویح پڑھنے کا حکم دیا اور صحابہؓ کو اس سے اتفاق کیا اور حضرت ابی بن کعبؓ کی امامت میں ایک جماعت ہونے لگی بیس رکعتیں وہ پڑھتے تھے، ابہر میں آنحضرتؐ پڑھنا بھی منقول ہے مگر امام مجتہدین میں سے کوئی بیس سے کم کا قائل نہیں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بیس رکعت مسنون ہیں اور بیس پر جمہور امت محمدیہ کا ہر زمانہ

(۱) وذا غلط فی الترویج فترك سورة او آية فربما بعد ما والمستحب له ان يقرأ بالمفروكة ثم المفروكة ليكون عسى الربوب وذا بعد الشفع وقد قرأه لا بعد ما قرأه وبعده القراءة (عالمگیریہ فصل فی الترویج ۱۱۸ ط ۱۱۸ ط حادیہ)

(۲) عن عروة بن عائشة "احضرته ان رسول الله ﷺ خرج ليلة من حواف الليل فقصي في المسجد وصلى وحده بصلوته الجسد" (انوار السنن باب فضل ليلة رمضان ص ۱۹۹ امه دہ حدیث)

(۳) تراویح تراویح میں آٹھ رکعتیں پڑھنا روایت ہے اور آنحضرتؐ کی دلیل حضرت جابر بن عبد اللہ (انوار السنن باب الترویج شام رکعت ص ۲۰۲ ط امادہ)

(۴) عن عبد الله بن عبد القادر قال "خرجت مع عمر بن الخطاب ليلة في رمضان إلى المسجد فإذا الناس أوزاع متفرقون يصلي الرجل لنفسه ويصلي الرجل فيصلي بصلوته الرجل عمر بن الخطاب لم يسمع هذا، علي قارى واحد لكن اصله ثم عرفهم علي بن أبي كعب ثم خرج معه في ليلة أخرى والناس يصومون بسورة فانهم قال عمر - بعد البعثة" (انوار السنن باب في جماعة الترویج ص ۲۰۱ ط امادہ)

میں نفل رہا ہے اور یہی قعد اور اتق ہے، محمد کفایت لندکان اللہ دہلی

ایک سلام کے ساتھ چار رکعت تراویح

(سوال) امام صاحب نے چار رکعت تراویح کی 'یت باندھی چار رکعت پوری کر کے ایک طرف مایم بچھے' مقتدی نے لقمہ دیا تھ نہیں۔ امام صاحب نے دے ہوئے دو رکعت اسی نیت سے اور پڑھی اور ایک طرف مایم بچھے کر سوئے دو جگہ سے کر کے دونوں طرف مایم بچھے آیا نماز ہوئی یا نہیں۔ اس حساب سے چار رکعت تو پوری ہو گئی اور سوئے جگہ سمیت سات ہوئیں امام کہتے ہیں کہ میرے دل میں قویہ نہیں ہوا۔ دو رکعت ہوئی اور لقمہ دینے میں نے دو کھڑے ہو کر اور پڑھ لی اور سوکا جگہ کر لیا نماز ہوئی یا نہیں اس حساب سے چار رکعت ہوئی ہیں جب کہ امام نے چار رکعت پڑھ لی تو جگہ سے سو لازم تھا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۱۷۷ از ایضہ من (دور) ۱۰ رمضان ۱۴۲۶ھ ۱۵ نومبر ۱۹۳۷ء  
(جواب ۶۱۷) نماز ہو گئی اور چار رکعت جو امام نے پڑھیں وہ چار رکعت سب تراویح میں شمار ہوں گی جگہ سے سو نہ کیا جاتا تب بھی نماز ہو جاتی اور کریمہ تو نبی نماز ہو گئی جگہ سے سو کو شمار میں شامل کر کے سات رکعت قرار دینا غلط ہے جگہ سے سو کی رکعت شمار نہیں ہوتی اور محمد کفایت لندکان اللہ دہلی

(۱) تراویح غور قوں کے لئے بھی سنت مؤکدہ ہے

(۲) تنافر ض پڑھنے والا وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے

(سوال) (۱) تراویح مردوں کے لئے ہی سنت مؤکدہ ہے یا عورتوں کے لئے بھی؟ (۲) ایک شخص نے رمضان میں فرض تھا پڑھے تو کیا دو تراویح کے ساتھ جماعت پڑھ سکتا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۳۹۷ دہلی محمد (کاغذیوار) ۲۲ رمضان ۱۴۲۶ھ ۱۷ نومبر ۱۹۳۷ء  
(جواب ۶۱۸) (۱) تراویح مردوں اور عورتوں سب کے لئے سنت مؤکدہ ہے مگر عورتوں کے لئے جماعت سنت مؤکدہ نہیں۔ (۲) جو شخص تراویح کی جماعت میں شریک ہو جائے وہ وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے۔ محمد کفایت لندکان اللہ دہلی

(۱) وہی عشرین رکعة الخ (نور) وهو قول الجمهور و عليه عمل الناس شرقا وغربا (رد المحتار) صحت ح و تراویح ۵۵۲ ط سعد

(۲) قلوا لعلها تنقسم فان تعد لكن شفع صحت بكرة الخ. الدر المختار باب الوتر والوافل صحت صلاة التراویح ۵۵۲ ط سعد

(۳) التراویح سنة مؤکدة لمؤمنة لعمامة لرمضان للرجال والنساء اجماع الجمهور وسنة باب نور التراویح صحت ح و تراویح ۵۳۲ ط سعد ۱۱، رکعت اولہ بعد فی التراویح ولا یستعمل فی الوتر إذا صلی مع جماعة نسائهم التراویح یصلی مع الوتر رکعت اولہ صلی مع جماعة له ن یصلی الوتر معه وهو الصحيح الخ (حسی کتب فروغ ص ۱۰۷ سہیل اکیمی لاہور)





## اجرت لیکر تراویح پڑھانا

(سوال) متعلقہ اجرت تراویح

(جواب ۶۲۲) اجرت دیکر قرآن شریف تراویح میں پڑھنا درست نہیں، اگر بے اجرت لئے ہوئے پڑھنے والا حافظ نہ ہے تو سورت تراویح پڑھنا بھتر ہے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

درمیانی قعدہ کئے بغیر چار رکعت پڑھیں تو دو شمار ہوں گی

(سوال) متعلقہ سورت

(جواب ۶۲۳) جب کہ درمیان میں قعدہ نہیں کیا بھل کر دو رکعتوں کی جگہ چار پڑھ لیں تو اس میں سجدہ سوسرور کرتے چاہیے تھا آخر کی دو رکعتیں معتبہ ہوتیں اور اول کی دو رکعتیں بیکار ہوتیں اب تراویح کی دو رکعتیں جو عمر ہیں وہ ہیں اب ان کی کوئی صورت نہیں امام تارک سنت ہوں۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

(۱) تنہا فرض پڑھنے والا و ترباعث پڑھ سکتا ہے

(۲) تراویح میں مقتدی کے لئے ثناء پڑھنے کا حکم

(سوال) (۱) زید بجز وغیرہ نے نماز عشاء تنہا پڑھی اور تراویح باجماعت تو زید بجز وغیرہ کو تو تنہا پڑھنا بہتر ہے یا جماعت کیونکہ فرض عشاء جماعت سے نہیں پڑھی (۲) نماز تراویح میں امام مقتدی کو لازم ہے کہ ہر دو رکعت کی ابتدا میں ثناء پڑھیں یہ صرف امام کا ثناء پڑھنا کافی ہوگا مقتدی سوت اختیار کریں وہ بھی ضرور پڑھیں؟

(جواب ۶۲۴) (۱) اگر تراویح کی جماعت میں شریک ہو گیا ہو تو وتر کی جماعت میں بھی شریک ہو سکتا ہے (۲) اگر امام ثناء جلدی سے پڑھ کر قرأت شروع کر دے تو مقتدی ثناء پڑھیں اور جب تک امام قرأت شروع نہ کرے مقتدی ثناء پڑھیں۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

(۱) و بالفراء لا یسعی عن الدیة لا یحور وان الاحد والمعضی انما لا دلت بشیء الا سنجار علی الفراء و نفس الاستحار علی لا یحور فکذا ما نہ ولا ضرورة فی حوار الا سنجار علی الدلاوة رد المحتار باب قضاء الثواب مطلب فی بطلان الوصیة بالحدیث والحدیث ۷۳۴ ط سعید

(۲) وان صلی أربع رکعات تسلیمة واحدة والحدیث لا یقع علی رکعتین تحریر عن تسلیمة واحدة وهو المحتار حسی کثیر فروع ص ۴۰۸ ط سبیل الکیفی لاہور

(۳) ولو لم یصلها ای الشراویح بالامام او صلاحا مع غرض له ان یصلی الوتر مع الحدیث التوہید و شرحہ محدث صلاحہ لشریح ۴۸۲ ط سعید

(۴) الفرق الامام فی القیادۃ ص ۱۰۵ بالفراء والحدیث لدر المحتار فصل فی ریف الصلاة ۴۸۸ ط سعید



سامنے ختم کرنے سے اس دوسری قوم کا سنت ختم ہوا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۲۷) ہاں ترک کوئی حافظ قرآن دس روز یا پندرہ عمت کو تراویح میں قرآن مجید سنانے اور دس روز دوسری جماعت کو اور دس روز تیسری جماعت کو قارئین جماعتوں کو سنت ختم کا ثواب مل جائے گا۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) تراویح میں تسبیحات معمولی آواز سے پڑھی جائیں

(۲) وتر کے بعد ”سبحان الملك القدوس“ بلند آواز سے پڑھیں

(تمعیۃ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۵ء)

(سوال ۱) ۱۰ رمضان میں تراویح کی نماز میں تسبیحات جو بلند آواز سے پڑھتے ہیں کیا آیتہ نہیں پڑھ سکتے؟ (۲) اور کیا بعد نماز وتر کے سبحان الملك القدوس لو پچی آواز سے یا حاضر وری ہے؟  
(جواب ۶۲۸) (۱) تسبیحات آیتہ پڑھنا بہتر ہے ”معموم“ آواز سے پڑھنے میں مضائقہ تو نہیں لیکن آیتہ پڑھنا افضل ہے (۲) وتر کے بعد سبحان الملك القدوس ذرا لو پچی آواز سے کہ نہ مستحب ہے (۳)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تراویح میں نابالغ کی امامت

(تمعیۃ مورخہ ۵ جنوری ۱۹۳۶ء)

(سوال) ایک نابالغ لڑکا کافہ ہو گیا ہے اور ایک مسجد میں تراویح پڑھا رہا ہے سوال یہ ہے کہ نابالغ کے پیچھے تراویح ہو سکتی ہے یا نہیں؟ شرح وقایہ کے مؤلف نے لکھا ہے کہ نابالغ عورت یا مرد کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اور آگے جا کر یہ تشریف دے کہ نابالغ کے پیچھے نماز اس وجہ سے نہیں ہوتی کہ نماز ابھی اس پر فرض نہیں ہوئی ہے جو بچائے خود بالکل درست ہے کہ نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز نہ ہوگی لیکن اب سوال یہ ہے کہ تراویح جو نوافل میں داخل ہے نابالغ کے پیچھے ہوں گی یا نہ ہوں گی اس سے کہ مؤلف مذکور نے ہم جمعی کے حوالے سے نماز تراویح کو نابالغ کے پیچھے پڑھنا جائز بتایا ہے لیکن بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ تراویح بھی نابالغ کے پیچھے نہیں ہوتی ہیں اب صورت حال یہ ہے کہ اس نابالغ کے

(۱) المحتمۃ ص ۵۲ و مرتب فیضیۃ و لست الفصل الح والدر المحتمۃ ص ۵۲ ص ۵۲ ط سعید

(۲) عن سی موسی الاشعری قال ”احمد السیوطی فی عقبۃ التوہا فی ثبوتہ“ قال ”فلما علا علیہا وحل مادی فرفع صوہ لا الہ الا اللہ والہ اکبر“ قال ”ورسول اللہ ﷺ علی بغلہ قال ”فانکم لا تدعون اصم ولا غلبا الحدیث (مدری) مات قول لا حول ولا قوۃ الا باللہ ۹۴۸ ۹۴۵ ط قلیبی کتب حدیث کراچی

(۳) عن سعید بن عبد الرحمن بن مرہ عن ائدہ قال ”کان رسول اللہ ﷺ یوتر مع اسم ربک الاعلی وقل یا ہذا الکفری وقل هو اللہ احد واداء مسلم قال سبحان الملك القدوس ثلث مرات بعد صوہ فی الثالثة ثم یترک (سبکی) التسلیم بعد الفراغ من الوتر ۱۹۶ ط سعید



۱۰۔ کوئی حافظ موجود نہیں اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی گئی تو یہ مسجد سوئی پڑی رہے گی یہ کسی کو معذور نہ دیکر پڑنے کا؟

(حواہ ۶۴۹) صحیح و درجہ کی ہے کہ نابالغ کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور نابالغ حافظ نہ ہو سکتا ہے۔  
مگر وہ جرت پکڑے تو سورت تراتوت پڑھ لینی بہتر ہے۔  
حمد کفایت التذکران اللہ اعلم

(۱) پیچھے تراتوت پڑھنا

(۲) موقوفہ دکان کی آمدنی سے امام مسجد کو تنخواہ دینا

(۳) تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز

(۴) تراتوت کی اجرت لینا جائز نہیں

(انعیید مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۳۸ء)

(سوال ۱) ایک مسلمان خود نماز پڑھتا ہے یا تراتوت نہیں پڑھتا لیکن غرض حصول ثواب روپیہ دیکر کسی مسلمان سے نماز تراتوت پڑھواتا ہے تو اسے ثواب ملے گا یا نہیں؟ (۲) کسی مسلمان نے ایک مسجد پر اپنا موضع یا مکان وغیرہ غرض حصول ثواب وقف کر دیا ہے تاکہ اس کی آمدنی سے تنظیم صومہ و صلوٰۃ و عمرت مسجد وغیرہ ہوتی رہے وقف کنندہ یا متولی روپیہ دیکر نماز تراتوت پڑھواتا ہے اس مسجد میں کوئی امام ہر اے نماز پڑھتا ہے نہیں ہے تو وہ روپیہ جو تراتوت میں خرچ ہو وقف کنندہ کو اس کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ (۳) کسی مسجد میں ایک امام ہے تنخواہ قلیل یا بیشعق وقت نماز پڑھانے کے لئے مقرر رہے اور وہ نماز تراتوت بھی پڑھاتا ہے تو ایسی نماز تراتوت سے امام و مقتدی کو ثواب ملے گا یا نہیں؟ (۴) ایسا روپیہ جو امام صاحبان نماز تراتوت میں خلاف شرع ملتا ہے تو وہ قہراً حلال ہے یا حرام؟

(حواہ ۶۴۰) (۱) روپیہ دینے جب تراتوت کے معاذہ میں جائزی نہیں ہے تو اس کا ثواب کیا ملے گا؟ (۲) اگر اس مسجد میں امام کوئی مقرر نہیں فرض نمازوں کے پڑھانے کے لئے تو یہ ہو سکتا ہے کہ صرف رمضان المبارک کی امامت کے لئے کسی شخص کو نوافل نمازوں کے لئے اور نماز تراتوت پڑھانے کے لئے امام مقرر کر دیا جائے تو وقف کو ثواب ہو گا یا نہ ہو یہی ہے بلکہ یہی صورت وقف مذکور میں نہ داری ہے کہ بارہ مہینوں کے لئے امام مقرر کر لیا جائے تاکہ بارہ مہینے نماز باجماعت ہوتی رہے اور جاکد موقوفہ کی آمدنی میں سے پیش امام کو تنخواہ دی جائے تو اس تنخواہ کی دینے کا وقف کو بھی ثواب ملے گا۔ (۳) پ

۱) ولا یصح العداء وحل ہمواد وحشی و صی مصفا ولو فی حارۃ و نقل علی الاصح الخ (شرح المسحور) باب الامامہ ۵۷۷ ط سعید

۲) وان الفراء و لیس عن الذی لا یحوز و الاحد و المعنی سبب لا یشک یشک الاستحار علی الفراء و نفس الاستحار علیہ لا یحوز فکذا ما سہل کما صرح بہن فی عدہ کتب من مشاہیر کتب المذہب الخ (رد المحتار) باب قضاء الفرائض مطلب فی بطلان الوصیۃ بالاحیاء و التہلیل ۷۳۲ ط سعید

۳) وسما من علقتہ بعدہ نہ ماہر العرب بعدہ نہ کما مام مسجد و مدرس و مدرسہ یعطون بقدر کد سہم الخ (رد المحتار) کتاب النوف ۳۶۶-۳۶۷ ط سعید

شک یہی نماز تریوں سے امام و مقتدیوں کو بھی واجب ہے، یہ رقم جو ناجائز طریق پر وہ میں کے ان کے لئے  
مردم تحریر ہوئی۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ

## تیسرے سوال باب تجدید تلاوت اور نقلی تجدید

بعد نماز تجدید کی حالت میں دعا کرنا ثلاث نہیں

(سوال) آج کل مجھے آدمی جب نماز سے فارغ ہوتے ہیں تو دونوں رکعت پڑھ کر کے یا بغیر اس کے  
تجدید دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں اور نماز اترتے ہیں سندھ اور مدینہ میں وہ حدیث پیش کرتے ہیں جو حضرت  
عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ خواب راحت فرماتے تھے اتفاق سے شب رات  
تھی تھوڑی رات کے بعد جو میں جوں کی بھینٹی ہوں کہ آپ ستر پر نہیں ہیں تو میں آپ کو تلاش کرنے کے  
واسطے نکلی اس خیال سے کہ شاید آپ کسی دوری میں ہوں گے کھڑے ہوں گے اور میں نے سب کھروں میں  
تلاش کیا نہیں آپ کا پتہ نہ لگا آخر شام میں جبہ البقیع کی طرف نکلی کہ شاید آپ وہاں گئے ہوں جب میں  
وہاں گئی تو دیکھتی ہوں کہ آپ تجدید میں پڑے ہوئے ہیں اور اپنی امت کی بخشش کی دعا کر رہے ہیں اور  
دور ہے ہیں اور گڑ گڑ رہے ہیں اور ایک حدیث جو حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے مدینہ میں پیش کرتے  
ہیں قال قال رسول اللہ ﷺ الا انی نہیت ان اقرا القرآن رکعاً وساحداً فاما الركوع فعظموا فيه  
الرب واما السجود فاجتهدوا في الدعاء فقمن ان يستجاب لكم رواہ مسلم کذا فی مشکوٰۃ  
باب الركوع اب سوال یہ ہے کہ اس طرح نماز کے بعد نہ سجود نہ رکوع مانگنا اور اپنی مروی مانگنا جائز  
ہے یا نہیں؟ اور ان دونوں حدیثوں سے استدلال پڑنا صحیح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۳۱) سوال میں جو احادیث منقول ہیں ان سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ نقل نماز کے اندر  
تجدید میں دعا مانگی گئی ہے یا مانگی جائے بعد نماز صرف دعا کے لئے تجدید کرنے کا ثبوت ان احادیث سے نہیں  
ہوتا اور حقیقت یہ ہے کہ نماز کے بعد محض دعا کرنے کے لئے تجدید کرنے کی اصل شریعت میں نہیں  
ہے جبکہ تجدید شکر جو کسی نعمت کے حصول پر یا ہونے والی نعمتوں مفتی پر جائز ہے اور صرف دعا کے لئے تجدید  
کرنے سے فقہاء اس لئے منع کرتے ہیں کہ اس سے جہان کا عقیدہ فاسد ہوتا ہے۔ وسجدة الشکر مستحبة  
مد بغنی لکنہا تکرہ بعد الصلوٰۃ لان الحيلة يعتقدونها سنة او واجبة وكل ما يحذى اليه  
فسكره (در مختار -) قوله لکنہا تکرہ بعد الصلوٰۃ الخ الظهير للسجدة مطلقا قال فی شرح

۱۱ یعنی البدن یصحبها للعب للفرح والفرح لا دامة والادایح والمراسم ص ۷۰ زحدرہ ۵۵۶ ط سعید

(۴) الفصل الاول ص ۸۴ ط سعید

۳۱ باب سجدة التوبة مطب فی سجدة السكر ۱۱۹/۲، ۱۲۰ ط معد



(جواب ۶۳۳) (از حضرت مفتی اعظم) حسن عاب پر سجدہ کرنا وہی اور احوال ہے اور یہی قول راجح ہے اور دوسرا قول کہ اناب پر سجدہ ہے مروج ہے کذا فی حاشیہ مرقاۃ المفاتیح للخطیبی (۱) محمد کفایت اللہ شغلہ

رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کی تو لیا ہوگا؟

(سوال) زید نے تلوٰت پڑھتے ہوئے آیت سجدہ کو پڑھ کر فوراً ہی رکوع کیا اور سجدہ تلاوت کو سجدہ نماز میں لیا کیا تو سجدہ تلاوت بھی ہو گیا یا نہیں؟ یعنی زید کا یہ عمل چاہے پانچ تہ؟ اگر سجدہ تلاوت کو سجدہ نماز میں لیا کرنا چاہئے تو خیال کرتے ہیں تو وہاں سجدہ تلاوت کو مستثنیٰ کرنا بہتر ہے یا سجدہ نماز میں لیا کرنا بہتر ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۷۴۲ محمود علی صاحب (سہارنپور)

۲۳ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۶۳۴) آیت سجدہ پڑھ کر رکوع میں چلے جانے اور سجدہ تلاوت کی نیت کر لینے سے سجدہ تلاوت واجب ہے تاہم (۱) وگوں کو مسئلہ معلوم نہ ہو تو ان کو دریافت کر لینا چاہیے خواہ بخود امام صاحب کے خلاف ٹوٹنے پڑنا کوئی دانشمندی نہیں بدافہمیت اور جہالت اپنی اور اعتراض امام پر یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے امام بھی سجدہ تلاوت مستقل طور پر لیا کرتے تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ذیل

نماز صبح کے بعد سجدہ تلاوت لیا کرنا چاہئے

(الامعیۃ سورہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۸ء)

(سوال) صبح کی نماز ختم کرنے کے بعد جب کہ سوچ نکلنے میں پندرہ منٹ باقی ہیں سجدہ تلاوت جو ایک روز پہلے یا کسی وقت گزشتہ میں واجب ہو چکا ہے لیا کرنا چاہئے یا نہیں؟

(جواب ۶۳۵) صبح کی نماز کے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے سجدہ تلاوت کر لینا چاہئے خواہ پہلے کا واجب ہو یا اس وقت آیت سجدہ تلاوت کی جہی ہو (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) (۱) وطن داؤد انما قضاء فاستغفر ربہ و خیرا کما و ادب ففعلنا لہ ذللت وان لہ عذابا بڑھی و حسن عاب و ہذا جو لاوی مما قال الربیعی تحب عند قولہ "وحررا کما و ادب و عند بعضهم عند قولہ تعالیٰ "و حسن عاب" صبح نماز سجدہ تلاوت ص ۲۸۹ ط مصر

(۲) ولو دی برکوع صلاة ادا کال رکوع عینی التور من فرقہ اذیۃ ان لواء ی کون الرکوع لسجود التلاوة عینی لرحیح الحج (التنویر و شرحہ) در سجود التلاوة ۱۱۶-۱۱۷ ط سعید

(۳) لا بکفر قضاء فائتہ ولو وتر و سجدة تلاوة وصلاة جبرۃ الحج (لدر المحتار) کتاب الصلاۃ ۱ ۳۷۵ ط سعید

## چودھواں باب سجدہ سو

مقدار رکن کی تاخیر سے سجدہ سو واجب ہوتا ہے

(سوال) تاخیر واجب میں سجدہ سو آتا ہے اور تاخیر اندازہ مقدار تین تسبیح کا ٹھہرایا ہے جیسے قرآن کے فراغ ہو کر مقدار تین تسبیح کھڑا رہا، بعد فراغ تشهد اسی قدر مختصراً تاخیر رکن یا واجب کی مقدار تین تسبیح نہ ہونے پر سجدہ سو جب نہیں اب اگر کوئی شخص پانچویں رکعت کی طرف کھڑا ہو گیا یا تیسری رکعت صلوٰۃ رباعیہ میں بیٹھ گیا اگر اس قیام اور قعود میں بھی مقدار تسبیح محفوظ ہے تو منینہ الصلٰۃ کی اس عبارت کا کیا مطلب ہوگا جس سے محض قیام و قعود بلکہ مقدار تسبیح معلوم ہوتا ہے۔ ولو قام الى الخامسة او قعد في الثالثة يجب بمجرد القيام والقعود۔

المستفتی نمبر ۳ مودی عبدالعزیز مدرس مدرسہ مفید اسلام۔ نول گندہ۔ بے پور

۱۹ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ تا ۱۳ اجمادی ۱۳۵۳ھ

(جواب ۶۳۶) پانچویں رکعت کی طرف کھڑے ہو جانے یا تیسری رکعت پر صلوٰۃ رباعیہ میں بیٹھ جانے میں بھی وہی مقدار رکن موقوف و رہن موقوف میں بحر قیام و قعود واجب سجدہ سو کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ قیام و قعود کے بعد قرات و تشهد ہو یا نہ ہو صرف قیام و قعود سے ہی سجدہ سو واجب ہو جاتا ہے کسی دوسری بات کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ قیام اور قعود کا تحقق ہی اس کے لئے کافی ہے کہ تاخیر مقدار رکن ہو گئی۔ ۱۱۔ واللہ بخیر و حق اعلم

محمد کفایت اللہ کاں اللہ مدرسہ منینہ اہلی

سجدہ سو کئے بغیر سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) ایک امام صاحب نماز میں کوئی سو آجائے تو سجدہ سو نہیں کرتے سلام کے بعد کوئی بتائے تو بعد گفتگو سجدہ سو کرتے ہیں اور بغیر سلام سجدہ سو اور کرتے ہیں؟

(جواب ۶۳۷) کلام کے بعد سجدہ سو سے نماز نہیں ہوئی اور سجدہ سو سلام کے بعد ہونا چاہیے۔

محمد کفایت اللہ کاں اللہ

۱۔ لا يجب السجود الا بترك واجب او محيرة و ذكر ركن الحج (عالمگیریہ) باب سجود السجود ۱۲۶: ۱ طہ جدیدہ  
۲۔ و يجب لنفسه ولو مع سلامة ما به للقطع لان به تغير المشروع نحو ما لو يحول عن القیمه او بكتله لصلوات  
من حرسه الحج والنبور و شرحه باب سجود سبئ ۹۱ طہ سعیدہ و يجب بعد سلام و حد عن یسبیه فقط سجود و  
شهد و سلام لان سجود السجود برفع انتباهه یعنی بالسجود علی السیۃ والدعاء فی القعود لاحیر و نبور و شرحه  
باب سجود سبئ ۷۸-۷۷/۲

الختیات کے جائے اُٹھ نہ پڑھی تو تہجد سو واجب ہوگا

(سوال) الختیات کے جائے اُٹھ پڑھ لی تو کیا تہجد سو ہے؟

المستفتی نمبر ۲۵۸ مجیدی ۱۰ اکتوبر ۱۳۵۳ھ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۳۸) الختیات کی جگہ اُٹھ نہ پڑھ لینے سے تہجد سو واجب ہوگا، اُٹھ نہ پڑھ لی تو تہجد سو واجب ہوگا

جمعہ وعیدین میں تہجد سو کا حکم

(سوال) نماز جمعہ نماز عیدین میں اگر تہجد سو پڑھ جائے تو کیا قسم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۰۰ عبدالستار (کیا) ۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۳۹) جماعت زیادہ پڑھنے سے ہو کر نہ پڑھنے کا خوف نہ ہو تو جمعہ وعیدین میں بھی تہجد سو پڑھ

جائے البتہ کثرت جماعت کی وجہ سے نہ پڑھنے کا خوف ہو تو تہجد سو ترک کر دینا بہت ہے، اُٹھ نہ پڑھ لی تو تہجد سو واجب ہوگا

کا ان شاء اللہ

جہری نماز میں سرائقات کی تو تہجد سو واجب ہوگا

(سوال) فرض نماز جہری میں ایک رکعت پڑھ کر اور نہ پڑھ کر رکعت میں اگر جہری بھول گیا اور خاموشی سے سورہ

فاتحہ پڑھی اور سورہ بھی پڑھی سورہ پڑھنے کے دوران میں جب کہ کوئی سے زیادہ پڑھ چکے ہو یا وہ آئی تو باقی

سورت کو جہری سے پڑھ جائے نہیں اور نہ آئے کے بعد جہری میں کیا تو نماز ناقص نہ ہوئی اور تہجد سو کرنا تو

نماز صحیح ہو گئی یا نہیں کراہت و ریبا کراہت مسئلہ نمبر ۳۸ بھشتی زیور حصہ دوسرا تہجد سو کے بیان میں

فرض کی دونوں گچھیں رختوں میں یا ایک میں اُٹھ پڑھنی بھول گئی چپکے کھڑی رہ کر رکوع میں چلی گئی تو بھی

تہجد سو واجب نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۸۹ انعام الہی صاحب (دہلی) ۹ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ ۱۸ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۴۰) اگر جہری نماز میں قرآن سرائی پڑھ لی جائے تو تہجد سو کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے، اگر

قرآن پڑھنے سے آہستہ سے جہری شروع کر دی اور درمیان میں یاد آیا کہ نماز جہری ہے غریبانی قرآن بھی آہستہ

نہ پوری کر لی جب بھی تہجد سو سے نماز صحیح ہو گئی نظر طیلہ جتنی قرآن آہستہ سے پڑھی تھی وہ جواز نماز کے لئے

۱) یروا فی: الفاتحہ مکان التشہد علیہ السہو وکذلك إذا قرأ الفاتحہ ثم التشہد کان علیہ السہو الخ (عالمگیری: الدب  
الذی عشر فی سجود السہو ۱/۱۲۷ ط ماہدینہ: کوئٹہ)

۲) والسہو فی صلاۃ العید والجمعة والمکثوبہ سوان، والمحار عند المناہجین عدمہ فی الاولین لدفع الفسۃ کما فی  
جمعة البحر الخ (الدر المختار باب سجود السہو ۲/۹۲ ط سعید)

۳) والجمہر فیما یحافظ فیہ الإمام وعکسہ لکن مشل فی الأصح والأصح تقدیرہ بقدر ما تحوز بہ الصلاۃ فی التفصیل و  
قبل فائزہ فضی حان یجب السہو بہما فی الجمہر والجمعة مطلقاً فی کل ذکر "وہو ظاہر لروایۃ (سور و سورحہ) و فی

السہو - وفی فی شرح لمبہ - التصحیح ظاہر الروایۃ وهو التقدير بان محوز به بقدره من بقره الخ (ابن سعید سجود  
السہو ۸۱۰-۸۲ ط سعید)

کافی ہو ورنہ یاد آئے پر ہم کرتا چاہیے مگر اسے نوافل اور سورۃ بقرہ سے پڑھتے اور تہجد سو کر لے یہ نہ کرے۔ جہاں پڑھا تو وہیں سے بقرہ شروع کرے۔ محمد کا خات لہ کا لہ کا لہ۔ دینی

قعدہ لوئی میں "اللہم صل علی محمد" تک پڑھ لیا تو تہجد سو واجب ہوگا  
(سوال) تین یا چار رکعت والی نماز کے درمیان قعدہ میں تسبیح کے بعد اگر درود شریف اللہم صل علی محمد پڑھ لی جائے تو تہجد سو، جب تک یا نہیں؟ اور ایسا نام جو درود پڑھنے کے بعد تہجد سو نہ کرے؟  
اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۷۹۵ فیات مدینہ دہلی۔ ۲۷ مئی ۱۳۶۰ھ  
(جواب ۶۴۱) فرض نماز کے درمیان قعدہ میں تشہد پڑھنا واجب ہے اور درود شریف الحمد للہ صلی علی محمد تک پڑھ لیا جائے تو تہجد سو واجب ہوگا، تہجد سو نہ کیا جائے تو نماز مکروہ ہوگی۔  
محمد کا خات لہ کا لہ کا لہ دینی

عیدین کی تکبیرات زوائد میں کمی کی تو کیا حکم ہے؟  
(سوال) عیدین کی نماز چھ تکبیروں کے ساتھ دو رکعت و جب تکبیریں امام یک تکبیر بھوں جائے تو تہجد سو کیا جائے نماز دوہرائی جائے؟  
المستفتی نمبر ۲۷۹۵ فیات مدینہ دہلی۔ ۲۷ مئی ۱۳۶۰ھ  
(جواب ۶۴۲) تہجد سو سے نماز ہو جائے گی اور محمد کا خات لہ کا لہ کا لہ دینی

تاخیر واجب سے تہجد سو واجب ہوتا ہے  
(سوال) تاخیر واجب سے تہجد سو واجب ہوتا ہے یا نہیں؟  
(جواب ۶۴۳) تاخیر واجب سے تہجد سو آتا ہے حاشیہ بی جلد اول ص ۱۳۳ میں موجود ہے۔ ولا یجب السجود الا بترك الواحد او تاخیر او تاخیر رکن الخ ۲ واللہ اعلم بالصواب۔  
محمد کا خات لہ کا لہ کا لہ دینی

۱ وناحر فباع الى الله برأده عبي سبيد بقدر ركن و في حرف و في لرحمى الاصح وجوبه والله صل على محمد السور و شرحه باب سجود السهو ۲ ۸۱ ط سعید  
۲ ومما تكبرت تعصبت قال في ليدع ان تركها او نقص منها او زاد عليها فيه يجب عليه السجود وفقدوى نحس عن بي حقه ان سب الإمام عن تكبير واحدة في صلاة بعد سجود السهو الخ، عالمگیری الباب الثاني عشر في سجود السهو ۱ ۱۲۸ ط محدثه  
(۳) الباب الثاني عشر في سجود السهو ۱ ۱۲۶ ط محدثه

امام نے مغرب کی دو رکعتوں پر سلام پھیرا، اتنا ہے پر  
تیسری رکعت ملا کر سجدہ سو کیا نماز ہوئی یا نہیں؟

(المعینہ مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) امام نے مغرب کی نماز میں دو رکعت ادا کر کے سلام پھیر کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اس پر پھر  
صرف کے مقتدیوں نے کہا۔ نماز دو رکعت ہوئی ہے اور اس وقتکہ میں خاصہ شرعہ شغب نہ کیا ہے، بعد  
امام نے پھر ایک رکعت نماز پڑھ کر سجدہ سو کر کے سلام پھیرا یہ نماز ہوئی یا نہیں؟ امام کتاب کہ جب  
تک امام کا سینہ قبلہ سے نہ پھرے اس وقت تک وہ نماز سجدہ سو لو کر سکتا ہو چاہے کہ جن مقتدیوں نے  
تنگو یا ان کی نماز کا کیا حکم ہے؟ (امام حنفی ہے مقتدیوں میں حنفی مشافعی اور غیر مقتدی تھے)

(جواب ۶۴۴) ہاں اگر امام نے خود کلام نہ کیا اور نہ قبلہ سے منحرف ہوا تو ایک رکعت پڑھ لینے اور سجدہ  
سو کر لینے سے نماز ہوئی اور جن مقتدیوں نے کلام نہیں کیا (امام سے ساتھ تیسری رکعت پڑھ لی) ان کی  
بھی نماز ہو گئی اور جن لوگوں نے کلام کیا ان کی نمازیں باطل ہوئیں ان کو اپنی نمازیں اور نو پر حنفی  
چاہئیں۔

دوسری رکعت میں قنوت پڑھ کر سلام پھیر دیا تو نماز فی سبوح کوئی

(المعینہ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک شخص نے دو رکعت والی نماز پڑھی بعد ازاں وہیں بیٹھتے ہی سلام موزوں آیتات اور درود وغیرہ  
پڑھ نہیں پڑھا؟

(جواب ۶۴۵) نماز نہیں ہوئی۔ اور ناسخہ مری ہے۔ محمد کفایت اللہ ختم ہے۔

سوال نمبر ۶۴۴ کا دوسرا جواب

(المعینہ مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۲۸ء)

(سوال) سوال مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۲۷ء کا جواب

(جواب ۶۴۶) امام کی دوران مقتدیوں کی جنہوں نے بات نہیں کی اور قید رہا ہے نماز ہوئی اور جن  
مقتدیوں نے بات کی یعنی یہ جملہ کما کہ ”دو رکعت نماز ہوئی ہے“ انہوں نے حنفی میں تو مذہب حنفی کے بموجب

(۱) وسجد للہو ولو مع سلاہ ماویا لقطع مالہ بحول علی القصد او ینکلہ لطلان الحریمۃ الخ (اسویر و شرحہ ص ۱۶)  
سجد للہو ۹۱ ط سعید

(۲) ولہ وجہ لا یفسد مرکبہ و بعد وجوہ فی العبد والسیوان لہ سجد لہ الخ (النویر و شرحہ باب صفۃ الصلاۃ)  
۴۵۶ ط سعید



ان کو پنی نماز ہر ایسی چاہیے، کہ بے شقی اور غیر مقصد تو اُردہ اس کو مقصد نماز نہ سمجھیں تو خفیوں کو ان سے تعرض نہ کرنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جمعہ وعیدین میں سجدہ سو کیا جائے یا نہیں؟  
(بمجمیعہ مورخہ ۲۸ فروری و یکم مارچ ۱۹۳۲ء)

(سوال) اگر امام کو نماز عیدین میں سو ہو جائے اور واجب کو بھول کر مؤخر کر دے تو اس کو سجدہ سو کرنا چاہیے یا نہیں؟

(جواب ۶۴۷) عید اور جمعہ کی نماز میں جبکہ مقتدیوں کی بہت بڑی جماعت شریک نماز ہو اور سجدہ سو کرنے سے تمس کا قوی اندیشہ ہو تو سجدہ سو نہ کرنا ولی ہے تاکہ نماز اختتام و انتشار سے محفوظ رہے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) پہلی رکعت میں بیٹھ کر کھڑا ہو تو سجدہ سو واجب ہو یا نہیں؟

(۲) سجدہ سو کئے بغیر سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟  
(بمجمیعہ مورخہ یکم فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) (۱) اگر تو تنہا نماز میں امام پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے اس خیال میں کہ دوسری رکعت کا سجدہ ختم ہو واقعہ میں بیٹھ ہو کہ مقتدی کے غم دینے سے فوراً ایسا تاخیر کرے اور دوسری رکعت پوری کی سجدہ سو کئے بغیر جس پر مقتدیوں میں ایک ہندی لگے کہ کما کہ سجدہ سو واجب ہو تو جس کو ترک کیا گیا ہے لہذا نماز دہرائی واجب ہے (۲) امام پر سجدہ سو واجب تھا لیکن یاد نہ رہنے سے سلام پھیر کر نماز سے باہر آیا تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

(جواب ۶۴۸) (۱) اگر دوسری رکعت میں بیٹھ کر فوراً ایسا تاخیر کرے اور سجدہ سو واجب نہیں۔  
(۲) جب سجدہ سو واجب ہو اور بھول کر بغیر سجدہ کے سلام پھیر دیا جائے تو نماز کاغہ دہ واجب ہے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) یسجد ما الکفیم، هو المطلق، من اس او حرف مفہم الحج، والنو لمحتار، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا ۱/۶۱۳ ط (سجد)

(۲) السہو فی صلاة العید والجمعة والمکونة والنطوع سواء والمحتار عند المتأخرین عندہ فی الاولین لیسع الغفلة کما فی جمعة البحر الحج و فی الشیخہ "لیدہ محشیہا الوافی بما اذا حضر جمع کثیر" والا فلا داعی الی الترتیب (باب سجد السہو) ۱/۹۲ ط سجد (۳) والناحیر البسیر، وهو مادون رکن مغلو عنہ (رد المحتار) باب صفۃ الصلاة مطب فی واجبات الصلوات ۱/۶۰ ط سجد (۴) ولہ واجبات لا تصد ترکها وتعاثر جوابا فی العمد والسہو ان لم یسجد وان لم یعدھا یكون فسقا وہی قراءة فاتحة الكتاب وصحة سورة والقعدة الأولى ونشید اد الحج والنور و شرحہ باب صفۃ الصلاة ۱/۵۶ ط سجد

## پندرھواں باب رکوع و سجدہ اور قعدہ

نماز میں دونوں سجدے فرض ہیں

(سوال) نماز میں دو سجدے فرض ہیں یا ایک؟ اگر کسی مقتدی کا کسی وجہ سے ایک سجدہ رہ جائے، دو دونوں سجدے کرے تو مقتدی کی نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۶ - ۷۷ - ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ مطابق ۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۴۹) دوسرا سجدہ بھی فرض ہے۔ المسجود الثانی فرض کلاول باجماع الامة کذا فی الزاہدی (فتاویٰ عالمگیری) ۱۰، اگر مقتدی کو یک سجدہ نہ ملا تو جس رکعت کا ایک سجدہ رہ گیا وہ رکعت محسوب نہ ہوگی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ!

سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جانے کا حکم

(سوال) ایک مسجد کے امام صاحب سجدے کی حالت میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھا دیتے ہیں؟

(جواب ۶۵۰) سجدے کی حالت میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھا لینے سے نماز نہیں ہوتی (۱۰)

محمد کفایت اللہ کان اللہ!

امام کا درمیانی قعدہ میں دیر کرنا

(سوال) ایک امام صاحب قعدہ ہونی میں ہمیشہ دیر تک بیٹھ رہتے ہیں مقتدی اگر اعتراض کریں تو جواب

دیتے ہیں کہ یہ تو میری عادت ہے میں خاموش تھوڑی دیر بیٹھ رہتا ہوں؟

(جواب ۶۵۱) مقتدیوں کی رعایت سے ایسا کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں (۲۰)

رکوع میں ”ربی العظیم“ کی بجائے ”ربی الکریم“ پڑھنا

(سوال) رد المحتار شامی جلد اول ص ۳۶۵ باب مطلب فی اطلاق الرکوع میں ہے کہ رکوع میں اگر مسبحان

ربی العظیم کی طہ برابر ادا نہ ہو سکے تو اس کی جگہ مسبحان ربی الکریم پڑھے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی

کیونکہ طہ برابر نہ ادا ہونے سے عزم پڑھا جاتا ہے اور عزم کے معنی شیطان کے ہیں لہذا ابھر یہ ہے کہ

(۱) (طبایع الرابیع الفصل الأول فی فرض الصلاۃ ۱ ۷۰ ط ماحدہ)

(۲) ومہا المسجود بجمہہ وقدمہ ووضیع وضیع وحدة مہا سرہ الخ (در مختار) اذا نہ لو لم یضیع شید من القدمین لم یضیع المسجود الخ و رد المحتار باب صفہ الصلاۃ ۱ ۴۷ ط سعید

(۳) وتاخر قیام ابی الثالثة برہدۃ علی الشہید بقدر ذکر الخ، التور و شرحہ باب مسجود والسہو ۲ ۸۶ ط سعید

مسحان ربی الکریم پر من پڑھیں یہ مسئلہ ایک مولوی صاحب نے بیان کیا ہے اب عام لوگوں ۔  
۔ مسحان ربی الکریم کو من میں پڑھنا شرعاً مردود ہے کیونکہ عظیم الشان نہیں ہوا ہوتی ہے اس کے متعلق  
شرعی حکم ہے؟

الاستغنیٰ نمبر ۱۰۶۸ (۱۰۶۸ھ صدق (حیدرآباد سندھ) ۵: ۵۵ تا ۵۶: ۵۵ جولائی ۱۹۳۶ء  
(جواب ۶۵۲) اس شری جلد اول ص ۳۶۳ میں یہ جزئیہ درالبحر سے منقول ہے اور یہ احتیاط کی بنا پر  
کیا ہے اور یہی حکم قرآن پاک میں جہاں حق کی تبدیلی کے واسطے دیا ہے جاری ہوگا یعنی نماز فاسد ہوئی لیکن  
جزئیہ قول بالاضافہ پر مبنی ہے اور متاخرین کے نزدیک مفتی یہ ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوتی خصوصاً عوام  
جن کو عرف میں فرق کرنا دشوار ہے پس عوام کو مسحان ربی العظیم کی جگہ مسحان ربی الکریم کا  
ایک افتراقی تمیز فقہ ہوگا اور اس سے امت کو بچانا لازم ہے، فقہ محمد کا بیت اللہ کان اللہ لا یولی  
جواب صحیح موجب ہر حکم عقی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

کری پر نماز پڑھنے کا حکم

(سوال) عرض خدمت ہے کہ میں نوجوان ور تندرست آدمی ہوں کچھ بھاری وغیرہ نہیں مگر جس وقت  
بد نماز میں جاتا ہوں تو شک میں پڑتا ہوں کہ میں کبھی معلوم ہوتی ہے کہ  
بھی کیا عرفان فقہاء اور روایت اس باتوں میں کبھی طرح چلتا پھرتا ہوں اور خوب توانا اور طاقتور بھی ہوں  
نیچے یعنی زمین پر نماز پڑھتا ہوں، شہر معلوم ہو رہا ہے اس لئے عرض خدمت ہے کہ کیا میں کبھی پرینہ  
کر رہا ہوں کبھی ٹیل پر سجدہ کر سکتا ہوں یا نہیں یعنی کبھی پرینہ کر نہیں پر سہر جھکا کر نہ کر سکتا یا ناجائز  
الاستغنیٰ نمبر ۱۳۹۳ محمد فضل اللہ انصاف صاحب (مدراں) ۱۵ محرم ۱۳۵۶ھ ۲۹ ربیع الثانی ۱۹۳۶ء  
(جواب ۶۵۳) کبھی پر پاؤں نیچے لاکر تھکے اور ٹھیک پر سجدہ کے لئے سر جھکا کر نماز نہیں کر سکتا  
سورت میں کہ زمین پر پڑھنا زمین پر پڑھ کر نماز وقت سے باہر ہو جانے زمین پر پڑھ کر کبھی "پڑھیں پڑھیں"  
زمین سے ایسا نشت نہ لیا جائے نہ ہو سجدہ کر لیا جائے تو مذکور کی حالت میں جائز ہے، محمد کفایت اللہ

تشریح میں حضور ﷺ کا تصور کرنا

(نمبر ۱۵۶۵ مورخہ ۶ نومبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) ہاؤ لکم فیس یقول تنصیر الی فی الدھن عند قولہ "السلام علیک ایہنا

۱) السلام فی تنصیر لکون مسحان ربی العظیم لا ان کان لا یحسن اللہ فیہ لکرمہ لانا بحری علی نساء العرب  
ففسد بہ لصلواتہ کدی شرح درر مسحان درر مسحان فصل فی باب تالیف الصلوات مطلب فی مطالعہ لکون لکرم  
۱۹۵۰ء طبع

(۲) اذا لم یکن علی المریض التیاب علی غایبہ رکع وسجد فان لم یستطع الركوع وسجد اذ اوی ایما، وجعل اسجد  
محتض عن الركوع ولا یرفع الی وجہ شہد اسجد علیہ الخ وغیرہ باب خلافہ المریض ص ۵۶ طبع

النسی فی التشہد؟

(ترجمہ) تشہد میں السلام علیک ایہا النبی پر جتنے نبی ﷺ کا تصور ذہن میں آتا ہے؟  
(جواب ۶۵۴) اعلیٰ وارحکم اللہ تعالیٰ تصور النبی ﷺ بقدر ان ینعم انہ کان عبد اللہ رسولاً  
ارسل الی خلقہ للہدایۃ والی اسلمہ عنہ و ینعم سلامی هذا ملائکہ جعلہم اللہ سبحانہ یسبحون  
فی الارض یظہون صلوات و تسلیمات من افنہ واذا وحدوا بلغوا صحیح حائز  
اما تصویر النبی ﷺ فی الذہن بمعنی احضار صورۃ الشریفۃ فلیس بالازم ولا یصور  
لمن لم یرہ ﷺ ولا یجوز ان یتوہم انہ یتبہ ینسمع هذا الکلام بادنہ الشریف من کل مصل  
بحاطبہ بیا ایہا النبی محمد کفایت اللہ غفرلہ

(ترجمہ) تشہد میں نبی ﷺ کا تصور اس مقام پر کہ ساتھ چارے کہ آپ اللہ کے بند اور رسول تھے اور  
آپ کو اللہ نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا اور میں جو سلام و درود آپ کے لوہے پر بھیجا رہا ہوں اس کو  
ملائکہ سبحانہ آپ تک پہنچاتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے مقرر فرمایا ہے کہ زمین میں چلتے  
پھرتے رہیں اور امت کے درود و سلام کو تلاش کرتے رہیں اور جہاں پاتے ہیں آپ تک پہنچا دیتے ہیں  
لیکن تصور نبی سے مراد امر یہ ہو کہ آپ کی تصویر مبارک کو ذہن میں لایا جائے مگر تو یہ الزم نہیں اور  
شخص آپ کے چہرہ مبارک کا تصور بھی کس طرح کر سکتا جس نے کبھی آپ کو نہیں دیکھا۔  
اور یہ خیال کرنا بہتر نہ ہو کہ آپ ہر شخص کی آواز کو اپنے گوش اقدس سے سنتے ہیں جو  
نہر میں آپ کو ایسا لگتی کہ نہ خطاب کرتا ہے۔

## سوالوں باب

### نماز کی تعریف اور طریقے (صفة الصلوۃ)

بیٹھ کر نماز پڑھنے والا رکوع کے لئے کمال تک بیٹھتا ہے؟

(سوال) نفل نماز یا رکعت اپنی فرض نماز اور نہ تارکوں میں رکعت تک یا بیٹھ جاتا ہے تو حدیث نماز میں  
ارکوع میں سرین پانوں سے تہہ ہو جائیں تو نماز باطل ہوئی یا نہیں؟ ایک صاحب مثنیٰ ہی امہ یہ کہ  
واللہ دیتے ہیں۔ تو اتورہا

(جواب ۶۵۵) یعنی علی البدل پر موجود نہیں کہ صحت نقل کی جانچ کی جاتی۔ رہا مسئلہ تو اس میں کوئی  
وجہ نہ ملتی ہے معلوم نہیں ہوئی۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ

۱. علی بن سعید قال قال رسول اللہ . ان للہ ملائکہ سبحان فی الارض فیعینونی من انشی السلام . الحمد  
لہ سبحانہ علی النبی (۶) بیٹھ کر نماز پڑھنے کا طریقہ ثانی میں لکھا ہے . ولو کان  
بغلی فاعدا یسعی ان یحادی حیثہ فداد رکبہ . لیخص لکوع قلب . ولعنه محمول علی عدم الکوع والا فقد  
عکس حصولہ . اصل طائفة لکوع . باب صفة الصلوۃ صاحب الکوع والحدود ۴۴۷ ط سعید

دوسری رکعت کے لئے اٹھتے ہوئے زمین پر ہاتھ جیکنا

(سوال) سارا ایسا سجد سے اٹھتے وقت بلا عذر کفائی و امر اش و غیرہ جائز ہے یا مکروہ اور کھنوں پر سارا این (اعتقاد علی انریہ) اگرچہ جائز ہے پر کھنوں پر سارا اینے کو ترک کرنا اور غیر کسی سارے کے کہ ابو جہد مستحب ہے یہ نہیں؟ فتاویٰ عالمگیری میں ہے لا يعتمد علی الارض بل يعتمد علی الركبة و قوله الاعتماد مستحب لمن ليس به عذر عندنا علی ما هو ظاهر فی كثير الكتب المشهورة كذا فی البحر الرائق. و نیز کنز الدقائق کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ کسی چیز پر سارا نہ لے شرح غایہ کے ترجمے میں حضرت امام بیرونیہ وغیرہ صحابہ سے بھی کسی کی تائید میں حدیثیں بیان کی ہیں و نیز رکنین و مقنن الجہت میں بھی دفع تکیہ کے دورے کی رکعت میں اٹھنا لکھا ہے اس مستحب کے روکنے میں جو شخص ساقی کرے وہ کیا حکم رکھتا ہے اور اس کے روکنے کو مان چاہئے یہ نہیں؟ چو اتو جرو

(جواب ۶۵۶) حنفیہ کے نزدیک اعتماد علی الارض خلاف اولیٰ یا زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے عقیدہ میں الزہد ہے تکلف جائز نہ خلاف اولیٰ ہے نہ مکروہ ہے غالبی کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ زمین پر اتھار نہ کرے بلکہ کھنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھے اور زمین پر اعتماد نہ کرنے کا حکم بھی احتیاج ہے۔ ویکو للنهوض علی صدور قدمیه بلا اعتماد الخ (در مختار) قوله بلا اعتماد الخ ای علی الارض الخ (رد المحتار) ۱۱

عورتوں کے لئے نماز کا طریقہ

(سوال) عورتیں اگر نماز میں دو طرفہ ہیں تو اس میں کیا وضو اٹھتے؟

المستفتی نمبر ۲۷۵ والدہ ابن امیر بٹلہ ۲ محرم ۱۳۵۳ھ ۶ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۶۵۷) عورتوں کی نماز میں دو طرفہ نہ صرف ایک دو باتوں میں فرق ہے تو وہ عورتوں کے حقیقی حوائج پر دو کے ساتھ ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ

نماز میں ہاتھ اور بدن کا ہلانا مکروہ ہے

(سوال) ایک پیش امام صاحب نماز پڑھتا ہے وقت ہاتھ اور بدن زور سے ہلاتے ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنے والے کیا نہیں؟ المستفتی نمبر ۵۴۱ ابنی خاص (گلوب)

(جواب ۶۵۸) نماز میں سکون کی ضرورت ہے اگر کوئی پیش امام قصد ایسا کرے تو نماز اس کی مکروہ

ہوگی، محمد کنیت اللہ کاں اللہ لہ

نماز میں ارسال پیدین کا حکم

(سوال) اگر کوئی شخص نماز میں ارسال پیرین نہیں کرتا تو اس کو کافر کہنا کہاں تک صحیح ہے؟

المستفي نمبر ۶۶۶ سران الدین دیوئی۔ ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۸ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۶۵۹) ہاتھ باندھنا یہ چھوڑنا نہ اس لئے قرآن مجید میں مذکور نہیں ہاں آیہ کریمہ ما اتاکم الرسول فخذوه وما نہاکم عنہ فانہوا (۱) سے یہ امر ماخوذ ہو سکتا ہے اور حضور اکرم ﷺ سے روایت صحیحہ کثیرہ ہاتھ باندھنا ثابت ہے اور پھر ہاتھ باندھنے والے کو کافر نہ تو کسی طرح بھی قرار دیا نہیں ہو سکتا اور محض اس وجہ سے کہ قرآن مجید میں ہاتھ باندھنے کا صراحت حکم نہیں سفر کا حکم لگایا جاتا ہے تو ہاتھ چھوڑنا رکھنے کا بھی صراحت قرآن میں حکم نہیں ہے اور امت محمدیہ میں جہاں یہ حد، سناہ فلناب ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے رہے ہیں ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے والے بہت کم ہیں پھر یہ کہ ہاتھ چھوڑ کر یہ حد نہ نماز پڑھنے میں ضرورت دین کا انکار یا تکذیب کا شائبہ بھی لازم نہیں آتا تو حکم کفر کا تو ہمہ تصور بھی نہیں ہو سکتا۔

(۱) نماز کی رکعت ثبات ہیں یا نہیں؟

(۲) نمازوں کی رکعات مختلف کیوں ہیں؟

(سوال ۱) اچھی وقت کی نماز قرض ہے جس کو پھر تین یا دو رکعت کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے۔ قرض وہ حکم ہے جو نفس قطعی (قرآن مجید) سے ثابت ہے اور سنت وہ ہے جو رسول خدا ﷺ نے فرمایا یا کیا اس نے کعبہ کی تعمیر اور قرآن میں کہاں مذکور ہے

(۲) چار تین لور وور کعت کی تعیین کی وجہ و ملت کیسے؟ کیوں نہ پانچوں وقت ایک ہی طرح سے ادا کئے جانے کا قصور ہو گیا؟

المستفتی: ۶۹۹ حکیم سید محمد اند شہزنجائی (دہلی) ۹ شوال ۱۳۵۳ھ ۵ جنوری ۱۹۳۶ء

(۱) یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ فرض، یعنی جو قرآن مجید سے ثابت ہو بلکہ فرض وہ ہے

(١) و عنه قوله ويجده نهي الأئمة (رحمهم) قال الشافعي قوله "تنبه" وهو ما حرمه الفقهاء عنه  
 أن لله كرم لا أن العت في الصلاة والوقوف في الصلوة والضحك في العتد وهي كراهة تحريم يح باب من نفسه  
 الصلاة وما يكره فيها ٩٤٠١ ط سعيد

(V الحشر : ٢٥) (٤)

(٣) عن واثق بن حجاج أنه رأى النبي ﷺ رفع يديه حين دخل في الصلاة فذكر وضع يده حين أذنيه ثم لحظ يديه ثم وضع يده اليمنى على اليسرى لتحديث مسلم فاب وضع يده يسرى على اليسرى ٧٣١ فذكر يميني كيف جازية ذكر يحيى

جس کو نہ آیا، سوال ہیئتے فرض بتایا، وہ خدا نے قرآن میں فرض فرمایا ہوگا تو قرآن کے ناس سے عہد ہوگا  
 جیسے نماز کی فرضیت روزے کی فرضیت وغیرہ اور رسول اللہ ﷺ نے فرضیت بتائی ہوئی تو وہ خبر متواترہ  
 مشہور سے عہد ہوئی خبر متواترہ مشہور سے مطلب حدیث متواترہ مشہور ہے یہ دونوں ثبوت فرضیت کے  
 سے کافی ہیں نماز میں تعدد اور کعات کا ثبوت سنت متواترہ مشہور سے ہے اس لئے ان رکعت کی فرضیت  
 میں کسی وقت کسی کو تردد اور تامل نہیں ہوا۔

(۲) تعدد اور رکعت کی فرضیت میں کسی وقت کسی کو تردد اور تامل نہیں ہوا اور اس کی حکمت خدا اور رسول کو  
 معلوم ہے ہر اہم منصب یہ نہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ سے عہد شدہ چیز کو بدل دیں بلکہ آنحضرت ﷺ کی  
 اقتدا و اتباع کرنا ہی ہمارے لئے ضروری اور لازم نجات ہے۔ آئندہ کریمہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ  
 أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (اکاکیں مدعا و مفاد ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ کے قدم پر ہم چلیں اگر کسی فعل کی حکمت  
 بتائی جائے تو بہر اہل حکمت کو بھی خدا اور رسول کے حوالہ کریں صرف اس امر کا یقین کہ آنحضرت  
 ﷺ سے اس امر کا ثبوت پختہ ہو، اس عمل کے لئے کافی ہے۔ محمد عظیم اللہ کان اللہ اعلم

## ستر ہواں باب مستحبات نماز

تشہد میں اٹھنے سے اشارہ ان حدیث سے ثابت ہے

(سوال) حضرت مجدد صاحب شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں رفع اہر باہ فی التشہد  
 مذکورہ تحریر فرمائی ہے حضرت شہ صاحب دہلوی قدس سرہ نے اس کو بہت دلیل سے چار فرمایا ہے ان پر  
 بھی بحث میں مکتوبات کے "انک" یہ ہیں۔ "مَنْ صَلَّى الصَّلَاةَ عَلَى السَّكِينَةِ وَالْوَقَارَةِ يَزِيدُ فِي أَجْرِهَا" تب  
 مشاہیرہ جامع الصغیر میں اس کا ذکر ہے، "وَنُفِّلَ حُرْمَتُ بَيْتِ نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي حُدُودِ بَيْتِهِ" تب  
 منون ہوئے، آخر ہم تیس برسوں پہلے سے اس کا ثبوت نہ ہو یہ بھی ممکن ہے۔ رفع سہا کا معنی  
 مشاہیرہ یا من، رفع یدین کے مختلف فیہ ہو۔

المستغنی نمبر ۷۰۷، مواہب اللعین ج ۲، ۱۱ اشوال ۱۳۵۳ھ ۷ دسمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۶۱) اشارہ سہا کے معنی ہوں اور ان حدیث سے یہ ثابت ہے، "فَتَقَامُ خَلْفَهُ" تب

(۱) سورہ المسحۃ ۶، (۲) عن عبد اللہ بن زہیر قال: "كان رسول الله ﷺ إذا قعد يدعو وضع يده اليمنى على  
 فخذه اليسرى و يده اليسرى على فخذه اليسرى وأشار يده السانده ووضع يده على أصبعه الوسطى و قال: "كُنْ  
 اليسرى و ركنه يده و وسطه، اگر کسی باب الاشارة و ركنه من ۱۲۳ ط اندک مثنان و عن ابن عمر ان رسول  
 ﷺ إذا قعد في التشهد وضع يده اليسرى على ركنه اليسرى و وضع يده اليمنى على ركنه اليمنى و عند ذلك  
 حمصين و سار بالسانده" ص ۱۶۳، ۱۶۴

محققین اور محدثین نے اسے سنت قرار دیا ہے اور یہی صحیح و راجح ہے حضرت مجدد الف ثانی نور اللہ ضریحہ نے اس مسئلہ میں ن فتنہ کے قول کو نیا ہے جو اشارہ کے مخالف ہیں حضرت شیخ محمد کی اس بارے میں اپنا ان وجہ سے نہیں کی جاسکتی کہ محققین فقہاء شارح کی سیئت پر بالکل قویہ رکھتے ہیں شرع و قویہ میں بھی حضرت امام شافعی سے اشارہ کا قول اور وضع نقل کر کے صاحب شرع و قویہ نے وعتن هذا جاء عن علماء ناد فرمایا ہے اور حضرت امام محمد نے مؤرخین حضرت ابن عمر سے یہ روایت نقل فرمائی ہے۔

کان رسول اللہ ﷺ اذا جلس وضع كفه اليمنى وقض اصابعه كلها واشار باصبعه التي تلى الاپهام ووضع كفه اليسرى على فخذہ اليسرى ۱۰ اس کے بعد امام محمد نے فرمایا وضع رسول اللہ واحد وهو قول ابی حنیفہ اور امام ابو یوسف نے اپنی میں بھی ایسی ہی اشارہ کا ذکر فرمایا ہے۔

انقرضت عن ابی حنیفہ ۱۱ بخلاف قول امام شافعی ۱۲ اور فقہاء ائمہ ۱۳ اور فقہاء ائمہ ۱۴ وغیرہ کتب فقہ میں اس کی تحقیق ملاحظہ فرمائی جائے اس سے منسوخ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے کوئی حدیث اس کے خلاف اور اس کو منع کرنے والی نہیں اور عقلی دلیل منی الصلوٰۃ علی السکینۃ والوفار سے یہ سنت ثابت صحیحہ رو نہیں ہے جب کہتی ہے بعض کتب میں مذکور نہ ہونا دلیل حرمت یا کراہت نہیں ہو سکتا ۱۵

محمد کفایت لہذا کان اللہ

تشہد میں ٹنگی کس وقت اٹھائی جائے؟

(سوال) کلمہ کی انگلی تشہد میں اٹھانا ضروری ہے اگر ضروری ہے تو تب تک ٹنگے رکھے؟

المستغنی مودعی محمد رفیع صاحب دہلوی

(جواب ۶۶۲) کلمہ کی انگلی تشہد میں اشدان ۱۱ اور پراعتانے اور اللہ پر گروے یہ فقہاء کا قول ہے اور خیر تک انھیں رکھے تو یہ بھی جائز ہے ۱۰ محمد کفایت لہذا کان اللہ ۱۱ علی

.....

۱) باب صلاۃ الصلاۃ ۱ ۱۴۸ ص ۵۵

۲) باب البیت بالخصی فی الصلاۃ ص ۱۰۸ ط: میر محمد کتب خانہ کراچی

۳) باب صلاۃ الصلاۃ ۱ ۳۱۳ ط: مصر

۴) صلاۃ الصلاۃ ص ۳۳۶ ط: سہیل

۵) باب صلاۃ الصلاۃ ۱ ۳۴۲ ط: دار المعرفۃ بیروت

۶) باب صلاۃ الصلاۃ مطلب عقد الاصحاح عبد النشید ۱ ۵۰۹ ط: سعید

۷) الفصل فی کیفیت ترکب لعدا الصلاۃ ص ۱۷۰ ط: مصر

۸) قال فی الدر المحتجب: وفي السور ثلاثه عن ليوث قال: "استصحح خير بسجدة وحدها رفعها حد لعي و شجب

عند ثلاث وفي العبي عن سحفة الاصحاح انها مستحبة وفي الصحيح: "سورة التوبة" وفي التذمة "يحمد عند و

يرفع السجدة عند المعى ويصحبها عند الإتيان وهذا ما عظمه المسخرون لونه عن أبي عبد الله الأحاديث الصحيحة الخ باب

صلاۃ الصلاۃ مطلب عقد الاصحاح عبد النشید ۱ ۵۰۹ ط: سعید

۹) وفي المسحط منها سورة يرفعها عند المعى ويصحبها عند الإتيان وهو قول ابی حنیفہ و محمد و کثرت به الآثار

والاحاد فان عمل به أولى (رد المحتار: باب صلاۃ الصلاۃ مطلب فی عقد الاصحاح عبد النشید ۱ ۵۰۸ ط: سعید)





## نمازی کے سامنے چہرا رخ ہونا

(سوال) نمازی کے سامنے کرچہرا رخ ہو تو نماز اس کی ہوگی یا نہیں اگر ہوگئی ہو تو کربت کے ساتھ یہاں کراہت؟ المستفتی نمبر ۵۳۱ مولوی عبدالقدوس امام مسجد (ترکمان دروازہ دہلی)

۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ بمطابق ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۶۶) نماز ہو جائے گی اور اگرچہرا رخ اپنی جگہ پر روشنی کے لئے رکھا یا تو کربت بھی نہیں ہاں اگر نمازی کے سامنے ایسی ہیئت سے رکھا ہو کہ گویا س کو تہہ کیا جاتا ہے تو ایسی ہیئت مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

## عصر کی تیسری رکعت پر سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟

(سوال) امام نے سوا عصر کی تین رکعت پر سلام پھیر دیا جب لوگوں نے ان سے کہا تو کلام کرنے کے بعد نماز کا اعادہ کیا اور پوری عصر نماز پڑھائی کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ایک رکعت پوری کر کے تہہ سو کر یہ ناکافی تھا امام نے بالکل غلط کیا دریافت طلب امر یہ ہے کہ امام صاحب کا یہ فعل درست تھا کہ نہیں کیا قبلہ کی جانب سے منہ پھیرنے کے بعد اور کلام کرنے کے بعد بھی رکعت پوری کر کے تہہ سو کر ناکافی ہے۔

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلی

(جواب ۶۶۷) امام کا فعل درست تھا کلام کر لینے کے بعد نماز کا اعادہ ہی کرنا چاہیئے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

## جالی کی ٹوپی کے ساتھ نماز مکروہ نہیں

(سوال) شخص لوگ سید کی ٹوپی پہنتے ہیں اس ٹوپی میں جالی ہوتی ہے اور اس کے سوراخوں میں سے سر کے بال دھانک دیتے ہیں اس ٹوپی کو کوڑھ کر لامت کرنا اور نماز پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں نماز کی حالت میں سر کے بالوں کے کھلنے سے کراہت لازم آتی ہے یا نہیں؟ فقط

المستفتی نمبر ۲۲۴ ضیاء الحق چوڑی گران دہلی۔ ۷ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ بمطابق ۸ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۶۶۸) اس ٹوپی کو پہن کر نماز پڑھنا شبہ جائز ہے اور لامت میں بھی کوئی کراہت نہیں۔

(۱) قال فی التوبیر وشرحہ: "ولا یکرہ صلاۃ إلی طہر فاعادینحدث ولا یلی مصحف او سیف مطلق او شمع او سراج الخ (باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا) ۶۵۲/۱ ط سعید

(۲) وسیحدہ لیسو: "ولو مع سلام إمامہ ماویا للقطع مالم یتحول عن القلۃ" و یتکلم لبعلاۃ التحریمة الخ (التوبیر و شرحہ) باب سجود السہو ۹۱/۲ ط سعید

(۳) والمستحب أن یصلی الرجل فی ثلاثۃ ثوب: قمیض وإزار و عمامۃ أما لو صلی فی ثوب واحد متوحشاً بہ جمیع بدنہ کازال العیت تحوز صلاۃہ من غیر کراہۃ و تفسیرہ ما یقعہ الفصد فی المقصرۃ (حلی کبیر فروغ ص ۲۱۶ ط

کے ہاں کوئی ستر کی چیز نہیں ہے لگے سر نماز پڑھی جائے اور نیت قواضع کی ہو تو وہ نماز ہلکا کرابت جائز ہے۔  
 باب ابن پنے سے لگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر اس کی کرابت کی حالت عدم مہارت ہے نہ کہ ہاں ۵  
 انشاف۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

پانچواںہ نکتوں سے نیچے رکا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے  
 (سوال) پانچواںہ تمبنہ نیچا کیا جس سے لگے ڈھک جاتے ہوں انکا پسنا تو حرام معلوم ہوا مگر یہ نہیں  
 سے نماز مکروہ تحریمی ہوئی یا تنہا یہ نماز ہو گئی ہی نہیں؟ غرض عاء سے سنا جاتا ہے کہ نماز ہوتی ہی نہیں یہ  
 یہ درست ہے؟

المستفتی نمبر ۲۴۲۹ مودعی محمد لڑائیہ صاحب۔ نور کاظم ۲۲ شوال ۱۴۲۵ھ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۸ء  
 (جواب ۶۶۹) نماز ہو جاتی ہے مگر مکروہ ہوتی ہے وہ کرابت تنہا یہ ہے اعادہ کر لینا کافی ہے۔  
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ذی

آٹھویں بند کر کے نماز پڑھنا  
 (سوال) بعض لوگ نیل میسونی منہ اور آٹھویں بندہ لیتے ہیں اور فرض نماز دہارت میں یہ غصہ درست  
 ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۴۵۱ شجاعت حسین آمرہ  
 ۱۵ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ ۱۶ مئی ۱۹۳۸ء  
 (جواب ۶۷۰) آٹھویں نیل خشونہ کرنا جائز ہے نہ کہ نہ کرنے سے قات کا تلفظ زبان سے نہ ہونا  
 اس لئے یہ نہیں کرنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

## انیسواں باب مدرک۔ مسبق۔ لاحق

- (۱) مسبق تبلیہ رہتے ہوئے رکن میں چلا کیا
- (۲) اللہ کھڑے ہونے کی حالت میں اور ”آخیر“ رکن میں جا کر رہا تو نماز صحیح نہیں ہوئی
- (سوال) ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ فی ان رجلا ادرك الامام فی الركوع فکبر و رفع یدیه الی

(۱) قال فی شرح الصوری فی مکروہات الصلاة ”وصلاته حاسرا او کائفا راسه للکمال ولا مانع من اللنگل واما الایمانه  
 بها فکفر“ ولو سقطت فليس له إعادتها الفصل رباب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ۱ ۶۴۱ ط سعید  
 (۲) قال رسول اللہ ﷺ ”ما أسفل من لکعب من الأزار فی الدار مشکوة“ کتاب اللباس الفصل لاؤں ص ۳۷۳ ط  
 سعید (۳) وتخصیص عبیه للیہی إلا لکمال العشوع (درمختار) من قال بعض العلماء انه الأولی ورد السحنز باب ما  
 یفسد الصلاة وما یکره فیها ۱ ۶۴۵ ط سعید

شخصی اذنیہ وقابعہ فیہ الا انہ لم یقبض بیدہ الیمنی یدہ الیسری ولم یضعہما تحت السرة ولم یات بشیء من النشاء ولم یکر ثانیاً بعد الركوع محاطاً ان تفوتہ الركعة الاولی

(۲) ورجلاً اخر رآی الامام فی الركوع فکبر ورفع یدیه الا ان قول الله کان فی قیامہ واکبر وقع فی الركوع محاطاً ماذ کبر فکل واحد منهم یكون شارعاً بالصلوة ام لا؟

(ترجمہ) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جماعت میں شریک ہونے کے لئے آیا اور اس نے نماز رکوع میں پڑھنا پس اس شخص نے تکبیر تحریرہ کی اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور رکعت میں شریک ہو گیا لیکن نہ تو اپنے ہاتھ ناف کے نیچے باندھے نہ ٹانگہ پر نہ رکعت میں جانے کے لئے دوسری تکبیر کی کیونکہ اس کو اس پہلی رکعت کے فوت ہونے کا اندیشہ تھا یا اس کی نماز صحیح ہوگئی یا نہیں۔

(۲) ایک شخص نے نماز رکوع میں دیکھ کر ہاتھ اٹھاتے ہوئے تکبیر تحریرہ کی اور چونکہ رکعت کے فوت ہونے کا اندیشہ تھا اس لئے جلدی میں یہ ہوا کہ انشاء اللہ حالت قیام میں اور انشاء اللہ کبر حالت رکوع میں واقع ہوا تو اس کی نماز صحیح ہوگئی یا نہیں؟

(جواب ۶۷۱) الرجل الذی اتی بتکبیرہ التحریمة فی حال القیام لکنہ لم یضع یدیه تحت السرة ولم یکر ثانیاً للركوع صحت صلوٰتہ و یكون شارعاً فی الصلوٰۃ ۱۰

واما الذی قال الله فی القیام واکبر فی حالۃ الانحاء فان کان بحیث لا تنال یدہ الی الركبة یصیر شارعاً فی الصلوٰۃ و تصح صلوٰتہ وان کان بحیث تنال یداه الی الركبة لم تصح صلوٰتہ ولا یكون شارعاً فی الصلوٰۃ

قال فی الدر المختار ادرك الامم راكعاً فقال الله فی القیام واکبر راكعاً لم یصح فی الاصح الخ

قوله قالما ای حقیقتہ وهو الانتصاب او حکماً وهو الانحاء القلیل بان لا تنال یداه رکبتہ (رد المحتار) ۲۱

(ترجمہ) جس شخص نے حالت قیام میں تکبیر تحریرہ کر دی لیکن ہاتھ نہیں باندھے اور دوسری تکبیر رکوع میں پڑھتے وقت نہیں کہی اس کی نماز صحیح ہو جائے گی اور اس کو شارع فی الصلوٰۃ سمجھا جائے گا۔

(۲) اور جس شخص نے تکبیر تحریرہ کے انشاء اللہ کو حالت قیام میں اور انشاء اللہ کو جھٹکے کی حالت میں کہ تو اس کے ہاتھ ابھی گھٹنوں تک نہیں پہنچے تھے تو اس کی نماز صحیح ہوگئی اور اس کو شارع فی الصلوٰۃ سمجھا جائے گا اور اگر غلط اکبر کہتے وقت اس کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ چکے تھے تو اس کی نماز صحیح نہ ہوگی اور وہ شارع فی الصلوٰۃ نہ

۱. ومما القید بحیث لو مبدیہ لا یمان رکبتہ فلر کبر قسماً فرکع ولم یقف صح والدر المختار باب صفة الصلوة ۱ ۴۴ ۴ ص سعید فلر وحد الامام راكعاً فکبر صح بان ظیام اقرب صح ولعت فیہ تکبیرہ الركوع فلر المختار باب صفة الصلوة ۱ ۸۰ ط سعید

۲. (فصل فی بیان ما یلی الصلوة ۱ ۸۰ ط سعید)

ہوگا۔

درمختار میں ہے کہ جو شخص امام کو رکوع میں پائے اور تکبیر تحریمہ اس طرح کے کہ حالت قیام میں لفظ الحمد اور حالت رکوع میں لفظ اُلم ہے تو صحیح یہی ہے کہ اس کی نماز نہ ہو۔  
اور قیام سے مراد یہ تو حقیقی قیام ہے یعنی بالکل سیدھا کھڑا ہونا یا کسی قیام یعنی معمولی جھکاؤ کہ اس کے ساتھ گھٹنوں تک نہ پٹھیں۔ (ردالمحتار)

جن کا امام کے پیچھے رکوع چاہا جائے ان کی یہ رکعت فوت ہوگی

(سوال) امام نے قنوت میں سورت پڑھی اور سجدہ تلاوت کی جگہ امام نے رکوع گرہ پڑھ کر مقتدی جو امام کے قریب تھے وہ رکوع میں چلے گئے اور جو مقتدی امام سے دور تھے جن کو یہ معلوم تھا کہ یہاں سجدہ تلاوت ہے وہ لوگ سجدہ میں چلے گئے جب امام نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا۔ تب ان کو پتہ چلا کہ امام رکوع میں تھان میں سے کچھ دُکھ کر رکوع میں گئے اور پھر امام کے ساتھ سجدہ میں مل گئے اور کچھ لوگ سجدہ میں سے ٹٹھ کر امام کے ساتھ سجدہ میں چلے گئے۔

ب دریافت طلب یہ امر ہے کہ جو لوگ امام نے رکوع کرنے کے بعد رکوع کر کے امام کے ساتھ سجدہ میں شامل ہو گئے ان کی نماز ہوئی یا نہیں؟ دوسرے جو لوگ رکوع میں نہیں گئے بلکہ ٹٹھ کر رہی امام کے ساتھ سجدہ میں شامل ہو گئے ان کی بھی نماز ہوئی یا نہیں؟

(جواب ۶۷۲) جو لوگ امام کے ساتھ رکوع میں شامل نہیں ہوئے ان کی یہ رکعت جاتی رہی پھر جب وہ رکوع کر کے امام کے ساتھ سجدہ میں مل گئے تو ان کی نماز صحیح ہو گئی اور جو لوگ بغیر رکوع اونگے ہوئے سجدہ میں ملے ان کی رکعت فوت ہو گئی اور وہ امام کے بعد اپنی رکعت پوری کر لیتے تو نماز ہو جاتی جب انہوں نے سلام پھیر دیا تو نماز نہیں ہوئی (۱) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ

مقیم مسبوق، مسافر امام کے پیچھے بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(سوال) زیر مسافر ہے مسرین نماز دو رکعتیں پڑھ کر قعدہ پڑھتا ہو یا ایک شخص مقیم تشدد میں شریک ہو یا اب یہ شخص کون سی رکعتیں پہلے پڑھے گا؟ فاتحہ والی یا فاتحہ سورت دونوں؟  
(جواب ۶۷۳) جب کہ کوئی مقیم شخص چار رکعت والی نماز میں امام مسافر کے پیچھے قعدہ میں شریک ہو تو وہ مسبوق بھی ہے اور لاحق بھی اور اس کو چار رکعتیں پڑھنی ہیں پس وہ دو رکعتیں پڑھے جن میں لاحق ہے

(۱) و دلائل من فائدتہ رکعات کثیرا، بعضها لکن بعد اقلانہ بعد من سبق ابعده فی رکوع و سجود فائدتہ بعضی رکعتہ پیدا بقضاء ما قبلہ عکس المسبوق لم یبع امامہ ان اذکھ الذراکھ والا تبعہ ثم ما لام فہ بلا قرآن بالتبوی و شرحہ باب الإمامۃ ۵۹۴:۱ طبع معین

یعنی تخرولی ان میں نہ فاتحہ پڑھے نہ سورت کیونکہ ان رکعتوں میں وہ جماعاً م کے پیچھے ہے پھر وہ رکعتیں پڑھے جن میں مسبوق ہے یعنی پہلی دو رکعتیں ان میں فاتحہ اور سورت دونوں پڑھے (۱) واللہ اعلم  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسا امینہ دہلی

مغرب کے قعدہ اولیٰ میں شریک ہونے والے کے لئے کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک شخص مغرب کی نماز ادا کرنے جماعت میں اس وقت شامل ہوا جب کہ امام دوسری رکعت میں بیٹھ کر التحتیات پڑھ رہا تھا اب مقتدی جو جماعت میں شامل ہوا ہے اس کو امام کی اتباع کرنی لازم ہے تو وہ مرتبہ جماعت کے ساتھ امام کے پیچھے اس نے التحتیات پڑھ لی اور پھر اپنی پوری نمازی کرنے کو دو مرتبہ اس کو التحتیات پھر پڑھنی لازم ہے یا جماعت میں جب مقتدی شامل ہوگا تو اس کو خاموش ٹھہرنے ہوگا۔

المستفتی نمبر ۲۴۸ محمد صالحین صدر بازار دہلی ۳ ذی الحجہ ۱۴۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۶۷۴) ہاں جب کہ نماز مغرب کی دوسری رکعت کے قعدہ میں امام کے ساتھ شریک ہو تو اس کو چار مرتبہ التحتیات پڑھنی ہوتی ہے اور اس میں کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے چاروں مرتبہ التحتیات پڑھنی چاہئے۔ (۲)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مقتدی کا درمیان نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو کس طرح کرے؟

(سوال) اگر ایک شخص جماعت میں پچھلی دور کعتوں میں شامل ہوتا ہے تو اس کی یہ رکعتیں بھری ہوں گی یا نہی؟ المستفتی نمبر ۲۴۹ شب زخاں (ضلع کرنال) ۳ ذی الحجہ ۱۴۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء  
(جواب ۶۷۵) پچھلی دور کعتیں جو امام کے ساتھ پڑھی ہیں یہ خالی ہوئیں جب اپنی دور کعتیں پوری کرنے لگے تو ان کو بھری پڑھے۔ (۳)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

آخری دور کعت پانے والا ہتھتہ نماز کس طرح پڑھے؟

(سوال) ایک شخص صف اول میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے دور کعت نماز ادا کر چکا ہے دور کعت

(۱) واللاحق من فاتہ الرکعات کما أو بعضہا عقیق ثم مسافر حکمہ حکم المؤتم فلا یاتی بقراءة و یدأ بقضاء مفاتہ عکس المسوق (تویر و شرح) هذا بیان للقسم الرابع وهو للمسوق اللاحق ثم یصلی الرکعة الی سقی بها بقراءة الفاتحة وسورة (رد المحتار باب الإمامة ۵/۱ ۵۹۴ ط سعید)  
(۲) ومما أنه یقتضی اول صلاته فی حق الفراءه و آخرها فی حق الشہد حی لو أدرك رکعة من المغرب فقصی رکعتین و فصل بقعدة فیكون ثلاث فعدات الخ (عالمگیری باب الجماعة) فصل فی المسوق واللاحق ۹/۱ ط ماجدیه  
(۳) والمسوق من سبقه الإمام بها أو بعضها وهو متعذر حتی یتبی ویعود و یقرأ وإن قرأ مع الإمام لعدم الاعتداد بها لکراهیها فیما یقتضیه ویقتضی اول صلاته فی حق قراءة و آخرها فی حق تشهد الخ (التویر و شرحه باب الإمامة ۵/۱ ۵۹۶ ط سعید)

پڑھنے کے بعد اس کا وضو ٹوٹ گیا اب وہ نماز میں سے نکل کر کس طرح وضو کرے اور نماز پوری کرے جو دو رکعت امام کے ساتھ ادا کر چکا ہے وہ دوبارہ اس کو پڑھنی پڑیں گی یا وضو کرنے کے بعد بقیہ دو رکعت ادا کرے اور جس جگہ سے یہ مقتدی وضو کے لئے جائے اس جگہ دوسرا مقتدی کھڑا ہو سکتا ہے یا وہی مقتدی وضو کر کے صفوں کے اندر گھس کر اپنی جگہ پہنچ کر نماز پوری کرے۔

المستفتی نمبر ۵۱۹ عبد الغنی (دہلی) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۸ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ

(جواب ۶۷۶) یہ شخص وضو ٹوٹ جانے کے بعد پیچھے کی صفوں کو شق کرتا ہوا وضو کرنے والے کے لئے نکل جائے اور وضو کر لینے کے بعد اس کا امام اگر نماز سے فارغ نہ ہوا ہو تو اس مقتدی پر لازم ہے کہ اپنی جگہ پر آکر باقی ماندہ نماز کو ادا کرے بشرطیکہ وضو کی جگہ کے متصل و قریب کوئی مانع اقتداء کا موجود نہ ہو ورنہ اس کو اختیار ہوگا کہ وضو کی جگہ کے متصل باقی ماندہ نماز کو ادا کرے یا پہلی جگہ پر جا کر باقی ماندہ نماز پڑھ لے۔ (وہم صلواتہ ثمہ) وهو اولی تقلیلاً للمشی (او یعود الی مکانہ) لیتحذ مکانہ (کمفرد) فاتہ مخیر وهذا کلہ (ان فرغ خلیفۃ والا عاد الی مکانہ) حتما لو بینہما ما یمنع الاقتداء (کالمقتدی اذا سبقہ الحدث) الخ (تویر الابصار علی هامش رد المحتار و درمختار) ۱، فقہ وانہ علم۔ حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔ الجواب صحیح کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسبق بقیہ نماز میں قراءت کرے یا نہیں؟

(سوال) نماز جماعت ہو رہی ہے، اگر کوئی آدمی بعد کو آیا اور اس کو تین رکعت ملی یہ دو میں یا دو نہیں ملی یا چار میں ایک رکعت ملی تو تباہ رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھے یا نہ پڑھے؟  
المستفتی نمبر ۷۷۹ محمد رفیق سوڈا رچرم (ضلع میدانی پور) یکم ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ۲۵ فروری ۱۳۵۴ھ  
(جواب ۶۷۷) ہاں مسبوق اپنی نماز کی رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھے اور اس کی ترتیب وہ ہے جو اپنی انکی نماز کی ہے (۱)

مسبق نے نام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) مسبوق اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۳۱ مولوی عبدالقدوس امام مسجد (دہلی)

۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۷ جولائی ۱۳۵۶ھ

(جواب ۶۷۸) فوراً کھڑ ہو کر اپنی نماز پوری کرے اور اگر سلام امام کے بعد پیچھے ایسے تو سجدہ سورا

(۱) باب الاستحلاف ۱/۶۰۶ ط سعید

(۲) وغضی اول صلاتہ فی حق القراءۃ و آخرہ فی حق لشہد لح، الدر المختار، باب لإمامۃ ۵۹۶، ۱ ط سعید

نو کا: محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ و علی

کسی وجہ سے دوبارہ نماز پڑھی جائے تو مسبوق کے لئے کیا حکم ہے؟  
(سوال) اگر نماز کسی واجب یا سنت کے ترک پر ادا کیا جائے تو مسبوق کا کیا حکم ہے؟ آیا وہ اپنی نئی ہوئی رکعت کو پورا کر کے جماعت میں طے یا سلام پھیر کر فرائض جائے؟  
لمستفتی نمبر ۱۳۴۹ محمد بن نس صاحب (محرم ۱۴۷۷ھ) ۲۷ یقعدہ ۱۳۵۵ھ ۱۰ ذی القعدة ۱۳۵۵ھ  
(جواب ۶۷۹) سنت یا واجب کے ترک پر عادیہ کیا جائے تو مسبوق پئی نماز پوری کرے اور ادا وہ ان نماز میں اپنی نماز پوری کر کے شریک ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(۱) مسبوق مجدد سو میں امام کی متابعت کرے  
(۲) مسبوق نے عمداً سو امام کے ساتھ سلام میں متابعت کی تو کیا حکم ہے؟  
(۳) مسبوق امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے  
(۴) مسبوق نے عمداً سو امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟  
(سوال) (۱) مسبوق مجدد سو کے سلام میں اپنے امام کی متابعت کرے یا نہیں؟  
(۲) اگر متابعت نہ کرنی چاہیے تھی اور پھر (الف) اگر عمدتاً متابعت کرے تو کیا ضمیمہ؟  
(ب) اگر سوا متابعت کرے تو اس مسبوق کو اپنی نماز کے ختم پر مجدد سو کرنا پڑے گا یا نہیں؟  
(۳) جب امام نماز کے ختم پر نماز سے فارغ ہونے کا سلام پھیرے تو مسبوق بھی امام کے ساتھ سلام پھیرے یا نہیں؟

(۴) اگر اس صورت میں مسبوق کو امام کے ساتھ سلام پھیرنا نہ چاہیے تھا اور پھر (الف) اس مسبوق نے امام کے ساتھ عمدتاً سلام پھیر دیا تاکہ اس کو یاد تھا کہ مجھ کو ابھی اپنی ہجرت نماز ادا کرنی ہے تو اس مسبوق کی نماز فاسد ہوگئی یا نہیں (ب) اپنی باقی نماز کی ادائیگی یا نہیں تھی اور بھولے سے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوگئی یا نہیں اگر فاسد نہ ہوگی اور نماز صحیح رہے گی تو کیا اس مسبوق کو اپنی نماز کے ختم پر مجدد سو کرنا پڑے گا یا نہیں؟ اگر مجدد سو کرنا پڑے گا تو کس صورت میں اور اگر مجدد سو نہ کرنا پڑے گا تو کس صورت

(۱) والمسبوق يسجد مع إمامه مطلقاً ثم يقضي ماقامه إلخ (در مختار) وفي الشافية فإذا سلم الإمام قام إلى القضاء فإن سلم فإن كان عمداً فسدت ولا لا ولا سجود عنه أن يسجد بعدها أو معه وإن سلم بعده لم يضر لكونه منفرداً حينئذ إلخ (باب سجود السهو ۸۲۲ ط سعید)

(۲) وإذا ظهر حدث إمامه وكذا كل مقصد في رأي مقنن بطلت فليزم إعادتها لتخصيصها صلاة المؤمن صحة وفساداً كما يلزم الإمام إجماع القوم إذا أنهم وهو محدث أو حسب أو فاعل شرط أو ترك إلخ، التنوير وشرح باب الإمامة ۱ ۵۹۱ ط سعید



میں؟ المسئنی نمبر ۳۵ حافظ محمد مٹھان صاحب سوانح گزری و چشمہ چاندنی پوک دہلی

۱۲۷۷ یقعدہ ۱۳۵۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(حرا ب ۶۸۰) مسبوق تجده سوا کر کے میں تو امام کی متابعت کرے یعنی تجده سوا امام کے ساتھ  
نرے عمر سلام میں متابعت نہ کرے یعنی مسبوق بغیر سلام پھیرے امام کے ساتھ تجده میں چلا جائے  
المسبوق اما يتابع الامام في السهو ای فی سجدة السهو بان سجد هو دون السلام بل ينظر  
الامام حتى يسلم فيسجد فيتابعه في سجود السهو لا في سلامه ۱۱

(۲) اگر مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو :-

(الف) اگر قصد اسلام پھیرے تو اس کی نماز فاسد ہوگی۔ وان سلم فان كان عامداً ففسد صلوته ۱۰

(ب) اور اگر سوا سلام پھیرے تو نماز فاسد ہوگی وان كان سهواً لا تفسد ۱۲، اور تجده سوا بھی اپنی  
نماز کے آخر میں لازم نہ ہوگا۔ ولا سهو عليه لانه مقتد و سهو المقتدى باطل انتهى ۱۱ (هذا كله في

البدائع) ص ۱۷۶ ج ۱

(۳) جب امام نماز ختم کرنے کا سلام پھیرے اس سلام میں بھی مسبوق امام کی متابعت نہ کرے ولا  
يسلم اذا سلم الامام (ای للخروج عن الصلوة) لان هذا السلام للخروج عن الصلوة وقد يعبر  
عليه ارکان الصلوة ۱۵

(۳) اگر اس آخری سلام میں مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو :-

(الف) اگر قصد بات یا رکعت ہوتے کہ میری نماز باقی ہے سلام پھیرے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

فاذا سلم مع الامام فان كان ذاكراً لما عليه من القضاء فسدت صلوته لانه سلام عمد ۱۰

(ب) اور اگر یہ بات یا رکعت تھی اور سوا سلام پھیر دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ وان لم يكن ذاكراً له لا تفسد

لانه سلام سهو فلم يخرج عن الصلوة ۱۷، اور یہ سلام جو سوا پھیر گیا منہ نماز تو نہیں لیکن یہ سلام

امام کے سلام سے کچھ پہلے یا بالکل ساتھ ساتھ واقع ہوا جب تو مسبوق پر اپنی نماز کے آخر میں اس سوئی وجہ

سے بھی تجده سوا لازم نہیں ہوگا اور اگر امام کے سلام کے بعد اس نے سلام پھیر تو اپنی نماز کے آخر میں اس

پر اس سوئی وجہ سے تجده سوا لازم ہوگا۔ وهل يلزمه سجود السهو لاجل سلامه ينظر ان سلم قبل

تسليم الامام او سلما معاً لا يلزمه لان سهو سهو المقتدى و سهو المقتدى تعطل وان سلم بعد

(۱) (فصل في بيان من يجب عليه سجود السهو ۱ ۱۷۶ ط سعید)

(۲) (-----)

(۳) (-----)

(۴) (-----)

(۵) (-----)

(۶) (-----)

(۷) (-----)

سليم الامام لزمه لان سهوه سهو المنفرد فيقضى ما فاتته ثم يسجد للسهو في آخر صلوته نهى. (هذا كله في البدائع ۱، ص ۱۷۶ ط ج ۱) محمد کفایت اللہ کا نذر دہلی

سبق بقیہ نماز پڑھنے کے لئے کب کھڑا ہو؟

سوال (۱) بحر جہ میں جماعت میں شریک ہو ایک رکعت امام پڑھ چکا تھا امام جب پہلا سلام پھیرے تب عت پوری کرنے کے لئے اٹھے یا جب دوسرا سلام پھیرے اس وقت کھڑا ہو؟

مستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلی

جواب (۶۸۱) دوسرا سلام امام شروع کر دے تو کھڑا ہو کیونکہ پہلے سلام کے بعد ممکن ہے کہ امام مجددہ سو کرے تو کھڑے ہونے والے کو نجدہ سو کے سنے و پس آنا ہوگا (۱) محمد کفایت اللہ کا نذر دہلی

غرب کی ایک رکعت پانے وال بقیہ رکعتوں میں قراءت کرے

سوال (۱) مغرب کی آخری رکعت امام کے ساتھ اوکی۔ بقیہ دور کعتوں کو بھر اپڑھنا چاہیے یا خالی؟

مستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلی

جواب (۶۸۲) مغرب کی ایک رکعت ما کے ساتھ پانے وال بقیہ دور کعتیں بھری پڑھ۔

محمد کفایت اللہ کا نذر دہلی

لبیر تحریرہ رکوع میں جا کر ختم کی تو نماز نہیں ہوئی

سوال (۱) اگر کوئی امام کو رکوع میں پائے در تکبیر تحریرہ کتے ہوئے رکوع میں چلا جائے اور تکبیر تحریرہ است رکوع (نہ حالت قیام) ختم کرے تو یہ شخص نماز میں شامل ہو گیا یا نہیں اور اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟

مستفتی نمبر ۲۰۳۹ دہلی محمد صاحب کاظمیہ اڑ۔ ۲۲ رمضان ۱۳۵۶ھ ۷ نومبر ۱۹۳۷ء

جواب (۶۸۳) اگر تکبیر تحریرہ حالت قیام ختم نہ ہو تو اس کا نماز میں شمول صحیح نہیں ہوا۔ فلو ادرك الامام

كعاه فکبر منحنيا لم تصح تحریرہ (شامی) (۱) (نقل بالمعنی) محمد کفایت اللہ کا نذر دہلی

(۱) (فصل فی بیان من یجب علیہ سجود السهو ۱۷۶/۱ ط سعید)

(۲) وینبغی أن یسجد للمسوق حتی یبهم أنه لا سهو علی الإمام (درمختار) (۱) (أی لا یقوم بعد تسلیمه أو سیمین من یستظر

ع الإمام بعداً قال فی الحلیة و لیس هذا الملازم بل المقصود ما یبهم أن لا سهو علی الإمام أو یوجد له ما یقطع

رمة الصلاة الخ (رد المحتار باب الإمامة ۱/ ۵۹۷ ط سعید)

(۳) لو ادرك ركعة من المغرب فقصی ركعتی و فصل بقعدة فكون بثلاث فعدت وقرأ فی كل فاتحة و سورة انج ۱

لمگیرية الفصل السابع فی المسوق ولاحق ۱/ ۹۹ ط مجددہ

(۴) (در المحتار باب صفة الصلاة ۱/ ۵۸۰ ط سعید)

مُسبوق کے تکبیر تحریرہ کہتے ہی امام نے سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) ایک مسبوق نے امام کو نماز میں ایسی حالت میں پایا کہ امام قعدہ اخیرہ میں بیٹھ ہوا تھا مسبوق نے ائد اکبر تکبیر تحریرہ کہا اور امام نے سلام پھیر دیا مسبوق قعدہ میں امام کے ساتھ بیٹھنے نہیں پایا تو مسبوق اسی تکبیر تحریرہ پر اپنی نماز پوری کرے یا سیدھا کھڑا ہو کر پھر تکبیر تحریرہ کرے۔

المستفتی نمبر ۶۸۷۸ مولوی شہدولی خاں۔ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۶۲ء، ۲۷ جون ۱۹۴۳ء

(جواب ۶۸۴) جب مسبوق مقتدی نے امام کے سلام سے پہلے امام کی نماز میں شریک ہونے کی نیت سے تکبیر تحریرہ داکرئی تو وہ امام کی نماز میں داخل ہو گیا صحت اقتداء کے لئے تحریرہ یہ نیت اقتداء کا کافی ہے۔ اقتداء کی صحت صرف نیت اقتداء کے ساتھ تکبیر تحریرہ کرنے سے ہو جاتی ہے۔ نية المؤتم الاقتداء (درمختار) ای الاقتداء بالامام او الاقتداء به فی صلاته او الشروع فیها او الدخول فیها . الی قوله و شرط النية ان تكون مقاربة للتحريم (رد المحتار) ۱، وفي باب ادراك الفريضة فاذا كسر قائما يوى الشروع في صلوة الامام تنقطع الاولى في ضمن شروعه في صلوة الامام (رد المحتار) ۱، پس اگر مقتدی کے تنہا سے پہلے امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی اسی تحریرہ سے مسبوق نہ طرح نماز دآمرے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

جس مقتدی کا امام کے پیچھے رکوع رو جائے

(سوال) الحق نے امام کے رکوع کی تہیہ نہیں سنی اور رکوع فوت ہو گیا پھر وہ رکوع کو انہرے امام کے رکوع میں شریک ہو گیا نماز ہوئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۸۵۷ عبد الباقی شہ جہانپور مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۶۳ء

(جواب ۶۸۵) اگر امام کے رکوع کی تکبیر نہیں سنی اور رکوع امام کے ساتھ نہیں کیا پھر رکوع کر کے امام کے ساتھ رکعت میں شریک ہو گیا تو نماز ہوئی یا نہ؟ محمد کفایت اللہ کان اللہ

دور رکعت پانے والا بقیہ نماز میں قرائت کرے

(المعینہ مورخہ ۳ جون ۱۹۳۳ء)

(سوال) ایک شخص نماز باجماعت میں آخری دور رکعت میں شریک ہوا الباقی دور رکعتیں سورت مآثر

(۱) (باب الامامة ۱ ۵۵۰ طبعہ)

(۲) (۵۲۰ طبعہ)

(۳) (واللاحق من فاتہ لم تکلم کتب او بعضہ لکن بعد قعدہ بعدہ) ۱۰۰ حق امامہ فی رکوع وسجود و... قضاء ما فاتہ عکس المسوق بیدع امامہ (الویر و سرحد) باب الامامة ۱ ۵۴ طبعہ

پڑھے یا خیر سورت کے؟

(جواب ۶۸۶) جس شخص کو جماعت میں آخری دور رکعتیں ملیں اور امام کے سلام کے بعد وہ اپنی دور رکعتیں پوری کرنے کھڑا ہو تو اس کو ان رکعتوں میں فتح اور سورت دونوں پڑھنا چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

جماعت کی ایک رکعت پانے والا بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(المجمیعہ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۳۷ء)

(سوال) جماعت میں آخری ایک رکعت ملی۔ اب کچھ ٹلی تین رکعت میں سے کونسی رکعت میں قرائت پڑھے؟  
(جواب ۶۸۷) چار رکعت والی نماز کی جماعت میں آخری رکعت ملی تو امام کے ساتھ سلام کے بعد تین رکعتوں میں سے پہلی دور رکعتوں میں (جن کے درمیان قعدہ بھی کرے گا) قرائت کرے۔ (۱) محمد کفایت اللہ

## بیسواں باب قنوت نازلہ

نماز فجر میں قنوت نازلہ کا حکم

(سوال) ایک مسجد میں امام صبح کی نماز میں مدامت کے ساتھ قنوت نازلہ پڑھتا ہے اور حنفی ہونے کے باوجود ہاتھ چھوڑ کر پڑھتا ہے کیا قنوت ہمیشہ پڑھنا جائز ہے کیا حنفی امام کا ہاتھ چھوڑ کر پڑھنا جائز ہے؟ کیا بعض متقدمین کا ہاتھ چھوڑ کر پڑھنا جائز ہے؟ المستفسی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی  
(جواب ۶۸۸) قنوت نازلہ کسی سخت مصیبت عامہ کے وقت پڑھی جاتی ہے اگر امام کے نزدیک کوئی ایسی مصیبت عامہ باقی ہے تو وہ قنوت نازلہ پڑھ سکتا ہے (۲) اور ہاتھ باندھنا اولیٰ ہے تاہم اس سے جھگڑا کرنا اچھا نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ذلی

قنوت نازلہ جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) قنوت نازلہ جو علامات کے مواقع پر پڑھی جاتی ہے اور آج کل بھی اکثر مساجد میں پڑھی جا رہی

(۱) والمسروق من صفۃ الإمام بها أو بعضها" وهو مفرد حتى تنس وبعدها ویقرأ فیما یقصدہ اول صلاتہ فی حق قراءۃ و آخرہ فی حق نشید النج (تصویر و شرح) باب الإمامۃ ۱ ۵۹۶ ط سعید  
(۲) و یقصدی اول صلاتہ فی حق قراءۃ و آخرہ فی حق نشید النج  
(۳) قال ابو جعفر الطحاوی "إما لا یقت عددا فی صلاة الفجر من غیر ہیئۃ من وقعت فتۃ أو لم یۃ فلا بأس بہ فعمہ رسول اللہ ﷺ الخ (رد المحتار) باب الوتر والوافل مطلب فی قنوت النازلۃ ۱۶/۲ ط سعید

ہے زید کہتے ہیں کہ قنوت نازل اب نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے قنوت پڑھی۔ پھر اللہ پاک نے لیس لک من الامر شئی آیت نازل فرما کر منع کر دیا تو آپ نے پڑھنی چھوڑ دی۔ ثبوت میں زید بن مالک الجلی کی حدیث پیش کرتا ہے۔ عن ابی مالک الا شجعی قال قلت لابی یابن قنوت خلف رسول اللہ ﷺ وابی بکر و عمر و عثمان و علی ہھنا بالکوفۃ نحواً من خمس سنین اکانوا یقننون قال ای بنی محدث۔ راوہ الترمذی ۱، والنسائی و ابن ماجہ ۱۱ کے علاوہ بڑے بڑے محدثات ہوئے حضرت حسین کا حضرت عثمان ذوالنورین کا اور بھی شہید ہوئے کسی نے قنوت نازل نہ نہیں پڑھی۔ المستطی نمبر ۶۹۷۶ مولوی نور الحسن۔ دبی۔ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۶۲ھ بمطابق ۱۹۴۳ء (جواب ۶۸۹) قنوت نازل۔ رسول اللہ ﷺ نے پڑھی اور خلفائے راشدین نے حضور اکرم ﷺ کے بعد پڑھی ہے اس سے ثابت ہے کہ قنوت نازل ممنوع یا منسوخ نہیں ہوئی آپ کریم۔ لیس لک من الامر شئی کے نزول سے قنوت نازل نہ کی ممانعت نہیں ہوئی آنحضرت ﷺ نے قنوت نازل نہ میں بعض کفار کے نام نیکر بدعا کی تھی اس کی ممانعت ہوئی تھی کہ مخصوص طور پر کسی کا نام نیکر بدعت نہ کی جائے بخاری شریف (۲) میں یہ روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں انہ سمع رسول اللہ ﷺ اذا رفع راسہ من الركوع فی الوکعۃ الاخرۃ من الفحوی یقول اللھم العن فلانا و فلانا و فلانا بعد ما یقول سمع اللہ لمن حمدہ رنا لک الحمد فانزل اللہ لیس لک من الامر شئی الی قوله فانھم ظالمون (ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے سنا کہ حضور ﷺ جب فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ من حمدہ ربنا لک الحمد کے بعد کہتے یہ اللہ فلاں اور فلاں اور فلاں شخص کو عنت کر تو یہ آیت اتاری۔ بخاری (۲) دوسری روایت میں ان لوگوں کے نام بھی مذکور ہیں جن کے لئے بدعت عافرت تھے کہ وہ صفوان بن امیہ اور اسمعیل بن عمرو اور حارث بن ہشام تھے اور اخیر میں یہ قیوں ایمان لے آئے تھے شاید اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو کسی کا نام نیکر بدعت عافرت نہ کی ممانعت فرمائی تھی اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے کسی کا نام نیکر قنوت میں بدعت نہیں کی کسی کافر قوم کے لئے یا مومنا کافروں کے لئے بدعت عافرتی منع نہیں ہے ایسی بدعت تو قرآن مجید میں موجود ہے الا لعنة اللہ علی الظلمین۔ اور حضرت ابو مالک الجلیؓ کی روایت قنوت نازل کے متعلق نہیں ہے وہ تو نماز فجر میں دوامی قنوت کے متعلق ہے وہ بے شک جمور کے نزدیک بدعت ہے قنوت نازل جس کا ثبوت آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین سے ہے اس کو بدعت کیسے کہا جاسکتا ہے۔ حضور ﷺ سے ثبوت تو بخاری کی روایتوں میں ہے جس میں سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت اوپر بیان کی جا چکی ہے اور خلفائے راشدین کے متعلق فتح القدیر میں حافظ بن ہائم نے ذکر کیا ہے۔ قد روی عن

(۱) مشکوٰۃ باب القنوت الفصل الثانی ص ۱۱۴ ط سعید

(۲) باب قولہ لیس لک من الامر شئی ۶۵۵/۲ ط فہمی کتب حانہ کراچی

(۳) وعن حنظلہ بن اُبی سفیان سمعت سالم بن عبداللہ یقول کان رسول اللہ ﷺ یعدو علی صفوان بن امیہ و سجد من عمر و الحارث بن ہشام الحدیث (عزو واحد) باب لیس لک من الامر شئی ۶۵۵/۲ ط فہمی

صدق<sup>۱</sup> انہ قنت عند محاربة الصحابة مسیلمة و عند محاربة اهل الكتاب وكذلك قنت عمرو و كذلك علی فی محاربة معاوية و معاوية فی محاربته ۱۰ اور کنزل اسماء (۸) میں ہے۔ عن ابی رافع ان النبی ﷺ و ابا بکر و عمر و عثمان و علیاً قنتوا بعد الركوع ۱۱ یہ قنوت نازلہ کا بیان ہے اور خلفائے راشدین نے جب حضور اکرم ﷺ کے بعد قنوت نازلہ پڑھی تو ثلث ہو کر قنوت نازلہ منسوخ نہیں ہے نیک اور طہر میں قنوت نازلہ فجر کی نماز میں پڑھنے کا جواز خلفائے راشدین اربعہ اور بہت سے صحابہ کرامؓ سے نقل کیا ہے لہذا یہ جواز صحیح اور ثلث اور قاہل عمل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ<sup>۲</sup>

(۱) قنوت نازلہ میں بادشاہ کا حاضر ہونا ضروری نہیں

(۲) جواب دیگر

(سوال) ایک شخص کہتا ہے کہ قنوت نازلہ اسے مساجد کو پڑھنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ امام سے مراد خلیفہ المسلمین ہے جیسا کہ فعل رسول اللہ ﷺ اور عمل خلفائے راشدین سے ثلث ہوتا ہے اور اسی قول کی روایت قصیدہ قنت الامام سے تائید بھی ہوتی ہے کیونکہ امام کا لفظ مشترک ہے جس میں تصریح مع حوالہ عمل غیر خلیفہ کی ضرورت ہے۔

المستفتی نمبر ۵۷۷۷۷ غلام محمد امام مسجد قادر پور ا ضلع ملتان ۶ شوال ۱۴۲۶ھ

(جواب ۶۹۰) قنت امام میں امام سے مراد خلیفہ الاسلام امیر المؤمنین نہیں ہے بلکہ امام جماعت مراد ہے اس کی دلیل یہ ہے جو شری میں مذکور ہے۔ و ظاہر تقید ہم بالامام انہ لا یقت المنفرد و هل المقتدی مثله ام لا ۱۲، یعنی مقتدی کی روایات میں قنوت کو امام کے ساتھ اس لئے مقید کیا گیا ہے کہ منفرد قنوت نازلہ نہ پڑھے اور آیا مقتدی بھی اسی کی طرح یعنی منفرد کے مثل ہے یا نہیں؟ دیکھئے لفظ امام کو منفرد اور مقتدی کو مقابل سمجھا ہے نہ خلیفہ المسلمین کے معنی میں ورنہ یوں کہتے کہ خلیفہ المسلمین کے علاوہ کوئی نہ پڑھے اور پھر مقتدی کے لئے قنوت پڑھنے کو ترجیح دی ہے جب کہ امام سر پڑھے اور امام جبر سے پڑھے تو مقتدی آئین کتنا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ<sup>۳</sup> دلی

(جواب دیگر ۶۹۱) قنوت نازلہ کسی مصیبت کے دفعیہ کے لئے پڑھنا جائز ہے (۸) فجر کی نماز میں رکوع کے بعد ہڑے ہو کر پڑھی جاتی ہے مگر اس میں امام اور مقتدیوں کو ہاتھ چھوڑے رکھنا یا نہ ہاتھ بھر ہے ہاتھ اٹھا کر پڑھنا یا آئین پلچر کن بہتر نہیں ہے مگر ناجائز بھی نہیں ہے (د) محمد کفایت اللہ کان اللہ<sup>۴</sup>

(۱) فتح القدیر باب صلاة الوتر ۴۳۴ ط مصر (۲) الفوت ۸۳۸ ط مکتبة التراث الاسلامی حطب (۳) باب الوتر والوترات مطلب فی قنوت النافلة ۱۱۲ ط سعید (۴) قال الزواح 'والنافلة الشديدة من شدته لانه ولا ثبت ان الطاعون من أشد النوازل' رد المحتار باب الوتر و لواعظ مطلب فی قنوت النافلة ۱۱۲ ط سعید (۵) إسماعیل یقت عند نالی صلاة الفجر من غیر بلیة و لندی یظهر لی ان المقتدی یتابع إمامه إلا إذا جهر فیؤم و ابہ یقت بعد الركوع لا قبله الخ (رد المحتار باب الوتر والوترات مطلب فی قنوت النافلة ۱۱۲ ط سعید)

(۱) قنوت نازلہ پڑھنے کا طریقہ

(۲) جواب دیگر

(سوال) آن کل جو روح فرسا مصائب مسلمانوں پر آرہے ہیں ان کے دفعیہ کے لئے نماز میں قنوت نازلہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اس کا طریقہ اور دعائے قنوت بھی تحریر فرمادیں؟

المستفتی محمد عبدالرؤف جگن پوری محکمہ مدرسہ امینیہ سنہری مسجد دہلی۔ ۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۸ھ (جواب ۶۹۲) اس وقت کہ دنیا کا واحد اسلامی سلطنت کو جز سے اکھڑ دینے اور صدیوں کی قائم شدہ اسلامی حکومت کو سر زمین یورپ سے مٹا دینے کی تجویزیں ہو رہی ہیں یورپ کی خود غرض اور مصعب مسیحی حکومتیں جلالت مآب خلیفۃ المسلمین سلطان المعظم کو مستقر خلافت (قسطظیہ) سے نکال دینے اور خلافت اسلامیہ کا اقتدار مٹا دینے کی کوششیں کر رہی ہیں اسلام اور مسلمانوں کے دشمن مسیحی پادری اور شپ مذہبی تعصب سے دیوتے ہو کر جیس کی آبادی کو خلیفۃ المسلمین کے خلاف بھڑکار رہے ہیں انصاف اور انسانیت اور آزادی اور سچائی کا خون کرنے پر تیار ہیں تو ظاہر ہے کہ اسلامی سلطنت اور خلافت اسلامیہ کی وقعت اور اسلام اور اہل اسلام کی عزت کا خداعقلی ہی محافہ ہے۔ یہ وقت مسلمانوں کے لئے شدید ترین مصیبت کا وقت ہے ہر شخص جس کے سینے میں منصف دل ہے اور دل میں ذرہ بزرگ بھی ایمان ہے خون کے آسوروتا ہے غور میں ور پئے تک ہے قرار ہیں نہ صرف ہندوستان بیکہ تمام عام کے مسلمانوں میں ایک حلقہ برپا ہے اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس موقع کی نزاکت اور اہمیت کو پورے طور سے سمجھیں اور آپس کے بغض اور کیوں حسد اور منافقوں، غیبتوں اور عیب جوئیوں کو قطعاً ترک کر دیں باہمی اختلافات کو بھول چکیں اور اپنے فرض کو محسوس کریں۔ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضا مندی حاصل کرنے اور اسلام کی مدد کرنے کے لئے تیار ہو جائیں اور حقیقی شہنشاہ رب العالمین احکم انکمین کی مقدس بارگاہ میں اپنے غائبوں سے توبہ و استغفار کریں۔ اور سچے دل سے روبرو ہو کر مقدمات مقدسہ اور جزیرۃ العرب کے غیر مسلموں سے پاک رہنے اور خلافت اسلامیہ کے اقتدار اور اسلامی سلطنت کی عزت قائم رہنے کی خاطر بائیس ہجری نمازوں کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد قنوت میں قنوت نازلہ پڑھیں، امام زور سے قنوت پڑھیں اور مقتدی آہستہ آہستہ آمین کہتے جائیں۔ باجمہ بانہ ہر رکعتیں قنوت نازلہ کے الفاظ یہ ہیں۔

اللہم اھدنی فی سبیل هدیت وعافیا فی سبیل عافیت و تولنا فی سبیل تولیت و بارک لنا فی سبیل اعطیت وقما شرما قضیت الیک تقضی ولا یقضی علیک وانہ لا یذل من والیت ولا یعز من عادیت تبارک ربنا وتعالیت ونستغفرك و نتوب الیک وصلی اللہ علی النبی الکریم۔ اللہم اغفر لنا وللمؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات والفر بین قلوبہم واصلح ذات بینہم

(۱) اذا وقع نازلہ قبل الإمام فی الصلاة الجہیرہ والدی یظہر فی اب المعقود ینابع إمامہ ولا إذا حضر فیؤم ومنه یقتب بعد الترویح لا قبلہ (رد المحتار باب الوتر والوافل مطبع فی قلوب الدارۃ ۱۶۲ طبع سعید)

وانصرنا على عدوك وعدوهم. اللهم العن الكفرة الذين يصدون عن سبيلك ويكذبون رسلك ويقاتلون اولياءك اللهم خالف بين كلمتهم وزلزل اقدامهم وانزل بهم بأسك الذى لا ترده عن القوم المعجزمين۔ ۱۰

کتبہ محمد کفایت اللہ خفر لہ مدرسہ امینیہ دہلی۔ ۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۸ھ  
(جواب دیگر ۶۹۳) نوات اور مصائب کے پیش آنے پر حنفی نے بھی فرائض میں قوت پڑھنے کو مستحسن کہا ہے، اور اس مصیبت سے بڑھ کر مسلمانوں پر اور کیا آفت ہوگی جو آج کل جنگ بلاقان سے پیش آ رہی ہے تمام مسلمان خدائے پاک کی جناب میں سریہ و زاری کریں اور فجر کی نماز میں اخیر رکعت کے رکوع کے بعد دعائے قوت پڑھیں اور اپنے اسلامی بھائیوں کی عزت و وقار کے ساتھ اس مصیبت سے نجات پانے کی دعا مانگیں اور جہاں تک ممکن ہو مجروحین و یتیم اور یتیم خانوں کی امداد و اعانت کے لئے چندہ جمعیں طریقہ قوت کا یہ ہے کہ امام دوسری رکعت کے رکوع کے بعد قے میں یہ دعا پڑھیے۔

(یسا مذکور جا، الفاظ دعائے قوت کے درج ہیں)

اگر مقتدیوں کو یاد ہو تو بہتر ہے کہ امام اور مقتدی سب آہستہ آہستہ پڑھیں اور مقتدی نہ پڑھ سکیں تو بہتر ہے کہ امام زور سے یہ دعا پڑھے اور مقتدی آہستہ آہستہ آمین کہتے رہیں امام اور مقتدی دونوں ہاتھ باندھے رہیں۔ ۱۱) کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مدرسہ امینیہ دہلی

الجواب صحیح حقیر الخیر الدین احمد۔ الجواب صواب نہ: محمد قاسم عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی  
الجواب۔ نہ: نسیاء الحق عفی عنہ۔ الجواب صحیح انصار حسین عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی (مر) یقال لہ  
ابو ایمر۔ (مر) ابو محمد عبدالحق۔ (مر) محمد سیف الرحمن۔ الجواب صحیح محمد عبدالرشید مہتمم مدرسہ نعمانیہ  
دہلی۔ (مر) ابو الحسن سید محمد شاکت حسین۔ الجواب صحیح محمد کرامت اللہ عفی عنہ۔ (مر) عبدالجبار مر  
پوری۔ (مر) سید محمد عبدالاسلام عفی عنہ۔ (نوٹ) جو صاحبان مجروحین کے لئے چندہ جمع کرنا چاہیں ان کو  
چاہئے کہ وہ اور است کو بھی علیجان حاجی عبدالغفار صاحب خزانچی بلاں احمد کے نام روانہ کریں۔ (اشتہار از  
طرف طبائے مدرسہ امینیہ دہلی)

(۱) (جلسہ کبیر: صلاة التوت: ص ۴۱۷-۴۱۸ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۲) قال الشافعی: "الدولة شديدة من شدة الدهر ولا شك أن الطاعون من أشد النوازل" باب التوت والواغل مطب في قوت الناولۃ ۱۱۲ ط سعید

(۳) لما رواه الإمام أبو حنيفة عن اس مسعود أن رسول الله ﷺ لم يقف في الفجر قط الا شهرا واحدا لم يوقل ذلك ولا بعده وإنما قف شهرا يدعو عن قوم من العرب: لم تركه الخ (البحر الرائق: باب التوت ۴۷۰۳ ط دار المعرفۃ: سروب لبنان) إنما لا يقف عددا في صلاة الفجر من غير ملية أو فقت فة أو ملية لا بأس به فعلة رسول الله ﷺ الخ ۱۱ السندي يتبع (مجمع التا) إنه جهر يوم وابه يقف بعد التوكوع: لا قلنه الخ (رد المحتار: باب التوت والواغل) مطب في هوب لناولۃ ۱۱۲ ط سعید



قنوت نازلہ منسوخ نہیں ہوئی

(سوال) قنوت نازلہ جو مصائب کے پیش آنے پر نمازوں میں پڑھی جاتی ہے اس کے متعلق بعض لوگ چند شبہات بیان کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک یہ منسوخ ہے کوئی کہتا ہے کہ صرف فجر کی نماز میں پڑھنی چاہیئے کوئی کہتا ہے کہ رکعتوں سے پہلے پڑھنی چاہیئے کوئی کہتا ہے کہ قنوت پڑھتے وقت ہاتھ چھوڑے رکھنا چاہیئے۔ لوگ رہبان امور کے متعلق تحقیق جو بات مرحمت فرمائیں

(جواب ۶۹۴) قنوت نازلہ مصیبتوں کے وقت فرض نمازوں میں پڑھنا جائز ہے اور اس کا جواز عموماً جسورائز اور خصوصاً حنفیہ کے نزدیک منسوخ نہیں ہے بلکہ جب کوئی عام مصیبت پیش آئے تو مصیبت کے زمانہ تک قنوت نازلہ پڑھنا جائز ہے۔ اہل قنوت دوامی جو فجر کی نماز میں امام شافعی کے نزدیک منسوخ ہے وہ حنفیہ کے نزدیک منسوخ ہے فقہ حنفی کی کتابوں میں جہاں قنوت فجر کو منسوخ کہا ہے اس سے مراد یہی ہے کہ قنوت دوامی فجر کی نماز میں پڑھنا منسوخ ہے قنوت نازلہ کا منسوخ نہ ہونا ان روایات حدیث و تفسیر سے صریح ثابت ہوتا ہے۔ عن ابی ہریرۃ قال قلت رسول اللہ ﷺ فی صلوٰۃ العتمۃ شہراً (الی قولہ) قال ابو ہریرۃ واصبح رسول اللہ ﷺ ذات یوم فلم یدع لہم فذکرت ذلک لہ فقال وما تراہم قد قلتموا (ابوداؤد) ۱۰، (ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمان قیدیوں کی نجات اور کافروں کی ہلاکت کیلئے ایک مہینہ تک عشاء کی نماز میں قنوت پڑھی (الی قولہ) ابو ہریرہ نے فرمایا کہ ایک دن آپ نے دعا میں پڑھی تو میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ مسلمان قیدی چھوٹ کر آگئے (ابوداؤد)

اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ کا ایک مہینہ تک قنوت پڑھ کر چھوڑ دینا قنوت کی ضرورت نہ رہنے کی وجہ سے تھا کہ منسوخ ہونے کی وجہ سے۔

عن اس بن مالک ان السی ﷺ قنت شہراً ثم ترکہ (ابوداؤد) ۱۰، (ترجمہ) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مہینہ تک قنوت پڑھی پھر چھوڑ دی۔ عن ابن عباس قال قنت رسول اللہ ﷺ شہراً متابعاً فی الظهر والعصر والمغرب والعشاء وصلوٰۃ الصبح فی دہر کل صلوٰۃ اذا قال سمع اللہ لمن حمدہ من الركعة الاخرۃ یدعو علی اہیاء من ہبی سلیم علی رعل و ذکوان و عصیۃ ویؤمن من خلفہ (ابوداؤد) ۱۰، (ترجمہ) حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے متواتر ایک مہینہ تک ظہر عصر مغرب عشاء اور فجر کی نمازوں میں قنوت پڑھی۔ ہر نماز کے آخر میں جب کہ آخری رکعت میں سمع اللہ من حمدہ فرماتے تو بنی سیم کے قیدیوں میں ذکوان و عصیہ پر دوا فرماتے اور مقتدی آمین کہتے رہتے۔ اوانہ لعلم وقوع نازلہ

(۱) (إما لا یقتضی عندنا فی صلوٰۃ العصر من غیر بلیۃ لول ولعت فتۃ أو بلیۃ لا یاس بہ فہذا رسول اللہ ﷺ الخ) (رد المحتار باب التواتر والوافاق مطلب فی قنوت النازلۃ ۱۱ ط سعید)

(۲) (باب القنوت فی الصلاۃ ۱ ط سعید)

(۳) (ایضاً) (۴) (باب القنوت فی الصلاۃ ۱ ط سعید)

تستدعی القنوت بعدھا فتكون شرعته مستمرة وهو محمل قنوت من قنت من الصحابة بعد وفاته عليه الصلوٰۃ والسلام وهو مذهبنا وعليه الجمهور (کبیری) ۱، (ترجمہ) یا حضور کاقنوت کو چھوڑنا اس وجہ سے ہو کہ کوئی ضرورت بعد کو قنوت پڑھنے کی پیش نہ آئی پس قنوت نازلہ کی مشروعیت مستمر ہے اور جن صحابہؓ نے حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد قنوت پڑھی ان کا پڑھنا اسی پر محمول ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی کے جمور قائل ہیں۔ قال ابن الہمام فی شرح الہدایۃ ان هذا ینشی لنا ان القنوت للنازلة مستمر لم ینسخ (الیٰ قولہ) وما ذکرنا من اخبار الخلفاء یفید تقرره لفعلمہم ذلك بعده ﷺ (فتح القدیر) ۲، (ترجمہ) لہذا ہم نے فرمایا کہ مذکورہ بالا بیان ہمارے لئے ظاہر کرتا ہے کہ قنوت نازلہ کا جواز مستمر ہے منسوخ نہیں ہوا (الیٰ قولہ) اور خلفائے راشدین کی جو روایتیں ہم نے ذکر کی ہیں ان سے قنوت نازلہ کا منسوخ نہ ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد قنوت نازلہ پڑھی ہے۔ اذا طبق علماءنا علی جوار القنوت عند النازلة (مرفقاۃ) ۳، (ترجمہ) انا علی قارئی فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء (ائمہ حنفیہ) کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی منیبت کے وقت قنوت نازلہ پڑھنا جائز ہے۔ روی عن ابی بکرؓ انه قنت عند محاربة مسیلمة وکذا قنت عمرؓ وکذا علیؓ و معاویہؓ عند تحاربہما (غنیۃ المستملی) ۴، (ترجمہ) حضرت ابو بکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے مسیلمہ کذاب سے جنگ کے زمانے میں دعائے قنوت پڑھی اور اسی طرح حضرت عمرؓ نے بھی پڑھی ہے اور ایسے ہی حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ نے بھی اپنی جنگ کے زمانہ میں دعائے قنوت پڑھی ہے۔

ان روایت سے ثابت ہے کہ قنوت نازلہ ائمہ حنفیہ اور جمور کے نزدیک جائز ہے اس کا جواز اور مشروعیت مستمر ہے منسوخ نہیں ہے کیونکہ اگر منسوخ ہوتا تو خلفائے راشدینؓ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد کیوں پڑھتے فتح القدیر، کبیری، یعنی شرح ہدایہ، طحاوی، عراقی، اغلاق، درمختار، اشبہ و نظائر، بحر الرائق، غایہ شرح نقایہ، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، رد المحتار، وغیرہ بہت سی کتابوں میں حنفیہ نے قنوت نازلہ کے جواز کی تصریح کی ہے رہی یہ بات کہ حنفیہ کے نزدیک صرف فجر کی نماز میں ہے یا تین جہری نمازوں میں یا پانچوں نمازوں میں؟ تو اس کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ علامہ طحطاوی کی عبارت میں صرف فجر کی نماز میں قنوت پڑھنے کا ذکر ہے (د) اور اسی کو صاحب شامیؒ نے ترجیح دی ہے لیکن علامہ سیوطیؒ نے شرح ہدایہ میں صلوٰۃ

(۱) (صلوٰۃ الوتر ص ۴۲۰ ط سہیل)

(۲) (باب صلوٰۃ الوتر ۴۳۴ ط بیروت لبنان)

(۳) (باب القنوت ۱۷۸/۳ ط اعدادیہ ملتان)

(۴) (صلوٰۃ الوتر ص ۴۲۰ ط سہیل لاہور) (۵) قال ابو جعفر "فقد یحور، ان یکون علی کاد بری القنوت فی صلوٰۃ الفجر مائل الدھر وقد یحور ان یکون لعل ذلك فی وقت خاص لیسعی الی کان فہلہ عمر من اہلہ الخ (شرح معانی الآثار) باب القنوت فی الفجر وغیرہ" ۱۷۲/۱ ط سعید، قال ابو جعفر "فلذہم اللوم الی اثبات القنوت فی صلوٰۃ الفجر الخ" (شرح معانی الآثار) باب القنوت فی الفجر وغیرہ ۱۶۸ ط سعید

الخبر لکھا ہے اور اسی طرح بحر الرائق و مرآۃ الفلاح میں شرح غیاث سے صلوٰۃ الخیر نقل کیا ہے (۱) اور در مختار میں وقیل فی الصلوات لکھا بھی تھا ہے ہے یعنی کہا ہے کہ تمام نمازوں میں پڑھنی جائز ہے اور احادیث میں بھی قنوت کا ذکر مختلف طریقوں سے آیا ہے کسی حدیث میں صرف نماز فجر کا ذکر ہے اور کسی میں نماز عشاء کا اور کسی میں دو تین نمازوں کا اور کسی میں پانچوں نمازوں کا پس صرف نماز فجر میں پڑھنے کی روایت اور جری نمازوں میں پڑھنے کی روایت توفیق حنفی کی معتبر کتابوں میں بھی موجود ہے ان دونوں صورتوں میں توفیق حنفی کی رو سے بھی تاہل کی غنچائش نہیں رہا پانچویں نمازوں میں پڑھنا تو دیگر ائمہ بموجب حدیث اثنی عشر عیسا پانچوں نمازوں میں قنوت نازلہ کے جواز کے قائل ہیں اور یہی مطلب ہے در مختار کے اس قول کا وقیل الصلوات لکھا مگر ائمہ حنفیہ سے پانچوں نمازوں میں پڑھنے کی کوئی فقہی روایت نہیں ہے جری نمازوں میں پڑھنے کی فقہی روایتیں یہ ہیں۔ ان نزل بالمسلمین نازلۃ فنت الامام فی صلوٰۃ الجہر وہ قال الاکترون واحمد الخ (یعنی شرح ہدایہ) ۱۲ (ترجمہ) اگر مسلمانوں پر کوئی مصیبت آجائے تو جری نمازوں میں امام قنوت پڑھے اسی کے اکثر مالورام ائمہ قائل ہیں۔ وفی الغایۃ ان نزل بالمسلمین نازلۃ فنت الامام فی صلوٰۃ الجہر وهو قول النوری واحمد الخ (مرآۃ الفلاح) ۲۰ (ترجمہ) غایہ میں ہے کہ اگر مسلمانوں پر کوئی مصیبت آجائے تو امام جری نمازوں میں قنوت پڑھے امام ثوری اور امام احمد کا یہی قول ہے۔ ”اسی طرح بحر الرائق و شری میں بھی منقول ہے۔

رکوع سے پہلے پڑھی جائے بعد رکوع؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قنوت نازلہ کو بعد رکوع پڑھنا ہی باعتبار دلیل کے قوی ہے کیونکہ جن روایات حدیث سے قنوت نازلہ کے جوڑ پر حنفیہ نے استدلال کیا ہے اس میں تصریح ہے کہ یہ قنوت حضور اکرم ﷺ نے رکوع کے بعد پڑھی ہے اسی کو شری نے رد المحتار میں ترجیح دی ہے اور اسی کو مرآۃ الفلاح میں اختیار کیا گیا ہے (۱۰) اور طحاوی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے۔ قال البیہقی صحابہ علیہ السلام قنوت قبل الركوع لکن رواۃ القنوت بعدہ اکثر واحفظ فقہر اولی (مرقاۃ) ۵۰ (ترجمہ) امام بیہقی نے فرمایا کہ حضور ﷺ سے قبل رکوع قنوت پڑھنا بھی ثابت ہے لیکن بعد رکوع قنوت کے روایت کرنے والے زیادہ بھی ہیں اور حافظہ کے بھی قوی ہیں پس یکن لوئی ہے۔

(۱) قنوت الإمام فی صلوٰۃ الجہر لدی فی البحر عن الشمسی فی شرح الغایۃ و مرآۃ الفلاح باب الوتر ص ۲۲۶ ط (مصر)

(۲) (باب صلوٰۃ الوتر) ۵۲۴: ۲ ط دار العکبر بیروت لبنان

(۳) (باب الوتر ص ۲۲۶ ط مصر)

(۴) وانہ یقنن بعد الركوع لا قبلہ بدلیل ان ما استدلل بہ الشافعی علی قنوت الفجر و فیہ التصریح بالقنوت بعد الركوع حملاً علیہ ما علی القنوت للدارلہ ثم راجع الشرع ملالی فی مرطی الفلاح الخ (رد المحتار باب الوتر و الوتر و الوتر مطب فی القنوت للدارلہ ۱۱/۲ ط سعید)

(۵) (باب القنوت ۳ ۱۷۸ ط امبایہ مبنان)

ہاتھ باندھ لیں یا چھوڑے رکھیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایسے قیام میں جس میں کوئی ذکر مسنون ہو ہاتھ باندھنا سنت ہے اور امام محمد کے نزدیک جس قیام میں قرأت ہو یعنی قرآن مجید پڑھا جائے اس میں ہاتھ باندھنا مسنون ہے پس ہر نماز میں سبحانک اللہم کے ختم تک اور قنوت کے وقت اور نماز جنازہ میں امام محمد کے نزدیک ہاتھ چھوڑے رکھنا چاہیے۔ اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ان سب مواقع میں ہاتھ باندھنا چاہیے جیسے کہ تمام حنفیہ کا معمول ہے اور ثناء اور قنوت وتر اور نماز جنازہ میں ہاتھ باندھے رہتے ہیں پس قنوت نازل بھی چونکہ ذکر مسنون ہے اس لئے اس کے پڑھنے کے قیام میں بھی ہاتھ باندھنا ہی حضرت امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے مذہب کے موافق مسنون ہو گا لہذا ہاتھ باندھنا ہی کوئی اور رائج ہے۔ مرقا الفلاح کے حاشیہ میں علامہ شیخ احمد طحطاوی لکھتے ہیں ویضع فی کل قیام من الصلوة ولو حکما فدخل المقاصد ولا بد فی ذلك القیام ان یکون فیہ ذکر مسنون وما لا فلا کما فی السراج وغیرہ۔ وقال محمد لا یضع حتی یشرع فی القراءة فهو عندهما سنة قیام فیہ ذکر مشروع وعده سنة للقراءة فیرسل عنده حالة الشاء والقنوت وفي صلوة الجنابة وعندهما یعمد فی الكل الخ (طحطاوی علی مرقا الفلاح) ۱۰ (ترجمہ) نماز کے ہر قیام میں ہاتھ باندھے اگرچہ قیام صحی ہو تو اس میں بیٹھ کر نماز پڑھنا بھی داخل ہو گیا مگر یہ شرط یہ ہے اس قیام میں کوئی ذکر مسنون ہو اور جس میں ذکر مسنون نہ ہو نہ باندھے جیسا کہ سراج وغیرہ میں مرقوم ہے اور امام محمد نے فرمایا کہ جب تک قرأت شروع نہ کرے ہاتھ نہ باندھے پس ہاتھ باندھنا امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ہر ایسے قیام کی سنت ہے جس میں کوئی ذکر مسنون ہے اور امام محمد کے نزدیک قرأت کی سنت ہے لہذا امام محمد کے نزدیک حالت ثناء اور قنوت اور نماز جنازہ میں ہاتھ چھوڑے رکھنے چاہئیں اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ان تمام حالتوں (یعنی ثناء قنوت نماز جنازہ) میں ہاتھ باندھنا چاہیے۔ انتہی

اگر کوئی ہاتھ اٹھا کر پڑھے تو حدیث شریف سے اس کی بھی منع نثر ثقی ہے اور ایک فقہی روایت امام ابو یوسف سے بھی منقول ہے کہ قنوت وتر انمول نے ہاتھ اٹھا کر پڑھی ہے۔ حدیث شریف یہ ہے۔ عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ ﷺ اذا رفع رأسه من صلوة الصبح فی الركعة الثانية یرفع یدیه فیہا فیدعو بهذا الدعاء اللہم اھدنی فیمن ھدیت الھ ۱۰ (ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں جب رکوع سے سر اٹھاتے تو قنوت میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھتے اللہم اھدنی فیمن ھدیت الھ (زاد المعاد) حافظ ابن قیم نے اس حدیث کی تصحیف کی ہے لیکن حاکم سے اس کی تصحیح بھی ذریعہ نقل فرمائی ہے البتہ اس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ ہاتھ اٹھانے سے کیا مراد ہے آیا

ابتداء میں دعا شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھانا جیسے تکبیر تحریر یہ قنوت وتر کے وقت اٹھاتے ہیں یا تمام دعا پڑھنے اور آخر ختم کرنے تک اٹھائے، کھنا جیسے دعا میں ہاتھ اٹھاتے ہیں پھر بھی چونکہ حدیث میں یہ اختلاف بھی ہے اس لئے ہاتھ اٹھا کر پڑھنے والوں سے بھی جھگڑنا مناسب نہیں ہے اسی طرح جو لوگ ہاتھ جموڑ کر پڑھیں ان کے لئے بھی امام محمدؒ کے مذہب کے موافق گنجائش ہے اس لئے ان سے بھی جھگڑنے کا موقع نہیں ہے اگر دعائے قنوت مقتدیوں کو یاد ہو تو بہتر ہے کہ امام بھی بہتہ پڑھے اور سب مقتدی بھی بہتہ پڑھیں اور مقتدیوں کو یاد نہ ہو جیسے کہ اکثری تجربہ اسی کا شاہد ہے تو بہتر یہ ہے کہ امام زور سے پڑھے اور سب مقتدی آہستہ آہستہ اٹھن کتے رہیں حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور اکرم ﷺ سے قنوت نازل کا زور سے پڑھنا روایت کیا ہے۔ (بخاری ۱۱)

مغرب کی تیسری رعت عشاء کی چوتھی رعت فجر کی دوسری رعت میں رکوع کے بعد مع اللہ من حمد کہ کر امام دعا نے قنوت پڑھے مقتدی آمین کہتے رہیں۔ دعا سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جائیں دعا نے قنوت کے الفاظ یہ ہیں۔ اللھم اھدنا فیھم ھدیت الخ۔

جو شخص نماز پڑھے وہ اپنی نماز میں اور عورتیں اپنی نماز میں قنوت پڑھیں یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی اجازت یا ممانعت کی تصریح میں نے نہیں دیکھی جز فقہاء کے اس قول کے کہ حدیث امام۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ حکم باعتبار اصل ہے کیونکہ فرض میں اصل یہی ہے کہ وہ جمعہ سے لوائے جائیں اور منفرد کے حکم سے سوت ہے تاہم ممانعت کی کوئی وجہ بھی معلوم نہیں ہوتی واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ ۲۰ رجب امر جب ۱۳۳۸ھ  
الجواب صواب محمد انور عفا اللہ عنہ دارالعلوم دیوبند۔ محمد اعجاز علی شفر لہ۔ خاکسار سر ج احمد  
رشیدی حبیب الرحمن عفی عنہ۔ فقیر اصغر حسین حسنی عفی عنہ۔ مدہ ضیاء الحق عفی عنہ۔

موجودہ یا اس انگیزہ سے قنوت نازل ہر مسجد میں ہونی چاہئے اس کے مسنون ہونے میں ائمہ اربعہ متفق ہیں پانچوں نمازوں میں جائز ہے مگر جبری نمازوں میں مقدار اکثرین سلف ہونا ثابت ہے اور نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور ہاتھ باندھے ہوئے دعا کرنا حدیث سے ثابت ہے۔ فاتحہ میں دعائے اھدنا اور آیت ترغیب و ترہیب میں دعائے من سب دست بستہ منقول ہے قنوت میں امام ابو یوسفؒ سے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بھی منقول ہے من سب ہے کہ ان جزوی امور میں اس وقت اختلاف نہ ہو۔ دست بستہ دعا نے قنوت جبری نمازوں میں کیا کریں اگر اہل محدث پانچوں نمازوں میں باہمی اتفاق سے کریں تو بن پر انکار نہ کریں قرآن پاک میں ہے۔ وما یفعلوا من غیر فلن یکفروہ۔ ولکل وجہ فہو مولیٰھا فاستبقوا الخیرات۔ فقط حررہ محمد ناظر حسین نعمانی نقشبندی دیوبندی صدر مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ۔

جامعہ لوصلیا۔ قنوت عند المصیبات والحالات اعمامہ مشروع ہے جزوی و فرعی اختلاف کی وجہ سے

نہیں۔ فقط کتبہ! الاحقر عبد الصغیر عفا اللہ عنہ مدرس مقابہ علوم سہارنپور۔

حاجہ ابو مصیباؤ مسلما۔ قنوت وقت نازل کے احناف کے نزدیک جائز ہے اور بعد رکوع آنحضرت ﷺ نے اس کو اختیار فرمایا ہے احناف کے نزدیک قنوت نماز صبح میں طے الدوام ثلاث نہیں یہ قنوت جس کی بات سوال ہے اس کے جواز میں چون و چرا کرنا غویہ ہے جواب جو عجیب نے تحریر فرمایا ہے یہ عاجز اس سے متفق ہے واللہ اعلم۔ احمد علی عفی عنہ مدرس مدرسہ عربیہ میرٹھ۔

الجواب صحیح۔ محمد لوریس (کانہ حوی) مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ محمد شفیق مدرس مدرسہ مجد انبیا دہلی۔ کریم بخش عفی عنہ مدرس مدرسہ عبدالرب۔ حبیب الرحمن عفی عنہ دہلی۔ محمد مہد اطفیف سیٹی من اللہ عنہ مدرس مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی۔ محمد عبد الرحمن مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی۔ سلطان محمود نثر اللہ مدرس مدرسہ فتح پوری بندہ احمد معید غفرلہ واعظ دہلی۔ محمد میاں عفی عنہ مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی۔ محمد کرامت اللہ عفا اللہ عنہ دہلی۔ محمد عبدالرحیم مستم مدرسہ رحیمیہ دہلی۔

حد حمد و صلوة کے معلوم ہو کہ وقت تحت مسیبت کے قنوت کا پڑھنا ہمیشہ رسول اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین سے پایا گیا ہے اور حضرت ابو بکرؓ نے محارب مسلحہ کذاب میں دعائے قنوت پڑھی ہے اسی صرح حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علیؓ سے ثابت ہوا چنانچہ ماہرین اخبار پر مکتفی نہیں واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ السید ابوالحسن عفی عنہ۔

قنوت نازلہ پر اشکال اور اس کا جواب

(سوال) محبت نامہ جواب مریدہ حقیر آپ۔

مولانا! اپنی تحریر میں آنجناب نے تحریر فرمایا ہے کہ ”جیسا کہ میرے سنے عامہ معنی و صاحب بحر و مراقی اخلاص کی عبارت دلیل ہے“ الخ یعنی شرح بدایہ میرے پاس موجود نہیں ہے ورنہ اس کو بھی غور سے مطالعہ کر کے عرض کرتا۔ صاحب بحر نے اس مسئلے کو شرح القایہ سے لیا ہے اور شارح نقایہ اور صاحب مراقی الفلاح نے غایہ سے نقل کیا ہے اور دونوں نے نقل میں لفظ صلاۃ الفجر لکھا ہے اور صاحب اشبہ نے جو غایہ سے نقل کیا ہے اس میں لفظ صلاۃ الفجر لکھا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غایہ کے محض نسخ میں صلاۃ الفجر ہے اور بعض دیگر میں صلاۃ الفجر ہے اور علامہ ابو سعود نے حد مسکین کے حاشیے میں شرح القایہ سے جو عبارت نقل کی ہے اس میں غلط صلاۃ الفجر ہے ان کی عبارت حینہ یہ ہے۔ وہی شرح القایہ عن العابد وان نزل بالمسلمین نازلۃ قنوت الامام فی صلاۃ الفجر آ ۱۰۵، جس سے یہ معلوم ہوا کہ شرح القایہ کے محض نسخ میں صلاۃ الفجر ہے اور بعض دیگر میں صلاۃ الفجر ہے ان دونوں میں سے ایک ہی صحیح ہو سکتا ہے مگر کوئی بھی صلاۃ الفجر والے نسخ کی صحت کی تصریح نہیں کرتا نہ اشارۃ اس کی صحت کو بیان کرتا ہے بخلاف صلاۃ

الفجر والے نسخہ کے کہ اس کو عدم شائی نے صحیح مانا ہے اور اس کی تائید میں علامہ حلی کی عبارت شرعیہ سے نقل کی پس حقیقت میں تخصیص بالفجر پر غایہ کے ایک نسخہ صلاة الفجر والے سے استدلال ہے اور علامہ حلی کی عبارت اس نسخہ کی صحت کی مؤید ہے اسی وجہ سے بعد اس کے تصریح کر دی کہ وہو صریح فی ان قنوت النازلة عندنا محتص لصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية او السرية آہ ۱۱، اور اسی طور سے علامہ طحطاوی نے درمقدار کے حاشیہ میں پہلے بحر اور مرقا الفصاح کی عبرت نقل کر کے یہ نسخہ والذی فی ابی السعود عن الشرح المذكور ان نزل بالمسلمین نازلة قنوت الامام فی صلاة الفجر آہ ۱۲، جس سے مقصود بیان مخالفت منقول عننا تھا پھر ان دونوں نسخوں میں سے صلاة الفجر والے نسخہ کی صحت و ترجیح کے لئے عبارت ہم طحطاوی سے اسی کو متبادر لکھ کر دونوں نسخوں کی موافقت کے لئے یہ تحریر کر دیا کہ والذی یشہر لی ان قوله فی البحر وان نزل بالمسلمین نازلة قنوت الامام فی صلاة الجهر تحریف من النساخ و صوابه الفجر آہ ۱۳، اس سے صاف واضح ہو گیا کہ احتمال تحریف صرف موافقت نسخ کے لئے ہے نہ یہ کہ احتمال تحریف تخصیص بالفجر پر دلیل بلکہ تحریف ممکن نہیں ہے کیونکہ عدم شائی نے بحر کے حاشیہ میں بعد نقل عبارت طحلی یہ نص فرمایا کہ مقتضی هذا ان القنوت لنازلة خاص بالفجر، اس کے بعد یہ لکھا کہ وبخالفه ما ذكره المؤلف معزا الى الغاية من قوله فی صلاة الجهر و لعله محرف عن الفجر وقد وجدته بهذا اللفظ فی حواشی مسکین و کذا فی الاشياء و کذا فی شرح الشیخ اسماعیل لکنہ عزاء الی غایة البیان الخ ۱۴، اور طحطاوی نے تخصیص بالفجر پر بطور دلیل عدم حلی کی عبارت کو نقل کر کے یہ فرمایا کہ فہذا صریح فی تخصیص القنوت للنوازل بالفجر آہ ۱۵، اور آں جناب نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ صلوات جہریہ میں قنوت نازلہ کا جواز عدم یعنی نہ شرع بدیہ میں اور سید طحطاوی نے مرقا الفصاح میں نقل فرمایا ہے الخ مولانا طحطاوی میں مجھے نہیں ملا بلکہ علامہ طحطاوی نے شرح مرقا الفصاح میں جو عبارت شرح الثقانی کی نقل کی ہے اس میں صلاة الفجر لکھا ہے اور مرقا اغلاح کے قول وہو ملحقنا و علیہ الجمهور پر یہ تصریح فرمائی ہے ای القنوت للحادثة وان خصصناه بالفجر لقلعه <sup>۱</sup> و عممہ الجمهور فی کل الصلوات آہ ۱۶، جس سے صاف معلوم ہو کہ احناف کے نزدیک قنوت نازلہ نماز فجر میں مخصوص ہے خاصہ یہ کہ علامہ طحطاوی اور شائی نے تائید اثبات میں علامہ حلی کی عبارت کو تحریر فرمایا اور فقط کانہم الخ کو صرف احتمال کے طور پر حمل نہیں کیا

(۱) رد المحتار باب الوتر والوافل مطلب فی القنوت لنازلة ۱۱/۲ ط سعید

(۲) باب الوتر والوافل ۲۸۳/۱ ط دار المعرفة للطباعة والنشر بیروت لبنان

(۳) باب الوتر والوافل ۲۸۳/۱ ط دار المعرفة بیروت لبنان

(۴) باب الوتر والوافل ۴۷/۲ ط دار المعرفة بیروت لبنان

(۵) حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار باب الوتر والوافل ۲۸۳/۱ ط بیروت

(۶) باب الوتر ص ۲۲۷ ط مصر

بلکہ خود علامہ حلبیؒ نے شرح منیہ صغریٰ میں یہ تحریر فرمایا ہے و یجوز عندنا ان وقعت فتنۃ او بلیۃ ان یقنت فی الفجر قالہ الطحاوی پس عبارت بحر مرقا الفلاح جو غایہ سے نقل کر کے سلاۃ جبریہ کے قائل ہوئے ہیں بسبب اختلاف شیخ کے مفید منعم صلاۃ جبریہ کی نہیں ہوئی تاکہ دلیل ہو سکے گو وہ عبارت قبل ترجیح کے مفید تخصیص بالفجر کو بھی نہیں اور تخصیص بالفجر کے لئے لام صحاوی کا قول بلا کسی معارضہ مخالف کے دلیل ہے جیسا کہ ان کو صغیریٰ میں مآ قالہ الطحاوی اور کبیریٰ میں اس کی وجہ سے احتمال نسخ کو ذکر کیا علاوہ ازیں ان جناب بھی تخصیص صلوات جبریہ کے بہ سبب روایات احناف کے قائل ہیں پس مسلم شریف کی حدیث کا جس میں لفظ اہ فتنۃ فی صلاۃ الظہور ہے احناف کی طرف سے کیا جواب ارشاد فرمائیں گے پس کانہم الخ کا احتمال ہونا تخصیص بالفجر کے لئے معض نہیں ہے جیسا کہ آنجناب کے نزدیک تخصیص بصلوات الجہر کے لئے معض نہیں علاوہ ازیں مسم ہے کہ علامہ حلبیؒ نے اس کو بطور احتمال کے بیان کیا ہے مگر علامہ نوح آفندی نے جزم و قطع بیان کیا ہے جیسا کہ علامہ شامی نے حواشی بحر میں تحت قوله ولہما انہ منسوخ کے لکھا ہے قال العلامة نوح آفندی هذا علی اطلاقیہ مسلم فی غیر النوازل واما عند النوازل فی القنوت فی الفجر فینبغی ان یتابعہ عند الكل لان القنوت فیہا عند النوازل لیس بمنسوخ علی ما هو التحقیق کما مروا ما فی القنوت فی غیر الفجر عند النوازل کما هو مذهب الشافعی فلا یتابعہ عند الكل فان القنوت فی غیر الفجر منسوخ عندنا اتفاقاً ۱۰۵۱، والسلام

مشائق احمد عفی عنہ الصمد بقلم خود۔ مورخہ ۲۳ رجب ۱۳۴۰ھ

مدرسہ دارالعلوم مسجد رنگیان۔ کانپور

(جواب ۶۹۵) بعد سلام مستنون عرض ہے کہ نامہ سہ ماہی کئی روز ہوئے کہ موصول ہوا تھا بلکہ مدرسہ کے طلبہ کے امتحان میں مشغول تھا اس لئے جواب نہ لکھ سکا۔

صاحب بحر نے شرح نقایہ سے اور مرقا الفلاح میں غایہ سے صلاۃ الجہر نقل کیا ہے اور علامہ شامی نے حواشی بحر میں شرح شیخ اسماعیل کے حوالے سے غایہ شرح ہدایہ للنعنی سے نقل کیا ہے اذا وقعت نازلة قلت الامام فی الصلوٰۃ الجہریۃ وقال الطحاوی لا یقنت عندنا فی صلوٰۃ الفجر فی غیر بلیۃ اما اذا وقعت فلا بأس بہ ۱۰۵۱، اور ظاہر ہے کہ منایہ کی عبارت میں لفظ فی الصلاۃ الجہریۃ میں صلاۃ الفجر سے تحریف ہونے کا احتمال نہایت بعید ہے اسی لئے علامہ شامی نے اس کے بعد فرمایا و لعل فی المسئلۃ قولین فلیراجع (۱۰۵۱) سید خططاوی نے حاشیہ مرقا الفلاح میں قلت الامام فی صلاۃ الجہر پر لکھا ہے۔ الذی فی البحر عن الشمنی فی شرح النقایۃ معزنا للغایۃ اذا نزل بالمسلمین نازلة قلت فی صلوٰۃ الفجر ۱۰۵۱، حالانکہ بحر کے موجودہ مطبوعہ نسخ میں لفظ صلوٰۃ الجہر ہے نہ کہ صلوٰۃ الفجر



جس میں نمایاں بات تک یہ ہے کہ حنفیہ کے یہاں صلوٰۃ النہر کی روایت بھی ہے اور صلوٰۃ الفجر کی بھی اور صلوٰۃ النہر کی روایت چونکہ موجب الاحادیث ہے اس لئے اس پر عمل کرنے میں حنفیت کی رو سے بھی مضائقہ نہیں رہا یہ کہ سری نمازوں کے لئے بھی قنوت کی روایتیں حدیث کی موجود ہیں تو میں حنفیت کے خلاف اس پر عمل کی رائے نہیں رکھتا۔ مگر چہ قطعاً اس کو بھی منسوخ نہیں سمجھتا کیونکہ شیعہ کی کوئی دلیل نہیں اور طحاوی فوج فقہی یا مثل ان کے دیگر متفرقین کی تصریح ہے کہ اس اختلاف نقل کی صورت میں ہاکی سمجھتا ہوں تا وقتیکہ یہ متقدمین سے تھے تا نقل نہ فرمائیں۔ ہم حاکم کی عبارت بھی تخصیص بالفجر میں صرف نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

## ایک سوال باب قراءت اور تلاوت

فجر اور ظہر میں طوالت مفصل پڑھنا سنت ہے

(سوال) فجر اور ظہر میں سورہ مجرات سے سورہ بروج تک اور عصر و عشاء میں سورہ الطارق سے سورہ مہین الذین تک اور مغرب میں سورہ زلزل سے سورہ ناس تک اور وتروں میں بح اسم ربک سورۃ القدر سورہ کافرون سورہ اخلاص (اور آخر میں سورہ اخلاص خاص کر) ان سورتوں کا اس طرح پڑھنا سنت ہے یا مستحب؟ اگر کوئی امام مندرجہ بالا سورتوں کے علاوہ اور کوئی رکوع یا تین چار آیت کہیں سے پڑھے تو وہ امام تارک سنت ہے یا نہیں؟ اور ان سورتوں کے نہ پڑھنے میں نماز کے ثواب میں کچھ کمی ہوتی ہے یا نہیں؟

(نوٹ) قرأت مندرجہ بالا سورتوں سے لمبی نہیں ہوتی۔

(جواب ۶۹۶) ہاں اس ترتیب سے سورتیں نماز میں پڑھنا سنت ہے مگر سنت مؤکدہ نہیں اس کے خلاف دوسرے رکوع پڑھ لینے میں کوئی کراہت نہیں ہے ہاں خلاف اولیٰ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ ذیل

نماز میں خلف ترتیب قراءت کا حکم

(سوال) زید نے مغرب کے وقت اس رکعت میں سورہ قلن اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھی۔ نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ احمد حسین صاحب سلطان پور۔ ۱۶ محرم ۱۳۵۳ھ

(جواب ۶۹۷) قرآن مجید کی ترتیب بدل کر پڑھنا مکروہ ہے یہ کراہت قصد پڑھنے کی صورت میں

(۱) ویس فی الحضرة لإمام و معرو طوالت المغنی عن الجعوت الی آخر الطرح فی المنجز والطهر و منہاجی آخر نہ یکن أو مایط فی العصر والعشاء و بقیہ فصلہ فی المعرب (التوبہ و شرحہ فصل فی المعرب، ۱۶، ۵۳۹، ۵۴۰ طبعہ)

ہے نماز تو ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور بلا قصد پڑھ لی جائے تو کرہ است بھی نہیں اور نماز بلا کرہ است درست اور صحیح ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

”فمن تبعنی“ کی جگہ ”فمن تبعہ“ پڑھا تو کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک امام نے نماز میں رب انھن اضللن کثیرا من الناس فمن تبعنی فانه منی کی جگہ فمن تبعہ فانه منی پڑھ دیا آیا نماز درست ہوئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۶۳ مودنی شیر اللہ نواکھی۔ ۸ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۹۸) نماز ہو گئی کیونکہ فمن تبعنی ضمیر منصوب کا مرجع رب کو قرار دیا جائے تو معنی بھی صحیح رہتا ہے اور متاخرین کے اصول کے موافق بدو اس تاویں کے بھی نماز فاسد نہیں ہوتی (۲) محمد کفایت اللہ

در میان میں چھوٹی سورت چھوڑنا مکروہ ہے

(سوال) زید نے رکعت اولیٰ میں اداء بیت الذی پڑھی رکت ثانیہ میں قل یا ایہا الکفرون اور تین آیت یا تین آیت سے کم در میان میں چھوڑ دی یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۷۸۔ ۵ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۶ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۹۹) قصد الیہ کرنا مکروہ ہے اور بلا قصد ہو جائے تو مضائقہ نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

”بیرا“ کے وقف پر نون کی دویتا

(سوال) جو لام بھیرا پر وقف کرتے ہوئے نون کی دویتا ہو اس کے اس فعل سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جاب لدین (ضلع حصار پنجاب) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۳ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۷۰۰) جو لام کے وقف بھیرا پر نون کی دویتا ہے وہ خطی کرتا ہے مگر اس سے نماز فاسد نہ

ہوتی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

”نہ الصمد“ پڑھنے میں نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) امام اللہ الصمد کی جگہ اللہ الصمد پڑھا ہے۔ معنی بدل گئے نماز ہوئی کہ نہیں ہوئی؟

(۱) ویکرہ الفصل بسورة قصيرة وان يقر منكوس الا اذا حتم الح: الدر المختار فصل في القراءة ۱/ ۵۴۶ ط سعید

(۲) ومما ذكر كتمه مكان كلمة على وجه البدل ان كانت الكلمة التي فراها مكان كلمة يقر معاها وهي في القرآن لا بعد صلاة الح (عالمگیریہ) الفصل الخامس في لمة القاری ۱/ ۸۰ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۳) ویکرہ الفصل بسورة قصيرة وان يقر منكوس الا اذا حتم الح: الدر المختار فصل في القراءة ۱/ ۵۴۶ ط سعید

(۴) والفوی علی عمہ للمسد لكل حال وهو قول عامة علماء المتأخرين (مور الايضاح ص ۸۵ ط سعید کمپنی کراچی)

المستفتی مولوی محمد رفیع صاحب (دہلوی)

(جواب ۷۰۱) اللہ الصمد پڑھتا ہے یا احد اللہ الصمد پڑھتا ہے اگر ہذا احمد پڑھے تو نماز نہ ہوگی، اور احد اللہ الصمد پڑھے تو صحیح ہے نماز ہو جاتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کا لہ دہلی

ترتوت میں دیکھ کر قرآن پڑھنا

(سوال) ترتوت میں قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا جائز ہے یا ناجائز امام صاحب کیا فرماتے ہیں صاحبین کا کیا مسلک ہے حدیث عائشہ کا کیا جواب ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۰۹۶ چودھری حاجی شیخ اللہ بخش صاحب (گوالیار)

۴ شوال ۱۳۵۶ھ ۸ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۰۲) امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نماز میں امام کا قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا مقصد ہے یعنی نماز درست نہیں ہوتی اور صاحبین و دیگر آئمہ کے نزدیک نماز درست ہو جاتی ہے اگر یہ شخص جس نے یہ اشتہار دیا ہے اور دیکھ کر قرآن شریف پڑھتا ہے حنفی ہے تو اس کا یہ فعل صحیح نہیں اور حنفی نہیں ہے تو حنفیوں کو اس سے قرض کرنے کی ضرورت نہیں حضرت عائشہؓ کا غلام زکوانؓ قرآن مجید دیکھ کر پڑھتا تھا حافظ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نماز نیت باندھنے سے پہلے قرآن مجید دیکھ کر پڑھ لیتے تھے تاکہ یہ ہو جائے پھر نماز میں پڑھتے تھے اور آنحضرت ﷺ سے اس بارے میں کوئی تصریح موجود نہیں اس لئے امام ابو حنیفہؒ نے احتیاط اسی میں سمجھی کہ یہ پڑھنا جائز ہے۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کا لہ دہلی

پہلی رکعت میں ”سورہ اعلیٰ“ اور دوسری میں ”سورہ غاشیہ“ پڑھنا

(سوال) اکثر لوگ نماز میں پہلے سورہ اعلیٰ رکعت اول میں اور سورہ غاشیہ دوسری رکعت میں پڑھتے ہیں موافق ترتیب کی ہے مگر سورہ حلیٰ چھوٹی سورت ہے اور سورہ غاشیہ بڑی سورت ہے۔

المستفتی نمبر ۲۸۱۲ محمد عبدالشکور فیض آباد۔ ۲۰ ذی الحجہ ۱۴۳۵ھ

(جواب ۷۰۳) یہ دونوں سورتیں ایک نماز میں پڑھنا ناجائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کا لہ دہلی

۱ ای والحال فی ان معنی ذلك المعط بعدمعنی لفظ القرآن متغیر معنی لفظ القرآن به تعریلاً فاحشاً قیوب بحث لا من سعة  
 بن لمعین أصلاً قصد صلاته أصلاً الخ، حلی کبر احکام رلة القاری ص ۴۷۶ ط سہل اکبذی لاہور،  
 ۲) وقصد هذا قراءة من مصحف عند أبي حنيفة وقالوا "لا قصد" له ان حمل المصحف و نقله الأوراق والنظر فيه  
 عمل كثير وللصلاة عنه بدل الخ (عالمگیریۃ الباب السابع فيما یفسد الصلاة وما یبکروہ فیہ ۱۰۶۱ ط ماحدہ)  
 ۳) روی انه علیه السلام قرأ فی الآزلی من الجمعة صبح اسم ربك الأعلى وفي الثانية هل تارك حديث العشي الخ (رد  
 لمحتار فصل فی القراءة ۵۴۳/۱ ط سعید)

## نماز میں آیتوں کا تکرار

(سوال) ایک امام صاحب فجر مغرب اور عشاء کی فرض نماز میں ایک رکعت میں سورۃ پڑھتے ہوئے آیت آیت کو دوبارہ پڑھتے کبھی ایک کلمہ کو دوبارہ پڑھتے ہیں مقتدی دریافت کرتے ہیں کہ امام صاحب آپ فرض نماز میں ایسا کیوں کرتے ہیں تو امام صاحب کہتے ہیں کہ ایسا فرض نماز میں پڑھنے کا حکم ہے کیا یہ صحیح ہے؟ المستفتی: ظہیر الدین امیر الدین (ملیہ ضلع شرقی خاندیس)

(جواب ۷۰۳) کسی عذر کی وجہ سے فرض نماز میں آیت کو دوبارہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے اور عذر نہ ہو تو مکروہ ہے مگر امام صاحب سے وجہ دریافت کی جائے اور ان کے بیان کے ساتھ مسند دریافت کیا جائے یہ بھی واضح ہو کہ آیت کی تکرار فرض میں کرنا مکروہ تحریمی نہیں مکروہ تنزیہی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

## مل کر قرآن خوانی کرنے کا حکم

(سوال) متعلقہ تلاوت اجتماع

(جواب ۷۰۵) جب کئی آدمی مل کر قرآن خوانی کریں تو سب کو آہستہ پڑھنا چاہیے خواہ مسجد میں سرسبز کسی اور جگہ کریں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

## ٹنگے سر قرآن کی تلاوت کرنا

(سوال) متعلقہ آداب تلاوت

(جواب ۷۰۶) قرآن خوانی کے وقت گرمی کی وجہ سے ٹنگے سر ٹٹھکانا مباح ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له

## قراءت میں غلطی سے سجدہ سو واجب نہیں ہوتا

(سوال) متعلقہ سو امام بقراءت

(جواب ۷۰۷) امام اگر بھوس جائے یا نہایت پڑھے یا رک جائے تو ان باتوں سے سجدہ سو نہیں آتا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

(۱) اذکر آية واحدة مراراً إن كان في الطرغ الذي يصلبه وحده فذلك غير مكروه وإن كان في القرصة فهو مكروه وهذا في حالة الاختيار أما في حالة العذر والسيان فلا بأس به الخ (حلی کبیر) تنمات فیما یکوہ من القرآن ص ۴۹ ط سہل

(۲) وبکروہ لعموم ان یقرؤ القرآن حملة لضمها ترك الا سماع والإنصات المأمور بهما الخ (عالمگیری) الباب الرابع فی الصلاة والنسبح وقراءة القرآن الخ ۳۱۷/۵ ط ماجدیہ

(۳) ولا یحب السهو إلا ترك واحد أو ناخيره أو تأخیر ركن أو تقدیمه الخ (عالمگیری) الباب الثانی عشر فی سجد السهو ۱۲۶ ط ماجدیہ

جمعہ عیدین اور تراویح میں جہاں قراءت کرنا واجب ہے

(سوال) جمعہ اور عیدین اور تراویح میں آواز سے قراءت کرنا واجب ہے یا سنت؟

(جواب ۷۰۸) جمعہ اور عیدین میں آواز سے قراءت کرنا واجب ہے۔ لو رد الفل المسفیس بالجہر کذا فی الہدایۃ ۱۰ حدیث روى ان النبی ﷺ جہر فیہما اور تراویح میں بھی واجب ہے و بجہر الامام وجوہا فی الفجر واولی العشاء بن اداء وقضاء و جمعة و عیدین و تراویح و وتر بعدھا (کذا فی الدر المختار ص ۳۹۲) ۱۱

محمد کفایت اللہ کان للہ - ندرہ امینہ دہلی

دو سورتوں کے درمیان چھوٹی سورت کا فاصلہ کرنا مکروہ ہے

(سوال) امام نے مغرب کی نماز میں پہلی رکعت میں سورہ بقرہ پڑھی دوسری میں سورہ قلن عمر و کتابت کہ اس حدیث میں چھوٹی ایک سورت چھوڑنے سے نماز میں ہوتی؟

(جواب ۷۰۹) درمیان میں قصہ ایک چھوٹی سورت چھوڑنا مکروہ ہے نماز تو ہو جاتی ہے مگر کراہت تخریمی کے ساتھ اور بغیر قصہ کی چھوٹ جائے تو کراہت بھی نہیں ہوتی ۱۲ محمد کفایت اللہ کان اللہ

نماز میں مکمل سورت پڑھنا افضل ہے

(سوال) نماز جہری میں سورت کا پڑھنا افضل ہے یا کہیں سے تین آیات کا پڑھنا افضل ہے؟

(جواب ۷۱۰) سورت پڑھنا یا تین آیتیں پڑھنا دونوں جائز ہیں سورت پڑھنا افضل ہے مگر تین پڑھنے میں بھی کچھ مضائقہ نہیں ہے ۱۳ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

امام کو لقمہ دینا

(سوال) ایک امام صاحب نے جمعہ کے دن حتیٰ اذا جاؤ پڑھا جو کہ سورہ زمر میں ہے ایک مسئلے نے لقمہ دیا حتیٰ اذا جاؤ ہا اور امام صاحب نے لقمہ دیا بعد نماز امام صاحب نے کہا لقمہ دینا والے نماز مکروہ ہوئی؟

المستفتی نمبر ۳۳۰ (زنا سوال) ۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۱۹ جون ۱۹۳۳ء

۱) ۱) ہدایۃ فصل فی القراءۃ ۱۱۶ ۱ طبع مکتبہ شریکۃ علیہ (مکتبہ)

۲) ۱) فصل فی القراءۃ ۵۳۳/۱ طبع سعد

۳) ۱) بکیرہ الفصل سورۃ قصصہ وان یقرأ مکتوباً مع الدر المختار فصل فی القراءۃ ۵۴۶ ۱ طبع سعد

۴) ۱) وکذا لو قرأ فی الاولی وسط سورۃ او من سورۃ او لیا لہ قرأ فی الثانیۃ من وسط سورۃ اخرى او من ولہا او سورۃ قصصہ لا یکرہ لکن الاولی ان لا یلق من غیر ضرورۃ الخ (الدر المختار فصل فی القراءۃ ۵۴۶ ۱ طبع سعد)

(جواب ۷۱۱) لقمہ دینے والے کی نماز مکروہ نہیں ہوگی (۱) ہم صاحب کا یہ فرمانا درست نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ہر رکعت کی ابتداء میں ”بسم اللہ“ پڑھنا

(۲) تیسری رکعت میں ملنے والا لاٹ پڑھے یا نہیں؟

(سوال) (۱) حالت نماز میں ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنی چاہیے؟ نیز سورۃ فاتحہ کے بعد جب دوسری سورت شروع کریں تب بھی بسم اللہ پڑھیں؟ (۲) اگر جماعت میں تیسری رکعت میں شریک دو امام خاموشی سے قرأت کر رہا ہے تب اول شروع کی ٹاپڑھنی چاہیے یا خاموش کھڑا رہے؟  
المستفتی نمبر ۱۶۱۸ محمد یوسف صاحب (پانی پت ضلع رونا) ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ۔

(جواب ۷۱۲) (۱) ہر رکعت میں فاتحہ اور سورت سے پہلے بسم اللہ پڑھنی جائز ہے مگر اخفائے ساتھ ہم سے نہیں (۲) خاموش کھڑا ہو جائے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سورہ میں کے بعد درود پڑھنا ثابت ہے یا نہیں؟

(المعینہ موریہ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) (۱) زید کہتا ہے کہ سورہ میں غلطی کے بعد درود شریف پڑھنا ضروری ہے؟

(جواب ۷۱۳) زید کا قول صحیح نہیں ہے قرآن عظام کی قرأت میں غلطی کے بعد درود نہیں ہے اور نہ کسی حدیث سے ثابت ہے جس زید کا قول ہے دلیل ہے تلاوت میں نظم قرآنی کے درمیان یہ قرآن کو داخل نہیں کرنا چاہیے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ درود میں بدلی

خارج از صلوٰۃ کے لقمہ سے فساد نماز کا حکم

(المعینہ موریہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۶ء)

(سوال) ماہ رمضان المبارک میں اکثر ایسا موقع ہو کرتا ہے کہ جبراس حافظ کے جو تراتوت پڑھتا ہے کوئی

۱) بخلافہ عی، امامہ فانہ لا یفسد مطلقاً لئلا یح واحد بكل حال الخ (التنویر و شرحہ) باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۶۲۲ ط سعید

۲) وکما یحد سبی غیر المؤمن بمقتل التسمیہ سراہی اوب کل رکعہ الخ (التنویر و شرحہ) فصل فی بیان تألیف الصلاۃ ۴۹۰ ط سعید

۳) وقرأ کما کبر سبحانک الہم الا اذا شرع الا امام فی القراءۃ سواء کان مسوقاً او مدبرک و سواء کان امامہ یحجر بالقراءۃ او لا فہو لا یاتی بہ الخ (التنویر و شرحہ) فصل فی بیان تألیف الصلاۃ ۴۸۸ ط سعید

۴) من أحدث فی امرنا ہذا لم یس منہ فہو رد و بخاری کتاب الصلح باب اذا اصطلحوا عی صلح حور فہو مردود ۳۷۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

دوسرے الفاظ سامع نہیں ہوتا اگر ایسی صورت میں کسی مقتدی نے جو غیر حافظ ہے قرآن کھول کر قاری کا سنا کر اس کی غلطی پر ٹوکا اور نماز کی پہلی رکعت میں وجہ مجبوری نہ کور کے شامل نہ ہوا تو جائز ہے یا نہیں؟

العاجز ظفر عالم: برزوخہ موسوی محمد دریس صاحب۔ الوفی وارد حال میرٹھ  
(جواب ۷۱۴) جو شخص امام کی نماز میں شریک نہیں ہے وہ امام کو قرأت وغیرہ میں لقمہ نہیں دے سکتا  
اگر لقمہ دے گا اور امام اس کو لے گا تو امام کی اور جماعت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

پہلی رکعت میں اخلاص اور دوسری رکعت میں فلق پڑھنا

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۲ء)

(سوال) زید نے مغرب میں پہلی رکعت میں سورہ اخلاص اور دوسری رکعت میں سورہ فلق پڑھی ایسا قصد نہیں کیا کچھ بھول ہو گئی بحر نے سلام پھیرنے کے بعد کہا کہ نماز نہیں ہوئی اور آج سے تم امامت سے متحدہ ہو جاؤ؟

(جواب ۷۱۵) اس صورت میں کہ پہلی رکعت میں سورہ اخلاص اور دوسری رکعت میں سورہ فلق پڑھی نماز درست ہوئی نماز نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

قد فلق کو قد فلق پڑھنا

(الجمعیۃ مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

(سوال) زید جو ایک مسجد کا امام ہو رہا ہے وہ سورہ اعلیٰ میں قد افلق من توکی اور سورہ والشمس میں قد افلق من زکھا ہر دو مقام میں قد کی وال کو مفتوح کر کے فلق کی فاع سے یا کر ہمزہ کو کر آکر پڑھتا ہے جب اس سے کہا گیا تو کہتا ہے کہ دونوں طرح جائز ہے بقاعدہ سننل ویرمی اخذ

(جواب ۷۱۶) اگرچہ بعض علمائے عرب نے اس صورت میں حذف ہمزہ کو جائز رکھا ہے مگر قرآن مجید میں جواز کے قاعدے کے ساتھ قرأت ثابورہ کی متلاوت بھی ضروری ہے پس اگر قرأت ثابورہ منقوہ میں یہ قرأت ہو تو پڑھنے میں حرج نہیں نہ قرأت ثابورہ کا اتباع کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم  
محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(۱) فتحہ عربی غیر امامہ و کذا الاحد الا اذا تدکر فتلا قبل ثناء الفتح الخ وہی الشامیہ " اخذ لمصلی غیر الامام یفتح من فتح علیہ مفسد ایضاً " و اخذ الامام یفتح من یس فی صلاتہ الخ (باب ما یفسد الصلاۃ وما یرکھ فیہا) ۶۲۲ ط سعید

(۲) ولو زاد کلمۃ أو غصب کلمۃ أو غصب حرفاً أو قدمه أو بدله دحر لہ غصب ما لم یغیر المعنی لہ (الدر لمحتار) باب ما یفسد الصلاۃ وما یرکھ فیہا ۶۳۲ ط سعید

(۱) جہزی نماز میں مفرد کے لئے قراءت کا حکم

(۲) ہر رکعت کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے

(۳) سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو سجدہ سو واجب ہوگا

(۴) سورہ فاتحہ قرآن کا جزو ہے یا نہیں؟

(الجمعیت مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) (۱) ایک شخص نے نماز فجر اکیلے پڑھی اور قراءۃ الجہزی کی کیا اس کی نماز ہوگئی؟

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم ہر ایک نماز میں اور ہر ایک رکعت میں یوں کہتا ہے یا نہیں؟

(۳) ایک شخص نے نماز فرض یا واجب یا سنت پڑھی ہے تو سورہ فاتحہ پڑھنی بھول گیا ہے اور باقی قراءۃ پڑھی

اس کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

(۴) سورہ فاتحہ قرآن کی سورۃ ہے یا عابہ؟

(جواب ۷۱۷) (۱) نماز درست ہوگئی فجر مغرب اور عشاء کی نماز تیار پڑھنے والا بھی پلجہ پڑھ سکتا

ہے (۱)

(۲) ہر نماز میں اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ آیت پڑھنی چاہیے (۲)

(۳) سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کی صورت میں سجدہ سو کرینے سے نماز ہو جاتی ہے سجدہ سو نہ کرے تو لوٹنا واجب

ہے (۳)

(۴) سورہ فاتحہ قرآن مجید کی سورت ہے اس میں مضمون دعا کا بھی ہے (۴) محمد کفایت اللہ کا لفظ اللہ

لام بھول جائے تو لقمہ دینا جائز ہے

(الجمعیت مورخہ یکم اگست ۱۹۲۹ء)

(سوال) نماز فرض ہو رہی ہو اور لام سے قراءۃ میں سو ہو جائے اور لام تین آیت پڑھ چکا ہو تو مفتہ کی لقمہ

دے سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۱۸) تین آیتیں پڑھ چکنے کے بعد بھی لام کو لقمہ دینا جائز ہے اور لقمہ دینے یا لینے سے نماز فاسد

(۱) قال فی التبیور و شرحہ " ویجہز الإمام فی الفجر وأولی العینین اداء وقضاء " و یجہز المفرد فی الجہز " وهو فصل الحج (باب صفة الصلاة ۴۳۳/۱ ط سعید)

(۲) و کما نعود سمي سراً فی أول كل ركعة الحج (التبیور) و شرحہ باب صفة الصلاة ۴۹۰/۱ ط سعید

(۳) فیہا قراءۃ الفاتحة والسورة إذا ترك الفاتحة فی أولین أو أحدہما يلزمہ تسبیح (عالمگیریۃ الباب الثاني عشر فی سجود السهو ۱/۲۶ ط مدنیہ)

(۴) قال رسول اللہ ﷺ " والدی نفسی یدہ ما نزلت فی التورۃ ولا فی الإنجیل ولا فی الزبور ولا فی الفرقان مثلہا وإنہا سمع من المثنی والقرآن العظیم " ہذا حدیث حسن صحیح (ترمذی فصل فاتحة الكتاب ۲/۱۱۵ ط سعید)



نہیں ہوتی ہاں، یہ ہے کہ امام تین آیتیں پڑھ سکتے ہیں بعد پچھلے تو فوراً کوئی مردہ،  
محمد کا خلیفہ اللہ کا مالک اللہ

نماز میں چھوٹی سورہ تیس پڑھنا جائز ہے  
(التمحیۃ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

(صوال) ایک شخص نے امام صاحب مغرب مشاء و فجر کی نمازوں میں مستحسن سورہ تیس پڑھتے ہیں اور زمین  
میں دو ایک مرتبہ دوسری سورہ تیس بھی پڑھ دی کرتے ہیں اس پر زید یہ کہتا ہے کہ امام صاحب نے قرآن  
شریف کو بند کر دیا ہے چند مقررہ سورہ تیس پڑھتے ہیں اور دوسری سورہ تیس نہیں پڑھتے کیا وجہ ہے؟ ان پر امام  
صاحب نے جواباً کہا کہ مستحسن کی بنیاد لیکن پھر بھی گناہ ہے دوسری سورہ تیس پڑھنا یا کرتا ہوں اس پر زید  
نے لگا کہ یہ گناہ ہے نہیں ہوا گناہ گناہ کے معنی یہ ہیں کہ نیت میں دو تین بار اوہ کی سورہ تیس یعنی  
غیر مستحسن سورہ تیس اور آیات پڑھی جائیں امام صاحب نے پھر جواباً کہا کہ یہی طریقہ مستحسن ہے اسی پر ہمارا  
عمل رہے گا پھر زید نے مسجد نہ ور میں نماز پڑھنی چھوڑ دی نیز یہ بھی کہتا ہے کہ ہم کو پچھ قرآن شریف سے  
قراءت سننے کا شوق ہے اس طریقے پر جیسا کہ امام صاحب پڑھتے ہیں ہمارا دل نہیں مٹا دے اب ایسے پیشام  
کے پیچھے نماز ادا کرتا ہے جو بدعتی اور غیر عالمیت زید خود کو بوندی خیال رکھتا ہے۔

(جواب ۷۱۹) ہر نماز میں طوالت مفصل اور اوساط مفصل اور قصار مفصل کی تعیین اس  
نے ہے کہ یہ سورہ تیس یا قنقلہ قراءت قرآن پاک کے کسی حصے سے کی جائے اگر مقتدی یہ پڑھتا ہے کہ  
قرآن مجید کے ہر حصے سے قراءت قرآن سنوں کی جائے تو یہ مطالبہ کچھ نامناسب نہیں ہے ہاں اگر امام و قرآن  
مجید یاد نہ ہو تو پھر مقتدیوں کو بھی چاہیے کہ اسے مجبور و پریشان نہ کریں کیوں کہ سورہ تیس پڑھنے میں بھی کوئی  
مصلحت نہیں ہے اس سے بھی قراءت منوں اور بدعتی ہے۔

مفتی اتنی بات نہ دے کہ مسجد میں آنا پھرنے کے غیر عالم یا مبتدیان کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں  
ہے امام قاری علیہ السلام متون امام کے پیچھے نماز پڑھنا بدعتی ہے۔ محمد کا خلیفہ اللہ کا مالک اللہ

مقتدی نے امام کی قراءت پر سبحان اللہ کہا تو نماز فاسد ہو گئی نہیں؟

(التمحیۃ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

۱۔ بخلاف فتحہ علی امامہ فیہ لا یفسد مطلقاً الفاح واجد، لکلی حال الخ (السور و شرحہ باب ما یفسد الصلاۃ وما  
یکرہ فیہا ۶۲۲ ط سعید) ۲۔ قال فی التمر المختار لا یفسد ان یقرأ سورۃ و یصلی فی النیۃ وان یقرأ فی الاولی من  
محل وفي النیۃ من آخر و هو من سورۃ الخ (فصل فی التمر ۵۴۶ ط سعید) و ۳۔ یکرہ ثمانۃ عبد و اربعی و خمس  
و مستدق و السور باب الامامۃ ۵۶۰ و الاصح بالامامۃ تقدیم علی بقی الاغلیہ نہ لاجس بالاراد و بخوبیہ  
نقلہ فیہ الاورخ الخ (السور و شرحہ باب الامامۃ ۵۵۷ ط سعید)

(سوال) نماز میں مقتدی کو امام کی خوش آہانی سن کر سبحان اللہ کنجاہ پڑھ لیا؟  
(جواب ۷۲۰) امام کی خوش آہانی پر مقتدی کو نماز میں سبحان اللہ کنجاہ پڑھ لیا، محمد کفایت اللہ غفرلہ

سورہ فاتحہ کتنی رکعتوں میں پڑھی جائے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۶ مارچ ۱۹۳۲ء)

(سوال) تعظیم الاسلام تیس حصہ نماز کے دوسرے رکن قراءت کا بیان۔ تیسرے سوال۔ سورہ فاتحہ تمام نمازوں کی ہر رکعت میں پڑھنا واجب ہے؟ نہ فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ نماز کی۔ اس کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا؟

(جواب ۷۲۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ فرض نماز کی تیسری رکعت اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا مستحب ہے واجب نہیں۔ باقی تمام نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔  
محمد کفایت اللہ عفا عنہ رب

قراءت مسنونہ کے بعد امام کو لقمہ دینا مفید نماز

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۳ء)

(سوال) اگر پیش امام ساتویں آیت کے بعد بھول گیا اور پھر پانچویں آیت سے دہرائے کی حالت میں مقتدی نے لقمہ دے دیا امام نے قبول کر کے سجدہ سو کے ساتھ نماز ختم کی تو یہ نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ دہرائے ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۲۲) نماز صحیح ہو گئی۔ دہرائے ضروری نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

غیر عربی زبان میں نماز پڑھنا جائز نہیں

(سوال) کیا سوئٹزر لینڈ کے باشندے جو سبب عدم اعرصتی وغیرہ عربی زبان و تلفظ کو سیکھنا دشوار سمجھتے ہیں سوئس زبان میں نماز ادا کر سکتے ہیں؟

(جواب ۷۲۳) نماز کے لئے عربی نظم قرآنی کی صورت ضروری ہے بشرطہ کہ قرآن مجید سیکھ لینا

۱. فلو أعجزه قراءة الإمام فجعل يركي ويقول "بلى" أو "عم" أو "أرى لا تفسد" من جهة "لأن الله علم بحسنه و درمجان" وهي السابعة "أفاده هو كمال متلذا إذا بحسن أعجزه يكون مقصداً باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۶۵۹-۶۶۰ ط سعید

۲. وتجب قراءة الفاتحة وسم السورة أو ما يقوم مقامهما من ثلث آيات فصار أو ايد طويلاً في أوليين بعد الفاتحة و في جميع ركعات النفل والوتر الخ (عالمگیری) الفصل الثاني في إحسان الصلاة ۷۱۹ ط مکتبہ ماحدیہ (کوئٹہ)

۳. بحلاف فتحه علی امامہ فہو لا یفسد مطلقاً لفتح واحد بكل حال الخ (شوبر و سرحد) باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیہا ۶۶۲ ط سعید

و شواہد اس کے لئے زیادہ وقت کی ضرورت ہے، ۱۱) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ

دو سورتوں کے درمیان چھوٹی سورت کافی صلہ مکروہ ہے

(المحییۃ مورخہ ۹ فروری ۱۹۳۵ء)

(سوال) زید نے پکی رکعت میں "سورہ الم تر کیف" اور دوسری رکعت میں لرایت اندی یعنی درمیان میں ایک سورت چھوڑ کر پڑھی تو نماز ٹھیک ہوگئی یا نہیں؟

(جواب ۷۲۴) درمیان میں ایک چھوٹی سورت چھوڑ کر قصد اپڑھن تو مکروہ ہے۔ لیکن اگر بلا قصد اتفاق ایسا ہو جائے تو مکروہ نہیں ہے اور نماز میں کوئی نقصان نہیں آتا۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ

بغیر معنی سمجھے تلاوت کرنا بھی ثواب ہے

(المحییۃ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) زید کتاب ہے کہ بغیر معنی سمجھے اور مطلب سمجھے ہوئے قرآن پاک کی تلاوت کرنا بے سود و ربے ثواب ہے آیا زید کا یہ قول درست ہے؟

(جواب ۷۲۵) قرآن مجید کی نظم یعنی عبارت کی حفاظت بھی ایک مقصود اور مقصد ہے۔ قرآن مجید کے پڑھنے سے نازل فرمائے کو ذکر کرنے کے ساتھ اس کی حفاظت کا بھی خود ہی ذمہ لیا ہے اور عالم اسباب میں حفاظت کا ذریعہ یہ قرار دیا کہ مسلمان اپنے سینوں میں اس کی حفاظت کریں اور خدا برہے کہ اس حفاظت کے لئے اس کی عبارت اور نظم کو پڑھن اور یاد کرنا اذی تھا اس لئے شریعت مقدسہ نے اس عبارت کی تلاوت کو بھی موجب اجر و ثواب قرار دیا ہے حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص نظم قرآنی میں سے ایک حرف کی تلاوت کرے وہ دس نیکیوں کے اجر کا مستحق ہوتا ہے اور پھر یہ نہیں کہ آلم ایک حرف قرار دیا جائے بلکہ اس کے تین حرف اے لام میم جدا جدا معتبر ہوں گے ورتیں نیکیاں ملیں گی (۱)

کتب سہلہ میں تبدیلی و تحریف سے محفوظ رہنے میں کوئی کتاب قرآن مجید کی ہمسایہ کا دعویٰ نہیں کر سکتی اور اس خاص غنق کی اصل وجہ یہی ہے کہ مسلمانوں نے تم قرآنی کی تلاوت اور حفظ کے ساتھ والمانہ شغف رکھا اور یقیناً ان کا یہ فعل موجب اجر و ثواب ہے کہ اس سے قرآن پاک کا تحفظ مربوط

۱۱، وأما المراءۃ فقد رويها كما سيجي (في المختار) وقراءۃ الفاتحة والسورة أو ثلث آيات فهي واجب أيضاً (رد المحتار) باب صفة الصلوة فصل في القراءۃ ۴۴۶/۱ ط سعید

۲، ويكره الفصل سورة قصصه وأبقره من كونه إلا إذا غلب الح (والس) المختار فصل في القراءۃ ۴۴۶/۱ ط سعید

(۳) سورة لحي ۹

(۴) (ترمذی) فصل القرآن ۱۱۹/۲ ط سعید

جے۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ نزول قرآن کا اصل مقصد اس کی ہدایات پر عمل کرنا ہے تو وہ اس کو مستلزم نہیں کہ عبارت کی تلاوت موجب اجر نہ ہو یہ جائے خود ایک ثواب کا عمل ہے اور عمل کرنا چاہئے خود دوسرا عمل ہے اور موجب اجر ہے اور وہ رائج و نفی بھی ہے اور عمل نہ ہو تو معنی و مطلب سمجھ کر پڑھنے اور بے سمجھے پڑھنے میں کوئی بڑا فرق نہیں۔ محمد کفایت اندکان اللہ لہ

## باب فاتحہ خلف الامام، رفع یدین، آمین بالجہر، بسم التہ بالجہر

(۱) نماز میں ہاتھ سینے پر رکھیں یا ناف کے نیچے؟

(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کا حکم

(۳) مقتدی آمین سر اٹکے یا جہرا؟

(۴) نماز میں رفع یدین کا حکم

(سوال) (۱) نماز میں ہاتھ سینے پر رکھے یا ناف پر؟ لوں ناف پر ہاتھ رکھنا ہے یا سینے پر؟ حدیثیں کس مسئلے کی صحیح اور قوی ہیں جواب حدیث صحیح سے ہو۔

(۲) امام کے پیچھے مقتدی سورہ فاتحہ پڑھے یا نہ پڑھنا لونی ہے؟ جواب حدیث صحیح سے ہو۔

(۳) نماز جہری میں آمین آہستہ کسی چاہئے یا آواز بلند؟ آہستہ کہنا لونی ہے یا آواز سے۔

(۴) نماز میں رفع یدین قبل الکرع اور بعد الکرع کرنا چاہئے یا نہیں؟

المستطی قادر بخش از بھرت پور

(جواب ۷۲۶) (۱) ہاتھ ناف کے نیچے رکھے۔ اس کے لئے مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ صریح روایت

موجود ہے۔ حدثنا وکیع عن موسیٰ بن عمیر عن عقیمة بن وائل ابن حجر عن ابیہ قال روایت

النسی رحمۃ اللہ علیہ یضع یدینہ علی شمالہ تحت السرة انتہی کذا فی اثار السنن (۱) بخاری و مسلم میں نہ سینے

پر ہاتھ باندھنے کی روایت ہے نہ ناف کے نیچے باندھنے کی۔

(۲) امام کے پیچھے کسی نماز میں فاتحہ نہیں پڑھنی چاہئے اس کے لئے یہ صحیح حدیثیں موجود ہیں۔ عن ابی

موسیٰ قال علمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قمت الی الصلوٰۃ فلیأمرکم احدکم واذا قرأ الامام

فانصتوا رواہ احمد و مسلم (اثر السنن) (۱) و عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ

(۱) (باب وضع الیدین تحت السرة ص ۶۹ ط اعدادیہ منان)

(۲) (باب فی ترک القراءۃ خلف الإمام فی الجہریۃ ص ۸۶ ط اعدادیہ)

امام فقراء الامام له قراءۃ. رواه الحافظ احمد بن ميع في مسنده و محمد بن الحسن في  
الموطا والطحاوي والدارقطني واسناده صحيح (آثار السنن) ۱.

(۳) آمین آیتہ مناولی ہے اور اس کی دلیل یہ حدیث صحیح ہے۔ عن وائل بن حجر قال صلی بہا  
رسول اللہ ﷺ فلما قرا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین واخفی بها صوته  
الحديث رواه احمد والمرمذی وابوداؤد الطیالسی والدارقطني والحاكم واخرون واسناده  
صحيح (آثار السنن) ۲.

(۴) رفع یدین رکوع میں ہات وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت نہیں کرنا چاہیے اور اس کے لئے یہ حدیث  
دلیل ہے۔ عن علقمة قال قال عبد اللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ ﷺ فصلی ولم  
يرفع يديه الا في اول مرة رواه الثمشة وهو حديث صحيح (آثار السنن) ۳. وفي التعليق فلب  
صححه ابن حزم وقال الترمذی حديث ابن مسعود حديث حسن. انتهى والله اعلم.  
کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

### فاتحہ خلف الامام کا حکم

(سوال) زید کتاب ہے کہ بغیر سورہ فاتحہ کے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ہے اور استدلال میں عبدہ بن  
مامت والی حدیث پیش کرتا ہے بزرگ کتاب ہے کہ جاز نہیں اور استدلال میں سورہ عرف والی آیت کریمہ  
پیش کرتا ہے کس کا دعویٰ حق ہے؟ المستفتی نمبر ۳۲۵ قاضی منیر الحسن صاحب ناوہ

۹ شعبن ۱۳۵۳ھ ۸ نومبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۲۷) حنفیہ کے نزدیک مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے حضرت عبدودان حدیث امام  
اور منکر وک حق میں ہے مقتدی کے واسطے من کان له امام فقراء الامام له قراءۃ. والی روایت ہے  
اور مسلم شریف والی روایت اذا قرأوا فاستوا کی روایت ہے میں سورہ فاتحہ نام کے پیچھے نہیں پڑھتے  
اس کا قائل ہوں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) باب فی ترک القراءۃ خلف الامام فی الصلوات کتبھا ص ۸۸ ط امدادیہ

(۲) باب ترک الجہر بالتامین ص ۹۷ ط امدادیہ

(۳) باب ترک رفع الیدین فی غیر لا فتاح ص ۱۰۴ ط امدادیہ

(۴) باب رفع الیدین عند الركوع ص ۵۹۰ ط سعید

(۵) باب فی ترک القراءۃ خلف الامام فی الصلوات کتبھا ص ۸۸ ط امدادیہ

(۶) باب التشهد فی الصلوة ص ۱۷۴ ط دہلی کتب خانہ کراچی

(۱) صحابہ کرامؓ نے رفع یدین اور آمین بالجہر کیا یا نہیں؟

(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھی جائے یا نہیں؟

(سوال ۱) کیا حضور اکرم ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ نے آمین بالجہر اور رفع یدین کی تھی؟

(۲) کیا امام کے پیچھے الحمد پڑھنا جائز ہے؟ المسطیٰ نمبر ۱۵۶۳ جناب سید عبدالمجید صاحب

قادر آباد (مطبوعہ یوں) ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۴ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۲۸) (۱) آمین بالجہر اور رفع یدین کا مسئلہ صحابہ کرامؓ کے زمانہ سے مختلف فیہ ہے حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد بعض صحابہ آمین بالجہر کہتے تھے اور بعض بالآخر خفا اور بعض صحابہ رفع یدین کرتے تھے اور بعض نہیں کرتے تھے اسی وجہ سے مجتہدین امت میں بھی اختلاف ہوا بعض مجتہدین آمین بالجہر کو پسند کرتے ہیں اور بعض آمین بالآخر کو امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا قوس جدیدہ آمین بالآخر کو پسند کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہؒ نے ترک رفع یدین کو راجح قرار دیا ہے۔

(۲) حنیفہ کے نزدیک امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت فاتحہ نہ کرنی چاہیے حنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ صحیح مسلم میں آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث خویل مروی ہے جس میں واذا قرا فانصتوا موجود ہے یعنی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور دوسری حدیث جو مولانا امام محمد میں ہے من كان له امام فقرأه الامام له فقرأه، یعنی امام کے پیچھے جو شخص نماز پڑھے تو امام کی قرأت اس کے لئے بھی قرأت ہے پس حنیفہ کے مذہب میں امام کے پیچھے مقتدی کو فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیئے۔

محمد کنت اللہ کان اللہ لدولی

احناف کے نزدیک فاتحہ خلف الامام جائز نہیں

(سوال) فاتحہ خلف الامام کا حنفیوں میں حدیث کے نزدیک کیا حکم ہے؟

المسطیٰ نمبر ۲۶۳۰ میاں محمد صدیق صاحب (فیروز پور) ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ ۱۰ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۷۲۹) اہل حدیث کے نزدیک مقتدی پر امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے اور حنفیوں کے نزدیک امام کے پیچھے مقتدی کو خاموش کھڑا رہنا چاہیے حنفیوں کی دلیل یہ ہے کہ مسلم (۱) شریف میں حضرت ابو موسیٰ اشعرؓ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس میں یہ الفاظ موجود ہیں واذا قرا فانصتوا یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور مولانا امام محمد میں روایت ہے

(۱) عن وائل بن حجر قال "كان رسول الله ﷺ إذا قرأ: "ولا الضالين" قال " آمين" رفع بها صوته (آثار السنن باب الجهر بالثنتين: ص ۹۳ ط مدنی) و عنه قال "صلى رسول الله ﷺ فلما قرأ " غير المعصوب عليهم ولا الضالين" قال " آمين" صوته الحديث (آثار السنن باب ترك الجهر بالثنتين: ص ۹۷ ط مدنی)

(۲) ۴۶۶، التمهيد في الصلاة ۱/ ۱۷۴ ط قلمی

(۳) (باب القراءة في الصلوات خلف الإمام ص ۹۸ ص میر محمد کتب خانہ کراچی)

(۴) (باب التمهيد في الصلاة ۱/ ۱۷۴ ط قلمی)

من كان له امام فقراء الإمام له قراءة، (انتهی بمعناه) یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کا کوئی ماہ ہو تو ہم کی قرأت مقتدی کے لئے بھی قرأت ہے جیسا کہ امام کے قرأت مقتدی کے لئے کافی ہے۔  
محمد کفایت للہ کا اللہ لہ ولی

- (۱) آمین بالخیر کا حکم
- (۲) آمین بالخیر والے کو مسجد سے روکنا
- (۳) کیا آمین بالخیر بدعت ہے
- (۴) آمین بالخیر والے کو موذی کہنا

(۵) جماعت اہل حدیث کو گمراہ کہنا اور ان سے قطع تعلق کرنا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) ایک مسجد میں خفی اور اہل حدیث باہم نماز جماعت دہاتے ہیں لیکن خفی صاحبان آمین بالخیر کی سخت مخالفت کرتے ہیں اور اہل حدیث کو مسجد میں آنے سے روکتے ہیں نیز آمین بالخیر کو باعث ایذا رسائی سمجھتے ہوئے اہل حدیث کو موذی قرار دیتے ہیں اور موذی قرار دیکر عوامہ درمختار جدول ص ۳۸۹ مسجد سے مانع ہوتے ہیں۔

اہل حدیث صاحبان آمین بالخیر کو سخت سمجھتے ہیں اور مسجد سے روکنے پر آیت کریمہ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یدکرو فیہا اسمہ پڑھتے ہیں اور منع کرنے سے روکتے ہیں لیکن باہمی کشیدگی اتنی بڑھی کہ عدالت تک معاملہ پہنچ گیا اب سولہ امر کا ہے کہ زور سے آمین کہنا زور سے حدیث کیسے ہے؟

(۲) آمین بالخیر کی بنا پر مسجد میں آنے سے روکنا زور سے قرآن وحدیث کیسا ہے؟ کیا آیت مذکورہ میں داخل ہے۔

(۳) کیا آمین بالخیر باعث ایذا وفساد ہے؟

(۴) کیا زور سے آمین کہنے والے کو موذی قرار دیکر مسجد میں آنے سے روکنا شرعاً جائز ہے؟

(۵) جماعت اہل حدیث کو گمراہ کہ کر ان کے پاس انھیں بیٹھنے سے روکنا شرعاً کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۶۶۸ عبدالحق (طرم) یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۶۰ھ ۲۹ مئی ۱۹۴۱ء

(جواب ۷۳۰) آمین بالخیر خفیہ وراہم شافعی کے قول جدید کے موافق مسنون ہے اور آمین بالخیر امام شافعی کے قول قدیم اور دیگر ائمہ کے نزدیک مسنون ہے۔ (۱) صحابہ کرامؓ میں بھی یہ اختلاف موجود تھا بلکہ ایہ

(۱) باب القراءۃ فی الصلوات حلف الإمام ص ۹۸ طبع محمدیہ

(۲) عن وائل بن حجر قال: "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأ "واللضالین" قال "آمین" ورفع به صوته وعسى ان یمریر فقال: "کان الی یوم" اذا فرغ من قراءۃ ام القرآن رفع صوته وقال "آمین" (آثار النسخ باب الجهر بالتأمین ص ۹۳ ۹۴ طبع المندلیہ) قال عطاء: "وقد قال اللہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعاً وحفیة" (جاری ہے)

مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے باہم مسلمانوں میں اشتقاق و اختلاف اور عدوت و دشمنی ہو اہل حدیث کے آئین پلہر کہنے سے حنفیوں کی نماز خراب نہیں ہوتی اور اس وجہ سے کسی آئین پلہر والے کو مسجد میں آنے سے روکا نہیں جا سکتا اس حدیث کا بھی یہ فرض ہے کہ گروہ آئین پلہر کو سنت سمجھتے ہیں تو محض تباہ سنت کے لحاظ سے عمل کریں محض حنفیوں کو چڑانے کے ارادے سے ایسا نہ کریں جیسا کہ محض مقامات میں امام کے والا انصافین پڑھنے پر محض اہل حدیث جو ہائی پر وضو کرتے ہوتے ہیں زور سے آئین پلہر دیتے ہیں۔ جماعت میں اتنے زور سے آئین پلہر دیتے ہیں کہ قریب والے محض چونک پڑتے ہیں فریقین کو ٹیک مٹکی اور اخص کے ساتھ اپنے مسلک پر عمل کرنا پڑتا ہے باہم اتفاق و اتحاد اور رواداری سے زندگی سرنی چاہیے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لا یجلی

بسم اللہ سورہ فاتحہ کا جزو ہے یا نہیں؟

(سوال) بسم اللہ الرحمن الرحیم سورہ فاتحہ اور دوسری سورتوں کا جزو ہے یا نہیں؟ اگر جزء ہے تو جن نمبروں میں سورہ فاتحہ جہر سے ساتھ پڑھی جاتی ہے ان میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کا جہر کیا جائے گا یا نہیں؟ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کا عمل کیا تھا نماز میں قرأت الحمد نہ سے شروع کرتے تھے یا بسم اللہ سے۔ اسی طرح اور سورتوں کے ساتھ بھی نماز میں بسم اللہ جہر اپڑھی جائے یا سرا یا بالکل نہیں جواب میں احادیث صحیحہ تحریر فرمائیں۔ المستفتی نمبر ۲۶۹۰ مولانا محمد صدیق صاحب صدر مدرس محمدیہ مدرسہ صدیقیہ دہلی

۲۶ یقینہ ۱۳۶۰ھ ۱۶ دسمبر ۱۹۳۱ء

(جواب ۷۳۱) بسم اللہ اور سورہ فاتحہ اور دوسری سورتوں کا جزو ہے یا نہیں یہ مسئلہ ہندو مت مختلف فیہ ہے۔ ائمہ حنفیہ کے اصح اور رجحان قول کی بناء پر نہ سورہ فاتحہ کا جزو ہے اور نہ کسی سورت کا (سوئے سورہ غمل کی درمینی بسم اللہ کے) (۱) ان کی دلیل یہ صحیح مسلم (۲) کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ قسمت الصلوٰۃ بینی و بین عبدی نصفین و لعبدی ما سال فاذا قال العبد الحمد لله رب العلمین . الحدیث . اس حدیث میں صلوٰۃ سے مراد سورہ فاتحہ ہے حضرت حق کا فرمان ہے کہ سورہ فاتحہ تحف میرے لئے ہے اور نصف میرے ہے۔ ہرے کے لئے اور نصف لوں کو بین فرماتے ہوئے الحمد نہ سے ہداء فرمائی۔ معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ الحمد نہ سے شروع ہوتی ہے بسم اللہ اس میں داخل نہیں ہے اور ترمذی (۳) میں

(حاشیہ صفحہ چھترستہ) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ بعینا یقول " لا تبارکوا الإمام اذا کبر فکبروا و اذا قال ولا الضالین فقولوا آمین و اذا رکع فترکوا رواہ قال لیموی " يستفاد من أن الإمام لا یجهر بأمر " و عن (ابن من حجر قال " صلی بنا رسول اللہ ﷺ فلما قرأ غیر المعبوب علیہم ولا الضالین قال " آمین و احی بہا صلوٰۃ رواہ احمد و الترمذی و ابو داؤد الخ (۱) آثار النسخ باب ترک الجہر بالناسخ ص ۹۵ تا ۹۷ ط المداویہ

(۲) وہی ہی بسم اللہ الخ آیۃ واحدة من القرآن کلہ انزلت للنفس بین السور لما فی الملل بعض آیۃ إجماعاً و لیست من الفاتحۃ ولا من کل سورۃ فی الاصح الخ (التبیر و شرحہ فصل فی بیان تألیف الصلوٰۃ ۴۹۹/۱ ط سعید

(۳) باب و حوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعہ ۱۷۰/۱ ط قدیمی (۴) باب ما جاء فی سورۃ الملک ۱۱۲/۲ ط سعید



مسند حسن یہ روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ان سورۃ من القرآن ثلاثون آیۃ الی قولہ وہی تبارک الذی بیدہ المملک یعنی قرآن مجید کی تیس آیتوں والی ایک سورت ہے پھر فرمایا کہ وہ تبارک الذی بیدہ المملک ہے اور تبارک الذی میں بسم اللہ کے عدوہ تیس آیتیں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ سورت کا جزو نہیں ہے۔

ہاں بسم اللہ قرآن مجید کی ایک آیت ضرور ہے جس کا فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے سورتوں کی ابتدا اور ابتدا معلوم ہو جائے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ کے اس ارشاد سے ثابت ہوتا ہے۔ یہ حال کن النبی ﷺ لا یعرف خاتمة السورة حتى تنزل بسم الله الرحمن الرحيم فاذا نزل بسم الله الرحمن الرحيم عرف ان السورة قد ختمت واستقبلت او ابتدئت سورة اخرى (رواہ البزار باسنادین رجال احدهما رجال الصحيح - کذا فی مجمع الزوائد)۔ یعنی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سورتوں کی ابتدا نہیں پہنچتے تھے یہاں تک کہ بسم اللہ نازل ہو جب بسم اللہ نازل ہوئی تو حضور ﷺ اس بات کو پہنچنے لگے کہ ایک سورت ختم ہوئی اور دوسری شروع ہوئی۔

جہری نمازوں میں بسم اللہ بھی جہرا پڑھی جائے یا نہیں یہ مسئلہ بھی ابتدا سے مختلف ہے اس میں صحیح اور قوی یہ ہے کہ جہر سے نہ پڑھی جائے آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین سے سند صحیح جہر پڑھنا ثابت نہیں یعنی سنت۔ اچھے وائے کے طور پر جہرا نہیں بلکہ سراپڑھتے تھے۔ اس کی دلیل میں مسلم شریف (۱۰) کی یہ روایت ہے عن انس بن مالک انه حدثه قال سميت خلف النبي ﷺ و ابی بکر و عمر و عثمان فكانوا يستفتحون بالحمد لله رب العلمين لا يذكرون بسم الله الرحمن الرحيم اول قراءة ولا في آخرها۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ اور ابو بکر و عمر اور عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی یہ سب قرأت الحمد لله رب العلمين سے شروع کرتے تھے۔ بسم الله الرحمن الرحيم نہ ابتدا نہ قرأت میں پڑھتے تھے نہ آخر میں۔ یعنی فاتحہ کے ختم اور سورت کے شروع پر بھی نہیں پڑھتے تھے۔

فتح مسموم (۱۲) میں حضرت انسؓ کی یہ حدیث بھی ہے۔ صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم و ابی بکر و عمر و عثمان فلم اسمع احدا منهم يقرأ بسم الله الرحمن الرحيم یعنی میں نے حضرت ﷺ اور ابو بکر و عمر و عثمانؓ کے ساتھ نماز پڑھی ہے تو ان میں سے کسی کو بسم اللہ الرحمن الرحيم پڑھتے میں نے نہیں سنا۔ طبرانی کبیر اور لوسط میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بسم اللہ الرحمن الرحيم پڑھتے تھے تو مشرکین بطور استہزاء کہتے تھے کہ محمد تو یمنہ کے خدا (یعنی مسیلہ) کا نام

(۱) (باب بسم الله الرحمن الرحيم ۱۱۱/۴ ط بیروت لبان)

(۲) (باب حجة من قال "لا بغير باليسلة ۱۱۷۲/۱ ط قدیمی)

(۳) (ایضاً)

لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو رحمن و رحیم کہلاتا تھا پھر جب یہ آیت (یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم) نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے لوگوں کو یہ امر فرمایا کہ اسے جہرانہ پڑھیں یہ حدیث بھی مجمع الزوائد<sup>(۱)</sup> میں نقل کر کے مصنف نے کہا ہے۔ ورجالہ موثقون یعنی اس کے راوی معتبر اور قوی ہیں۔

صاحب فتح القدیر<sup>(۲)</sup> نے طبرانی سے حضرت انسؓ کی یہ روایت بھی ذکر کی ہے عن انس ان رسول اللہ ﷺ کان یسر بسم اللہ الرحمن الرحیم و ابا بکر و عمرو عثمان و علیاً یعنی حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر و عمرو عثمان و علیؓ بسم اللہ الرحمن الرحیم انھارے یعنی آہستہ پڑھا کرتے تھے مجمع الزوائد<sup>(۳)</sup> میں حضرت انسؓ سے یہ روایت طبرانی نے روایت اس طرح منقول ہے عن انس ان رسول اللہ ﷺ کان یسر بسم اللہ الرحمن الرحیم و ابو بکر و عمرو اور مصنف نے اس کی سند کے متعلق فرمایا ہے۔ ورجالہ موثقون یعنی اس حدیث کے راوی معتبر ہیں اور اسی مجمع الزوائد<sup>(۴)</sup> میں حضرت ابوالاکل سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ اور عبداللہ (ابن مسعودؓ) بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اعوذ باللہ اور آمین جہ سے نہیں پڑھتے تھے اور ترمذی<sup>(۵)</sup> میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل صحابی نے اپنے چچے کو بسم اللہ الرحمن الرحیم جہ سے پڑھتے ہوئے سنا تو ان کو سختی سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ بدعت ہے میں نے آنحضرت ﷺ اور حضرت ابو بکر و عمرو عثمانؓ کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور کسی کو بسم اللہ الرحمن الرحیم جہرا پڑھتے نہیں سنا تو یقیناً تم بھی نہ پڑھا کرو جب نماز پڑھو تو الحمد للہ رب العالمین سے پڑھو زندگی نے یہ بھی لکھا کہ اکثر صحابہؓ کا مذہب یہی ہے کہ بسم اللہ جہ سے نہ پڑھی جائے چاروں خلفائے راشدین اسی کے قائل تھے<sup>(۶)</sup> مذکورہ احادیث کے علاوہ اور بھی بہت روایات ہیں جن سے بسم اللہ کا آہستہ پڑھا جانا ثابت ہے یہ حدیثیں اس بات کی بھی دلیل ہیں کہ بسم اللہ سورہ فاتحہ کا جزو نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) مرض وفات میں حضور ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے یا نہیں؟

(۲) اس وقت آپ ﷺ نے آمین جہرا کی یا سر؟

(۳) سوال (۱) رسول اللہ ﷺ نے آخر لیم رحلت میں حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے کتنے وقت کی نماز پڑھی؟

(۴) آپ نے حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے جب نماز پڑھی تو بلند آواز سے خود رسول اللہ ﷺ نے آمین کہی یا

(۱) باب بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱/۱۱۱ ط بیروت

(۲) باب صفة الصلاۃ ۱/۲۹۲ ط مصر

(۳) باب بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱/۱۱۱ ط بیروت

(۴) ایضاً

(۵) باب مدحاہ فی ترک الجہر بسم اللہ ۱/۵۷ ط سعید

(۶) والمعمل علیہ عند اکثر أهل العلم من أصحاب النبی ﷺ، ابوبکر و عمر و عثمان و علی و غیرہم ومن بعدهم من تابعین (باب مدحاہ فی ترک الجہر بسم اللہ ۱/۵۷ ط سعید)

نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۷۱۱ مفتی جہاں محمد (رہمۃ اللہ علیہ) ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ۳ مارچ ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۳۲) آنحضرت ﷺ نے شدت مرض کے وقت جب کہ حجرہ شریفہ سے مسجد میں تشریف لے کر کی طاقت نہ تھی اپنی جگہ حضرت ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا امر فرمایا تھا اس اثناء میں ایک وقت حضور ﷺ کو تخفیف محسوس ہوئی تو حضور ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور صفوں میں سے نزلتے ہوئے حضرت ابو بکرؓ کے پاس جا کھڑے ہوئے حضرت ابو بکرؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا اور حضور کرم ﷺ نے ان کو اشارے سے فرمادیا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو اور ان کی اقتدا میں نماز شروع کر دی مگر حضرت ابو بکرؓ حضور ﷺ کی موجودگی میں نماز نہ پڑھا سکے اور پیچھے ہٹ گئے اور حضور ﷺ نے اہمیت شروع کر دی اس واقعہ میں کہیں یہ بات میری نظر سے نہیں گزری کہ حضور ﷺ نے آمین زور سے کہی ہو اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ حضور ﷺ نے آمین زور سے کہی تھی تو اس کا ثبوت اس سے طلب کیجئے دو روایت اور کتاب اور باب کا نام بتائے تو اس کی تحقیق ہو سکتی ہے۔ محمد کاغذیت، ندکان، لدلہ، دہلی

(۱) غیر مقلدین، حنفیوں کی جماعت میں آمین بلبلہر اور رفع یدین کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) اہل السنۃ والجماعت کسے کہتے ہیں؟

(۳) غیر مقلدین اہل السنۃ والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟

(۴) سابقہ دور میں آمین بلبلہر اور اخذ والوں کا کیا معمول تھا؟

(المجمعیۃ مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۲۸ء)

(سوال) (۱) اگر کوئی شخص حنفی دھجوں کے ساتھ شریک جماعت ہو کر نماز میں آمین بلبلہر کئے اور رفع یدین کرے تو اس شخص سے آمین بلبلہر اور رفع یدین سے حنفیوں کی نماز میں کوئی خلل آئے گا یا نہیں؟ (۲) اہل سنت والجماعت سے کیا ملامت؟ یعنی سنت سے کیا ملامت ہے اور جماعت سے کون سی جماعت مراد ہے؟ (۳) اس حدیث جن کو نوینہ مقدمہ بھی کہا جاتا ہے یہ اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟ (۴) ازہرہ سفیع صحابہ اور ائمہ مجتہدین کے زمانے میں تہت آمین کہنے والے اور بلبلہر آمین کہنے والے ایک ہی مسجد میں شامل نماز پڑھا کرتے تھے یا علیحدہ علیحدہ؟ درج کل مکہ معظمہ وغیرہ میں شریک ہو کر پڑھتے ہیں یا علیحدہ مسجدوں میں؟

(جواب ۷۳۳) (۱) کسی شریک جماعت کے آمین بجز کہنے سے حنفیوں کی نماز میں نقصان نہیں آتا (۲)

اہل سنت والجماعت وہ گروہ ہے جو حضور ﷺ اور صحابہ کرام کے طریقے پر چلتا ہے۔ (۳) اہل حدیث

(۱) (بخاری) باب حد المریض أن يشهد الجدة ۹۱ ط (مجمعی)

(۲) ابن سیرین، فرقہ علی سیر، حسن ملہ و تصرف امی علی ثلاث وسبعین ملہ کہیں فی اسار، لا ملہ واحدة قالو: من ہی یرسول للہ قال: ما زاد علیہ واصحابی الحدیث (ترمذی) باب الفراق جلد ۱۴۰ ط (سعید)

جماعت اہل سنت والجماعت میں داخل ہے (۴) اس قسم کے فروعی اختلاف رکھنے والے سب شریک ہو کر نماز ادا کرتے تھے اور آج کل بھی ممکنہ اسلامیہ میں اسی طرح نماز ادا کرتے ہیں۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ

## اقتباس از تقریر ترمذی ماخوذ از تقریر ترمذی ضبط کردہ حضرت مفتی اعظم

۱۰ باب ماجاء فی ترک الجهر بسم اللہ الرحمن الرحیم . قوله فقال لی ای بنی محدث الخ - منی عبد اللہ بن مغفل فرماتے ہیں کہ مجھ کو میرے باپ نے نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم زور سے کہتے ہوئے سن لیا تو انہوں نے فرمایا کہ اسے میرے بیٹے یہ نواہی یعنی بدعت ہے اور پھر ذرا کہتے ہیں کہ ابناک والحدث یعنی تم حدیث یعنی بدعت سے ہمیشہ چھو رہنا اور پھر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ابو بکر و عمرو عثمان کے ساتھ نماز پڑھی وہ کسی کو بسم اللہ جہرا کہتے ہوئے نہیں سنا۔

جاننا چاہیے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک بسم اللہ آہستہ کہنا چاہیے اور امام شافعی صاحب جہر کے قائل ہیں پس یہ حدیث حنفیہ کی جہت امام شافعی پر ہے اور یہ صاف و الت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر و عمرو عثمان یہ سب حضرات آہستہ بسم اللہ کہتے تھے۔ اب اس سے زیادہ اور کیا جہت ہوگی کہ عبد اللہ بن مغفل کس زور شور سے جہر کا انکار کرتے ہیں باقی رہی وہ حدیث جس سے امام شافعی نے جہر پر استدلال کیا ہے اور اس کو ترمذی نے اگلے باب میں ہی الفاظ نقل کیا ہے۔ عن ابن عباس قال کان النبی ﷺ یفتح صلوٰۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم تو اس کی اول و سند بنی پہلی حدیث کی طرح قوی نہیں امام ترمذی نے خود ویس اسنادہ بذک فرمادیا ہے لیکن اس جواب سے قطع نظر کر کے ہم یوں کہتے ہیں کہ اس سے جہر ثابت ہی نہیں ہوتا کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بسم اللہ سے نماز شروع کرتے تھے جہر کمال سے معلوم ہوتا ہے ہاں اگر یوں سماجے کہ اگر آپ آہستہ کہتے ہوں گے تو انہیں عباس کو کہاں سے معلوم ہو گیا کہ آپ بسم اللہ سے نماز شروع کی تو اول یوں ثابت کر دینا چاہیے کہ معلوم ہونے کا صرف یہ ایک طریقہ ہے کہ جب امام جہرا پڑھے جب ہی معلوم ہو کہ امام نے بسم اللہ سے نماز شروع کی۔ و ہذا ویس بنابن فالمووقوف علیہ بالطریق الاولیٰ اسی وجہ سے محققین شوافع نے بھی اقرار کر لیا ہے کہ امام شافعی صاحب کا یہ مذہب بلا دلیل ہے کوئی حدیث صحیح صریح اس پر ہے میں موجود نہیں پس اب حنفیہ کو جواب دینے کی کیا حاجت ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱) لیکن جو تھیں وہ شرک کس اللہ اور بنی بنی کہیں۔ میں انہیں "بیت ملی" مصعب حم سے لوگ اہل سنت و جماعت میں داخل نہیں (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۹۱۳ طبع ۱۳۵۱ھ) (۲) (۱) ۵۷: طبع سعید

باب فی افتتاح القراءة بالحمد لله رب العلمین . قوله كانوا یفتتحون القراءة بالحمد لله رب العلمین اس کے یہ معنی تو ہر نماز میں کہ بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے بلکہ یہ معنی ہیں کہ بسم اللہ کو ہر نماز میں پڑھتے تھے چرا افتتاح قرآن الحمد للہ سے ہوتا تھا و امام شافعی نے جو اس کی تائید کی ہے و حکم ان معقول کو یہ حدیث محتمل ہے لیکن جب کہ اس کا مطلب بلا تکلف بن سکتا ہے تو کیا ضرورت ہے کہ اس سے خواہ مخواہ وجود مخالفت احادیث صحیحہ بسم اللہ کا جہر ثابت کیا جاسے۔

۱۰ باب ما جاء انه لا صلوة الا بفتح الکتاب قوله لا صلوة من لم یقرأ بفتح الکتاب . مؤلفانے فرمایا کہ تمام منسوسوں میں سے جن میں ما یلو حنیفہ و امام شافعی صاحب دین ظاہر مخالف ہوئے ہیں قاب قتیق تحقیق و صحت یہ مسئلہ ہے کیونکہ امام شافعی تو فرماتے ہیں کہ قرآن فاتحہ نہ ہوگی تو نماز ہی نہ ہوگی اور امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ اگر مقتدی امام کے چھپے قرآن رسے گا تو اس کی نماز مکروہ تحریمی ہوگی اسی وجہ سے ایک عالم تھے وہ بھی مقتدی ہو کر نماز نہ پڑھتے تھے و کہتے تھے کہ مجھ کو امام ابو حنیفہ و امام شافعی سے خوف آتا ہے کہ ایک صاحب میری نماز کو مکروہ تحریمی بتاتے ہیں اور ایک صاحب باطل نماز ہی کا نکار فرماتے ہیں لہذا میں ہمیشہ لاپرواہ ہوں تاکہ دونوں کے نزدیک میری نماز ہو جائے اب سیکے کہ امام شافعی کی مسئلہ حدیث مذکور ہے اور اس سے دو مسئلے نکلتے ہیں اول تو وجوب قرآن فاتحہ دوسرے فرضیت عام خواہ امام و منفرد مقتدی کوئی ہو سب کے واسطے فرضیت ثابت ہوتی ہے امام ابو حنیفہ ان دونوں منسوسوں میں مخالف ہیں پس امام شافعی نے مسئلہ اول میں اتدال اللفظ لا صلوة سے کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر احمد نے پڑھی جائے تو نماز ہی نہ ہوگی اور یہ شان فرضیت کی ہے نہ کہ وجوب کی پس اس کا جواب حنفیہ نے کئی طور پر دیا ہے اول تو ان روایات سے جن میں تارک فاتحہ کی نماز کو خدج و غیرہ فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز تو ہو جاتی مگر ناقص ہوئی مرئی شان وجوب کی بنیاد بنایا ہے کہ الا صلوة سے مراد نفی کمال ہے کہ نماز کمال نہیں ہوتی ناقص رہتی ہے لہذا یہ نصف نفی کمال میں مستعمل ہے پس یہاں بھی یہی معنی مراد ہیں لہذا یہ روایت دیگر کے۔ اور سی روایت میں کہ جس کو ترمذی نے باب ما جاء فی تحویم الصلوٰۃ و تحلیلہا میں روایت کیا ہے یہ زیادتی موجود ہے لمن لم یقرأ بالحمد و سورة فی ہریضۃ او غیر ہا اور سی روایت میں مسمم میں فقط فصلا و غیرہ کی زیادتی ہے اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے تو اب شوافع بتائیں کہ معنی اس حدیث کے کیا ہوئے اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ سورت بھی نہ پڑھے اس کی نماز نہ ہوگی تو اس سے فرضیت سورت بھی لازم آتی ہے تو ان کو بھی اچھا اس جملہ میں وہی تاویل کرنا پڑتی ہے جو حنفیہ نے دونوں جموں میں کی ہے بلکہ حنفیہ کے نزدیک تو فقط الا صلوة سے وجوب ثابت ہوتا تھا و ان کے نزدیک سورۃ کے بارے میں اس سے احتیاط و سیحہ ثابت ہوتی ہے تو وہی فقط الا صلوة کہ جس سے بڑے زور و شور سے فرضیت ثابت کرتے تھے اسی کو اتار گھٹایا کہ اس سے سیحہ ثابت کی اور حنفیہ نے تو اب بھی اس کو متغیر نہیں کیا بلکہ فاتحہ و

سورہ دونوں کا جواب اسی سے ثابت کیا تو اب شوافع کا استدلال فرضیت فاتحہ پر جملہ اہل صلوٰۃ سے یہ جدیدی لفظ و سورۃ و لفظ فصاعدا کے نہ رہے۔

اور بھی حنفیہ نے وجوب فاتحہ و عدم فرضیت پر آیہ فاقرا و اما تبسرو من القرآن اور حدیث اعرابی ثم اقراما تبسرو سے استدلال کیا ہے کہ لفظ "اما" عام ہے فاتحہ وغیرہ فاتحہ و شامل ہے اور یہ نفس فرضیت ہے پس وجوب ثابت ہو گا نہ کہ فرضیت اور باقی رہا اس میں امام شافعی نے اسی حدیث کے غلط المعنی ہم یقروا سے استدلال کیا ہے کہ لفظ "من" عام ہے جیسا کہ اصول طرفین میں مہر بن ہے ہیں و ہمومہ اما و مقتدی سب کو شامل ہو گا تو اگر مقتدی فاتحہ نہ پڑھے گا تو اس کی نماز نہ ہوگی حنفیہ کہتے ہیں کہ اس سے مقتدی مخصوص ہے اور یہ خصوصیت یہ حد روایات دیگر کے احوالہ کرنی پڑتی ہے کیونکہ بعض روایات میں لقنا و سورۃ معها و فصاعدا بھی مروی ہے اور ظاہر ہے کہ مقتدی کے واسطے سورۃ پڑھنے کو سب ناجائز کہتے ہیں پس جو وجہ کہ ممانعت سورۃ کی ہوئی وہی ممانعت فاتحہ کی اور یا یوں کہ چاہے کہ قراءۃ مقتدی خلف الامام ممنوع ہو چاہے آیت قطعہ کے ہے اور و اذا قرئ القرآن فاستمعوا له و انصتوا الخ ہے کیونکہ یہ مطلق الشریف و الایت کرتی ہے کہ جب قرآن پڑھا پڑے تو اس کو سنو اگر جہرا پڑھا چاہے اور چپ رہو اگر سراپو اور یہ معنی ان کے موافق جنہوں نے آیت کا شان نزول قراءۃ فاتحہ خلف الامام کو ٹھہرایا ہے بلا تکلف ہے ہیں اور اکثر ائمہ مفسرین مثل صاحب معجم اعتریز وغیرہ نے فقہ حنفی کے ہے کہ شان نزول اس آیت کا قرأت مقتدی خلف الامام ہے اب کوئی وجہ اس کو خطبہ پر حمل کرنے کی نہیں آجڑ پڑھوں نے اس کا شان نزول خطبہ کو بھی لکھا ہے لیکن لول تو اس کا شان نزول خطبہ ہوتا محذوش ہے کیونکہ یہ آیت سورہ اعراف میں ہے اور وہ جہاں مفسرین کی ہے اور کسی نے اس کو اس میں سے مشتقی نہیں کیا اور دوسری بھی معلوم ہے کہ جمعہ مدینہ میں فرض ہوا ہے علی احسن القول اور بعضوں نے کہا کہ مکہ میں فرض ہوا ہے لیکن اس پر سب متفق ہیں کہ آپ کو لو اے جمعہ کی نوبت مکہ میں نہیں آئی مدینہ میں جمعہ پڑھا کیا جس اس آیت کے نزول کی وجہ کا مافی الخطبہ کو کہنا ٹھیک نہیں اگر کسی نے نزلت فی الخطبہ کہا ہو گا تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ یہی حکم جو قراءۃ مقتدی میں ہے جتنی ممانعت قراءۃ الامام نہیں خطبہ میں ہے اور عزائم کے یہ معنی محدثین و مفسرین حجاب و من بعد ہم میں سنت رائج ہے۔ کما لا یخفی علی من له نظر علی تفسیراتہم جس جب اس کا شان نزول خطبہ ہونا ممنوع ہو تو وہی قراءۃ فاتحہ خلف الامام رہی پس اس کی ممانعت پر نفس صریح ہے بعض علماء نے اس میں کھد دیا ہے کہ یہ قول کفار نقل کرتے ہیں عمر عاقل پر خوب ظاہر ہے کہ جب ائمہ مفسرین و محدثین نے اس کا شان نزول قراءۃ مقتدی کو لکھا ہے تو اب اس کو قول کفار پر بلا دلیل محض انکشاف سے حمل کرنا چاہیے یا یقیناً اور یا یوں کہ چاہے کہ لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب موافق ہمارے کہنے کے مقتدی کو بھی شامل ہے عمر یہ بتا کہ مقتدی اصابت پڑھیں یا اعلان کی طرف سے کوئی جانب ہو کر پڑھنے کو بھی کافی ہو جائے گی اگر شق اول مردہ ہے تو اس کے لوہ کیا دلیل ہے؟ اور اگر شق ثانی مردہ ہے تو ہمارا مطلب ثابت

ہے کیونکہ ہم قراءۃ امام کو مقتدی کے واسطے کافی کہتے ہیں ہر چند کہ ہم کو اس پر دلیل اسے کی ضرورت نہیں رہی مگر خیر! بیوقوفی وضوح کے لئے بیان کرتے ہیں کہ قراءۃ امام مقتدی کے واسطے کافی ہونے کی دلیلیں حدیث رسول اللہ ﷺ من کان لہ امام فقراء لہ قراءۃ ہے کہ یہ مطلق صاف دلائل کرتی ہے کہ امام کی قراءۃ مقتدیوں کے واسطے کافی ہے بعض عامین بالجہ بیٹ یوں کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے جواب یہ ہے کہ یہ حدیث بہت سے طرق سے مروی ہے بعض ان میں سے ضعیف ہیں اور بعض قوی ہیں پس جب کہ ایک طریقہ سے تو یہ ثابت ہو گئی اب اس میں کام کی گنج گش نہیں رہی اور اگر بالفرض اس کا کوئی طریقہ قوی نہ ہو تا تب کے سب ضعیف ہوتے تاہم طرق متعددہ سے مروی ہونا حسن لغیرہ ہونے کے واسطے کافی تھا جیسے کہ اصول حدیث میں مذکور ہے اور اسی کے مؤید ہے قول رسول اللہ ﷺ کا الامام ضامن کیونکہ یہ بھی بفحوائہ الشیوفا دلائل کرتا ہے اس پر کہ مقتدی کی نماز امام کی نماز میں ضمانت آتی ہے یعنی نماز مقتدی نماز امام کے ضمن میں متحقق ہے اور اس پر قرینہ لولویت امام و اختلاف وغیرہ شاہد ہیں جس کو فہم سلیم ہو وہ خود سمجھ لے گا پس جب ان دلائل و اشارات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امام و مقتدی کی ایک ہی نماز ہے پھر اس میں ایک کی قراءۃ دوسرے کے واسطے کافی نہ ہونے کی کیا وجہ ہے کیونکہ در صورت قراءۃ امام و مقتدی تکرار قراءۃ لازم آئے گی اور اس پر آثار صحابہؓ بہت سے دال ہیں امام محمدؒ نے مخاطب میں نقل کئے ہیں پس ترمذی کا اس پر یہ منہا کہ حضرت عمرؓ وغیرہ کا یہی مذہب تھا ممنوع ہے کیونکہ حضرت عمرؓ سے دونوں صریح کی روایتیں مروی ہیں بعض سے اثبات قراءۃ بالمقتدی اور بعض سے ممانعت ثابت ہوتی ہے پس ان کی تعیین مذہب ایک جانب پر ٹھیک نہیں۔ ہذا ما حضولی من تقریر مولانا الاعظم است ذنا المکرم المولوی محمود حسن المحدث الذیوبدی ادام اللہ ظلہ علی رؤس الطالبین وقد بسط الکلام فیہ مولانا المقدس۔

## تیسروں باب ستر عورت

کافر کا ستر دیکھنا بھی ناجائز ہے

(سوال) قصد اکافر کا ستر دیکھنا کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۵۳ شیخ محمد بن جی (خاندلس)

۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۵۲ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۳۴) قصد اکافر کا بھی ستر دیکھنا جائز نہیں بلکہ قصد نظر پڑ جائے اور فوراً نظر ہٹائے تو گنہ نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کا لہ

سر پر رومال باندھ کر نماز پڑھنا

(سوال) ایک بزرگ مذہبائیں حدیث میں بہت زیادہ پلندہ سنت ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں کبھی کبھی امامت کرتے ہیں لباس ان کا یہ ہوتا ہے کہ لوگئی اور گیر دانتہ اور سر پر ایک رومال لپیٹے ہوئے ایک روز ایک شخص نے کہا کہ اگر آپ ٹوپی پس کر آتے تو اچھا ہوتا۔ اس پر وہ بہت ناراض ہوئے۔

المستفتی نمبر ۵۲۳ شیخ شفیق احمد (ضلع موٹھیر) ۷ ربیع الثانی ۱۴۵۲ھ ۹ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۳۵) قمیص یا کمرہ اور لوگئی اور سر پر رومال بندھا ہوا ہو تو یہ نماز کے لئے کافی لباس ہے اس میں

نماز پڑا کر اہت جائز ہے۔

نگے سر نماز کا حکم

(سوال) نگے سر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۱۱ خیم محمد قاسم (ضلع میانوالی) ۷ جمادی الثانی ۱۴۵۳ھ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۳۶) نگے سر نماز پڑھنا جائز ہے اگر تو وضو خشو ما ہو تو کوئی کر اہت نہیں اور اگر بے پروائی اور

الہالی پن سے ہو تو کر اہت نماز ہو جائے گی۔

۱۰

محمد کفایت اللہ کا لہ

دھوئی باندھ کر نماز پڑھنا

(سوال) اگر کوئی شخص دھوئی اس طرح باندھے کہ ستر عورتہ چھپ جائے حتیٰ بطور شلوار کے اور اسی حالت

(۱) وبصر من الاجبیۃ ولو کافورۃ الی وجہہا وکتبہا فقط للضرورة (التوہار و شرحہ کتاب الحظر والاحیاء فصل فی النظر والمس ۳۶۹ ط سعد)

(۲) والمستحب ان یصلی الرجل فی ثلاثة اوتاب قمیص ویرار وعمامة الخ (حلی کبیر) خروج فی الستر ص ۲۱۶ ط سہیل اکیدمی لاہور

(۳) وصلاحہ حاسر ای کاشفا وامنہ للکسول ولا یاس بہ للتعلق واما فلا ہانہ یوافکر الخ (التوہار و شرحہ باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۶۴۱ ط سعد)



سے لڑائی نہ چاہا کرے تو کوئی حرج ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۲۴ حبیب اللہ (شلع غازی پور) ۸ محرم ۱۳۵۵ھ مکرم پر ۱۹۳۶ء  
(جواب ۷۳۷) اگر ستر چھپ جائے اور اٹائے نمازیں ستر کھلے کا احتساب نہ رہے تو نماز ہو جائے گی۔  
لیکن یہ بیت مشابہت بنو کی وجہ سے مکروہ ہے) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دھوئی یا ساڑھی باندھ کر نماز پڑھنا

(سوال) عورت کی نماز دھوئی یعنی ساڑھی پہن کر چاہئے یا نہیں؟

(جواب ۷۳۸) اگر ستر عورت کامل ہو تو عورت کی نماز ساڑھی پہن کر بھی ہو جاتی ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مرد کا ستر کمال سے کمال تک ہے؟

(سوال) زید کہتا ہے کہ ستر عورت مرد کے لئے ناف کے نیچے سے ٹخنوں کے نیچے تک اور ایسا ہی مرد المختار، شرح الوقایہ، احسن المسائل ترجمہ کنز الدقائق، فتاویٰ مجموعہ سلطانی فتاویٰ بونہ اور مفتاح الحنفیہ میں لکھا ہے اور اس کی مؤید ایک حدیث بھی آئی ہے روایت ہے عمر بن العاصؓ سے کہ فرمایا نبی ﷺ نے ناف کے نیچے سے ٹخنوں تک ستر ہے روایت آیا اس کو در قطنی نے اور دیگر کہتا ہے کہ ناف ستر میں داخل ہے پس صحیح مسئلہ کیا ہے۔

(جواب ۷۳۹) قول راجح ناف مرد کے لئے ستر عورت کے حکم میں داخل ہے زید کا یہ کہنا صحیح ہے کہ ستر کا حکم ناف کے نیچے سے شروع ہوتا ہے بالٹخنوں تک ستر کے حکم میں داخل ہے بحر کا خیال درست نہیں (۱) اللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

پانچواں حصہ کے اندر لنگی پہن کر نماز پڑھنا

(سوال) امیر کوئی مقتدی او لنگی یا پانچوے کے اندر روہن وغیرہ باندھ کر نماز پڑھے تو ہو جاتی ہے یا نہیں؟  
(جواب ۷۴۰) پانچوے کے اندر یا لنگی کے نیچے اگر کوئی غلط باندھ لیا جائے تو اس سے نماز ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے نماز ہو جاتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) والربع ستر عورتہ ووجوبہ عام ولو فی لحوة علی الصحیح (تسویر و شرحہ) باب شروط الصلوة ۱: ۵۴ ط سعید  
(۲) والربع ستر عورتہ وللحرۃ جمیع بدنہا حتی شعرها لازل فی الأصح حالا الوحۃ والکفین والقمیس الخ (السیر و شرحہ) باب شروط الصلوة ۱: ۵۵ ط سعید  
(۳) العورة من الرجل ما تحت السرة مہالی وکعبہ وعبو بہا اب السرة لیست عورة ولكن مربة عابة ودحوہا والربة عورة مہا (حلی کبیر) الشرط الثالث ص ۲۰۹ ط مہیل اکیمی لاہور

سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز مکروہ ہے

(انذار الجمعۃ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) ایک شخص ننگے سر نماز پڑھتا ہے اور منع کرنے سے باز نہیں آتا ایک روز نمازی اس کو منع کر رہے تھے کہ اچانک ایک غیر مقدمہ مولوی صاحب آئے انہوں نے فرمایا کہ تمہارے بال تو ننگے سر نماز پڑھنی جائز ہے امام اعظمؒ نے ننگے سر نماز پڑھنے کو منع نہیں فرمایا اور صحابہ کرامؓ نے ننگے سر نماز پڑھی ہے پھر تم اس کو کیوں منع کرتے ہو؟

(جواب ۷۴۱) اگر ننگے سر نماز پڑھنا اہل بنی اور بنی پر دانی کی وجہ سے ہو تو مکروہ ہے اور اگر فی الحقیقت انکسار و تذلل کی نیت سے ہو تو جائز ہے صحابہ کرامؓ نے یا تو تذلل کی نیت سے ننگے سر نماز پڑھی ہیں یا تو بی عمامہ ہونے کی وجہ سے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

گھٹنا ستر میں داخل ہے

(الجمعۃ مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۷ء)

(سوال) آج کل قریب قریب عام دستور ہو چکا ہے کہ طلباء مدرسہ بوقت کھیں وغیرہ کے ایسے باجائے استعمال کرتے ہیں جن سے گھٹنے نہیں دکھتے اور اس کی نسبت میں نے سنا تھا کہ گھٹنے ننگے رکھنا ٹھیک نہیں ہے بندہ نے شیخ الجامعہ جامعہ ملیہ اسلامیہ قول بالغوی کو اس کی بہت نکھاتھا ان کا جواب غرض ملاحظہ فرمال کرنا ہوں آپ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں (جامعہ مدہ کا جواب یہاں منقول نہیں)

واصف عقی عنہ

(جواب ۷۴۲) اس بارے میں کہ گھٹنا ستر میں داخل ہے یا نہیں؟ ماہر فقہاء کا اختلاف ہے خفیہ کے نزدیک گھٹنا ستر میں داخل ہے اس لئے اس کو چھپا ہوا رکھنا چاہئے کھلا رکھنے کی ممانعت و الزام درست نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ جو اختلاف فقہاء کے اس میں شدت اور خفیت برتنی بھی منسب نہیں ہے جیسا کہ بحر الرائق میں ہے۔ وحکم العورة فی الركبة اخف منه فی الفخذ حتی لورای رجل غیرہ مکشوف الركبة ینکر علیہ برفق ولا ینازعہ ان لرج وان راہ مکشوف الفخذ ینکر علیہ بعنف ولا یضربہ ان لرج۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) و صلاۃ حاسر ای کانتا راسہ لمتکامل ولا ماس للندلیل (لما اذانتہ بها فکفر الح) (التبویر و شرحہ باب ما یسد الصلاة وما یکرہ فیہا ۱، ۶۴۱ ط سعید)

(۲) (باب شروط الصلاة ۱، ۲۸۴ ط بیروت)

آدھی آستین والی بچان میں نماز

(الجمعیہ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۸ء)

(سوال) گرمی کے موسم میں لوگ عموماً کچی پہن کرتے ہیں اور اسی پر نماز بھی ادا کرتے ہیں اور دونوں کبھی کھلی رہتی ہیں ایسی حالت میں نماز درست ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۴۳) کرتا ہوتے ہوئے صرف نیم آستین بچان پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے نماز ہو جاتی ہے مگر کراہت کے ساتھ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

عورت کا منہ اور ہاتھ ستر میں داخل ہیں یا نہیں؟

(الجمعیہ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۲ء)

(سوال) عورت کا منہ اور ہاتھ غیر نماز میں ستر میں داخل ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۴۴) منہ غیر نماز میں ستر میں داخل ہے حجاب کا ثبوت احادیث سے ظاہر ہے (۱)

## چوبیسواں باب متفرقات

تارک نماز کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(سوال) تارک صلوٰۃ جو ہمیشہ نماز چھوڑ دیتا اور سب بھریں بھی نہیں پڑھتا ہے اس کے حق میں حضرت رسول اللہ ﷺ اور ائمہ اربعہ کیا فرماتے ہیں؟

(جواب ۷۴۵) تارک صلوٰۃ عمار کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے بہت سخت الفاظ فرمائے ہیں حدیث میں ہے کہ جس نے قصد اتمام چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا اور امام احمد بن حنبل اس کے کفر کے قائل ہیں اگرچہ فقہائے حنفیہ نے اسے کافر نہیں کہا لیکن وہ بھی یہ فرماتے ہیں کہ اسے قید میں ڈال دیا جائے اور جب تک توبہ نہ کرے نیل خانے میں رکھا جائے اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ بارہ کر اس کا جسم زخمی کر دیا جائے اور امام شافعی اس کو حدایا کھرا قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ وقاد کھیا معانۃ ای تکاسلا فاسق یحبس حتی یصیی لانہ یحبس لحق العید فحق الحق احق و قبل یصرب حتی یسیل منه الدم و عند الشافعی یقتل حدًا و قبل کفرًا انتہی۔ (در مختار) (۲)

(۱) ولو صلی و افعأ کفیه الی الموفقین کبرہ النج (عالمگیریۃ باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۱۰۶، ۱ ط ماجدیہ)

(۲) و عن أم سلمة كانت عند رسول الله ﷺ وميمونة إذا قتل ابن أم مكتوم دخل عليه فقل رسول الله ﷺ احتجامة فقلت: يا رسول الله أليس هو أعمى لا يبصر؟ فقال رسول الله ﷺ أعمى وأن ابنا السمتا تبصرانه (ترمذی) باب ما جاء في احتجاج النساء من الرجال ۱۰۶/۲ ط سعید

(۳) (کتاب الصلاۃ ۱/۳۵۲ ط سعید)

نماز عصر اور فجر کے بعد امام کا قبلہ رو ہو کر بیٹھنا

(سوال) فجر و عصر کی نماز کے سلام پھیرنے کے بعد لمبوائیں جانب و بائیں جانب منہ پھیر کر دیکھنا لگتا ہے اور ظہر و مغرب و عشا کی نماز میں بغیر پھرنے دائیں بائیں کے قبلہ رو بیٹھے ہوئے دیکھنا لگتا ہے فجر و عصر میں دائیں بائیں پھر اور باقی نمازوں میں قبلہ رو دعا کرنا یا شرع شریف میں اس کی کوئی سند ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۴۶) عصر و فجر کے بعد قبلہ رو بیٹھے رہنا مکروہ ہے دائیں یا بائیں پھر جانا چاہیے یا مقتدین کی طرف منہ کرے اس کے علاوہ تین نمازوں ظہر، مغرب، عشاء میں لوں و افضل یہی ہے کہ دیر تک نہ بیٹھے بلکہ عیدہ ماثورہ میں سے کوئی دعا پڑھ کر سنتوں میں مشغول ہو جائے۔ و اذا سلم الامام من الظهر والمغرب والعشاء کرہ لہ المکث قاعدا لکھ بقوم الی التطوع وفي صلوة لا تطوع بعدها کالعصر والقصر یکرہ المکث قاعدا فی مکانہ مستقل القلۃ والنسی علیہ الصلوۃ والسلام سمی هذا بدعة. انتہی مختصراً، ۱۰۰، (حدید)

”من ترك الصلوة متعمداً“ کا کیا مطلب ہے؟

(سوال) زید فرضیت نماز کا قائل ہے مگر نماز کو انہیں کرتا ہے شخص مشرک ہے یا نہیں؟ اگر مشرک نہیں تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ ”من ترك الصلوة متعمداً فقد کفر“ (۱)

(جواب ۷۴۷) جو شخص فرضیت نماز کا قائل ہو لیکن سستی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے نماز نہ پڑھتا ہو اس کو مشرک کہنا درست نہیں اور نہ کوئی شخص ترک نماز سے کافر ہو جاتا ہے والکبیرۃ لا تخرج العبد المؤمن من الایمان (عقائد نفسی) ۲۰، ہر آدمی اگر کبیرہ کی وجہ سے و تار کھا عتداً مجانۃ ای تکاسلا فاسق یحبس حتی یصلی لانه یحبس لحق العبد فحق الحق احق و قبل یضرب حتی یسبل منه الدم (درمختار) ۱۰، حدیث من ترك الصلوة الخ تشدید و تغلیظ پر مبنی ہے یا مطلب یہ ہے کہ یہ کام مسلمانوں جیسا نہیں یہ مطلب نہیں کہ ترک صلوٰۃ کافر ہے۔

تہائغ کو نماز روزہ کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

(سوال) تہائغ کوئی نماز روزہ کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۴۸) تہائغ کوئی نماز روزہ کا ثواب و امین کو ملتا ہے اور بعض ماہ کے بزرگ الہیہ افعال کو سمجھ کر ادا کرنے لگیں تو خود ان کو بھی ثواب ملے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) (الفصل الثالث فی سنن الصلاۃ ۱، ۷۷، ط ماحدہ)

(۲) (الترغیب والترہیب من الحدیث الشریف الترغیب من ترک الصلاۃ متعمداً ۱، ۳۸۱-۳۸۲ ط احیاء التراث العربی بیروت، لبنان)

(۳) (عی ۸۲ ط کتب خانۃ محبہ، بیروت، بھر گیت، مینان)

(۴) (کتاب الصلاۃ ۱، ۳۵۲ ط سعید)

تشمہ میں سہابہ کا اشارہ سنت ہے

(سوال) جب نمازی نماز میں بوقت تشمہ کے اشارہ رفع سہابہ کا جو کرتے ہیں یہ اشارہ ہمارے مذہب میں حرام ہے؟ یہ کرنا جائز نہیں جو کرے گا وہ گنہگار ہوگا؟

المستفتی نمبر ۲۳۱ محمد رشید ترمذی مقام المولود ۸ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ ۵ مارچ ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۴۹) تشمہ کے وقت سہابہ اٹھا کر اشارہ کرتا سنت ہے سنت کو حرام کہنے والا سخت غلطی ہے حرمت کا قول بطل ہے کیونکہ حرمت کے لئے دلیل قطعی کی ضرورت ہے اور اشارہ کی ممانعت کے لئے کوئی دلیل قطعی بلکہ قننی بھی نہیں ہے۔

نیت میں "منہ طرف قبلہ" کہنے کی ضرورت نہیں

(سوال) سنتوں اور نفلوں میں منہ طرف کعبہ شریف کے کہنا چاہیے نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۹ شہباز خاں ضلع کربلا ۳ ذی حجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۵۰) منہ طرف کعبہ کے کہنے کی ضرورت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

نماز کے بعد بلند آواز سے سلام کرنا

(سوال) ایک شخص فرض نماز جماعت کے ساتھ لو اکر کرنے کے بعد یعنی امام کے دعا گانے کے بعد ذرا اونچی آواز سے سلام کرتا ہے یہ فعل ہر نماز کی جماعت کے بعد کرتا ہے اور نیت ہے کہ اس وقت جو ساری جماعت ہوتی ہے اس میں سے سے بزرگ فرشتے اور نیک لوگ ہوتے ہیں اس موقع پر سلام کرنا نیک ثواب ہے۔

المستفتی نمبر ۳۰۱ مولوی محمد مہدی فیض صاحب (ضلع نیل گری)

۱۶ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۵۱) یہ سلام سنت ثلاث نہیں جن و مانع کے لئے وہی سلام کافی ہے جو نماز کے آخر میں ہو تا ہے کوئی اور جدید سلام ضروری نہیں نہ اس کا ثبوت ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) وفي ليل بلا لية عن الرهان - الصحيح أنه يشير بمسحة وحدها يوفعها عبد المني و يصعها عند الإلآت واحترق بالصحيح عبد قبي لا يشير لأنه خلاف الدراية والرواية ونقولنا منسحة عما قبل يعقد عند الإشارة وفي المعنى عن الصحة

"الاصح أنها مستحبة وفي المحيط منه (المر المختار) باب صفة الصلاة ۵۰۹-۵۱۰ ط سعید

(۲) والمعتبر فيه عمل القلب للأداء للأداء فلا عرة لذكره بالناس إن حالف القلب لأنه كلام لأية إلا إذا عجز عن احتضاره الخ (المر المختار) باب شروط الصلاة بحث الآية ۴۱۵ ط سعید

(۳) من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد الحديث (بخاری) كتاب الصلح باب إذا اصطَلَحُوا على صلح حول فهو مردود ۳۷۱/۱ ط عيسى

نماز میں امام کا جلسہ استراحت کرنا

(سوال) امام اہل حدیث اور مقتدیان حنفی میں امام صاحب جلسہ استراحت کرتے ہیں جس کے باعث مقتدی امام سے پیش قدمی کر جاتے ہیں ایک روز امام صاحب نے نماز پیش قدمی کرنے والوں کی گردن قیامت کے دن مانند گدھے کے ہوگی اس امام کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۴۱۶ محمد حسین صاحب۔ ۱۰ اربب ۱۳۵۳ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۲ء

(جواب ۷۵۲) جلسہ استراحت حنفیہ کے نزدیک مسنون نہیں ہے یہ جسے عذر (مرض یا ضعف) کی حالت میں کیا گیا ہے نماز کے اصلی افعال میں نہیں ہے لیکن جلسہ استراحت کرنے والے امام کے پیچھے حنفیہ کی نماز ہو جاتی ہے حنفیہ کو چاہیے کہ وہ مجددے اتنی دیر سر کے انھیں کہ امام جلسہ استراحت سے فارغ ہو جائے تاکہ امام سے پہلے مقتدیوں کا قیام نہ ہو جائے اور امام کو چاہیے کہ وہ جلسہ استراحت میں زیادہ دیر نہ جائیں بلکہ حتیٰ الامکان اسے لو اکر کے جلد کھڑے ہو جائیں ۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عید گاہ میں نماز استغفار پڑھنا

(سوال) بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ بروز جمعہ نماز استغفار عید گاہ میں پڑھی جائے آپ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں نماز کے لئے صبح سرت سے کھڑے رہ کر کھڑے رکھنے کا خیال ہے؟

المستفتی نمبر ۴۹۰ حاجی عبدالغنی متولی عید گاہ دہلی

۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۶ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۵۳) کسی آسمانی حادثہ کے وقوع اور اس کے خوف کے وقت آنحضرت ﷺ نماز میں مشغول ہو جاتے تھے اور یہ امر مستحسن بھی ہے لیکن اس نماز کی جماعت معمولی جماعت میں ہر شخص جائے خود توبہ و استغفار کرے اور گھر میں نماز پڑھے عید گاہ میں اجتماع کی غرض شیعہ جماعت ہو مگر جماعت مسنون نہیں ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بعد نماز صبح مصافحہ کا معمول

(سوال) بعد فراغت نماز صبح تمام مصلین مسجد امام صاحب سے مصافحہ کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں روزانہ بعد ختم دعا کے یہ دستور کر رکھا ہے بعض لوگ اس کو بدعت بتاتے ہیں

المستفتی نمبر ۵۴۰ محمد بطیر حسن (لاہور) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۱۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۵۴) ہاں نماز فجر کے بعد مصافحہ کرنے کا طریقہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے زمانے

میں نہیں تھا اور اس کا رد ان دنوں اور التماس کرنا بدعت ہے ۱۱ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ۱۲

## جہری نماز میں منفرد کے لئے قراءت کا حکم

(سوال) اگر کوئی شخص نماز جماعت میں کسی مذہب سے شریک نہ ہو یا پھر بعد میں وہ مسجد میں آیا تو وہ نماز اپنی کیا ہی جماعت سے پڑھ سکتا ہے اور کیا جہری نماز کو بلآخر منفرد بھی لو اکر سکتا ہے یا نہیں؟ بعض علماء کہتے ہیں کہ منفرد شخص بھی اگر اپنی نماز پڑھے تو سہری نماز کو سرالو اکرے اور جہری کو جہرا ان کا قول اس دلیل پر مبنی ہے ۱۳

المستفتی نمبر ۶۵۰۱۰ محمد عبد جبار (رحمٰن) ۲۳ رجب ۱۳۵۴ھ ۲۲ آتور ۱۹۳۵ء  
(جواب ۷۵۵) ہاں جہری نماز کو منفرد جہرا کرے تو لوٹی ہے اور سرالو اکرے تو یہ بھی جائز ہے منفرد کے لئے وجوب جہر ساقط ہو جاتا ہے ۱۴ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ۱۵

(۱) جیب میں روپے رکھ کر نماز پڑھنا

(۲) سجدے کی جگہ سے گرجا میں تو ہٹا سکتے ہیں

(سوال) (۱) ہر شخص کی جیب میں نئے (روپے اٹھیاں وغیرہ) رہتے ہیں کیا جیب میں سکے رکھ کر نماز کرنے میں کسی قسم کی قیامت ہے کیونکہ سکوں پر بادشاہ کی مہتمم رہی ہوئی ہے۔

(۲) سجدے کی حالت میں آٹھ جیبوں میں سے روپے پیسے نکل کر سجدہ گاہ کی طرف چلے جاتے ہیں ایسی حالت میں سجدے کے وقت جہاں سکے پڑا ہوا ہے جگہ سجدہ کرنا چاہیے یا ہٹ کر ۱۶ سکہ کو ہٹا دینا چاہیے کہ سکے بناتے ہیں تو نماز میں غلط واقع ہوتا ہے اگر نہیں بناتے تو سجدہ اس مہم کے سکے کو ہٹا دینا چاہیے یعنی بادشاہ کو سجدہ کیا گیا۔

(جواب ۷۵۶) (۱) سکے جیب میں ہونے سے نماز میں پتہ نشان نہیں آتا نماز صحیح ہو جاتی ہے۔

(۲) سکے احتیاط سے رکھنے چاہئیں کہ نماز میں نہ کریں بے احتیاطی سے اگر وہ سجدے کی جگہ نہ جائیں تو ہتھ سے ان کو سجدے کی جگہ سے اپنی طرف ہٹائیں اس میں نماز میں رباہت نہ ہوگی ۱۷ محمد کفایت اللہ

۱. وقد صرح بعض علماء وغيرهم بكون هذه المصاحفة المعددة عقب لصواب مع ان المصاحفة منه ومما دللوا  
نكونها لم يوتروا في خصوص هذه المصاحفة ورد المحرر مطبوع في دار البیت ۲۳۵ ط سعید

۲. وبما هو المفسر في الخبر وهو نفس ويكتفي بدماء وفي السريخات حسانا على المذهب والنسب و سرحد نصيب  
في الخبر ۵۳۳ ط سعید

(۳) ولا يكره لو كانت تحت قدميه او في يده او على حاتمته قال في البحر "ومما ذكره كراهة لمسني  
لمستبركيس او صرة او ثوب اخر (وبور وشوكة) وفي اشباهه ان صلى ومعه صرة او كيس فيه دينار و دراهم فيه  
صور صغار فلا يكره لاستنارها باب ما بعد الصلاة وما يكره فيها ۶۴۸ ط سعید

۴. وقلب لحسن لبني الاسلام هذه المذمومة في حصر مرة وترك اولي الخ والنسب و سرحد باب ما بعد الصلاة وما يكره  
فيها ۶۴۹ ط سعید

(۱) درود میں ”سیدنا“ کا اضافہ

(۲) ”وکن من الساجدين“ سے پہلے تین مرتبہ استغفار پڑھنا

(سوال) (۱) نماز میں تشہد میں جو درود لیا جاتا ہے اس میں محمد ﷺ و حضرت ابراہیم کے اسمائے گرامی کے پہلے غلط سیدنا مانا گیا ہے نماز میں کوئی فعل ہوتا ہے یا نہیں اور بغیر سیدنا کے نماز کیسے ہے کوئی نقصان نہیں ہے؟

(۲) فرض نماز جریہ میں مابعد فاتحہ سوزہ حجر کے آخر رکوع کی آیت ولقد اتینک سعاً من المائے الخ جب آیت فسبح بحمد ربک میں پہنچے یعنی پڑھا تو رکوع من الساجدين کی جہد واستغفرہ آیت مذکورہ کے پہلے تین بار تکرار کیا بعد مقتدی سبحان اللہ کہہ کر اقمہ دیا تو سن رکوع کیا اور نماز ختم کیا اس میں قباحت ہوئی یا نہیں مکروہ ہوا یا نہیں؟ جہد سوا لازم تھا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۸۴ ایم محمد عبدالباری صاحب (آرام) ۲۴ جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۶ء (جواب ۷۵۷) قعدہ میں درود شریف کے اندر حضور انور ﷺ اور حضرت ابراہیم کے اسماء مبارک سے پہلے لفظ سیدنا کہنا جائز ہے اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں ہوتی اور بغیر سیدنا کے بھی نماز میں نقصان نہیں آتا۔  
(۲) اس صورت میں نماز بجا کر بہت ہو گئی جہد سوا لازم نہیں تھا، محمد کفایت اللہ کان اللہ لا ولی

ظہر اور جمعہ کی سنتوں میں ثناء پڑھنے کا حکم

(سوال) زید نے فتویٰ دیا ہے کہ ظہر کی چار رکعت سنت اور جمعہ کی سنتوں میں ثناء و دو قعدہ پڑھنا چاہیے تو یہ صحیح ہے یا غلط؟ المستفتی نمبر ۱۲۳۳ مہدی خاں صاحب ڈسٹریکٹ (سندھ)

۱۴ اشوال ۱۳۵۵ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۷۵۸) ظہر کی چار سنتوں میں اور جمعہ کی چار سنتوں میں ثناء ایک مرتبہ پڑھی جائے اور نوافل کی چار رکعتوں میں دوسرے مرتبہ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا ولی

نمازی کے سامنے کتنی دور سے گزرا جاسکتا ہے؟

(سوال) جامع مسجد میں نمازی کے سامنے سے کتنی دور ہو کر گزرنا جائز ہے آیا محض نماز کے جہد کی جگہ چھوڑ کر کچھ مقدار معین ہے تحریر فرمائیے؟

(۱) ویدب السیادة لان زیادة الاحبار الواقعین عن سلوک لادب فہو اقص من ترکہ الخ (لدر المحتار باب صفة الصلوة ۵۱۳) (۲) ولور اذ کلیمۃ او بقص کلیمۃ او بقص حر فاد فدمہ او مدله بحر لہ تصد صلواتہ دلو بعبیر البھی الخ (الدر المختار مسند لہ فتاویٰ ۶۳۲ ط معید (۳) اما ان کانت سنة او غلا فیندی کما جند فی الرکعہ الاولی یھی باتی مائتاء والعود لان کل شیء صلوة علی حدة الاصل انہ لا یصلی و یستفتح فی سنة الظہر و لجمعة الخ (رد المختار باب الوتر والنوافل ۶۶۲ ط معید)



المستفتی نمبر ۱۳۴۹ محمد بن سحاب (مقرر ۱) ۷ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء  
(جواب ۷۵۹) بڑی مسجد میں درمیان میں نمازی کے سامنے اتنی دور سے گزرتا جائز ہے کہ نمازی اگر  
اپنے سجدہ کی جگہ پر نظر رکھے تو گزرنے والے اسے نظر نہ آئے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

### نجاست لگی ہوئی صف پر نماز کا حکم

(سوال) مسجد کی صف باریک سوت کی بنی ہوئی ہو کہ اگر وہ نی ہوتی ہے تخمیناً دس یا بارہ سڑ لمبی ہو اس کے  
درمیان حصہ میں نجاست لگ جائے یا صرف ایک سرے پر لگی ہو تو اس صف میں سے نجاست کی جگہ چھوڑ  
کر باقی صف پر نماز ہو سکتی ہے یا نہیں اسی طرح اگر گناٹ کی صف ہو تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟  
المستفتی حاجی محمد رفیع صاحب (طبرستان دہلی)

(جواب ۷۶۰) ٹپاک جگہ پر کھڑے ہونے والے کی نماز تو نہ ہو کی باقی صف پر کھڑے ہونے والوں کی  
نماز ہو جائے گی صف خلودری کی ہویا تاٹ کی پیار یا ہو ۱۰ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

### عمر تارک نماز کا حکم

(سوال) زید کلمہ پڑھتا ہے اور مسلمانوں کے تمام کام کرتا ہے مگر نماز نہیں پڑھتا یعنی تارک فرض ہے  
مقرر فرض نہیں جب اس سے کہا جاتا ہے کہ کیوں نماز نہیں پڑھتے تو جواب دیتا ہے کہ پڑھاؤں گا میں جو  
نماز نہیں پڑھتا تو بیشک بہت گناہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کرے کہ میں نماز ہو جاؤں آیا ہے شخص مذکور کو  
مسلمان کہیں یا کافر؟

المستفتی نمبر ۱۳۶۸ محمد احمد صاحب دہلی۔ ۵ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ۲۷ فروری ۱۹۳۷ء  
(جواب ۷۶۱) جو شخص نماز کی فرضیت کا اقرار کرتا ہے اور ترک نماز کو گناہ سمجھتا ہے وہ مسلمان ہے اس کو  
ترک نماز کی بد پر کافر سمجھنا نہیں چاہیے حنیفہ کا کہیں مذہب ہے ہاں بعض علماء نے زجر کے طور پر ایسے شخص کو  
کافر کہہ دیا ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

۱) ومرضی فی الصحراء و فی مسجد کبیر بموضع سحودہ فی: الاصح او مروودہ بین یدہ ابی حنظل القفطہ فی سب و  
مسجد صغیر "ہو کشفہ واحد مظنا" نسویر و شرحہ، و فی اشابہ "ابہ قدر ما یبلغ بصرہ علی المارئو علی محسوس  
ی: راعیا بصرہ ابی موضع سحودہ الخ" (اب ما یبعد الصلاۃ وما یکبرہ فیہا ۱ ۶۳۴ ط سعید)  
۲) قال فی التنبویر و شرحہ "فی سبہ ظہارہ یدہ من حدث و حیث و لوہ و مکانہ آی موضع صغیرہ او احدہما اذ رفع  
لآخری و موضع سحودہ اتعلا فی الاصح الخ و فی لشمیہ " (قولہ "ومکانہ") فلا تسمع المدحۃ فی ظرف بساط و لو  
صغیر فی الاصح (اب شرط الصلاۃ ۱ ۴۰۴ ط سعید)  
۳) وتارکہ معانۃ ای تکاسلا فاسی جس حتی یصلی وفیہ - یشرب حتی یسبل مد الدم - وعدہ السفعی یسب بصلوۃ  
واحدۃ حد و قبل "کفر" - (نسویر و شرحہ کتاب الصلوۃ ۱ ۳۵۳ ط سعید)

(۱) صاحب ترتیب کے کتے ہیں؟

(۲) قضاء یا دوہونے کی حالت میں وقتی نماز پڑھنا

(س) (۱) صاحب ترتیب کون شخص ہو سکتے ہیں۔ اس حد میں وہ شخص صاحب ترتیب کہلاتا ہے جس نے بالغ ہونے کے بعد ایک بھی نماز قضاء نہ کی ہو کی یہ بات صحیح ہے اگر ایسا ہی ہے تو کوئی کتاب میں ہے؟

(۲) ایک شخص کی غلہ کی نماز قضاء ہو گئی اس کے بعد اس نے اپنے وقت میں عصر ادا کی و جب وقت مغرب آیا تو مغرب کی نماز بھی پڑھی مگر اس شخص کو جب عصر کی نماز اور مغرب کی نماز پڑھتا تھا تو غلہ کی قضاء نماز پڑھتی پھر اس نے غلہ کی نماز مغرب پڑھا اور قضا کر لی کیا اس کی عصر اور مغرب نمازیں ہو گئیں یا نہیں آری۔  
فخص الام ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی ۱۵۶ مولوی محبت حسین شاہ امام مسجد پٹنن۔ پنجاب یکم رزک وزیر ستان۔

۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۵ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۶۲) (۱) صاحب ترتیب وہ شخص ہے جس کے ذمے یوغ سے ب تک چھ نمازیں قضاء ہوں۔ (۲) اگر یہ شخص صاحب ترتیب نہیں تو اس کی نماز غلہ و عصر و مغرب ہو گئیں اور اگر صاحب ترتیب ہے تو تینوں نہیں۔ و نیز اگر غلہ و ن کی نماز پڑھنے سے سب ہو جائیں گی اگر حیکہ درمیان میں ہے۔  
فوت شدہ ہونے کے۔

محمد عافیت اللہ کان اللہ ذلی

نماز صبح کے بعد مقتدیوں کے آگے چنے رکھنا

(سوال) ایک مسجد میں صبح کی نماز کے بعد نمازیوں کے آگے ملٹی ملٹی چنے دے سے قبل سلام پھیرنے کے بعد رکھ دیئے جات ہیں کیا یہ سنت ہے؟ فرض ہے؟ یا واجب ہے؟ من احدث فی امرنا هذا ما لیس صہ فہورد۔ تین کی حدیث کے مصدق نہیں ہیں۔ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب۔ دہلی (جواب ۷۶۳) یہ عمل نہ سنت ہے نہ مستحب۔ فرض۔ واجب تو ہونے کی کوئی صورت ہی نہیں اگر اس کو لازم سمجھا جائے تو بدعت ہے اور لازم بھی نہ سمجھا جائے نہ کسی کو یا کاما بے جو پڑھے پڑھے نہ پڑھے تو اس سے تعرض نہ کیا جائے تو مباح ہے۔  
محمد عافیت اللہ کان اللہ ذلی

(۱) سقط الترتیب منبر ورد الفوات بنا ولو کانت منفرقة کما لو ترک صلاة صبح ملا من سنة امام و صلی ما سجد سبھا لفوت الح (رد المحتار باب قضاء الفوات ۶۸۲ ط سعید)  
(۲) واد حسنت الطریقة لا یبطل اصل الصلاة عند أبي حنيفة والی یوسف و عند محمد یبطل لان النحرمة عطفة للعرض الح (رد المحتار باب قضاء الفوات ۷۰۲ ط سعید)



۴ شوال ۱۳۵۶ھ ۸ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۶۶) خطبہ اور جمعہ ات انتقال کے لئے اڑوا چیکر کا استعمال کرنا تو مہات ہو سکتا ہے لیکن قرأت قرآن کے لئے نہیں اور التحیات کو زور سے پڑھنا تو امام کی جماعت پر مبنی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) محراب سے ہٹ کر جماعت کرنا

(۲) مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم

(۳) خطبہ جمعہ کے بعد اسکا ترجمہ پڑھنا

(۴) امام باندھ کر نماز پڑھانا افضل ہے

(سوال ۱) اگر امام اص مقام اور مقررہ جگہ یعنی محراب چھوڑ کر مسجد ہی میں کسی دوسری جگہ یا سہ فرش پر گرمی کے سبب یا کسی شخص کے کہنے پر پہلی جماعت سے نماز پڑھائے تو نماز میں یا نماز کی اصلیت میں یا اس کی فضیلت میں کوئی فرق آئے گا یا نہیں؟

(۲) مسجد میں ثانی جماعت سے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے کیا اس کے لئے کوئی خصوصیت ہے؟

(۳) خطبہ جمعہ میں خطبہ لون عربی کے بعد اس کا ترجمہ اردو نظم یا نثر میں پڑھنا کیسا ہے؟

(۴) امام کا ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا اور امام باندھ کر نماز پڑھانا دونوں میں کیا فرق ہے؟

المستفتی نمبر ۲۱۵۲ محمد ظہیر (ضلع ناسک) ۲۸ شوال ۱۳۵۶ھ ۸ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۶۷) (۱) محراب میں کھڑا ہونا افضل ہے اور گرمی کی وجہ سے باہر کھڑا ہونا اگر امام محراب کے مقابل کھڑا ہو تو اس میں بھی مضائقہ نہیں ہے اور محراب سے شہابی یا بنو ہبٹ کر کھڑا ہونا پہلی جماعت میں بغیر حذر کمروہ ہے گرمی کا غدر کافی نہیں ہے

(۲) جس مسجد میں نماز جماعت مقرر ہو اس میں دوسری جماعت کمروہ ہے (۱)

(۳) اردو نظم و نثر خطبے میں خلاف لوئی ہے (۱)

(۴) ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا نثر ہے مگر امام کے ساتھ افضل ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

(۱) قال الشامي "ويقف وسط" قال في المعراج وهي مسطرة بكر "لئلا ان يقوم في المحراب ليعطل الطرفان ولو قدم أحد حائلي النصف بركه" والاصح ما روي عن أبي حنيفة أنه قال "أكره أن يقوه بين السارين أو في زاوية أو ناحية المسجد أو إلى سارية لأنه خلاف عمل الأمة" باب الإمامة ۶۸۰ ط سعید

(۲) ويكره تكرار الجماعة في مسجد محلة الخ والتنزيرو شرحه باب الإمامة ۵۵۲ ط سعید

(۳) لا شك في أن محطبة غير العربية خلاف لسنة المتوارثة من نبي الله و أصحابه الخ وعمدة الزعامة على هامش شرح الوقاية باب الجمعة ۲۰۰ ط سعید

(۴) والمسحوب ان يصلى الرجل في ثلاثة أثواب قميص ولبان و عمامة لعل لو صلى في ثوب واحد متوحشاه جميع بده كاذب الميت يجوز من غير كراهة الخ (حلی کبر) فروع فی السنن ص ۲۱۶ ط سہیل اکڈمی لاہور

بے نمازی کے ہاتھ کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) زید نماز میں پڑھتا ہے اس کے ہاتھ کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں اور اس کا پیسہ مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۸۰ ش محمد قاسم صاحب (جلد شہ)

۲۵ ربوہ الاول ۱۳۵۵ھ ۲۴ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۷۶۸) تارک الصلوٰۃ سخت منکر اور فاسق ہے اس کے ہاتھ کا کھانا کھانا اور اس کی مائی اگر حلال طریق سے ہو مسجد میں لگانا درست تو ہے لیکن اگر زجر اس کے ہاتھ کا کھانا کھایا جائے تو اس کے پیسہ کو مسجد میں نہ لگایا جائے تو بہتر ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لا حولی

بے نمازی کا جنازہ پڑھا جائے

(سوال) ۱۔ م مسلمان سالہا سال بالکل نماز میں پڑھتے کبھی سال کے بعد بعض مسلمان رمضان شریف میں نماز نہ پڑھ کر ایک سو کے لئے پڑھتے ہیں بعد ازیں پھر چھوڑ دیتے ہیں اور جن ایسے ہیں کہ جمعہ اور اوقات اور غیر انظر اور غیر انظر پڑھ لیتے ہیں پھر کنارے ہو جاتے ہیں اور بہتر سے مسلمان ایسے بھی ہیں جو کہ ارکان شریعت بالکل نہ اٹھتے ہیں اور جنہوں نے اپنی حیات میں اپنے سر و سجدہ کے لئے نہیں بھگایا ہے اور پھر وہ اپنے آپ کو مسلمان ٹھہرے گا دعویٰ رکھتے ہیں آیا کہ تارک الصلوٰۃ شرعاً کافر ہے یا گناہ گار ہے اگر تارک الصلوٰۃ مر جائے شریف کے قانون سے اس شخص کا جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۶۹ زمرہ تین صاحب (زور چھوٹی) ۵ ص ۳۵۸ ۱۳۵۸ھ ۲۴ جولائی ۱۹۳۹ء

(جواب ۷۶۹) ترک نماز گناہ کبیرہ اور قریب بکڑ ہے لیکن جو شخص کہ فرضیت نماز کا منکر نہ ہو وہ فاسق تارک ہو وہ فاسق اور امتداد چہ گناہ گار ہے مگر کافروں کے احکام اس پر جاری نہیں ہوں گے بے نمازی کا جنازہ ایک مسلمان پڑھ کر قریب کر دیں اور مسلمان زجر اشریک نہ ہوں تو یہ جائز ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لا حولی

قرآن مجید سے پانچوں نمازوں کا ثبوت

(سوال) پانچ وقت نماز کے داخل کون کون سی آیت سے معلوم ہوتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۳۶ تم ۲۷ (بکال) ۷ شعبان ۱۳۵۸ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۷۷۰) قرآن مجید میں کئی مقامات پر آیات ہیں ان میں سے یہ آیت بھی ہے فسبحن اللہ حین

۱۔ و نازکھا عمدا مجاہدہ ای یکہ سلاسل بحس حتی یصلی لانه بحس بحس العبد فحق الحق الحق (التوبہ و شرح کتاب الصلوٰۃ ۱: ۳۵۳ ط سعید)

۲۔ و نازکھا عمدا مجاہدہ ای یکہ سلاسل بحس حتی یصلی لانه بحس بحس العبد فحق الحق الحق (التوبہ و شرح کتاب الصلوٰۃ ۱: ۳۵۳ ط سعید)

تمسوں و حین تصبحون (الآیة) ۱۔ محمد کفایت اللہ کا ان تہذیبی

(۱) مسجد میں پآواز بند سورہ کھف پڑھنا

(۲) بعد نماز بند آواز سے کلمہ پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) بوقت خطبہ مسجد میں جمعہ کے دن سورہ کھف کا پآواز بند ایک ایک رکوع کر کے پڑھتے ہیں نووارد مصلیان کی نمازوں میں نقصان آتا ہے بلکہ نماز جمعہ کا در خطبہ کا تفسیق اوقات ہو جاتا ہے اس طرح کا پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) جمعہ کے ختم ہوتے ہی فوراً کلمہ حبیبہ کا ذکر پڑھ کر کہتے ہیں ۳ مرتبہ۔ لا الہ الا اللہ الا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

المستفتی نمبر ۲۶۰۱ سیٹھ قاسم بیگ بھارت۔ ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ

(جواب ۷۷۱) (۱) سورہ کھف آواز بند سے مسجد میں پڑھنا جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل آئے ناجائز ہے (۲)

(۲) اسی طرح نماز کے بعد کلمہ طیبہ کو بند آواز سے پڑھنے کی رسم بھی درست نہیں اتنی آواز سے کہ کسی نمازی کی نماز میں خلل نہ آئے سلام کے بعد کلمات ماثورہ کو پڑھنا جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ کا ان تہذیبی

کپڑے سے منہ ڈھانپ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) زید نماز کی حالت میں اپنے منہ کو کپڑے سے چھپا رہا ہے۔ یہ کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۷۷۸۔ ۵ صفر ۱۳۶۳ھ

(جواب ۷۷۲) منہ لورنا کپڑے سے ڈھانک لینا نماز میں مکروہ ہے حدیث شریف میں منہ ڈھانک کر نماز میں نہ آئی ہے۔ نہیں رسول اللہ ﷺ عن السدل فی الصلوة وان یغطی الرجل فاه (مشکوۃ) ۱۔ مرقاۃ (۲) شرح مشکوۃ میں ہے کانت العرب یظنمون بالعمائم و یجعلون اطرافہا تحت اعناقہم فیغطون افواہہم کیلا یتصیبہم النہاء المختلط من حر او برد فہو اعلا نہ بمنع حسن

(۱) (سورۃ النور ۱۷)

(۲) جمیع العلماء سبھا و حلفا علی اسحاب ذکر الجماعۃ فی المساجد و غیرہ الا ان یشوش جہر ہم علی دہ و فصل او قاری الی (رد المحتار) باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا مطلب فی رفع الصوت بالذکر ۱ ۶۶۰ ط سعید

(۳) ما یبہ الناس اربعوا علی التسمیۃ فانکم لا تدعون اسمہ ولا عانا الحدیث (معاری) باب قول لا حول ولا قوۃ الا باللہ ۲ ۹۸۸-۹۸۹ ط قدیمی

(۴) (باب الستر ص ۷۳ ط سعید)

(۵) (باب الستر) نہیں عن السدل ۲ ۲۳۶ ط امدادیہ ملتان

اتمامہ القراءۃ و کمال السجود (الی قولہ) وفی شرح المسبۃ یکرہ للمصلی ان یغطی فاد او انشد  
محمد کثایت اللہ کان اللہ لہ ولی

نماز کے بعد مصافحہ بدعت ہے

(سوال) مسجد میں پہنچنے نماز کے بعد پیش قدم کو مقتدیوں سے مصافحہ لینا جائز ہے یا نہیں؟  
المستفتی نمبر ۲۴۷۲ شمس المظہر معظم (حوالیہ ضلع مغربی خاندیس)

۱ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۷۷۳) نماز کے بعد مصافحہ فی رسم بے اصل ہے۔ محمد کثایت اللہ کان اللہ لہ ولی

نقش جانماز پر نماز کا حکم

(سوال) متعقدہ چاندی

(جواب ۷۷۴) مدینہ منورہ کے نقش کی جانماز استعمال کرنا مکروہ ہے۔ محمد کثایت اللہ کان اللہ لہ ولی

مدا تارک نماز فاسق ہے

(سوال) جو مسلمان نماز پڑھتا ہو اور نہ اپنے تائمین کو تائید کرتا ہو اس کی شادی یا میت میں یا جنازہ کی نماز میں شریک ہونا یا اس کے ساتھ کھانا پینا یا اس سے کسی قسم کا لین دین کرنا ناجائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۷۵) اسلامی فرض میں سے نماز اہم ترین فرض ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا کے بندے (مسلمان) اور کافر کے درمیان نماز کا فرق ہے۔ یعنی مسلمان خدا کی مہربانی نماز اور کافر نماز نہیں پڑھتا جو لوگ نماز نہیں پڑھتے وہ سخت گناہ کار اور فاسق ہیں جو مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ترک نماز سے تائب ہو خود بھی نماز پڑھے اور دوسروں کو بھی اپنے متعلقین کو بھی تائید کرتا رہے اور کوئی مسلمان ترک نماز پر اسرار کرے اور سمجھائے اور تائید کرے تو بھی خیال میں نہ لے تو دوسرے مسلمانوں کو ناجائز ہے کہ وہ ذرا اس سے سہمہ کا مہمہ کھانا پینا ترک کر دیں۔

محمد کثایت اللہ خفرہ مدرسہ دارالامینہ دہلی احقر مظہ الدین نقی

۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱

(۱) جیل میں اذان دی جائے یا نہیں؟

(۲) جیل میں پانی نہ ملے تو تحیم کیا جائے

(۳) جیل میں جماعت کرنا جائز ہے

(۴) احتیاجاً بھوک بڑھانے کا حکم

(از ہفت وار مسلم دہلی مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۲۲ء)

(سوال) (۱) جیل میں اذان سے روک دیا جائے تو پھر کیا کرنا چاہیے؟ (۲) جیل میں اگر پانی نہ ملے یا جیل کے عہد پانی نہ لینے دیں تو نماز کی کوئی گنجی کے لئے کیا کرنا چاہیے؟ (۳) جیل میں اگر وہ جماعت نماز نہ پڑھتے دیں تو کیا صورت ہوگی؟ (۴) مقابلہ جوئی بطور احتجاجی برخلافہ سلوک کیا جائے تو کیا حکم ہے؟

المستفتی دفتر مجلس خلافت پنجاب (لہور)

(جواب ۷۷۶) (۱) اذان دینے کی کوشش کرنی چاہیے اور جب نہ کسی طرح جہر حکام اجازت نہ دیں تو بھی اذان نماز پڑھ لی جائے۔

(۲) جیل میں اگر جہر حکام اہم کے لئے پانی نہ دیں اور کسی طرح پانی دستیاب نہ ہو یا اس کے استعمال پر قدرت نہ ہو تو تحیم سے نماز پڑھ لیں۔

(۳) جماعت سے نماز پڑھنے کی اجازت کے لئے کوشش کی جائے اور کسی طرح بھی اجازت نہ ملے تو فرداً نماز پڑھ لی جائے۔

(۴) مقابلہ جوئی اس حد تک کہ ہلاکت کا مان غالب نہ ہو جائے چرک ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ

بے نمازی کی نماز جنازہ پڑھی جائے

(از ائمہ جہتہ سر روزہ مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) بے نمازی یعنی جس شخص نے تمام عمر میں کبھی نماز نہیں پڑھی ایسے شخص پر نماز جنازہ درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۷۷) ہرک الصلوٰۃ والماخضیہ کے نزدیک فاسق ہے مکافر نہیں۔ اور فاسق کے جنازے کی نماز پر حتمی ضروری ہے بغیر نماز پڑھتے وقت مرد و بیباچ و عورتیں باہر نمازیوں کو جبر کرنے کے لئے بڑے اور

(۱) وهو سنة مؤكدة للعارض هي وفيها زلوفه الصالح (سور الانصار باب الاداء ۱ ۳۸۴ ط سعید) بحلاف مصنف وشرحه في بيته بمصر أو قرية له مسجد فلا يكون تركه. إذ أدان الحي بكتفه الصالح (سور و شرحه باب الاداء ۱ ۳۹۵ ط سعید)

(۲) من عجز عن استعمال الماء بعدد مبالاة لمصر أو برد أو خوف عدو. بيمه (سور الانصار باب التيمم ۱ ۲۳۲ ط سعید)

(۳) والحجامة سنة مؤكدة للرحل واليهما التيمم. وحب عمي الرحمن (عقلاء الصالحين) الاحرار لقادريين عمي (نصالة) للحجامة من غير حرج الصالح (سور الانصار باب الامانة ۱ ۵۵۲ تا ۵۵۴ ط سعید)



منتہ نماز نہ پڑھیں معمولی درجہ کے آدمیوں کو کہہ دیں کہ وہ نماز پڑھ کر وقف کر دیں۔ (۱)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

عمر اتارک نماز قاسم ہے

(المجمعیۃ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۷ء)

(سوال) وہ کلمہ و مسماں جس نے عمر بھر نماز نہیں پڑھی اور سیکھی بھی نہیں مگر عقیدہ نماز کو اپنا سمجھتا رہا اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

(جواب ۷۷۸) اگر وہ شخص توحید و رسالت اور مین چیزوں پر ایمان رکھتا تھا جن پر ایمان رکھنا ضروری ہے نماز کو فرض سمجھتا تھا تو صرف اس وجہ سے کہ اس نے نماز کبھی نہیں پڑھی اور نہ سیکھی کافر نہیں بنے گا بلکہ وہ فسق ضرور ہے مگر کفر کا حکم سن پر سنا جائز نہیں البتہ اگر وہ نماز کی فرضیت سے بھی منکر ہو تو بلاشبہ کافر قرار دیا جائے گا۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

نماز کے بعد مصے کو الٹ دینا

(المجمعیۃ مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) عام لوگ بعد نماز کے کونہ یا نماز کا الٹ دیتے ہیں کیا یہ شرعاً مجزب ہے؟

(جواب ۷۷۹) نماز کا کونہ الٹ دینے کی کوئی اصل نہیں نہ کوئی وجہ معلوم ہوتی ہے اور جو وجہ مشہور ہے کہ شیطان اس پر نماز پڑھ دیتا ہے یہ غیر ثابت اور غیر معقول ہے بل بغرض حفاظت یا نماز کو پلینے کی وجہ سے درست ہے مگر صرف کونہ الٹ دینے میں کوئی حفاظت بھی نہیں۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

نماز میں خیالات اور وسوس کا حکم

(المجمعیۃ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۸ء)

(سوال) نماز کے اندر انواع و اقسام کے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں اور خیالات منتشر رہ جاتے ہیں اس سے نماز میں کوئی نقص تو نہیں آتا؟

(جواب ۷۸۰) غیر اختیاری خیالات سے نماز فسد نہیں ہوتی حتیٰ الامکان ان کو دفع کرنا چاہیے۔

(۱) صلوات علی کل منہ وحر لحدیث (کبر للعیال ۶ ۵۴ ط بیروت) وہی فرقی علی کن مسلم مات حرمہ بعد :  
قضاء للطریق الخ۔ توبہ الاصل: حبانہ ۲ ۲۱۰ ط سعید، و تارکینا عمداً محبة فی تکسلاً لیس فی محسن جس شمس یح  
(انسور) او شوحہ کتاب الصلاة ۱ ۳۵۳ ط سعید  
(۲) و تارکینا عمداً محبة فی تکسلاً لیس فی محسن حتی یصلی لامہ یا جس محلی العبد فی محلی احلی الخ (سورہ سورہ  
کتاب الصلاة ۱ ۳۵۳ ط سعید، (۳) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ "ان تعاور علی امی عمداً حین نہ یفسد  
ما لم یعمل او تنکرم بہ الخ" (مسلم) باب ان تعاور اللہ عن حدیث الفس ۱ ۷۸ ط طبعی کتب خانہ کراچی

نماز کب معاف ہوتی ہے

(سوال) نماز کب معاف ہوتی ہے؟

(جواب ۷۸۱) جب انسان مرض کی وجہ سے بالکل ہوش و حواس سے عاری ہو جائے اور اسی حال پر چوبیس گھنٹے سے زیادہ گزر جائیں یا اتنا کمزور ہو جائے کہ سر سے صرف اشارہ کرنے کی بھی قدرت نہ ہو اور اسی حال پر ایک رات دن سے زیادہ ہو جائے تو ان نمازوں کی قضاء بھی اس کے ذمے نہیں ہوتی (۱) محمد کفایت اللہ

”اللہ اکبار“ کہنا مفید نماز ہے یا نہیں؟

(المجمیعہ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۴ء)

(سوال) اللہ اکبر کی بجا کو جو فتنہ ہے کما حقہ ادا کرتے ہوئے راء کو خفیف سا کھینچ کر ادا کرنے میں نماز میں کیا نقصان ہوگا؟

(جواب ۷۸۲) باکافتہ کھینچنے سے اگر اکبار ہو جائے تو نماز مکروہ ہوگی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز میں تصور شیخ کا حکم

(المجمیعہ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) تصور شیخ جو اکثر مشائخ اپنے مریدوں کو بتاتے ہیں مراقبہ میں یا نماز میں جائز ہے یا نہیں؟ خصوصاً جب کہ اللہ کے ذکر کے ساتھ ہو؟

(جواب ۷۸۳) تصور شیخ کا مسئلہ تصوف کا مسئلہ ہے صوفیہ اس کو توحید خیال کے لئے مفید سمجھتے ہیں لیکن نماز کی حالت میں اصول فقہیہ کی رو سے اس کی اجازت دینی مشکل ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نمازی کے سامنے کتنے فاصلے پر گزرنا جائز ہے؟

(المجمیعہ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) مصلیٰ کے آگے سے کتنے فاصلے کے درمیان سے گزرنا گناہ ہے اکثر کتابوں میں لکھا ہے کہ موضع سجود کے درمیان سے گزرنا منع ہے موضع سجود کے مطالب میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ سجدہ کرنے

(۱) وإن تعذر الإيماء برأسه وكثرت القوائت بأن زادت على يوم وليلة سقط القضاء عنه وعليه الفتوى (التوبير و شرحه باب صلاة المريض ۹۹/۲ ط سدید)

(۲) حلی کبیر ”میں اس کو منہ صلوٰۃ کہا ہے: وإن قال الله اکبار لا يصبر شاعراً وإن قال في خلال الصلاة تضسد صلاته قبل لأنه اسم من أسماء الشيطان و قيل لأنه جمع كبر بالتحريك وهو الطيل و قيل يصبر شاعراً ولا تضسد صلاته لأنه أسماء و الاول أصح (الآل اول تكبيره الافتتاح ص ۲۶۰ ط سهیل)

(۳) وإن المساجد لله فلا تدعو مع الله أحدا الآية (جن ۱۸) ولو تفكر في صلاة فتذكر حديثاً أو شعراً أو خطبة أو مسئلة بكرة و عالمگیری باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها ۱۰۰/۱ ط ماجديه كونه

کی جگہ اور مصلیٰ کے قدم کے درمیان سے گزرنامنع ہے اور اس کے باہر سے گزرناجائز ہے بعض کہتے ہیں کہ مصلیٰ کے آگے جو فرش پر صاف، بند کی لکیر بنی ہوئی ہے یہی سترہ کے لئے کافی ہے اور اس خط کے باہر سے بلا ضرورت بھی گزرناجائز ہے

(جواب ۷۸۴) نماز پڑھنے والے کے آگے سے چھوٹی مسجد یا چھوٹے مکان میں گزرنانا جائز ہے جب تک کہ اس کے آگے کوئی آئرن ہو اور بڑی مسجد یا دامکان یا میدان ہو تو اتنے آگے سے گزرناجائز ہے کہ اگر نمازی اپنی نظر مسجد کی جگہ پر رکھے تو گزرنے والا اسے نظر نہ آئے (رحمہ اللہ) کفایت اللہ کا ان شاء اللہ

(۱) انتشار پھیلانے والا گناہ گار ہے

(۲) غیر مقلدین اہل السنۃ والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟

(۳) اہل حدیث کے پیچھے نماز عید کا حکم

(۴) عیدین میں عند الاحناف تکبیرات زوائد چھ ہیں

(۵) احناف کو اہل حدیث کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۶) ترویج مع وتر تینیں رکعات مستنون ہیں

(۷) گیارہ رکعت ترویج کو سنت کہنا

(۸) عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت

(۹) حق بات کو چھپانا گناہ ہے

(التمعیہ مورخہ کیم فروری ۱۹۳۷ء)

(سوال) ہم لوگ جب کہ شرعی صدقہ فطر سے بالکل ہواقت تھے اور چرم قربانی کو بیچ کر اپنے مصرف میں لاتے تھے بعد بعض تو چرم قربانی بیچ کر ہیزی وغیرہ غشی و مسکر چیزیں بیچ جاتے تھے اس وقت سے آج تک علمائے اہل حدیث کے ساتھ عیدین کی نماز بے تکلف بارہ تکبیروں کے ساتھ پڑھتے رہے اور انہیں علمائے کرام کی بدولت شرعی مسائل سے واقف ہوئے صدقہ فطر نکالتے ہیں اور چرم قربانی کی قیمت مہارس اسلامیہ میں دیتے ہیں جس کو تیس چالیس برس کا عرصہ ہوتا ہے اس عرصے میں بڑے بڑے مشہور علمائے احناف آئے اور آتے رہتے ہیں اور اپنے مواضع حسنہ سے مستفید فرماتے ہیں مگر آج تک کسی عالم نے یہ نہیں کہا کہ علمائے اہل حدیث کے پیچھے تم لوگوں کی نماز نہیں ہوگی اب کے سال چند ریویو حضرات نے بڑی دھوم مچا رکھی ہے لوگوں کو درغائے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی مندرجہ ذیل

(۱) و مرور مار فی الصحراء، او مسجد کبیر بموضع سجودہ فی الاصح او مرورہ بین ینبہ الی حائط القبلة فی بیت و مسجد صغیرہ فانہ کیفۃ واحده مطلقا الخ (التبوی و شرحہ) و فی الشامیہ: "انہ قدر ما یقع بصرہ علی المسار لو صلی بحلو ع ای رانہ بصرہ الی موضع سجودہ الخ (باب ما یفسدہ الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۱/۶۳۶ ط سعید)

سوالات کے جواب مرحمت فرمائیں۔

(۱) جماعت کا منتشر کرنے والا مجرم ہے یا نہیں؟ (۲) اہل حدیث سنت جماعت میں سے ہیں یا نہیں؟ (۳) علمائے اہلحدیث کے پیچھے احناف کی عیدین کی نماز ہوگی یا نہیں؟ (۴) عیدین کی نماز بارہ تکبیروں سے افضل ہے یا چھ تکبیروں سے؟ (۵) احناف اپنے کو اہل حدیث کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ (۶) ترویج کی نماز مع الوتر گیارہ رکعت افضل ہے یا تیس؟ (۷) کوئی شخص ترویج کی نماز سنت سمجھ کر گیارہ رکعت پڑھے تو کیا وہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجرم ہوگا؟ (۸) عالم کے موجود ہوتے ہوئے معمولی اردو خوال کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟ (۹) حق بات کو چھپانے والا کیسا ہے؟

(جواب ۷۸۵) (۱) تفریق پیدا کرنے والا سخت گناہ گار ہے (۲) اہل اہل سنت والجماعت میں داخل ہے (۳) ہو جائے گی مگر حنفی مقتدی چھ تکبیریں کہیں (۴) حنفیہ کے نزدیک چھ تکبیروں سے ہے (۵) اصطلاحی معنی سے نہیں کہہ سکتے (۶) تیس رکعت افضل اور مسنون ہیں (۷) مجرم نہ ہوگا مگر تارک افضل و راجح ہوگا (۸) ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی (۹) ضرورت بیان کے موقع پر حق کو چھپانے والا گناہ گار ہے (۱۰) محمد کفایت اللہ کان اللہ!

نماز میں کیا تصور کیا جائے؟

(المجمیعہ مورخہ ۱۶ جون ۱۹۳۸ء)

(سوال) جب انسان نماز پڑھنے کھڑا ہو تو اس کو ہمہ تن خالق و دو عالم کی طرف رجوع ہو جانا چاہئے اور دل میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی قسم کا خیال نہیں گزرنا چاہئے ایسی تصورات میں نماز کی رکعات کا شمار اور رکوع و

(۱) قوله تعالى ص " واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا " الآية (آل عمران ۱۰۳)، بقوله تعالى " ولا تفرقوا فشقوا " (۱) و تذهب ويحكم (الفتاوى ۴۶)

(۲) ذو غیر مقصدین عقیدہ کو شرک کہیں نہ ہو چہ شے اور سب، شتم کریں اور اہل سنت والجماعت کے اتفاق مسائل کا انکار کریں وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں

(۳) ذو غیر متقصدین عقیدہ کو شرک کہیں اور اہل سنت والجماعت کے اتفاق مسائل کا انکار کریں وہ غیر مذہب متبع ہیں ان کے پیچھے نماز نہ ہو

تحریکی سید امداد الفتاویٰ باب الإمامة والجماعة ۲/۲۵۳ ط مکتبہ دار العلوم کراچی

(۴) وہی ثلث تکبیرات فی کل رکعة الخ (الدر المختار باب العیدین ۲/۱۷۲ ط سعید)

(۵) وعن یزید بن رومان انه قال " كان الناس يلقون في زمان عمر بن الخطاب في رمضان ثلاثا وعشرين ركعة (آثار السنن) باب التراويح بعشرين ركعة ص ۲۰۵ ط اعدادیہ

(۶) وہی عشرون ركعة (در مختار) و فی الشامیہ " هو قول الجمهور " و علیہ عمل الناس شرقا و غربا الخ (باب التویر والواقف) بحث التراويح ۲/۴۵۲ ط سعید

(۷) والاحق بالإمامة تقديمها بل نصيب الأعلام بأحكام الصلاة ثم الأحسن تلاوة و تجويدا للقرآن الخ (التویر و شرحه) باب الإمامة ۱/۵۵۷ ط سعید

(۸) إن الذين يكتفون بما نقلوا من الحديث واليهدي من بعد ما ينه الناس في الكتب أولئك يلعنهم الله و يلعنهم اللعنون (بقرہ ۱۵۹)

ہجود کا خیال رکھنا مشکل ہے اگر نماز کی ترتیب اور شمار رکعات کا خیال رکھے تو اللہ تعالیٰ کا خیال قائم نہیں رہ سکتا۔؟

(جواب ۶۷۸) نماز میں صرف اللہ تعالیٰ کا خیال رہنا چاہیے اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز ہی بعد تن اس تصور میں غرق ہو کہ میرا معبود اور معبود اللہ تعالیٰ ہے اور میں اس کے سامنے کھڑا ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے اور اگر خیال اتنا قوی ہو جائے کہ گویا میں خدا کو دیکھ رہا ہوں تو سبحان اللہ! بہر حال اس خیال اور تصور کے ساتھ قیام رکوع، ہجود اور رکعات کی تعدد کا تصور جمع ہو سکتا ہے اور ارکان کے تصور سے یہ لازم نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ کا جو تصور مطلوب ہے وہ باقی نہ رہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کفایت المفتی جلد سوم ختم ہوئی اس کے بعد جلد چہارم ہے

(۱) ان تعبد اللہ کائنات تراء وان لم تکن تراء فانه يراء الحديث (مسلم) کتاب الإيمان ۱/۲۷ ط قدیمی کتب خانہ